سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

دار الاشاعت
اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

تاریخ طبری اردو

سلیس بامحاورہ جدید ترجمہ

تاریخ طبری اردو

اردو ترجمہ

تاریخ الامم والملوک

جلد اوّل

حصہ اوّل و دوم

قبل از اسلام

زمانہ کی حقیقت و ماہیت، زمین و آسمان کی پیدائش تخلیق آدم، واقعات انبیاء کرام و ملوک عالم، فارس و یمن و روم کے بادشاہوں اور پیغمبران بنی اسرائیل کا ذکر حضورؐ کے زمانے تک کے بادشاہ اور حضرت عیسیٰؑ کا ذکر،

علامہ ابی جعفر محمد بن جریر طبریؒ

اردو ترجمہ

مولانا محمد اصغر مغل فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

مولانا اعجاز احمد صمدانی فاضل جامعہ دارالعلوم کراچی

دارالاشاعت

اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی دارالاشاعت کراچی
کمپوزنگ : محمد زید مغل
طباعت : ۲۰۰۳ء حسان پرنٹنگ پریس، کراچی۔
ضخامت : ٦٦٤ صفحات

ملنے کے پتے

بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
کشمیر بکڈپو۔ چنیوٹ بازار فیصل آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
بیت الکتب بالمقابل اشرف المدارس گلشن اقبال کراچی

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور
مکتبہ امدادیہ ٹی بی ہسپتال روڈ ملتان
ادارہ اسلامیات موہن چوک اردو بازار کراچی
ادارۃ القرآن والعلوم الاسلامیہ B-437 دیب روڈ لسبیلہ کراچی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

فہرستِ مضامین

تاریخ طبری جلد اول حصہ اول ودوم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ از مصنف کتاب

اسی سے ابتداء اسی سے انتہاء ہے۔

تمام تر تعریف اللہ کے لیے ہیں جو ہر چیز سے پہلے تھا۔اور ہر چیز کے بعد بھی وہی ہوگا۔وہ ہمیشہ باقی رہنے والی ذات ہے۔اسپر کبھی زوال نہیں۔اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔اس نے مخلوقات کو بغیر کسی نمونے کے پیدا کیا ہے۔وہ تنِ تنہا اور اکیلا ہے۔عدد سے پاک ہے۔ہر چیز کے بعد بھی باقی رہے گا۔اس کی بقا کی کوئی انتہا ہے اور نہ کوئی حد۔اسی کے لیے تمام تر بڑائی اور عظمت ہے۔اسی کے لیے جمال وکمال ہے۔ہمہ قسم کا غلبہ وتصرف اسی کے لیے ہے۔بادشاہت اور ہر طرح کی قدرت اسی کے لیے ہے۔وہ اپنی بادشاہت میں کسی بھی شریک کی شراکت سے پاک اور منزہ ہے۔وہ اپنی یکتائی اور وحدانیت میں بھی ساجھی سے پاک ہے۔وہ اس سے بھی پاک ہے کہ اس کی تدابیر وتصرفات میں کوئی اس کا مددگار ہو یا اس پر غالب ہو۔وہ اولاد اور زوجہ اور ہر طرح کے ہمسر سے پاک ہے۔خیالات عقلیہ اس کا احاطہ نہیں کر سکتے۔اور نہ کائنات کی جہات واطراف اسکو گھیر سکتی ہیں۔اور نہ نگاہیں اسکو دیکھنے کی طاقت رکھتی ہیں۔لیکن وہ ہر چیز کو دیکھتا ہے۔اور وہ انتہائی باریک بین اور ہر چیز سے باخبر ہے۔

میں اسکی تمام نعمتوں پر شکر ادا کرتا ہوں اور میں اللہ سے ایسے قول وعمل کی هدایت کا طالب ہوں جو مجھے اس کے قرب سے نواز دے اور اسکو مجھ سے راضی کر دے اور میں اسپر صدق دل سے ایمان لاتا ہوں اور یکتائی اور بزرگی کو اس کے لیے خالص قرار دیتا ہوں۔

یاربّ صلّ وسلّم

اور میں اس بات کی شہادت دیتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اسکے شریف النفس بندے ہیں اور انتہائی امین پیغمبر ہیں۔حق تعالی شانہ نے انہیں رسالت ونبوت کے لیے منتخب کیا ہے اور وحی کے اعزاز سے مشرف فرما کر خلق خدا کی طرف داعی بنا کر بھیجا تا کہ وہ مخلوق کو اس کی عبادت واطاعت کی طرف بلائیں۔

سو انھوں نے علی اعلان اللہ تعالی کے احکامات کی دعوت دی اور اس راستہ میں بڑا مجاہدہ ومشقت برداشت کیا اور خلق خدا کے ساتھ خیر خواہی کا حق ادا کیا۔اس بار امانت کی ادائیگی میں نہ کوتاہی کی کوئی کسر چھوڑی یہاں تک کہ رب تعالی کی جانب سے ان کا بلاوا آگیا۔

صلی اللہ تعالی علیہ وعلی الہ وصحبہ وسلم تسلیما کثیرا۔

تخلیق ارض وسماء

امابعد!

بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے جس کی شان انتہائی بلند اور جس کا نام انتہائی مقدس و پاکیزہ ہے، ان تمام مخلوقات کو بغیر کسی احتیاج وضرورت کے پیدا فرمایا۔ مخلوق کی تخلیق سے اسکی کچھ غرض وابستہ نہیں محض اپنے فضل و مہربانی سے اس نے کارخانہ عالم کو وجود بخشا۔ اور پھر ان میں سے بعض مکلف مخلوق کو اپنے اوامر ونواہی کے ساتھ مختص کیا۔ اور ان سے اپنی عبادت واطاعت کا امتحان بھی لیا تا کہ جو اس میں سرخرو ہو اور عبادت واطاعت کرے۔ اور حمد وشکر گزاری بجالائے تو ان پر نعمتوں کا اضافہ کرے اور فضل واحسان میں زیاتی فرمائے اور نوازشات کی اس پر بارش برسائے جیسا کہ حق تعالیٰ شانہ نے قرآن کریم میں یہ بات ارشاد فرمائی:

ترجمہ ''میں نے جن وانس کو محض اپنی بندگی ہی کیلئے پیدا کیا ہے۔ اور میں ان سے رزق رسانی نہیں چاہتا اور نہ یہ چاہتا کہ وہ مجھے کچھ کھلائیں اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی رزق دینے والا ہے اور وہ انتہائی قوت وطاقت کا مالک ہے۔ (سورۃ الذاریات آیت نمبر ۵۶، ۵۷)

ان تمام مخلوقات کو پیدا کرنے کے باوجود اسکی سلطنت و بادشاہت میں ذرا برابر بھی اضافہ نہ ہوا۔ اور اگر وہ ان سب کو فنا و معدوم کر دے تب بھی اسکی سلطنت و بادشاہت میں بال برابر بھی کمی نہ آئیگی۔ اس لیے کہ تغیراتِ احوال سے وہ متاثر نہیں ہوتا۔ خوشی و غمی کی کفیات اسپر اثر انداز نہیں ہوتیں مرور ایام اسکے زمانہ حکومت میں کمی نہیں کر سکتے اس لیے کہ وہ تو خود ہی زمانہ اور ہر طرح کی گردشِ چرخ کا مالک و خالق ہے۔

اس کے فضل واحسان اور نوازش وسخاوت سے سب ہی بہرہ مند رہتے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ نے لوگوں کو سننے کیلئے کان، دیکھنے کیلئے بینا نگاہیں اور بصیرت حاصل کرنے کیلئے قلوب عطا فرمائے اور انہیں عقل سلیم کے بیش قیمت مایہ سے نوازا جسکے ذریعے وہ حق و باطل کے درمیان تمیز کرتے ہیں اور اپنے نفع ونقصان کو پہچانتے ہیں۔ انکے لیے زمین کو بچھا دیا تا کہ وہ اسکے صاف اور واضح راستوں پر چلیں۔ اور آسمان کو ایک محفوظ چھت اور انتہائی بلند بنایا اور پھر اس میں سے موسلا دھار بارش برسائی اور مقررہ مقدار میں رزق اتارا۔ اور اپنی خلق ہی کے مصالح وفوائد کے لیے چاند سورج کو آگے پیچھے دوڑایا جسکے نتیجے میں دن اور رات کا سماں رہتا ہے۔ رات کو اس نے لوگوں کے لیے لباس بنا دیا۔ اور دن کو معاش کے حصول کا ذریعہ بنایا۔ چاند سورج کی یہ گردش اور دن اور رات کا یہ آنا جانا اللہ تعالیٰ کا بندوں پر احسان عظیم ہے! وہ اپنے مقدس کلام میں فرماتا ہے:

''اور ہم نے رات اور دن کی دو نشانیاں بنائیں۔ پس ہم رات کی نشانی مٹاتے ہیں اور دن کی نشانی دیکھنے کا ذریعہ بنا لاتے ہیں تا کہ تم اپنے رب کا فضل و رزق تلاش کرو۔ اور سالوں کا شمار اور حساب و کتاب جان لو۔ اور ہم نے ہر چیز کو جدا جدا کر کے واضح انداز میں بیان کر دیا ہے۔ (سورۃ الاسریٰ آیت نمبر ۱۲)

اسکے علاوہ ان سے فرائضِ دین کی ادائیگی کے اوقات بھی معلوم ہوتے ہیں جنکا تعلق دن اور رات کی گھڑیوں اور ماہ وسال سے ہے۔ مثلاً پنج وقتی نماز، زکوۃ، حج، روزے وغیرہ۔ اسی طرح معاملات لین دین، قرض یا دیگر حقوق کی ادائیگی کا وقت، جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد خداوندی ہے:

''یہ لوگ آپ سے چاند کے گھٹنے بڑھنے کے متعلق سوال کرتے ہیں۔آپ جواب دید یجیے کہ یہ حج اور دیگر فرائض دین کے مقررہ اوقات کے لئے ہیں (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۱۸۹)

دوسری جگہ ارشاد ہے

''وہی ذات ہے جس نے سورج کو روشن اور چاند کو نورانی بنایا اور انکی منزلیں مقرر فرمائیں تا کہ تم سالوں کی گنتی اور حساب معلوم کرلو اس نے ٹھیک و درست پیمانے پر ہی پیدا کیا ہے۔اور وہ علم والوں کیلیے یہ نشانیاں کھول کھول کر واضح انداز میں بیان فرماتا ہے، بلاشبہ دن اور رات کے آنے جانے میں اور آسمان کی دیگر مخلوق میں ان لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو کہ ڈرتے ہیں۔

یہ تمام تر انعامات محض اللہ تعالی کا فضل واحسان ہیں اور بندہ جب شکر گزاری واحسان مندی کے جذبات سے اپنے رب کی طرف متوجہ ہوتا ہے تو اللہ تعالی اپنی عنایت میں مزید اضافہ فرما دیتے ہیں۔

جیسا کہ قرآن کریم میں حق تعالی شانہ کا یہ وعدہ مذکور ہے:

''تمہارا رب یہ اعلان کرتا ہے اگر تم اسکی شکر گزاری کرو گے تو میں نوازشات میں مزید اضافہ کردونگا اور اگر ناشکری کا راستہ اختیار کرو گے (تو یاد رکھو) بلاشبہ میرا عذاب بڑا سخت ہے (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۷)

چنانچہ بنی آدم کی ایک بڑی جماعت نے شکر گزاری کا راستہ اختیار کیا سو اللہ تعالی نے حسب وعدہ سابقہ اور ابتدائی نعمتوں پر مزید خوب اضافہ فرمایا۔یہ بیان تو صرف دنیاوی نعمتوں کا تھا لیکن جنات نعیم میں داخلہ اور وہاں کی دائمی نعمتیں ان شکر گزار بندوں کے لوٹنے پر رکھی گئی ہیں۔

ایک اور بڑے طبقے نے ناشکری اور کفران نعمت کا راستہ اختیار کیا اور اللہ کی عبادت کے بجائے غیروں کی چوکھٹ پر سر جھکایا۔تو اللہ تعالی نے وہ تمام نعمتیں بھی ان سے سلب فرمالیں۔جو انھوں نے عطا فرمائیں تھیں بلکہ ان پر مہلک عذاب نازل فرمایا۔جو دردناک ہونے کے ساتھ دوسروں کے لیے عبرت کا نشان ثابت ہوا۔

اور ان ہی ناشکروں میں سے لوگوں کو اس دنیاوی زندگی میں اپنی نعمتوں سے نفع اٹھانے کی خوب مہلت عطا فرمائی لیکن وہ استدراج اور ڈھیل تھی نہ کہ مقبولیت وعطاء، تا کہ آخرت میں وہ لوگ عذاب الہی کے خوب مستحق ہو جائیں لہذا دنیا میں تو ان کی پکڑ نہ ہوئی۔البتہ آخرت میں ان کو سخت سزا ہوگی۔

اعاذ نااللہ منہ و لاتجعلنا منھم

ہم اللہ تعالی کی پناہ چاہتے ہیں ایسے عمل سے جو اسکی ناراضگی کا سبب بنے۔اور ایسے عمل کی توفیق کا سوال کرتے ہیں جو اسکی رضامندی اور محبت اور قرب کا باعث ہو۔امین یارب العالمین۔

مشمولاتِ تاریخِ طبری

کچھ کتاب کے بارے میں

میں اپنی اس کتاب میں ہر زمانے کے سلاطین کا تذکرہ کروں گا۔ نیز گزشتہ اقوام کے عروج و زوال کی داستان اور ان کے جمیع حالات و واقعات اور ان پر ہونے والے فضل و انعام کا بھی ذکر کروں گا۔ انکے تین فریق ہیں

اول فریق

وہ، جنھوں نے انعامات کی ایسی قدردانی و شکر گزاری کی اور انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور انکے سچے جانشینوں کی پیروی کی سوان پر دنیا کے اندر بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے فضل و انعام میں اضافہ ہوا اور آخرت میں بھی ان کے لیے دائمی نعمتیں تیار ہیں۔

دوسرا فریق

وہ، جنھوں نے ناقدری اور ناشکری کا راستہ اختیار کیا اور انبیاء کی نافرمانی کی بلکہ مقابلہ کیا سوان پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دنیا ہی کے اندر ذلت ناک عذاب نازل ہوا۔ اور وہ دوسرں کے لیے قابل عبرت بنا دیئے گئے۔ اور انکے لیے آخرت میں مزید عذاب وسزا ہے۔

تیسرا فریق

وہ، جن کی ناشکری و نافرمانی کے نتیجے میں ان پر عذاب نازل نہ ہوا بلکہ انکو خوب ڈھیل اور مہلت دی گئی تا کہ آخرت میں وہ خوب عذاب کے مستحق ہو جائیں اور آخرت ہی میں ان پر اکٹھا دردناک عذاب واقع ہو جائے سو یہ فریق قیامت ہی میں اپنے جمیع اعمال کی سزا بھگتے گا۔

ان اقوام و امم کے تذکرہ کے ساتھ یہ بھی بیان ہوگا کہ یہ کس زمانے میں گزرے اور ان کے ساتھ کیا کیا حوادثات و واقعات رونما ہوئے، اگر چہ ان تمام کا احاطہ واستقصاء دشوار ہے۔ اور عمر انسانی اس سے قاصر ہے۔ لیکن بشری دائرہ میں تا حد امکان اسکی کوشش کی جائے گی۔

اور اس سے پہلے ابتدا میں کچھ ایسی چیزیں بیان ہوں گی جن کی میں ضرورت محسوس کرتا ہوں۔ مثلاً زمانے کی ماہیت، اسکی مقدار، اور اسکی ابتداء اور انتہاء۔ نیز یہ کہ اس سے پہلے کیا اللہ تعالیٰ نے کچھ اور چیزیں بھی پیدا کیں تھیں یا نہیں۔ اور یہ زمانہ فانی ہے یا نہیں اور اسکی فنا کے بعد کوئی چیز سوائے اللہ کے باقی رہے گی یا نہیں، زمانے کی تخلیق سے پہلے کیا تھا اور اسکے ختم و فنا ہونے کے بعد کیا رہے گا۔

اور اس کائنات کی ابتدا کی کیفیت کیا تھی اور فنا کی کیفیت کیا ہوگی نیز اس کا بیان اور اس پر بھی قدرے دلائل بیان کئے جائیں گے کہ اللہ تعالیٰ قدیم ولا زوال ہے۔

اور مقصود بالذات ہم نے گزشتہ بادشاہوں کی تاریخ، انبیاورسل کے زمانے، ان کی عمریں، انکے خلفاء کے حالات، انکی ولایت کی حدوداوران کے زمانے میں ہونے والے واقعات وحوادث وغیرہ بیان کرنے ہیں۔ یہاں تک کہ یہ سلسلہ ختم الرسل حضرت محمد ﷺ تک پہنچے۔

اور اگر مشیتِ ایزدی شاملِ حال رہی اللہ تعالیٰ نے چاہا اور ہماری مدد ونصرت فرمائی تو ان سب کے آخر میں صحابہ کرامؓ کے حالات، انکے اسماء، انکی کنیتیں، انکے نسب نامے، ان کی عمریں، انکی وفات کا وقت اور وہ جگہ جہاں جہاں انہوں نے وفات پائی، الغرض اس طرح کے تمام امور کو بیان کیا جائے گا۔ پھر اسی تفصیل کے مطابق تابعین کا تذکرہ اور پھر تبع تابعین کا تذکرہ ہوگا۔

اس کے علاوہ کچھ زائد امور بھی بیان ہونگے، مثلاً احادیث کے قبول ورد کا بیان اور ان لوگوں کا تذکرہ جن کی روایت حدیث میں تعریف کی گئی ہے۔ اور ان کی روایت کو شرف قبول حاصل ہوا ہے اسی طرح ان لوگوں کا تذکرہ بھی جن کی روایت حدیث میں مذمت کی گئی ہے اور انکی روایت کو ترک کیا گیا ہے۔ ان کی نقول کو کمزور اور ان کی حدیث کو کمزور قرار دیا گیا ہے اسکے ساتھ ساتھ وہ اسباب وعلل جن کی وجہ سے روایت کو متروک وضعیف کہا گیا ہے۔

اور اپنے اس کام میں میں اللہ تعالیٰ ہی سے امداد کا طالب ہوں۔ اور اسی کی توفیق وعنایت کا متلاشی ہوں۔ یقیناً گناہ سے بچنے اور نیکی پر قدرت دینے میں وہی حامی وناصر ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی محمد ﷺ پر اور ان کی آل پر ڈھیروں رحمتیں اور سلامتی نازل فرمائے۔

آمین یا رب العالمین بجاہ سید المرسلین محمد ﷺ

☆☆☆☆☆

نوٹ!

اس کتاب کے قاری کو یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہیے کہ جو کچھ میں اس کتاب میں سابقہ تفصیل کے متعلق بیان ہوگا۔ اسکا اصل مواد ان احادیث وآثار پر ہوگا جو اس مقام پر بیان ہوئی ہیں، عقلی دلائل وفکری استنباط کے نتائج بہت کم اور بقدر ضرورت بیان ہونگے۔

اس لیے کہ اخبار گزشتہ اور حوادثات ماضیہ کا علم، اس قوم کو جس نے ان کا مشاہدہ نہیں کیا اور نہ زمانہ پایا صرف مخبرین وناقلین کی خبر ونقل کے ذریعے ہی ہوسکتا ہے۔ نہ کہ استخراج عقلیہ واستنباط فکریہ کے ساتھ۔

پس ہماری اس کتاب میں کسی خبر وروایت کو قاری اجنبی سمجھے یا سامع قبیح قرار دے اس بناء پر کہ وہ اس روایت کو درست نہیں سمجھتا تو اسے جان لینا چاہیے کہ ہم نے اپنی طرف سے کوئی ملمع سازی اور رنگ آمیزی نہیں کی بلکہ بعض ناقلین سے وہ ہمیں اسی طرح پہنچی ہیں سو ہم نے اسی کو اسی طرح آگے پہنچا دیا جس طرح وہ ہم تک پہنچی تھیں

وما علینا الا البلاغ

وباللہ التوفیق وبیدہ ازمۃ التحقیق

زمانے کی حقیقت و ماہیت

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ

زمانہ دن ورات کے دورانیہ میں گزرنے والی ساعت اور گھڑیوں کا نام ہے اور کبھی زمانے کی تعریف موت سے کی جاتی ہے خواہ طویل ہو یا مختصر۔

اہل عرب کے اس قول میں مزید وضاحت ہوتی ہے "اتیتک زمان الحجاج امیر، وز منَ الحجاج امیر" (میں تمہارے پاس حجاج امیر کے زمانے میں آیا)

یعنی جس وقت امیر حجاج تھا اس وقت میرا آنا ہوا۔ اسی طرح ایک اور قول ہے۔

"اتیتک زمان الصرام" (میں تمہارے پاس پھلوں کو توڑنے کے زمانے میں آیا) اس مقولہ میں زمان الصرام سے مراد وقت الصرام ہے یعنی پھلوں کو توڑے جانے کا وقت۔

خلاصہ یہ کہ زمانہ وقت کا نام ہے جیسا کہ دونوں اقوال میں یہ لفظ اسی مفہوم میں استعمال ہوا ہے۔ پھر زمان گو لفظ مفرد ہے۔ اور اسکا اطلاق ابتدا سے انتہاء تک جمیع وقت پر ہوتا ہے، لیکن وقت کے اجزاء و حصص میں سے ہر ہر جز اور حصے کو مستقل قرار دے کر اس کی جمع بھی لائی جاتی ہے۔ جیسے اہل عرب کا یہ قول "اتیتک ازمان الحجاج امیر" اس مقولہ میں حجاج کے زمانہ حکومت وامارت کے ہر ہر وقت کو الگ الگ زمانہ قرار دیا اور اسی اعتبار سے اس کی جمع ازمان لائی گئی ہے۔ جیسا کہ شاعر کا شعر ہے:

"جاء الشتاء و قمیصی اخلاق شراذم یضحک منه التوّاق"

(ترجمہ) سردی آ چکی ہے اس حال میں کہ میری قمیض پرانی ہے جو کہ چیتھڑوں کی شکل میں ہے جس کی وجہ سے تواق ہنستا ہے۔

اس شعر میں قمیض کے لیے اخلاق کا لفظ استعمال کیا گیا ہے حالانکہ شاعر کا مقصد قمیض کے ہر ٹکڑے اور ہر چیتھڑے کے لیے اخلاق کے وصف کو بیان کرنا ہے لیکن اس کے مجموعہ کے لیے بھی یہ لفظ استعمال کیا۔ اس سے معلوم ہوا کہ بعض اوقات شی کے اجزاء و حصص پر بولے جانے والے لفظ کے مجموعہ پر بھی جمع کا اطلاق کر دیا جاتا ہے۔ اسی طرح یہاں زمانے کی مثال سمجھ لیجیے۔ گزشتہ مثالوں میں زمان اور زمن دو لفظ استعمال ہوئے ہیں، یہ دونوں اس کے ہم معنی ہیں۔ یہ شعر اس کا مؤید ہے۔

"وکنت امرأ زمنا بالعرق عفیف المناخ طویل التغن"

(ترجمہ) میں قیام عراق کے زمانے میں پاکیزہ ٹھکانہ رکھنے والا اور عفت سے متصف مرد تھا۔
یہاں زمن بغیر الف کے واقع ہوا ہے۔اس سے معلوم ہوا کہ دونوں لفظ ایک ہی حقیقت کے دو نام ہیں۔تواق شاعر کے بیٹے کا نام ہے۔

''ابتدا سے انتہا تک زمانہ کی کل مقدار کتنی ہے''

دنیا کی کل مدت

ابتدا سے انتہا تک یعنی تخلیق آدم سے قیامت تک زمانے کی کل مقدار کے بارے میں علمائے سلف کا اختلاف واقع ہوا ہے۔بعض اہل علم فرماتے ہیں کہ زمانے کی کل مقدار سات ہزار سال ہے اس قول کے قائل حضرت ابن عباسؓ ہیں ان سے مروی ہے کہ ''دنیا کی مجموعی عمر آخرت کے مقابلے میں سات ہزار سال ہے، اس میں چھ ہزار دو سو سال گزر چکے ہیں اور چند سو سال باقی ہیں (یعنی چند صدیاں باقی ہیں نہ کہ ہزار)۔

بعض فرماتے ہیں کہ زمانے کی کل مقدار چھ ہزار سال ہے حضرت کعب احبار سے یہی مروی ہے اور حضرت وہب بن منبہ سے بھی اسی طرح نقل کیا گیا ہے۔وہ فرماتے ہیں کہ دنیا کو پانچ ہزار چھ سو سال گزر چکے ہیں اور ہر زمانے جو انبیاء علیہم الصلوۃ والسلام اور سلاطین گزرے ہیں، میں ان سب سے واقف ہوں راوی نے پوچھا دنیا کی کل مدت کتنی ہے فرمایا ''چھ ہزار سال''

دنیا کی عمر حدیثِ نبوی ﷺ کی روشنی میں

ان میں سے درست قول وہ ہے جس کی تائید و تقویت بہت سی احادیث صحیحہ سے ہوتی ہے۔مثلاً ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ آپ فرما رہے تھے کہ تمہاری عمر گزشتہ امتوں کے مقابلے میں اتنی ہے جتنا نماز عصر سے غروب شمس تک کا وقت (یعنی جو نسبت اس قلیل وقت کو پورے دن سے ہے وہی نسبت تمہاری مجموعی عمر کو گزشتہ امتوں کی مجموعی عمر سے ہے۔)

ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے سنا آپ فرما رہے تھے کہ خبردار بلاشبہ تمہاری عمر ان امتوں کے مقابلے میں جو تم سے پہلے گزر چکی ہیں اتنی ہے جتنا کہ نماز عصر اور مغرب کا درمیانی وقت۔

ابن عمرؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ''میری امت کے لیے دنیا کی عمر میں صرف اتنی مقدار بچی ہے جتنی کہ بعد نماز عصر سورج کی مقدار غروب ہونے سے باقی رہ جاتی ہے۔

ابن عمرؓ سے ہی مروی ہے کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس عصر کے بعد بیٹھے ہوئے تھے اور سورج ''قعیقعان'' نامی پہاڑ پر چمک رہا تھا پس آپ نے ارشاد فرمایا کہ تمہاری عمریں گزری ہوئی امتوں کے مقابلے میں بس اتنی ہیں جتنا دن کا یہ حصہ گزرے ہوئے دن کی نسبت باقی رہ گیا ہے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک دن اپنے اصحاب کو خطبہ دیا اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا بس قلیل سا وقت باقی رہ گیا تھا۔ آپ نے ارشاد فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے دنیا کی بقیہ عمر گزری ہوئی عمر کی نسبت صرف اتنی رہ گئی ہے جتنا کہ یہ تمہارا دن گزرے ہوئے دن کی نسبت باقی ہے اور تم سورج کو غروب کے قریب ہی دیکھ رہے ہو۔

ابوسعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غروب شمس کے قریب فرمایا کہ دنیا کا باقی ماندہ حصہ گزرے ہوئے حصہ کے مقابلہ میں ایسا ہے جیسے کہ تمہارے آج کے دن کا بقیہ حصہ گزرے ہوئے دن کے مقابلے میں۔

ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور قیامت ان دو (انگلیوں) کی طرح بھیجے گئے ہیں۔ اور شہادت کی انگلی اور درمیانی انگلی کو ساتھ ملایا۔ ابوھریرہؓ سے ایک دوسری سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔

جابر بن سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بالکل یہی حدیث روایت کرتے ہیں۔

اور جابر بن سمرہؓ سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا میں گویا رسول اللہ ﷺ کی دو انگلیوں کی طرف دیکھ رہا ہوں۔ اور پھر حضرت جابر بن سمرہ نے انگشت شہادت اور اس سے متصل (یعنی درمیانی) انگلی کے ساتھ اشارہ فرمایا اور کہا آپ فرمار ہے تھے کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دو انگلیاں (ذرا سے فرق کے ساتھ آگے پیچھے ہیں)۔

جابر بن سمرہؓ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میری بعثت قیامت سے صرف اتنی پہلے ہے جسطرح یہ دو انگلیاں اور پھر آپ ﷺ نے انگشت شہادت اور وسطی کو جمع کیا۔

حضرت شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے سنا اور وہ حضرت انس بن مالکؓ کے حوالے سے یہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح (ساتھ ساتھ) بھیجے گئے ہیں۔

شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے قتادہ سے اس قصہ کا یہ جملہ بھی سنا ہے کہ جس طرح ان دو انگلیوں میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت حاصل ہے لیکن میں یہ فیصلہ نہیں کر پا رہا ہوں کہ میں اسکو قتادہ کے حوالے سے نقل کروں یا حضرت انس بن مالک کے حوالے سے۔ (یعنی یہ قول قتادہ کا ہے یا انس بن مالک کا مجھے یہ فیصلہ کرنے میں دشواری ہے)

انس بن مالکؓ سے ایک دوسری سند سے بھی یہ حدیث مروی ہے۔ اور ان سے مروی ایک طریق میں یہ بھی اضافہ ہے اشار بالوسطی والسبابہ (درمیانی اور انگشت کے ساتھ اشارہ فرمایا۔)

انس بن مالکؓ ایک مرتبہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کے پاس تشریف لائے اسنے پوچھا کہ آپ نے رسول اللہ ﷺ سے قیامت کے بارے میں کیا سنا ہے انس بن مالک نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے آپ فرما رہے تھے کہ تم اور قیامت ان دونوں انگلیوں کی طرح قریب قریب ہو اور پھر اپنی دونوں انگلیوں سے انس نے اشارہ کر کے دکھایا۔

عیاش بن ولید اور عبدالرحیم البرقی کے طریق سے بھی یہ قصہ اسی طرح مروی ہے۔

معبد حضرت انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں اور وہ آپ ﷺ کے حوالے سے نقل کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں اور دونوں انگلیوں سے اشارہ کر کے دکھایا۔

ابوالتیاح بھی حضرت انس بن مالکؓ سے اسی کی مثل روایت کرتے ہیں۔

سہل بن سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ نے اپنی دو انگلیوں درمیانی اور انگشت شہادت کے ساتھ اشارہ کیا اور فرمایا کہ میں اور قیامت ان دونوں کی طرح بھیجے گئے ہیں۔

سہیل بن سعد الساعدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہی مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اور قیامت ان دو انگلیوں کی طرح ہیں اور پھر درمیانی انگلی اور انگشت شہادت کو ضم کر کے دکھایا اور یہ بھی فرمایا کہ میری اور قیامت کی مثال دو گھوڑوں کی طرح ہے مزید فرمایا کہ میری اور قیامت کی مثال اس شخص کی طرح ہے جسے کسی قوم نے پیش رو کے طور پر آگے بھیجا ہو۔ پس جب اسے دشمن کے حملہ کا خطرہ ہوا تو وہ اپنے کپڑے اتار کر چیخا اور قوم کو خبردار کیا کہ تمہیں آلیا گیا تمہیں گھیر لیا گیا پس میں بھی وہی آدمی ہوں، وہی آدمی ہوں، وہی آدمی ہوں۔

سہل بن سعد سے تین روایات جو مختلف سندوں سے مروی ہیں ان سب کا مضمون بنفسہ وہی ہے جو کہ گزشتہ روایات میں ذکر ہو چکا۔

عبداللہ بن بریدہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ میں اور قیامت اکٹھے بھیجے گئے ہیں اور قریب ہے کہ قیامت مجھ پر سبقت کر جائے۔

المستورد بن شداد الفہری نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے بالکل قریب بھیجا گیا ہوں اور میں نے اس پر صرف اتنی سبقت کی ہے جتنا کہ اس (وسطی) انگلی نے اس (انگشت شہادت) انگلی پر سبقت حاصل کی ہے اور راوی حدیث ابوعبداللہ نے دونوں انگلیوں کو جمع کر کے کیفیت بیان کی۔

ابوجبیرہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں قیامت کے ساتھ ساتھ اس طرح مبعوث ہوا ہوں جس طرح کہ یہ دونوں انگلیاں۔ اور وسطی اور انگشت شہادت کے ساتھ ارشاد فرمایا (یعنی جس طرح وسطی کو انگشت شہادت پر تقدم حاصل ہے۔ اسی قدر مجھے قیامت پر تقدم حاصل ہے۔

ابوجبیرہ مشائخ انصار سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے میں اور قیامت اس طرح ہیں۔ علامہ طبری کہتے ہیں کہ اس حدیث کو بیان کرنے کے بعد ہمارے استاد نے انگشت شہادت کو وسطی کے ساتھ ملا کر دکھایا اور فرمایا کہ اس طرح ضم کرنے میں دونوں انگلیوں کے معمولی فرق کی طرف اشارہ ہے۔

''مدت دنیا، خلاصۃ البحث''

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ

یہ بات گزشتہ روایات صحیحہ سے ثابت ہو چکی ہے کہ اس امت کے حصے میں بقیہ امم کی نسبت صرف اتنا وقت آیا ہے جتنا کہ عصر و مغرب کے درمیان ہوتا ہے۔

اس مضمون کو نبی کریم ﷺ نے مختلف الفاظ و انداز میں تعبیر فرمایا ہے جیسا کہ ماقبل میں تفصیل کے ساتھ ذکر ہو چکا۔ مثلاً بعض روایات میں فرمایا دنیا کی بقیہ عمر گزری ہوئی عمر کے مقابلہ میں صرف اتنی رہ گئی ہے جتنا کہ تمہارا یہ دن گزرے ہوئے دن کی نسبت باقی رہ گیا ہے اور یہ بات بعد نماز عصر ارشاد فرمائی تھی۔ کہیں اس مضمون کو اس طرح تعبیر فرمایا کہ میں اور قیامت اس طرح بھیجے گئے ہیں جس طرح یہ دو انگلیاں۔ اور انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کو ملا کر دکھایا

کہیں فرمایا کہ میں قیامت سے صرف اس قدر مقدم وسابق ہے۔

حاصل، ان سب کا یہی ہے کہ اس امت کی مجموعی عمر عصر ومغرب کے درمیانی وقت کے بقدر ہے۔ لہذا اب یہ ثابت کرنا ہے کہ عصر ومغرب کے درمیانی وقت کو کل یوم کے ساتھ کیا نسبت ہے اور یہ کل کتنی مدت بنتی ہے۔

سو یہ عمر بالکل بدیہی ہے کہ یوم کی ابتداء طلوع فجر سے اور انتہا غروب آفتاب پر ہوتی ہے اور عصر کا اوسط وقت اس وقت ہوتا ہے جب ہر چیز کا سایہ اسکے دو مثل ہو جائے اور یہ وقت غروب شمس تک کل یوم کا نصف سُبع ہوتا ہے۔

اب اگر دنیا کی مجموعی عمر کو ایک یوم قرار دیا جائے جیسا کہ گزشتہ احادیث میں اس کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے اور اس یوم کی مقدار سات ہزار سال فرض کی جائے جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے تو اس یوم کا نصف سُبع پانچ سو سال نکلتا ہے۔

اور یہ وہی مقدار ہے جو حضرت ابوثعلبہؓ کی روایت میں وارد ہوئی ہے اس سے سند صحیح کے ساتھ مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اس امت کو میں نصف یوم سے عاجز نہیں کروں گا (یعنی نصف یوم سے پہلے اسکو ختم نہیں کروں گا) اور یوم کی مقدار آخرت کے حساب سے ایک ہزار سال ہے لہذا وہ نصف یوم پانچ سو سال کا ہوا۔

ابوثعلبہؓ کی اس روایت کے مطابق جب اس امت کی مجموعی عمر پانچ سو سال ہے تو گزشتہ امتوں کی مجموعی عمر چھ ہزار پانچ سو سال ہوئی اور مجموعہ سات ہزار سال ہوا اور یہی ابن عباسؓ کا قول ہے کہ "الدنیا جمعة من جمع الا خرة سبعة آلاف سنة" معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ کا قول احادیث سابقہ کے زیادہ اشبہ واقرب ہے یہ تمام تر بحث اس قول کے مطابق تھی جو ہمارے نزدیک زیادہ صواب واثبت ہے اور اس قول کی درستگی ان دلائل وشواہد پر مبنی ہے جو کہ ہم نے ماقبل میں تفصیل کے ساتھ ذکر کیے ہیں۔

اور دوسرا قول جس میں کہا گیا ہے کہ دنیا کی کل عمر چھ ہزار سال ہے یہ بھی بے اصل نہیں بلکہ حدیث سے ثابت ہے اگر حدیث سنداً صحیح ثابت ہو جائے تو ہم اس قول کو کسی اور طرف رد نہیں کریں گے بلکہ ثابت بالحدیث مانیں گے۔

سو حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حقب اسی سال کا ہوتا ہے اور ان سالوں کا ایک دن مقدار دنیا کے سو سال کے برابر ہے۔ پس اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دنیا کی کل عمر چھ ہزار سال ہے اور وہ اس طرح کہ آخرت کا ایک دن ایک ہزار سال کا ہوتا ہے اور اسی کو سدسُ دنیا قرار دیا گیا ہے لہذا ثابت ہوا کہ کل مدتِ دنیا چھ ہزار سال ہے۔

مدتِ دنیا کے بارے میں دیگر اہلِ مذاہب کے اقوال و نظریات

یہود کا نظریہ

یہود نے دعویٰ کیا تھا کہ آدم علیہ السلام سے لے کر ہجرت نبوی تک کل مدت دنیا جو ان کے نزدیک ثابت اور موجودہ نسخہ توارت کے موافق ہے وہ چار ہزار چھ سو بیالیس سال ہے اور یہود اسی کے موافق ایک ایک آدمی کی ولادت اور ایک ایک نبی کی بعثت اور ان کی وفات ذکر کرتے ہیں۔

ہم عنقریب انشاء اللہ تعالیٰ اسکی تفصیل ذکر کریں گے بلکہ اس کے علاوہ بھی بہت سی تفصیلات جن کو علماء اہل کتاب اور دیگر اہل تاریخ نے بیان کیا ہے، ذکر کریں گے۔

نصاریٰ کا نظریہ

اس کے برعکس یونان کے نصاریٰ نے دعویٰ کیا کہ یہود اپنے مذکورہ قول اور دعویٰ میں بالکل جھوٹے ہیں۔ بلکہ تخلیق آدم سے ہجرت نبوی تک کل مدت دنیا کے بارے میں صحیح قول جو تورات کے موافق ہے وہ پانچ ہزار نو سو بیانوے سال ہے اور نصاریٰ اسی کے موافق ہر نبی اور بادشاہ کا زمانہ اور ولادت و وفات وغیرہ کی تفصیلات بیان کرتے ہیں۔ ان یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زمانہ نبوت اور نصاریٰ کی تاریخ جو ولادت عیسیٰ علیہ السلام سے شروع ہوتی ہے۔ اس کو کالعدم کر کے مذکورہ بالا قول اختیار کیا ہے۔ حالانکہ حضرت عیسیٰؑ کے حالات، صفات اور بعثت کا وقت وغیرہ سب کچھ تورات میں لکھا ہوا ہے لہٰذا انکا انکار کرنا کذب و خیانت کے سوا کچھ نہیں۔

لیکن اصل بات یہ ہے کہ جس شخصیت کے حالات و صفات اور ولادت و بعثت تورات میں مذکور ہیں جنکو نصاریٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام قرار دیتے ہیں یہود کے نظریے کے موافق وہ ابھی تک آئے ہی نہیں اور وہ ان کی ولادت و بعثت کے زمانے کا انتظار کر رہے ہیں۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ یہود جس شخص کا انتظار کر رہے ہیں اور بزعم خویش دعویٰ کرتے ہیں کہ اس کی صفات تورات میں مذکور ہیں وہ درحقیقت دجال لعین ہے جس کی صفات نبی کریم ﷺ نے اس امت کے لیے بیان فرمائی اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کے اکثر متبعین یہود ہونگے پس اگر وہ شخص عبداللہ بن صیاد ہو (جیسا کہ بعض روایات اس کی طرف اشارہ کرتی ہیں) وہ یقیناً یہودی نسل سے ہے۔

مجوس کا نظریہ

مجوس کا کہنا ہے کہ جیومرت بادشاہ سے لے کر ہجرت نبوی ﷺ تک کل مدت تین ہزار ایک سو انتالیس سال ہے لیکن وہ اس بادشاہ کا کوئی نسب نامہ ذکر نہیں کرتے کہ جس سے اسکے ماقبل پر روشنی پڑے بلکہ دعویٰ کرتے ہیں کہ جیومرت ہی ابوالبشر آدم علیہ السلام ہیں۔

اہلِ فارس کے جدامجد

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ "اہل تاریخ کے جیومرت نامی بادشاہ کے بارے میں مختلف اقوال ہیں (۱) بعض تو اسی کے قائل ہیں جو کہ مجوس نے کہا۔ (۲) اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اصل میں حام بن یافث بن نوح (یعنی حضرت نوح علیہ السلام) کے پوتے ہیں انھوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی بہت خدمت گزاری کی اور تادم آخران کے ساتھ نیکی اور حسن سلوک کو سعادت مندی سمجھا سو حضرت نوح علیہ السلام نے ان کے لیے طویل حیات، روئے زمین کی بادشاہت، دشمنوں کے خلاف آسمانی مدد کی دُعا فرمائی اور یہ بھی کہ ان کی اولاد میں یہ سلسلہ دائمی طور پر جاری رہے پس اللہ تعالیٰ نے یہ دُعا قبول فرمائی۔ اور جیومرت (یعنی جامر بن یافث بن نوح) کو روئے زمین کی بادشاہت ملی اور بادشاہت کے ملنے کے بعد ان کو آدم کہا جانے لگا۔ اور یہ ہی ابوالفرس (یعنی اہل فارس کے جدامجد) ہیں ان کی اولاد میں بھی نسل در نسل یہ بادشاہت چلی یہاں تک کہ مسلمان شاہ فارس کے شہروں میں داخل ہوئے اور اہل اسلام کو ان پر غلبہ حاصل ہوا تو حکومت و بادشاہت ان کے ہاتھ سے نکل گئی۔ اسکے علاوہ یہاں کچھ اور بھی اقوال ہیں جن کو ہم انشاءاللہ عنقریب "بادشاہوں کی تاریخ" میں ذکر کرینگے۔

دلائل برحدوث زمانہ

دلیل اول

ہم اس سے پہلے ثابت کر چکے ہیں کہ زمانہ لیل ونہار کی ساعات وگھڑیوں کا نام ہے اور لیل ونہار درحقیقت شمس وقمر کے اپنے محور میں سفر کی مخصوص گردش کا نام ہے جیسا کہ حق تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں

خورشید وقمر کے منازل

"انکے لیے ایک نشانی رات ہے، ہم اس پر سے دن کھینچ لیتے ہیں پس وہ اندھیرے میں کھڑے رہ جاتے ہیں اور سورج اپنی قرارگاہ (زمانی ومکانی) کی طرف چلتا ہے اور یہ زبردست وباخبر ذات کا مقررہ کردہ نظام ہے اور چاند، اسکے سفر کی ہم نے منزلیں مقرر کی ہیں۔ یہاں تک کہ وہ (آخر میں) کھجور کی پرانی شاخ کے مثل ہو جاتا ہے۔ نہ سورج کے لیے یہ ممکن ہے کہ وہ چاند کو پکڑ لے اور نہ رات دن پر سبقت کر سکتی ہے اور ہر ایک (یعنی چاند سورج) اپنے محور میں سفر کر رہا ہے۔ (سورۃ یاسین آیت نمبر ۳۷ تا ۴۰)

پس جب ہم نے زمانے کی تعریف لیل ونہار کی ساعات سے کی اور لیل ونہار چاند وسورج کے اپنے محور میں مخصوص مسافت، طے کرنے کا نام ہے تو اس سے یقینی طور پر بات معلوم ہوگئی کہ زمانہ میں حدوث وفنا ہے اور لیل ونہار میں بھی حدوث وفنا ہے اور ان کا مُحدِث (یعنی فنا کرنے والا) اللہ تعالیٰ ہے جس نے ان تمام کو تنہا پیدا کیا ارشاد خداوندی ہے "وہی ذات ہے جس نے دن اور رات اور سورج و چاند کو پیدا فرمایا اور ہر ایک اپنے محور میں گردش کر رہا ہے (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۳)

دلیل ثانی

جو شخص حدوث زمانہ سے بے خبر ہے تو وہ کم از کم دن رات کے اختلاف سے ہرگز بے خبر اور ناواقف نہ ہوگا اس لیے کہ یہ اختلاف تو بالکل عمومی مشاہدہ میں ہے اسے تسلیم کیے بغیر چارہ کار نہیں کیونکہ ہر شخص دیکھتا ہے کہ ان میں سے ایک رات ساری مخلوق پر اندھیری وسیاہی کی صورت میں آتی ہے اور دوسری چیز دن چمک اور روشنی کے ساتھ رات کے اندھیروں کو پھاڑتا ہوا نکلتا ہے۔ان کا آنا یکے بعد دیگرے ہوتا ہے۔ان کے احوال وصفات میں اجتماع اختلاف کی وجہ سے ممکن ہی نہیں اگر ان میں ایک موجود ہے تو دوسرا یقیناً اس کے بعد ہوگا اور جب دوسرا آئیگا تو پہلا موجود نہ ہوگا۔یہ انکے حدوث وفنا پر انتہائی واضح دلیل ہے معلوم ہوا کہ یہ دونوں مخلوق ہیں اور ان کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے جیسا کہ آیت قرآنی کے حوالے سے گزر چکا۔

دلیل ثالث

لیل ونہار کے حدوث پر دوسری دلیل یہ ہے کہ کوئی بھی دن حال سے خالی نہیں کہ اس سے پہلے بھی ایک دن ہوتا ہے اور اس کے بعد بھی۔گزشتہ دن پہلے تھا اب نہیں ہے اور آئندہ دن بھی کل ہوگا اب نہیں۔اور آج کا دن آج ہے کل نہیں ہوگا اور یہ بات بالکل صحیح ہے کہ جو چیز پہلے موجود نہ ہو اور پھر وجود میں آئے تو وہ حادث اور مخلوق ہوتی ہے اسکا کوئی نہ کوئی مُحدِث اور خالق ہوتا ہے اور وہ اللہ جل شانہ ہے۔

دلیل رابع

انکے حدوث پر ایک اور دلیل یہ ہے کہ ایام اور راتیں قابل شمار ہوتی ہیں اور وہ ہر چیز جس کی گنتی اور شمار ہو سکے تو وہ دو عدد یعنی جفت اور طاق سے خارج نہیں ہو سکتی یعنی وہ یا تو جفت ہوگی یا طاق، پس اگر ان کو (یعنی ایام ولیالی کو) جفت مانا جائے تو جفت اعداد کا سب سے پہلا ہندسہ اثنان یعنی دو ہے۔گویا کہ جفت کے لیے ابتدائیت واولیت ثابت ہوگئی۔جب یہ بات مسلم ہے کہ دونوں قسم کے اعداد کے لیے ابتدا ثابت ہو تو اس کا کوئی نہ کوئی مبتدی (ابتدا کرنے والا) ہوگا، اور وہ ہے۔ان کا خالق۔

کیا زمانے سے قبل کوئی اور مخلوق تھی؟

جیسا کہ ہم ماقبل میں انتہائی وضاحت کے ساتھ یہ بیان کر چکے ہیں کہ زمانہ لیل ونہار کی ساعات کا نام ہے اور ساعات شمس وقمر کے اپنے مدار میں گردش کرنے کو کہتے ہیں۔اور یہ سب حادث مخلوق ہیں اب دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا ان سے پہلے اللہ تعالیٰ نے کسی اور چیز کی تخلیق فرمائی تھی یا نہیں؟ سو احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان سے پہلے بعض چیزوں کو پیدا فرما چکے تھے۔

آسمان وزمین کی تخلیق کا دن

یہود کا آپ ﷺ سے سوال وجواب

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یہود نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آسمان وزمین کی پیدائش کے بارے میں سوال کیا۔ پس آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار اور پیر کے روز پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو بمعہ ان کی معدنیات وخزائن کے منگل کے روز پیدا فرمایا۔ اور درخت، پانی، شہر، آبادیاں، ویران جگہیں یہ سب بدھ کے دن پیدا ہوئیں۔ پھر نبی کریم ﷺ نے دلیل کے طور پر آیت تلاوت فرمائی

''کیا تم اس ذات کا انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں بنایا اور تم اس کے لیے شرکاء قرار دیتے ہو (حالانکہ) وہی رب العالمین ہے۔ اور اس نے زمین کے اوپر پہاڑ بنا دیئے اور اس زمین کے اندر نفع بخش چیزیں رکھیں اور اسی زمین کے اندر سے لوگوں کی غذائیں مقرر فرمائیں اور یہ سب عمل چار دن میں مکمل ہوا'' (سورۃ سجدہ آیت نمبر ۹ تا ۱۰)

اور سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ نے آسمان کو پیدا فرمایا اور جمعہ کے دن ستارے، سورج، چاند اور فرشتوں کو پیدا فرمایا یہاں تک کے جمعہ کے دن کی تین گھڑیاں باقی رہ گئیں تھیں پھر ان تین گھڑیوں میں سے پہلی گھڑی میں لوگوں کی عمریں، اور دوسری گھڑی میں آفات ومصائب کو پیدا فرمایا۔ اور تیسری اور آخری گھڑی میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔ ان کو جنت میں رہائش عطا فرمائی۔ اور ابلیس کو سجدہ کا حکم دیا انکار پر اسے جنت سے نکال دیا گیا یہ سب آخری گھڑی کے ختم تک ہوا؟

یہود کہنے لگے پھر کیا ہوا؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

ثم استوی علی العرش (پھر وہ اپنی شان کے مطابق عرش پر جلوہ افروز ہوا)۔

یہود کا اللہ کی شان میں گستاخی کرنا

یہود نے کہا اگر آپ اختتام صحیح کرتے تو آپ کی بات بالکل درست قرار پاتی اور پھر انھوں نے کہا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آرام فرمایا۔

نبی کریم ﷺ یہ سن کر انتہائی ناراض اور غضبناک ہوئے پھر اس آیت کا نزول ہوا ''بلاشبہ ہم نے آسمان و زمین اور انکے درمیان چیزوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور ہمیں کچھ بھی تھکاوٹ نہ ہوئی۔ پس آپ ان کی باتوں پر صبر کرتے رہیں (سورۃ ق آیت نمبر ۳۸ تا ۳۹)

انسانیت کی پیدائش کا وقت

رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن اور درختوں کو پیر کے دن اور مکروہ وناپسندیدہ جگہوں کو منگل کے دن اور روشنی کو بدھ کے دن پیدا فرمایا اور جمعرات کے دن حیوانات کو زمین پر پھیلا دیا۔ اور جمعہ کے دن عصر کے بعد آدم علی السلام کو پیدا فرمایا۔ یہ آخری مخلوق جمعہ کی آخری گھڑی میں عصر ومغرب کے درمیان پیدا ہوئی ہے۔

عبداللہ بن سلام اور حضرت ابوھریرہؓ آپس میں جمعہ کی اس مخصوص ساعت کے بارے میں تذکرہ کر رہے تھے جس کی فضیلت نبی کریم ﷺ سے منقول ہے۔ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ میں اس ساعت کو زیادہ جانتا ہوں اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق کی ابتداء اتوار کے دن فرمائی تھی اور جمعہ کے دن آخری ساعت میں فراغت ہوئی پس وہ ساعت بھی جمعہ کی آخری ساعت ہی ہے۔

حضرت عکرمہؓ سے مروی ہے کہ یہود نے نبی کریم ﷺ سے کہا اتوار کے دن کیا چیز پیدا ہوئی؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس دن زمین کو پیدا فرمایا اور اس کو پھیلا دیا پھر یہود نے پیر کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ اس دن آدم علیہ السلام پیدا کیے گئے۔ پھر یہود نے منگل کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو، پانی کو اور بہت سی چیزوں کو پیدا فرمایا پھر یہود نے بدھ کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ اس دن غذا اور خوراک کو پیدا کیا گیا پھر یہود نے جمعرات کے بارے میں پوچھا فرمایا کہ اس دن آسمان کو پیدا فرمایا پھر یہود نے ہفتہ کے بارے میں پوچھا اور پھر خود ہی کہا کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے آرام کیا نبی کریم ﷺ نے فرمایا سبحان اللہ (اللہ اس سے پاک ہے) اور پھر یہ آیت نازل ہوئی۔

''بلاشبہ ہم نے آسمان وزمین اور ان کے درمیان چیزوں کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور ہمیں کچھ بھی تکان نہ ہوئی (سورۃ حم سجدہ آیت نمبر ۳۸)

زمانہ کب تخلیق ہوا؟

حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عکرمہؓ سے مروی دو روایات خوب وضاحت کے ساتھ بیان کرتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شمس وقمر کی پیدائش سے پہلے ہی بہت سی چیزوں کو پیدا فرما دیا تھا چنانچہ حضرت ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے کہ شمس وقمر کو جمعہ کے دن پیدا کیا گیا۔ اور حضرت عکرمہ کی روایت میں ہے کہ جمعہ کے دن لیل ونہار کی ساعات کو پیدا کیا گیا۔ اور ان سے پہلے آسمان وزمین شجر وحجر دواب وجبال اور پانی وغیرہ بہت سی چیزیں پیدا ہو چکی تھیں لہٰذا ثابت ہوا کہ یہ سب چیزیں موجود تھیں لیکن لیل ونہار نا موجود تھے اور زمانہ چونکہ لیل ونہار کی ساعات کا نام ہے۔ سو یہ کہنا درست ہے کہ تخلیق زمانہ سے قبل بہت سی چیزیں تخلیق ہو چکی تھیں اور اسی کا اثبات یہاں مقصود ہے۔

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے جو روایت ماقبل میں گذری کہ اللہ تعالیٰ نے بدھ کے دن نور کو پیدا فرمایا تھا اور اس نور سے مراد نور الشمس ہی ہوگا، انشاء اللہ تعالیٰ۔

اعتراض عجیب

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ایک طرف تو آپ یہ کہتے ہیں کہ 'یوم' طلوع فجر سے غروب شمس تک کے وقت کا نام ہے اور پھر یہ دعویٰ بھی کرتے ہیں کہ شمس وقمر کو اللہ تعالیٰ نے ابتدائے خلق سے چند یوم کے بعد پیدا فرمایا تھا جیسا کہ روایت میں گزرا شمس وقمر کی تخلیق جمعہ کے دن ہوئی اور اس سے پہلے یوم الاحد، یوم الاثنین، یوم الثلاثا وغیرہ کو آسمان و زمین اور ان کے منافع وغیرہ کی تخلیق ہوئی گویا کہ شمس وقمر کی تخلیق سے پہلے آپ نے وقت ثابت کیا اور اس کا نام ایام رکھا۔

نتیجہ یہ نکلا کہ شمس وقمر نہ تھے لیکن ایام تھے حالانکہ ایام کا تو وجود ہی شمس وقمر پر موقوف ہے۔ اس لیے کہ یوم

طلوع فجر سے غروب شمس تک کے وقت کا نام ہے۔اگر آپ اس کی کوئی معقول دلیل پیش نہ کریں تو آپ کے کلام میں تناقص وتعارض ہوگا جو کہ مناسب نہیں۔

جواب معقول

اس کا جواب یہ ہے کہ جس وقت کو ہم نے ایام کا نام دیا ہے اس کا اللہ تعالیٰ نے یہ ہی نام رکھا ہے پس اللہ تعالیٰ کے رکھے ہوئے نام کو ہم نے بھی اختیار کیا۔باقی رہا یہ کہنا" کہ ایام ہوں اور شمس وقمر نہ ہوں یہ ناممکن ہے قطعاً درست نہیں۔اس لیے قرآن کریم میں ہے۔

"ولھم رزقھم بکرۃ وعشیا" (ان کے لیے جنت میں صبح شام رزق ہوگا) حالانکہ جنت میں نہ صبح ہوگی نہ شام اس لیے کہ عالم آخرت میں نہ رات ہے نہ سورج نہ چاند اور صبح شام کا معروف معنی ایسی چیزوں پر موقوف ہے لیکن اس کے باوجود(بکرۃ وعشیا) کہا گیا ہے۔اسی طرح قرآن کریم میں ہے کہ اس دین کی طرف سے کافر مسلسل شک وشبہ میں پڑے رہیں گے یہاں تک کہ دفعتاً قیامت آجائے یا ان پر یوم عقیم کا عذاب آجائے۔(یوم عقیم کا عذاب اس لیے کہا گیا ہے کہ اس کے بعد رات نہیں) حالانکہ قیامت کے دن شمس وقمر اور معروف لیل ونہار کچھ بھی نہ ہوگا۔لیکن اس کے باوجود اسکو یوم کہا گیا ہے۔

اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ تسمیہ بایام قرآن کریم کی تعبیر کے عین مطابق ہے لہٰذا اعتراض وارد نہ ہوگا۔

شمس وقمر کی تخلیق سے پہلے وقت کو جو یوم کہا گیا ہے اس یوم سے مراد ایک ہزار سال کی مدت ہے اور سال سے مراد ہماری دنیا والا سال ہے جو بارہ مہینے کا ہوتا ہے۔

اسی طرح یہ فرمان کہ صبح وشام اہل جنت کو رزق ملے گا۔اس میں صبح وشام سے مراد وہ مخصوص وقت ہے جسے ہم دنیا میں شمس کے جریان اور گردش کی وجہ سے پہچانتے ہیں اور اسے صبح وشام کا نام دیتے ہیں ورنہ جنت میں شمس وقمر اور لیل وغیرہ میں سے کچھ بھی نہ ہوگا لیکن وہ وقت تو ہوگا جو صبح وشام یہاں آتا ہے۔اسی اعتبار سے بکرۃ وعشیا کہا گیا ہے۔

اور یہ صرف ہماری تحقیق ہی نہیں بلکہ بعض علماء سلف بھی اسی کے مثل فرماتے ہیں۔حضرت مجاہد سے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز سے متعلق امور ایک ہزار سال تک کے لیے فرشتوں کے سپرد فرما دیتا ہے یہاں تک کہ وہ ہزار سال پورے ہوں پھر اسی طرح دوبارہ ایک ہزار سال تک کے لیے سپردگی ہوتی ہے اور یہ سلسلہ اسی ترتیب سے چلتا رہتا ہے۔اور"فی یوم کان مقدارہ الف سنہ" کی تفسیر میں فرمایا کہ اس میں یوم سے مراد کن فیکون کیطرح بقدر زمانہ ہے لیکن اس کا نام اللہ تعالیٰ یوم کی طرح جس طرح اس نے چاہا۔اور"ان یوم عند ربک کالف سنۃ مما تعدون" کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ یوم اور وہ یوم دونوں برابر ہیں۔

اور حدیث رسول اللہ ﷺ سے جو کچھ ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے شمس وقمر کی پیدائش سے پہلے آسمان وزمین اور بہت سی چیزیں پیدا فرمادی تھیں اس کے مطابق سلف سے کچھ اقوال منقول ہیں مثلاً ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے درج ذیل آیت کی تفسیر منقول ہے۔

"فقال لھا وللارض ائتیا طوعا وکرھا قالتا اتینا طائعین"

(ترجمہ) ''اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین سے فرمایا کہ تم فرماں برداری کرو خوشی سے یا زبردستی وہ دونوں کہنے لگے ہم خوشی سے تابعداری کرتے ہیں''

اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان سے فرمایا کہ تم فرمانبرداری کرو اور میرے شمس کو ظاہر کرو۔ اور زمین سے فرمایا تو شق ہو کر اپنی نہروں کو نکال اور اپنے منافع کو بھی نکال کر باہر کر تو دونوں نے کہا ہم خوشی سے تابعداری کرتے ہیں۔ اس روایت میں آسمان سے کہا گیا کہ شمس وقمر اور نجوم کو ظاہر کرو۔

اور حضرت قتادہؓ سے ''واوحی فی کل سماء امرھا'' (اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان کی طرف اس کے کام اور ذمہ داری کی وحی فرمائی)

آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر شمس وقمر، ستارے اور اس کے منافع کو پیدا فرمایا۔

سلف کے ان اقوال سے معلوم ہوا کہ یہ بھی اسی چیز کے قائل ہیں جو ہم نے بیان کی ہیں۔ اس تحقیق مذکورہ سے احادیث واقوال سلف کے حوالہ جات کے ساتھ یہ ثابت ہو گیا کہ آسمان وزمین کی پیدائش زمان، ایام، لیالی، اور شمس وقمر سے مقدم ہے۔ واللہ اعلم

اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز کو فنا ہے

قرآن کریم میں ارشاد ہے:

''کل من علیھا فان ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرم''

(ترجمہ) ہر چیز فنا اور ختم ہو جائیگی صرف آپ کے رب کی ذات جو عزت اور بزرگی والی ہے باقی رہے گی، (سورۂ رحمٰن آیت نمبر ۲۶-۲۷)

''لا الہ الا ھو کل شی ھالک الا وجھہ''

(ترجمہ) ''اس کے سوا کوئی معبود نہیں اور اس کے سوا ہر چیز ہلاک ہونے والی ہے'' (سورہ قصص آیت نمبر ۸۸)

اس سے معلوم ہوا کہ حق تعالیٰ شانہ کی ذات کو بقا ودوام حاصل ہے اس کے علاوہ ہر چیز حتی کے زمانہ لیل ونہار اور شمس وقمر وغیرہ سب کچھ فنا ہونے والا ہے۔

جیسے کہ ارشاد خداوندی ہے کہ ''اذ الشمس کورت'' یعنی جب سورج بے نور ہو جائیگا اس کی روشنی ختم ہو جائے گی۔ اور یہ قیامت کے روز ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کی ذات کے سوا ہر چیز کا فنا و ختم ہونا ایسی چیز ہے جس کے تمام اہل ادیان سماویہ قائل ہیں۔ خواہ وہ اہل اسلام ہوں یا اہل تورات واہل انجیل اور مجوس وغیرہ۔ اسی لیے ہم نے اس بحث میں زیادہ دلائل پیش نہیں کیے۔

البتہ ایک قوم (دہریہ) نے اس سے اختلاف کیا ہے۔ لیکن ہم ان کے قول کے غلط ہونے پر اس کتاب میں نہ کوئی بحث کرینگے اور نہ کسی قسم کے دلائل پیش کریں گے۔ اس لیے کہ ان کا خطا پر ہونا بالکل ظاہر و بدیہی امر ہے جس پر لائل قائم کرنے کی حاجت نہیں۔ یہ لوگ اس عالم کے فنا کے تو قائل ہیں لیکن بعث بعد الفنا کے قائل نہیں۔

جب کہ جمیع ادیان سماویہ کے قائلین کا یہ عقیدہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہر چیز ہلاک و فنا ہونے والی ہے اور اس فنا کے بعد اللہ تعالیٰ اس نقشہ کو دوبارہ قائم فرمائے گا اور جمیع ہلاک شدگان کو زندہ فرمائے گا اور یہ سب قیامت کے دن ہوگا۔

اللہ تعالیٰ کے قدیم اور ازلی ہونے پر دلائل

یہ بات بالکل بدیہی اور اظہر من الشمس ہے کہ عالم میں جو شئی بھی مشاہدے میں ہے، وہ جسم ہے یا قائم بالجسم۔ اور جسم دو حال سے خالی نہیں وہ متفرق ہوگا یا مجتمع، اگر متفرق ہے تو اس میں ترکیب وتالیف کا امکان یقینی ہے اور اگر مجتمع ہے تو اس کے اندر بھی اختراق ممکن ہے اور یہ دونوں (یعنی اختراق مع احتمال الترتیب یا اجتماع مع احتمال الاختراق) چونکہ لازم ملزوم ہیں اس لیے ایک کے معدوم ہونے سے دوسرا بھی معدوم ہو جائے گا۔

اس تقریر کے بعد ہم کہتے ہیں کہ جب دو جز اختراق کے بعد مجتمع ہوں تو ان کا یہ اجتماع حادث ہوگا اس لیے کہ یہ اجتماعی شکل پہلے نہ تھی اسی طرح اجتماع کے بعد اختراق واقع ہو تو یہ اختراق بھی حادث ہوگا اس لیے کہ یہ اجتماعی شکل پہلے نہ تھی اور نہ یہ اختراقی شکل۔ بلکہ سب بعد میں پیدا ہوئی ہیں۔ جب عالم میں موجود ہر شئی کا یہ ہی حال ہے کہ اس پر حدوث طاری ہوتا ہے تو ان مشاہداتی اشیاء کی جنس میں سے جو اشیاء مشاہد نہیں (عدم کی وجہ سے) تو ان کا حکم بھی معلوم ہو گیا کہ وہ بھی حدوث سے خالی نہ ہونگی۔

اس کے ساتھ ساتھ اس بات میں کچھ شک نہیں کہ اگر شئی مجتمع ہے تو کسی مولف کی تالیف (ترکیب) کی وجہ ہی سے وہ اس شکل میں ہے اسی طرح اگر مفترق ہے تو کسی مفرق کی تفریق کے سبب ہے اور یہ مؤلف ومفرق ایسی ذات ہوسکتی ہے کہ جو اس حدوث سے پاک ہو جو ان پر واقع ہوتا ہے۔ یعنی اجتماع واختراق کے احوال کا ورود اس پر جائز نہ ہو اور وہ واحد وقہار ذات ہے جو تمام مختلفات کو جامع ہے اس کے مثل کوئی چیز نہیں اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔

ان دلائل سے حتمی طور پر یہ بھی معلوم ہو گیا کہ ان اشیاء کی صورت (مجتمع یا متفرق) بنانے والا اور ان کا محدث ہر چیز سے پہلے وجود رکھتا تھا۔ سو لیل ونہار اور زمان وساعات سب حادث ہیں اور ان کا محدث وہ ہے جو ان کے وجود سے قبل ہی ان میں تدبیر وتصرف کرتا تھا اس لیے کہ یہ بات ناممکن ہے کہ شئی محدَث موجود ہو اور اس سے پہلے ان کا محدِث موجود نہ ہو۔

باری تعالیٰ کا یہ قول اس پر نہایت مضبوط وقوی ترین دلیل ہے۔

ترجمہ: کیا انھوں نے اُونٹ کی طرف نہیں دیکھا کہ اس نے اس کو کیسے بنایا ہے اور آسمان کی طرف کہ اس نے اس کو کیسا بلند کیا اور پہاڑوں کی طرف کہ اس نے ان کو کیسے نصب کیا اور زمین کی طرف کہ اس نے اس کو کیسے بچھایا (سورۃ غاشیہ)

لیکن یہ دلیل اس شخص کے لیے ہے جو اپنی عقل کے ساتھ غور وفکر کرے اور ان کے ذریعے قدمِ باری تعالیٰ اور اس کے محدث ہونے پر استدلال کرے۔ نیز ان اشیاء کے علاوہ جو ان کی ہم جنس ہیں ان کے حادث ہونے پر اور اس پر کہ ان سب کی خالق ایسی ذات ہے جو ان کے مشابہ نہیں اس پر بھی استدال کرے۔

ہمارے رب تبارک وتعالیٰ نے ان اشیاء پہاڑ، زمین، اُونٹ، وغیرہ کا جو ذکر فرمایا ہے، ابن آدم ان پر بار برداری، منتقل کرنا، کھودنا، چھیلنا، گرانا وغیرہ تصرفات کرتا ہے ان میں سے کوئی بھی تصرف ممتنع نہیں لیکن ان سب تصرفات کے باوجود ابن آدم ان میں سے کسی بھی چیز کی ایجاد پر بغیر اہل کے قادر نہیں اور جو ایجاد سے عاجز ہو تو وہ اپنی ذات کے حق میں بھی محدث نہیں ہوسکتا اس کے علاوہ ان اشیاء کے مثل بھی کوئی چیز ان کے لئے موجد نہیں ہوسکتی پس

حقیقت یہ ہے کہ ان کی موجد ایسی ذات ہے جس کے ارادہ میں کوئی چیز حائل نہیں ہو سکتی اور نہ کسی چیز کا احداث اس کے لیے ممتنع ہے۔ اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات بابرکت ہے۔

اعتراض

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آپ اس سے کیوں انکار کرتے ہیں کہ اشیاء مذکورہ کا وجود کسی قدیم کے فعل کا نتیجہ ہے، مانا! لیکن قدیم کے واحد ہونے پر ہی کیوں اصرار ہے؟۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم اپنے وجود کی طرف نگاہ ڈالتے ہیں تو ہمیں محیر العقول نظام اور مسلسل ومتصل تدابیر وتصرفات نظر آتے ہیں اور تخلیقی ڈھانچہ انتہائی کامل دکھائی دیتا ہے لہذا اس بنا پر ہم کہتے ہیں اگر تدبیر وتصرف کرنے والے دو ہوں جیسا کہ قائل نے کہا تو ان میں اتفاق ہوگا یا اختلاف اگر اتفاق ہو تو درحقیقت یہ بالکل ایک ہی ہوگا اور دونوں کا معنی ایک ہوگا بلکہ قائل نے ازخود ایک کو دو قرار دے دیا جو بداہۃً خلاف عقل ہے اور اگر اختلاف ہو تو وجودِ خلق احسن وکامل نہ ہوا اور نہ اس میں تدبیر وتصرفات منظم پیمانے پر ممکن ہے۔ اس لیے کہ ہر ایک کا فعل دوسرے کے خلاف ہوگا ان میں سے ایک جب کسی کو زندہ کرے گا تو دوسرا اس کو موت سے ہمکنار کرے گا ایک اگر کسی چیز کو ایجاد کرے گا تو دوسرا اس کو فنا کرے گا اس کشمکش میں یہ محال وناممکن ہے کہ کسی شی کا وجود صحیح سالم ساتھ پایا جائے لہذا تمام نظام خلق کا اس احسن ومنظم پیمانے پر ہونا ذاتِ قدیم کے ایک ہونے کی بدیہی ومشاہداتی دلیل ہے۔

اسی حقیقت کا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا:

(ترجمہ) اگر آسمان وزمین میں کئی خدا ہوتے تو یہ دونوں تباہ وفنا ہو جاتے پس اللہ تعالیٰ جو کہ رب عرش ہے ان تمام چیزوں سے پاک ہے جو کہ یہ مشرکین بیان کرتے ہیں۔ (سورۃ الانبیا آیت نمبر ۲۳) اور دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے کسی کو اپنی اولاد قرار نہیں دیا اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور اللہ ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر اللہ اپنی بنائی ہوئی چیز کو جدا کر لیتا اور دوسرے پر چڑھائی کر دیتا لیکن اللہ تعالیٰ اس چیز سے پاک ہے جو یہ (مشرکین) بیان کرتے ہیں اور وہ پوشیدہ اور ظاہر تمام چیزوں کو جاننے والا اور ہر قسم کے شریک سے بلند وبرتر و پاک ہے۔ (سورہ المومنون آیت نمبر ۹۱ تا ۹۲)

یہ دونوں آیت اہل شرک کے دعوی کے بطلان پر مختصر وبلیغ ترین حجت ومضبوط ترین دلیل ہیں۔ حاصل ان کا یہی ہے کہ اگر آسمان وزمین میں ماسوائے اللہ کے کئی اللہ ہوتے تو ان میں اتفاق ہوتا یا اختلاف۔ اتفاق کی صورت میں قدیم کے دو ہونے کا قول باطل ہو جاتا اور اقرار توحید کے بغیر چارہ نہیں رہتا اور اختلاف کی صورت میں آسمان وزمین میں فساد وفنا لازم آتا اس لیے کہ ایک اگر کسی چیز کو پیدا کرتا تو دوسرا اس کی مخالفت کی بناء پر معدوم وختم کرنے کی کوشش کرتا کیونکہ ہم نے دونوں کے افعال مختلف فرض کیے ہیں۔ جس طرح کہ آگ کا کام گرم کرنا اور برف کا کام ٹھنڈا کرنا ہے۔

اس کے علاوہ ایک اور اعتبار سے بھی یہ قول باطل ہے اور وہ اس طرح کہ اگر بالفرض اہل شرک کے دعوے کے مطابق دو قدیم وجود تسلیم کر لئے جائیں تو وہ قدیمین دو حال سے خالی نہیں دونوں قوی ہونگے یا عاجز اگر عاجز ہوں تو

ہر ایک اپنے مقابل کی نسبت عاجز ہوگا اس لیے کہ مقابل کو ہم نے قوی قرار دے دیا جس کا لازمی نتیجہ دوسرے کا عجز ہے اس دلیل کی رو سے دونوں ہی عاجز قرار پائیں گے۔ اور عاجز اللہ بننے کا اہل نہیں اگر ایک اپنے مقابل پر قوی ہو تو مغلوب اپنے ساتھی کی قوت کے سامنے عاجز اور بے بس ہوگا اور یہ معنی اللہ ہونے کے منافی ہے نتیجہ یہ ہے کہ قدیم واحد کا تسلیم کرنا ضروری ہے وگرنہ ہر صورت میں محال کو تسلیم کرنا لازم آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اہل شرک کی افترا پردازیوں سے پاک و منزہ ہے۔

اس تمام تر بحث سے معلوم ہوا کہ قدیم اور اشیاء کی خالق و صانع ذات صرف وہی ایک ذات ہے جو ہر چیز سے پہلے تھی اور ہر چیز کے بعد بھی وہی رہے گی۔ سب سے اول بھی وہی اور سب سے آخر بھی لیکن اول و آخر ہونے کی انتہا نہ ازل میں ہے اور نہ ابد میں۔ وہ ذات موجود تھی لیکن نہ وقت تھا، نہ زمان، نہ لیل و نہار، نہ ظلمت، نہ نور، نہ آسمان نہ زمین، نہ شمس نہ قمر و نجوم۔ اس کے سوا ہر چیز محدث و مصنوع ہے۔ وہ اپنے تمام تخلیقی افعال میں منفرد ہے اس میں اس کا کوئی شریک، نہ کوئی معین، نہ کوئی اس پر غالب ہے۔ وہ اپنے اوپر قادر و غالب ہے۔ پاک ہے۔

ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم سے میرے بعد ہر چیز میں سوال کیا جائے گا یہانتک کہ سائل کہے گا کہ یہ اللہ ہے جس نے ہر چیز کو پیدا کیا ہے لیکن اسے کس نے پیدا کیا۔

نجیح بن صبیغ کہتے ہیں کہ میں حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا کہ لوگوں نے اسی طرح کے سوالات کرنا شروع کیے۔ پس ابوھریرہؓ نے اس پر تکبیر بلند کی اور فرمایا جو کچھ میرے خلیل نے مجھ سے فرمایا تھا وہ میں نے اپنی آنکھ سے دیکھ لیا میں اس کا انتظار کر رہا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ سب لوگ تم سے اس قسم کے سوال کریں تو تم انھیں جواب میں کہو اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے وہ ہر چیز سے پہلے تھا اور ہر چیز کے بعد بھی وہی رہے گا۔

خلاصۃ البحث

جب ان تمام عقلی و نقلی دلائل سے معلوم ہوگیا کہ اشیاء کا خالق تھا اس حال میں کہ اس کے سوا کوئی نہ تھا اسی نے اشیاء کو پیدا کیا اور ان میں مدبرانہ تصرفات کیے اور انواع و اقسام کی مخلوقات کو پیدا کیا۔

وقت و زمان اور شمس و قمر کے اپنے افلاک میں جریان کی وجہ اوقات و ساعات معلوم ہوتی ہے۔ تاریخیں مرتب ہوتی ہیں اور لیل و نہار کے درمیان فاصلے قائم ہوتے ہیں لہذا اب ہم شمس و قمر سے پہلے کی مخلوقات کے بارے میں کلام کرتے ہیں اور ان میں بھی سب سے مقدم کیا ہے اس کے بارے میں بتلاتے ہیں۔

وباللہ التوفیق

سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے جو چیز پیدا فرمائی اس کا بیان

حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے فرزند ولید کو کہا اے میرے عزیز بیٹے میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، وہ فرماتے تھے کہ سب سے پہلی جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم ہے۔ پس اللہ تعالیٰ نے (بعد پیدائش کے) اسے حکم فرمایا کہ 'لکھو' تو اس نے قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ ڈالے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم ہے اور پھر اسے تمام امور لکھنے کا حکم فرمایا۔

ابن عباسؓ سے ایک دوسری سند سے مروی روایت بھی اسی کے مثل ہے۔

حضرت عطار حمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ میں نے ولید بن عبادہ بن صامت سے پوچھا کہ آپ کے والد ماجد نے بوقت وفات کیا وصیت فرمائی تھی؟ ولید نے کہا میرے والد نے مجھے بلایا اور فرمایا اے میرے عزیز بیٹے تو اللہ سے ڈر اور اس بات کو بھی یاد رکھ کہ تو اس سے ڈرنے کا حق ادا نہیں کر سکتا۔ اور ہرگز تو علم نہیں پا سکتا یہاں تک کہ تو اللہ وحدہ لاشریک پر ایمان لائے اور اچھی بری تقدیر پر یقین رکھے اور میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا کہ وہ فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلی چیز جو پیدا فرمائی وہ قلم تھا اور اس سے فرمایا اکتب "لکھ" اس نے کہا اے میرے رب میں کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر کو لکھو تو قلم اس گھڑی جاری ہوا اور اس نے گزشتہ و آئندہ قیامت تک کے تمام امور لکھ دیئے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ ہم پہلے اس بارے میں علمائے سلف کے کچھ اقوال پیش کریں گے اور اس کے بعد اپنی رائے کا اظہار کریں گے۔

پہلی چیز کی پیدائش کے متعلق قول اول

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول حدیث رسول اللہ ﷺ کے موافق ہے۔ سو ان سے مروی ہے۔ انھوں نے فرمایا سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا اس سے فرمایا کہ لکھو قلم نے کہا اے میرے رب کیا لکھوں ؟ فرمایا تقدیر لکھو! پس قلم لکھنا شروع ہوا اور اس نے اس وقت سے لے کر قیامت تک ہونے والی تمام چیزیں لکھ دیں پھر اللہ تعالیٰ نے پانی کے بخارات اوپر کی طرف بلند کئے اور اس سے آسمانوں کی تخلیق فرمائی۔

حضرت وکیعؒ کے طریق میں بھی اسی طرح مروی ہے اور شعبہ کے طریق میں ابن عباسؓ سے منقول ہے کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا پس وہ آئندہ کی تمام باتوں کو لکھنا شروع ہو گیا۔

اسحاق کے طریق میں بھی اسی کے مثل مروی ہے اور معمر کے طریق میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کی سب سے پہلی مخلوق قلم ہے۔

عطاء بن سائب کے طریق میں ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا سب سے پہلی چیز جو میرے رب نے پیدا فرمائی وہ قلم ہے پس اسے حکم فرمایا "لکھو" تو اس نے قیامت تک ہونے والے تمام واقعات لکھ دیئے۔

قول ثانی

لیکن ابن اسحاق کا قول ہے کہ سب سے پہلے جو چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ نور اور ظلمت ہے۔ سو وہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے نور اور ظلمت کو پیدا فرمایا اور ان کے درمیان امتیاز کیا پھر ظلمت سے سیاہ اندھیری رات بنائی اور نور سے روشن و چمکدار دن بنایا جو کہ دیکھنے بھالنے کا ذریعہ ہے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں:

ان دونوں اقوال میں سے میرے نزدیک درست اور صحیح قول "قول ابن عباس" ہے اس لیے کہ وہ حدیث نبوی کے عین موافق ہے۔

اعتراض بر بیان سابق

پس اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ یہ دو قول جو آپ نے ذکر کیے ہیں یعنی پہلا قول کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے قلم کو پیدا فرمایا اور دوسرا قول کے سب سے پہلے نور ظلمت کو پیدا فرمایا۔ اور ان میں سے آپ نے پہلے قول کو ترجیح دی ہے، جو کہ ابن عباسؓ کا قول ہے تو ابن عباسؓ کی اس روایت کی کیا توجیہ جواب ہوگا جو کہ ابو ہاشم کے طریق سے مروی ہے اور وہ یہ کہ سفیان ابو ہاشم سے نقل کرتے ہیں اور وہ حضرت مجاہد سے کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ کچھ لوگ تقدیر کا انکار کرتے ہیں۔ انھوں نے فرمایا درحقیقت وہ کتاب اللہ کا انکار کرتے ہیں اور میں ان میں سے کسی کے بالوں کو پکڑوں تو ان کو جھاڑ کر رکھ دوں گا یعنی گنجا کر دوں گا اور پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کسی بھی چیز کو پیدا کرنے سے قبل اپنے عرش پر تھا پس سب سے پہلی جو چیز اس نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا پھر وہ قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھنا شروع ہوا۔ اور آج کل لوگ جو کچھ بھی کر رہے ہیں اس سے پہلے ہی فراغت ہو چکی ہے یعنی قلم لکھ کر فارغ ہو چکا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ ابن عباسؓ اس بات کے قائل ہیں کہ سب سے پہلی مخلوق عرش الٰہی ہے اور اس کے بعد قلم اور آپ نے جو قول نقل کیا ہے اس کے مطابق سب سے پہلی مخلوق قلم ہے لہٰذا ابن عباسؓ سے منقول دونوں اقوال میں تعارض ہے۔

اسی طرح ابن اسحاق سے اس آیت کی تفسیر پوچھی گئی "**هو الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام و کان عرشه علی الماء**" (وہی ذات ہے جس نے آسمان وزمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا) تو فرمایا کہ پانی پر عرش الٰہی تھا اور عرش پر اللہ عزوجل اپنی شان کے مطابق جلوہ افروز ہوئے پھر سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور وظلمت کو پیدا فرمایا۔

ابن اسحاق کی یہ تفسیر اس قول کے معارض ہے جو آپ نے ذکر کیا لہٰذا ان سے مروی دونوں اقوال میں بھی تعارض پایا گیا۔

اعتراض کا جواب

سوال کا حل یہ ہے کہ تعارض اول کے بارے میں تو یہ کہا جائے گا کہ ابن عباسؓ سے روایت اگر صحیح سند سے ثابت ہے جو کہ آپ نے ذکر کی ہے تو اس کو ان سے ایک روایت قرار دیا جائے گا۔ اس کو سفیان نے ابو ہاشم سے انھوں نے مجاہد سے انھوں نے ابن عباس سے نقل کیا ہے۔

لیکن شعبہ جو ابو ہاشم سے نقل کرتے ہیں وہ ان جمیع راویات کے موافق ہے جو ابن عباس سے منقول ہیں جن کو ہم نے ماقبل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ یعنی سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا گیا لہٰذا جو بات ان کی کثیر روایت سے ثابت ہوا اسی کو اصل وارجح قرار دیا جائے گا اور اس روایت کی طرف چنداں التفات نہ کیا جائے گا ممکن ہے کسی راوی سے وہم ہوا ہو۔ شعبہ کی جس روایت کا ہم نے حوالہ دیا وہ یہ ہے۔

شعبہ کہتے ہیں کہ ہم سے ابو ہاشم نے بیان کیا اور انھوں نے حضرت مجاہد سے سنا۔ اور فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ سے سنا۔ راوی کہتے ہیں کہ معلوم نہیں کہ حضرت مجاہد کی مراد عبداللہ سے عبداللہ بن عمر تھی یا عبداللہ بن عباس۔ بہر حال انھوں نے فرمایا کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا۔ پھر وہ قیامت تک ہونے والے تمام امور کو لکھنا شروع ہوا پس آج کل لوگ جو عمل کر رہے ہیں اس سے پہلے ہی فراغت ہو چکی ہے یعنی یہ سب کچھ لکھا جا چکا

ہے۔

اور تعرض ثانی کا حل یہ ہے کہ ابن اسحاق کا قول جو ہم نے ذکر کیا یعنی سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے نور ظلمت کو پیدا فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ عرش و پانی کی تخلیق کے بعد سب سے پہلے نور ظلمت کو پیدا فرمایا اس صورت میں ان کی تفسیر اور قول میں تعارض نہ ہوگا۔ یہ تو اعتراض کا جواب اور تعرض کا حل تھا۔

ورنہ ہمارے نزدیک رسول اللہ ﷺ کا قول و فرمان ہی ارجح ہے اس لیے کہ وہ اس مسئلے کی حقیقت و صورت کو سب سے زیادہ جاننے والے ہیں۔ اور ان سے جو روایت کیا گیا ہے اس میں کسی بھی چیز کا استثناء نہیں ہے بلکہ عموم ہے کہ سب سے پہلے جس شئی کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا وہ قلم ہے۔ معلوم ہوا کہ اس سے پہلے نہ عرش تھا نہ پانی اور نہ کوئی اور چیز۔ یہ ہی سب سے پہلی مخلوق ہے لہذا اس کے خلاف کوئی قول قبول نہ کیا جائے گا۔

ابن عباسؓ سے روایت کرنے والے حضرات میں سے ابوظبیان اور ابوالضحاک کا طریق اقرب الی الصحۃ ہے اس لیے کہ اس میں نیچے کے راویوں میں سے کوئی بھی اختلاف نہیں کرتا اور ابو ہاشم کے طریق میں سفیان و شعبہ باہم اختلاف کرتے ہیں جیسا کہ ہم نے اس کا ماقبل میں تذکرہ کیا ہے اور ابن اسحاق نے اپنے قول کو چونکہ مسند نہیں کیا یعنی اس کی سند رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچائی لہذا نا قابل قبول ہے اس لیے کہ زیر بحث مسئلہ غیر مدرک بالقیاس ہے۔ یہ محض انسانی عقل سے معلوم نہیں ہوسکتا۔ اس کے لیے خبر رسول اللہ ﷺ ضروری ہے جو کہ وحی کی بنیاد پر اس مسئلہ میں رہنمائی کرتی ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

قلم کے بعد جو دوسری چیز اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی اس کا بیان

قلم پیدا کرنے اور اس کے بعد تقدیر لکھنے کا امر فرمانے کے بعد اللہ تعالیٰ نے باریک بادل کو پیدا فرمایا اور یہ وہی غمام (بادل) ہے جس کے بارے میں حق تعالیٰ شانہ نے اپنی کتاب محکم میں تذکرہ فرمایا ہے۔ قرآن کریم میں ہے:

"ھل ینظرون الا ان یاتیھم اللہ فی ظلل من الغمام"

(ترجمہ) یہ منکرین و مشرکین نہیں انتظار کر رہے مگر اس چیز کا کہ اللہ تعالیٰ ان کے پاس بادلوں کے سائبان میں بیٹھ کر آئے۔ (سورہ بقرہ آیت نمبر ۲۱۰)

بادل کی تخلیق عرش سے پہلے ہوئی تھی حدیث رسول اللہ ﷺ میں اس طرح وارد ہوا ہے، حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک قوم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی پس وہ قریب پہنچے تو آپ انہیں بشارت دینا شروع ہو گئے لیکن وہ کہنے لگے کہ ہمیں کچھ مال عطا کیجیے۔ نبی کریم ﷺ کو یہ بات ناگوار گزری پھر وہ لوگ چلے گئے۔ اس کے بعد ایک اور قوم آئی۔ یہ لوگ جب مجلس میں پہنچے تو کہنے لگے کہ ہم رسول اللہ ﷺ پر سلام بھیجتے ہیں اور دین میں تفقہ حاصل کرنا چاہتے ہیں اور اس کائنات کی ابتداء کے بارے میں جاننا چاہتے ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم بشارت و خوشخبری قبول کرو اس لیے کہ جو لوگ ابھی یہاں سے چلے گئے ہیں انھوں نے اس کو قبول نہیں کیا تھا وہ لوگ کہنے لگے ہم نے قبول کیا۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ موجود تھے اور اس کے سوا کوئی چیز نہ تھی اس کا عرش پانی پر تھا اور ہر چیز کا ذکر اس کے واقع ہونے سے پہلے ہی لکھ دیا گیا تھا۔ پھر اس نے آسمان و زمین کو پیدا فرمایا۔

راوی حدیث حضرت عمران بن حصینؓ کہتے ہیں کہ اتنے میں کوئی آدمی آیا اور اس نے مجھے کہا تمہاری اُونٹنی کہیں چلی گئی ہے۔ پس میں اسے تلاش کرنے کے لیے نکلا لیکن میرے اور اس کے درمیان سراب حائل ہو گیا (یعنی وہ مجھے نہ ملی) کاش میں اس کی تلاش میں نہ نکلتا تو مجلس کی بقیہ باتیں بھی سن لیتا۔

ان ہی کی دوسری روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اے بنو تمیم خوشخبری قبول کرو پس وہ لوگ کہنے لگے آپ ہمیں بشارت تو دے رہے ہیں کچھ مال بھی عطا کیجیے پھر دوسرے گروہ سے فرمایا اے اہل یمن خوشخبری قبول کرو۔ انہوں نے کہا ہم نے قبول کی۔ اور آپ ہمیں اس کائنات کی ابتداء کے بارے میں بتلائیے کہ کیسے ہوئی رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے عرش پر تھا اور ہر چیز سے پہلے تھا اور لوح محفوظ پر ہر چیز جو آئندہ ہوگی لکھ دی گئی ہے۔

حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اتنے میں کوئی آدمی آیا اور اس نے کہا اے عمران تمہاری اُونٹنی کی رسی کھل گئی ہے۔ پس میں اس کی تلاش میں اٹھ کھڑا ہوا لیکن میرے اور اُونٹنی کے درمیان سراب حائل ہو گیا اس لیے میں نہیں جانتا کہ اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا۔

بادل کے بعد کس چیز کی تخلیق ہوئی

اہل علم نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ بادل کے بعد کیا چیز پیدا ہوئی؟۔

بعض فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا کیا۔ جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے عرش کو پیدا فرمایا ان چیزوں سے پہلے جو کہ اس نے پیدا فرمائیں۔ پھر اس پر اپنی شان کے مطابق رونق افروز ہوا۔

اور بعض فرماتے ہیں کہ عرش سے پہلے پانی کو پیدا فرمایا اور اس پر عرش رکھا۔ جیسا کہ ابن عباس ابن مسعود اور دیگر اصحاب رسول ﷺ سے مروی ہے کہ اللہ کا عرش پانی پر تھا اور ان چیزوں کے علاوہ جو پانی سے پہلے پیدا ہو چکی تھیں اور کوئی چیز اس وقت تک پیدا نہیں ہوئی تھی۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ عرش آسمان و زمین کی پیدائش سے پہلے پانی پر تھا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش کا ارادہ فرمایا تو ایک مٹھی منجمد پانی سے لی پھر اسے کھولا اور اس میں سے دھوئیں کو اوپر کی طرف بلند کیا پھر اس سے دو دن میں زمین کو پھیلا دیا اور ساتویں دن تخلیق سے فراغت ہوئی۔

بعض فرماتے ہیں کہ قلم کے بعد اللہ تعالیٰ نے کرسی کو پیدا فرمایا۔ کرسی کے بعد عرش کو۔ اس کے بعد ہوا اور اندھیروں کو اس کے بعد پانی کو اور پانی پر عرش کو رکھا۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ اس میں سے یہ قول کہ اللہ تعالیٰ نے پانی کو عرش سے پہلے پیدا فرمایا میرے نزدیک درست اور اصح ہے اس لیے کہ اس قول کی تائید ابو رزین کی روایت سے ہوتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ ہمارا رب مخلوقات کی پیدائش سے قبل کہاں تھا۔ فرمایا بادل میں جس کے نیچے بھی ہوا تھی اور اوپر بھی ہوا تھی پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا۔

جب یہ بات خبر رسول اللہ ﷺ کی وجہ سے پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا تو یہ ناممکن ہے کہ جس چیز پر پیدا فرمایا وہ چیز موجود نہ ہو لہذا ثابت ہوا کہ پانی کی تخلیق عرش سے پہلے ہوئی یا زیادہ

سے زیادہ یہ کہا جائے گا کہ دونوں کی تخلیق بیک وقت ہوئی۔

بعض کا قول یہ بھی ہے کہ جس وقت اللہ تعالیٰ نے عرش کو پانی پر پیدا فرمایا اس وقت پانی ہوا کے اوپر تھا پس اگر یہ بات ثابت ہو جائے تو اس کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ پانی اور ہوا ان دونوں کا وجود عرش سے پہلے تھا اس قول کی تائید اس روایت سے ہوتی ہے، سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ سے اس آیت " وکان عرشہ علی الماء" (اسکا عرش پانی پر تھا) کی تفسیر میں پوچھا گیا کہ پانی اس وقت کس چیز پر تھا فرمایا ہوا کی پشت پر۔

اعمش اور ابن جریج کے طریق میں بھی اسی کے مثل روایت ہے۔

اس کائنات کا کس چیز نے احاطہ کیا ہوا ہے؟

عبدالصمد حضرت وہب سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے باری تعالیٰ کی عظمت و بڑائی کا تذکرہ کیا اور کہا کہ تمام آسمان و زمین اور سمندر ہیکل کے اندر ہیں اور کرسی پر حق تعالیٰ شانہ کے قدمین مبارک ہیں وہ کرسی کو اس طرح اٹھاتا ہے اور رکھتا ہے جس طرح نعلین قدمین کے اندر ہوں۔

حضرت وہب سے پوچھا گیا کہ ہیکل کیا ہے فرمایا کہ وہ ایسی چیز ہے جس نے تمام زمینوں اور سمندروں کو خیموں کی رسیوں کی طرح گھیرا ہوا ہے۔

پھر زمینوں کے بارے میں پوچھا کہ ان کی کیفیت کیا ہے فرمایا کہ سات زمینیں سات جزیروں کی شکل میں پھیلی ہوئی ہیں اور ہر دو زمینوں کے درمیان سمندر ہے اور ایک بڑا سمندر ان سب کو محیط ہے۔ اور ہیکل اس سمندر کے پیچھے ہے یعنی وہ ان سب کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

ایام ستہ کے نام جو تخلیق کائنات میں حرف ہوئے

ایک روایت میں ہے کہ قلم اور دیگر مخلوقات کی پیدائش کے درمیان ایک ہزار سال کا فصل ہے جیسا کہ حضرت حمزہ رحمتہ اللہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ فرماتے ہیں: اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اس کے ساتھ ان تمام چیزوں کو لکھا جن کو وہ آئندہ پیدا کرنا چاہتا تھا پھر یہ کتاب ایک ہزار سال تک اللہ تعالیٰ کی پاکی اور بزرگی بیان کرتی رہی، ابھی دیگر مخلوقات پیدا نہیں ہوئی تھیں۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی پیدائش کا ارادہ فرمایا تو ان کو پیدا فرمایا (اسی تفصیل کے مطابق جو کہ گزریں) چھ دن میں اور ہر دن کا الگ الگ نام تجویز کیا ان دنوں کے ناموں کی تفصیل میں لکھا گیا ہے کہ ان میں ایک کا نام ابجد دوسرے کا ہوز تیسرے کا حطی چوتھے کا کلمن پانچویں کا سعفص اور چھٹے کا قرشت ہے۔

جیسا کہ ضحاک بن مزاحم سے مروی ہے انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا اور ہر دن کے لیے ایک نام مقرر ہے اور وہ یہ ہیں۔ ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت۔

ایک دوسرے طریق سے بھی ضحاک بن مزاحم سے یہی منقول ہے۔

لیکن دیگر اصحاب کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے پہلے دن کو پیدا فرمایا اس کا نام رکھا الاحد پھر دوسرے دن کو پیدا فرمایا اس کا نام رکھا الاثنین پھر تیسرے دن کو پیدا فرمایا اس کا نام رکھا الثلاثا پھر چوتھے دن کو پیدا فرمایا اس کا نام رکھا الاربعاء پھر پانچویں دن کو پیدا فرمایا اس کا نام رکھا خمیس۔ (یہ روایت یہیں تک ہے)

جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بالکل یہ ہی روایت مروی ہے جو کہ ان کے شاگرد عطا نے روایت کی ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ ایام کے اسماء کے بارے میں ان دونوں قولوں میں کوئی تضاد نہیں اس لیے کہ اہل عرب جن کا نام الاحد، الاثنین، الثلاثا، الاربعا، خمیس رکھتے ہیں ممکن ہے کہ دیگر عرب انکو ابجد، ہوز، حطی، کلمن، سعفص، قرشت سے اننتے ہوں کیونکہ۔ لا مناقشة فی اسماء الاشیاء. اشیاء کے ناموں میں کوئی جھگڑا و نزاع نہیں ہوا کرتا۔

علامہ طبری ایک اور تعارض کو حل کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔ مذکورہ بالا اقوال میں چھ ایام کا ذکر ہے لیکن وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ ایام سات ہیں لیکن ان میں بھی تعارض نہیں اس لیے کہ ضحاک اور عطا نے ایام کے چھ ہونے کا ذکر فرمایا اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کائنات اور جو کچھ اس کے اندر ہے اس کی تخلیق میں چھ دن صرف ہوئے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ارشاد ہے۔

"هو الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام" (سورہ ہود آیت نمبر ۷)

اور وہب بن منبہ کے قول کا مطلب یہ ہے کہ ایک ہفتہ میں کل سات دن ہوتے ہیں نہ کے چھ۔

ایام ستہ میں کس دن تخلیق کی ابتداء ہوئی

ان ایام ستہ میں سے تخلیق کائنات کی ابتداء کس دن ہوئی اس میں علمائے سلف کا اختلاف ہے۔

بعض فرماتے ہیں کہ اس کی ابتداء یوم الاحد (اتوار) سے ہوئی جیسا کہ حضرت عبداللہ بن سلامؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق کی ابتداء فرمائی اور زمین کو اتوار اور پیر کو پیدا فرمایا۔ ایک دوسری روایت میں ان سے مروی ہے کہ اللہ عزوجل نے تخلیق کی ابتداء اتوار سے فرمائی اور زمین کو بروز اتوار اور پیر کو پیدا فرمایا۔ اور کعب سے مروی ہے کہ ابتداء خلق کے وقت اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو بروز اتوار و پیر پیدا فرمایا۔ اور مفسر قرآن حضرت ضحاک سے باری تعالیٰ کے اس قول "هو الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام" کی تفسیر میں منقول ہے کہ ایام آخرت میں سے ہر یوم کی مقدار ایک ہزار سال ہے اور ابتدائے خلق اتوار کے دن ہوئی۔ حضرت مجاہد سے بھی یہ ہی منقول ہے کہ ابتداء خلق اتوار کے دن ہوئی۔

بعض فرماتے ہیں کہ ابتدائے خلق ہفتہ کے دن ہوئی۔ ان کی دلیل یہ روایت ہے محمد بن ابی اسحٰق سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ اہل تورات اس بات کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابتداء خلق اتوار کو فرمائی اور اہل انجیل قائل ہیں کہ پیر کو فرمائی اور ہم مسلمان رسول اللہ ﷺ کی حدیث کی وجہ سے جو ہم تک پہنچی ہے کہتے ہیں کہ ابتداء خلق ہفتہ کو ہوئی۔

درج بالا بحث سے ابتدائے خلق کی بابت دو قول معلوم ہوئے ہیں۔ اول یوم الاحد، ثانی یوم السبت ہر ایک قول پر دلیل ماقبل میں گزر چکی ہے لیکن مزید تقویت کے لیے کچھ اور احادیث ذکر کی جاتی ہیں۔

حضرت عکرمہ، حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ یہود نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور آسمان وزمین کی تخلیق کے بارے میں سوال کیا آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار اور پیر کے دن پیدا فرمایا۔ یہ روایت قول اول کے قائلین کا مستدل ہے۔

عبداللہ بن رافع، حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مٹی کو ہفتہ کے دن پیدا فرمایا اور پہاڑوں کو اتوار کے دن۔ یہ روایت قول ثانی کے قائلین کا مستدل ہے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں ان دونوں اقوال میں سے میرے نزدیک راجح پہلا قول ہے یعنی ابتداء خلق یوم الاحد کو ہوئی اس لیے کہ علماء سلف نے اسی قول پر اجماع و اتفاق کیا ہے۔

اور ابن اسحاق کا قول کہ ابتدائے خلق ہفتہ کو ہوئی اس کی بنیاد اصل میں یہ ہے کہ روایات کے موافق اللہ تعالیٰ تخلیق کائنات سے جمعہ کے دن فارغ ہوئے۔ اور یہ بالاتفاق ساتواں دن ہے۔ اسی دن حق تعالیٰ شانہ عرش پر رونق افروز ہوئے اور اسی دن کو مسلمانوں کے لیے عید کا دن قرار دیا جب آخری دن یہ یعنی یوم سابع ہے جو کہ فراغت کا دن ہے تو پہلا دن یقیناً ہفتہ ہوگا جو کہ ابتدائے مصروفیت کا دن ہے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ ابن اسحاق نے اپنے اس قول و دعوی میں جس دلیل کا سہارا لیا ہے جو کہ ماقبل میں گزری وہ درست نہیں اس لیے کہ یہ انکا ذاتی استنباط ہے نہ کہ خبر مرفوع لہذا دلائل قطعیہ کے مقابلے میں حجت نہ ہوگا۔ ابن اسحاق کے قول کے مطابق تخلیق کائنات میں سات دن صرف ہوئے لیکن قرآن کریم میں متعدد مقامات پر اللہ رب العزت نے اپنے بندوں کو خبر دی کہ اس میں چھ دن صرف ہوئے ہیں۔ مثلاً ارشاد خداوندی ہے۔ ''اللہ وہی ذات ہے جس نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ چھ دن میں پیدا فرمایا پھر عرش پر (اپنی شان کے مطابق) جلوہ افروز ہوا۔ نہیں ہے تمہارے لیے اس کے مقابلے میں کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارشی۔ کیا پھر بھی تم نصیحت حاصل نہیں کرتے'' (سورہ بقرہ آیت نمبر۴)

دوسری جگہ ارشاد ہے'' آپ ان سے فرما دیجیے کہ کیا تم انکار کرتے ہو اس ذات کا جس نے آسمان و زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا اور تم اس کے لیے شرکاء قرار دیتے ہو۔ یہ تو رب العالمین ہے۔ اس نے پہاڑوں کو زمین کے اندر ذرا بلند کر کے بنایا۔ اور اس زمین کے اندر برکتیں رکھیں۔ اور اس میں تمہارا رزق مقرر فرمایا (یعنی حسب ضرورت رکھ دیا) یہ سارا عمل چار دن میں ہوا۔ (اور یہ کل چھ دن ہو گئے) اور سوال کرنے والوں کے لیے اس قدر بیان کافی ہے پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور وہ دھوئیں کی شکل میں تھا اور آسمان و زمین دونوں سے فرمایا تم تابعداری کرو خوشی سے یا زبردستی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم خوشی سے تابعداری کرتے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کو دو دن میں بنایا اور ہر آسمان کی طرف اپنے حکم کی وحی فرمائی اور آسمان دنیا کو ستاروں کے ساتھ زینت بخشی علاوہ زینت کے حفاظت بھی مقصود ہے یہ سب زبردست جاننے والے کا مقرر کردہ نظام ہے۔

اہل علم کے درمیان اس میں کوئی اختلاف نہیں کہ'' فقضاهن سبع سموت في يومين '' (پس اللہ تعالیٰ نے ساتوں آسمانوں کو دو دن میں بنایا) اس آیت میں جن دو ایام کا ذکر ہے یہ ان چھ ایام میں داخل ہیں جن کا ماقبل میں تذکرہ ہوا پس ان آیات سے واضح طور پر معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور جو کچھ ان کے اندر ہے سب کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔

اور احادیث بکثرت اس بارے میں وارد ہوئی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق سب سے آخر میں فرمائی اور یہ جمعہ کا دن تھا۔ یہ جمعہ کا دن جس میں فراغت ہوئی یہ بھی ان چھ ایام میں داخل ہے۔ جو تخلیق کائنات میں صرف ہوئے جن کا ذکر گزشتہ آیات میں ہوا۔ اگر اس دن کو ان چھ ایام میں داخل نہ مانیں تو لازم آئے گا کہ تخلیق میں

سات دن صرف ہوئے۔ حالانکہ یہ نصوص کے خلاف ہے۔

لہذا ابن اسحاق کا جمعہ کو یوم سابع قرار دے کر ایام ستہ سے الگ ماننا اور ایام ستہ کی ابتداء ہفتہ سے قرار دینا درست نہیں بلکہ جمعہ کا دن ایام ستہ ہی میں داخل ہے اور ان ایام ستہ کی ابتداء اتوار کے دن سے ہوئی۔ جیسا کہ ہم نے ماقبل میں دلائل کے ساتھ ثابت کیا۔

اور یہ بات کہ جمعہ کے دن ہی تخلیق کائنات سے فراغت ہوئی اس بارے میں اخبار مرفوعہ وآثار موقوفہ ہم عنقریب انشااللہ کسی مناسب مقام میں ذکر کریں گے۔

ایام ستہ میں سے کس دن کس چیز کی پیدائش ہوئی

اتوار و پیر

علمائے سلف کا اس میں اختلاف ہے کہ کونسے دن کیا چیز پیدا ہوئی؟ عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے اتوار کے دن اس کائنات کی ابتداء فرمائی پس اتوار اور پیر کو تمام زمینیں پیدا فرمائیں، منگل اور بدھ کو رزق وخوراک اور پہاڑوں کو پیدا فرمایا جمعرات اور جمعہ کو آسمانوں کی تخلیق فرمائی اور جمعہ کی آخری ساعت میں اس سے فراغت ہوئی اس آخری ساعت میں آدم علیہ الصلوۃ والسلام کو بصفت عجلت پیدا فرمایا اور یہی وہ ساعت ہے کہ جس میں قیامت قائم ہوگی۔

ابن عباس ابن مسعود اور دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم سے منقول ہے کہ رب تبارک وتعالی نے سات زمینوں کو دو دن یعنی اتوار اور پیر کو پیدا فرمایا اور ان کے اندر پہاڑوں، معدنیات، ارزاق، درختوں اور جو چیزیں ان کے مناسب تھیں ان سب کو منگل و بدھ کے دن پیدا فرمایا۔ پھر آسمان کی تخلیق کی طرف توجہ فرمائی وہ اس وقت دھوئیں کی شکل میں تھا۔ پس اس کو جسم واحد بنایا پھر اسکو ٹکڑے ٹکڑے فرمایا یہاں تک کے سات آسمان ہوگئے یہ کام جمعرات وجمعہ کو ہوا۔

ابن عباسؓ کی ایک اور روایت میں بھی یہی بات ہے کہ زمینوں کی تخلیق اتوار و پیر کو ہوئی۔

پس ان تمام اقوال سے ثابت ہوا کہ زمین اور اس کی معدنیات کی پیدائش بغیر کسی تفصیل کے آسمان سے پہلے ہوئی اس لیے کہ ان حضرات کے نزدیک اس کی پیدائش کے دن اتوار اور پیر ہیں جو کہ ایام ستہ کے ابتدائی دن ہیں اور آسمان کی تخلیق کے دن ان کے علاوہ ہیں جو کہ یقیناً موخر ہیں۔

اور بعض اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اللہ تعالی نے پہلے زمین اور اس کے اندر کی تمام چیزیں خام مادہ کی شکل میں پیدا فرمائیں پھر سات آسمان بنائے اس کے بعد زمین کو موجودہ ہیت پر پھیلا دیا اور اس کو یہ صورت بخشی۔

اس کی تائید ابن عباس کی ایک روایت سے ہوتی ہے جو کہ "والارض بعد ذلک دحھا" کی تفسیر میں مروی ہے کہ جس کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کریم کے ایک مقام پر اللہ تعالی نے زمین کو آسمان سے پہلے پیدا فرمایا اور دوسری جگہ بیان تخلیق میں آسمان کا تذکرہ زمین سے پہلے ہے جس سے بظاہر معلوم ہوتا ہے کہ آسمان کو زمین سے پہلے پیدا فرمایا۔ دونوں آیات میں تطبیق کی صورت یہ ہوگی کہ پہلے اللہ تعالی نے زمین کو جملہ معدنیات سے پیدا فرمایا لیکن اس کو موجودہ ہیت پر پھیلایا نہیں اس کے بعد سات آسمان بنائے پھر زمین کو موجودہ شکل میں پھیلا دیا جو کہ ہمیں نظر آرہی

ہے۔

ایک دوسری روایت میں اس آیت کی تفسیر میں ان ہی سے کچھ منقول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آسمان کی تخلیق سے فارغ ہوا تو زمین میں موجودہ رزق، معدنیات کو پھیلایا اور پہاڑوں کو نصب فرمایا۔ معلوم ہوا کہ زمین کی نباتات و خوراک وغیرہ شمس وقمر کے بغیر عادتاً نہیں اگ سکتیں اس لیے ان سے پہلے شمس وقمر کا ہونا ضروری ہے جو کہ اشیاء سماوی میں سے ہیں اس سے بھی اس بات کی طرف اشارہ ملتا ہے کہ زمین اور اس کی نباتات وغیرہ کو پھیلانے کا عمل آسمان کی تخلیق کے بعد ہوا ہوگا جیسا کہ قرآن کریم میں بھی آسمان کی تخلیق کا تذکرہ کے بعد فرمایا کہ ''ہم نے اس کے بعد زمین کو بچھایا اور اس میں سے اس کا پانی اور نباتات نکالیں۔'' (سورۃ النساء آیت نمبر ۳۰ تا ۳۲)

علامہ طبری فرماتے ہیں زیر بحث مسئلہ میں ہمارے نزدیک درست قول وہی ہے جس کے قائلین نے کہا اللہ تعالیٰ نے زمین کو اتوار کے دن پیدا فرمایا اور آسمان کو جمعرات کے دن اور ستارے چاند سورج کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا اس لیے کہ اس قول کی حجت پر حدیث مرفوع وارد ہو چکی ہے جو کہ ابن عباسؓ کا درج بالا قول ''کہ زمین کو پیدا کیا لیکن پھیلایا نہیں۔ بلکہ آسمان کو پیدا کرنے کے بعد اس کو پھیلایا۔ اور اس میں سے پانی و نباتات نکالے پہاڑوں کو نصب کیا گیا۔'' اس کے معارض نہیں۔ جس کو ہم نے ترجیح دی ہے اس لیے کہ ہم نے خلق ارض کا ذکر کیا اور وہ دحو ارض (پھیلانا) ثابت کر رہے ہیں۔ اور دحو کے معنی میں مغایرت ہے۔

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں ارشاد فرماتے ہیں، جس سے اس کی تائید ہوتی ہے:

''کیا تم خلقت کے اعتبار سے زیادہ سخت اور دشوار ہو یا آسمان جس کو ہم نے بنایا اور اس کی چھت کو بلند کیا پھر اس کو ہر اعتبار سے درست کیا اور رات کو تاریک و دن کو روشن بنایا اس کے بعد زمین کو بچھایا، پھیلایا اور اس سے اسکے پانی اور نباتات کو نکالا اور پہاڑوں کو نصب کیا'' (سورۃ النازعات آیت نمبر ۲۱ تا ۳۲)

پس اگر یہ کہا جائے کہ اہل علم کی ایک جماعت نے باری تعالیٰ کے قول' **والارض بعد ذلک دحھا**'' میں تعارض سے بچنے کے لیے یہ توجیہہ کی ہے کہ بعد ذلک ''مع ذلک'' کے معنی میں ہے اور آپ نے بعد ذلک کو اسی معنی میں رکھا جو قبل کا متقابل ہے سو آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے؟

اسکا جواب یہ ہے کہ معروف و اصل معنی بعد کا کلام عرب میں وہی ہے جو ہم نے بیان کیا۔ یعنی قبل کا متقابل نہ کہ بمعنی مع۔ اور جب کلام میں توجیہہ کی جاتی ہے تو اس کے معروف و مختار معنی کے ساتھ کی جاتی ہے۔ لہٰذا یہاں بعد کو اس کے اصل معنی ہی میں استعمال کیا جائے گا۔

مسئلۃ الباب میں ایک قول یہ بھی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیت عتیق (خانہ کعبہ) کو دنیا کی تخلیق سے دو ہزار سال قبل پانی کے اوپر چار ستونوں پر پیدا فرمایا پھر اس کے نیچے سے زمین کو بچھانے کا عمل ہوا۔ جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ دنیا کی پیدائش سے دو ہزار سال قبل بیت اللہ کو چار ستونوں کے اوپر پانی کے اوپر رکھا گیا پھر زمین کو اس کے نیچے بچھایا گیا۔

اور ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ بیت اللہ کو اللہ تعالیٰ نے زمین سے دو ہزار سال پہلے پیدا فرمایا اور اسی کے نیچے سے زمین کو بچھایا گیا۔

ان روایات سے بھی اس طرف اشارہ ملتا ہے کہ زمین کی تخلیق دو مرحلوں میں ہوئی ہے اس تمام تر تفصیل سے

یہ بات ثابت ہوئی کہ زمین کی تخلیق قبل السمٰوٰت ہوئی ہے لیکن اسکو بچھانے اور پھیلانے کا عمل مع اس کے خزائن کے آسمانوں کے بعد ہوا۔

ابو بکر سے مروی ہے کہ یہود نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور کہا اے محمد ﷺ آپ ہمیں بتلایئے کہ اللہ تعالیٰ نے ایام ستہ میں کون کون سی چیزیں پیدا فرمائی ہیں آپ نے فرمایا زمین کو اتوار اور پیر کے دن، پہاڑوں کو منگل کے دن، شہر، رزق، نہریں، آباد جگہیں اور ویرانے بدھ کے دن آسمان و ملائکہ کو جمعرات کے دن پیدا فرمایا۔ اور جب جمعہ کے دن کی تین ساعات باقی رہ گئیں تھیں تو پہلی ساعت میں اموات، دوسری میں آفات، اور تیسری میں آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا یہود کہنے لگے آپ کی بات درست ہے اگر اس کا اختتام صحیح ہو۔ نبی کریم ﷺ ان کا مقصد سمجھ گئے اور ناراض ہوئے۔

اس پر یہ آیت نازل ہوئی "**وما مسنا من لغوب فاصبر علی ما یقولون**"

(ترجمہ) ہمیں کسی قسم کی تھکاوٹ نہیں ہوئی اور جو کچھ یہ کہہ رہے ہیں آپ ان پر صبر کیجیے۔ (سورۃ ق آیت نمبر ۳۸ تا ۳۹)

اہم اعتراض

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ ماقبل میں آپ نے پرزور دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا تھا کہ زمین کی تخلیق آسمان سے قبل ہوئی اور اس مسئلہ میں ابن عباسؓ کی روایات کا آپ نے حوالہ دیا لیکن ابن عباسؓ کی وہ روایت اس کے معارض نہیں جن سے ثابت ہوا کہ آسمان کی تخلیق زمین سے پہلے ہوئی مثلاً ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

فرمایا: سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا اسے حکم دیا اکتب (لکھ) اس نے کہا اے میرے رب کیا لکھوں؟ فرمایا تقدیر لکھو۔ پس قلم قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھنا شروع ہوا پھر اللہ تعالیٰ نے پانی کے بخارات کو بلند فرمایا اور اس سے سات آسمان بنائے پھر ایک مچھلی کو پیدا فرمایا اور اس کی پشت پر زمین کو بچھایا اس مچھلی نے حرکت کی جس کی وجہ سے زمین ڈگمگانے لگی تو پہاڑوں کے ذریعے اسے استقرار بخشا پس یہ پہاڑ زمین پر فخر جتلاتے ہیں اور پھر آخر میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"**ن والقلم وما یسطرون**" (سورۃ قلم آیت نمبر ۱)

یہاں قلم سے مراد قلمِ تقدیر ہے۔

اسحٰق کے طریق میں بھی یہی روایت قدرے مختلف الفاظ کے ساتھ مروی ہے۔

سفیان کے طریق میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ سے مروی ہے کہ سب سے پہلی چیز جو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمائی وہ قلم تھا اسے حکم دیا کہ اکتب (لکھ) اس نے کہا کہ کیا لکھوں فرمایا کہ تقدیر لکھو پس قلم قیامت تک ہونے والے تمام امور کو لکھنا شروع ہوا، پھر اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو پیدا فرمایا اور پانی کے بخارات کو پیدا فرما کر اس سے آسمان بنایا اور زمین کو مچھلی کی پشت پر بچھایا۔ اس مچھلی میں حرکت و اضطراب پیدا ہوا۔ جس کی وجہ سے زمین ڈگمگانے لگی تو پہاڑوں کے ذریعے اسے استقرار بخشا اب یہ پہاڑ زمین پر کھڑے ہوئے فخر کرتے ہیں۔

اور عطا بن سائب کے طریق میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا فرمایا اور اسے حکم دیا اکتب (لکھ) پس اس نے قیامت تک ہونے والے تمام امور لکھ ڈالے۔ پھر مچھلی کو پانی پر پیدا فرمایا اور

زمین کو اس کے اوپر بچھادیا۔

جواب

ان تمام روایات کے جواب میں کہا جائیگا کہ ابن عباسؓ کی یہ روایت ان کی ان روایات کے معارض نہیں جو کہ ہم نے اپنے موقف میں پیش کی ہیں صرف سطحی نظر سے بظاہر تعارض معلوم ہوتا ہے نفس الامر اور حقیقت میں متعارض نہیں اس جواب کی تائید "ھو الذی خلق لکم مافی الارض جمیعاثم استوی الی السماء فسوھن سبع السموت" (البقرہ آیت نمبر۲۹) کی تفسیر میں ان سے مروی روایت سے ہوتی ہے جس میں فرمایا کہ اللہ تعالی کا عرش پانی پر تھا سوائے ان چیزوں کے جو اس نے پانی سے قبل پیدا کیں پھر جب مخلوق کو پیدا کرنے کا ارادہ ہوا تو پانی سے دھواں نکالا اور اس کو پانی سے بہت بلند فرمایا اور اس کا نام سماء رکھا پھر بقیہ پانی کو خشک کیا اور اسے ایک زمین کی شکل میں بنایا پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر کے سات زمینیں دو دن اتوار اور پیر کو بنائیں پس یہ زمین پہلے جسم واحد شکل میں مچھلی پر تھیں اور یہ وہی مچھلی ہے جس کا ذکر اللہ تعالی "ن والقلم" کے الفاظ سے فرمایا ہے۔ (یعنی ن سے مراد مچھلی ہے)

اور یہ مچھلی پانی میں تھی اور پانی ایک بڑے پتھر پر اور پتھر فرشتہ کی پشت پر اور فرشتہ چٹان پر اور چٹان ہوا پر تھی پس مچھلی میں حرکت واضطراب ہوا جس کی وجہ سے زمین پر زلزلہ آیا تو اللہ تعالی نے پہاڑوں کو زمین پر نصب فرمایا اور وہ ٹھیر گئی پس اس وجہ سے پہاڑ زمین پر فخر جتلاتے ہیں۔ باری تعالی کے قول "والقی فی الارض رواسی ان تمیدبکم (النحل آیت نمبر۱۵) میں اس کے نصب کئے جانے کا تذکرہ ہے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں اس تفسیر روایت سے معلوم ہوا کہ اللہ تعالی نے جب آسمان وزمین کی تخلیق کا ارادہ فرمایا تو پانی سے دھواں نکالا (جسکو کہیں بخارات سے تعبیر کیا گیا ہے) اور اس کو پانی سے بہت بلند فرما کر اس کا نام سماء رکھا اس لیے ہر وہ چیز جو کسی چیز کے اوپر ہو اور اس سے بلند ہو تو بلند چیز اس کے لیے سماء کہلاتی ہے معلوم ہوا کہ سماء سے مراد ان حضرات کی یہ ہے کہ جب آسمان دھوئیں اور بخار کی شکل میں تھا موجودہ شکل میں نہ تھا۔ اس کے بعد بقیہ پانی خشک کر کے زمین بنائی گئی۔ یعنی آسمان کی تخلیق بھی دو مرحلوں میں ہوئی۔ اور زمین کی تخلیق بھی دو مرحلوں میں ہوئی۔ جس کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے آسمان کو دھوئیں و بخارات کی شکل میں بمعہ معدنیات وخزائین کے پیدا فرمایا لیکن اس کو پھیلایا نہیں پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی اور انھیں موجودہ شکل عنایت فرمائی پھر زمین کی طرف توجہ فرمائی اور اس کو بچھانے اور پھیلانے کا عمل ہوا۔ اس تقریر پر تمام روایات متفق ہو جاتی ہیں لہذا جو یہ کہتے ہیں کہ آسمان پہلے بنا اور زمین بعد میں بنی اس پر احادیث سے استدلال کرتے ہیں تو کہا جائے گا اس سے مراد آسمان وزمین کا خام حالت میں بننا ہے اور اس خام حالت میں واقعتاً آسمان کی تخلیق زمین سے مقدم ہے۔ جیسا کہ روایت بالا سے معلوم ہوا کہ پانی کے جو بخارات اوپر کی طرف بلند ہوئے اس سے آسمان اور بقیہ جو پانی رہ گیا تھا اسے خشک کر کے زمین بنائی گئی۔

یہ تمام تر تفصیل یوم الاحد (اتوار) سے متعلق تھی کہ اس دن کیا چیز پیدا ہوئی اور یوم الاثنین (پیر) کا ذکر بھی ضمناً ہو چکا ہے۔ البتہ یوم الثلاثاو اربعاء (منگل بدھ) کے متعلق کچھ روایات ہم یہاں ذکر کریں گے۔

منگل و بدھ

ابن عباس، ابن مسعود اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالی عنھم سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے زمین کے

اندر پہاڑوں، درختوں اس میں رہنے والوں کے لیے خوراک اور جو کچھ زمین کے لیے مناسب تھا ان سب کو دو دن یعنی منگل اور بدھ کے دن پیدا فرمایا۔ اس کا بیان قرآن کریم کی اس آیت میں ہے

> ''آپ کہہ دیجیے کیا تم انکار کرتے ہو جس نے زمین کو دو دن میں پیدا فرمایا اور تم شریک قرار دیتے ہو اس کے لیے حالانکہ وہی رب العالمین ہے اسی نے زمین کے اوپر پہاڑوں کو پیدا فرمایا اور اس میں برکتیں رکھیں اس میں لوگوں کی خوراک اور غذا حسب ضرورت پیدا فرمائی اور یہ تمام عمل منگل کے دن ہوا۔ پوچھنے والوں کے لیے یہ بیان کافی ہے۔''

ان حضرات کا بیان ہے کہ یہ تمام کام اسی طرح واقع ہوا جیسا کہ اس آیت میں بیان ہوا ہے اللہ تعالیٰ نے پھر آسمان کی طرف توجہ فرمائی وہ اس وقت دھوئیں کی شکل میں تھا اور یہ دھواں اصل میں پانی کے سانس لینے کی وجہ سے ظاہر ہوا تھا (اس سے مراد پانی کے اندر سے بھاپ و بخارات کا اٹھنا ہے) اس دھوئیں کو آسمان واحد میں تبدیل کیا اور اس کے ٹکڑے کر کے سات آسمان، دو دن یعنی جمعرات و جمعہ کو تخلیق فرمائے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے غذا و خوراک اور پہاڑوں کو منگل و بدھ کے دن پیدا فرمایا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو منگل کے دن پیدا فرمایا۔ اسی وجہ سے لوگ اس دن کو بھاری خیال کرتے ہیں۔

علامہ طبری فرماتے ہیں اس باب میں سب سے صحیح روایت وہ ہے جو ابن عباسؓ کے حوالے سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے پہاڑ اور اس کے منافع کو منگل کے دن، اور درخت، پانی، شہر، آبادیاں، ویرانے بدھ کے دن پیدا فرمائے۔

ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت میں اس طرح مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کی اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں کو اتوار کے دن، درختوں کو پیر کے دن، مکروہ اور ناپسندیدہ چیزوں کو منگل کے دن اور نور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا ۔لیکن پہلی روایت یعنی روایت ابن عباسؓ سنداً زیادہ صحیح اور اقرب الی الصواب ہے اور علمائے سلف کا بھی یہ ہی خیال ہے

جمعرات و جمعہ

اور جمعرات کے دن اللہ تعالیٰ نے سات آسمان بنائے حالانکہ اس سے پہلے وہ باہم جڑے ہوئے تھے جیسا کہ ابن عباس، ابن مسعود اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے ''**ثم استوی الی السماء وھی دخان**'' (سورۃ فصلت آیت نمبر ۱۱ تا ۱۲) کی تفسیر میں منقول ہے کہ یہ دھواں پانی کے سانس لینے کی وجہ سے ظاہر ہوا تھا اس دھوئیں کو اولاً آسمان واحد کی شکل میں بنایا پھر اس کو ٹکڑے ٹکڑے کر کے سات آسمانوں کی موجودہ شکل میں ڈھالا اور یہ عمل جمعرات و جمعہ کے دن ہوا۔

اور جمعہ کا نام جمعہ اس لیے پڑا کہ اس میں اللہ تعالیٰ نے آسمانوں و زمینوں کو جمع فرمایا اور ان کی طرف وحی فرمائی جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

واوحی فی کل سماء امرھا

(ترجمہ) ''ہم نے ہر آسمان میں اپنے امر کی وحی فرمائی''

اسی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر آسمان میں اس کی مخلوق یعنی فرشتے پیدا فرمائے اس کے علاوہ سمندر ،اولوں کے پہاڑ اور بہت سی چیزیں جو معلوم نہیں وہ پیدا فرمائیں اور آسمان دنیا کو ستاروں کے ساتھ زینت بخشی ان ستاروں کو زینت کے ساتھ ساتھ شیاطین سے حفاظت کا ذریعہ بھی بنایا۔ پس جب اللہ تعالیٰ اپنی پسندیدہ چیزوں سے فارغ ہوئے تو اپنے بیان کے موافق عرش پر جلوہ افروز ہوئے۔

عبداللہ بن سلام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانوں کو جمعرات و جمعہ کے دن پیدا فرمایا ۔اور جمعہ کی آخری ساعت میں فراغت ہوئی اس ساعت میں آدم علیہ السلام کو بصفت عجلت پیدا فرمایا۔ پس یہ ہی وہ ساعت ہے جس میں قیامت قائم ہوگی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نہریں اور درخت بدھ کے دن پیدا فرمائے۔ پرندے درندے کیڑے مکوڑے جمعرات کے دن اور انسان کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا پس جمعہ کے دن تمام چیزوں کی تخلیق سے فراغت ہوئی۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ یہ قول جو ہم نے ماقبل میں ذکر کیا یعنی اللہ تعالیٰ نے آسمانوں ،ملائکہ ،اور آدم علیہ السلام کو جمعرات اور جمعہ کے دن پیدا فرمایا یہ ہمارے نزدیک بالکل صحیح ہے اس لیے اس پر خبر مرفوع وارد ہو چکی ہے۔

شیطان کو جنت سے نکالے جانے کا وقت

ابن عباس سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعرات کے دن آسمان پیدا فرمایا اور جمعہ کے دن ستارے ، چاند، سورج، اور ملائکہ پیدا فرمائے یہاں تک کہ تین ساعات باقی رہ گئیں تو پہلی ساعت میں موت کے اوقات مقررہ یعنی'' کون کتنا وقت زندہ رہے گا اور کب مرے گا'' پیدا فرمائے دوسری ساعت میں نفع مند چیزوں پر آنے والی آفات کو پیدا فرمایا اور انھیں جنت میں ٹھکانہ عطا فرمایا اور ابلیس کو سجدہ کا حکم دیا۔ اور ابلیس کو آخری ساعت کے آخر میں جنت سے نکالا۔

ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے میرا ہاتھ پکڑا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے زمین میں جانوروں کو جمعرات کے دن پھیلایا۔ اور آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن عصر کے بعد پیدا فرمایا اور یہ آخری مخلوق تھی جو ساعت جمعہ سے آخری ساعت میں پیدا ہوئی۔

اہم فائدہ

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ سابقہ دلائل و براہین اور احادیث و آثار سے یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو چکی ہے کہ آسمان و زمین اور ان کے مابین و اندر کی اشیاء کی تخلیق میں چھ دن صرف ہوئے اور اب چھ دنوں میں سے ہر دن دنیا کے اعتبار سے ایک ہزار سال کا تھا لہذا کل مدت چھ ہزار سال ہوگئی اور یہ بھی احادیث کے حوالے سے ماقبل میں گزرا کہ قلم تقدیر کی تخلیق اور آسمان و زمین کی ابتدائے خلق کے درمیان ایک ہزار سال کا فصل ہے۔ چونکہ قلم سب سے پہلی مخلوق ہے لہذا نتیجہ یہ نکلا کہ ابتدائے خلق سے لے کر فراغ خلق تک کل مدت کسی قدر کمی بیشی کے امکان کے ساتھ سات ہزار سال

ہے اور یہ بات بھی دلائل کثیرہ سے مدلل طریقہ پر ثابت ہو چکی ہے کہ اس کائنات کی تخلیق کے بعد سے اس کی فنا تک کل مدت کسی قدر کمی بیشی کے امکان کے ساتھ سات ہزار سال ہے سوان مقدمات کی روشنی میں یہ کہنا درست ہے کہ اس کائنات کی ابتدائے خلق سے فنائے خلق تک کی کل مدت باعتبار دنیا کے ۱۴ ہزار سال ہے اور عالم آخرت کے اعتبار سے چودہ دن ہے فقط۔ اور اس کائنات کی فنا کے بعد صورت حال دوبارہ اسی طرف لوٹ آئے گی جو کہ اس کائنات کے بننے سے پہلے تھی۔ صرف اللہ تعالیٰ کی کریم وعزیز ذات ہے جو کہ قدیم ولازوال ہے ہر چیز سے پہلے بھی وہ تھا اور ہر چیز کی فنا کے بعد بھی وہی ہوگا۔

اہم اعتراض

اگر کوئی یہ اعتراض کرے کہ آپ کے پاس اس کی کیا دلیل ہے کہ ایام ستہ جو تخلیق کائنات میں صرف ہوئے ان میں سے ہر دن باعتبار دنیا کے ایک ہزار سال کا تھا نہ کہ اس کے برابر جو اہل دنیا کے ہاں متعارف ہے یعنی طلوع شمس سے غروب شمس تک کا وقت اس لیے کہ قرآن کریم میں مطلق ایام ستہ کا ذکر ہے اور اس کی مقدار وصراحت جو آپ نے بیان کی ہے اس کا وہاں نہ بیان ہے نہ اشارہ۔ لہٰذا ایام کا جو معنی مخاطبین قرآن کے یہاں معروف ہے۔ اس کو اسی پر محمول کیا جائے گا۔ اور آپ بھی اس کے قائل ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں سے قرآن کریم میں ان معانی کے ساتھ خطاب فرماتا ہے جو کہ عندالناس اشہر واغلب ہوں۔ اور یہاں اشہر واغلب معنی طلوع شمس سے غروب شمس تک کے وقت کے برابر وقت ہے۔ لیکن آپ نے غیر معروف معنی قرار لیا جو کہ درست نہیں اور یہ اس وجہ سے بھی بعید معلوم ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ جب کسی کام کا ارادہ فرماتا ہے تو اس کا قول صرف ''کن'' ہوتا ہے اور چیز وجود میں آجاتی ہے ایسی ذات کے بارے میں یہ وصف بیان کرنا کہ اس کو تخلیق کائنات میں چھ ہزار سال لگے غیر مناسب معلوم ہوتا ہے، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وما امرنا الا واحدة كلمح بالبصر" (سورۃ القمر آیت نمبر ۵۰)

(ترجمہ) ''ہمارا امر نہیں ہوتا مگر پلک جھپکنے کی طرح''

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ ہم نے جو کچھ کیا اور جو معنی مراد لیا اس کی بنیاد احادیث وآثار ہیں نہ کہ عقلی اور فکری استخراج، اس لیے کہ یہ مسئلہ غیر مدرک بالقیاس ہے۔ اس میں عقلی دلائل کی بنیاد پر کسی چیز کا اثبات نہیں ہو سکتا صرف نقول معتبرہ سے ہی دلیل پکڑی جا سکتی ہے۔ اور اگر نقول معتبرہ کا مطالبہ کیا جائے تو اس کا جواب یہ ہے کہ ہمارے علم کے مطابق گذشتہ ائمہ دین میں سے کسی نے بھی اس کے خلاف قول اختیار نہیں کیا۔

مثلاً ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو چھ دن میں پیدا فرمایا۔ ان میں سے ہر دن تمہارے شمار کے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر ہے اور انھی سے 'في يوم كان مقداره الف سنة مما تعدون' (سورۃ السجدہ آیت نمبر ۵) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ایسے ایسے چھ ایام تھے جن میں اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کی تخلیق فرمائی۔

اور حضرت ضحاک سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے: ایام ستہ جن میں اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین اور ان کے مابین چیزیں تخلیق فرمائیں ان میں سے ایک دن اس دن کے برابر ہے جو آیت میں بیان ہوا اور آیت میں ایک دن کی مقدار ایک ہزار سال ہی ہے۔

اور حضرت ضحاک سے ہی "ھو الذی خلق السموت والارض فی ستة ایام" (سورۃ ہود آیت نمبر ۷) کی تفسیر میں مروی ہے کہ ایام آخرت میں سے ہر یوم ایک ہزار سال کے برابر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ابتدائے خلق بروز اتوار فرمائی اور بروز جمعہ سب مخلوق کو جمع فرمایا۔

اور حضرت کعب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمان و زمین کی تخلیق کا آغاز فرمایا اتوار و پیر، منگل و بدھ، جمعرات کو اور جمعہ کے دن اس سے فراغت ہوئی ان میں سے ہر دن ایک ہزار سال کے برابر تھا۔

حضرت مجاہد سے بھی یہی منقول ہے کہ ایام ستہ میں سے ہر دن تمہارے شمار کے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر تھا۔ اور سائل کا یہ کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی شان تو یہ ہے کہ اس کے کلمے "کن" سے چیزیں وجود میں آجاتی ہیں۔ ایسی ذی شان ذات کے بارے میں یہ گمان کہ اسے تخلیق کائنات میں چھ ہزار سال صرف ہوئے کسی طرح بھی مناسب نہیں تو اس کا جواب سائل کے جواب کے اندر ہی ہے اس لیے کہ بزعم شما ایام ستہ سے ایام دنیا ہی مراد لیے جائیں تو یہ اشکال اس وقت بھی بدستور رہے گا۔

"ما ھو جوابکم فی ھذا فھو جوابُنا"

دن اور رات سے پہلے کس کی تخلیق ہوئی؟

اہل نظر کا اس میں اختلاف ہے کہ دن اور رات میں سے باعتبار تخلیق کے کون مقدم ہے؟۔

بعض فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے رات کو دن سے پہلے بنایا اور اپنے قول پر اس سے استدلال کرتے ہیں کہ شمس جب غائب ہو جائے اور اس کی روشنی چلی جائے تو رات اپنی تاریکیوں کے ساتھ ہجوم کرتی ہے شمس کی روشنی جب تک باقی ہے اس کا نام نہار (دن) ہے اور اس کے چلے جانے کا نام لیل (رات) ہے۔ معلوم ہوا کہ شمس کی روشنی رات پر وارد ہوتی ہے اور رات اس سے پہلے ہی موجود ہوتی ہے لہٰذا ثابت ہوا کہ رات دن پر مقدم ہے بعض آثار سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

مثلاً ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا گیا کہ کیا رات دن سے مقدم ہے انھوں نے فرمایا کیا تم جانتے ہو کہ جس وقت آسمان زمین میں بند تھے (یعنی موجودہ نفع بخش صورت پر نہ تھے) اور ان کے درمیان صرف تاریکی تھی یہ تمہارے لیے کھلی دلیل ہے کہ رات دن سے مقدم ہے ایک دوسری روایت میں ان سے مروی ہے کہ یقیناً رات دن سے مقدم ہے۔

پھر استدلال میں یہ آیت پڑھی "کانتا رتقا ففتقناھما"

ترجمہ: "جس وقت وہ دونوں بند تھے، پھر ہم نے ان دونوں کو کھولا"

مرثد بن عبداللہ سے مروی ہے کہ عقبہ بن عامر جب رمضان کا چاند دیکھتے تو اس رات میں قیام اللیل فرماتے اور اگلے دن روزہ رکھتے پھر اسکے بعد بھی اس کی راتوں میں قیام فرماتے میں نے یہ بات ابن حجیرہ سے ذکر کی تو

انھوں نے فرمایا رات دن سے پہلے آتی ہے یا دن رات سے پہلے۔

اور بعض دیگر فرماتے ہیں کہ دن رات سے مقدم ہے اور دلیل میں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات موجود تھی اور اس کے سوا کچھ نہ تھا نہ دن نہ رات۔ اس کے بعد بعض چیزوں کی تخلیق ہوئی تو وہ اللہ کے نور کی وجہ سے منور روشن تھیں یہاں تک کہ رات کو بنایا گیا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے نور سے اشیاء کا منور اور روشن ہونا پہلے تھا۔ (نہار کی حقیقت بھی روشنی کا ہونا ہے) اور رات کا وجود بعد میں (لیل کی حقیقت روشنی کا نہ ہونا ہے۔ جیسا کہ ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ تمہارے رب کے پاس اس وقت نہ رات تھی اور نہ دن۔ اور آسمانوں کا منور ہونا اس کے چہرے کے نور کے سبب تھا اور تمہارے ایام میں سے ہر یوم کی مقدار اس کے علم میں بارہ گھنٹے تھی۔

علامہ طبری فرماتے ہیں۔

میرے نزدیک پہلا قول راجح ہے یعنی رات دن سے مقدم ہے اس لیے کہ نہار (دن) کا وجود تو سورج کی روشنی کا مرہون منت ہوتا ہے اس لیے کہ نہار کی حقیقت ہے کہ سورج کی روشنی کی وجہ سے ماحول واشیاء کا منور روشن ہونا نہ کہ کسی اور روشنی کی وجہ سے، جیسا کہ قول ثانی کے قائلین نے کہا ہے اور یہ بات قطعی دلائل سے ثابت ہو چکی کہ اللہ تعالیٰ نے شمس کی پیدائش اور اس کا اسکے مدار میں جریان زمین کے بچھانے اور پھیلانے کے بعد فرمایا ہے جیسا کی قرآن کریم میں ہے

''أأنتم اشد خلقا ام السماء بناها رفع سمكها فسواها و اغطش ليلها واخرج ضحها '(النازعات آیت نمبر ۲۷ تا ۲۹)

(ترجمہ) ''کیا تم خلقت کے اعتبار سے زیادہ دشوار ہو یا آسمان کہ جس کو ہم نے بنایا۔ اور اس کی چھت کو بلند کیا۔ پھر اس کو درست کیا۔ اس کی رات کو ڈھانپا اور اس کی روشنی کو نکالا۔''

جب سورج کی تخلیق ہوئی بعد اس کے کہ جب آسمان بن چکا اور بلند ہو چکا تھا اور تاریکی ہر طرف پھیلی ہوئی تھی تو ثابت ہو گیا کہ رات مقدم ہے شمس سے اور شمس پر ہی چونکہ دن کا وجود موقوف ہے تو رات سورج سے بھی لازماً مقدم ہوگی۔

دلائل سے قطع نظر کرتے ہوئے ہم کہتے ہیں کہ دن اور رات کا معاملہ ہر وقت ہمارے مشاہدے میں ہے ہم دیکھتے ہیں کہ دن رات پر وارد ہوتا ہے اس لیے کہ جب سورج کی روشنی غائب ہو جائے تو آسمان وزمین کا درمیانی خلا تاریک ہو جاتا ہے اور جب یہ روشنی ٹوٹتی ہے تو تمام خلا روشن ہو جاتا ہے معلوم ہوا کہ دن رات پر وارد ہوتا ہے اور یہ بات بدیہی ہے کہ جس پر وارد ہوا جائیگا اس کا وجود قبل از ورود ضروری ہے۔

واللہ اعلم بالصواب

شمس وقمر کی ابتدائے خلقت اور ان کے اوصاف کا بیان

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ شمس وقمر کی تخلیق کے وقت کے بارے میں احادیث مختلف ہیں۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے دن شمس وقمر، ستارے اور فرشتوں کو پیدا فرمایا، حتیٰ کہ اس دن کی تین ساعات باقی رہ گئیں۔

ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے نور کو بدھ کے دن پیدا فرمایا یہ نور کونسا تھا؟

اس کی تفصیل میں اہل علم فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے شمس وقمر کی تخلیق سے قبل بہت سی چیزیں پیدا فرمائیں تھیں پھر ان دونوں کو پیدا فرمایا اوراس کی مصلحت کو وہ خود ہی زیادہ جانتا ہے پس اس نے اس کو مسلسل جاری رہنے والا بنایا اوران کے درمیان فاصلہ رکھا۔ان میں سے ایک کو رات کی نشانی اور دوسرے کو دن کی نشانی بنایا۔ پس وہ رات کی نشانی کو مٹا تا ہے اور دن کی نشانی کو دیکھنے کا ذریعہ بناتا ہے۔

رات کی اور دن کی نشانیوں میں اختلاف حال کا سبب کیا ہے اس کے بارے میں احادیث مرفوعہ ہم یہاں ذکر کریں گے۔اور کچھ علمائے سلف کے اقوال بھی۔

سورج کے سجدہ ریز ہونے کی روایت

ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ میں نے نبی کریمﷺ کا دست مبارک تھاما ہوا تھا اور ہم پیادہ مغرب کی سمت چلے جارہے تھے اور سورج غروب ہونے کے قریب تھا ہم مسلسل اس کی طرف دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہوگیا ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہﷺ یہ کہاں غروب ہوا ہے فرمایا آسمان میں اور پھر اس کو بلند کیا جاتا ہے ایک سے دوسرے آسمان کی طرف یہاں تک کہ ساتویں آسمان تک بلند کیا جاتا ہے حتیٰ کہ عرش کے نیچے پہنچتا ہے اور سجدہ میں گر پڑتا ہے۔اوراس کے ساتھ فرشتے بھی سجدہ کرتے ہیں جو اس پہ متقرر ہیں پھر یہ کہتا ہے کہ اے میرے رب آپ کہاں سے مجھے طلوع ہونے کا حکم فرماتے ہیں غروب کی جگہ سے یا طلوع کی جگہ سے۔ باری تعالیٰ کے قول "والشمس تجری لمستقرلها" میں "ذلک" سے رب العزت کی صفت گری وتخلیقی شاہکار کی طرف اشارہ ہے۔

نبی کریمﷺ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام ایک جبہ نما لباس سورج کے پاس لاتے ہیں جو عرش کے نور سے روشن ہوتا ہے، اور ساعت دن کی مقدار پر اثر انداز ہونے کی صلاحیت رکھتا ہے جس کی وجہ سے موسم گرما میں دن لمبا، موسم سرما میں چھوٹا اور موسم خزاں و بہار میں معتدل رہتا ہے۔ وہ جبہ نما لباس سورج کو اس طرح پہنایا جاتا ہے۔جس طرح تم میں سے کسی آدمی کو لباس پہنایا جاتا ہے پھر سورج اسی حالت میں فضائے آسمانی پر پہنچتا ہے اور اپنے طلوع ہونے کی جگہ سے طلوع ہوتا ہے اور فرمایا کہ (قرب قیامت کو عرش کے نیچے) سورج کو تین راتوں کے بقدر روکا جائے گا اور اسے اس وقت تک نورانی جبہ نہ پہنایا جائے گا اور اسے حکم دیا جائے گا کہ مغرب سے طلوع ہو۔

باری تعالیٰ کا یہ قول "اذ الشمس کورت" (سورۃ تکویر آیت نمبر ۱) میں اسی کا بیان ہے کہ جب سورج بے نور ہوجائیگا۔

اور فرمایا کہ چاند بھی اسی طرح افق آسمانی میں طلوع وغروب ہوتا ہے۔اوراسی طرح ساتویں آسمان تک بلند ہوتا ہے عرش کے نیچے ٹھہرنا، سجدہ کرنا، اجازت طلب کرنا وغیرہ بھی ہوتا ہے۔

لیکن جبرئیل علیہ السلام اس کے لیے جو جبہ لے کرآتے ہیں اس کی روشنی اللہ تعالیٰ کی کرسی کے نور کے سبب ہوتی ہے اور قرآن کریم میں اسی فرق کی طرف اشارہ ہے۔

"هو الذی جعل الشمس ضیاء والقمر نورا" (سورۃ یونس آیت نمبر ۵)

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہی رہا ہوں یہاں تک کہ ہم نے مغرب کی نماز پڑھی۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ یہ حدیث شمس وقمر کے اختلاف حال کے سبب کو بیان کر رہی ہے کہ سورج کی روشنی اس لباس کی وجہ سے ہے جو عرش کے نور کے سبب سے روشن ہے اور چاند کی روشنی اس لباس کی وجہ سے ہے جو کرسی کے نور کے سبب روشن ہے۔

لیکن ابن عباسؓ کی روایت اس کے معارض ہے اس لیے اس کے برخلاف ثابت ہوتا ہے اور وہ یہ ہے۔

ایک طویل وعجیب حدیث

عکرمہ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ ایک دن تشریف فرما تھے۔ اسی دوران ایک آدمی آیا اور کہا اے ابن عباسؓ میں نے کعب احبار سے ایک انتہائی عجیب بات سنی ہے جو کہ شمس وقمر کے بارے میں ہے۔ راوی کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ ٹیک لگائے ہوئے بیٹھے تھے یہ سن کر سیدھے ہو کر دوزانو بیٹھ گئے۔ اور پوچھا وہ کیا بات ہے؟ اس نے کہا کہ کعب احبار کہتے ہیں کہ شمس وقمر کو قیامت کے دن دوزخمی ودہشت زدہ بیلوں کی طرف لایا جائے گا۔ اور دوزخ میں پھینک دیا جائے گا

اللہ فرماں بردار کسی مخلوق کو عذاب نہ کرے گا

عکرمہ کہتے ہیں کہ یہ سن کر ابن عباسؓ نے نہایت غضبناک حالت میں پہلو بدلا اور تین مرتبہ فرمایا کعب نے جھوٹ کہا ہے۔ کعب نے جھوٹ کہا ہے۔ کعب نے جھوٹ کہا ہے۔ اور فرمایا یہ یہودی ہے جو اسلام میں نئی نئی باتیں داخل کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بلند ہے اس بات سے کہ وہ اپنی اطاعت وفرمانبرداری کے باوجود عذاب دے! کیا تم نے باری تعالیٰ کا قول نہیں سنا۔

"وسخر لکم الشمس والقمر دائبین" (سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۳۳)

(ترجمہ) اس نے تمہارے لیے سورج وچاند کو مسخر کیا اور وہ یکے بعد دیگرے آتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ دونوں مسلسل اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء میں لگے ہوئے ہیں۔ پس وہ ان کو کیسے عذاب دے گا۔ اللہ تعالیٰ کعب کو ہلاک کرے۔ اور اس کے علم کو برباد کرے۔ اللہ تعالیٰ پر جرات نہیں کرنی چاہیے۔ یہ ان دونوں فرماں بردار مخلوق کے بارے میں بہت بڑا بہتان ہے۔

شمس وقمر سے متعلق ابن عباسؓ کی حدیث

عکرمہ کہتے ہیں کہ پھر ابن عباسؓ نے تین مرتبہ "انا للہ وانا الیہ راجعون" پڑھا اس کے بعد ایک تنکا اٹھایا اور زمین کو کریدنے لگے۔ اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا اس میں مشغول رہے اس کے بعد سر اٹھایا اور تنکا پھینک دیا پھر فرمایا۔ کیا میں تم سے وہ چیز نہ بیان کروں جو کہ شمس وقمر، ان کی ابتدائے خلقت اور ان کی گردش سے متعلق میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہے ہم نے عرض کیا اللہ تعالیٰ آپ پر رحمت فرمائے۔ ضرور ارشاد فرمائیے۔

فرمایا رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں سوال کیا گیا تو آپ نے جواب میں ارشاد فرمایا اللہ تعالیٰ نے جب

آدم علیہ السلام کے علاوہ باقی تمام مخلوقات مستحکم پیمانے پر پیدا فرمادیں تو دوسورج اپنے عرش کے نور سے پیدا فرمائے ان میں سے وہ جو اس کے حکم میں پہلے ہی سے تھا کہ اس کو سورج کے طور پر ہی رکھنا ہے تو اسے مثل دنیا کے بہت بڑا جو کہ مشرق و مغرب کو محیط ہو بنایا۔ اور وہ جسکو چاند کی شکل دینا منظور تھا اسے قدرے چھوٹا بنایا۔ لیکن زمین سے بہت زیادہ بلندی پر ہونے کی وجہ سے چھوٹے ہی دکھائی دیتے ہیں۔

اگر اللہ تعالیٰ ان دونوں سورج کو اسی حال پر چھوڑ دیتا جس پر ان کو پیدا فرمایا تھا تو رات اور دن کا امتیاز نہ ہوتا۔ اور نہ یہ پتا چلتا کہ مزدور نے کب تک کام کیا ہے۔ وہ اپنی اجرت کب لے گا نہ یہ معلوم ہوتا کہ روزہ دار کب تک کھانے پینے سے رکا رہے گا نہ عورت کی عدت کا پتا چلتا۔ نہ حج کے زمانے کا علم ہوتا نہ قرض کی ادائیگی کا وقت معلوم ہوتا اور نہ اس بات کا احساس ہوتا کہ لوگ اپنے معاش کے لیے کب جائیں گے اور اپنے جسم کو راحت دینے کے لیے کب لوٹیں گے۔

لہٰذا رب العزت نے اپنے بندوں پر شفقت و مہربانی فرمائی اور حضرت جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا اور انھیں حکم دیا کہ قمر پر جو کہ اس وقت شمس تھا اپنا پر تین مرتبہ مارو۔ پس ایسا کیا گیا۔ جس کی وجہ سے اس کی تیز چمک ختم ہوگئی اور نورانیت باقی رہ گئی اس کا بیان قرآن پاک کی اس آیت میں ہے۔

''ہم نے رات دن کو دو نشانیاں بنایا پس ہم نے رات کی نشانی کو مٹایا اور دن کی نشانی کو دیکھنے کا ذریعہ بنایا۔(سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۲)

اور فرمایا چاند کے اندر جو تم کو سیاہ پرچھائیاں سی نظر آتی ہیں وہ سابقہ تیز چمک کو مٹانے کے اثرات ہیں۔

پھر شمس کے لیے عرش کے نور کی ایک ریڑھی بنائی جس کے تین سو ساٹھ کڑے تھے ہر کڑے پر (جو مثل لگام کے تھا) ایک فرشتہ مقرر کیا گیا جو اس کو تھامے ہوئے تھا اس طرح چاند کی ریڑھی اور اس کے کڑے تھے اس کے اوپر بھی تین سو ساٹھ فرشتے مقرر ہوئے اور یہ تمام فرشتے آسمان دنیا سے تعلق رکھتے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے زمین کے دائرے اور آسمان کے کناروں میں مشارق و مغارب (طلوع و غروب کے مقامات) بنائے جو کہ چشموں کی شکل میں ہیں ایک سو اسی مغربی سمت میں ہیں جن میں سے ایک وہ چشمہ ہے جس کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ہے،

''وجد تغرب في عين حمئة'' (کہف آیت نمبر ۸۶)

(ترجمہ) آپ اس کو پائیں گے کہ وہ سیاہ کیچڑ والے چشمہ میں غروب ہو رہا ہے۔

اور ایک سو اسی مشرق میں ہیں جو ابلنے والی ہانڈی کی طرح جوش مارتے ہیں۔

پس ہر دن اور رات کے لیے طلوع و غروب ہونے کی ایک نئی جگہ ہے۔ سب سے پہلے طلوع ہونے کی جگہ اور سب سے آخری غروب ہونے کی جگہ کا اندازہ موسم گرما کے سب سے طویل دن سے لگایا جاسکتا ہے اور سب سے آخری طلوع ہونے کی جگہ اور سب سے پہلی غروب ہونے کی جگہ کا اندازہ موسم سرما کے سب سے چھوٹے دن سے لگایا جاسکتا ہے پس یہ دونوں مشرق (طلوع ہونے کی جگہ) یعنی پہلا اور آخری اور دو مغرب (غروب ہونے کی جگہ) یعنی پہلا اور آخری ہوئے۔

اسی کو قرآن کریم میں فرمایا گیا ہے۔''رب المشرقين و رب المغربين'' (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۱۷)

اور درمیان کے مشارق و مغارب چھوڑ دیئے گئے لیکن دوسری جگہ سب کو جمع کر کے کہا گیا۔

''رب المشارق و المغارب'' (سورۃ المعارج آیت نمبر ۴۰)

پھر فرمایا کہ اللہ تعالی نے ایک سمندر پیدا فرمایا اور وہ آسمان کے نیچے تین فرسخ کے بقدر جاری ہوا وہ سمندر کی بند موج کی شکل میں ہے جو اللہ تعالی کے حکم سے فضاء میں قائم ہے اس سے ایک قطرہ بھی نہیں ٹپکتا باقی تمام سمندر ساکن ہیں۔ صرف یہ سمندر انتہائی سرعت کے ساتھ جاری ہے اور اس کا فضاء میں چلنا بالکل سیدھا و برابر ہے۔ گویا کہ رسی ہے جو مشرق و مغرب کے درمیان دراز ہے پس شمس و قمر اور خنس سمندر کے گہرے پانی میں رواں دواں ہیں۔ قرآن کریم میں ہے۔

"کل فی فلک یسبحون" (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۳)

(ترجمہ) ہر ایک اپنے محور میں تیر رہا ہے۔

یہ مدار جس میں یہ اجسام تیرتے اور سفر کرتے ہیں وہ اس سمندر کا گہرا پانی ہے اور قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے اگر شمس اس سمندر سے نکل آئے تو زمین پر موجود ہر چیز جل کر راکھ ہو جائے حتی کہ چٹانیں اور پتھر بھی اور اگر قمر نکل آئے تو اس کے حسن و جمال کی وجہ سے لوگ فتنہ میں پڑ جائیں اور اللہ تعالی کے بجائے اس کی عبادت شروع کر دیں۔ مگر وہ جس کی اللہ حفاظت فرمائے۔

ابن عباسؓ کہتے ہیں کہ حضرت علی نے پوچھا میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ نے شمس و قمر کے ساتھ خنس کا ذکر فرمایا اور باری تعالی نے بھی قرآن کریم میں اس کی قسم کھائی خنس کسے کہتے ہیں؟

"آپ نے جواب فرمایا کہ یہ اصل میں پانچ ستارے ہیں جن کے مجموعے کو خنس کہتے ہیں اور وہ برجیس (غالباً مشتری)، زحل، عطارد، بہرام، زہرہ ہیں یہ پانچوں ستارے شمس و قمر کی طرح طلوع و غروب اور گردش کرتے ہیں ان کے علاوہ باقی تمام ستارے آسمان میں اس طرح لٹکے ہوئے ہوتے ہیں جس طرح مساجد میں قندیل و فانوس لٹکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور یہ آسمان کے ساتھ ہی اللہ کی تسبیح و تقدس بیان کرتے ہیں اور نماز پڑھتے ہوئے حرکت کرتے ہیں پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا اگر تم اس کو مزید سمجھنا چاہو تو آسمان کے اندر ان کے مدار کو دیکھو کبھی یہ ستارے کہیں ہوتے ہیں اور کبھی کہیں! یہ اصل میں آسمان کی حرکت ہے۔ اور ستارے سوائے ان پانچ کے، سب آسمان کے ساتھ حرکت کرتے ہیں ان کا دورہ جیسا کہ تم مشاہدہ کرتے ہو ایک دن میں پورا ہوتا ہے اور یہ ہی ان کی نماز ہے اور ان کا سفر جو تیزی سے قیامت کی طرف جاری ہے مثل تیز چکی کے پاٹ کے۔ یہ قیامت کے ہولناک واقعات اور زلزلوں میں سے ہے۔ جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

"یوم تمور السماء مورا وتسیر الجبال سیرا فویل یومئذ للمکذبین" (سورۃ طور آیت نمبر ۹ تا ۱۱)

(ترجمہ) "جس دن آسمان پر لرزہ طاری ہوگا اور پہاڑ اڑتے پھریں گے پس ہلاکت ہے اس دن جھٹلانے والوں کے لیے۔"

فرمایا:

جب سورج طلوع ہوتا ہے تو ان چشموں (مطالع) میں سے کسی چشمہ کی طرف سے ریڑھی پر سوار طلوع ہوتا اور اس کے ساتھ تین سو ساٹھ فرشتے ہوتے ہیں جو اپنے پروں کو پھیلائے ہوئے ہوتے ہیں اور اس کو اس کے مدار میں دن اور رات کی ساعت کے اندازے کے موافق حمد و ثناء کرتے ہوئے گھسیٹتے ہیں۔ اور یہ عمل دن رات مسلسل ہوتا رہتا ہے اور جب اللہ تعالی چاہتے ہیں کہ شمس و قمر کی آزمائش کرے اور بندوں کو اپنی نشانیوں میں سے ایک نشانی دکھائے تا کہ

بندے اس کی نافرمانی سے رجوع کریں اور اس کی اطاعت کی طرف متوجہ ہوں تو پھر ایسا ہوتا ہے کہ سورج اپنی ریڑھی سے گر جاتا ہے اور سمندر کی گہرائی میں جا پڑتا ہے جو کہ اس کا مدار ہے جب بڑی نشانی دکھانا اور بندوں کو زیادہ ڈرانا مقصود ہو تو اس وقت پورا سورج ہی ریڑھی سے گرتا ہے جس کے نتیجے میں دن کے وقت بالکل اندھیرا چھا جاتا ہے حتیٰ کہ ستارے نظر آنے لگتے ہیں اور یہ سورج کے گرہن کا انتہائی درجہ ہے اور جب اس سے کم مقصود ہو تو پھر نصف، ثلث یا دو ثلث گراتا ہے اور باقی ریڑھی میں ہی پھرتا رہتا ہے اور یہ جزوی سورج گرہن ہے نہ کہ کلی۔

ان دونوں صورتوں میں سے کسی کا بھی وقوع ہو بہر حال فرشتے جو اس پر مقرر ہوئے ہیں ان کے دو فریق ہو جاتے ہیں ایک فریق سورج کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کو ریڑھی کی طرف کھینچتا ہے اور دوسرا فریق اس ریڑھی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اس کو سورج کی طرف کھینچتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ وہ اس کو اس کے مدار میں بھی دن اور رات کی ساعات کے اندازے کے موافق کھسیٹتے رہتے ہیں تا کہ اس کے دورانیہ کی طوالت زیادہ نہ ہو جائے۔

اللہ تعالیٰ اس کا علم انھیں الہام فرماتا ہے اور ان کو اس کام کی مناسب قوت بھی عطا فرماتا ہے دن رات سردی گرمی اور خزاں بہار ہر موسم میں اسی طرح ہوتا ہے اور یہ جو تم گرہن ہونے کے بعد سورج یا چاند کو تھوڑا تھوڑا نکلتا دیکھتے ہو تو یہ اصل میں اس گہرے سمندر سے نکلتا ہے جو کہ بلندی پر واقع ہے اور اس کا مدار ہے۔

جب فرشتے سورج کو اس حالت سے نکال لیتے ہیں تو سارے فرشتے جمع ہوتے ہیں اور اسے اُٹھا کر ریڑھی پر رکھتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی حمد کرتے ہیں جس نے انھیں ایسی طاقت عطا فرمائی اور ریڑھی کے کڑے تھام کر اسے اسکے مدار میں حمد و ثناء کرتے ہوئے گھسیٹتے ہیں یہاں تک کہ اس کو غروب کی جگہ پہنچا دیتے ہیں اور پھر اسے اس چشمہ میں جو کہ غروب کی جگہ واقع ہے داخل کر دیتے ہیں۔ لہٰذا وہ افق سے اس چشمہ میں جا گرتا ہے۔

پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی ایک اور عجیب مخلوق بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی قدرت پر بڑی حیرت ہے۔ بعض چیزیں جو ہم نے نہیں دیکھیں وہ اس سے بھی زیادہ تعجب خیز ہیں جیسا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام کا قول حضرت سارہ کو:

"اتعجبین من امر اللہ" (سورۃ ہود آیت نمبر ۷۳)

(ترجمہ) کیا تم اللہ کی طرف سے تعجب میں پڑی ہو۔

اسی طرف اشارہ ہے۔

اس کی تفسیر میں بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے دو شہر پیدا فرمائے ایک مشرق اور دوسرا مغرب۔ مشرقی قوم کے لوگ قوم عاد میں سے جو مومنین تھے ان کی نسل سے ہیں۔ اور مغربی شہر کے لوگ قوم ثمود کے مومنین کی بقایا جات ہیں۔ مشرقی شہر کا نام سریانی زبان میں "مرقیسیا" تھا اور عربی زبان میں "جابلق" ہے اور مغربی شہر کا نام سریانی میں "برجیسا" اور عربی میں "جابرس" ہے۔ ان میں سے ہر شہر کے دس ہزار دروازے ہیں اور ہر دو دروازوں کے درمیان ایک فرسخ کا فاصلہ ہے۔ ان دروازوں میں سے ہر دروازے پر ایک دن کے لیے ایک محافظ پہرہ دیتا ہے۔ جس پر اسلحہ سجا ہوتا ہے اس کی باری جب ایک مرتبہ آ جاتی ہے تو پھر قیامت تک دوبارہ نہیں آتی۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں محمد ﷺ کی جان ہے گر ان لوگوں کی کثرت نہ

ہوتی اوران کی آوازوں کا بے پناہ شور نہ ہوتا تو جمیع اہل دنیا اس کو سنتے۔

یہ مقام شمس کے واقع ہونے کی جگہ ہے۔ جس وقت کہ وہ طلوع وغروب ہوتا ہے اور اس کے پیچھے تین قومیں آباد ہیں منسک، تافیل اور تاریس اور ان سے پہلے یاجوج وماجوج ہیں یعنی قوم عاد وثمود کے بقایاجات ان دونوں کے درمیان میں ہیں۔

جبرئیل علیہ السلام شب معراج میں مجھے ان کی طرف لے گئے میں نے یاجوج وماجوج کو اللہ تعالیٰ کی عبادت واطاعت کی دعوت دی انھوں نے قبول کرنے سے انکار کردیا پھر مجھے ان دوشہر والوں یعنی قوم عاد وثمود کے بقایاجات کی طرف لے گئے میں نے انھیں اللہ تعالیٰ کے دین کی طرف بلایا انہوں نے قبول کرلیا اور اطاعت کی پس وہ دین میں ہمارے بھائی ہیں۔ ان میں سے جو نیکی کرے گا وہ تمہارے نیک وصالح لوگوں کے ساتھ ہوگا اور جو برائی کرے گا وہ تمہارے برے اور گنہگاروں کے ساتھ ہوگا پھر مجھے ان تین قوموں کی طرف لے گئے میں نے انھیں اللہ کے دین اور عبادت کی طرف بلایا انھوں نے میری دعوت کا انکار کیا اللہ کے ساتھ کفر کیا اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا پس یہ لوگ یاجوج وماجوج اور ان تمام لوگوں کے ساتھ جنھوں نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی دوزخ میں ہونگے۔

پھر جب سورج غروب ہوجاتا ہے تو ایک آسمان سے دوسرے آسمان کی طرف ملائکہ کے اڑنے کی رفتار سے بلند کیا جاتا ہے یہاں تک کہ ساتویں آسمان پر اسے پہنچادیا جاتا ہے اور وہ سجدہ میں گر پڑتا ہے اور اس کے ساتھ وہ فرشتے بھی سجدہ کرتے ہیں جو اس پر مقرر ہیں۔ پھر اسے ایک آسمان سے دوسرے آسمان پر نیچے کی جانب اتارا جاتا ہے یہاں تک کہ جب وہ آسمان دنیا میں پہنچتا ہے تو فجر طلوع ہوجاتی ہے اور جب مزید نیچے آتا ہے تو دن اچھی طرح روشن ہوجاتا ہے۔

اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مشرق کی انتہا میں ساتویں سمندر پر ظلمت کا ایک حجاب بنایا ہے جس کی تاریکی کی مقدار جب سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کو بنایا ہے اس وقت سے قیامت تک آنے والی راتوں کی تعداد کے بقدر ہے پھر جب غروب کا وقت ہوتا ہے تو ایک فرشتہ جو رات پر مقرر ہے۔ آتا ہے۔ اور اس حجاب کی ظلمت میں سے ایک مٹھی بھرتا ہے پھر مغرب کی طرف رخ کر کے کھڑا ہوجاتا ہے اور مسلسل اپنی انگلیوں کے درمیان تھوڑی تھوڑی ظلمت چھوڑتا رہتا ہے اس کے ساتھ ساتھ شفق کو بھی نگاہ میں رکھتا ہے جب شفق غائب ہوجاتی ہے تو بقیہ تمام ظلمت یکدم چھوڑ دیتا ہے اور اپنے پروں کو پھیلا دیتا ہے یہاں تک کے انھیں زمین کے دونوں قطر اور آسمان کے دونوں کناروں تک پہنچا دیتا ہے بلکہ اس سے بھی آگے جہاں تک اللہ تعالیٰ چاہے فضا سے باہر نکال دیتا ہے پھر رات کی ظلمت کو اپنے پروں کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کرتے ہوئے ہانکتا ہے یہاں تک کے مغرب میں پہنچ جاتا ہے تو مشرق سے صبح طلوع ہوجاتی ہے پھر اپنے دونوں پروں کو ملا دیتا ہے اور وہاں موجود ظلمت کو اپنے ہاتھوں کے ساتھ جمع کرتا ہے اور اسے ایک مٹھی میں کرلیتا ہے جیسا کہ اس نے حجاب ظلمت سے مٹھی بھری تھی، اس وقت جب کہ وہ مشرق میں تھا۔ پھر اس ظلمت کو مغرب کے پاس ساتویں سمندر میں رکھ دیتا ہے یہاں سے رات کی تاریکی کا آغاز ہوتا ہے اور جب یہ حجاب ظلمت مشرق سے مغرب کی طرف اس طرح منتقل نہیں کیا جائے گا تو قیامت برپا ہوجائے گی۔

پس دن کی روشنی مشرق کی طرف سے اور رات کی تاریکی مغرب کی طرف سے اسی حجاب ظلمت کی وجہ سے ہے۔ پس شمس وقمر مسلسل اسی طرح اپنے طلوع کی جگہ سے غروب کی جگہ تک جانا، وہاں سے ساتویں آسمان تک بلند ہونا

اور عرش کے نیچے رکے رہنے میں مشغول رہتے ہیں یہاں تک کہ وہ وقت آجائے جب اللہ تعالیٰ بندوں کی توبہ قبول نہ کریگا زمین میں گناہ بکثرت ہو جائیں گے نیک کام معدوم ہو جائیں گے کوئی نیکی کا حکم نہ کریگا منکرات پھیل جائیں گی کوئی اس سے منع کرنے والا نہ ہوگا۔

اور قیامت کے قریب پھر جب شمس ایک رات کے بعد عرش کے نیچے رکا رہے گا اور سجدہ کر کے اجازت طلب کرے گا کہ کہاں سے طلوع ہو لیکن اسے کوئی جواب نہیں دیا جائے گا یہاں تک کہ قمر بھی اس کے پاس پہنچ جائے گا اور سجدہ کر کے اجازت طلب کرے گا لیکن اسے بھی کوئی جواب نہیں دیا جائے گا۔ اور اس وقت شمس تین اور قمر دو راتوں کے بقدر عرش کے نیچے ٹھہرے رہیں گے اور اس رات کی طوالت صرف تہجد گزار ہی پہچان سکیں گے لیکن وہ مسلمانوں کے شہروں میں سے ہر شہر میں ایک چھوٹی سی جماعت ہوگی جو لوگوں کی نگاہ میں حقیر و مسکین ہونگے۔ پس ان میں سے کوئی اپنی سابقہ عادت کے موافق بیدار ہوگا اور وضو کر کے اپنی نماز کی جگہ میں داخل ہوگا اور اپنی نماز اور وظائف پڑھیگا۔ جیسا کہ اس سے پہلے وہ پڑھتا تھا پھر وہ باہر نکلے گا لیکن وہ صبح کے آثار نہ دیکھے گا تو انکار کرے گا اور طرح طرح کے وساوس و خیالات کا شکار ہو جائے گا پھر کہے گا شاید میں نے قرات کم کی ہے یا نماز چھوٹی کر دی یا اپنے وقت سے پہلے بیدار ہو گیا ہوں اور وہ دوبارہ اپنی نماز کی جگہ میں داخل ہوگا اور پہلے کی طرح تمام معمولات ادا کرے گا۔ پھر باہر نکل کر جب صبح کو نہ دیکھے گا تو اس کے انکار میں مزید اضافہ ہو جائے گا اور برے برے خیالات اور وساوس اس کو گھیر لیں گے اور اس کے ساتھ خوف بھی شامل ہوگا۔ لیکن پھر وہ یہ سوچے گا کہ میں نے قرات کم کی ہے یا نماز چھوٹی کر دی یا اپنے وقت سے پہلے بیدار ہو گیا ہوں پھر تیسری مرتبہ اپنی نماز کی جگہ میں داخل ہوگا اور اس رات کی ہولناکی کے سبب بہت زیادہ خوف زدہ اور ڈرا ہوا ہوگا اور حسب سابق اپنے معمولات پورے کر کے باہر نکلے گا تو رات کو اپنی جگہ برقرار دیکھے گا اور ستارے گردش کر رہے ہونگے لیکن رات ابتدائی شب کی حالت میں ہوگی یہ دیکھ کر اس کا ڈر اور خوف مزید بڑھ جائے گا اور اس رات کی ہولناکی کی وجہ پہچان جائے گا پھر ان میں سے بعض بعض کو آوازیں دیں گے جو ایک دوسرے کو اس سے پہلے پہچانتے تھے اور ملاقات کرتے رہتے تھے۔ پس ہر شہر کے تہجد گزار شہر کی مسجد میں جمع ہونگے اور بقیہ رات اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری اور توبہ استغفار میں مشغول رہیں گے اور غافلین اپنی غفلت میں پڑے ہونگے۔

یہاں تک کہ جب شمس و قمر عرش کے نیچے بالترتیب تین اور دو راتیں گزار چکیں گے تو جبرئیل امین ان کے پاس آئیں گے کہ اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم اپنے غروب ہونے کی جگہ پر لوٹ جاؤ اور وہاں سے طلوع ہو اور آج تمھیں ہمارے پاس سے نہ نور مل سکے گا اور نہ روشنی اس وقت یہ دونوں ایسی آواز سے روئیں گے کہ ان کے نیچے ساتوں آسمان والے اور ان کے اوپر عرش کو اٹھانے والے ان کی آواز سنیں گے۔ ان کے رونے میں موت اور قیامت کے خوف کی آمیزش ہوگی۔

اور فرمایا کہ اسی دوران کہ لوگ ان کے طلوع ہونے کا انتظار کر رہے ہونگے اچانک یہ دونوں ان کی پشت سے یعنی مغرب کی طرف سے طلوع ہونگے، مثل کالے اور اندھے کوے کے۔ نہ سورج کے لیے چمک ہوگی اور نہ چاند کے لیے نور، جیسا کہ کامل گرہن کے وقت ان کی حالت ہوتی ہے اہل دنیا ان کی یہ حالت دیکھ کر چیخیں گے، مائیں اپنے بچوں کو چھوڑ دیں گی اور محبت کرنے والوں کی محبت ختم ہو جائے گی اور ہر انسان اس نئی مصیبت سے پریشان ہوگا نیک و صالح لوگوں کا اس دن رونا بھی نفع دے گا اور یہ ان کی عبادت میں شمار کیا جائے گا اور فاسق و بدکار لوگوں کو ان کا رونا کچھ

نفع نہیں دے گا اور ان کے لیے خسارہ ونقصان لکھا جائے گا اور پھر ان (شمس وقمر) کو سینگ والے اونٹوں کی مثل بلند کیا جائے گا ان میں سے ہر ایک آگے بڑھنے کی کوشش کرے گا یہاں تک کہ آسمان کے میں یہ دونوں پہنچ جائیں گے پھر جبرئیل علیہ السلام آئینگے اور ان کے سینگوں کو پکڑ کر انہیں مغرب کی طرف لوٹا دیں گے لیکن اس وقت یہ اپنے چشموں میں سے کسی چشمے میں غروب نہ ہونگے بلکہ باب التوبہ میں غروب ہونگے۔

عمر بن خطابؓ کہنے لگے میں اور میرے اہل خانہ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ یہ باب التوبہ کیا ہے؟ فرمایا اے عمرؓ اللہ تعالیٰ نے مغرب کی انتہا میں ایک دروازہ توبہ کے نام سے بنایا ہے اس کے دونوں کواڑ سونے کے ہیں اور موتیوں اور جواہرات سے مزین ہیں اور ایک کواڑ سے دوسرے کواڑ تک کا فاصلہ تیز رفتار سوار کی رفتار کے حساب سے چالیس سال کی مسافت کے بقدر ہے یہ دروازہ کھلا ہوا ہے جب سے اللہ تعالیٰ نے اسے پیدا فرمایا ہے یہاں تک کہ اس رات کی صبح طلوع ہو جس میں شمس وقمر مغرب سے طلوع ہونگے اور اس صبح کے طلوع ہونے تک جو بندہ بھی اللہ تعالیٰ کے سامنے سچی توبہ کرے تو اس کی توبہ اس دروازہ میں سے داخل ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف بلند ہو جاتی ہے۔

معاذ بن جبلؓ کہتے ہیں کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ یہ توبۃ النصوح (سچی توبہ) کیا ہے فرمایا کہ جس گناہ کا بندے نے ارتکاب کیا ہے اس پر وہ نادم ہو پھر اللہ تعالیٰ کے حضور ایسی توبہ کرے کہ پھر اس گناہ کو دوبارہ نہ دہرایا جائے جس طرح دودھ کا تھنوں میں واپس جانا ممکن نہیں ہوتا۔

پھر جبرئیل علیہ السلام اڑ کر اس کو اس طرح بند کر دینگے جیسا کہ ان کے درمیان کوئی بھی شگاف باقی رہا ہی نہیں تھا جب دروازہ بند ہو جائے گا تو پھر کسی کی بھی توبہ قبول نہ ہوگی اور نہ کسی مسلمان کی نیکی معتبر ہوگی مگر وہ جو اس سے پہلے ہی تائب صادق اور نیکی کرنے والا تھا پس ایسے لوگوں کے حق میں یہ سلسلہ جاری رہے گا پھر یہ آیت تلاوت فرمائی۔

(ترجمہ) ''جس دن آپ کے رب کی ایک نشانی ظاہر ہوگی، اس دن
نہیں نفع دے گا کسی شخص کو اس کا ایمان جو کہ اس سے پہلے نہیں لایا تھا اور
نہ (ایسے) ایمان کی حالت میں کی ہوئی نیکی نفع دے گی۔'' (سورۃ انعام
آیت نمبر ۱۵۸)

ابی بن کعب کہنے لگے کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ شمس وقمر کا اس کے بعد کیا حال ہو گا اور اہل دنیا و دنیا کا کیا حال ہوگا۔ فرمایا کہ شمس وقمر کو نور اور روشنی کا لباس پہنایا جائے گا اور وہ اسی طرح طلوع وغروب ہونگے جیسا کہ اس سے پہلے ہوتے تھے اور وہ لوگ اسی طرح تمام چیزوں کو دیکھیں گے جنھیں اس سے پہلے دیکھتے تھے حتی کے زمین میں نہریں جاری رہیں گی درخت اگتے رہیں گے عمارتیں تعمیر کی جاتی رہیں گی اور دنیا کی حالت یہ ہوگی کہ کسی آدمی کی گھوڑی نے مغرب سے طلوع شمس کے بعد بچہ دیا ہوگا اور وہ اس پر سواری نہ کر سکے گا کہ صور پھونک دیا جائے گا۔

حذیفہ بن یمان کہنے لگے میں اور میرے اہل خانہ آپ پر فدا ہوں یا رسول اللہ ﷺ صور پھونکے جانے کے وقت لوگ کس حال میں ہونگے فرمایا کہ اے حذیفہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں محمد ﷺ کی جان ہے۔ آدمی اپنا حوض لیپ رہا ہوگا اور اس میں پانی نہ ڈال سکے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی اور صور پھونک دیا جائے گا اور دو آدمی کپڑے کی خرید وفروخت میں مشغول ہونگے وہ کپڑے کا تھان لپیٹنے نہ پائیں گے اور بیع مکمل نہ کر سکیں گے کہ

قیامت قائم ہو جائے گی اور آدمی اپنی اونٹنی کا دودھ نکال کر لائیگا اور اسے پینے بھی نہ پائے گا کہ قیامت قائم ہو جائے گی پھر نبی کریم ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"ولیا تینھم بغتۃ وھم لا یشعرون" (سورۃ العنکبوت آیت نمبر ۵۳)

(ترجمہ) قیامت ان پر دفعتاً آجائے گی اور انھیں پتہ بھی نہ چلے گا۔

پھر جب صور پھونکا جائے گا اور قیامت قائم ہو جائے گی اور اہل جنت اور اہل دوزخ کے درمیان امتیاز ہو جائے گا اور سب کے سب اپنے ٹھکانے پر پہنچ جائیں گے تو اس وقت اللہ عزوجل شمس وقمر کو بلائیگا پس ان دونوں کو اس حال میں لایا جائے گا کہ یہ دونوں سیاہ اور بے نور ہوں گے اور تھرتھراتے اور بلبلاتے ہونگے ان کے کندھے اس دن کی ہولناکی اور رحمٰن کے خوف سے کانپ رہے ہونگے جب وہ عرش کے سامنے پہنچیں گے تو سجدہ میں گر پڑیں گے اور کہیں گے اے ہمارے معبود آپ ہماری عبادت اور اطاعت کو جانتے ہیں اور ایام دنیا میں آپ کے حکم کی تابعداری میں تیز رفتار گردش وسیر کو بھی جانتے ہیں پس آپ ہمیں مشرکین کے ساتھ عذاب نہ دیں ہم نے کبھی بھی آپ کی عبادت اور اطاعت کو نہیں چھوڑا اور نہ کبھی اس سے غافل ہوئے اللہ تعالیٰ فرمائے گا تم نے سچ کہا۔ میں نے پہلے ہی فیصلہ کر لیا تھا کہ میں تمھیں ابتداء پیدا کرونگا اور دوبارہ بھی لوٹاؤں گا اور یہ لوٹانا اسی صفت پر ہوگا جس صفت پر ابتداء میں پیدا کیا تھا وہ کہیں گے اے ہمارے معبود آپ نے ہمیں کس چیز سے پیدا کیا اللہ تعالیٰ فرمائے گا اپنے عرش کے نور سے پس تم اسی حالت پر دوبارہ لوٹ آؤ سوان میں سے ہر ایک ایسی چمک کے ساتھ روشن ہو جائے گا کہ نظریں اس نور کے سامنے نہ ٹھہر سکیں گی اور یہ چمک عرش کے نور کے سبب ہوگی۔

اللہ عزوجل کے فرمان "یبدء ویعید" (سورۃ البروج آیت نمبر ۱۳) کا یہی مطلب ہے۔

عکرمہ کہتے ہیں کہ میں یہ حدیث سن کر لوگوں کو ساتھ لے کر جو ابن عباسؓ کی مجلس میں تھے حضرت کعبؓ کے پاس آیا اور ہم نے انہیں اس قصہ کی خبر دی جو کہ ابن عباسؓ کی مجلس میں ان کی حدیث کے سلسلے میں پیش آیا تھا اور ابن عباسؓ نے جو حدیث سنائی تھی اس کو بھی بیان کیا پس کعب یہ سن کر ہمارے ساتھ ابن عباسؓ کے پاس پہنچے اور کہا کہ میری حدیث کے سلسلہ میں جو واقعہ پیش آیا مجھے اس کی اطلاع ملی اور میں اللہ تعالیٰ سے توبہ اور استغفار کرتا ہوں میں نے یہ روایت اس حوالہ سے بیان کی جو کہ یہودیوں کے ہاتھوں میں رہی ہے اور میں نہیں جانتا کہ یہودیوں نے اس میں کیا تبدیلی کی ہے اور آپ نے یہ روایت کتاب جدید (یعنی قرآن کریم) اور سید الانبیاء حضور اکرم ﷺ کے حوالے سے بیان کی ہے پس میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھ سے یہ حدیث بیان کریں تو اسے میں یاد کرلوں اور آپ کی حدیث میری پہلی حدیث کی جگہ پر ہوگی۔ یعنی اس کو کالعدم کر دے گی۔

عکرمہ کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے پوری حدیث دہرائی اور میرے دل میں اس حدیث کی ایک ایک بات محفوظ اور راسخ ہو گئی اور ابن عباسؓ نے دوبارہ بیان کرتے ہوئے نہ کمی کی اور نہ ہی زیادتی۔ اور نہ کسی چیز کو مقدم کیا اور نہ مؤخر۔ ابن عباسؓ کے اس علم وفضل کو دیکھ کر میرے دل میں ان کی بہت زیادہ رغبت اور ان سے حدیث کے حفظ کا شوق بڑھ گیا۔ ﴿طویل وعجیب حدیث تمام ہوئی﴾

علمائے سلف کے اقوال

ابن الکواء نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا اے امیر المومنین چاند کے اندر یہ چھائیاں سی کیسی ہیں انھوں نے فرمایا کیا تم نے قرآن میں یہ آیت نہیں پڑھی۔

"فمحونا آیۃ اللیل" (ہم نے رات کی نشانی کو مٹایا) پس یہ اسی کے مٹانے کے اثرات ہیں۔

ایک دوسرے طریق میں ہے کہ ابن الکواء نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ چاند کے اندر یہ سیاہی کیسی ہے حضرت علیؓ نے یہ آیت پڑھی۔

"فمحونا آیہ اللیل و جعلنا آیۃ النھار مبصرۃ" (سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۲)

(ترجمہ) "پس ہم نے رات کی نشانی کو مٹایا اور دن کی نشانی کو دیکھنے کا ذریعہ بنایا"

اور فرمایا یہ سیاہی کے اثرات اسی مٹانے کی وجہ سے ہیں۔

عبید بن عمیرؒ کہتے ہیں کہ میں حضرت علیؓ کے پاس تھا پس ابن الکواء نے چاند کے اندر سیاہی کے بارے میں سوال کیا حضرت علی نے جواب دیا یہ رات کی نشانی ہے جس کو مٹایا گیا ہے۔

رفیع بن ابی کثیرہ سے مروی ہے کہ ایک دن حضرت علیؓ نے فرمایا کہ تم جس چیز کے بارے میں چاہو سوال کرو پس ابن الکواء کھڑے ہوئے اور کہا کہ چاند میں سیاہی کیسی ہے فرمایا اللہ تمھیں ہلاک کرے تم اپنے دین اور آخرت کے بارے میں سوال کیوں نہیں کرتے۔ پھر فرمایا کہ یہ رات کا مٹانا ہے۔

عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ چاند میں سیاہی کیسی ہے؟ حضرت علیؓ جواب میں یہ آیت تلاوت فرمائی۔

"وجعلنا اللیل والنھار آیتین فمحونا آیۃ اللیل وجعلنا آیۃ النھار مبصرۃ" (سورۃ الاسراء آیت نمبر ۱۲)

ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر منقول ہے کہ محو سے مراد رات کی تاریکی ہے۔

ابن جریج حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ چاند سورج کی طرح روشن تھا۔ اور چاند رات کی نشانی ہے اور سورج دن کی نشانی ہے اور اس آیت "فمحونا آیۃ اللیل" کی تلاوت فرمائی اور محو کی تفسیر میں کہا کہ یہ وہی سیاہی ہے جو چاند میں ہے۔

حضرت مجاہد سے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہ ہی منقول ہے کہ سورج دن کی نشانی ہے اور محو سے مراد وہ سیاہی ہے جو کہ چاند میں ہے اس طرح اسکو اللہ تعالی نے پیدا فرمایا۔

ایک دوسرے طریق میں حضرت مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ دن اور رات کو اللہ تعالی نے اسی طرح پیدا فرمایا ہے عبداللہ بن کثیر سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ رات کی نشانی سے مراد رات کی تاریکی ہے اور دن کی نشانی سے مراد دن کی روشنی ہے۔

حضرت قتادہ سے اس کی تفسیر میں منقول ہے ہم آپس میں گفتگو کرتے تھے کہ آیت میں محو کو جو رات کی نشانی کہا گیا ہے اس سے مراد وہ سیاہی ہے جو کہ چاند میں نظر آتی ہے اور آیت میں مبصرۃ سے مراد روشن اور چمک دار ہے اللہ تعالی نے سورج کو چاند کے مقابلے میں زیادہ منور اور بڑا بنایا ہے۔

حضرت مجاہد سے اس کی تفسیر میں منقول ہے کہ دن اور رات کو اللہ تعالیٰ نے اسی طرح بنایا ہے۔

خلاصۃ البحث

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک اس بارے میں جواب یہ ہے کہ کہا جائے کہ اللہ تعالیٰ نے شمس وقمر کو دن اور رات کی دو نشانیاں بنایا۔ پس دن کی نشانی تو وہ سورج ہے جس کے ذریعے دن میں دیکھا جاتا ہے اور رات کی نشانی چاند ہے اس کو مٹایا اس سیاہی کی صورت میں جو کہ اس کے اندر ہے۔

یہ بھی ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے نور سے ان دونوں کو سورج کی شکل بنایا پھر چاند کے نور کو نشانی کے طور پر مٹایا جیسا کہ ماقبل میں اس کا بیان گزرا۔

اور یہ بھی ممکن ہے کہ سورج کی روشنی اس لباس کی وجہ سے ہو جو کہ عرش کے نور سے منور اس کو پہنایا گیا تھا اور چاند کی روشنی اس لباس کی وجہ سے ہو جو کہ کرسی کے نور سے منور تھا اور وہ چاند کو پہنایا گیا تھا۔

پس یہ ان دونوں حالتوں کے اختلاف کا سبب ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ اگر ان دو حدیثوں (حدیث ابوذر غفاری وحدیث ابن عباسؓ) میں سے کوئی بھی سنداً صحیح ثابت ہو جائے تو اسی کے مطابق قول اختیار کریں گے۔ لیکن ان کی سندوں میں ضعف ہے۔ پس ہم اس وجہ سے جائز نہیں سمجھتے کہ کسی قول کو ہم ان احادیث کی وجہ سے رد کر دیں، علاوہ ازیں ہم یقینی طور پر جانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اوصاف واحوال میں اختلاف مخلوق کے مصالح وفوائد کے لیے رکھا ہے پس اسی بناء پر ایک کو روشن ومبصر بنایا اور دوسرے کو مدہم روشنی والا بنایا ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ ہم نے شمس وقمر کے احوال میں سے کچھ یہاں اپنی کتاب میں ذکر کیا ہے اور ان کے احوال سے متعلق تفصیلی تذکرہ اور اس باب میں مزید احادیث بیان کرنے سے اعراض کیا ہے اس کے علاوہ آسمان و زمین کی ابتدائے خلقت سے متعلق بھی زیادہ تفصیلات بیان نہیں کیں اس وجہ سے کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں بالقصد سلاطین انبیاء ورسل کا زمانہ وتاریخ بیان کرنی ہے اس شرط کے مطابق جو ہم نے اول کتاب میں ذکر کی ہے۔ اور چونکہ تاریخ وزمانہ ایام ولیالی پر موقوف ہے جیسا کہ ہم نے زمانہ کی تعریف میں تفصیل کے ساتھ ثابت کیا اس لیے ان کا ذکر بالتبع آیا ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ ہم وہ تفاصیل بیان کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوقات کو پیدا کرنے کی ابتداء کب اور کیسے فرمائی اور کب ان کی تخلیق سے فارغ ہوئے اور اسی طرح وہ مدت کہ جب یہ کائنات بن کر تیار ہوئی اور اس کے فنا ہونے کا ذکر وغیرہ سب کچھ ہم بیان کر چکے ہیں۔ اور یہ بیان احادیث رسول ﷺ، آثار صحابہ، اقوال علماء کی روشنی میں ہوا۔ حالانکہ اس کتاب کی غرض کچھ اور تھی جس کو ہم ماقبل میں بیان کر چکے ہیں، لہٰذا اب ہم اس اصل مقصود سے شروع ہونگے یعنی ظالم وجابر ونافرمان باشاہوں۔ اور عادل مطیع فرمابردار بادشاہوں کی تاریخ اور انبیاء ورسل کے زمانے اور ان کے حالات وغیرہ۔ اس سے پہلے چونکہ زمانہ وغیرہ کا بیان ضروری تھا۔ جس سے تاریخوں کی تصحیح ہو، اوقات کی معرفت ہو، شمس وقمر کا ذکر بھی اس لئے ہوا کہ ایک سے دن کے اوقات اور دوسرے سے رات کے اوقات کا علم ہوتا ہے۔ اس لیے ان کا تذکرہ ہوا ہے۔

پس اب ہم سب سے پہلے اس کا ذکر کرینگے جس کو اللہ تعالی نے بادشاہت وسلطنت عطا فرمائی۔ اور اس پر فضل وانعام فرمایا لیکن اس نے کفران نعمت کیا اور اسکی ربوبیت کا انکار کیا اپنے رب تعالی پر سرکشی دکھائی اور اس کے سامنے تکبر کیا پس اللہ تعالی نے اس سے لباس نعمت سلب فرمالیا اور اس کو ذلیل ورسوا کیا۔

اس کے بعد ان لوگوں کا ذکر ہوگا جو اس کے نقش قدم پر چلے اور اس کی اطاعت کی پس اللہ تعالی نے ان پر ایسا عذاب نازل فرمایا اور ان کو اسی کا گروہ قرار دیا اور ذلت ورسوائی میں اسی کے ساتھ متعلق کردیا۔ اس کے ساتھ ان لوگوں کا بھی ذکر ہے جو ان کے مقابلے میں تھے۔ یعنی اپنے رب کے مطیع وفرمابردار سلاطین اور انبیاء ورسل علیھم الصلوۃ والسلام، انشاءاللہ تعالی عزوجل۔

ابلیس لعین کا تذکرہ

اللہ تبارک وتعالی نے اس کی خلقت کو بڑا حسین بنایا اس کو شرافت وبزرگی بخشی اس کو زمین اور آسمان دنیا پر بادشاہت عطا فرمائی اور اس کے ساتھ ساتھ جنت کی حفاظت ودربانی کے اعزاز سے بھی نوازا لیکن اس نے اپنے رب کے سامنے تکبر کیا اور ربوبیت کا دعوی کر بیٹھا اور اپنے ماتحتوں کو اپنی عبادت کی طرف بلایا پس اللہ تعالی نے اسکو دھتکارے ہوئے شیطان میں بدل دیا اس کی خلقت کو بگاڑ دیا تمام اعزازت اس سے سلب کرلیے اس پر اپنی لعنت فرمائی اور اس کو اپنے آسمانوں سے نکال دیا اور آخرت میں اس کا اور اس کے گروہ ومتبعین کا ٹھکانہ دوزخ قرار دیا۔

ہم اللہ تعالی کی پناہ مانگتے ہیں اس کے غضب سے اور اس عمل سے جو اس کے غضب کا سبب بنے اور عطائے نعمت کے بعد اس کے چھن جانے سے بھی پناہ مانگتے ہیں۔

اس باب کے ماتحت ہم اولاً اسلاف سے مروی ان روایات کو بیان کریں گے جن میں غرور وتکبر سے قبل اس پر ہونے والے انعامات وعطایا کا ذکر ہے اس کے بعد اس کے زمانہ حکومت میں ہونے والے واقعات وحوادث اور پھر اسکی حکومت وسلطنت کے زوال کا سبب بھی بیان کریں گے۔ اس کے علاوہ دیگر امور کا بھی انشاءاللہ تعالی مختصر ذکر ہوگا۔

ابلیس فرشتوں میں سے تھا یا جنات میں سے؟

ابن جریج سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے فرمایا:

ابلیس ملائکہ کے سرداروں میں سے تھا۔ قبیلہ کے اعتبار سے ان میں سب سے زیادہ معزز تھا بہشت کے باغات پر نگران تھا اور اس کے لیے آسمان دنیا اور زمین پر بادشاہت تھی۔

ایک دوسری روایت میں ابن عباسؓ نے فرمایا:

فرشتوں کا ایک قبیلہ جنات میں سے تھا اور ابلیس کا تعلق اسی قبیلہ سے تھا اور آسمان وزمین کے درمیان کا وہ

ناظم ونگران تھا۔

ابو مالک وابو صالح ابن عباسؓ سے اور مرہ الھمد انی ابن مسعودؓ اور دیگر اصحاب رسول ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا:

ابلیس کو آسمان دنیا پر مقرر کیا گیا تھا اور اس کا تعلق فرشتوں کے اس گروہ سے تھا جس کو جن کہا جاتا ہے ان کا نام جن اس لیے رکھا گیا کہ یہ جنت کے محافظ ونگران تھے اور ابلیس بھی اپنی بادشاہت کے ساتھ ساتھ جنت کا محافظ ونگران تھا۔

ضحاک بن مزحم باری تعالیٰ کے اس فرمان "فسجدوا الا ابلیس کان من الجن" (سورۃ الکھف آیت نمبر ۵۰) کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یہ قول نقل کرتے ہیں کہ انھوں نے اس کی تفسیر میں فرمایا کہ ابلیس ملائکہ کا سردار اور قبیلہ کے اعتبار سے ان میں سب سے زیادہ معزز تھا۔ نیز بہشت کے باغات پر نگران تھا اور اس کے لیے آسمان دنیا اور زمین پر بادشاہت تھی۔

ایک دوسری روایت میں ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ فرشتوں کا ایک قبیلہ ہے جسے جن کہا جاتا ہے ابلیس کا تعلق بھی اسی قبیلہ سے ہے۔ اور آسمان وزمین کے درمیان کا وہ نگران تھا پس اس نے نافرمانی کی تو اللہ تعالیٰ نے اسے دھتکارتے ہوئے شیطان میں بدل دیا۔

ابلیس کی ناشکری وتکبر اور دعوی الوہیت کا بیان

ابن جریج قرآن کی اس آیت "ومن یقل منھم انی الہ من دون" (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۲۹) کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

ملائکہ میں سے جس نے یہ بات کہی کہ اللہ کے بجائے میں معبود ہوں تو وہ ابلیس ہے اس نے اپنی عبادت کی طرف دعوت دی اور یہ آیت ابلیس کے بارے ہی میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت قتادہ نے اسی آیت کی تفسیر میں فرمایا کہ یہ آیت اللہ تعالیٰ کے دشمن ابلیس کے ساتھ خاص ہے اسکے اس قول کے سبب جو کہ اس نے کہا تھا۔ پس اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت فرمائی اور راندۂ درگاہ کیا اور اس کے بارے میں فرمایا۔

"فذالک نجزیہ جھنم کذالک نجزی الظالمین"

(ترجمہ) اس کو ہم دوزخ کی سزا دیں گے اور ظالموں کو ہم اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔

معمر بھی حضرت قتادہ سے اس آیت کے بارے میں یہی نقل کرتے ہیں۔ کہ یہ ابلیس کے ساتھ خاص ہے۔

ابلیس کی گمراہی وخواری کا اصل سبب

ابن عباسؓ فرماتے ہیں:

ابلیس فرشتوں کے قبائل میں سے اس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جسے جن کہا جاتا ہے اس قبیلہ کے فرشتوں کو ملائکہ کے درمیان آگ کی گرم لو سے پیدا کیا گیا تھا ابلیس کا نام حارث تھا اور یہ جنت کے دربانوں میں سے ایک دربان تھا

۔اس قبیلہ کے علاوہ باقی تمام فرشتوں کونور سے پیدا کیا گیا ہے۔اور جنات جن کا ذکر قرآن کریم میں آیا ہے یعنی ''من مارج من نار'' آیت میں انھیں آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلہ سے پیدا کیا گیا ہےاور انسان کو مٹی سے پیدا کیا گیا ہے۔

زمین پر شروع میں جنات ہی رہتے تھے انھوں نے زمین پر فساد برپا کیا خون بہایا اور ایک دوسرے کو قتل کیا پس اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکوبی کے لیے ابلیس کو فرشتوں کے ایک لشکر کے ساتھ بھیجا اور یہ وہی لشکر تھا جسے جن کہا جاتا ہے پس ابلیس اور اس کے لشکروں نے ان سے قتال کیا اور انھیں سمندر کے جزائر اور دور دراز پہاڑوں کی طرف بھگا دیا۔پس جب ابلیس نے یہ کارنامہ سرانجام دیا جسے کوئی اور سرانجام نہیں دے سکتا تھا تو اللہ تعالیٰ اس کے بڑائی کے خیال اور گھمنڈ پر مطلع ہوئے لیکن اس کے ساتھ والے فرشتے یہ بات نہ جان سکے۔(اس لیے کہ اللہ تعالیٰ ہی علیم وخبیر ہے نہ کہ اس کے علاوہ کوئی اور)۔

ابلیس کی گمراہی وخواری کا اصل سبب، ربیع کی روایت

الربیع بن انسؓ سے مروی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو بدھ کے دن جنات کو جمعرات کے دن اور آدم علیہ السلام کو کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا ہے۔جنات کی ایک جماعت نے زمین میں ناشکری وکفر کیا پس اللہ تعالیٰ نے ان کی سرکوبی کے لیے فرشتوں کی ایک جماعت کو اتارا انھوں نے ان سے قتل وقتال کیا اس وقت زمین خون اور فساد سے بھری ہوئی تھی۔

ابلیس کی گمراہی وخواری کے اصل سبب میں اہل علم نے اختلاف کیا ہے ایک قول تو وہی ہے جو ماقبل میں گزرا۔اسے ضحاک بن مزاحم نے ابن عباسؓ سے روایت کیا ہے۔یعنی جب زمین پر موجود جنات نے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی اور فساد برپا کیا تو ابلیس نے ان سے قتال کیا اور انھیں جزائر اور پہاڑوں کی طرف بھگا دیا جس کی وجہ سے اس کے دل میں فخر وغرور آیا اور اس نے یہ خیال کیا کہ اسے ایک ایسی فضیلت وخصوصیت حاصل ہوگئی جو کسی اور کو حاصل نہیں۔

دوسرا قول بھی ابن عباسؓ سے منقول ہے اور وہ یہ کہ ابلیس آسمان دنیا، زمین اور ان کے مابین تمام علاقے کا بادشاہ اور منتظم تھا، جنت کا محافظ ونگران بھی تھا۔عبادت الٰہی میں بہت زیادہ مشقت اٹھاتا تھا پس وہ خود پسندی کا شکار ہوا اور اپنے لیے فضل وکمال خیال کرنے لگا اور بالآخر اللہ تعالیٰ کے سامنے اس نے تکبر کیا جیسا کہ اس روایت سے اس بات کی تائید ہوتی ہے۔

ابن عباسؓ وابن مسعودؓ ودیگر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اپنی عزیز ترین مخلوق کی تخلیق سے فارغ ہوئے تو عرش پر رونق افروز ہوئے اور ابلیس کو آسمان دنیا کی بادشاہت پر مقرر کیا یہ ابلیس فرشتوں کے اس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جسے جن کہا جاتا ہے اور ان کا نام جن اس وجہ سے رکھا گیا ہے کہ یہ جنت کے دربان ومحافظین ہیں پس اس عزت افزائی کی وجہ سے اس کے دل میں فخر وتکبر پیدا ہوا اور اس نے کہا اللہ تعالیٰ نے جو کچھ مجھے عطا کیا ہے وہ میری ذاتی فضیلت کی وجہ سے ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ

موسیٰ ابن ہارون الھمدانی نے ہم سے اسی طرح بیان کیا ہے لیکن احمد بن خمیثہ کی روایت میں ہے کہ ابلیس

نے کہا مجھے فرشتوں پر فضیلت حاصل ہے پس جب اس کے دل میں تکبر آیا تو اللہ تعالیٰ اس کے خیال پر مطلع ہو گئے اور فرشتوں سے فرمایا

"انی جاعل فی الارض خلیفة"

(ترجمہ) میں زمین پر اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔

اسی طرح ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ

ابلیس معصیت کا ارتکاب کرنے سے پہلے فرشتوں میں سے تھا اس کا نام عزازیل تھا اور وہ زمین کا رہائشی تھا اور مجاہدہ اور ریاضیت میں سب سے بڑا تھا پس یہی وہ چیز ہے جس نے اسے تکبر کی طرف بلایا اور وہ فرشتوں کے اس قبیلہ سے تعلق رکھتا تھا جسے جن کہا جاتا ہے۔

اس کی مثل ایک روایت میں مضمون اس طرح ہے کہ ابلیس فرشتوں میں سے ایک فرشتہ تھا اس کا نام عزازیل تھا اور وہ زمین کا باشندہ اور اس کو آباد کرنیوالا تھا۔ ملائکہ میں سے جو زمین کے باشندے در ہائشی تھے ان کا نام جن رکھا گیا تھا۔

سعید بن المسیبؒ سے مروی ہے کہ ابلیس آسمان دنیا کے فرشتوں کا سردار تھا۔

تیسرا قول ابلیس پر لعنت کے سبب میں یہ ہے کہ یہ اصل میں اس مخلوق کی باقیات میں سے ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا اور انھیں کسی چیز کا حکم دیا لیکن انھوں نے انکار کیا۔

اس قول کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک مخلوق کو پیدا فرمایا اور اسے حکم دیا کہ آدم کو سجدہ کرو لیکن وہ کہنے لگے ہم نہ کریں گے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ بھیجی جس نے ان کو جلا ڈالا پھر اللہ تعالیٰ نے ایک اور مخلوق پیدا فرمائی اور اس سے فرمایا میں نے ایک انسان (آدم) کو مٹی سے پیدا کیا ہے تم اسے سجدہ کرو انھوں نے بھی انکار کیا پس اللہ تعالیٰ نے ان پر بھی آگ بھیجی جس نے ان کو جلا ڈالا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کو (یعنی موجودہ فرشتوں کو پیدا فرمایا) اور سجدہ کا حکم دیا یہ کہنے لگے نعم یعنی ضرور ضرور۔

پھر ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ابلیس ان میں سے تھا جنھوں نے آدم کو سجدہ سے انکار کیا۔

چوتھا قول اس بارے میں یہ ہے کہ یہ ان جنات کی باقیات میں سے ہے جو کہ زمین میں رہتے ہیں اور انھوں نے زمین میں خون بہایا، فساد برپا کیا۔ اپنے رب کی نافرمانی کی پھر فرشتوں نے ان سے قتال کیا۔ اس قول کے قائلین کے دلائل یہ ہیں۔

شہر بن حوشب سے باری تعالیٰ کا قول 'کان من الجن' (ابلیس جنات میں سے تھا) کی تفسیر منقول ہے کہ ابلیس ان جنات میں سے تھا جن کو فرشتوں نے زمین سے (جزائر و پہاڑوں) کی طرف دھتکارا۔ لیکن کسی فرشتے نے اسے چھپالیا اور اپنے ساتھ آسمان پر لے گیا۔

اور ابن مسعودؓ سے مروی ہے کہ فرشتوں نے جنات سے قتال کیا اور ابلیس کو قیدی بنالیا۔ یہ ملائکہ کے ساتھ عبادت کرتا تھا جب ان کو آدم کے سامنے سجدہ کا حکم دیا گیا تو سب نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے انکار کر دیا۔ پس اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا

"الا ابلیس کان من الجن"

(ترجمہ) ابلیس نے سجدہ نا کیا اس لیے کہ وہ جنات میں تھا۔

خلاصۃ البحث

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ

میرے نزدیک اس بارے میں صواب و درست وہی ہے جو اللہ عزوجل نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

"واذقلنا للملائکۃ اسجدو لا آدم فسجدو الا ابلیس کان من الجن ففسق عن امر ربہ" (سورۃ الکہف آیت نمبر ۵۰)

(ترجمہ) اور جس وقت ہم نے فرشتوں سے کہا آدم کو سجدہ کرو تو انھوں نے سجدہ کیا مگر ابلیس نے نہ کیا"۔ اور وہ جنات میں سے تھا اس نے اپنے رب کے حکم کی نافرمانی کی۔

اس آیت میں ابلیس کی طرف سے نافرمانی کا ذکر ہے سو یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ نافرمانی اس سبب سے ہوئی کہ وہ جنات میں سے تھا (اور ان کے اندر سرکشی وطغیان کا مادہ غالب ہوتا ہے) اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ یہ نافرمانی اس سبب سے ہوئی کہ کثرت عبادت، زیادت علم، آسمان و زمین کی بادشاہت اور باغاتِ بہشت کی نگرانی و دربانی کی وجہ سے سے طبیعت خود پسندی کا شکار ہوگئی اور یہ کہنا بھی درست ہے کہ اس کے علاوہ دیگر امور اس کا سبب بنے۔

لہذا اس کے بارے میں کوئی یقینی وقطعی دعوی بغیر کسی حجت و دلیل قوی کے نہیں کیا جا سکتا اور ایسی کوئی چیز ہمارے پاس نہیں ہے اور جو اختلاف تھا ہم نے اسے نقل کر دیا۔

ایک اور قول ضعیف اس بارے میں یہ بھی ہے کہ آدم علیہ السلام سے پہلے زمین پر جنات رہتے تھے اللہ تعالی نے ان کی طرف ابلیس کو قاضی بنا کر بھیجا تا کہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے پس وہ مسلسل ایک ہزار سال تک عدل وانصاف کے ساتھ فیصلے کرتا رہا یہاں تک کہ اس کا نام حَکَم پڑ گیا اور یہ نام اللہ تعالی نے رکھا تھا اور اس کی طرف اس نام کی وحی فرمائی۔ پس اس وقت اس کے دل میں بڑائی داخل ہوگئی اور اس نے اپنے آپ کو بڑا سمجھا اور تکبر کیا اللہ تعالی نے ان کے درمیان "جن کی طرف اس کو حَکَم بنا کر بھیجا تھا" لڑائی عدوات اور بغض پیدا فرما دیا۔ جس کی وجہ سے انھوں نے زمین پر ابلیس کی موجودگی ہی میں آپس میں دو ہزار سال تک قتل وقتال کیا یہاں تک کہ ان کے گھوڑے خون میں داخل ہوگئے۔

اور اس قول ضعیف کے قائلین کی دلیل یہ ہے کہ باری تعالی کے اس قول میں یہ ہی بات بیان ہوئی ہے:

"افعیینا بالخلق الاول بل ھم فی لبس من خلق جدید" (سورۃ ق آیت نمبر ۱۵)

(ترجمہ) کیا ہم پہلی مرتبہ پیدا کر کے تھک گئے ہیں بلکہ وہ لوگ دوبارہ پیدائش کی طرف سے شبہ میں پڑے ہوئے ہیں۔

اسی طرح قول ملائکہ میں **"اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء"** (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۰)

کیا آپ زمین میں ایسے کو پیدا کریں گے جو کہ فساد مچائے اور خون خرابہ کرائے۔

میں بھی اسی طرف اشارہ ہے۔

پس اللہ تعالی نے اس وقت ان سرکش جنات کی طرف آگ بھیجی جس نے ان کو جلا ڈالا۔ جب ابلیس نے اس عذاب کو دیکھا جو اس قوم پر اترا تھا تو وہ آسمان پر چڑھ گیا اور فرشتوں کے پاس اقامت اختیار کی اور آسمان میں اللہ

تعالیٰ کی عبادت کے اندر ایسی ریاضت ومجاہدہ کیا کہ اس جیسی عبادت اس کی مخلوق میں سے کسی نے نہیں کی تھی پس وہ مسلسل اس میں ترقی کرتا رہا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پس اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم ہوا اور اس کی طرف سے نافرمانی جیسا کہ گزرا۔

ابوالبشر سیدنا حضرت آدم علیہ السلام کا تذکرہ

پیدائش آدم علیہ السلام کا بیان

ابلیس کی بادشاہت وامارت کے زمانے میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے جدامجد ابوالبشر سیدنا آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور یہ اس وقت ہوا جب ابلیس کی سلطنت وامارت ہلاکت وزوال کے قریب آپہنچی اور اس کے دل میں چھپے فخر د غرور کو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں پر آشکار فرمانا چاہا۔ جسے وہ نہیں جانتے لیکن اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ سوارشاد خداوندی ہوا

"انی جاعل فی الارض خلیفة" (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۰)

(ترجمہ) میں زمین میں خلیفہ بنانا چاہتا ہوں۔

فرشتوں نے جواب میں کہا:

"اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۰)

(ترجمہ) کیا آپ ایسے کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد برپا کرے اور خون بہائے۔

ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ فرشتوں نے یہ جواب اس وجہ سے دیا تھا کہ زمین پر اس سے پہلے رہائش پذیر جنات نے زمین پر فساد برپا کر دیا خون بہایا اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کی۔ لہذا اب کوئی اور خلیفہ ہوگا تو وہ بھی ایسا ہی کرے گا لہذا کہنے لگے:

"ونحن نسبح بحمدک ونقدس لک" (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۰)

(ترجمہ) ہم آپ کی تسبیح وحمد بیان کرتے رہتے ہیں اور پاکی بھی بیان کرتے ہیں۔

لیکن اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"انی اعلم مالاتعلمون" (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۰)

(ترجمہ) بلاشبہ میں جانتا ہوں وہ جو تم نہیں جانتے۔

یعنی میں ابلیس کے فخر وغرور اور اس کی سرکشی کو جانتا ہوں، اور اس بات کو کہ اس کے لیے اس کے نفس نے باطل کو مزین کر دیا ہے اور دھوکہ میں مبتلا کر دیا ہے۔ میں آدم کو پیدا کر کے ابلیس کی سرکشی کو ظاہر کر دوں گا تاکہ تم اپنی آنکھوں سے اسے دیکھ لو۔

علامہ طبری فرماتے ہیں اس آیت کی تفسیر میں کثیر اقوال ہیں جو ہم نے اپنی کتاب "جامع البیان عن تاویل آی القرآن" میں نقل کیے ہیں لیکن اس مقام پر اندیشۂ طوالتِ کتاب کی وجہ سے ان کے ذکر سے اعراض کیا جاتا ہے

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کرنے کا ارادہ فرمایا تو حکم دیا کہ تمام روئے زمین سے مٹی لائی جائے، جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کی مٹی کا حکم دیا پس وہ آسمان کی طرف بلند کی گئی

اور لیس دار مٹی سے آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی جو اس سے پہلے گارے کی خمیر شکل میں ہوتی تھی اور یہ خمیر اس سے پہلے تربت (عام مٹی) تھا سو اس لیس دار اور چپکنے والی مٹی سے اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے پتلے کو اپنے دست قدرت سے بنایا۔

آدم علیہ السلام کی تخلیق کس مٹی سے ہوئی؟

ابن عباس، ابن مسعود، اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے "**اتجعل فیھا من یفسد فیھا ویسفک الدماء ونحن نسبح بحمدک و نقدس لک قال انی اعلم مالا تعلمون**" (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۰) کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو زمین کی طرف مٹی لانے کے لیے بھیجا زمین نے کہا میں پناہ مانگتی ہوں تجھ سے اس بات کی کہ تو میرے اندر سے کوئی چیز کم کرے اور مجھے عیب لگائے پس جبرئیل امین لوٹ آئے۔ اور زمین سے کچھ نہیں لیا اور اللہ تعالیٰ کے حضور جا کر کہا اے میرے رب زمین نے آپ کی پناہ مانگی تھی میں نے اسے پناہ دے دی۔ اس کے بعد میکائیل کو بھیجا ان سے بھی زمین نے پناہ مانگی انھوں نے بھی پناہ دے دی پھر وہ لوٹ آئے اور وہی بات کہی جو جبرئیل علیہ السلام نے کہی تھی اس کے بعد ملک الموت کو بھیجا ان سے بھی زمین نے پناہ مانگی لیکن انھوں نے کہا میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں اس سے کہ میں لوٹ جاؤں اور اس کے حکم کی تعمیل نہ کروں پس انھوں نے روئے زمین سے مٹی لی اور ایک جگہ سے نہیں بلکہ مختلف جگہوں سے سرخ، سفید، اور سیاہ رنگ کی مٹی لی اسی بناء پر بنو آدم مختلف صفات مزاج پر پیدا ہوئے ہیں، پھر ملک الموت اس مٹی کو لے کر آسمان کی طرف چڑھے اور اسے پانی سے تر کیا یہاں تک کہ وہ لیس دار مٹی بن گئی یعنی ایسی کہ جس کا بعض حصہ بعض سے چپک جاتا تھا پھر اسے اس کے حال پر چھوڑ دیا یہاں تک کہ وہ متغیر ہوگئی اور اس میں بو پیدا ہوگئی۔ باری تعالیٰ کے قول میں "**من حمأ مسنون**" میں اس حالت کا بیان ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابلیس کو بھیجا اور اس نے زمین کے اوپر کے حصے سے (جسے ادیم کہا جاتا ہے) تلخ و شیریں مٹی لی۔ اس سے آدم کی تخلیق ہوئی۔ اسی وجہ سے ان کا نام آدم رکھا گیا ہے کہ وہ زمین کے ادیم (اوپری حصے سے) پیدا ہوئے ہیں اور اسی وجہ سے ابلیس نے کہا تھا کہ کیا میں اس کو سجدہ کروں جسے آپ نے مٹی سے پیدا کیا یعنی وہ مٹی جسے میں لایا ہوں۔

سعید بن جبیرؒ سے مروی ہے کہ آدم کا نام اس وجہ سے رکھا گیا کہ وہ زمین کے ادیم (اوپری حصہ) سے پیدا ہوئے ہیں۔

ایک دوسرے طریق میں بھی ان سے یہ ہی مروی ہے۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو زمین کے ادیم (اوپری حصے) سے پیدا کیا گیا ہے اس میں عمدہ اور ردی ہر قسم کی مٹی شامل تھی۔ اس لیے تم ان کی اولاد میں اچھے برے ہر طرح کے لوگ دیکھتے ہو۔

ابو موسیٰ اشعریؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ نے آدم علیہ السلام کو ایک مٹھی سے پیدا کیا ہے جس کو تمام زمین سے لیا گیا تھا پس بنو آدم زمین کی اس مٹی کے موافق پیدا ہوئے ہیں۔ بعض ان میں سے سرخ رنگ ہیں بعض سیاہ رنگ، اور بعض سفید رنگ اور بعض درمیانہ رنگ اسی طرح خوش اخلاق و بد اخلاق اور نیک و بد ہر قسم کے

لوگ ہیں پھر اسے چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ اس میں بو پیدا ہوگئی پھر اسے چھوڑ دیا گیا یہاں تک کہ وہ خشک ہوکر ٹھیکرے کی شکل میں بن گئی جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا ہے۔

"ولقد خلقنا الانسان من صلصال من حمإٍ مسنون" (سورۃ الحجر آیت نمبر ۲۶)

(ترجمہ) ہم نے انسان کو پیدا کیا بجنے والی مٹی سے اور وہ اس سے پہلے بدبودار تھی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو تین طرح کی مٹی سے پیدا کیا گیا ہے صلصال، حماء اور طین لازب سے۔ پس لازب تو اب عمدہ مٹی ہے اور حماء سے مراد گارا اور کیچڑ ہے اور صلصال سے مراد ایسی مٹی ہے جسے کوٹ کر باریک کرلیا گیا ہو۔ باری تعالیٰ کے قول میں صلصال کا مطلب یہی ہے کہ ایسی خشک مٹی جس کے اندر آواز ہو (اور یہ صفت خشک اور باریک مٹی کے اندر ہی پائی جاتی ہے)

آدم علیہ السلام کا پتلا بننے کے بعد شیطان کی اس کے ساتھ حرکت

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

رب تبارک وتعالیٰ نے آدم کی مٹی لانے کا حکم دیا پس وہ آسمان کی طرف بلند کی گئی اور آدم علیہ السلام کو طین لازب (لیس وار مٹی) سے پیدا کیا گیا جو کہ اس سے قبل حمإٍ مسنون (بدبودار مٹی) کی شکل میں تھی اور اس سے پہلے وہ تراب (زمین کی عام خشک مٹی) تھی۔ سو آدم علیہ السلام کو طین لازب سے اپنے دست قدرت سے بنایا اور چالیس راتوں تک ان کے پتلے کو ایسے ہی ڈالے رکھا۔ پس ابلیس اس پتلے کے پاس آیا اور اپنے پاؤں سے ٹھوکر ماری اس میں آواز پیدا ہوئی اور وہ بجنے لگا۔ باری تعالیٰ کے قول میں "من صلصال کالفخار" (سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۱۴) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

پھر وہ اس کے منہ میں داخل ہوا اور پشت کے راستے سے نکلا اور کہنے لگا اس آواز اور مٹی کی وجہ سے جس سے تو پیدا کیا گیا ہے تیری کوئی حیثیت نہیں اگر مجھے تجھ پر قبضہ وتصرف دیا گیا تو میں تجھے ہلاک کردونگا اور اگر تجھے مجھ پر مسلط کیا گیا تو میں تیری حکم عدولی کروں گا۔ ابن عباس اور ابن مسعود اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے فرمایا:

انی خالق بشرا من طین فاذا سویته ونفخت فیه من روحی فعقوا له ساجدین' (سورۃ ص آیت نمبر ۷۱،۷۲)

"(ترجمہ) میں مٹی سے ایک انسان کو پیدا کروں گا جب میں اس کی بناوٹ کو درست کروں اور اس کے اندر اپنی طرف سے روح پھونک دوں تو اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا۔"

پس اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے دست قدرت سے بنایا تا کہ ابلیس اس پر تکبر نہ کر سکے لیکن جس وقت ابلیس اس پر تکبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جس چیز کو میں نے اپنے ہاتھ سے بنایا اس پر یہ ابلیس تکبر کرتا ہے حالانکہ میں اس سے تکبر نہیں کرتا۔ پس آدم علیہ السلام کا انسانی شکل میں پتلا تیار کیا اور چالیس سال تک اسے اسی حال میں پڑا رہنے دیا ملائکہ اس پر سے گزرے اور اُسے دیکھ کر گھبرائے اور سب سے زیادہ گھبراہٹ ابلیس پر طاری ہوئی ابلیس جب بھی اس کے پاس سے گزرتا اس پر ٹھوکر لگاتا جس کی وجہ سے اس میں آواز پیدا ہوئی۔ جس طرح کے ٹھیکری کی آواز ہوتی ہے

(من صلصال کالفخار، میں اسی کا بیان ہے)۔ ابلیس ٹھوکر لگاتے وقت اس سے کہا کرتا کہ تجھے کس کام کے لیے پیدا کیا گیا اور منہ کی طرف سے اس میں داخل ہوتا اور پشت کے راستے نکلتا اور ملائکہ سے کہتا تم اس سے ڈرو مت تمہارا رب ''صمد'' ہے اور یہ اندر سے کھوکھلا ہے اگر مجھ پر اسے مسلط کیا گیا تو میں اسے ہلاک کر دوں گا۔

نیک سے بد، بد سے نیک پیدا ہونے کی وجہ

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کی مٹی کو چالیس دن تک خمیر بنا کر رکھا پھر اس کو اپنے دونوں ہاتھوں میں جمع کیا اور اس کے پاکیزہ حصہ کو دائیں ہاتھ میں اور خبیث حصہ کو بائیں ہاتھ میں الگ الگ کر دیا۔ پھر دونوں ہاتھوں کو ایک دوسرے سے مس کیا اور اس مٹی کو آپس میں خلط ملط کر دیا اسی وجہ سے بد انسان سے نیک اور نیک سے بد پیدا ہوتا ہے۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ انھوں نے فرمایا

اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے لیکن کہا گیا کہ اس نے آدم کو (پتلے کی شکل میں) پیدا کیا پھر اسے چھوڑے رکھا اور اس میں روح پھونکے جانے سے قبل چالیس دن تک اسے دیکھتا رہا یہاں تک کہ ٹھیکرے کی طرح اس میں آواز پیدا ہوگئی حالانکہ اسے آگ نے نہیں چھوا تھا جب اس پر مقررہ مدت گزر گئی اور اللہ تعالیٰ نے اس میں روح پھونکنے کا ارادہ فرمایا تو اسے فرشتوں کے سامنے کیا اور کہا کہ جب میں اس میں روح پھونک دوں تو تم اس کے سامنے سجدہ میں گر جانا

آدم علیہ السلام کے اندر روح سر کی جانب سے داخل ہوئی

ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور دیگر چند صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندر روح پھونکنے کا ارادہ فرمایا تو فرشتوں سے فرمایا کہ جب میں اسکے اندر روح پھونک دوں تو تم اس کو سجدہ کرنا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اس کے اندر روح پھونکی تو روح سر میں داخل ہوئی اور آدم علیہ السلام کو چھینک آگئی فرشتوں نے کہا آپ الحمد للہ کہیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''رحمک ربک'' (آپ کا رب رحم کرے) اور روح جب آنکھوں میں داخل ہوئی تو انھوں نے جنت کے پھل اور میووں کو دیکھا جب پیٹ میں پہنچی تو کھانے کی خواہش پیدا ہوئی اور آدمؑ روح کے ٹانگوں میں پہنچنے سے پہلے ہی ان پھلوں اور میووں کی طرف کود پڑے۔ سو قرآن کریم نے اسی عجلت کی طرف اشارہ فرمایا۔

''خلق الانسان من عجل'' (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۸)

(ترجمہ) انسان کو جلد بازی کی صفت پر پیدا کیا گیا۔

اس کے بعد تمام فرشتوں نے سجدہ کیا لیکن ابلیس نے انکار کیا تکبر کیا اور کافروں میں سے ہوگیا اللہ تعالیٰ نے فرمایا جس چیز کو میں نے اپنے دست قدرت سے بنایا اسکو سجدہ کرنے سے تجھے کس چیز نے روکا ہے کہنے لگا میں اس سے بہتر ہوں اور میں ایسے انسان کو سجدہ نہیں کر سکتا جسے آپ نے مٹی سے پیدا فرمایا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔ تو یہاں سے اتر اور نکل جا تیرے لیے تکبر مناسب نہ تھا تو ذلیل و خوار ہوگیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے اندر اپنی روح پھونکی تو وہ روح ان کے سر کی جانب سے داخل ہوئی اور وہ جسم کے جس حصے میں پہنچتی تو وہ گوشت اور خون میں تبدیل ہو جاتا جب ناف تک پہنچی تو انھوں نے اپنے جسم کو دیکھا وہ بڑا خوبصورت معلوم ہوا اور اٹھنا چاہا لیکن اس پر قادر نہ ہو سکے۔ اسی طرف اللہ تعالیٰ کے قول "**خلق الانسان من عجل**" میں اشارہ ہے

اور فرمایا اس آدم سے مارے خوشی کے صبر نہ ہو سکا پھر جب اس کے پورے جسم میں پہنچ گئی تو چھینک آئی انھوں نے الحمدللہ کہا اور یہ اصل میں اللہ تعالیٰ کے الہام کی وجہ سے تھا حق تعالیٰ شانہ نے فرمایا اے آدم اللہ تجھ پر رحم کرے پھر وہ فرشتے جو خاص اس موقع پر ابلیس کے ساتھ موجود تھے نہ کہ تمام آسمان کے فرشتے انھیں سجدہ کا حکم دیا ابلیس کے سوا سب نے سجدہ کیا صرف اُسے اپنے دل میں موجود غرور تکبر کی وجہ سے انکار کیا۔ اور تکبر کیا۔ اور کہا میں اس سے بہتر ہوں اور عمر میں بھی اس سے بڑا ہوں خلقت کے اعتبار سے بھی اس سے قوی ہوں آپ نے مجھے آگ سے پیدا کیا۔ اور اسے مٹی سے اور آگ مٹی سے قوی ہی ہوتی ہے۔ جب ابلیس نے سجدہ سے انکار کر دیا (اور اسطرح کی باتیں کیں) تو اللہ تعالیٰ نے اسے ہر خوبی سے محروم کر دیا اور ہر بھلائی سے مایوس کر دیا اور اسے دھتکارا اور شیطان بنا دیا۔ یہ اس کی نافرمانی کی سزا کے طور پر ہوا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے انھوں نے فرمایا:

اللہ تعالیٰ زیادہ جانتا ہے لیکن کہا گیا ہے کہ روح جب آدم علیہ السلام کے سر تک پہنچی تو انھیں چھینک آ گئی انھوں نے کہا الحمدللہ۔ اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا تیرا رب تجھ پر رحم کرے۔ اور فرشتے ان کے سامنے سجدہ میں گر پڑے اس عہد کی حفاظت کرتے ہوئے جو عہد اللہ تعالیٰ نے ان سے لیا تھا اور اس امر کی اطاعت کرتے ہوئے جس کا انھیں پابند کیا گیا تھا لیکن ابلیس ان کے درمیان کھڑا رہا اور اس نے اپنے آپ کو بڑا اور عظیم سمجھتے ہوئے اور سرکشی کرتے ہوئے سجدہ نہیں کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا "یا ابلیس ما منعک (الی) اجمعین"

جب اللہ تعالیٰ ابلیس سے عتاب آمیز کلام فرما کر فارغ ہوئے تو اسے اپنی رحمت سے دور کر دیا اور جنت سے نکلوا دیا۔

ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا

اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے بنایا اور ان میں روح پھونکی اور فرشتوں کی ایک جماعت کو حکم دیا کہ ان کو سجدہ کریں پس انھوں نے سجدہ کیا (مگر ابلیس نے انکار کیا) پھر آدم علیہ السلام بیٹھ گئے اور انھیں چھینک آ گئی جس پر انھوں نے الحمدللہ کہا رب تعالیٰ نے جواباً فرمایا تیرا رب تجھ پر رحم کرے اور حکم دیا کہ فرشتوں کے پاس جاؤ اور انھیں سلام کرو پس وہ فرشتوں کے پاس آئے اور السلام علیکم کہا فرشتوں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا پھر وہ اپنے رب کی طرف لوٹ آئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ تمہاری اولاد کا بوقت ملاقات سلام ہے۔

جب ابلیس نے دل میں چھپا تکبر و سرکشی فرشتوں پر ظاہر کر دی حالانکہ اس سے پہلے جب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو فرشتوں نے کہا کہ کیا آپ ایسے کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد برپا کرے اور خون بہائے حالانکہ ہم آپ کی تسبیح و تحمید اور پاکی بیان کرتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جواب میں فرمایا

تھا (ترجمہ) جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

لیکن اب تمام فرشتوں پر ظاہر ہو گیا وہ جو کہ اب تک ان سے پوشیدہ تھا اور انھوں نے جان لیا کہ ان کے اندر کوئی ایسا نالائق بھی موجود ہے جس میں اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اس کے حکم کی خلاف ورزی کا مادہ موجود ہے۔

اشیاء کے اسماء کا نام

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اشیاء کے ناموں کا علم عطا فرمایا۔

علمائے سلف نے اس میں اختلاف کیا ہے کہ آیا سب چیزوں کے اسماء کا علم دیا گیا تھا یا بعض کا۔

سو بعض فرماتے ہیں کہ تمام چیزوں کے اسماء کا علم دیا گیا تھا ان کے مستدلات یہ ہیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام اسماء کا علم سکھایا۔ اور یہ وہی اسماء ہیں جن کے ذریعے لوگ اشیاء کا تعارف حاصل کرتے ہیں مثلاً، انسان جانور، زمین، سمندر، پہاڑ، گدھا اور انہی کے مشابہ خواہ انسانوں سے متعلق ہوں یا ان کے علاوہ سے۔

ابن عباسؓ سے ''وعلم آدم الاسماء کلها'' (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۱)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے آدم کو تمام اسماء سکھائے۔

کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر چیز کا نام سکھایا حتیٰ کے خروج ریح کی آواز کا نام بھی۔ خواہ وہ چیز بڑی ہو یا چھوٹی۔

ایک دوسرے طریق میں ان سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر چیز کا نام سکھایا حتیٰ کے خوشی اور مسرت کے وقت کے بول اور خروج ریح کی آواز کے نام بھی خواہ وہ کم آواز ہو یا زیادہ۔

حضرت مجاہد سے ''کلها'' کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد وہ تمام چیزیں ہیں جس کو اللہ تعالیٰ نے پیدا فرمایا۔

ایک اور طریق میں ان سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر چیز کا نام سکھایا۔

سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر چیز کا نام سکھایا حتیٰ کے اونٹ، گائے، بکری کا نام بھی سکھایا۔

قتادہ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انھیں ہر چیز کا نام سکھایا کہ یہ پہاڑ ہے، یہ سمندر ہے، یہ فلاں ہے یہ فلاں ہے پھر فرشتوں کے سامنے ان چیزوں کو پیش کیا اور فرمایا کہ تم ان چیزوں کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔

ایک اور دوسرے طریق میں ہے جب فرشتے جواب نہ دے سکے تو آدم علیہ السلام کو فرمایا تم ان چیزوں کے نام بتاؤ۔ پس آدم علیہ السلام نے مخلوق میں سے ہر صنف کا نام بتایا اور اسے اس کی جنس کی طرف منسوب کیا۔

حسن اور قتادہ سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام سکھایا۔ کہ یہ گھوڑا ہے۔ یہ خچر ہے۔ یہ اونٹ ہے۔ یہ جن ہے۔ یہ جنگلی جانور ہے۔ اور ہر نام کی لکھائی کے نقوش بھی متعین کئے (یعنی یہ نام اسطرح لکھا جائیگا۔ اور یہ اسطرح)۔

اور بعض کا قول ہے کہ بعض اشیاء کے اسماء کا علم دیا گیا پھر ان بعض کی تعیین میں اختلاف ہے۔

ایک فریق کا کہنا ہے کہ اس سے مراد اسمائے ملائکہ ہیں یعنی تمام فرشتوں کے نام حق تعالیٰ شانہ نے آدم علیہ السلام کو سکھائے جیسا کہ حضرت ربیع بن انس سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اسماء سے مراد اسماء ملائکہ ہیں

اور دوسرے فریق کا کہنا ہے کہ اس سے مراد ان کی اولاد کے اسماء ہیں یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کو ان کی تمام اولاد کے اسماء بتلا دیئے تھے جیسا کہ ابن زید سے اس آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ اس سے مراد ان کی اولاد کے اسماء ہیں۔

اس کی تفصیل بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو تمام نام سکھا دیئے تو اہل اسماء کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا اور فرمایا کہ تم ان کے نام بتاؤ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو یہ اس وجہ سے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا تھا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو فرشتوں نے کہا تھا کہ کیا آپ ایسے کو خلیفہ بنانا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد برپا کرے اور خون بہائے حالانکہ ہم آپ کی تسبیح وحمد اور پاکی بیان کرتے ہیں (گویا کہ فرشتوں نے اپنا استحقاق جتلایا کہ اگر آپ خلیفہ بنانا چاہیں تو ہم اسکے زیادہ مستحق اور لائق ہیں اور ہمارے علاوہ اور کوئی خلیفہ ہوگا تو زمین میں فساد اور خون خرابا کرے گا)۔

اس لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو' یعنی اگر میں تم میں کسی خلیفہ کو منتخب کروں تو تم میری اطاعت، تسبیح و تقدس کرو گے اور نافرمانی سے اعراض کرو گے اور اگر کسی اور کو خلیفہ بنا دیا تو بقول تمہارے وہ زمین میں فساد مچائے گا اور خون خرابہ کرے گا۔ تو ان تمام اشیاء کے نام بتاؤ۔ کیونکہ اگر تم ان اشیاء کا مشاہدہ ومعائنہ کرو گے اور ان کے نام تمہیں نہ آتے ہوں تو ان کے متعلق تم میرا حکم نہ جان سکو گے اور جب حکم نہ جان سکو گے تو اطاعت وعمل کیسے ممکن ہے اور یہ ہی تمہارے استحقاق کی بنیاد ہے جو کہ منہدم ہے لہذا تمہارا اپنے متعلق استحقاق کا دعویٰ باطل ٹھہرا۔

اور اگر تمہارے علاوہ کسی اور کو خلیفہ بناؤں اور وہ بالفرض تمہاری نظروں سے غائب واوجھل ہو اور تم انھیں نہ دیکھ سکو تو تم اس کے بارے میں خبر کیسے دے سکتے ہو کہ انھوں نے خلافت کا حق ادا نہیں کیا۔

لہذا دونوں ہی نقیض باطل ہیں۔ نہ تمہارا اپنے متعلق دعویٰ استحقاق درست اور نہ دوسرے کے متعلق علی الاطلاق فساد وخون خرابہ کا حکم لگانا درست ہے۔

اس لیے فرشتوں کو ہر اعتبار سے لاجواب کرنے کے لیے کہا گیا کہ بتلاؤ اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو۔

ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے بھی "ان کنتم صادقین" کی تفسیر میں منقول ہے انھوں نے فرمایا کہ 'اگر تم اپنے دعویٰ میں سچے ہو' کا مطلب یہ ہے کہ بنی آدم زمین میں فساد برپا کریں گے اور خون بہائینگے۔

اور ضحاک ابن عباسؓ سے اس کی تفسیر میں روایت کرتے ہیں کہ 'ان کنتم صادقین' کا مطلب ہے کہ 'ان کنتم تعلمون' یعنی اگر تم علم رکھتے ہو کہ میں کس کو زمین میں خلیفہ بناؤں گا۔

"اور بعض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے یہ اس لیے پوچھا کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی تخلیق کی ابتداء فرمائی تو ملائکہ آپس میں کہنے لگے کہ ہمارا رب جو چاہے کرے وہ جو بھی چیز پیدا کرے گا وہ ہم سے زیادہ علم و فضل والی نہیں ہوسکتی۔ پس جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انھیں ہر چیز کا علم سکھایا تو ان اشیاء کو فرشتوں پر پیش فرمایا اور کہا کہ ان کے ناموں کے بارے میں بتاؤ اگر تم اپنے قول میں سچے ہو یعنی یہ قول کہ اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ

علم وفضل والی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا۔ جیسا کہ حضرت قتادہ سے باری تعالیٰ کے اس قول "و اذ قال ربک للملائکة انی جاعل فی الارض خلیفة" کی تفسیر میں منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تخلیق آدم کے بارے میں فرشتوں سے مشورہ فرمایا۔ فرشتے کہنے لگے کیا آپ ایسے کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے اس لیے کہ فرشتے جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک فساد اور خون خرابہ سے زیادہ اور کوئی عمل ناپسندیدہ نہیں اور اپنے بارے میں کہنے لگے کہ ہم آپ کی تسبیح وحمد اور پاکی بیان کرتے ہیں گویا کہ ملائکہ نے خود کو زیادہ فضل و بزرگی والا اور مستحق قرار سمجھا لیکن اللہ تعالیٰ جانتے تھے کہ میں جو پیدا کروں گا۔ ان میں انبیاء، صالحین اور اہل جنت بھی ہوں گے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی تخلیق کرنا شروع ہوئے تو فرشتے کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہم سے زیادہ معزز ومکرم اور صاحب علم وفضل کوئی مخلوق پیدا نہ فرمائے گا پس اللہ تعالیٰ نے انہیں آدم کی تخلیق کے ساتھ آزمائش میں مبتلا کیا اور ہر مخلوق کو آزمایا جاتا ہے جیسا کہ آسمان وزمین کو بھی طاعت کے ساتھ آزمایا اور یہ حکم فرمایا:

"فائتیا طوعا او کرھا قالتا اتینا طائعین" (سورۃ فصلت آیت نمبر ۱۱)

(ترجمہ) تم اطاعت گزاری کرو خوشی سے یا زبردستی وہ کہنے لگے ہم خوشی سے اطاعت کرتے ہیں۔

حسن قتادہ سے مروی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے ملائکہ سے فرمایا کہ میں زمین میں اپنا خلیفہ بنانا چاہتا ہوں تو انھوں نے اپنی رائے پیش کی پس اللہ تعالیٰ نے انھیں ایک علم سکھایا اور دوسرا علم ان سے لپیٹ دیا اور آدم علیہ السلام کو وہ علم سکھایا جو فرشتوں کو نہ سکھایا گیا تھا پس فرشتوں نے اس علم کی بنیاد پر جو کہ ان کو سکھایا گیا تھا کہا کیا آپ ایسے خلیفہ کو بنانا چاہتے ہیں جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے اس لیے کہ فرشتے اس علم کی وجہ سے جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک کوئی گناہ خون بہانے سے بڑھ کر نہیں۔ اور کہا کہ ہم آپ کی تسبیح وحمد بیان کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو میں جانتا ہوں وہ تم نہیں جانتے۔

پس جب اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام کی تخلیق کرنا شروع ہوئے تو فرشتے چپکے چپکے آپس میں باتیں کرنے لگے کہ ہمارا رب جو چاہے پیدا کرے لیکن ہم سے بڑھ کر کوئی معزز اور صاحب علم وفضل پیدا نہ کرے گا پس جب آدم علیہ السلام پیدا ہو گئے اور اس میں روح پھونک دی گئی تو فرشتوں کو سجدہ کا حکم دیا فرشتے آپس میں کہنے لگے اللہ تعالیٰ نے اس کو ہم پر فضیلت عطا فرمائی ہے اور اس کو جان گئے کہ وہ اس مخلوق سے بہتر نہیں ہیں اور پھر یہ کہا کہ ہم اگرچہ اس سے بہتر نہیں ہیں لیکن اعلم (زیادہ علم والے ہیں)۔ اس لیے کہ ہم اس سے پہلے کے ہیں اور ان سے پہلے بہت سی امتیں گزر چکی ہیں ان کا علم اسے نہ ہوگا پس جب انھیں اپنا علم اچھا لگا اور خود پسندی کا شکار ہوئے تو آزمائش میں گرفتار ہو گئے پس آدم علیہ السلام کو تمام اشیاء کا علم سکھایا پھر فرشتوں پر ان اشیاء کو پیش کیا گیا اور فرمایا کہ ان کے نام بتلاؤ۔ اگر تم اس بات میں سچے ہو کہ میں تم سے بڑھ کر علم والا پیدا نہ کروں گا۔ پس یہ سن کر ساری جماعت توبہ کے لیے کھڑی ہوئی اور مومن ہی گھبرا کر توبہ کی طرف جاتا ہے اور کہنے لگے کہ آپ کی ذات پاک ہے اور ہمیں نہیں علم مگر اسی چیز کا جو آپ نے ہمیں سکھایا ۔ بے شک آپ جاننے اور حکمت والے ہیں پھر اللہ تعالیٰ نے آدم کو حکم دیا کہ تم ان کے نام بتلاؤ جب انھوں نے نام بتلا دیئے تو فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمان وزمین کے غیب کو زیادہ جانتا ہوں اور جس چیز کو تم ظاہر کرو اور جس کو چھپاؤ اس کو بھی زیادہ جانتا ہوں (البقرۃ آیت نمبر ۳۲:۳۳)

۔ یہ یعنی آسمان وزمین کا غیب جاننا اصل میں ان کے قول کی طرف اشارہ تھا کہ ہمارا رب ہم سے بڑھکر صاحب مکرم وصاحب علم مخلوق پیدا نہ کریگا۔

اور فرمایا کہ آدم علیہ السلام کو ہر چیز کا نام سکھایا کہ یہ گھوڑا ہے، یہ خچر ہے، یہ اونٹ ہے یہ جن ہے اور یہ جنگلی جانور ہے اور ہر چیز کو کسی نام کے ساتھ موسوم کیا اور ان پر ایک ایک امت پیش کی گئی۔

اور آیت میں جو یہ ہے کہ ''تم جس چیز کو ظاہر کرو گے اس کو وہ زیادہ جانتا ہے'' یہ اصل میں فرشتوں کے اس قول کی طرف اشارہ ہے کہ کیا آپ ایسے کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے'' اور جس چیز کو تم چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہے'' یہ اشارہ ان کی آپس میں گفتگو کی طرف ہے کہ ہم اس سے بہتر اور زیادہ علم والے ہیں

ربیع بن انس سے انھی آیات کی تفسیر میں مروی ہے کہ

جب فرشتوں نے اس کو جان لیا کہ اللہ تعالیٰ زمین میں خلیفہ پیدا کرنا چاہتے ہیں تو آپس میں کہنے لگے: اللہ تعالیٰ ہم سے بڑھ کر علم وفضل والی کوئی مخلوق ہرگز پیدا نہ فرمائیگا۔

پس اللہ تعالیٰ نے یہ ارادہ فرمایا کہ ان کو بتلایا جائے کہ آج آدم علیہ السلام کو ان پر فضیلت دی گئی اور تمام اشیاء کا علم انھیں سکھایا گیا۔ سو فرشتوں سے فرمایا کہ تم ان اسماء کے بارے میں خبر دو اگر تم سچے ہو۔ جب وہ جواب سے عاجز ہو گئے تو فرمایا کہ ''جس چیز کو تم ظاہر کردیا جس کو چھپاؤ اللہ تعالیٰ اس کو زیادہ جاننے والے ہیں''

یہاں ''ظاہر کرو'' سے مراد فرشتوں کا یہ قول ہے کہ کیا آپ ایسے کو خلیفہ بنائیں گے جو زمین میں فساد کرے اور خون بہائے اور ''جس کو چھپاؤ'' سے مراد فرشتوں کا آپس میں یہ قول ہے کہ ہم سے بڑھ کر معزز اور صاحب علم مخلوق اللہ تعالیٰ نہ پیدا فرمائے گا۔

پس فرشتوں نے جان لیا اور پہچان لیا کہ آدم علیہ السلام کو ان پر علم وفضل میں برتری دی گئی ہے۔

حضرت حوّا کو کس چیز سے پیدا کیا گیا

جب ملائکہ کے سامنے ابلیس کا تکبر اور حکم کی خلاف ورزی ہوگئی تو رب تبارک وتعالیٰ نے عتاب فرمایا لیکن وہ گناہ پر مصر رہا اور سرکشی وبغاوت پر کمر باندھ لی اللہ تعالیٰ نے اس پر لعنت فرمائی اس کو جنت سے نکال دیا اور اسے دھتکارا اور آسمان وزمین کی بادشاہت کا اعزاز چھین لیا اور جنت کی دربانی سے معزول کردیا اور فرمایا 'فاخرج منھا'' (یعنی جنت سے نکل جا) اس لیے کہ تو مردود ہے اور تجھ پر قیامت تک کے لیے لعنت ہے۔

اور آدم علیہ السلام کو جنت میں ٹھکانہ عطا فرمایا جیسا کہ روایت میں آرہا ہے۔

ابن عباسؓ، ابن مسعود اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مروی ہے کہ ابلیس کو جنت سے نکالا گیا جب اس پر لعنت ہوئی اور آدم علیہ السلام کو وہاں ٹھکانہ عطا کیا گیا تو وہ تنہائی محسوس کرتے تھے۔ ان کا کوئی ساتھی نہ تھا جس سے وہ انسیت اور سکون حاصل کریں۔

پس وہ ایک رات سوئے جب بیدار ہوئے تو اپنے سرہانے ایک عورت کھڑی دیکھی جس کو اللہ تعالیٰ نے ان کی پسلی سے پیدا فرمایا تھا۔ اس سے پوچھا تم کون ہو؟ کہنے لگی ''عورت''۔ پوچھا کس لیے پیدا کی گئی ہو؟ کہنے لگی تاکہ تو مجھ سے سکون حاصل کرے۔ ملائکہ کو جب خبر ہوئی تو وہ دیکھنے کے لیے آئے اور کہا اے آدم اس کا نام کیا ہے انھوں نے

کہا ''حوا'' پھر پوچھا یہ نام کیوں رکھا انھوں نے کہا کہ اس لیے کہ وہ ''حی'' (زندہ آدم) سے پیدا کی گئی ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ''اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو خوب فراخی کے ساتھ کھاؤ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۵)

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ ابلیس پر عتاب سے فارغ ہوئے تو آدم علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوئے اور انھیں تمام اسماء کا علم سکھایا اور فرمایا کہ اے آدم ان کے ناموں کے بارے میں خبر دو پھر آخر تک راوی نے قصہ بیان کیا اور کہا: اہل تورات اور دیگر اہل علم مثلاً عبداللہ بن عباسؓ کے ذریعے ہمیں روایت پہنچی ہے کہ پھر آدم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے اونگھ ڈال دی پھر ان کی بائیں پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور خالی جگہ میں گوشت برابر کر دیا اور آدم علیہ السلام سوئے ہوئے تھے وہ اپنی نیند سے بیدار نہیں ہوئے تھے یہاں تک کہ ان کی اس پسلی سے ان کی زوجہ حوا بنا دی اور اسے سنوار دیا تا کہ آدم ان کے ساتھ سکون حاصل کریں۔ جب اونگھ ختم ہوئی اور نیند دور ہوئی تو اپنے پہلو میں اسے کھڑا دیکھا۔

اور یہود کے کہنے کے مطابق (اللہ تعالیٰ زیادہ جانتے ہیں) کہ آدم علیہ السلام نے کہا میرا گوشت، میرا خون اور میری زوجہ! پھر اس کے ساتھ سکون حاصل کیا۔

پھر جب اللہ تعالیٰ نے ان کا نکاح کر دیا اور انکے لیے سکون کی چیز بنا دیا تو اپنے سامنے بلایا اور کہا۔

(ترجمہ) اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو خوب فراخی کے ساتھ کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب نہ جانا ورنہ تم ظالم قرار دیے جاؤ گے۔ (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۳)

حضرت مجاہد سے باری تعالیٰ کے قول ''وخلق منها زوجها'' (سورۃ النساء آیت نمبر ۱) کی تفسیر میں منقول ہے کہ حوا آدم علیہ السلام کی نچلی پسلی سے ہیں آدم علیہ السلام سوئے ہوئے تھے جب بیدار ہوئے تو قریب ہی ایک عورت کو دیکھا۔

حضرت مجاہد سے ایک اور طریق میں بھی اسی کی مثل مروی ہے۔

حضرت قتادہ سے اسی آیت کی تفسیر میں منقول ہے کہ حوا آدم علیہ السلام کی پسلیوں میں سے ایک پسلی سے پیدا ہوئی ہیں۔

آدم وحوا علیھما السلام کی آزمائش

جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو جنت میں ٹھکانہ عطا فرما دیا اور انھیں اس کی آزادی دی کہ وہ جنت میں جہاں چاہیں جائیں اور جو چاہیں قسم قسم کے پھلوں میں سے کھائیں۔ سوائے ایک درخت کے پھل کے جس سے ان کو آزمایا گیا تھا اور یہ آزمائشی حکم ان کی اولادوں میں بھی جاری رہا جیسا کہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا خطاب مذکور ہے:

(ترجمہ) اے آدم تم اور تمہاری زوجہ جنت میں رہو اور جہاں سے چاہو خوب فراخی کے ساتھ کھاؤ لیکن اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ تم ظالموں میں سے ہو جاؤ گے'' (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۵)

پس شیطان نے ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اور اس درخت کا پھل کھانا ان کی نگاہوں میں مزین ونفع مند قرار دیا جس سے انھیں روکا گیا تھا اور اس معصیت کو ان کے لیے بڑا پرکشش بنا دیا یہاں تک کہ ان دونوں نے اسے کھا

لیا جس کی وجہ سے ان کے اعضائے مستورہ کھل گئے جو لباس کی وجہ سے اب تک پوشیدہ تھے۔

ابلیس جنت میں کیسے پہنچا

اللہ تعالیٰ کا دشمن جنت میں کس طرح پہنچا اور یہ معصیت کرانے پر کیسے قادر ہوا اس کی تفصیل ان روایات میں ہے جو آئندہ آ رہی ہیں۔

ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے درج بالا آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ ابلیس نے ان دونوں کے پاس جنت میں داخل ہونے کا ارادہ کیا لیکن محافظ فرشتوں نے اسے روک لیا پس وہ ایک سانپ کے پاس آیا اور وہ سانپ اس وقت چار ٹانگوں والے جانور کی شکل میں تھا اور اونٹ کی طرح معلوم ہوتا تھا ابلیس نے کہا تو مجھے اپنے منہ میں چھپا کر جنت میں داخل ہو جا تاکہ میں آدم تک پہنچ سکوں سو اس نے ایسا ہی کیا اور اسے لے کر محافظ فرشتوں کے پاس سے گزرا لیکن وہ حقیقت نہ جان سکے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ کا فیصلہ یوں ہی ہوتا ہے ابلیس نے سانپ کے منہ میں بیٹھے بیٹھے آدم سے گفتگو کی لیکن انھوں نے توجہ نہ دی وہ باہر نکل آیا اور کہنے لگا اے آدم کیا میں تمہاری ایک ایسے درخت کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کے پھل کو اگر تم کھا لو تو اللہ تعالیٰ کی طرح بادشاہ ہو جاؤ گے یا ہمیشہ ہمیشہ کی حیات پالو گے کہ کبھی بھی تم کو موت نہ آئے گی اور اللہ کی قسم کھا کر اپنے بارے میں یقین دلایا کہ وہ ان کا ہمدرد اور خیر خواہ ہے اور اس نے یہ اس لیے کہا تھا تاکہ ان کے اعضائے مستورہ لباس اتر جانے کی وجہ سے ظاہر ہو جائیں جس کو یہ لوگ چھپائے ہوئے ہیں۔ شیطان کو یہ معلوم تھا کہ ان کے اعضائے مستورہ (شرمگاہیں) ہیں۔ اور یہ علم اس لیے تھا کہ وہ ملائکہ کی کتب کا مطالعہ کرتا رہا تھا اور آدم علیہ السلام کو اس وقت تک لباس اور اخفاء ستر کی اہمیت کا احساس نہ تھا۔

پس آدم علیہ السلام نے ابلیس کی بات سے انکار کر دیا لیکن حضرت حوا آگے بڑھیں اور پھل کھا لیا پھر کہنے لگیں اے آدم تم بھی کھا لو میں نے کھایا ہے اور کچھ نقصان نہیں ہوا سو انھوں نے بھی کھا لیا فوراً دونوں کے اعضائے مستورہ کھل گئے اور وہ اپنے آپ کو جنت کے پتوں سے ڈھانپنے لگے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ

اللہ کے دشمن ابلیس نے اپنے آپ کو زمین کے جانوروں پر پیش کیا اور کہا کہ کون ہے جو مجھے اٹھائے اور جنت میں داخل ہو جائے تاکہ میں آدم اور اس کی زوجہ سے بات کر سکوں لیکن تمام جانوروں نے انکار کر دیا پھر ابلیس نے سانپ کو کہا میں بنی آدم سے تجھ کو بچاؤں گا اور تو میری حفاظت اور ذمہ داری میں رہے گا اگر تو نے مجھے جنت میں داخل کر دیا پس سانپ نے اسے دونوں جبڑوں کے درمیان بٹھا لیا اور جنت میں داخل ہو گیا۔ ابلیس نے اس کے منہ میں بیٹھے ہوئے ہی ان دونوں سے کلام کیا سانپ اس وقت لباس میں ہوتا تھا (یعنی جسم و اعضاء مستورہ چھپانے کے لیے قدرتی طور پر ستر پوشی کا انتظام تھا) اور چار ٹانگوں پر چلتا تھا پس اللہ تعالیٰ نے اسے برہنہ کر دیا اور پیٹ کے بل رینگنے والا بنا دیا۔

ابن عباسؓ نے فرمایا اس کو جہاں پاؤ قتل کر ڈالو اور اللہ کے دشمن ابلیس کو اس کی ذمہ داری و عہد میں جھوٹا بنا دو۔

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ

جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور ان کی زوجہ کو جنت میں ٹھکانہ عطا فرما دیا اور ایک درخت سے منع کر دیا، اس درخت کی شاخیں پھیلی ہوئی تھیں اس کا پھل ملائکہ کھاتے تھے تاکہ وہ ہمیشہ رہیں لیکن آدم اور اس کی زوجہ کو اس کے پھل سے منع

کر دیا۔ پس جب ابلیس نے ان کو پھسلانے اور لغزش میں مبتلا کرنے کا ارادہ کیا تو وہ سانپ کے پیٹ میں داخل ہوا اور سانپ اس وقت چار ٹانگوں پر بختی اونٹ کی طرح چلتا تھا اور بڑا خوبصورت معلوم ہوتا تھا۔ جب سانپ جنت میں داخل ہو گیا تو ابلیس اس کے پیٹ سے باہر نکلا اور اس درخت کا پھل ''جس سے آدم اور حوا کو منع کیا گیا تھا'' لیا۔ اور پھر حضرت حوا کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اس پھل کی طرف دیکھو اس کی خوشبو کتنی اچھی ہے اس کا ذائقہ کتنا اچھا اور اس کا رنگ کتنا خوبصورت ہے پس حوا نے اسے لیا اور کھالیا پھر حوا، حضرت آدم کے پاس آئیں کہنے لگیں اس پھل کی طرف دیکھو اس کی خوشبو کتنی اچھی ہے۔ اس کا ذائقہ کتنا اچھا اور رنگ کتنا خوبصورت ہے۔ پس آدم نے بھی کھالیا۔ فوراً دونوں کے اعضائے مستورہ کھل گئے آدم جلدی سے اس درخت کے تنے میں داخل ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے ندا دی اے آدم تم کہاں ہو انھوں نے کہا اے میرے رب میں یہاں ہوں فرمایا باہر کیوں نہیں آتے کہنے لگے میں آپ سے حیا کرتا ہوں۔ فرمایا یہ درخت زمین میں سب سے زیادہ ملعون ہوگا۔ اس پر لعنت پیدا کر دی گئی۔ اب اسکے پھل کانٹوں میں تبدیل ہو جائیں گے اور فرمایا کہ اس وقت جنت اور زمین میں ببول و بیر کے درخت سے زیادہ افضل درخت کوئی نہیں تھا پھر فرمایا اے حوا تم نے میرے بندے کو دھوکہ دیا۔ لہذا حمل کا زمانہ تمہارے لئے مقرر کیا گیا اور اس میں تم بڑی مشقت اور تکلیف اٹھاؤ گی اور جب وضع حمل کا وقت ہوگا تو تم درد کی شدت سے موت کے دھانے پر اپنے آپ کو پاؤ گی اور سانپ سے فرمایا کہ تم نے ابلیس ملعون کو اپنے پیٹ میں داخل کیا یہاں تک کہ وہ میرے بندے کو دھوکہ دینے میں کامیاب ہو گیا لہذا تجھ پر لعنت ہو تیری ٹانگیں تیرے پیٹ میں داخل ہو جائیں گی اور تیری خوراک مٹی ہوگی تجھ میں اور بنی آدم میں دشمنی ہوگی جہاں تو انہیں نظر آئے گا وہ اپنی ایڑی سے تیرا سر کچل دیں گے اور جہاں وہ تجھے دکھ جائیں گے تو تو اپنے جبڑوں سے اسے ڈسے گا۔

حضرت وہب سے پوچھا گیا کہ ملائکہ کیا کھاتے تھے؟ فرمایا ''یفعل اللہ مایشاء'' (یعنی اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے وہ کرتا ہے)۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ

اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو ایک درخت کے کھانے سے منع کیا تھا اور وہ اس کے علاوہ جہاں سے چاہتے خوب کھاتے تھے پس شیطان آیا اور سانپ کے پیٹ میں داخل ہو گیا حضرت حوا سے گفتگو کی اور حضرت آدم کے دل میں وسوسہ ڈالا اور کہا کہ تمہارے رب نے اس درخت سے اس لیے منع فرمایا کہ کہیں تم اس کو کھا کر فرشتے نہ بن جاؤ یا حیات دائمی حاصل کر لو اور ان کے سامنے قسم کھا کر کہا میں تمہارا ہمدرد و خیر خواہ ہوں یہ سن کر حوا نے درخت کو کاٹا (یعنی اس میں سے کھانے کے لیے) اور وہ خون آلود ہو گیا اور ان دونوں کا لباس گر پڑا جو ان کے بدن پر تھا یہ دونوں جنت کے درخت کے پتوں سے اپنے جسم کو چھپانے لگے اور ان کے رب نے ان کو ندا دی کیا میں نے تم کو اس درخت سے منع نہ کیا تھا اور کیا میں نے تمھیں نہ کہا تھا کہ شیطان تمہارا کھلا دشمن ہے۔

آدم علیہ السلام سے فرمایا کہ تم نے کیوں کھایا جب کہ میں نے منع کیا تھا آدم نے کہا اے میرے رب حوا نے مجھے کھلایا۔ حوا سے فرمایا کہ تم نے کیوں کھلایا کہنے لگیں مجھے سانپ نے کہا تھا سانپ سے فرمایا کہ تم نے حوا کو ایسا کرنے کو کیوں کہا تھا وہ کہنے لگا کہ مجھے ابلیس نے حکم دیا فرمایا کہ یہ ملعون اور دھتکارا ہوا ہے اے حوا جیسا کہ تم نے درخت کو خون آلود کیا ہے تم بھی ہر مہینہ خون آلود ہو جاؤ گی اور اے سانپ تو اپنی ٹانگیں کاٹ دے اور پیٹ کے بل رینگ کر چلا کر اور

جو بھی تجھے دیکھے گا تیرا سر پتھر سے کچل دے گا اب تم زمین کی طرف اتر جاؤ اور تمہارے بعض بعض کے دشمن ہو نگے۔

ربیع سے مروی ہے کہ ایک محدث نے بیان کیا:

شیطان جنت میں ٹانگوں والے جانور کی شکل میں داخل ہوا ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ گویا یہ اونٹ ہے پس اس پر لعنت کی گئی اور اسکی ٹانگیں ختم ہو گئیں اور وہ سانپ کی شکل میں تبدیل ہو گیا۔

ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ اونٹوں میں سے ایک قسم وہ ہے کہ جن کا اول جنات میں سے تھا اور آدم علیہ السلام کے لیے تمام جنت مباح کر دی گئی تھی سوائے ایک درخت کے اور آدم اور حوا دونوں سے فرمایا کہ تم اس درخت کے قریب مت جانا ورنہ تم ظالمین میں سے ہو جاؤ گے۔

اس کے بعد شیطان حضرت حوا کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کیا تمہیں کسی چیز سے منع کیا گیا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں اس درخت سے۔ اس نے کہا تمہارے رب نے اس لیے منع کیا ہے کہ تم اسے کھا کر فرشتے نہ بن جاؤ یا حیات دائمی حاصل نہ کر لو پس حوا نے ابتداء کی اور اسے کھا لیا۔ پھر حوا نے آدم سے کہا انھوں نے بھی کھا لیا تو اسے حدث لاحق ہونا شروع ہو گیا (یعنی بول براز کی حاجت) اور جنت میں ایسا کرنا مناسب نہیں۔

پھر یہ آیت تلاوت کی ''پس شیطان نے ان کو پھسلا دیا اور انھیں اس جنت سے نکلوا دیا جس میں وہ رہتے تھے۔ (البقرہ آیت نمبر ۳۶)

محمد بن اسحاق بعض اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام جنت میں داخل ہوئے اور وہاں کی آسائش و نعمتیں دیکھیں تو کہنے لگے کہ کاش مجھے یہاں ہمیشہ رہنا نصیب ہو جائے پس شیطان نے یہ سن کر ان کی کمزوری بھانپ لی اور پھر اس نے اسی راہ سے انھیں لغزش میں مبتلا کیا۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ مجھ سے بیان کیا گیا اہل علم کا سب سے پہلا مکر و کید جس کے ساتھ اس نے آدم و حوا کو بہکانے کی ابتداء کی تھی۔ وہ یہ تھا کہ ان دونوں کے پاس آیا اور ایسے انداز سے رویا جس نے ان کو غمزدہ کر دیا انھوں نے پوچھا تم کس وجہ سے روتے ہو؟ کہنے لگے کہ میں تمہاری وجہ سے روتا ہوں کہ تم کبھی نہ کبھی مر جاؤ گے اور یہ تمام نعمتیں تم سے چھن جائیں گی۔ پھر ان کے دل میں وسوسہ ڈالا اے آدم کیا میں تمہاری ایسے درخت کی طرف رہنمائی نہ کروں جس کی خاصیت دائمی حیات اور ہمیشہ کی نعمتیں ہیں اور پھر کہنے لگا کہ تمہارے رب نے اس درخت سے اس لیے منع کیا ہے کہ کہیں تم اسے کھا کر فرشتے نہ بن جاؤ یا حیات دائمی حاصل کر لو اور قسم کھا کر اپنے ہمدرد و خیر خواہ ہونے کا یقین دلایا۔ اور کہا اسے کھا لو تم فرشتے بن جاؤ گے یا ہمیشہ کی زندگی پا لو گے پس اس نے دھوکہ سے اپنی طرف مائل کر لیا۔

''فوسوس'' کی تفسیر

ابن زید ''فوسوس'' کی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

شیطان نے حوا کی طرف درخت کے بارے میں وسوسہ ڈالا اور انھیں اسکے کھانے کی طرف مائل کیا پھر آدم کی نگاہ میں حوا کو حسین اور پرکشش بنایا سو آدم نے حوا کو اپنی حاجت کے لیے بلایا انھوں نے انکار کیا مگر اس شرط پر کہ وہ انھیں درخت کے پاس لے جائیں گے۔ جب درخت کے پاس پہنچے تو پھر انکار کیا مگر اس شرط پر کہ وہ اس میں سے کھائیں گے پس دونوں نے اس میں سے کھا لیا۔ سو ان کے اعضائے مستورہ کھل گئے۔ آدم جنت میں بھاگنا شروع

ہوئے اللہ تعالیٰ نے ندا دی اے آدم کیا مجھ سے بھاگتے ہو؟ عرض کیا نہیں بلکہ آپ سے حیا کرتا ہوں فرمایا اے آدم کس کی طرف سے اس میں مبتلا ہوئے ہو عرض کیا حوا کی طرف سے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ مجھ پر لازم ہے کہ میں اس کو مہینے میں ایک مرتبہ خون آلود کروں جیسا کہ اس نے درخت کو خون آلود کیا ہے۔ اور میں اسکو کم عقل رکھوں گا حالانکہ میں نے اس کو بردبار و متحمل مزاج پیدا کیا تھا اور یہ حمل کے زمانے میں بھی اور وضع وحمل کے زمانے میں بھی خوب مشقت اٹھائے گی حالانکہ میں نے اس کا حمل اور وضع حمل بالکل آسان کیا تھا۔

ابن زید کہتے ہیں کہ اگر وہ آزمائش نہ ہوتی جس میں حوا مبتلا ہوئی تو اہل دنیا کی عورتیں ایسی ہوتیں کہ ان کو حیض نہ آتا اور بردبار بھی ہوتیں اور حمل و وضع کے زمانے میں انھیں تکلیف نہ ہوتی۔

سعید بن مسیب سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام نے حواس کی درستگی کی حالت میں درخت سے نہیں کھایا تھا بلکہ حوا نے انھیں شراب پلا دی تھی جس کی وجہ سے ان پر کسی قدر نشہ کی سی کیفیت طاری ہوگئی پھر حوا ان کو پکڑ کر درخت کے پاس لے گئیں اور انھوں نے اس میں سے کھایا جب آدم و حوا سے خطا واقع ہوگئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو جنت سے رخصت کر دیا اور تمام نعمتیں سلب کر لیں ان کو ان کے دشمن ابلیس اور سانپ کے ساتھ زمین کی طرف اتار دیا۔ اور فرمایا کہ تم زمین کی طرف اترو تمہارے بعض بعض کے دشمن ہونگے۔

علمائے سلف سے "اھبطو بعضکم لبعض عدو" (تم اترو اور تمہارے بعض بعض کے دشمن ہونگے) کی تفسیر میں منقول ہے کہ بعض سے مراد آدم، حوا، ابلیس اور سانپ ہیں۔ ابن عباسؓ بھی یہی کہتے ہیں کہ اس سے مراد آدم، حوا، ابلیس اور سانپ ہیں۔

ابن عباسؓ، ابن مسعودؓ اور چند دیگر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سانپ پر لعنت فرمائی اور اسکی ٹانگیں کاٹ دیں اور اسے پیٹ کے بل چلنے کے لیے چھوڑ دیا۔ اور اس کی خوراک مٹی مقرر کی اور زمین کی طرف آدم و حوا اور ابلیس اور سانپ کو اتارا۔

حضرت مجاہد سے بھی اسکی تفسیر میں یہی منقول ہے کہ بعض سے مراد آدم و حوا اور ابلیس اور سانپ کو اتار دیا

خصوصیات یوم جمعہ

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ ماقبل میں متعدد احادیث سے یہ ثابت ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن پیدا فرمایا تھا لیکن اس کے ساتھ ساتھ احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام کا جنت سے اخراج زمین کی طرف اترنا ان کی توبہ کا قبول ہونا اور ان کی وفات یہ سب امور بھی جمعہ کے دن ہوئے تھے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں پانچ خصوصیات ہوتی ہیں۔

۱۔ اس دن حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔

۲۔ اسی دن انھیں زمین کی طرف اتارا گیا۔

۳۔ اسی دن ان کی وفات ہوئی۔

۴۔ اسی دن میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ اس میں جو بھی اللہ تعالیٰ سے مانگے گا رب تبارک و تعالیٰ وہ عطا

فرماتا ہے بشرطیکہ کسی گناہ یا قطع تعلقی کی دعا نہ کرے۔

۵۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

اور نہیں ہے کوئی مقرب فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، اور نہ ہوا مگر یہ سب کے سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں (قیامت کے وقوع کے اندیشہ سے)۔

ابولبابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

تمام ایام کا سردار جمعہ کا دن ہے اور یہ سب سے زیادہ باعظمت ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک یوم الفطر اور یوم النحر سے بھی زیادہ عظمت والا ہے۔ اس میں پانچ خصوصیات ہیں۔

۱۔ اس دن اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا۔

۲۔ اسی دن انھیں زمین کی طرف اتارا گیا۔

۳۔ اسی دن ان کی وفات ہوئی۔

۴۔ اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ جو بھی اس میں اپنے رب سے مانگے گا رب تبارک وتعالیٰ عطا فرماتا ہے۔ بشرطیکہ حرام چیز کا سوال نہ ہو۔

۵۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

اور نہیں ہے کوئی مقرب فرشتہ نہ آسمان، نہ زمین، نہ پہاڑ، نہ ہوائیں اور نہ سمندر مگر یہ کہ یہ سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں کہ کہیں قیامت قائم نہ ہو جائے۔

سعد بن عبادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں جمعہ کے دن کے بارے میں بتائیں کہ اس میں کیا چیز واقع ہوئی؟ فرمایا:

۱۔ اس دن آدم علیہ السلام کی پیدائش ہوئی تھی۔

۲۔ اس دن وہ زمین کی طرف اتارے گئے تھے۔

۳۔ اسی دن ان کی وفات ہوئی۔

۴۔ اور اس میں ایک ایسی گھڑی ہے کہ بندہ جو بھی اس میں اپنے رب سے مانگے گا اللہ تعالیٰ وہ عطا فرمائے گا بشرطیکہ کسی گناہ یا قطع تعلقی کا کوئی سوال نہ ہو۔

۵۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

اور نہیں ہے کوئی مقرب فرشتہ، نہ آسمان، نہ زمین، نہ پہاڑ، نہ ہوائیں، مگر یہ کہ سب جمعہ کے دن سے ڈرتے ہیں (وقوع قیامت کے خوف سے)۔

ابوھریرہؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا بہترین دن جس پر سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے اور اسی دن آدم پیدا ہوئے اور اسی دن جنت سے رخصت کیے گئے۔

ایک دوسری حدیث میں بھی ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسی کے قریب قریب روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمام دنوں کا سردار جمعہ ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور اسی دن جنت میں داخل کئے گئے اور اسی دن جنت سے نکالے گئے اور جمعہ کے دن ہی قیامت قائم ہوگی۔

آدم علیہ السلام کی پیدائش کس دن ہوئی

ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔
''جمعہ کے مثل کسی دن پر سورج طلوع نہیں ہوتا اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن میں جنت سے نکالے گئے اور اسی دن میں لوٹائے جائیں گے''۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ارشاد فرمایا: اے سلمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کے دن کیا ہوا؟ میں نے عرض کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں اور یہ تین مرتبہ ارشاد فرمایا۔ اس کے بعد ارشاد فرمایا اے سلمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کے دن کیا ہوا تھا۔ اس میں تمہارے باپ کو اللہ تعالیٰ نے جمع فرمایا (یعنی پیدا فرمایا)''

ابوھریرہ کعب سے نقل کرتے ہیں کہ بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن وہ جنت میں داخل ہوئے۔ اسی دن اس سے نکالے گئے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی۔

عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ'' سب سے پہلا دن جس میں سورج طلوع ہوا وہ جمعہ کا دن ہے اور وہ تمام ایام میں افضل ہے اس میں اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور انھیں اپنی صورت مبارکہ جیسی صورت پر پیدا کیا۔ جب اللہ تعالیٰ ان کی پیدائش سے فارغ ہوئے تو انھیں چھینک آئی۔ پس حق تعالیٰ شانہ نے اپنی حمد الہام فرمائی اور اس کا جواب دیا"یر حمک ربک'' (تیرا رب تجھ پر رحم کرے)۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اے سلیمان کیا تم جانتے ہو کہ جمعہ کے دن کیا ہوا؟ دومرتبہ یا تین مرتبہ ارشاد فرمایا پھر فرمایا کہ یہ وہ دن ہے جس میں تمہارے باپ آدم کو جمع کیا گیا (یعنی پیدا کیا گیا)۔

آدم علیہ السلام کی پیدائش جمعہ کے دن کس وقت ہوئی؟

ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے ارشاد فرمایا:
بہترین دن جس میں سورج طلوع ہوتا ہے وہ جمعہ کا دن ہے پس اسی دن آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اسی دن جنت میں رہے۔ اسی دن زمین کی طرف اترے۔ اور اسی دن قیامت قائم ہوگی اور اس میں ایک گھڑی ایسی ہے کہ نہیں موافقت کرتا کوئی مسلمان بندہ اس گھڑی کی اس حال میں کہ وہ اللہ تعالیٰ سے کسی بھلائی کا سوال کر رہا ہو مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ اس کو عطا فرماتے ہیں۔ عبداللہ بن سلام کہنے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ وہ کونسی گھڑی ہے وہ جمعہ کے دن کی آخری گھڑی ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں فرمایا کہ انسان کو جلد بازی کی صفت پر پیدا کیا گیا ہے میں عنقریب اپنی نشانیاں تمھیں دکھاؤں گا تم اس کو جلدی مت طلب کرو۔ (سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۳۷)

ایک دوسرے طریق میں بھی اسی کے مثل مروی ہے، حضرت مجاہد نے 'خلق الانسان من عجل' کی

تفسیر میں مروی ہے کہ اس میں آدم علیہ السلام کے قول کی طرف اشارہ ہے جب تمام مخلوقات کے بعد جمعہ کے دن کی آخری ساعت میں اللہ تعالی نے انھیں پیدا فرمایا اور روح ان کی آنکھوں، زبان، سر میں پہنچ گئی اور ان کے اعضاء میں حیات پیدا ہوگئی حالانکہ ابھی نچلے بدن میں روح نہ پہنچی تھی تو آدم نے کہا کہ اے میرے رب آپ میری خلقت کو غروب شمس سے قبل ہی جلد پورا کرلیں۔

حسن اور حسین کے طریق میں بھی حضرت مجاہد سے کسی قدر الفاظ کے فرق سے یہی کچھ مروی ہے۔

ابن زید سے اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ اس دن یعنی جمعہ کے آخری میں آدم علیہ السلام کو بطریق عجلت پیدا کیا گیا اور ان کو بھی جلد باز بنا دیا گیا۔ (یعنی تخلیق میں جلدی کا اثر مزاج میں بھی آ گیا)۔

آدم علیہ السلام جنت میں کتنا عرصہ رہے؟۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اللہ تعالی نے آدم اور ان کی زوجہ کو جنت الفردوس میں ٹھکانہ عطا فرمایا اس وقت جب کہ جمعہ کے دن کی دو ساعات گزر چکی تھیں (اور بعض کا قول ہے کہ تین ساعات گزر چکی تھیں)۔

پس ان کا قیام جنت میں اول قول کے مطابق پانچ ساعات میں ہوا اور بعض کا کہنا ہے کہ تین ساعات قیام ہوا اور بعض کا کہنا ہے کہ جمعہ کے دن کی نویں یا دسویں ساعت میں جنت سے رخصت کیا گیا۔

یہی ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو جنت سے نویں یا دسویں ساعت میں رخصت کیا گیا۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ میں نے جب یہ روایت اپنے استاد کے سامنے پڑھی تو انھوں نے نعم کہہ کر تصدیق کی اور فرمایا کہ پانچ کا ذکر بھول سے چھوٹ گیا (یعنی جمعہ کے دن کی نویں یا دسویں ساعت کے علاوہ بھی تو پانچ دن گزرے ہیں ان کا ذکر نہیں ہوا اس لیے ان کی طرف اشارہ ہے)

یہ قول جو اوپر گزرا کہ جمعہ کے دن دو ساعت گزرنے پر جنت میں ٹھکانہ ملا اور جمعہ کے دن کی سات ساعت گزارنے پر زمین کی طرف اتارا گیا۔ اس میں قائلین کی مراد اگر یوم جمعہ سے دنیا کا یوم مراد ہو جس کی مقدار وقت معروف ہے تو یہ قول صحت و درستگی سے دور نہیں بلکہ قریب ہے اس وجہ سے کے ماقبل میں علمائے سلف کے اقوال و آثار اور شہادت سے یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ آدم علیہ السلام کو جمعہ کے دن کی آخری ساعت میں پیدا کیا گیا۔ اور وہ دن ہمارے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر تھا اور یہ بات بدیہی ہے کہ اس دن کی ایک ساعت ہمارے اعتبار سے تراسی (۸۳) سال کے برابر ہے اور یہ بات جو ماقبل میں گزری ہے کہ آدم علیہ السلام کو روح پھونکے جانے سے پہلے چالیس سال خمیرے گارے کی شکل میں رکھا اور بلاشبہ یہ چالیس سال ہمارے اعتبار سے ہی ہو سکتے ہیں پھر روح پھونکے جانے سے لے کر زمین کی طرف اتارے جانے تک کل وقت بقیہ (۴۵) سال کے برابر ہوگا لہذا مجموعہ ایک ساعت کے برابر ہوا اور اسی کی ایک ساعت میں احادیث کے مطابق سب کچھ ہوا ہے۔

اور اگر قائل کی مراد یوم جمعہ سے آخرت کا یوم جمعہ مراد ہو جس کی مقدار ہمارے اعتبار سے ایک ہزار سال کے برابر ہے تو یہ بالکل باطل ہے اس لیے کہ جمیع اہل علم احادیث کی وجہ سے اس پر متفق ہیں کہ آدم علیہ السلام میں نفخ روح کا عمل جمعہ کے دن کی آخری ساعت میں غروب شمس سے قبل ہوا اور احادیث سے یہ بات بھی ثابت ہو چکی ہے کہ ان کا جنت میں ٹھکانہ اور وہاں سے زمین کی طرف اترنا یہ سب بھی اسی ساعت میں ہوا لہذا اس سے بدیہی طور پر معلوم ہوگیا

کہ یہ ساعت اصل میں اس یوم کی تھی جو ہمارے اعتبار سے تراسی سال چار ماہ کے برابر تھی لہذا اس ساعت کے اعتبار سے چالیس سال تک آدم علیہ السلام خمیرے گارے کی شکل میں رہے پھر نفخ روح سے لیکر زمین کی طرف اترنے تک سنتالیس سال چار ماہ صرف ہوئے اور اب سب کا مجموعہ ایک ساعت کے برابر ہے جو آخری ساعت ہے۔

ابن عباسؓ سے ایک روایت میں مروی ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے دو نمازیں ظہر و عصر کے درمیان نکلے اور پھر زمین کی طرف اتارے گئے اور ان کا جنت میں قیام آخرت کے حساب سے نصف یوم کا تھا یعنی پانچ سو سال باعتبار دنیا کے، اس لیے یوم آخرت کی مقدار بارہ ساعت ہے اور اس دنیا کے اعتبار سے ایک ہزار سال ہے۔

علامہ طبری کہتے ہیں کہ یہ قول گذشتہ تمام احادیث واقوال سلف کے خلاف ہے۔

آدمؑ کا آسمان سے نزول زمین کے کس حصہ میں ہوا؟

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف اتارا اور ان کے اترنے کی جگہ سر زمین ہند تھی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آدم علیہ السلام کو اتارا تھا۔

ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو ہند کی طرف اتارا گیا۔

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ زمین میں سب سے عمدہ جگہ ہوا کے اعتبار سے ہند ہے اللہ تعالیٰ نے یہاں آدم علیہ السلام کو اتارا تھا اور یہاں کے درختوں کو جنت کی ہوا سے معلق کیا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو ارض ہند میں اور حوا کو جدہ میں اتارا گیا پس آدم علیہ السلام ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ وہ دونوں اکٹھے ہو گئے حضرت حوا ان کی طرف میدان مزدلفہ میں آگے بڑھی تھیں اس لیے اس کا نام مزدلفہ پڑ گیا۔

اور میدان عرفات میں دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا تھا۔ اس لیے اس کا نام عرفات پڑ گیا اور جس جگہ دونوں اکٹھے ہوئے تھے اس کا نام جمع پڑ گیا اور آدم علیہ السلام کو ارض ہند میں جس جگہ اتارا گیا اس کو ''بوز'' کہا جاتا ہے ۔حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ نے ہم سے یہاں بیان فرمایا کہ آدم علیہ السلام جب آسمان سے اترے تھے تو ارض ہند میں اترے تھے۔

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ اہل تورات کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام کو ہند میں ''واسم'' نامی پہاڑ پر اتارا گیا جو کہ بھیل نامی وادی کے پاس تھا اور یہ وادی دہنج اور مندل نامی دو شہر ''جو کہ ارض ہند میں واقع ہیں'' کے درمیان تھی اور حضرت حوا کو جدہ میں اتارا گیا جو کہ سرزمین مکہ میں سے ہے۔

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ آدم علیہ السلام کو سراندیپ میں بوز نامی پہاڑ پر اتارا گیا اور حوا کو ارض مکہ میں اور ابلیس کو میسان میں اور سانپ کو اصفہان میں اتارا گیا اور ایک قول کے مطابق سانپ کو ایک جنگل میں اور ابلیس کو ابلہ

کے دریا کے ساحل پر اتارا گیا۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور دیگر کے اترنے کی جگہ کون سی ہے؟ اگرچہ اس کا صحیح علم صرف حدیث رسول اللہ ﷺ ہی سے ہوسکتا ہے جو صحیح سند کے ذریعے منقول ہو لیکن کوئی بھی حدیث اس بارے میں ثابت نہیں لیکن جو کچھ ماقبل میں ذکر ہوا اس کو بھی علمائے اسلام یا اہل تورات وانجیل نے رد نہیں کیا۔ اس لیے اس سے بھی کسی درجہ میں استناد کیا جاسکتا ہے۔

آدمؑ کا قد مبارک

اور یہ بھی بعض سے منقول ہے کہ آدم علیہ السلام کو جس پہاڑ کی چوٹی پر اتارا گیا وہ زمین کے دوسرے پہاڑوں کے مقابلے میں آسمان کے سب سے نزدیک تھا کیونکہ جس پہاڑ پر انہیں اتارا گیا تو ان کے پاؤں اس پہاڑ پر اور سر آسمان میں تھا اور وہ فرشتوں کی مناجات و تسبیح وغیرہ کو سنتے تھے اور اس سے انسیت حاصل کرتے تھے لیکن فرشتے ان سے ہیبت کھاتے تھے اس لیے آدم علیہ السلام کا قد مبارک کم کردیا گیا۔

جیسا کہ عطا ابن ابی رباح سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین کی طرف اتارا تو اس وقت ان کے قدم زمین پر تھے اور سر آسمان میں اور وہ اہل آسمان کا کلام ومناجات سنتے تھے اور اس سے انسیت پاتے تھے پس ملائکہ ان سے ہیبت کھانے لگے اور انھوں نے اپنی مناجات وعبادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے شکایت کی پس اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین کی طرف پست کردیا جب ان کو وہ سنائی نہ دیا جواب تک سنتے تھے تو بڑی وحشت محسوس کی اور اپنی مناجات وعبادت کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے شکایت کی سو اللہ تعالیٰ نے ان کا رخ مکہ جانے والے راستہ کی طرف کردیا وہ جس جگہ قدم رکھتے وہ شہر اور خالی جگہ جنگل و بیابان بنتے چلے گئے یہاں تک کہ وہ مکہ پہنچ گئے اللہ تعالیٰ نے جنت کے یاقوت میں سے ایک یاقوت زمین پر اتارا وہ کعبہ کی جگہ رکھا گیا پس آدم علیہ السلام مسلسل اس کا طواف کرتے رہے جب طوفان نوح آیا تو وہ یاقوت اٹھالیا گیا پھر جب ابراھیم خلیل اللہ علیہ السلام کو بھیجا تو انھوں نے کعبہ کی تعمیر فرمائی۔ اللہ تعالیٰ کا قول "واذ بوانا لا براھیم مکان البیت" (سورۃ الحج آیت نمبر ۲۶) میں اسی طرف اشارہ ہے۔

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے کعبہ کو آدم علیہ السلام کے ساتھ زمین پر رکھا اس وقت آدم کے قدم زمین پر اور سر آسمان میں تھا جس کی وجہ سے ملائکہ ہیبت کھاتے تھے پس ان کا قد ساٹھ زراع تک کم کردیا گیا جب آدم علیہ السلام نے ملائکہ کی مناجات تسبیح اور آوازیں وغیرہ نہ سنیں تو بڑا رنج ہوا اور اللہ تعالیٰ سے شکایت کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے آدم میں نے تیرے لیے ایک گھر اتارا ہے تاکہ تو اس کا طواف کرے جیسا کہ میرے عرش کا طواف کیا جاتا ہے اور تو اس کے پاس نماز پڑھے جیسا کہ میرے عرش کے پاس نماز پڑھی جاتی ہے۔ پس آدم علیہ السلام اس کی طرف چلے۔ اور ان کا ایک قدم اتنا لمبا کردیا کہ قدم رکھنے کے درمیان کی جگہ ایک بڑے جنگل کے برابر تھی پس یہ جگہ بعد میں مسلسل جنگل اور غیر آباد رہی یہاں تک کہ آدم علیہ السلام بیت اللہ کے پاس پہنچ گئے اور اس کا طواف کیا اس کے بعد آنے والے انبیاء بھی اس کا طواف کرتے رہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام کا قد ساٹھ زرع تک کم کردیا تو انھوں نے کہا اے میرے

رب میں آپ کے گھر (جنت) میں آپ کا پڑوسی تھا آپ کے سوا میرا کوئی رب نہیں اور نہ آپ کے سوا کوئی میرا نگہبان ہے۔ میں جنت میں بلا تکلف فراخی کے ساتھ کھاتا تھا اور جہاں چاہتا رہتا تھا پھر آپ نے مجھے ایک مقدس پہاڑ پر اتار دیا میں فرشتوں کی آوازیں سنتا تھا اور ان کو دیکھتا تھا کہ وہ کیسے آپ کے عرش کے اردگرد کھڑے ہیں! میں جنت کی ہوا اور خوشبو بھی محسوس کرتا تھا پھر آپ نے مجھے زمین کی طرف اتار دیا اور ساٹھ زراع تک میرا قد چھوٹا کر دیا میری آواز اور نظر بھی کم ہوگئی اور میں جنت کی خوشبو سے بھی محروم ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ نے جواب میں ارشاد فرمایا کہ اے آدم میں نے تیری معصیت کی وجہ سے تیرے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔

آدم کا پہلا لباس

پھر جب اللہ تعالیٰ نے آدم اور حوا کو برہنہ دیکھا تو ان کو حکم دیا کہ ایک دنبہ ذبح کریں جو کہ ان آٹھ قسم کے جانوروں میں سے ہے جن کو جنت سے نازل کیا گیا پس انھوں نے ایک دنبہ لیا اسکی اون لی اور اسے حوا نے کاتا اور دونوں نے مل کر اسے بنایا آدم علیہ السلام نے اپنے لیے ایک جبہ تیار کیا اور حوا نے اپنے لیے ایک ڈوپٹہ اور چادر تیار کی اور دونوں نے یہ لباس پہنا اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی طرف وحی کی کہ میرے عرش کے بالمقابل زمین میں ایک میری محترم جگہ ہے وہاں جاؤ اور اس جگہ میرا گھر تعمیر کرو پھر اس کا بھی طواف کیا جائے گا جیسا کہ تم نے میرے فرشتوں کو عرش کا طواف کرتے دیکھا اس جگہ میں تمہاری اور تمہاری اولاد کی بھی دعا قبول کروں گا بشرطیکہ وہ میرے اطاعت گزار ہوں۔

کعبہ کی تعمیر میں مستعمل پتھر

آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب میں یہ کام کیسے کروں گا حالانکہ میں قوی بھی نہیں اور نہ اس جگہ سے واقف ہوں پس اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ مقرر کیا وہ انھیں مغرب کی طرف لے گیا آدم علیہ السلام کا جس کسی باغ پر گزر ہوتا اور وہ انھیں اچھا لگتا تو وہ کہتے مجھے یہاں ٹھہرا دو۔ لیکن فرشتہ نے کہا تمہاری مقررہ جگہ آگے ہے۔ یہاں تک کہ مکہ پہنچ گئے راستے میں جس جس مقام پر وہ ٹھہرے وہ سب آبادیوں میں تبدیل ہو گئے اور جس مقام کو چھوڑ دیا تھا وہ سب بیابان بنگلات میں تبدیل ہو گئے پس انھوں نے بیت اللہ کی تعمیر پانچ پتھروں سے کی طور سینا، طور زیتون، کوہ لبنان، کوہ جودی اور بنیاد میں حرا پہاڑ کا پتھر استعمال کیا گیا جب اس کی تعمیر سے فراغت ہوئی تو وہ فرشتہ انھیں لے کر عرفات کی طرف گیا اور تمام مقامات حج دکھائے جن میں آج بھی لوگ مناسک حج سر انجام دیتے ہیں پھر انھیں واپس مکہ لایا گیا پھر انھوں نے ایک ہفتہ تک بیت اللہ کا طواف کیا اس کے بعد ارض ہند کی طرف لوٹ آئے اور بوذ نامی پہاڑ پر انتقال فرمایا۔

حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ ابن عباسؓ نے ہم سے بیان کیا کہ آدم علیہ السلام جس وقت اترے تو ارض ہند میں اترے تھے اور انھوں نے وہاں سے چالیس حج کیے میں نے عرض کیا کہ اے ابوالحجاج وہ سوار کیوں نہیں ہوتے۔ تو فرمایا کہ کونسی چیز ہے جو انھیں اٹھا سکتی؟ اللہ کی قسم ان کا ایک قدم تین دن کی مسافت کے بقدر ہوتا تھا اور ان کا سر آسمان میں پہنچا ہوا تھا، ملائکہ نے ان کے سانسوں کی شکایت کی پس رحمٰن نے انھیں نیچے کی طرف کر دیا جس کی وجہ سے وہ چالیس سال کی مسافت کے بقدر پست ہو گئے۔

ابن عمرؓ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام پر وحی فرمائی کہ بیت اللہ کا حج کرو آدم علیہ السلام اس

وقت ارض ہند میں تھے پس وہ ہند سے حج کے لیے آئے وہ جس جگہ بھی قدم رکھتے وہ کوئی بستی بن جاتی اور جوان کے قدموں کے درمیان خالی رہ جاتی وہ بیابان میں بدل جاتی یہاں تک کہ وہ بیت اللہ پہنچ گئے پس انھوں نے طواف کیا اور تمام مناسک حج ادا کیے پھر ارض ہند کی طرف لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اور چلے یہاں تک کہ جب وہ عرفات کے تنگ راستے پر پہنچے تو فرشتوں نے ان سے ملاقات کی اور کہا اے آدم آپ کا حج کامل ومقبول ہے پس ان کے دل میں عجب آ گیا جب فرشتوں نے اس کو محسوس کیا۔ تو کہا اے آدم ہم نے اس گھر کا آپ کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے حج کیا تھا یہ سن کر حضرت آدم اپنے آپ کو چھوٹا اور کم خیال کرنے لگے۔

پاکیزہ چیزوں کی اصل اور بنیاد

اور ابن عمرؓ نے یہ بھی فرمایا کہ آدم علیہ السلام جب زمین کی طرف اترے تھے ان کے سر پر جنتی درخت کے پتوں کا ایک تاج تھا اور جب وہ زمین تک پہنچے تو وہ خشک ہو گیا اور اسکے پتے گرنے لگے جس سے مختلف انواع کی پاکیزہ چیزیں اگیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ یہ اصل میں اس بناء پر تھا جو کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں خبر دی کہ وہ جنت کے پتے اپنے اوپر لپیٹنا شروع ہو گئے (سورۃ اعراف آیت نمبر ۲۲)

پس جب وہ پتے خشک ہو گئے جس سے ان کے بدن ڈھکے ہوئے تھے تو وہ گرنے لگے اور ان سے مختلف انواع کی پاکیزہ چیزیں اگیں۔

اور بعض کہتے ہیں کہ جب آدم علیہ السلام کو علم ہوا کہ اللہ تعالیٰ ان کو زمین کی طرف اتارے گا تو وہ جنت کے جس درخت پر گزرتے اس کی ایک شاخ توڑ لیتے جب وہ زمین پر اترے تو یہ تمام شاخیں ان کے ساتھ تھیں۔ جب یہ خشک ہو گئیں تو ان کے پتے گرنے لگے اور یہ ہی تمام پاکیزہ چیزوں کی اصل ہے۔ جیسا کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے نکلے تو جس چیز کے پاس سے بھی گزرتے فرشتے ان کے ساتھ (بطور ظرافت کے) دل لگی کرتے فرشتوں کو کہا کہ ان کو چھوڑ دو یہ جو چاہیں یہاں سے توشہ کے طور پر لے لیں پھر جب اترے تو سرزمین ہند میں اترے اور یہ تمام پاکیزہ چیزیں جو ہند سے آتی ہیں یہ ان ہی سے ہیں جو آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے۔

ابوالعالیہ سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام جنت سے نکلے تو ان کے ساتھ جنت کے درخت کا عصا اور سر پر جنتی درخت کے پتوں کا تاج تھا اور وہ سرزمین ہند کی طرف اترے پس ہند کی تمام طیب اور پاکیزہ غذائیں اسی کی وجہ سے ہیں۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے اترے تو ایک پہاڑ پر اترے تھے اور ان کے ساتھ جنتی درختوں کے پتے تھے انھوں نے وہ اس پہاڑ کے اندر بکھیر دیئے پس تمام پاکیزہ غذاؤں کی اصل یہ ہی ہے اور اسی کی وجہ سے ہند میں ہر قسم کا پھل ومیوہ پایا جاتا ہے۔

قسامہ بن زہیر اشعری سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا تو انھیں توشہ کے طور پر جنت کے پھل عنایت فرمائے اور انھیں ہر چیز کی صفت گری سکھائی تھی پس تمہارے یہ پھل جنت کے پھلوں میں سے ہی ہیں مگر اتنا سا فرق ہے کہ یہ متغیر ہو جاتے ہیں اور جنتی پھل متغیر نہیں ہوتے۔

سب سے پہلی اشیاء

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام جب نازل ہوئے تو ان کے ساتھ جنت کی ہوا تھی اس ہوا کا تعلق جنت کے درختوں اور وادیوں کے ساتھ جڑا ہوا تھا وہ وہاں کی خوشبو کو دنیا میں لاتی تھی پس یہ خوشبو جنت کی ہوا کی وجہ سے ہے۔ آدم علیہ السلام کے ساتھ حجر اسود بھی نازل ہوا۔ اور وہ اس وقت برف سے بھی زیادہ سفید تھا اور موسیٰ علیہ السلام کا عصا جو کہ جنت کے درخت ریحان کا تھا اس کی لمبائی دس ذراع موسیٰ علیہ السلام کے قد برابر تھی۔ اسی طرح درختوں سے نکلنے والا گوند۔ اس کے بعد لوہے کی سل، ہتھوڑا اور لوہے کا چمٹا نازل ہوا۔ جب آدم علیہ السلام پہاڑ پر اترے تو لوہے کی ایک بڑی شاخ دیکھی جو پہاڑ پر اگی ہوئی تھی۔ اسے دیکھ کر فرمایا کہ یہ (ہتھوڑا) اسی (کی جنس) سے ہے پس وہ ہتھوڑے کے ساتھ اس کو توڑنا شروع ہوئے اور وہ شاخ پرانی اور کمزور ہو چکی تھی پھر اس پر آگ روشن کی یہاں تک کہ وہ پگھل گئی اس کے بعد انھوں نے اس سے چھری بنائی جو کہ بنائی جانے والی چیزوں میں سب سے پہلی چیز تھی اس کے ساتھ وہ بہت سے کام کیا کرتے تھے پھر ایک تنور بنایا یہ وہی تنور ہے جو حضرت نوح علیہ السلام کو وراثت میں پہنچا تھا اور ہند میں پانی کے عذاب کے وقت یہی تنور ابلا تھا اور آدم علیہ السلام جب زمین پر اترے تو اس وقت ان کا سر آسمان کو چھوتا تھا۔ اسی وجہ سے ان کے سر کے اگلے حصے (پیشانی کے) بال گر گئے پھر ان کی اولاد بھی ننگی پیشانی کے ساتھ پیدا ہوئی اور آدم علیہ السلام کے طویل قد کی وجہ سے جنگل کے جانوران سے بدکتے تھے پس وہ اسی وقت سے انسان سے وحشت کھاتے ہیں اور آدم علیہ السلام اس پہاڑ پر کھڑے ہو کر ملائکہ کی آوازیں سنتے تھے اور جنت کی ہوا سے لطف اندوز ہوتے تھے پھر ان کا قد ساٹھ ذراع تک چھوٹا کر دیا گیا ان کی وفات تک پھر ان کا قد یہ ہی رہا اور آدم علیہ السلام جیسا حسن ان کی اولاد میں سوائے یوسف علیہ السلام کے کسی کے اندر جمع نہیں ہوا۔

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب آدم علیہ السلام زمین کی طرف اترے تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیس قسم کے پھل انھیں طوشہ کے طور پر دیئے تھے ان میں سے دس چھلکے والے اور دس گٹھلی والے اور دس ایسے ہیں کہ نہ جن کا چھلکا نہ گٹھلی۔

دس چھلکے والے پھل

(۱) اخروٹ (۲) بادام (۳) پستہ (۴) بندق درخت کا پھل (۵) خشخش (۶) درخت بلوط کا پھل (۷) شاہ بلوط کا پھل (۸) سیاہ چمکدار بغیر گٹھلی والی کھجور (۹) انار (۱۰) کیلا۔

اور دس گٹھلی والے پھل

(۱) آڑو (۲) خوبانی (۳) آلو بخارا (۴) کھجور (۵) غبیرا (۶) بیر (۷) شفتالو (۸) عناب (۹) گولر (۱۰) درخت شاہ لوج کا پھل۔

اور بغیر چھلکے اور گٹھلی والے دس پھل

(۱) سیب (۲) بہیہ (۳) ناشپاتی (۴) انگور (۵) شہتوت (۶) انجیر (۷) لیموں (۸) درخت خرنوب کا پھل (۹) لگڑی (۱۰) خربوزہ

جنت کی گندم کا وزن

کہا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام جنت سے جب آئے تو ان کے ساتھ گندم کی ایک تھیلی تھی اور بعض کہتے ہیں کہ یہ تھیلی جبرئیل علیہ السلام لائے تھے جب آدم علیہ السلام کو بھوک لگی اور انھوں نے اپنے رب سے کھانا مانگا تو جبرئیل علیہ السلام نے اس تھیلی سے سات دانے نکال کر آدم علیہ السلام کے ہاتھ پر رکھے آدم علیہ السلام نے کہا کہ یہ وہی ہے جو آپ کے جنت سے نکلنے کا سبب بنا۔

اور ایک دانہ کا وزن اس وقت ایک لاکھ ساٹھ ہزار درہم کے برابر تھا۔

ایک ہی ساعت میں کھیتی کا اگنا

آدم علیہ السلام کہنے لگے کہ میں انکا کیا کروں جبرئیل علیہ السلام نے کہا ان کو زمین میں پھیلا دو انھوں نے ایسا ہی کیا پس اللہ تعالی نے ایک گھڑی میں اس کو اگا دیا اور یہ طریقہ یعنی زمین میں بیج ڈالنے کا ان کی اولاد میں بھی جاری رہا۔ پھر جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ فصل کو کاٹو انھوں نے اسے کاٹا پھر کہا اس کو جمع کرو۔ اور اپنے ہاتھ سے رگڑو انھوں نے ایسا کیا پھر کہا پھونک مار کر اس کے بھوسے کو اڑا دو آدم علیہ السلام نے پھونک مار کر اس کا بھوسہ اڑا دیا اور صرف دانے باقی رہ گئے پھر وہ دونوں دو پتھروں کے پاس آئے اور ایک کو دوسرے پر رکھا آدم علیہ السلام نے ان دانوں کو پیسا۔ پھر حکم کے مطابق اس آٹے کو گوندھا جبرئیل علیہ السلام ایک پتھر اور ایک لوہا (توا) لائے آدم علیہ السلام نے ان کو رگڑا ان سے آگ نکلی پھر حکم کے مطابق آگ پر روٹی بنائی۔ اور یہ سب سے پہلی روٹی تھی جو آگ پر تیار ہوئی۔

اس کے برخلاف ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ درخت جس سے آدم علیہ السلام اور حوا کو منع کیا گیا تھا وہ گندم کا درخت تھا جب دونوں نے اسے کھایا تو ان کی شرم گاہیں کھل گئیں اور وہ جلدی جلدی اپنے اوپر جنت کے درخت کے پتے ڈالنا شروع ہوئے اور وہ پتے انجیر کے درخت کے تھے جو ایک دوسرے کے ساتھ چپک جاتے تھے پس آدم علیہ السلام پشت کی طرف مڑ کر جنت میں بھاگنے لگے اور ایک درخت میں پناہ لی اللہ تعالی نے ندا دی کیا تم مجھ سے بھاگتے ہو انھوں نے کہا نہیں اے میرے رب بلکہ میں آپ سے حیا کرتا ہوں اللہ تعالی نے فرمایا کہ کیا وہ چیزیں جو میں نے تم کو عطا کیں تھیں اور تمہارے لیے مباح کی تھیں وہ ان سے کشادہ اور زیادہ نہیں تھیں جن سے میں نے منع کیا تھا آدم علیہ السلام نے کہا کہ کیوں نہیں اے میرے رب لیکن آپ کی عزت کی قسم مجھے یہ معلوم نہ تھا کہ کوئی آپ کا نام لے کر جھوٹ بولے گا۔ قرآن کریم میں اس آیت کی طرف اشارہ ہے۔

(ترجمہ) ابلیس نے ان دونوں کو قسم کھا کر یقین دلایا کہ میں تمہارا ہمدرد و خیر خواہ ہوں (سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۲)

اللہ تعالی نے فرمایا میری عزت کی قسم میں تمھیں ضرور بالضرور زمین کی طرف اتاروں گا اور تم نہیں پاؤ گے اپنی زندگی مگر تلخ و مشقت۔ پھر انھیں زمین کی طرف اتار دیا گیا پہلے وہ جنت میں خوب وسعت و فراخی کے ساتھ کھاتے تھے۔ اب انھیں ایسی جگہ کی طرف اتار دیا گیا جہاں کھانے پینے میں فراخی نہیں تھی پھر اللہ تعالی نے انھیں لوہے کی صنعت سکھائی اور کھیتی کا حکم دیا۔ انھوں نے زمین کو تیار کیا کھیت بویا پھر اسے سیراب کیا یہاں تک کہ اس کی فصل کٹنے کے وقت

کو پہنچ گئی پھر بالترتیب اسے گاہا، چھانا، پیسا، گوندھا پھر روٹی بنائی اور کھائی اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سکھانے کی وجہ سے ہوا۔

حضرت سعید سے بھی مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کی طرف ایک سرخ بیل اتارا گیا وہ ان کے سامنے ظاہر ہوا اس وقت وہ اپنی پیشانی سے پسینا پونچھ رہے تھے باری تعالیٰ کے قول 'فلا یخرجنکما من الجنة فتشقی' (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۷) میں اسی مشقت کی طرف اشارہ ہے جو کہ آدم علیہ السلام دنیا میں اٹھاتے تھے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ ابن عباس و سعید کی مرویات سے ثابت شدہ یہ قول کہ جس میں مشقت کا ذکر ہے یہ اقرب الی الصحۃ اور اشبہ بالقرآن ہے اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو ان کے دشمن ابلیس کی اطاعت کرنے سے منع فرمایا کہ یہ تمہیں مشقت میں ڈال دے گا۔

جیسا کہ قرآن کریم میں ہے (ترجمہ) ''اے آدم یہ تمہارا اور تمہاری زوجہ کا دشمن ہے پس کہیں یہ تم دونوں کو جنت سے نہ نکلوا دے کہ پھر تم مشقت میں پڑ جاؤ گے۔ بلاشبہ تمہارے لیے (یہاں) یہ ہے کہ نہ تمھیں بھوک لگتی ہے اور نہ بے لباس ہو نہ تمھیں پیاس لگتی ہے اور نہ تم دھوپ میں تپتے ہو'' (سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۱۷ تا ۱۱۹)

اس سے معلوم ہوا کہ اگر ابلیس کی اطاعت کی تو مشقت اٹھانی پڑے گی اور مشقت کا مطلب ان تکالیف کا پہنچنا ہے جو بھوک و برہنہ پن کو زائل کرنے کے لیے انسان کو اٹھانا پڑتی ہے مثلاً زمین میں ہل چلانا، بیج ڈالنا، پانی سے سیراب کرنا اور اس کی مسلسل نگرانی کرنا جیسا کہ اولاد آدم انھی اسباب شاقہ کو اختیار کرتی ہے۔

اگر جبرئیل علیہ السلام ایسا غلہ لائے ہوں کہ جس کو صرف بیج کے طور پر زمین میں ڈالا گیا ہو اور آنا فانا کھیتی پک کر تیار ہو گئی ہو جیسا کہ گزشتہ روایات میں گزرا اور کچھ مشقت نہ اٹھائی گئی ہو تو اللہ تعالیٰ کا مشقت دینے والا وعدہ پورا نہ ہوتا حالانکہ وہ ضرور پورا ہو گا جیسا کہ ابن عباسؓ کی روایت سے ثابت ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ چند چیزیں سندان، مقیعہ، چمٹا، ہتھوڑا آدم علیہ السلام کے ساتھ ہی نازل ہوئی تھیں اور آدم علیہ السلام کو اولاً ایک پہاڑ کی چوٹی پر اتارا گیا اس کے بعد پہاڑ کی چوٹی سے اس دامن کی طرف اتارا اور زمین کے اوپر موجود تمام مخلوق جنات، بہائم، جانور، درندے، پرندے، وغیرہ کا مالک بنایا۔ آدم علیہ السلام جب پہاڑ کی چوٹی پر سے اترے اور نیچے سطح زمین پر پہنچے تو اہل آسمان کا کلام مفقود اور فرشتوں کی آوازیں غائب ہو گئیں۔

پھر زمین کی وسعت و کشادگی کی طرف نگاہ ڈالی اور اپنے سوا اس میں کسی کو نہ پایا تو بڑی وحشت و تنہائی محسوس کی اور کہنے لگے اے میرے رب کیا میرے علاوہ کوئی اور آپ کی زمین کو عبادت سے آباد کرنے والا نہیں ہے؟

علامہ طبری کہتے ہیں اس کا جواب اگلی روایت میں مذکور ہے۔

حضرت وہب سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو جب زمین کی طرف اتارا گیا اور انھوں نے اس کی وسعت و کشادگی کو دیکھا اور اپنے سوا وہاں کسی کو نہ پایا تو کہنے لگے اے میرے رب کیا میرے علاوہ کوئی اور اس زمین کو آباد کرنے والا نہیں ہے جو آپ کی تسبیح و حمد اور تقدیس بیان کرے اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں عنقریب اس میں تیری اولاد کو پیدا کروں گا جو میری تسبیح و حمد اور تقدیس بیان کیا کرے گی اور اس میں ایسے گھر بناؤں گا جن کو میری یاد کے لیے بلند کیا جائے گا ان گھروں سے میری صفات کی تسبیح پڑھی جائے گی اور میرے نام کا ذکر کیا جائے گا اور ان گھروں میں سے ایک گھر کو میں بزرگی کے ساتھ خاص کروں گا اور اپنے نام کے ساتھ اس کو فضیلت دوں گا اور اس کا نام بیت اللہ رکھوں گا اس پر اپنی

صفت جمال کا عکس ڈالوں گا پھر میں اس گھر کے ساتھ ہی ہوں گا اور اس گھر کو قابل حرمت اور امن والا بناؤں گا اس کی حرمت کی وجہ سے اس کے ارد گرد اور اس کے نیچے اوپر جگہ بھی قابل احترام ہوگی۔ پس جس شخص نے اس کی حرمت کا خیال رکھا وہ میرے نزدیک قابل احترام ہوگا اور جس نے یہاں رہنے والوں کو ڈرایا تو اس نے گویا میری ذمہ داری و امان میں خیانت کی اور میری حرمت والی جگہ کو مباح سمجھا۔

میں اسکو سب سے پہلا گھر بناؤں گا جو لوگوں (کی عبادت) کے لیے بنایا گیا ہوگا اور یہ شہر مکہ کے وسط میں ہوگا جو کہ بابرکت شہر ہے اور اس کی طرف کمزور اونٹوں پر سوار ہو کر دور دراز مقامات سے پراگندہ بال و غبار آلود لوگ آئیں گے جو لرزتے ہوئے تلبیہ پڑھ رہے ہونگے، روتے ہوئے آنسو بہا رہے ہونگے۔ بلند آواز سے تکبیر کہہ رہے ہونگے پس جو شخص صرف اسی کا قصد کرے اور اس کے علاوہ کچھ ارادہ نہ رکھتا ہو تو وہ میرا ملاقاتی ہے گویا کہ میری زیارت کرنے کے لیے آیا ہے اور میرا مہمان بنا ہے سو کریم ذات پر حق ہے کہ اپنے ملاقاتی و مہمان کا اکرام کرے اور ان کی ہر حاجت و ضرورت کو پورا کرے۔

اے آدم جب تک تم زندہ رہو گے اس وقت تک تم اس کو آباد کرو گے اس لیے تمہاری اولاد میں سے انبیاء امتیں اور قومیں ہر زمانے میں اس کو آباد رکھیں گی۔

پس آدم علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ بیت حرام کی طرف جو زمین پر ان کے لیے اتارا گیا آئیں اور اس کا طواف کریں۔ جیسا کہ انھوں نے فرشتوں کو عرش کے ارد گرد طواف کرتے دیکھا ہے اور بیت اللہ اس وقت ایک یاقوت یا ایک موتی کی شکل میں تھا جیسا کہ معمر ابان سے روایت کرتے ہیں کہ بیت اللہ ایک یاقوت یا موتی کی شکل میں اتارا گیا پھر جب اللہ تعالی نے قوم نوح کو غرق کیا تو اس کو آسمان پر اٹھا لیا گیا اور صرف بنیادیں باقی رہ گئیں انھی بنیادوں پر اللہ تعالی نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم دیا۔ سو انھوں نے حکم کے مطابق اس کی تعمیر کی۔

آدم علیہ السلام جب زمین پر آئے تو بہت روئے اور اپنی خطا پر گریہ وزاری میں حد کر دی اور اپنی غلطی پر بے انتہا نادم ہوئے اور اللہ تعالی سے اپنی توبہ کی قبولیت کی درخواست کی اور اپنی خطا پر مغفرت چاہی جیسا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے "فتلقی آدم من ربه کلمات فتاب علیه" (سورۃ بقرہ آیت نمبر ۳۷) کی تفسیر میں مروی ہے کہ آدم علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے میرے رب کیا آپ نے مجھے اپنے دست مبارک سے نہیں بنایا؟ فرمایا کیوں نہیں ۔عرض کیا اے میرے رب کیا آپ نے مرے اندر اپنی طرف سے روح نہیں پھونکی؟ فرمایا کیوں نہیں عرض کیا کیا آپ نے مجھے جنت میں ٹھکانہ عطا نہیں کیا؟ فرمایا کیوں نہیں عرض کیا اے میرے رب کیا آپ کی رحمت آپ کے غضب پر سبقت نہیں رکھتی؟ فرمایا کیوں نہیں عرض کیا اے میرے رب اگر میں توبہ کرلوں اور اپنی اصلاح کرلوں تو کیا آپ مجھے جنت کی طرف لوٹا دینگے فرمایا کیوں نہیں۔

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ 'فتلقی آدم من ربه کلمات' میں کلمات سے یہ ہی کلمات مراد ہیں۔

قتادہ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ آدم علیہ السلام نے کہا اے میرے رب آپ کیا فرماتے ہیں اگر میں توبہ کرلوں اور اپنے حال کی اصلاح کرلوں فرمایا اس وقت میں تجھے جنت میں لوٹا دوں گا۔

حسن سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام وحوا نے توبہ کے لیے یہ کلمات کہے:

"ربنا ظلمنا انفسنا و ان لم تغفرلنا و ترحمنا لنکونن من الخاسرین" (اعراف آیت نمبر ۲۳)

مجاہد سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ کلمات سے مراد یہی کلمات ہیں جو درج بالا ہیں۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام جب جنت سے اترے تو ان کے ساتھ حجر اسود بھی نازل ہوا اور وہ اس وقت برف سے زیادہ سفید تھا اور آدم و حوا فوت شدہ چیز یعنی جنت کی نعمتوں پر سو سال تک روتے رہے اور چالیس دن کچھ کھایا اور نہ پیا۔ چالیس دن گزرنے پر کھانا پینا شروع ہوئے وہ دونوں اس وقت بوذ نامی پہاڑ پر تھے اور سو سال تک آدم علیہ السلام نے حوا سے قربت نہیں کی۔

ابو یحیی کہتے ہیں کہ ہم مسجد حرام میں بیٹھے ہوئے تھے حضرت مجاہد نے مجھے (حجر اسود کیطرف اشارہ کرتے ہوئے کہا) تم اس کو دیکھ رہے ہو میں نے کہا کیا حجر (پتھر)؟ انھوں نے کہا کیا تم اسی طرح کہتے ہو؟ میں نے کہا کہ یہ حجر (پتھر) نہیں ہے؟ انھوں نے کہا کہ اللہ کی قسم حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے ہم سے بیان کیا کہ بلاشبہ وہ سفید یاقوت ہے جو آدم علیہ السلام کے ساتھ جنت سے آیا تھا وہ اس کے ساتھ اپنے آنسو پونچھتے تھے۔ جب سے وہ جنت سے نکلے تھے آنسو تھمتے ہی نہ تھے یہاں تک کہ وہ اس کی دوبارہ لوٹ گئے اور یہ دو ہزار سال کا دورانیہ ہے اور ابلیس پھر ان پر کسی بھی چیز کے بارے میں قادر نہ ہو سکا۔ میں نے کہا اے ابوالحجاج پھر یہ سیاہ کیوں ہے فرمایا زمانہ جاہلیت میں حائضہ عورتیں اس کو چھوتی تھیں۔

پس آدم علیہ السلام ہند سے نکلے اور وہ اس گھر کا قصد وارادہ کئے ہوئے تھے جس کی طرف جانے کا اللہ تعالی نے حکم دیا (یعنی بیت اللہ) یہاں تک کہ وہ آئے اس کا طواف کیا تمام مناسک حج ادا کئے۔ میدان عرفات میں آدم و حوا کی باہم ملاقات ہوئی اور دونوں نے ایک دوسرے کو پہچان لیا پھر مزدلفہ میں آدم علیہ السلام حوا کے قریب ہوئے پھر حوا کو ساتھ لے کر ہند کی طرف واپس ہوئے دونوں نے ایک غار بنایا تا کہ اس میں رہائش اختیار کریں اللہ تعالی نے ان کی طرف ایک فرشتہ بھیجا۔ اس نے ان کو وہ چیز سکھائی جو ان کی ستر پوشی اور لباس کی ضرورت پوری کرے بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ لباس بھیڑ کی اون اور چوپائے اور درندوں کی کھال کے تھے اور بعض کہتے ہیں کہ یہ لباس تو ان کی اولاد کا تھا۔ اور ان کا خود کا لباس تو جنت کے وہی پتے تھے جو انھوں نے اپنے تن پہ لپیٹے ہوئے تھے۔

پھر اللہ تعالی نے وادی نعمان یعنی عرفات میں آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی ذریت نکالی پھر ان کو اپنے سامنے چونٹیوں کی مانند پھیلا دیا اور ان سے عہد و پیمان لیا اور ان سے ان کی ذات پر شہادت لی۔ فرمایا "الست بربکم" (کہا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟) انھوں نے کہا بلی (کیوں نہیں) جیسا کہ قرآن کریم میں ہے۔

"واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظھورھم ذریتھم واشھدھم علی انفسھم الست بربکم قالوا بلی" (سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۷۲ تا ۱۷۳)

(ترجمہ) اور جس وقت کے نکالا آپ کے رب نے بنی آدم کی پشتوں سے انکی ذریت کو اور انھیں گواہ بنایا خود ان کی ذات پر اور فرمایا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں۔ سب نے کہا کیوں نہیں"۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کی پشت سے پیدا ہونے والی ذریت سے وادی نعمان یعنی عرفات میں عہد لیا۔

پس آدم علیہ السلام کی پشت سے ان تمام کو نکالا اور جن کو ان کی اولاد میں پیدا کرنا مقصود تھا اور ان کو اپنے سامنے چونٹیوں کی مانند پھیلا دیا۔ پھر ان کو اپنے سامنے کر کے کلام کیا۔ فرمایا۔ **الست بربکم قالوا بلی الخ۔**

ابن عباسؓ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ ہمارے رب نے آدم علیہ السلام کی پشت پر ہاتھ پھیرا۔ پس ہر ذی روح چیز جو کہ ان کی پشت سے قیامت تک پیدا کرنا مقصود تھی اس وادی نعمان میں نکل پڑی پھر ان سے عہد لیا اور انھیں انکے اپنے نفسوں پر گواہ بنایا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور طریق میں مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو آسمان سے اتارا گیا، اللہ تعالیٰ نے ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ہر ذی روح چیز جو ان کی پشت سے قیامت تک پیدا کرنا مقصود تھی اس کو نکالا پھر فرمایا "الست بربکم" انھوں نے کہا "بلیٰ" پھر ابن عباسؓ نے یہ آیت تلاوت فرمائی "واذ اخذ ربک الخ" پس قلم قیامت تک ہونے والے تمام واقعات کے بارے میں اسی دن سے خشک ہو گئے۔

ان سے ایک اور طریق میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو ان کی پشت سے ان کی ذریت کو مثل چونٹیوں کے نکالا اور دو مٹھیاں بھریں۔ دائیں مٹھی والوں کو کہا تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔ اور بائیں مٹھی والوں کو کہا تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ اور مجھے کچھ پرواہ نہیں۔

عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں سوال کیا گیا یعنی "واذ اخذ ربک الخ" تو انھوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا پھر ان کی پشت پر اپنا دایاں ہاتھ پھرا اور اس سے ان کی ذریت کو نکالا اور فرمایا کہ میں نے جنت کو ان کے لیے اور ان کو جنت کے اعمال کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔ پھر ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور اس سے ان کی ذریت کو نکالا اور فرمایا کہ میں نے دوزخ کو ان کے لیے اور ان کو دوزخ کے اعمال کرنے کے لیے پیدا کیا ہے۔

ایک آدمی نے سوال کیا یا رسول اللہ ﷺ پھر عمل کی کیا ضرورت ہے فرمایا جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو جنت کے لیے پیدا کرتا ہے۔ تو اس سے اہل جنت کے اعمال کرواتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ اعمال جنت میں سے کسی عمل پر مرتا ہے جس کی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل کر دیتا ہے اور جب کسی کو دوزخ کے لیے پیدا کرتا ہے تو اس سے اہل دوزخ کے اعمال کرواتا ہے یہاں تک کہ وہ اعمال دوزخ میں سے کسی عمل پر مرتا ہے جس کی وجہ سے پھر اللہ تعالیٰ اس کو دوزخ میں داخل کر دیتا ہے۔

بعض کا قول ہے کہ آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو "دحنا" مقام پر نکالا گیا تھا جیسا کہ ابن عباسؓ سے اسی آیت "واذ اخذ ربک الخ" کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا اور ان کی پشت پر "دحنا" مقام پر ہاتھ پھیرا۔ اور ان کی پشت سے ہر ذی روح کو جو قیامت تک پیدا کرنا مقصود تھی نکالا تو پھر فرمایا الست بربکم انھوں نے کہا بلیٰ۔ پس اس دن لوگ دیکھ رہے تھے کہ قلم قیامت تک ہونے والے واقعات سے خشک ہو چکا ہے۔

اور بعض کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی پشت سے ان کی اولاد کو ان کے جنت سے نکالے جانے کے بعد اور زمین پر اتارے جانے سے پہلے آسمان پر ہی نکالا تھا۔ جیسا کہ حضرت سدی سے اس آیت "واذ اخذ ربک الخ" کی تفسیر میں مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو جنت سے نکالا اور ابھی تک آسمان سے نہ اتارا تھا کہ ان کی پشت کے دائیں جانب اپنا ہاتھ پھیرا اور ان کی ذریت کو سفید چونٹیوں کی طرح مثل موتیوں کے اتارا اور ان سے فرمایا کہ میری رحمت سے جنت میں داخل ہو جاؤ پھر ان کی پشت کے بائیں جانب ہاتھ پھیرا اور ان کی

ذریت کو سیاہ چونٹیوں کی شکل میں اتارا اور فرمایا کہ تم دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ اور مجھے کچھ پروا نہیں۔

سدی نے فرمایا کہ اصحاب الیمین واصحاب الشمال کے جہاں الفاظ ہیں اس کا یہی مطلب ہے۔

پھر ان سے عہد لیا اور فرمایا ''الست بربکم'' انھوں نے کہا ''بلی'' پس اللہ تعالی نے ان کو ایک جماعت اطاعت گزاری کی عطا فرمائی اور وہ جماعت تقوی پر قائم ہے۔

ہابیل وقابیل کا تذکرہ

روئے زمین پر سب سے پہلا قتل قابیل بن آدم کے ہاتھوں سے ہوا کہ اس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تھا۔ قابیل کے نام میں اہل علم کا اختلاف ہے۔ بعض ''قین''، بعض ''قابین''، بعض ''قاین'' اور بعض ''قابیل'' کہتے ہیں۔

جس سبب سے ہابیل قتل ہوا اس میں اہل علم کا اختلاف ہے۔

ایک جماعت کا کہنا ہے کہ دونوں بھائیوں میں وجہِ نزاع آدم کی ایک بیٹی سے نکاح تھا اور دوسرے بعض فرماتے ہیں کہ قربانی کی عدم قبولیت اس کا سبب تھی جیسا کہ آئندہ آنے والی روایات سے یہ اختلاف واضح ہوتا ہے۔

آدمؑ کی اولاد میں نکاح کا بندھن

ابن عباسؓ، ابن مسعود اور چند دیگر صحابہ کرامؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کا جو بھی لڑکا پیدا ہوتا تو اس کے ساتھ ایک لڑکی بھی پیدا ہوتی پس وہ پہلے حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح دوسرے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی سے اور دوسرے حمل سے پیدا ہونے والے لڑکے کا نکاح پہلے حمل سے پیدا ہونے والی لڑکی سے کر دیتے تھے۔

یہاں تک کہ ان کہ دو بیٹے پیدا ہوئے ایک کا نام قابیل اوع دوسرے کا نام ہابیل تھا۔ قابیل کاشتکار اور ہابیل چرواہا تھا۔ قابیل بڑا تھا اور اس کی ایک بہن تھی، یعنی اسکے ساتھ پیدا ہونے والی۔ قابیل کی بہن زیادہ حسین وجمیل تھی۔ ہابیل نے قانون کے مطابق چاہا کہ قابیل کی بہن سے نکاح کرے لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا یہ میری بہن ہے میرے ساتھ پیدا ہوئی ہے تیری بہن سے زیادہ صاحب جمال ہے لہذا میں اس سے نکاح کا زیادہ مستحق ہوں۔ ان کے باپ آدم علیہ السلام نے بھی اسے حکم دیا کہ اپنی بہن کا نکاح ہابیل سے کر دو لیکن وہ نہ مانا جب نزاع کی صورت پیدا ہو گئی تو دونوں نے اللہ تعالی کے حضور قربانی پیش کی کہ کون اس صاحب جمال کا زیادہ مستحق ہے آدم علیہ السلام قربانی کے دن وہاں موجود نہ تھے بلکہ زیارت کے لیے مکہ آئے ہوئے تھے۔ اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام سے فرمایا:

اے آدم کیا تم جانتے ہو کہ میرا ایک گھر زمین میں ہے انھوں نے عرض کیا اے اللہ ''نہیں'' فرمایا کہ میرا گھر ارضِ مکہ میں ہے تم وہاں جاؤ اس کے بعد آدم علیہ السلام نے آسمان سے کہا کہ تم میری اولاد اور اہل خانہ کی امانت داری کے ساتھ حفاظت کرو۔ اس نے یہ ذمہ داری لینے سے انکار کر دیا پھر زمین کو کہا اس نے بھی انکار کر دیا پھر پہاڑوں کو کہا انھوں نے بھی انکار کر دیا پھر قابیل کو کہا اس نے یہ ذمہ داری قبول کر لی اور کہا کہ آپ تشریف لے جائیں واپس لوٹیں گے تو آپ اپنے اہل خانہ کو اس حالت میں پائیں گے جو آپ کو خوش کر دے پس آدم علیہ السلام چلے گئے ان کے جانے کے بعد قربانی کا عمل ہوا۔

قابیل فخریہ انداز میں کہنے لگا کہ میں اس لڑکی کا زیادہ حقدار ہوں اس لیے کہ یہ میری بہن ہے اور تجھ سے بڑا

بھی ہوں اور اپنے والد کا جانشین ہوں جب دونوں نے قربانی کی تو ہابیل نے ایک صحت مند جانور اور قابیل نے ایک غلہ کا ایک ڈھیر قربانی کے طور پر پیش کیا۔ اس کے بعد زمین میں اناج کا ایک بڑا ڈھیر پایا اس کو صاف کر کے اس میں سے کھایا۔

جب آگ آئی تو اس نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا اس پر اسے بہت غصہ آیا اور کہا کہ میں تجھے ضرور قتل کروں گا تا کہ تو میری بہن سے نکاح نہ کر سکے ہابیل نے جواب میں کہا: اللہ تعالیٰ پرہیزگاروں کی قربانی قبول فرماتا ہے میری طرف ہاتھ اٹھائے گا تو میں تیری طرف قتل کے لیے ہرگز ہاتھ نہ اٹھاؤں گا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں جو کہ رب العالمین ہے میں چاہتا ہوں کہ تو میرے اور اپنے گناہ کا بوجھ اٹھائے اور اہل دوزخ میں سے ہو جائے۔ اور ظالموں کی یہی سزا ہے۔ (سورۃ المائدہ آیت نمبر ۲۷)

پس قابیل کے نفس نے اسکو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کر لیا۔ اور وہ اس کو قتل کرنے کے لیے تلاش کرتا رہا ہابیل پہاڑ کی چوٹی پر بکریاں چراتا تھا پس ایک دن وہ تلاش کرتے کرتے اس کے پاس پہنچا بکریاں گھاس چر رہی تھیں اور ہابیل سویا ہوا تھا قابیل نے ایک بڑا پتھر اٹھایا اور اس کا سر کچل دیا ہابیل مر گیا اور قابیل نے اس کو ویسے ہی بے گور و کفن چھوڑ دیا اسے سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب اس کا کیا کرے؟ پس اللہ تعالیٰ نے دو کوے جو آپس میں بھائی تھے ان کو بھیجا انھوں نے آپس میں لڑائی کی اور ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا قاتل کوے نے مقتول کوے کے لیے زمین میں گڑھا کھودا اور اس میں ڈال کر مٹی سے دبا دیا جب قابیل نے یہ منظر دیکھا تو کہا ہائے میں اس کوے سے بھی گیا گزرا ہوں کہ اس کی طرح اپنے بھائی کی لاش کو چھپا دیتا۔

قرآن کریم کی اس آیت میں اس واقعہ کا بیان ہے:

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ نے ایک کوے کو بھیجا جو زمین کو کھود رہا تھا تا کہ اس کو بتائے کہ کیسے وہ اپنے بھائی کی لاش کو چھپائے (المائدہ آیت منبر ۲۷)

جب آدم علیہ السلام لوٹے تو اپنے بیٹے کو اس حال میں پایا کہ اس کو اسکے بھائی نے قتل کر دیا تھا قرآن کریم کی آیت میں اس قصہ کیطرف اشارہ ہے۔

(ترجمہ) ہم نے امانت کو آسمان و زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا لیکن انھوں نے اس کو اٹھانے سے انکار کر دیا اور ڈر گئے لیکن انسان نے اس کو اٹھالیا بلاشبہ وہ ظالم اور نادان ہے۔ (سورۃ احزاب آیت نمبر ۷۲)

یعنی قابیل نے آدم علیہ السلام کی امانت کو اٹھالیا لیکن پھر وہ ان کے اہل خانہ کی حفاظت نہ کر سکا بلکہ قتل کا مرتکب ہوا۔ اور بعض کہتے ہیں کہ حوا کے بطن سے آدم علیہ السلام کے ہر مرتبہ ایک لڑکا اور ایک لڑکی جڑواں پیدا ہوتی تھی جب لڑکا بلوغ کی عمر کو پہنچ جاتا تو اس کا نکاح اس لڑکی سے کر دیا جاتا جو اسکے ساتھ پیدا نہیں ہوئی تھی اس سے پہلے پیدا ہوئی یا اس کے بعد۔

جیسا کہ ابن عباسؓ کی روایت میں مروی ہے اور وہ یہ ہے عبداللہ بن عثمان کہتے ہیں کہ میں سعید بن جبیر کے ساتھ رمی کرنے کے لیے آ رہا تھا۔ اور وہ میرے ہاتھ کا سہارا لیے ہوئے تھے جب ہم "سمرہ الصوف" نامی جگہ پر پہنچے تو وہ کھڑے ہو گئے اور ابن عباسؓ کے حوالے سے روایت بیان کرنے لگے۔

ابن عباسؓ نے فرمایا عورت کو اپنے جڑواں بھائی کے ساتھ نکاح سے منع کیا گیا تھا اور اس کے ساتھ جڑواں

بھائی کے علاوہ دوسرا بھائی بھی نکاح کرتا تھا۔ اور ہر حمل سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی جڑواں پیدا ہوتے تھے پس آدم علیہ السلام کے ہاں ایک خوبصورت اور ایک بدصورت لڑکی الگ الگ وقت میں پیدا ہوئیں بدصورت کا جڑواں بھائی خوبصورت کے جڑواں بھائی سے کہنے لگا کہ وہ اپنی جڑواں بہن کا نکاح میرے ساتھ کردے اور میں اپنی بہن کا نکاح تیرے ساتھ کردوں گا اس نے کہا نہیں بلکہ میں اپنی جڑواں بہن کا زیادہ مستحق ہوں۔

سو دونوں نے قربانی کی۔ دنبہ قربان کرنے والے کی قربانی قبول ہوگئی اور اناج کا ڈھیر پیش کرنے والے کی قربانی رد ہوگئی پس دوسرے نے پہلے کو قتل کردیا اور قربانی کا دنبہ مسلسل اللہ تعالیٰ کے پاس محفوظ رہا یہاں تک کہ اسحاق علیہ السلام کے فدیہ کے طور پر اسے جنت میں بھیج دیا گیا۔ اور ''کوہ ثبیر'' میں واقع اس پہاڑی پر ''مسمرۃ الصوف'' نامی جگہ کے پاس اس کو ذبح کیا گیا۔ یہ جگہ بوقت رمی تمہارے دائیں جانب پڑتی ہے۔

ابن اسحاق بعض اہل کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے جنت میں خطا واقع ہونے سے قبل حضرت حواء کے ساتھ قربت فرمائی پس وہ قین بن آدم اور اسکی جڑواں بہن کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور انھوں نے ان دونوں کی پیدائش کے وقت کسی بھی قسم کی تکلیف، درد اور کمزوری محسوس نہ کی اور نہ کچھ کھانے کی خواہش ظاہر کی نہ بوقت ولادت کسی قسم کا خون دیکھا اس لیے کہ جنت انتہائی پاکیزہ جگہ ہے پھر جب ممنوعہ درخت کا پھل کھایا اور خطا کا ارتکاب ہوگیا اور وہ زمین کی طرف اتار دیئے گئے تو یہاں آکر آدم علیہ السلام نے ان کے ساتھ قربت کی۔ جس کی وجہ سے حوا ہابیل اور اس کی جڑواں بہن کے ساتھ حاملہ ہوگئیں اور ان دونوں کی ولادت کے وقت انھوں نے تکلیف، درد اور کمزوری محسوس کی اور خون بھی دیکھا اور نقاہت کی وجہ سے کھانے کی خواہش بھی ہوئی۔

اور حضرت حواء جب بھی حاملہ ہوتیں تو دو جڑواں بھائی بہن کے ساتھ حاملہ ہوتیں آدم علیہ السلام کے چالیس بچے ان کی پشت سے بیس مرتبہ کے حمل سے پیدا ہوئے اور ان میں سے کوئی لڑکا اپنی بہن کے علاوہ جس بہن سے چاہتا نکاح کرتا تھا۔ اس وقت جڑواں بہن کے علاوہ سب بہنیں حلال تھیں اس لیے کہ عورتیں اس وقت اپنی ان بہنوں اور ماں کے علاوہ اور کوئی نہ تھیں لہٰذا افزائش نسل کے لیے اس کی اجازت دی گئی۔

ابن اسحاق ایک روایت میں اہل کتاب کے علماء سے نقل کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے قین کو حکم دیا کہ وہ اپنی جڑواں بہن کا نکاح ہابیل سے کردے اور ہابیل کو حکم دیا کہ وہ اپنی جڑواں بہن کا نکاح قین سے کردے۔ ہابیل نے سر تسلیم خم کیا اور اس پر راضی ہوگیا لیکن قین نے اس سے انکار کیا۔ اس نے ہابیل کی بہن سے نکاح کو ناپسند کیا۔ اور اپنی بہن کی طرف نکاح کی رغبت کی اور کہا کہ ہم جنت میں پیدا ہوئے اور ان کی زمین کی پیدائش ہے میں اپنی بہن کا زیادہ حقدار ہوں۔ اس لیے کہ قین کی جڑواں بہن زیادہ حسن و جمال تھی، سو قین نے اپنے بھائی سے اس کے بارے میں بخل کیا اور اپنے نفس کے واسطے رکھنے کے لیے خواہاں ہوا۔

ان کے باپ آدم علیہ السلام نے کہا کہ اے بیٹے یہ تیرے لیے حلال نہیں لیکن اس نے اپنے باپ کی بات ماننے سے بھی انکار کردیا پھر آدم نے کہا تم بھی قربانی کرو اور تمہارا بھائی ہابیل بھی قربانی کریگا جس کی قربانی اللہ تعالیٰ نے قبول کی وہ اس کا مستحق ہوگا۔

قین زراعت پیشہ تھا اور ہابیل بکریاں چراتا تھا سو قین نے قربانی کے لیے گندم پیش کی اور ہابیل نے اپنی تندرست اور قوی بکریوں میں سے ایک بکری قربان کی اور بعض کے قول کے مطابق ایک گائے قربان کی۔ اللہ تعالیٰ نے

سفید آگ بھیجی جس نے ہابیل کی قربانی کو کھالیا اور قابیل کی قربانی کو چھوڑ دیا اسی لیے قربانی اب جانور ہی کی جاتی ہے۔

جب اللہ تعالی نے ہابیل کی قربانی قبول فرمالی اور وہ اس فیصلہ میں قین کی بہن کا حقدار ہوگیا۔ تو قین انتہائی غضبناک ہوا۔ اس پر تکبر و بڑائی چھاگئی اور شیطان نے اس پر مکمل غلبہ پالیا۔ سو اس نے اپنے بھائی ہابیل کا پیچھا کیا وہ اس وقت اپنے ریوڑ میں تھا اور وہاں پہنچ کر اس نے اسے قتل کرڈالا یہ ہی وہ قصہ ہے۔ جس کی خبر اللہ تعالی نے اپنے کلام مجید کے ذریعے اپنے نبی محمد ﷺ کو دی ہے۔

دیکھیے واتل علیھم سے آخر قصہ تک (المائدہ رکوع نمبر ۹)

قتل کے بعد وہ اس کو ہاتھوں میں اٹھائے پھرا اور جان نہ سکا کہ وہ اس کو کیسے چھپائے اس لیے یہ بنی آدم کا سب سے پہلا مقتول تھا۔

سو اللہ تعالی نے ایک کوا بھیجا جو زمین کھودنے لگا تاکہ قین کو دکھلائے کہ وہ اپنے بھائی کی لاش کو کیسے چھپائے اسے دیکھ کر وہ کہنے لگا اوہ! میں تو اس کوے سے بھی گیا گزرا ہو گیا کہ اس کی طرح اپنے بھائی کی لاش کو چھپادیتا۔

اہل تورات کہتے ہیں کہ جس وقت قین نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا تو اللہ تعالی نے اس سے پوچھا کہ تمہارا بھائی ہابیل کہاں ہے؟ اس نے کہا میں نہیں جانتا اس لیے کہ میں اس پر محافظ نہیں تھا اللہ تعالی نے فرمایا تمہارے بھائی کے خون نے مجھے زمین سے ندا دی اور اب تو ملعون ہے۔ اس زمین میں جس کا منہ تیرے لیے میں نے کھول رکھا تھا۔ تیرے ہاتھ اپنے بھائی کے خون سے آلودہ ہیں جب تو نے یہ کام زمین میں کرلیا تو اب زمین تیرے لیے اپنی کھیتی نہیں اگائے گی۔ اور اب تو زمین میں دہشت زدہ اور گھبرایا ہوا پھرے گا۔ قین نے کہا میری خطا آپ کی مغفرت سے بڑھ گئی؟ ۔ آج آپ نے مجھے زمین سے نکال دیا۔

(یعنی اس کے منافع سے محروم کردیا) اور میں اس میں دہشت زدہ اور گھبرایا ہوا بنکر رہونگا پس جو شخص مجھ سے ملے گا مجھے قتل کرڈالے گا۔

اللہ تعالی نے فرمایا اس طرح نہیں ہوگا کہ جو شخص زمین میں قتل کرے تو اس کے ایک قتل کے بدلے سات گناہ کا قتل اس کے سر پڑ ڈالا جائے لیکن جو تیرے طریقہ پر قتل کرے گا اس کا قتل سات سے برابر شمار ہوگا اللہ تعالی نے قین میں ایک نشانی مقرر کردی تاکہ جو اس کو پائے اس کو قتل نہ کرسکے۔

اور بعض حضرات کہتے ہیں کہ قتل کا سبب یہ تھا کہ ان کو قربانی کے ساتھ اپنا تقرب حاصل کرنے کا حکم دیا تھا اور جب انھوں نے قربانی کی تو ایک کی قربانی قبول کرلی اور دوسرے کی مردود پس جس کی قربانی عنداللہ مردود ہوئی اس نے اپنے بھائی کے خلاف بغاوت کردی۔ یہاں تک کہ اسے قتل کردیا۔

عبداللہ بن عمرؓ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کے دو بیٹے جنہوں نے قربانی کے ساتھ اللہ تعالی کا تقرب حاصل کرنے کی کوشش کی تھی ان میں سے ایک کی قربانی اللہ تعالی نے قبول فرمالی اور دوسرے کی رد کردی۔ ان میں سے ایک بڑا کاشتکار تھا اور دوسرا چرواہا۔ دونوں کو قربانی کا حکم دیا گیا تھا۔ وہ بیٹا بکریاں چراتا تھا اس نے ایک عمدہ، تندرست، خوبصورت اور اپنی پسندیدہ بکری کی قربانی کی اور وہ بیٹا جو کاشتکار تھا اس نے بیکار، بدہضم اور اپنے نزدیک ناپسندیدہ اناج کے ساتھ تقرب حاصل کیا تھا۔ پس اللہ تعالی نے بکری والے کی قربانی قبول فرمالی اور اناج والے کی رد کردی۔ ان دونوں کا قصہ قرآن کریم میں موجود ہے اور اللہ کی قسم مقتول بھائی دو آدمیوں سے بھی زیادہ قوی تھا

لیکن اس نے گناہ سے بچنے کے لیے اپنے بھائی کی طرف ہاتھ نہیں بڑھایا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ ان دونوں بھائیوں کی ثروت کا یہ حال تھا کہ ان میں سے کوئی بھی ایسا مسکین نہ تھا کہ جس پر صدقہ کیا جائے اور قربانی تقرب الٰہی کا ذریعہ تھی۔ پس اسی دوران کہ یہ دونوں بیٹھے ہوئے تھے کہ انھوں نے آپس میں کہا کاش ہم قربانی کے ذریعے تقرب الٰہی حاصل کر لیتے اور اس وقت یہ دستور تھا کہ آدمی جب تقرب کے طور پر قربانی کرتا اور اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جاتا تو اس پر آگ بھیج دیتا جو اس قربانی کو کھا جاتی اور اگر اللہ تعالیٰ راضی نہ ہوتا تو وہ آگ بجھ جاتی۔ پس دونوں نے قربانی کی ان میں سے ایک چرواہا تھا اور دوسرا کاشتکار چرواہے نے اپنی بکریوں میں سے عمدہ وتندرست بکری قربانی کے طور پر پیش کی اور کاشتکار نے کچھ اناج کے ذریعہ تقرب حاصل کیا سو آگ آئی اور ان دونوں چیزوں کے درمیان اتری لیکن بکری کو کھا گئی اور اناج کو چھوڑ دیا یہ دیکھ کر ان میں سے ایک دوسرے کو کہنے لگا کیا تم اسی طرح لوگوں کے درمیان چلو پھرو گے حالانکہ لوگ نہیں جانتے کہ تیری قربانی قبول اور میری رد ہوئی ہے۔ اللہ کی قسم ایسا نہیں ہو سکتا اور لوگ ہمیں نہیں دیکھ سکیں گے۔ اس طور پر کہ تو مجھ سے بہتر ہو گا بلکہ میں تجھ کو قتل کروں گا۔ دوسرے بھائی نے یہ سن کر کہا اس میں میرا کچھ قصور نہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی قربانی قبول فرماتا ہے جو پرہیزگار ہوتے ہیں۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ یہ دو آدمیوں کی قربانی کا قصہ جو درج بالا روایات میں بیان ہوا ہے آدم علیہ السلام کے عہد میں نہیں ہوا بلکہ یہ دونوں آدمی بنی اسرائیل میں سے تھے اور یہ آدم علیہ السلام کے بہت بعد کا قصہ ہے اور انھوں نے بھی یہی کہا کہ سب سے پہلا آدمی جس کا زمین میں انتقال ہوا وہ آدم علیہ السلام تھے۔ جیسا کہ حسن کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے۔

حضرت حسن نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی اس آیت 'واتل علیھم نبأبنی آدم بالحق '(سورۃ المائدہ رکوع نمبر ۹)

میں جن دو آدمیوں کا ذکر فرمایا ہے یہ دونوں بنی اسرائیل میں سے تھے آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے نہ تھے اور اس قربانی کا قصہ بنی اسرئیل کے زمانے میں پیش آیا تھا اور آدم علیہ السلام سب سے پہلے انسان تھے جنکا زمین پر انتقال ہوا۔

بعض فرماتے ہیں کہ آدم وحواء کے زمین پر اترنے کے سو سال کے بعد آدم علیہ السلام نے حواء سے قربت فرمائی پس ان سے ان کا بیٹا قابیل اور اس کی جڑواں بہن الگ حمل سے ہوئے۔ جب یہ سب جوان ہوئے تو آدم علیہ السلام نے قابیل کی جڑواں بہن کا نکاح ہابیل کے ساتھ کرنے کا ارادہ فرمایا لیکن قابیل نے اس سے منع کر دیا پس اس وجہ سے دونوں نے قربانی کے ذریعے تقرب حاصل کیا سو ہابیل کی قربانی قبول ہو گئی اور قابیل کی رد ہوئی اس بناء پر قابیل نے اپنے بھائی ہابیل سے حسد کیا اور اسے حرا پہاڑ کی گھاٹی میں قتل کر ڈالا پھر قابیل پہاڑ سے اترا اور اپنی بہن قلیجا کا ہاتھ پکڑ کر ارض یمن کی طرف اسے لے بھاگا۔

جیسا کہ ابن عباسؓ کی روایت سے اس کی تائید ہوتی ہے انھوں نے فرمایا جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کا قتل کر دیا تو اپنی بہن کا ہاتھ پکڑا اور اسے لے کر بوذ نامی پہاڑ سے اتر کر حضیض کے مقام کی طرف بھاگ گیا۔

آدم علیہ السلام نے اس سے فرمایا تھا تو جا، لیکن تو مسلسل خوفزدہ ہی رہے گا اور جس کو بھی دیکھے گا اس سے بھی جان کا خطرہ محسوس کرے گا پس اس کی اولاد میں سے بھی جو اس پر گزرتا وہ اس پر پتھر برساتا قابیل کا ایک نابینا لڑکا تھا

اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا اس بیٹے نے اپنے نابینا باپ کو کہا یہ آپ کے ابا قابیل ہیں یہ سن کر اس نابینا نے پتھر لیا اور اپنے باپ کو اس سے مار کر قتل کر دیا بیٹا کہنے لگا اے ابا جان آپ نے تو اپنے باپ کو قتل کر دیا نابینا نے ہاتھ بلند کئے اور اپنے بیٹے کو زوردار تھپڑ رسید کیا جس کی وجہ سے وہ بھی مر گیا اس کے بعد نابینا نے کہا ہائے میری ہلاکت و بربادی کہ میں نے اپنے باپ کو پتھر سے اور اپنے بیٹے کو تھپڑ سے قتل کر دیا۔

اور تورات میں مذکور ہے کہ ہابیل کی عمر بوقت قتل بیس سال اور قابیل کی عمر اس وقت پچاس سال تھی۔

حسن کی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے علامہ طبری فرماتے ہیں۔

ہمارے نزدیک درست وارجح یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آدم علیہ السلام کے جن دو بیٹوں کا ذکر فرمایا ہے کہ ان میں سے ایک نے دوسرے کو قتل کر دیا یہ دونوں آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے تھے جیسا کہ عبداللہ بن مسعودؓ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کسی نفس کو ظلماً قتل نہیں کیا جاتا مگر اس کا گناہ آدم کے پہلے بیٹے پر ہوتا ہے اس لیے کہ اسی نے سب سے پہلے قتل کا طریقہ جاری کیا اس روایت نے واضح کر دیا کہ قرآن کریم میں آدم کے جن دو بیٹوں کا ذکر آیا ہے اسی سے مراد ان کے صلبی بیٹے ہیں اس لیے اگر وہ دونوں بنی اسرائیل میں سے ہوتے جیسا کہ حسن کی روایت میں ہے تو ان کے بارے میں یہ نہ کہا جاتا کہ اپنے بھائی کو قتل کرنے والا شخص وہ سب سے پہلا آدمی ہے جس نے قتل کا طریقہ جاری کیا کیونکہ بنی آدم میں قتل کا سلسلہ بنی اسرائیل سے پہلے بھی جاری تھا۔

اگر یہ کہا جائے کہ گویہ ثابت ہو گیا کہ وہ بنی اسرائیل میں سے نہ تھے لیکن اس پر کیا دلیل ہے۔ کہ وہ آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے تھے؟ تو اس کے جواب میں کہا جائے گا کہ ان دونوں کے بنی اسرائیل میں ہونے کا قول باطل ہونے کے بعد علمائے امت میں سے اس بارے میں کسی کا اختلاف نہیں یہ اجماع امت ہی دلیل ہے کہ وہ آدم کے صلبی بیٹے تھے۔

حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ جب قابیل نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کر دیا تو آدم علیہ السلام بہت روئے اور یہ اشعار پڑھے۔

> شہر اور ان کے رہنے والے متغیر ہو گئے۔ سطح زمین بھی غبار آلود اور بے
> حقیقت ہو گئی۔ ہر ذائقہ دار و رنگ دار چیز کا ذائقہ و رنگ بدل گیا۔ اور
> حسین چہروں کی تر و تازگی ماند پڑ گئی۔

آدم علیہ السلام کو اس کا جواب ان اشعار کے ساتھ دیا گیا۔

> اے ہابیل کے باپ یقیناً وہ دونوں ہی قتل ہو گئے اور زندہ بھی مثل مردہ
> کے ہو گیا وہ خوفزدہ حالت میں ایک برائی کا مرتکب ہوا جس کی وجہ سے ہر
> سُو چیختا چنگھاڑتا پھرتا ہے۔

بعض حضرات کہتے ہیں کہ حواء نے اپنے بطن سے آدم کی ایک سو بیس اولاد جنم دیں اور ہر بطن سے ایک جوڑا پیدا ہوتا تھا سب سے پہلے جوڑے میں قابیل اور اس کی جڑواں بہن قلیما اور سب سے آخری میں عبدالمغیث اور اس کی جڑواں بہن امۃ المغیث تھے لیکن ابن اسحاق کی روایت ماقبل گزر چکی ہے کہ ان کی کل اولاد چالیس تھی اور یہ بیس بطن سے پیدا ہوئی اور ابن اسحاق نے یہ بھی کہا کہ ان میں سے بعض کے نام ہم تک پہنچے اور بعض کے نہیں جن کے نام پہنچے ہیں وہ پندرہ مرد

اور چار عورتیں ہیں۔

آدم کی مرد اولاد کے نام

(۱) قین (۲) ہابیل (۳) شیت (۴) اباد (۵) بالغ (۶) اثانی (۷) تو یہ (۸) بنان (۹) شبوبہ (۱۰) حیان (۱۱) ضرابیس (۱۲) ہذر (۱۳) یجود (۱۴) سندل (۱۵) باروق۔

آدم کی مؤنث اولاد کے نام

(۱) قلیما (۲) لیوذا (۳) اشوث (۴) حزورتہ۔

جیومرت کون تھا؟

اکثر علمائے فارس کا کہنا ہے کہ جیومرت وہ آدم علیہ السلام ہی ہیں اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ آدم علیہ السلام کے حواء سے صلبی بیٹے ہیں۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ جیومرت کے بارے میں ان کے علاوہ بھی بہت سے اقوال ہیں۔ اگر ان سب کو ذکر کیا جائے تو کتاب کا طول بہت بڑھ جائے گا علاوہ ازیں ہمارا مقصود اس کتاب میں انبیاء وسلاطین کا ذکر ہے اس لیے ہم نے ان کا ذکر ترک کر دیا۔ البتہ جہاں کسی بادشاہ کا نسب نامہ اور اس میں اختلاف کا ذکر ضروری ہوگا تو بقدر حاجت اسے بیان کیا جائے گا۔

علمائے فارس کی ایک جماعت نے ان حضرات کی آدم علیہ السلام کے نام میں موافقت اور ذات وصفات کی تعیین میں مخالفت کرتے ہوئے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آدم علیہ السلام اصل میں حام بن یافث بن نوح ہیں۔

یہ عمر رسیدہ سردار تھے اول انھوں نے جبل دنباوند پر نزول فرمایا جو کہ ارض مشرق میں طبرستان کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ ہے اور پھر اسکے ساتھ ساتھ ملک فارس پر بھی قابض ہو گئے پھر ان کی اور ان کی اولاد کی حکومت بڑھتی ہی چلی گئی یہاں تک کہ یہ شہر بابل کے بھی مالک ہو گئے اور کچھ زمانہ تو روئے زمین کے حکمران بھی رہے۔

جیومرت نے اپنے مقبوضہ علاقوں میں بڑی شان وشوکت اور قوت حاصل کی شہر اور بستیاں آباد کیں، قلعے تعمیر کیے، اسلحہ وہتھیار تیار کیے، اور جنگی گھوڑوں کے اصطبل قائم کیے لیکن آخری عمر میں اس کے مزاج میں ظلم وجبر کی آمیزش ہوگئی تھی۔ انھیں آدم کے نام سے پکارے جانے لگا اور انھوں نے یہ اعلان کیا کہ جس نے مجھے اس نام کے علاوہ کسی اور نام سے پکارا تو اس کی گردن ماردی جائے گی۔ انھوں نے تیس عورتوں سے نکاح کیے اور ان سے اسکی نسل بہت پھیلی آخری عمر میں ماری نام کا بیٹا اور ماریہ نام کی بیٹی پیدا ہوئی اس کی پیدائش سے جیومرت کو بہت خوشی ہوئی اور اپنی جانشینی میں انھی کو اس نے مقدم رکھا یہی وجہ ہے کہ ملک فارس کے تمام بادشاہ ان ہی کی نسل سے ہوئے۔

اس مقام پر جیومرت کا صرف اتنا تذکرہ کافی ہے جتنا کہ ہم نے کیا۔ جیومرت کے ابوالفارس ہونے میں کسی کا اختلاف نہیں البتہ اس میں اختلاف ہے کہ ابوالبشر آدم ہیں یا کوئی اور؟ جیسا کہ ہم نے ماقبل میں یہ اختلاف ذکر کر دیا ہے اور یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ جیومرت اور ان کی اولاد میں مسلسل حکومت وبادشاہت جاری رہی یہاں تک کہ اس کی اولاد میں آخری بادشاہ یزدجر بن شہریار حضرت عثمان بن عفانؓ کے دور میں مرو مقام پر واصل جہنم ہوا۔

لہذا گزری ہوئی تاریخ اہل فارس کے بادشاہوں کے زمانے کے اعتبار سے بیان کرنا زیادہ سہل اور واضح ہے بنسبت دیگر اقوام کے سلاطین و بادشاہوں کے۔ اس لیے کہ جو قومیں اپنے آپ کو آدم علیہ السلام کی طرف منسوب کرتی ہیں ان میں سے کوئی قوم بھی ایسی نہیں جس کے پاس حکومت و سلطنت دائمی رہی ہو ان کے بادشاہوں کے زمانوں میں اتصال رہا ہو ان سلاطین نے اپنی قوم کو جمع کیا ہو یا حملہ آور قوم سے ان کا تحفظ کیا اور اپنے مقابلے پر غالب آئے ہوں نیز مظلوموں کا ظالموں سے تحفظ کیا پھر ان کی سلطنت و اقتدار کا کائی ایسا مستقل و متصل نظام نہیں دیکھا کہ بعد والے پہلوں سے اس کو میراث کے طور پر لے لیں اور اس کے اعزاز کی حفاظت کریں لہذا سلاطین فارس کے اعتبار سے تاریخ بیان کرنا ناگزیر ہے۔

کیا روئے زمین پر سب سے پہلے آدمؑ کی وفات ہوئی؟

ماقبل میں یہ قول گزرا کہ زمین میں سب سے پہلے آدم علیہ السلام کا انتقال ہوا اور قرآن کریم کی آیت 'واتل علیهم نبأبنی آدم الخ'' (سورۃ مائدہ آیت نمبر ۲۷)

آدم علیہ السلام کے جن دو بیٹوں اور ان میں سے ایک کے مقتول ہونے کا ذکر ہے وہ آدم علیہ السلام کے صلبی بیٹے نہ تھے بلکہ یہ قوم بنی اسرائیل میں سے تھے لہذا پہلی وفات زمین پر آدم علیہ السلام کی ہی ہوئی ہے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ اس قول کے ظاہر البطلان ہونے پر ہم دلائل پیش کرتے ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آدم علیہ السلام سے پہلے بھی زمین میں وفات ہوتی رہی ہے۔

سمرۃ بن جندب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ حضرت حواء کا کوئی فرزند زندہ نہ رہتا تھا انھوں نے نذر مانی کہ اگر ان کا بیٹا زندہ رہا تو اس کا نام عبدالحارث رکھیں گے پس ان کا ایک بیٹا ہوا اور زندہ رہا تو اس کا نام انھوں نے عبدالحارث رکھا اور یہ اصل میں القائے شیطانی کی وجہ سے تھا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت حوا سے آدم علیہ السلام کے جو اولاد ہوتی تو انھیں اللہ تعالیٰ کا عبد قرار دیا جاتا۔ اور ان کے نام عبداللہ، عبیداللہ وغیرہ رکھے جاتے لیکن ان کی بہت جلد وفات ہو جاتی ابلیس لعین ان دونوں کے پاس آیا اور کہا کہ اگر تم ان بچوں کے نام اس کے علاوہ رکھو جو کہ اب رکھتے ہو تو یہ زندہ رہیں۔ اس کے بعد ایک لڑکا پیدا ہوا آدم و حوا نے اس کا نام عبدالحارث رکھا۔ اور قرآن کریم میں ہے:

''هو الذی خلقکم من نفس واحدة'' تا ''جعلا له شرکاء فیما اٰتٰهما'' (سورۃ اعراف آیت نمبر ۱۸۹) کے اندر اسی طرف اشارہ ہے۔

سعید بن جبیرؓ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ حضرت حوا جب پہلے بیٹے کے ساتھ حاملہ ہوئیں اور انھوں نے بوجھ محسوس کیا ابلیس لعین ان کے پاس آیا اور کہنے لگا اے حوا تمہارے پیٹ میں کیا ہے؟ انھوں نے کہا کہ مجھے کیا معلوم کہ کون ہے؟ اس نے پوچھا یہ کہاں سے نکلے گا؟ آیا ناک سے آنکھ سے کان سے؟ انھوں نے کہا میں نہیں جانتی ابلیس نے کہا اگر یہ صحیح سلامت نکل آیا تو کیا تم میری اطاعت کرو گی جس چیز کا میں کہوں؟ انھوں نے حامی بھر لی اس نے کہا تم اس کا نام عبدالحارث رکھنا (اصل میں ابلیس لعین کا نام حارث رکھا گیا تھا) حوا نے کہا ٹھیک ہے اس کے بعد انھوں نے حضرت آدم علیہ السلام سے اس کا تذکرہ کیا کہ میرے پاس حالت نیند میں کوئی آیا۔ اور اس نے اسطرح کی باتیں

کہیں۔ آدم علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ شیطان تھا تم اس سے بچ کر رہنا۔ اور یہ ہمارا دشمن ہے جس نے ہمیں جنت سے نکلوایا تھا۔ پھر حضرت حوا کے پاس شیطان دوبارہ آیا اور اس نے اسی بات کا اعادہ کیا حضرت حواء نے اسکی حامی بھر لی۔ جب وضع حمل ہوا تو اللہ تعالیٰ نے سلامتی کے ساتھ بچے کو نکالدیا اور حضرت حوا نے اس کا نام وعدے کے مطابق عبدالحارث رکھدیا۔

پس قرآن کریم کی آیت ''جعلاله شر کا ء فیما آتھما'' میں اسی کا بیان ہے۔

سعید بن جبیرؓ سے ایک اور روایت میں مروی ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ کیا آدم علیہ السلام نے شرک کیا تھا۔ فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کی پناہ چاہتا ہوں اس بات سے کہ میں ان کے متعلق شرک کا دعویٰ کروں البتہ حوا نے جب حمل کا بوجھ محسوس کیا تو ان کے پاس ابلیس لعین آیا اور کہا کہ یہ کہاں سے نکلے گا تمہاری آنکھ سے ناک سے یا منہ سے شیطان نے انھیں بہت مایوسی میں مبتلا کر دیا اور کہا اگر یہ صحیح سلامت نکل آئے تو کیا تم میری اطاعت کرو گی۔

ابن فضیل کی روایت میں یہ بھی اضافہ ہے کہ شیطان نے کہا اگر وہ صحیح سلامت نکل آئے اور تمھیں کسی قسم کا نقصان نہ پہنچے اور نہ وہ تمہاری موت کا سبب بنے تو کیا تم میری اطاعت کرو گی انھوں نے کہا ہاں۔ ابلیس نے کہا اس کا نام عبدالحارث رکھنا سو حواء نے ایسا ہی کیا اور یہ ان کا شرک فی الاسم تھا۔

اور سدی سے مروی ہے کہ حضرت حواء کے ایک بیٹا ہوا ان کے پاس شیطان آیا اور کہا کہ اس کا نام رکھو عبدی (یعنی میرا شیطان کا بندہ) ورنہ میں اس کو قتل کر دوں گا آدم علیہ السلام نے کہا میں نے تیری اطاعت کی تھی لیکن تو نے مجھے جنت سے نکلوا دیا خلاصہ یہ کہ آدم علیہ السلام نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور بچہ کا نام عبدالرحمٰن رکھا پس ابلیس لعین اس پر مسلط ہوا اور اسے قتل کر ڈالا پھر جب دوسرا بچہ پیدا ہوا تو شیطان نے یہ مطالبہ کیا۔ لیکن آدم علیہ السلام نے اس سے انکار کیا اور اس کا نام صالح رکھا شیطان نے اس کو بھی قتل کر دیا پھر تیسرا بچہ پیدا ہوا تو شیطان نے کہا تم اسی صورت مجھ پر غالب آسکتے ہو یعنی چھٹکارا پا سکتے ہو جب تم اس کا نام عبدالحارث رکھو۔ اور حارث پہلے ابلیس کا نام تھا اور ابلیس نام اس وقت پڑا تھا جب اس کو راندۂ درگاہ کر دیا گیا تھا۔

لہٰذا قرآن کریم میں ''جعلا له شر کا ء فیما آتھما'' میں اسی شرک فی الاسم کی طرف اشارہ کیا۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ یہ سب روایات اسپر دلالت کرتی ہیں کہ آدم وحوا کی بعض اولاد کی وفات ان سے پہلے ہو چکی تھی اور اس باب میں اس کے علاوہ بھی بہت سی روایات حسن کی تردید کر رہی ہیں جس میں کہا گیا تھا کہ سب سے پہلے آدم علیہ السلام کی وفات ہوئی تھی۔

آدم علیہ السلام پر کیا کچھ نازل ہوا

آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے روئے زمین کی سلطنت و بادشاہت عطا فرمائی تھی انکو نبوت سے نوازا۔ اور ان کی اولاد کیطرف رسول بنا کر بھیجا اور ان کی طرف اکیس صحیفے نازل فرمائے تھے جن کو آدم علیہ السلام نے اپنے رسم الخط میں تحریر فرمایا تھا جو کہ انھیں حضرت جبرئیل امین علیہ السلام نے سکھلایا تھا۔

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ میں مسجد میں داخل ہوا وہاں نبی کریم ﷺ تنہا بیٹھے ہوئے تھے میں بھی قریب بیٹھ گیا آپ ﷺ نے فرمایا اے ابوذر مسجد کے لیے بھی سلام ہے اس کا سلام تحیۃ المسجد کی دو رکعتیں

ہیں لہٰذا تم کھڑے ہو جاؤ اور دو رکعتیں پڑھو میں دو رکعت پڑھ کر پھر قریب ہو کر بیٹھ گیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے مجھے نماز کا حکم دیا آپ بتلایئے کہ نماز کیا ہے؟ فرمایا بہترین چیز ہے، زیادہ ہو یا کم۔ پھر ایک طویل قصہ ذکر فرمایا۔ اس کے اندر میں نے پوچھا اس میں انبیاء علیھم السلام کتنے گزرے ہیں؟ فرمایا ایک لاکھ چوبیس ہزار میں نے پوچھا اس میں کتنے رسول ہیں؟ فرمایا تین سو تیرہ کا بڑا مجمع جس میں بڑی خیر و برکت تھی میں نے عرض کیا کہ ان میں سب سے پہلا نبی کون تھا؟ فرمایا ''آدم'' میں نے عرض کیا کہ کیا آدم نبی مرسل تھے؟ فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا۔ ان میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور ان کے تمام اعضاء اپنے سامنے درست کیے۔

ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا اے اللہ کے نبی کیا آدم نبی تھے فرمایا ہاں وہ نبی تھے اللہ تعالیٰ نے انھیں اپنے سامنے کھڑا کر کے کلام فرمایا تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آدم علیہ السلام پر مردار، خون اور خنزیر کے گوشت کی حرمت کے احکام نازل ہوئے۔ اور ان پر نازل ہونے والے صرف حروف تہجی اکیس اوراق میں لکھے ہوئے تھے۔

آدم علیہ السلام کا جانشین

جب آدم علیہ السلام کی عمر کے ایک سو تیس سال گزر گئے تو حضرت حواء کے ہاں ایک بیٹا پیدا ہوا اور یہ قابیل و ہابیل کے پچاس برس بعد کا واقعہ ہے اہل تورات کہتے ہیں کہ یہ بیٹا تنہا پیدا ہوا اس کا کوئی جڑواں نہ تھا اور شیث کی تفسیر ان کے نزدیک ھبۃ اللہ ہے اور شیث ہابیل کے بدل کے طور پر تھے جیسے کہ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ حضرت حواء نے آدم علیہ السلام کے لیے شیث نام کا لڑکا اور اس کی بہن عزورا جنی۔ ان کا نام ھبۃ اللہ رکھا۔ جو کہ ہابیل سے مشتق ہے اس کی پیدائش پر جبرئیل امین علیہ السلام نے کہا یہ اللہ کا عطیہ ہے جو ہابیل کا بدل ہے ان کو عربی زبان میں شث، سریانی میں شاث، اور عبرانی میں شیث کہتے ہیں۔ ان ہی کو آدم علیہ السلام کا جانشین بنایا گیا تھا۔ آدم علیہ السلام کی عمر ان کی پیدائش کے وقت ایک سو تیس سال تھی۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو انھوں نے اپنے بیٹے شیث کو بلایا اور اس سے عہد و پیمان لیا اور دن رات کی ساعت واقات سکھلائے اور ہر ساعت میں کسی نہ کسی مخلوق کا عبادت کرنا بتلایا یعنی ہر گھڑی مخلوق کی کوئی نہ کوئی قسم عبادت الٰہی کرتی ہے اور فرمایا کہ اے میرے عزیز بیٹے عنقریب زمین میں طوفان آئے گا اور وہ سات سال ٹھہرے گا اور ان کو وصیت لکھوائی۔ پس حضرت شیث اپنے باپ آدم علیہ السلام کے وصی اور جانشین ہوئے آدم کی وفات کے بعد ساری حکومت و بادشاہت ان ہی کے لیے ہوگئی تھی۔

حضرت شیث علیہ السلام پر حدیث رسول اللہ ﷺ کے مطابق پچاس صحیفے نازل ہوئے۔

ابوذر غفاریؓ سے مروی ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے کتنی کتابیں نازل فرمائیں ہیں فرمایا ایک سو چار۔ اور حضرت شیث پر پچاس صحیفے نازل فرمائے۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ اس وقت تمام بنی آدم کا نسب حضرت شیث علیہ السلام ہی سے ملتا ہے اور یہ اس وجہ سے کہ شیث کے علاوہ باقی سب اولاد آدم کی نسل ختم و فنا ہوگئی ان میں سے کوئی باقی نہ رہا تھا صرف شیث کی نسل چلی لہٰذا اب یہ سب شیث ہی کی اولاد سے ہیں۔

علمائے فارس کی وہ جماعت جو کہ آدم علیہ السلام ہی کو جیومرت قرار دیتی ہے ان کا کہنا ہے کہ جیومرت کے ہاں

میشی نام کا بیٹا پیدا ہوا اس نے اپنی بہن مشیانہ سے نکاح کیا اس سے ایک لڑکا سیامک اور ایک لڑکی سیامی پیدا ہوئی اس سیامک بن میشی بن جیومرت کے ہاں افراک، ودیس، واجوب، واورش نام کے لڑکے اور افرامی، ودزی، وبری، وادرشی نام کی لڑکیاں پیدا ہوئیں ان سب کی ماں سیامی بنت میشی تھی جو ان کے باپ کی بہن اور ان کی پھوپھی تھیں۔

اور انکا یہ کہنا ہے کہ زمین کل سات اقالیم پر مشتمل ہے پس ارض بابل اور اس سے متصل علاقہ جہاں تک لوگوں کا جانا ہے خشکی ہو یا سمندر سب کا سب ایک اقلیم ہے اور یہاں کے رہنے والے افرواک بن سیامک کے ایک لڑکے کی اولاد سے ہیں اور باقی چھ اقلیم جو اس کے علاوہ ہیں پس وہ سیامک کی دیگر مذکر و مؤنث اولاد سے ہیں۔ اس کا افرواک کے ہاں افری کے بطن سے هوشنک بیشداذ الملک کے نام سے ایک لڑکا پیدا ہوا اور یہ اپنے دادا جیومرت کا بادشاہت میں صحیح جانشین ثابت ہوا سب سے پہلے اسی کی اقلیم سبعہ میں حکومت و بادشاہت قائم ہوئی ہم عنقریب اس کا تذکرہ کریں گے اور بعض کا کہنا ہے کہ یہ ہی اوشہنج ہے۔ جو کہ آدم علیہ السلام کا صلبی بیٹا ہے۔

ہشام کلبی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ زیادہ بہتر جانتے ہیں لیکن ہم تک جو خبر پہنچی اس کے مطابق سب سے پہلا آدمی جس کی تمام روئے زمین پر حکومت قائم ہوئی وہ اوشہنق بن عامر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح ہے اور اہل فارس یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ آدم کی وفات کے دوسو سال بعد کے ہیں کلبی کہتے ہیں کہ ہم تک پہنچنے والی خبر کے مطابق یہ بادشاہ نوح کے دوسو سال کے بعد کے ہیں پس اہل فارس ان کو آدم کے دوسو سال کے بعد کا آدمی قرار دیتے ہیں مگر یہ نہیں جانتے کہ آدم تو نوح سے بھی پہلے گزرے ہیں۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ ہشام کے اس قول کی توجیہ ممکن نہیں اس وجہ سے کہ وہ شہنک بادشاہ اہل فارس کے نسب ناموں کی معرفت رکھنے والوں کے درمیان اس سے بھی زیادہ مشہور ہیں جتنا کہ اہل اسلام میں حجاج بن یوسف مشہور ہے اور ہر قوم اپنے آباؤ اجداد کے انساب و حالات کو بنسبت دوسرں کے زیادہ جانتی ہے لہٰذا ہر ایسی بات جس میں التباس ہو وہ ان ہی کے اہل کی طرف لوٹائی جائیگی۔

اہل فارس کے بعض نسب دان یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اوشہنج بیشداذ الملک یہ اصل میں مھلائیل ہے اور ان کا باپ فراوک وہ اصل میں قینان ابو مھلائیل ہے۔ اور سیامک اصل میں انوش ابو قینان ہے اور میشی اصل میں شیث ابو قانوش ہے اور جیومرت وہ حضرت آدم علیہ السلام ہیں۔

اگر یہ بات درست ہو تو ایسی صورت میں اوشہنج آدم علیہ السلام کے زمانے کا آدمی ہوگا۔

اور کتاب اول کے بیان کے مطابق مھلائیل کی والدہ دینہ بنت براکیل بن محویل بن خنوع بن قین بن آدم کے یہاں ولادت اس وقت ہوئی تھی جب آدم علیہ السلام کی عمر تین سو پچانوے سال تھی۔ لہٰذا مہلائیل کی عمر بوقت وفات آدم چھ سو پانچ سال ہوئی۔ اس لیے کہ حدیث نبوی ﷺ کے موافق آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی۔

بعض علمائے فارس کا کہنا ہے کہ اوشہنج کا قول مستبعد نہیں ہوگا۔ جنہوں نے دعویٰ کیا تھا کہ ان کی بادشاہت کا زمانہ وفات آدم کے دوسو سال کے بعد تھا۔

آدم علیہ السلام کی کل عمر

آدم علیہ السلام کی عمر کے بارے میں اہل علم کے درمیان کچھ اختلاف ہے اور اس مسئلہ میں جو احادیث

وارد ہوئی ہیں وہ یہ ہیں۔

ابوھریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اللہ تعالی نے آدم علیہ السلام کو اپنے دست قدرت سے پیدا فرمایا اور ان میں اپنی طرف سے روح پھونکی اور ملائکہ کو حکم دیا۔ انھوں نے سجدہ کیا۔ آدم علیہ السلام بیٹھ گئے اور چھینک آئی انھوں الحمدللہ کہا۔ اللہ تعالی نے جواب میں فرمایا۔

''یرحمک ربک'' (تیرا رب تجھ پر رحم کرے) اور یہ بھی فرمایا کہ فرشتوں کی اس جماعت کے پاس جاؤ اور انھیں السلام علیکم کے ساتھ سلام کرو۔ پس وہ فرشتوں کے پاس آئے اور انھیں سلام کیا انھوں نے جواب میں وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ کہا۔ پھر آدم اپنے رب کی جانب لوٹ آئے اللہ تعالی نے فرمایا کہ یہ تیرا اور تیری اولاد کا باہم ملاقات کے وقت سلام ہوگا۔ پھر اللہ تعالی نے ان کے سامنے دو مٹھیاں بھریں اور فرمایا کہ ان میں سے ایک کو اختیار کر لے آدم علیہ السلام نے کہا میں نے اپنے رب کے دائیں ہاتھ کو اختیار کر لیا (چن لیا) اور اس کے تو دونوں ہی ہاتھ دائیں ہیں۔ اللہ تعالی نے ان کے سامنے وہ مٹھی کھولی تو اس میں آدم علیہ السلام اور ان کی تمام اولاد کی صورت تھی اور ہر آدمی کے پاس اس کی مدت عمر بھی لکھی ہوئی تھی اور آدم علیہ السلام کی عمر اس جگہ ایک ہزار سال لکھی ہوئی تھی۔ ان میں ایک جماعت انتہائی نورانی صورت کی تھی۔ آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب یہ کون لوگ ہیں جن پر نور چھایا ہوا ہے فرمایا یہ انبیاء و رسل ہیں جو میرے بندوں کی طرف بھیجے جائیں گے ان میں ایک چمک و نورانیت میں کچھ زیادہ نمایاں تھے۔ لیکن ان کی عمر صرف چالیس سال لکھی ہوئی تھی آدم علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب یہ کیا ہے کہ ان میں سب سے زیادہ چمکدار اور روشن صورت والے کی عمر صرف چالیس سال؟ فرمایا کہ یہ ہی اس کی تقدیر میں لکھا گیا ہے انھوں نے عرض کیا اے میرے رب میری عمر میں سے ساٹھ سال کم کر کے انھیں دے دیجیے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب اللہ تعالی نے انھیں جنت میں ٹھکانہ عطا فرمایا پھر زمین کی طرف اتارا اور عرصہ دراز گزر جانے کے بعد ملک الموت ان کی روح قبض کرنے کے لیے آیا تو آدم علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ملک الموت کیا تم میرے پاس جلدی نہیں آ گئے؟ ملک الموت نے کہا میں نے ایسا نہیں کیا آدم علیہ السلام نے کہا میری عمر میں ابھی ساٹھ سال باقی نہیں؟ ملک الموت نے کہا آپ کی عمر میں کچھ باقی نہیں ہے آپ نے اپنے رب سے درخواست کی تھی کہ میری عمر کا اتنا حصہ میرے بیٹے داؤد کے لیے لکھ دیں۔ آدم علیہ السلام نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آدم بھول گئے اور ان کی اولاد بھی اسی طرح بھول جاتی ہے۔ آدم نے انکار کیا ان کی اولاد بھی اسی طرح انکار کرتی ہے پس اللہ تعالی قیامت کے دن لکھی ہوئی کتاب رکھے گا اور گواہوں کے ساتھ فیصلہ فرمائے گا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب آیۃ الدین نازل ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا سب سے پہلے جس شخص نے بحث و حجت کی وہ آدم علیہ السلام تھے یہ بات تین مرتبہ ارشاد فرمائی پھر فرمایا کہ جب اللہ تعالی نے ان کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی پشت سے قیامت تک ہونے والی ان کی اولاد نکالی پھر ان کو آدم علیہ السلام پر پیش فرمایا۔ آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک کو زیادہ سفید و روشن دیکھا تو عرض کیا اے میرے رب کیا یہ نبی ہے؟ فرمایا کہ یہ تمہارا بیٹا داؤد ہے عرض کیا اے میرے رب اس کی عمر کتنی ہے فرمایا ساٹھ سال عرض کیا اے میرے رب اس کی عمر زیادہ کر دیجیے! فرمایا نہیں، مگر یہ کہ تو اپنی عمر میں سے اس کی عمر میں اضافہ کر دے۔ حضرت آدم کی عمر ایک ہزار سال

تھی پس انھوں نے اپنی عمر میں سے ۴۰ سال ان کو ہبہ کر دیئے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ معاملہ کتاب میں لکھ دیا اور فرشتوں کو اس پر گواہ بنالیا پھر جب آدم علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا اور فرشتے روح قبض کرنے کے لیے آئے تو آدم علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میری عمر میں ۴۰ سال باقی ہیں انھوں نے کہا وہ آپ نے اپنے بیٹے داؤد کو ہبہ کر دیئے تھے۔ آدم علیہ السلام نے کہا میں نے تو ایسا نہیں کیا۔ میں نے کوئی چیز ہبہ نہیں کی اس پر اللہ تعالیٰ نے وہ کتاب پیش فرمائی اور فرشتوں کو گواہوں کے طور پر کھڑا کیا سو اس طرح آدم علیہ السلام کے ایک ہزار سال پورے ہوئے اور داؤد علیہ السلام کے ایک سو سال پورے ہوئے۔

ابن عباسؓ سے آیت ''واذ اخذ ربک من بنی آدم من ظهورهم ذريتهم'' کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی پشت پر ہاتھ پھیرا اور ان کی تمام اولاد کو مثل چونٹیوں کے نکالا اور انھیں قوت گویائی عطا فرمائی پھر ان سے کلام کیا اور انھیں ان ہی کی ذات پر گواہ بنایا ان میں سے بعض کو نورانی صورت بنایا پھر آدم علیہ السلام سے فرمایا یہ داؤد ہیں۔

عرض کیا اے میرے رب آپ نے ان کی کتنی عمر مقرر فرمائی فرمایا ساٹھ سال پھر پوچھا کہ میری عمر کتنی ہے فرمایا کہ ایک ہزار سال اور میں نے ان میں سے ہر ایک کی عمر اور دنیا میں ٹھہرنے کی مدت لکھ دی ہے آدم علیہ السلام نے عرض کیا کہ آپ ان کی عمر میں کچھ اضافہ فرما دیجیے۔ فرمایا اگر تم چاہو تو تمہاری عمر میں سے کچھ انھیں عطا کر سکتا ہوں میں نے تقدیر میں ایسے ہی لکھا ہے آدم علیہ السلام خاموش ہو گئے پس قلم تمام بنی آدم کی تقدیر لکھ کر خشک ہو چکا ہے اس نے آدم کی عمر میں سے چالیس داؤد کے لیے لکھ دیئے لہٰذا ان کی عمر نو سو ساٹھ سال ہوئی تو ملک الموت ان کے پاس آیا۔ آدم علیہ السلام نے اسے دیکھ کر فرمایا آپ کیسے آئے؟ اس نے کہا آپ نے اپنی عمر پوری کر لی۔ آدم علیہ السلام نے کہا میں نے اپنی عمر کے نو سو ساٹھ سال پورے کیے اور ابھی ۴۰ سال سال باقی ہیں ملک الموت نے یہ سن کر کہا جو کچھ آپ نے کہا اس کی میرے رب نے خبر دی ہے آدم علیہ السلام نے فرمایا اپنے رب کے پاس لوٹ کر جاؤ اور ان سے پوچھو۔ پس ملک الموت اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ کر گئے اور عرض کیا کہ اے میرے رب میں آپ کی طرف لوٹ کر آیا ہوں بسبب اس کے کہ میں آپ کی ان پر عطا کو جانتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم واپس جاؤ اور انھیں خبر دو کہ آپ نے اپنی عمر کے ۴۰ سال اپنے بیٹے داؤد کو دیئے تھے۔

سعید بن جبیر سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو ان کی پشت سے نکالا اور آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال مقرر فرمائی پھر اولاد آدم کو ان پر پیش کیا آدم علیہ السلام نے ان میں سے ایک کو زیادہ نورانی پایا تو بڑے تعجب سے اس کے بارے میں پوچھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ یہ داؤد ہیں۔ ان کی عمر ساٹھ سال مقرر کی گئی ہے پھر اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کی عمر میں سے ۴۰ سال ان کو دے دیئے جب آدم کی وفات کا وقت قریب آیا تو وہ ان ۴۰ سال کے بارے میں جھگڑنے لگے سو ان سے کہا گیا آپ نے وہ ۴۰ سال اپنے بیٹے داؤد کو دے دیئے۔

سعید سے اسی آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کو ان کی پشت سے چونٹیوں کی شکل میں نکالا اور انھیں آدم علیہ السلام پر ان کے ناموں، ان کے آباء کے ناموں اور ان کی عمروں کے ساتھ پیش فرمایا اور روح داؤد کو چمکدار نور کی صورت میں پیش فرمایا آدم علیہ السلام نے ان سے پوچھا یہ کون ہیں؟ فرمایا کہ یہ آپ کی اولاد میں سے ایک نبی ہیں پوچھا کہ ان کی کتنی عمر ہے فرمایا ساٹھ سال عرض کیا کہ آپ میری عمر سے ۴۰ سال ان کو دیدیں۔

تھم تمام تقدیر لکھ کر خشک ہو چکا تھا پس داؤد علیہ السلام کے لیے ۴۰ سال لکھ دیے گئے ۔آدم علیہ السلام کی عمر ایک ہزار سال تھی جب انھوں نے ۴۰ کم ایک ہزار سال مکمل کر لیے تو ملک الموت ان کے پاس آیا اور کہا کہ مجھے آپ کی روح قبض کرنے کا حکم دیا گیا ہے فرمایا کہ میری عمر میں ۴۰ سال ابھی باقی نہیں ہیں؟ ملک الموت رب تعالیٰ کے پاس لوٹ کر گئے اور کہا کہ آدم یہ دعویٰ کر رہے ہیں کہ میری عمر کے ابھی ۴۰ سال باقی ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انھوں نے اپنے ۴۰ سال اپنے بیٹے داؤد کو دے دیے سو قلم خشک ہو چکے اور داؤد کے لیے ۴۰ سال لکھے جا چکے۔

منقول ہے کہ آدم علیہ السلام اپنی وفات سے قبل گیارہ دن تک بیمار رہے انھوں نے اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کو اپنا وصی بنایا اور ان کے لیے ایک وصیت نامہ لکھوایا اور وہ کتاب جس میں وصیت لکھی گئی تھی اپنے بیٹے شیث علیہ السلام کے سپرد کی اور اسے قابیل اور اس کی اولاد سے مخفی رکھنے کا حکم دیا اس لیے کہ قابیل نے ہابیل کو حسد کی وجہ سے قتل کیا تھا پس شیث علیہ السلام اور ان کی اولاد نے اس علم کو جو کہ ان کے پاس تھا قابیل اور اس کی اولاد سے مخفی رکھا اور یوں قابیل اور اس کی اولاد اس سے محروم رہے۔

اہل تورات نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آدم علیہ السلام کی عمر نو سو تیس سال تھی اور ابن عباسؓ کی ایک روایت میں ہے کہ ان کی عمر نو سو چھتیس سال تھی۔

علامہ طبری اہل تورات کے اس قول پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں آپ ﷺ سے احادیث اور علمائے سلف کے اقوال وارد ہوئے ہیں وہ میں نے ذکر کر دیئے۔اور نبی کریم ﷺ تخلیق آدم کے وقت حالات و واقعات کو بنسبت دیگر کے زیادہ جانتے ہیں۔احادیث میں ہے کہ ان کی عمر ایک ہزار سال تھی انھوں نے اس میں سے کچھ اپنے بیٹے داؤد علیہ السلام کو ہبہ کر دی۔سو اس ہبہ شدہ عمر کو شامل کر کے ان کی عمر ایک ہزار سال بتلائی گئی لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ان کی عمر مقدرہ کی گنتی کو پورا کر دیا جو کہ ایک ہزار سال ہے۔شاید تورات میں ہبہ شدہ عمر کو ان کی اصلی عمر میں شمار نہیں کیا گیا۔اس لیے ان کی عمر نو سو تیس سال بتلائی ہے۔

ایک اعتراض

اگر کوئی اعتراض کرے کہ آدم علیہ السلام نے تو صرف ۴۰ سال ہبہ کیے تھے لہٰذا آپکی تقریر و توجیح کے مطابق تورات میں نو سو ساٹھ سال مذکور ہونے چاہئیں۔تاکہ احادیث کی موافقت ہو جائے۔

جواب

اس کا جواب یہ ہے کہ ماقبل میں ہم نے ابو ہریرہؓ کی روایت نقل کی ہے جس میں بجائے چالیس سال کے ساٹھ سال ہبہ کرنے کا ذکر ہے اس کی رو سے تورات کے بیان اور احادیث میں موافقت ہو جائے گی۔

آدم علیہ السلام کی تجہیز و تکفین کا بیان

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب آدم علیہ السلام وصیت نامہ لکھ کر فارغ ہوئے تو ان کا انتقال ہو گیا (اللہ تعالیٰ ان پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے) ان کی وفات پر ملائکہ جمع ہوئے اور ان کی قبر بنائی اس لیے کہ وہ صفۃ الرحمٰن (یعنی رحمٰن کے منتخب کردہ تھے) شیث علیہ السلام اور ان کے بھائی اس وقت مشارق الفردوس میں ایک بستی کے قریب تھے یہ

زمین پر سب سے پہلی بستی تھی ان کی وفات پر چاند سورج سات دن و رات تک گرہن رہے۔

جب بوقت وفات ملائکہ جمع ہوئے تو انھوں نے لکھی ہوئی وصیت آدم کو جمع کیا اور اسے سیڑھی نما ایک چیز میں رکھ دیا اس سیڑھی نما چیز کے ساتھ ایک ناقوس بھی تھا جس کو ہمارے باپ آدم علیہ السلام جنت سے لائے تھے تا کہ اللہ تعالیٰ کی یاد سے غافل نہ ہوں۔

یحییٰ بن عباد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ مجھے یہ خبر پہنچی کہ آدم علیہ السلام کا جب انتقال ہوا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت کا کفن اور حنوط بھیجا اور ان کی قبر تیار کرنے کی ذمہ داری ملائکہ کو سونپی چنانچہ انھوں نے انھیں سپرد خاک کیا یہاں تک کہ وہ نظروں سے اوجھل ہو گئے۔

جب آدم علیہ السلا کی وفات ہوئی تو ملائکہ نے انھیں طاق عدد کے مطابق پانی سے غسل دیا۔ اور انھیں لحد میں رکھا اور فرمایا کہ یہ ہی طریقہ اولاد آدم میں جاری ہوگا۔

ابی بن کعب سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تمہارے باپ آدم علیہ السلام کا قد کھجور کے لمبے درخت کی مانند ساٹھ زراع تھا اور ان کے بدن پر بال بہت تھے جو کہ ان کے اعضائے مستورہ کو چھپائے ہوئے تھے جب ان سے خطا سرزد ہوئی تو ان کے اعضائے مخصوصہ ظاہر ہو گئے۔ آدم علیہ السلام اس مقام سے بھاگے اور ایک درخت کی پناہ لی ان کے رب نے ان کو ندا دی اے آدم کیا مجھ سے بھاگتے ہو؟ عرض کیا اے میرے رب واللہ ایسا نہیں بلکہ میں اپنی خطا کی وجہ سے آپ سے حیا کرتا ہوں پس اللہ تعالیٰ نے انھیں زمین کی طرف اتارا جب انکی وفات کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے جنت کا کفن اور حنوط بھیجا حضرت حواء نے جب ملائکہ کو دیکھا تو وہ آدم علیہ السلام کی طرف چلیں تا کہ ان سے پہلے ان کے قریب پہنچ جائیں لیکن آدم علیہ السلام نے حوا کو دیکھ کر فرمایا کہ میرے اور میرے رب کے قاصدوں کے درمیان تخلیہ کر دو تم سے تو ہمیشہ ملاقات رہی ہے اور تمہاری ہی وجہ سے مجھ کو وہ مصیبت پہنچی جو کہ پہنچی ہے۔ جب ان کی روح قبض کر لی گئی تو ملائکہ نے انھیں بیری کے پتوں اور پانی کے ساتھ طاق عدد کے موافق غسل دیا اور کفن میں بھی طاق ہی کا لحاظ رکھا۔ پھر ان کے لیے لحد بنائی اور اس میں سپرد خاک کیا اور کہا کہ ان کے بعد ان کی اولاد میں بھی یہ ہی طریقہ رہے گا۔

ابی بن کعب سے ایک دوسری روایت میں مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آدم علیہ السلام کھجور کے لمبے درخت کی مانند طویل القامت آدمی تھے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے جب آدم علیہ السلام کا انتقال ہو گیا تو حضرت شیث علیہ السلام نے جبرئیل امین کو کہا آپ ان پر نماز جنازہ پڑھیے۔ انھوں نے کہا آپ آگے بڑھیں اور اس میں تیس تکبیرات پڑھیں اور اپنے والد پر نماز پڑھیں ان میں تو پانچ نماز کے لیے ضروری ہیں۔ اور باقی تکبیرات فضیلت آدم کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان پر رحمت و سلامتی نازل فرمائے۔

مقام تدفین

آدم علیہ السلام کی قبر کی جگہ میں اہل علم کے درمیان اختلاف ہے ابن اسحاق کا قول ماقبل میں گزر چکا۔

دیگر حضرات فرماتے ہیں کہ مکہ میں جبل ابی قبیس کے ایک غار میں مدفون ہوئے اور اس غار کو غار الکنز کہا جاتا

ہے۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام کشتی سے نکلے تو انھوں نے آدم علیہ السلام کو بیت المقدس میں دفن فرمایا۔

علامہ طبری فرماتے ہیں کہ وفات جمعہ کے دن ہوئی اس کے متعلق ماقبل میں روایات گزر چکی ہیں۔ اعادہ کی حاجت نہیں۔

وفات حواء علیہ السلام کا بیان

ابن عباسؓ سے یہ بھی مروی ہے کہ ان کی وفات بوذ نامی پہاڑ پر ہوئی یعنی وہ پہاڑ جس پر انھیں اتارا گیا تھا اور حواء علیہ السلام ان کے بعد ایک سال تک زندہ رہیں پھر ان کا انتقال ہوگیا اور اپنے خاوند کے ساتھ اس غار میں مدفون ہوئیں جس کا ذکر گزر چکا ہے وہ دونوں مسلسل اسی جگہ مدفون رہے یہاں تک کہ طوفان نوح آیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے ان کو وہاں سے نکالا اور تابوت میں رکھا پھر اپنی کشتی میں وہ تابوت رکھ لیے جب زمین خشک ہوگئی تو ان کے تابوت اسی جگہ دفن کر دیئے گئے جس جگہ طوفان سے پہلے مدفون تھے۔

حضرت حواء علیہ السلام کے متعلق آیا ہے کہ وہ سوت کاتتی اور کپڑا بنتی، آٹا گوندھتی اور روٹی پکاتی اور دیگر عورتوں والے کام سرانجام دیا کرتی تھی۔

علامہ طبری گذشتہ مباحث کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اب ہم قابیل کے قصے کی طرف لوٹتے ہیں اس میں اس کے اور اس کی اولاد نیز شیث علیہ السلام اور ان کی اولاد کے حالات بیان کریں گے۔

ماقبل میں جہاں ہم نے آدم علیہ السلام اور ان کے دشمن ابلیس کا تذکرہ کیا تھا وہ تفصیل کے ساتھ بتلایا تھا کہ اللہ تعالی نے ابلیس کے ساتھ کیا کیا۔ جب اس نے تکبر و بڑائی اور اپنے رب کے سامنے سرکشی کی نیز جہالت و گمراہی میں بہت زیادہ آگے بڑھ گیا۔ اس نے اپنے رب سے مہلت کی درخواست کی تھی پس اسے اللہ تعالی نے قیامت تک مہلت دے دی اور آدم علیہ السلام کے ساتھ اللہ تعالی نے کیا معاملہ فرمایا اس سے اللہ کے عہد کے بارے میں خطا اور بھول ہوگئی سو رب کریم نے انھیں اپنی رحمت اور فضل سے ڈھانپ لیا جس وقت انھوں نے اپنی لغزش سے توبہ کی اور ان کی توبہ قبول فرما کر انھیں ہدایت نصیب فرمائی اور گمراہی سے محفوظ رکھا یہ تمام تفصیلات ذکر کرتے ہوئے ہم یہاں پر پہنچے کہ جس نے آدم علیہ السلام کی اتباع کی وہ ان کے ساتھ ہوگا۔ اور ابلیس کے متبعین اور اس کا گروہ ضلالت و گمراہی کی بناء پر ان کے ساتھ ہوگا۔

آدم علیہ السلام کا جانشین

شیث علیہ السلام کے بارے میں یہ بات گزر چکی ہے کہ وہ اپنے باپ آدم علیہ السلام کے جانشین تھے بالخصوص ان کے راستے پر تھے اور ان پر نازل شدہ صحائف کے حق میں تھے۔

ان کے بارے میں منقول ہے کہ وہ مسلسل مکہ ہی میں مقیم رہے حج و عمرہ کرتے رہے یہاں تک کہ ان کی وفات ہوگئی انھوں نے اپنے اوپر اور آدم علیہ السلام کے اوپر نازل شدہ صحیفوں کو جمع کیا اور ان سب پر عمل کیا نیز پتھر د

گارے کے ساتھ بیت اللہ کی تعمیر فرمائی۔

علمائے سلف فرماتے ہیں کہ جو قبہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کے لیے حرم بیت اللہ میں بنایا تھا وہ طوفان نوح کے وقت سے آسمان پر اٹھالیا گیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ شیث علیہ السلام جب مرض الوفات میں مبتلا ہوئے تو اپنے بیٹے انوش کو اپنا جانشین بنایا اور انتقال کر گئے ان کی تدفین اپنے والدین کے ساتھ جبل ابی قبیس کے غار میں ہوئی ان کی ولادت کے وقت آدم علیہ السلام کی عمر دوسو پینتیس (۲۳۵) سال تھی حضرت شیث علیہ السلام کی عمر نوسو بارہ (۹۱۲) سال تھی۔ان کے بیٹے انوش کی ولادت کے وقت ان کی عمر چھ سو پانچ (۶۰۵) سال تھی۔یہ تمام گفتگو اہل تورات کے بیان کی بنیاد پر ہے۔

لیکن ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ حضرت شیث علیہ السلام نے اپنی بہن خرورتہ بنت آدم سے نکاح کیا تھا اس سے ان کے ہاں ہانش بن شیث اور نعمہ بنت شیث پیدا ہوئے۔اس وقت ان کی عمر ایک سو پانچ سال تھی۔اس کے بعد وہ مزید آٹھ سو سال تک زندہ رہے۔

اور انوش اپنے باپ کی وفات کے بعد ان کی چھوڑی ہوئی حکومت اور رعیت کے انتظام وانصرام میں اپنے باپ ہی کے نقش قدم پر چلے اور اس میں کچھ تغیر وتبدیل نہیں کیا۔

اہل تورات کے بیان کے مطابق انوش کی کل عمر نوسو پانچ سال ہوئی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ شیث علیہ السلام کے ہاں انوش اور دیگر بہت سی اولاد پیدا ہوئی اور انوش کے ہاں اس کی بہن نعمہ بنت شیث سے قیان پیدا ہوا قیان کی ولادت کے وقت انوش کی عمر نوے سال اور آدم علیہ السلام کی عمر تین سو پچیس سال تھی۔لیکن ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ ہانش بن شیث نے اپنی بہن نعمہ بنت شیث سے نکاح کیا تھا اس سے اس کا بیٹا قیان پیدا ہوا ہانش کی عمر اس وقت نوے سال تھی قیان کی ولادت کے بعد وہ آٹھ سو پندرہ سال زندہ رہا اور اس کی بہت سی اولادیں پیدا ہوئیں ہانش کی کل عمر نوسو پانچ سال تھی پھر قیان بن ہانش نے تیرہ سال کی عمر میں دہنہ بنت براکیل بن محویل بن خنوح بن قین بن آدم سے نکاح کیا جس سے مھلائل بن قیان پیدا ہوا اس کی ولادت کے بعد قیان آٹھ سو چالیس سال مزید زندہ رہا۔اور قیان کی کل عمر نوسو دس سال ہوئی۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ انوش کے ہاں قیان اور بہت سی اولاد پیدا ہوئی لیکن اس نے قیان کو جانشین بنایا اور مھلائل کے یرد اور بہت سی اولاد پیدا ہوئی لیکن باپ نے مھلائل کو جانشین بنایا اور یرد کے اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام پیدا ہوئے اور ان کے متوشلخ پیدا ہوئے اور ان کے لامخ یا رمک پیدا ہوئے۔اور یہ ہی اپنے باپ کے جانشین بنے۔

اہل کتاب تورات کے حوالے سے کہتے ہیں کہ تورات میں مذکور ہے کہ مھلائل کی ولادت کے وقت آدم علیہ السلام کی عمر تین سو پچانوے سال اور قیان کی ستر سال تھی۔

اور ابن اسحاق کی روایت کے مطابق مھلائل بن قیان نے ۶۵ سال کی عمر میں اپنی خالہ سمعن بنت براکیل بن محویل بن خنوح بن قین بن آدم سے نکاح کیا اور اس سے یرد بن مھلائل پیدا ہوئے اس کی ولادت کے بعد مھلائل آٹھ سو تیس سال زندہ رہا اور اس کے بعد بہت سی اولاد ہوئی مھلائل کی عمر آٹھ سو پچانوے سال ہوئی اس کے بعد وفات ہوگئی اور تورات میں ہے کہ یرد کی پیدائش کے وقت آدم علیہ السلام کی عمر چار سو ساٹھ سال تھی۔مھلائل اپنے باپ قیان

کے نقش قدم پر چلا تھا۔ البتہ چند چیزیں اس کے زمانے میں نئی ظاہر ہوئی تھیں۔ واللہ اعلم بالصواب

ملک شیث کے زمانے سے زمانہ یرد تک

بنی نوع انسان کو پیش آنے والے واقعات

سب سے پہلے آگ کی پوجا کرنے والا

ایک روایت میں ہے کہ جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا اور اپنے باپ آدم علیہ السلام سے چھپ کر یمن کی طرف راہ فرار اختیار کی تو اس کے پاس شیطان حاضر ہوا اور اسے کہا کہ ہابیل کی قربانی قبول کر لی گئی اور اس کو آگ نے کھالیا کیونکہ وہ آگ کی خدمت اور اس کی عبادت کرتا تھا پس تو بھی بطور عبادت اپنی اور اپنی اولاد کے لیے آگ کو روشن رکھ تو اس نے ایک آتشکدہ تعمیر کیا اور آگ کی پوجا کرنے والا سب سے پہلا شخص یہ ہوا۔

بنی نوع انسان کی نسل کی ابتداء

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ قین نے اپنی بہن اشوث بنت آدم سے نکاح کیا تو اس سے ایک لڑکا خنوح بن قین اور ایک لڑکی عزب بنت قین پیدا ہوئی پھر خنوح بن قین نے اپنی بہن عذب بنت قین سے نکاح کیا تو اس کے بطن سے تین لڑکے پیدا ہوئے پھر انوشیل بن خنوح نے مولیث بنت خنوح سے نکاح کیا اور اس کے بطن سے ایک لڑکا لامک پیدا ہوا پھر لامک نے دو لڑکیوں سے شادی کی جن میں سے ایک کا نام عدی اور دوسری کا نام صلی تھا پھر عدی کے بطن سے لامک کا ایک لڑکا پیدا ہوا یہ ہی وہ پہلا شخص ہے جس نے قباب میں رہائش اختیار کی اور خوب مال کمایا اور عدی کو دوسرا بیٹا توبش پیدا ہوا اور اسی نے سب سے پہلے دف بجانے کی ابتدا کی۔

اور عدی کے ایک لڑکا توبلقین پیدا ہوا اور اسی نے سب سے پہلے تانبے اور لوہے کی صنعت ایجاد کی اور ان کی اولاد میں سے بڑے بڑے جابر اور فرعون صفت لوگ تھے۔ اور انھیں مخلوق میں کشادگی عطا کی گئی تھی لوگوں کے خیال کے مطابق ایک شخص کا قد اس وقت تیس زراع ہوتا تھا، پھر قین کی اولاد سوائے چند کے باقی نہ رہی اور شیث بن آدم کی اولاد کے علاوہ آدم علیہ السلام کی تمام اولاد کا نسب مجہول اور نسل منقطع ہوگئی اور شیث سے آدم علیہ السلام کی اولاد پھیلتی چلی گئی اور آج لوگوں کے نسب حضرت آدم علیہ السلام کی طرف لوٹنے کے بجائے شیث بن آدم کی طرف لوٹتے ہیں اور اسی وجہ سے انہیں بھی ابوالبشر کہا جاتا ہے۔

انکے علاوہ حضرت آدم اور ان کی اولاد کا سلسلہ منقطع ہوگیا۔

اہل تورات سے قین کا نسب اس طرح مروی ہے کہ قین نے اپنی بہن اشوت سے نکاح کیا تو اس کے ایک لڑکا خنوح پیدا ہوا اور خنوح کے عیر داد عیر د کے محویل اور محویل کے انوشیل اور انوشیل کے لامک پیدا ہوا۔ پھر لامک نے عدی اور صلی سے نکاح کیا جس سے لامک کے توبلقین پیدا ہوا۔ جیسا کہ پہلے گزر چکا ہے۔ واللہ اعلم

آلات لہو ولعب کی ایجاد

ابن اسحاق نے اپنی روایات میں قابیل اور اسکی اولاد کے بارے میں یہ ہی کچھ بیان کیا ہے۔ لیکن بعض اہل کتاب سے منقول ہے کہ قابین کی اولاد میں سے ایک شخص توبال نے لہو ولعب کے آلات اختیار کیے۔ اور اس نے یہ آلات مہلائیل بن قیان کے زمانے میں ایجاد کیے۔ جس میں بانسری، ڈھول، باجے، اور سارنگی تھے۔ کچھ ہی عرصے قابین کی اولاد لہو لعب میں مشغول ہوگئی پھر یہ خبر شیث علیہ السلام کی اولاد تک پہنچی جنھوں نے پہاڑوں میں اپنا مسکن بنا رکھا تھا ان میں سے سو آدمیوں نے ان کی طرف قصد کیا اور انھوں نے اپنے آباؤ اجداد کی وصیتوں کی مخالفت کا ارادہ کیا مگر جب یہ خبر یارد کو پہنچی تو یارد نے انھیں سمجھایا اور اس ارادہ سے باز رکھا لیکن ان لوگوں نے کچھ نہ سنا اور سرکشی دکھائی اور قابین کی اولاد کے پاس پہنچ گئے اور جب انکی ایجاد کردہ چیزوں کو دیکھا تو حیرت میں پڑ گئے۔ پھر جب انھوں نے واپسی کا ارادہ کیا تو انکے آباؤ اجداد کی نصیحتیں ان کے آڑے آگئیں پس جب وہ لوگ ان کے علاقوں کی طرف چلے تو حق سے انحراف کرنے والوں نے گمان کیا کہ انھیں تعصب کی بنیاد پر روکا گیا ہے اس لیے کہ وہ پہاڑی کے لوگ ہر طرف سے وادی کی طرف اترنے لگے۔ اور لہو لعب کے آلات نے انھیں بہت زیادہ متاثر کیا اور انھوں نے قابین کی اولاد میں سے ان عورتوں سے موافقت کرلی جو ان کی طرف مائل ہو رہی تھیں اور پھر وہ انکے ساتھ چلیں گئیں یہاں تک کہ سرکشی اور نافرمانی میں مشغول ہوگئے اور شراب نوشی اور بدکاری ظاہر ہوگئی۔

عورتوں کا حسن و جمال

ابو جعفر سے مروی ہے کہ یہ قول سچائی سے دور نہیں اس لیے کہ اسی طرح کا ایک قول علماء امت محمد ﷺ سے بھی منقول ہے اگرچہ انھوں نے یہ بات ذکر نہیں کی کہ یہ قصہ کس زمانہ اور کونسے ملک میں پیش آیا لیکن یہ ضرور ذکر کیا ہے کہ یہ واقعہ آدم اور نوح علیہ السلام کے درمیانی زمانے کا ہے۔

اور یہ روایت............ ابن عباسؓ سے ہم تک پہنچی ہے کہ انھوں نے یہ آیت تلاوت فرمائی ''ولا تبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولی'' (ترجمہ) اور تم گذشتہ اور جاہلیت کی طرح بناؤ اور سنگھار دکھاتی نہ پھرو۔

فرمایا: کہ یہ واقعہ نوح علیہ السلام اور ادریس علیہ السلام کے درمیان کا زمانہ ہے جو کہ ایک ہزار سال پر مشتمل تھا اور یہ دونوں آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں جن میں سے ایک میدانی علاقہ میں اور دوسرا پہاڑی علاقہ میں رہتا تھا جو پہاڑی علاقوں میں رہتے تھے انکے مرد حسین وجمیل (حسن و جمال کے پیکر تھے۔ اور انکی عورتیں بدصورت تھیں اور لوگ جو میدانی علاقوں میں رہتے تھے انکی عورتیں خوبصورت حسن و جمال کی مجسمہ تھیں اور مرد بدصورت تھے تو ایک دن شیطان ایک غلام کی شکل میں میدانی علاقوں میں رہنے والوں میں سے کسی ایک کے پاس آیا اور اس کی خدمت کے لیے اس کے پاس نوکر ہوگیا اور شیطان اس شخص کی خدمت کرتا رہا اسی اثنا میں شیطان نے بانسری کی شکل کا ایک آلہ ایجاد کیا جس سے ایسی آواز نکلتی تھی جسے لوگوں نے پہلے کبھی نہیں سنا تھا تھوڑے ہی عرصے میں اس آلہ کی خبر آس پاس کے لوگوں کو پہنچ گئی اور وہ لوگ اس آواز کو سننے کے لیے جوق در جوق آنے لگے اور انھوں نے اپنے لیے سال میں ایک دن عید کا مقرر کرلیا جس میں یہ سب لوگ جمع ہوتے اور شیطانی آلہ کی آواز سے اپنے دلوں کو بہلاتے تھے عورتیں مردوں کے لیے سج دھج

کے نکلتیں اور پہاڑی لوگ ان کے لیے پہاڑوں سے نیچے اتر آتے تھے۔ ایک دفعہ کسی معاملہ کی بنا پر شکان جبل میں سے ایک شخص نے ان پر حملہ کر دیا اور وہ اپنی عید میں مشغول تھے پس اس پہاڑی شخص نے ان کی عورتوں کا حسن و جمال اور خوبصورتی دیکھی تو اپنے اصحاب کے پاس گیا تو وہ سب ان عورتوں کی طرف چلے اور ان کے پاس پہنچ کر بدکاری وخواہش پرستی میں مشغول ہو گئے اور اللہ تعالیٰ نے اسی کے بارے میں فرمایا کہ "ولاتبرجن تبرج الجاهلية الاولى"

ابن وکیع سے مروی ہے کہ کہا (ولا تبرجن تبرج الجاهلية الاولى) آدم اور نوح علیہ السلام کا درمیانی وقفہ آٹھ سو سالوں پر مشتمل تھا اور ان کی عورتیں صفات نسوانیت سے عاری تھیں اور ان کے مرد نیک خصلت تھے انکی ہر عورت کی یہ خواہش تھی کہ مرد ہر وقت اس کے ساتھ مشغول رہے پس یہ آیت نازل ہوئی جو اوپر بیان کی گئی۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام کو اس وقت تک موت نہیں آئی جب تک انکی اولاد اور انکی اولاد کی اولاد کی تعداد چالیس ہزار تک نہ پہنچ گئی۔

جب آدم علیہ السلام نے ان میں زنا، شراب نوشی، اور برائی دیکھی تو انھیں وصیت کی کہ بنوشیث ہرگز ہرگز بنو قابیل سے نکاح نہ کریں اس خبر کے بعد بنوشیث کو غار میں لے گئے اور ان پر ایک دیوار تعمیر کر دی تا کہ بنو قابیل میں سے کوئی شخص ان کے قریب نہ جا سکے اور بنوشیث کے لوگ ان کے پاس آتے تھے اور اپنے کیے ہوئے افعال پر معذرت کرتے تھے پھر بنوشیث کے خوبصورت مردوں میں سے کسی نے کہا کہ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہمارے چچازاد بنو قابیل کے ساتھ کیا معاملہ پیش آیا پس ان میں سے سو آدمی بنو قابیل کی خوبصورت عورتوں کی طرف چلے جب وہ وہاں پہنچے تو بنو قابیل کی عورتوں نے انھیں پھانس لیا وہ انکے ساتھ رہے جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا، پھر بنوشیث کے دوسرے سو آدمیوں نے کہا کہ ہمیں دیکھنا چاہیے کہ ہمارے بھائیوں کے ساتھ کیا قصہ پیش آیا پس وہ بھی پہاڑ سے ان کی طرف اتر آئے پھر انھیں بھی بنو قابیل کی عورتوں نے پھانس لیا پھر تمام کے تمام بنوشیث اتر آئے اور معصیت پھیل گئی اور انھوں نے آپس میں ایک دوسرے سے نکاح کیے اور آپس میں اختلاط کی وجہ سے بنو قابیل کی تعداد اتنی بڑھی کہ روئے زمین انکی نسل سے بھر گئی اور وہی لوگ نوح علیہ السلام کے زمانے میں غرق کیے گئے۔

اور قبیلہ فرس کے نسب کا ذکر پہلے ہی کر چکا ہوں کہ انھوں نے مھلائیل بن قینان کے بارے میں کہا ہے کہ وہ اوشھنج ہے جو کہ سات شہروں کا بادشاہ ہے اور ان لوگوں کے قول میں بیان کر چکا ہوں جنھوں نے عرب کے نسب میں اختلاف کیا ہے۔

روئے زمین پر انسانی آبادی کی ابتدا

درخت کاٹنے والا پہلا شخص

اور اگر بات اس طرح ہے جس طرح اس نے فرس کے نسب کے بارے میں کہی ہے تو مجھے روایت پہنچی ہے کہ ھشام بن محمد بن السائب سے کہ وہ یہی پہلا شخص ہے جس نے درخت کاٹا اور اس سے تعمیری کام کیا اور لوگوں کو اس کے بارے میں بتایا اور اہل عصر کو حکم دیا کہ وہ مساجد کی تعمیر کریں اور اسی نے سب سے پہلے باقاعدہ منصوبہ بندی کے تحت روئے زمین پر دو شہر تعمیر کیے ایک کا نام بابل جو کہ کوفہ کے وسط میں ہے اور دوسرے کا نام سوس تھا اور اس نے اپنے ملک میں چالیس سال تک حکومت کی۔

صنعت سازی کا آغاز

اور اس کے علاوہ دوسرے اقوال سے پتا چلتا ہے کہ اوشہنج نے ہی سب سے پہلے کان سے لوہا نکالا اور اس سے کاریگری کے مختلف اوزار تیار کیے اور اسی نے سب سے پہلے پانیوں کو وادی میں ایک جگہ جمع کیا۔ اور لوگوں کو کھیتی باڑی، زراعت و کٹائی اور دیگر کام کرنے پر ابھارا اور موذی درندوں کو قتل کرنے کا حکم دیا اور جانوروں کی کھال سے لباس اور چٹائی بنائی اور اسی نے لوگوں کو گائے بھیڑ بکری اور وحشی جانوروں کے ذبح کرنے اور انکے گوشت کھانے کا حکم دیا اور چالیس برس تک اسکی سلطنت قائم رہی شہر تعمیر کرایا اور اس شہر کے بارے میں خیال کیا جاتا ہے کہ یہ وہ پہلا شہر ہے جو جیومرت کے بعد تعمیر کیا گیا جس میں طبرستان کے لوگ بنو بناوندر ہتے تھے۔

شیطان اور اسکے حواریوں پر پابندی

اہل فارس نے کہا! کہ اوشہنج پیدائشی بادشاہ تھا اور وہ عوامی معاملات اور اپنی زندگی کے بارے میں ایک سمجھدار شخص کی طرح فیصلے کرتا تھا اور لوگوں کا گمان یہ ہے کہ اسی نے سب سے پہلے احکامات اور حدود نافذ کی اسی وجہ سے اسے ''فیشداز'' کا لقب عطا کیا گیا جس کے معنی ہیں انصاف قائم کرنے والا پہلا شخص۔ اور یہ فارسی زبان میں فاش یعنی اول اور داز یعنی انصاف وقضا سے مرکب ہے۔

اوشہنج کا ہندوستان سفر

بیان کیا جاتا ہے کہ وہ ہندوستان پہنچا اور کئی شہروں میں پھرا پس جب اسکا حکم نافذ ہو چکا اور سلطنت مضبو ہو چکی تو اس کے سر پر تاج سجایا گیا پھر اس نے لوگوں کو خطبہ دیا جس میں اس نے انھیں کہا:

کہ! بے شک اس نے یہ ملک اپنے دادا جیومرت سے وراثت میں پایا ہے اور بیشک وہ سرکش انسانوں اور شیاطین پر عذاب ہے اور بیان کیا جاتا ہے کہ اس نے شیطان اور اسکے حواریوں پر غصہ کیا اور ان پر انسانوں سے میل جول رکھنے کی پابندی لگادی اور ان سے ایک سفید کاغذ پر لکھے گئے معاہدہ پر عہد لیا کہ وہ کسی بھی انسان سے کوئی معارضہ نہ کریں گے پس شیاطین نے ان سے اس بات پر وعدہ کرلیا اور اس نے سرکشی دکھانے والوں اور جنات کی ایک جماعت کو قتل کر دیا پس وہ اس کے خوف کی وجہ سے جنگل، پہاڑوں، وادیوں میں بھاگ نکلے وہ تمام شہروں کا تنہا بادشاہ تھا اور جیومرت کی صورت اور اوشہنج کی ولادت اور حکومت کا درمیانی وقفہ دوسو تیس برس پر محیط تھا اوشہنج کی موت کے بعد شیطان اور اس کے لشکری بہت خوش ہوئے اور وہ پہاڑوں، وادیوں سے اتر کر بنی آدم کے گھروں میں داخل ہو گئے۔

قصہ یرد

اب ہم یرد کے ذکر کی طرف لوٹتے ہیں، بعض لوگ اسے یارد کہتے ہیں۔

یرد کے ہاں اپنی خالہ سمن بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین پیدا ہوا اس وقت آدم علیہ السلام کی عمر چار سو ساٹھ سال تھی۔ یرد ان نصیحتوں کا وارث بنا جو اسکے دادا نے اسکے والد کو کیں تھیں اور اس خلافت کا جو اس کے والد مھلائیل کو اپنے والد سے حاصل ہوئی تھی اسکی والدہ نے اسکو باپ کے انتقال کے بعد ۵۵ برس کے بعد جنا پھر اس نے

آباؤ اجداد کی دی ہوئی وراثت کو اسی طرح قائم کیا جس طرح وہ اپنی زندگی میں قائم کرتے تھے۔

یرد کا ایک سو باسٹھ برس کی عمر میں نکاح کرنا

اور اس سے ادریسؑ کا پیدا ہونا

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ یرد نے ایک سو باسٹھ برس کی عمر میں برکتہ بنت الدرمسیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا اس کے بطن سے اخنوخ بن یرد پیدا ہوا اور یہ ہی نبی ادریس علیہ السلام ہیں اور بنی آدم میں سب سے پہلے ادریس علیہ السلام کو نبوت عطا کی گئی۔ ابن اسحاق نے اسی طرح روایت کی ہے اور سب سے پہلے قلم کی لکھائی کی۔ اخنوخ کی پیدائش کے بعد یرد آٹھ سال تک زندہ رہا اور اسکے بہت لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں نو سو باسٹھ برس کے بعد یرد اس دار فانی سے کوچ کر گیا۔

ادریسؑ سے متعلق اہل تورات کی روایت

اہل تورات کی بعض روایات میں آتا ہے کہ یرد کا ایک بیٹا خنوخ پیدا ہوا اور وہ ہی ادریس علیہ السلام ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے نبوت کے اعلیٰ منصب پر فائز کیا اس وقت آدم علیہ السلام کی عمر چھ سو بائیس سال تھی ادریس علیہ السلام پر تیس صحیفے نازل ہوئے تھے آدم علیہ السلام کے بعد سب سے پہلے انھوں نے ہی باقاعدہ قلم کے ذریعے لکھائی شروع کی اور قتال فی سبیل اللہ شروع کیا اور انھوں نے ہی سب سے پہلے کپڑوں کی سلائی شروع کی وہی وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے قابیل کی اولاد کو گرفتار کیا تھا اور انھیں غلامی کی زنجیر میں جکڑ دیا تھا اور ادریس علیہ السلام تک اپنے والد یرد کے ذریعے وہ باتیں پہنچیں جو کہ ان کے آباؤ اجداد سے چلی آتی تھیں اور وہ آپس میں ایک دوسرے کو وصیت کرتے رہتے تھے یہ سب کچھ آدم علیہ السلام کی زندگی ہی میں ہو چکا تھا۔

وفات آدم علیہ السلام

کہا جاتا ہے کہ اخنوخ کی عمر تین سو آٹھ برس گزرنے کے بعد آدم علیہ السلام اس دنیا سے رحلت فرما گئے اس وقت ان کی عمر نو سو تیس برس تھی۔ اس غمناک حادثہ کے بعد اخنوخ نے اپنی قوم کو جمع کیا اور ان کے سامنے وعظ کیا جس میں انھیں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور شیطان کی نافرمانی کا حکم دیا اور انھیں کہا کہ وہ قابیل کی اولاد سے میل جول ختم کر دیں لیکن انھوں نے یہ بات ماننے سے انکار کر دیا اور بنو شیث کی ایک جماعت کے بعد دوسری جماعت قابیین کی اولاد کی طرف متوجہ ہونے لگی۔

ادریسؑ کی وفات

تورات میں مذکور ہے کہ تین سو پینسٹھ برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو دنیا سے اٹھا لیا اس وقت ان کے والد کی عمر ۵۲۷ برس تھی ادریس علیہ السلام کی وفات کے بعد انکے والد محترم ۴۳۵ برس زندہ رہے اور یوں انھوں نے نو سو باسٹھ برس کی عمر پائی اور خراج کی پیدائش اس وقت ہوئی جب کہ یارد کی عمر ایک سو باسٹھ سال گزر چکی تھی۔

بتوں کی عبادت کرنے کی ابتداء

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ یارد کے زمانے میں بت تراشے گئے اور بہت سے لوگ اسلام سے پھر کر کفر میں داخل ہو گئے۔

چار رسول

ابوذر الغفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے ابوذر! رسولوں میں سے چار رسول سریانی ہیں۔(۱) آدم علیہ السلام (۲) شیث علیہ السلام (۳) نوح علیہ السلام (۴) اخنوخ، اور (اخنوخ) وہ پہلے شخص ہیں جنھوں نے قلم کے ذریعے لکھائی کی اور اللہ تعالیٰ نے اخنوخ پر تیس صحیفے نازل کیے۔

ادریسؑ کی فضیلت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ادریس علیہ السلام کو اپنے زمانے میں تمام روئے زمین کے لیے نبی بنا کر بھیجا اور اللہ تعالیٰ نے انھیں دو ماضیوں کا علم عطا کیا اور یہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ان کے لیے بطور کرم تیس صحیفوں پر زیادتی تھی۔

اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا(ان هذا لفی الصحف الاولی صحف ابراهیم و موسی) ترجمہ: بے شک یہی سب کچھ پہلے جو ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام پر نازل کیے گئے ان میں بھی ہے۔

اور کہا کہ جو قرآن میں آیا ہے الصحف اولی تو صحف سے مراد وہ صحف ہیں جو آدم علیہ السلام کے بیٹوں ھبۃ اللہ اور ادریس علیہ السلام پر نازل ہوئے۔

دعوت اسلام کا بیوراسب کو پہنچنا

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ ادریس علیہ السلام کے زمانے میں ایک بادشاہ تھا جس کا نام بیوراسب تھا اس تک بھی دعوت آدم علیہ السلام کی کچھ باتیں پہنچیں۔ اس شخص نے اس زمانے میں جادو ایجاد کیا تھا اور بیورسب اجادو کا کام کرتا تھا اس کے پاس سونے کا ایک بانس نما ڈنڈا تھا وہ جب بھی کسی چیز کا ارادہ کرتا یا ذی روح یا کسی عورت کو اپنے اوپر فدا کرنا چاہتا تو اس بانس نما ڈنڈے پر پھونک مارتا اس کے پاس ہر وہ چیز حاضر ہو جاتی تھی جس کا وہ ارادہ کرتا تھا اسی وجہ سے یہود پھونک مارتے ہیں۔

زمانہ طھمورث

فرس کا خیال ہے کہ اوشہنج کی موت کے بعد طھمورث بن یونجہا بن خیانداز بن اوشہنج کو تخت پر بٹھایا گیا اور بعض لوگوں نے طھمورث سے اوشہنج تک نسب میں اختلاف کیا ہے بعض تو وہی نسب بیان کرتے ہیں جو کہ میں نے اوپر ذکر کیا ہے اور بعض لوگ اس طرح بھی بیان کرتے ہیں طھمورث بن ابانکھان بن انکھد بن اسکھند بن اوشہنج۔

طہمورث کا نظام سلطنت

مجھے ھشام بن محمد الکلبی سے روایت پہنچی ہے کہ طہمورث بابل شہر کا سب سے پہلا بادشاہ تھا، واللہ اعلم۔ اللہ تعالیٰ نے طہمورث کو ایسی شان وشوکت اور قوت عطا فرمائی تھی کہ جس کے آگے گیا انسان اور دوسرے شیاطین بھی اسکے تابع ہو جاتے تھے اور وہ اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار بندہ تھا جس نے چالیس سال تک حکومت کی اہل فرس کا خیال ہے کہ طہمورث تمام شہروں کا بادشاہ تھا اور اس کے سر پر بادشاہت کا تاج سجایا گیا تھا ایک دن بادشاہ نے کہا کہ ہم اللہ کی مدد سے اسکی مخلوق میں سے سرکشی اور نافرمانی کو مٹا دیں گے وہ امور سلطنت چلانے میں نہایت سلیقہ منداور اپنی رعایا کے لیے انتہائی مشفق حاکم تھا اس نے فارس میں ایک عالی شان محل تعمیر کرایا اور اس میں رہنے لگا اس نے مختلف شہروں کا دورہ کیا

طہمورث کی دلیری

ایک دن اچانک وہ چھلانگ لگا کر شیطان پر سوار ہو گیا اور اس پر سوار ہو کر زمین کے طول وعرض کا چکر لگایا پھر اس نے شیطان اور اس کے حواریوں کو خوب ڈانٹا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے سے جدا ہو کر روئے زمین پر منتشر ہو گئے اور طہمورث نے ہی سب سے پہلے اون اور بال سے لباس اور چٹائی بنائی اور اسی نے سب سے پہلے گھوڑوں، خچروں، اور گدھوں کو بادشاہوں کی سواری کے لیے زینت بنایا اور لوگوں کو حکم دیا کہ وہ کتوں کو جانوروں کی حفاظت ، درندوں سے بچاؤ اور شکار کے لیے سدھائیں۔ فارسیہ میں لکھا ہوا ہے کہ

بیوراسب کا عقیدہ

”بیوراسب کا عقیدہ اسکی حکومت کے پہلے سال کے شروع ہی میں ظاہر ہو گیا تھا“ اور اس نے لوگوں کو صائبین کے دین کی طرف دعوت دینا شروع کی (صابین یعنی فرشتہ کی عبادت کرنے والا فرقہ)۔

ادریس علیہ السلام

اب ہم دوبارہ اخنوخ یعنی ادریس علیہ السلام کے ذکر کی طرف لوٹتے ہیں۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ اخنوخ بن یرد نے ”ھدانہ“ اور بعض روایات میں ”ادانہ“ بنت باویل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے ۶۵ برس کی عمر میں شادی کی۔ ھدانہ کے بطن سے ایک لڑکا متوشلخ بن اخنوخ پیدا ہوا۔ متوشلخ کی پیدائش کے بعد اخنوخ تین سو سال تک زندہ رہے اس عرصے میں اخنوخ نے بہت سارے لڑکے اور لڑکیاں پیدا کیں۔ تین سو پینسٹھ سال کی عمر میں اخنوخ نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

ادریسؑ کے لائق فرزند

اہل تورات کی بعض روایات میں ہے کہ متوشلخ کی پیدائش اخنوخ کے گھر میں اس وقت ہوئی جب کہ آدم علیہ السلام کی عمر چھ سو ستاسی برس تھی۔ پس اخنوخ نے متوشلخ کو اوامر اللہ پر اپنا نائب بنایا اور اسے اسکے گھر والوں کی وفات سے پہلے بہت سی نصیحتیں کیں اور وہ ان سب میں زیادہ علم والے تھے اور وہ جانتے تھے کہ اللہ تعالیٰ اولاد قائین اور وہ لوگ

جوان سے میل جول رکھتے تھے اوران کی طرف مائل ہوتے تھے ان پر عنقریب عذاب نازل کرے گا اسی وجہ سے انھوں نے اپنی اولاد کوان سے میل جول رکھنے سے باز رکھا۔

گھوڑے کو جہاد کیلئے استعمال کرنے والا پہلا شخص

بعض روایات سے پتا چلتا ہے کہ متوشلخ نے ہی سب سے پہلے اپنے والد محترم کے جہادی نقش قدم پر چلتے ہوئے گھوڑے کی سواری کی۔ اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمابرداری میں وہ اپنے آباؤاجداد کے طریقہ پردین میں کوشاں تھے اخنوخ کی وفات میں تین سو پینسٹھ برس میں ہوئی تھی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ متوشلخ بن اخنوخ نے ایک سو پچیس برس کی عمر میں عربا نیت عزرائیل (ابن الاثیر کی روایت میں عزازیل ہے) بن انوشیل بن خنوخ بن قین بن آدم سے نکاح کیا۔ عربا کے بطن سے ایک لڑکا لمک بن متوشلخ پیدا ہوا۔

نوح علیہ السلام کے والدین

لمک کی پیدائش کے بعد متوشلخ سات سو سال تک زندہ رہا اس دورانیہ میں اسکے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں اور نو سو انیس سال کی عمر میں تنوس بنت براکیل کا انتقال ہوا پھر لمک بن متوشلخ بن اخنوخ ایک سو ستاسی برس کی عمر میں تنوس بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن آدم سے نکاح کیا تنوس کے بطن سے اللہ تعالیٰ کے جلیل القدر نبی نوح علیہ السلام پیدا ہوئے۔

نوحؑ کی بیوی اور اولاد

نوح علیہ السلام کے بعد لمک پانچ سو پچانوے سال زندہ رہا اس زمانے میں اسکے بہت سے لڑکے اور لڑکیاں پیدا ہوئیں اور سات سو اسی سال کی عمر میں لمک کا انتقال ہوگیا پھر پانچسو برس کی عمر میں نوح علیہ السلام نے عمذرۃ بنت براکیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم سے شادی کی۔ عمذرۃ کے بطن سے آپ کے تین بیٹے سام، حام اور یافث پیدا ہوئے۔

متوشلخ کا لمک کو جانشین بنانا

اہل تورات کا بیان ہے کہ لمک بن متلوشخ کی پیدائش کے وقت آدم علیہ السلام کی عمر آٹھ سو چھتر برس تھی۔ لمک نے بھی اپنے آباؤاجداد کی طرح اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری میں اپنے شب وروز گزارے پس جب متلوشخ اپنی زندگی کے آخری ایام گزار رہا تھا تو اس نے اپنے بیٹے لمک کو اپنے تمام امور میں اپنا نائب مقرر کیا اور اسے وہ نصیحتیں کی جو اسکے آباؤاجداد نے اسے کی تھیں لوگوں کا بیان ہے کہ لمک اپنی قوم کو سمجھاتا اور انھیں قابین کی اولاد سے میل جول رکھنے سے منع کرتا لیکن وہ نصیحت کو قبول نہیں کرتے تھے اور سرکشی دکھاتے تھے حتی کے جو تمام کے تمام پہاڑوں میں تھے قابین کی اولاد کی طرف چلے آئے۔

نوح علیہ السلام کا زمانہ ولادت

کہا جاتا ہے کہ متوشلخ کا ایک دوسرا بیٹا بھی تھا جس کا نام صبائی تھا اور یہ بھی خیال کیا جاتا تھا کہ صابیہ فرقہ اس کی طرف منسوب ہے۔ متوشلخ کی کل عمر نو سو ساٹھ برس تھی پھر لمک کی پیدائش کے وقت متوشلخ کی عمر ایک سو ستاسی برس تھی۔ پھر نوح علیہ السلام کی پیدائش لمک کے ہاں نزول آدم کے ایک ہزار چھ برس بعد ہوئی۔

وفاتِ آدم کے ایک سو بیس برس بعد نوحؑ کا پیدا ہونا

جب نوحؑ پیدا ہوئے تو اس وقت وفات آدم علیہ السلام کو ایک سو بیس برس گزر چکے تھے۔

نوحؑ کا دعوت الی اللہ دینا اور والد لمک کا ان کی ہمت بندھانا

پھر جب نوح علیہ السلام نے دعوت الی اللہ شروع کی تو لمک نے انھیں کہا! مجھے معلوم تھا کہ اس مقام پر ہمارے علاوہ اور کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ پس میرے بیٹے آپ نہ گھبرایئے اور اس نافرمان قوم کی پیروی نہ کیجیے۔ نوح علیہ السلام لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے تھے اور انھیں وعظ و نصیحت کرتے تھے لیکن ان کی قوم ان سے چھپتی پھرتی اور ان کی دعوت الی اللہ پر کان نہ دھرتی تھی۔

قومِ نوح کو مدت مہلت

پس وحی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو ان کی مہلت سے آگاہ کیا اور انھیں کہا کہ آپ بھی انھیں کچھ مدت تک مہلت دے دیں تاکہ یہ لوگ اپنی گمراہی اور سرکشی سے لوٹ آئیں اور اللہ تعالیٰ کے سامنے توبہ کریں لیکن یہ سرکش قوم اپنی گمراہی اور سرکشی سے باز نہ آئی یہاں تک کہ مدت ختم ہوگئی۔

قومِ نوح سے متعلق روایت

بعض دوسرے لوگوں سے یہ روایت دوسرے الفاظ میں مذکور ہے! کہ نوح علیہ السلام کا زمانہ بادشاہ بیوراسب کا زمانہ ہی تھا اور آپ کی قوم بتوں کی عبادت کرتی تھی آپ نے انھیں ساڑھے نو سو سال تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا لیکن ان کی ایک نسل کے بعد دوسری نسل کفر کی پیروی کرتی رہی یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل فرمایا اور وہ سب کے سب ہلاک کر دیئے گئے۔

نوح علیہ السلام کی پیدائش اور بعثت وغیرہ

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ پھر بیاسی سال کی عمر میں لمک کے ہاں نوح علیہ السلام پیدا ہوئے اور اس زمانے میں کوئی ایسا شخص نہ تھا جو کہ لوگوں کو فحاشی اور منکرات سے روکتا۔ پس اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا اس وقت ان کی عمر چار سو اسی سال تھی۔ ایک سو بیس سال تک انھوں نے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا لیکن ان کی

قوم نے نوح علیہ السلام کی کوئی بھی بات نہ سنی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو کشتی بنانے کا حکم دیا جس وقت آپ نے کشتی بنائی اور اس میں سوار ہوئے اس وقت آپ کی عمر چھ سو برس کی تھی پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر اپنا عذاب نازل کیا اور سرکشی اور نافرمانی کرنے والے اس پانی کے عذاب میں غرق کر دیئے گئے کشتی میں سواری کے بعد نوح علیہ السلام ساڑھے تین سو سال تک زندہ رہے۔

بادشاہ جم الشیذ

شاہِ جم الشیذ کی شوکت اور حسن و جمال

علماء فرس سے روایت ہے کہ جم الشیذ کو بادشاہت کے تخت پر بٹھایا گیا۔ شیذ کے معنی شعاع کے آتے ہیں اور یہ لقب اس کے حسن و جمال کی وجہ سے اسے عطا کیا گیا تھا۔ جم یونجھان کا بیٹا تھا اور طہمورث اسکے بھائی کا نام تھا کہا جاتا ہے کہ اس نے اقالیم سبعہ پر حکمرانی کی تھی اور جن وانس کی تمام مخلوقات اس کے لیے مسخر کر دی گئی تھیں جب اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھا گیا اور وہ تخت نشین ہوا تو اس نے لوگوں کو مخاطب کر کے کہا کہ! بے شک اللہ تعالیٰ نے ہمارے جمال کو مکمل کیا اور ہماری زبردست نصرت کی اور عنقریب ہم اپنی رعایا کے لیے ہر چیز کے دروازے کھول دیں گے۔

اسلحہ سازی، کپڑے بننے، اور دیگر صنعت کی ابتداء

اور جم الشیذ نے ہی سب سے پہلے تلواروں اور اسلحے کی صنعت کی ابتداء کی اور لوگوں کو ریشم اور اسی طرح کی دوسری چیزیں جس میں بُنائی کا کام کیا جاتا ہے، سے آگاہ کیا اور انھیں کپڑے بننے اور کپڑے رنگنے کا حکم دیا اور جانوروں کو قابو کرنے کے لیے زین اور دستانے بنانے کا حکم دیا۔

اسلحہ سازی اور دیگر کاموں کی تقسیم

بعض لوگوں کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ بادشاہ جم الشیذ چھ سو سولہ برس اور چھ مہینے حکومت کرنے کے بعد ایک سال تک لوگوں سے چھپا رہا اس اثنا میں تمام شہر بادشاہت سے خالی رہے ایک سال کا عرصہ گزرنے کے بعد وہ لوگوں کے سامنے ظاہر ہوا۔

جم الشیذ نے اپنی سلطنت کے امور چلانے کے لیے عجیب نظام بنایا ہوا تھا اس نے اپنی حکومت کے ابتدائی پچاس سالوں میں لوگوں کو لوہے سے تلواریں زرہیں دوسرے مختلف قسم کے اوزار بنانے کا حکم دیا پچاس سال سے سو سال کے دورانیہ میں ریشم اور روئی کو بننے اور کاتنے کے بعد ان سے کپڑا بنانے، مختلف رنگوں میں رنگنے اور کپڑے سینے کا حکم دیا۔

انسانی خدمت کے لیے چار طبقات

سو سال سے ڈیڑھ سو سال کے دوران جم الشیذ نے لوگوں کو چار طبقوں میں تقسیم کیا جن میں سے ایک طبقہ

فوجیوں کے لیے اور دوسرا طبقہ فقہاء اور علماء کے لیے تیسرا طبقہ کاتبوں کے لیے اور چوتھا طبقا کسانوں اور مختلف فنون کے ماہرین کے لیے مخصوص کر دیا اور ان میں سے ہر ایک کو اپنے اپنے کاموں کو تندہی سے انجام دینے کا حکم دیا۔

شیاطین اور جنوں سے جنگ اور انھیں تابع کرنا

ڈیڑھ سو سال کے دوران جم الشید نے شیاطین اور جنوں سے خوب جنگ کی پھر انھیں ذلت و رسوائی کے بعد اپنے حکم کے لیے اپنا مطیع اور فرمانبردار بنالیا پھر ڈھائی سو سال سے تین سو سال کے وقفے میں شیاطین کو پہاڑوں سے پتھروں کو توڑنے پر مامور کیا پھر لوگوں کے لیے سنگ مرمر اور چونے سے عمارتیں اور غسل خانے تعمیر کرائے اور اس کے بعد انسانی خدمت کے لیے شیاطین سے مختلف چیزیں سمندروں، پہاڑوں اور دریاؤں، کانوں جنگلات سے شہروں کی طرف منتقل کروائیں جن میں سرفہرست سونا، چاندی، مختلف قسم کے جواہرات، خوشبوئیں اور ادویات شامل تھیں۔

سب سے پہلی گاڑی

دنیا میں پہلا ہوائی سفر

جم الشید بادشاہ کے لیے شیاطین نے ایک گاڑی تیار کی پھر جم الشید نے اس گاڑی میں شیاطین کو لوہے سے جکڑ کر خود اس پر سوار ہو گیا شیاطین اسے لے کر فضا میں اڑے اور شہر دنباوند سے بابل تک کا سفر صرف ایک دن میں طے کیا اور یہ دن شمسی سال کے پہلے مہینہ کا پہلا دن تھا پس لوگ اس عجوبے کو بڑی انہاک سے دیکھنے لگے پھر بادشاہ نے لوگوں کو یہ دن اور اسکے بعد پانچوں دن عید کے لیے مقرر کرنے کا حکم دیا تا کہ ان دنوں میں خوشی منائی جا سکے اس نے لوگوں کو بتایا کہ یہ سفر اس نے اللہ تعالی کی رضا جوئی کے لیے کیا تھا اور اسکے بدلے میں انھیں گرمی سردی بیماریوں ،بڑھاپے اور حسد سے محفوظ کر دیا گیا ہے لوگ تین سو سال تک ان تمام تکالیف سے دور رہے یہاں تک کہ جم الشید کی حکومت کو پورے چھ سو سولہ برس گزر گئے۔

جم الشید کی سرکشی و ہلاکت

چھ سو سولہ برس گزرنے کے بعد جم الشید نے اللہ تعالی کی عطا کردہ نعمتوں کی کھلم کھلا ناشکری کی اور سرکشی دکھائی اور جن وانس کو خطاب کیا اور کہا:

کہ میں ہی (جم الشید) تمہارا مددگار اور مالک ہوں اور میں ہی تم سے یہ سب تکالیف دور کر سکتا ہوں اور اسی طرح کی دوسری باتوں سے خدائی کا دعوی کر بیٹھا لیکن حاضرین میں سے کسی نے کوئی جواب نہ دیا اس دعوی کے بعد اس کی عزت بحکم اللہ خاک میں ملا دی گئی اور ملائکہ اس کی مدد سے ہٹا دیے گئے۔

جم الشید کی سرکشی کی خبر بیوراسب کو

یہ خبر بیوراسب جسے ضحاک بھی کہا جاتا تھا کو پہنچی تو وہ بڑی تیزی سے جم کی طرف بڑھا تا کہ اس کا کام تمام کر دیا جائے یہ خبر سنتے ہی جم الشید بھاگ نکلا لیکن بیوراسب نے اسے جلد ہی پکڑ لیا اور اسے آروں سے چیر کر ٹکڑوں میں تبدیل کر دیا۔

اسفتور اور بیوراسب کا جم کا تعاقب کرنا

بعض دوسری روایات میں مروی ہے کہ جم نے تقریباً پانچ سو برس تک بڑے احسن طریقے سے حکومت کا نظم ونسق چلایا لیکن آخری سو سال کے عرصے میں خدائی کا دعوی کر دیا یہ خبر جب اسکے بھائی اسفتور نے سنی تو اسے مضبوطی سے دبوچ لیا تا کہ اسے قتل کر ڈالے لیکن وہ اس سے کسی طرح چھپنے میں کامیاب ہو گیا اور ایک جگہ سے دوسری جگہ چھپتا رہا پھر بالا آخر بیوراسب نے اس کے ملک پر قبضہ کر لیا اور اسے آرے سے چیر دیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ جم نے سات سو برس چار مہینہ اور بیس دن تک حکمرانی کی۔

جم کے مثل دوسرے بادشاہ کا قصہ

وھب بن منبہ سے روایت ہے کہ اسی طرح کی ایک اور حکایت دوسرے بادشاہ کے بارے میں بھی مذکور ہے۔ اگر تاریخوں کا اختلاف نہ ہوتا تو بقول وھب بن منبہ کے میں انہیں ایک ہی قصہ سمجھتا۔

وھب بن منبہ سے روایت ہے کہ (یہ روایت جم الشید کے قول سے ملتی ہے) ایک نوجوان بادشاہ تھا اس نے ایک دن اپنے دربار میں لوگوں سے کہا کہ میں اپنی سلطنت وحکومت میں ایک خاص قسم کی لذت محسوس کرتا ہوں لیکن تم بتاؤ یہ لذت اور ذائقہ سب لوگ محسوس کرتے ہیں یا نہیں؟ درباریوں نے کہا کہ سب لوگ اسی طرح محسوس کرتے ہیں اس نے کہا کہ لیکن اس کی کیا دلیل ہے؟ تو کسی نے اسے کہا کہ جب تک تو اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتا رہے گا لوگ اسی طرح خوشحال رہیں گے اور تم بھی خوش رہو گے۔

دین پر عمل پیرا ہونے کے لیے بادشاہ کا اقدام

پھر بادشاہ نے اپنے تمام ملک کے وزراء کو جمع کر کے انھیں خطاب کیا اور کہا کہ جس کام میں تم اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری دیکھو تو مجھے بتاؤ تا کہ میں اس پر عمل کروں اور جس کام میں تم اللہ کی سرکشی اور نافرمانی دیکھو تو مجھے منع کرو تا کہ میں اس کام سے بچوں اس طرح اس نے اللہ تعالیٰ کے احکامات کو نافذ کرتے ہوئے چار سال تک حکومت کی۔

بادشاہ اور ابلیس کا مکالمہ

لیکن جب ابلیس کو پتا چلا تو وہ سیدھا بادشاہ کے پاس انسانی شکل میں آیا۔ بادشاہ نے کچھ خوف محسوس کیا تو ابلیس نے بادشاہ کو کہا کہ مت ڈرو میں ابلیس ہوں اور تو مجھے بتا کہ تو کون ہے؟ بادشاہ نے جواب دیا کہ میں آدم علیہ السلام کی اولاد ہوں۔ لیکن شیطان نے اس سے کہا کہ اگر تو آدم کی اولاد ہوتا تو تجھے ابھی تک موت آ چکی ہوتی۔ جس طرح پہلے لوگوں کو موت نے آلیا تم ان میں سے نہیں ہو بلکہ تم تو رب ہو۔ لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلاؤ پس یہ بات بادشاہ کے دل میں بیٹھ گئی۔

بادشاہ کا دعویٰ خدائی اور ہلاکت

پھر بادشاہ منبر پر چڑھا اور لوگوں کو خطاب کرتے ہوئے کہا اے لوگو بات اب تک میں نے تم سے چھپائی رکھی لیکن اب اسکے اظہار کا وقت آ چکا ہے وہ یہ کہ میں تمہارا رب ہوں اور تم میری عبادت کرو اس دعوی سے زمین کانپ اٹھی،

بخت نصر کے ہاتھوں بادشاہ کو سزا

پھر اللہ تعالیٰ نے حاضرین میں سے کچھ کے پاس وحی نازل فرمائی اور انھیں کہا کہ جو شخص میرے لیے ثابت قدم رہتا ہے میں اسے ثابت قدمی عطا کرتا ہوں اور جو میری نافرمانی اور سرکشی میں لگ جاتا ہے تو اسے گمراہ کر دیتا ہوں پس میری عزت کی قسم! اس پر بخت نصر کو مسلط کر دوں گا وہ اسے قتل کر کے تمام خزانہ اپنے ساتھ لے جائے گا اور اس زمانہ میں جو بھی حکمران اللہ تعالیٰ کی نافرمانی شروع کرتا تو اللہ تعالیٰ اس پر بخت نصر کو مسلط کر دیتے تھے جو ان کی سرکشی کو جڑ سے اکھاڑ پھینکتا یہ بادشاہ بھی اپنے دعویٰ خدائی سے باز نہ آیا اس نے اسکو قتل کر دیا اور تمام خزانہ ستر بحری جہازوں میں بھر کر اپنے ساتھ لے گیا۔

ابوجعفر سے مروی ہے کہ بخت نصر اور جم کے درمیان کافی زمانہ کا وقفہ ہے ہاں لیکن ضحاک کو بھی اس زمانے میں بخت نصر کہا جاتا تھا تو بخت نصر سے یہ ہی ضحاک مراد ہوگا۔

ھشام بن الکلبی کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ طہمورث کے بعد جم کو تخت شاہی پر بٹھایا گیا وہ اپنے اہل زمان کی نظر میں سب سے بڑے جسم اور بلند حیثیت کا حامل تھا۔ بعض لوگوں نے بیان کیا ہے کہ چھ سو انیس برس تک جم الشید نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمابرداری کرتے ہوئے حکومت و سلطنت کے نظام چلائے۔ اس کے بعد اللہ کی نافرمانی اور بغاوت پر اتر آیا تو ضحاک نے اس کی طرف پیش قدمی کی تا کہ اسے سبق سکھائے لیکن جم الشید فرار ہو گیا اور سو سال تک چھپا رہا بالا آخر ضحاک نے اسے پکڑ لیا اور اسے آرے سے چیر کر ٹکڑوں میں تقسیم کر دیا جم الشید نے کل سات سو انیس برس حکومت کی۔

نوح و آدم کا درمیانی وقفہ

بعض سلف کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ نوح اور آدم علیہ السلام کے درمیانی وقفہ میں دس نسلیں گزری ہیں اور وہ سب کی سب حق پر تھیں دنیا میں کفر نوح علیہ السلام کی بعثت سے کچھ عرصے پہلے ہوا تھا چنانچہ سب سے پہلے نبی جو اللہ تعالیٰ کی ہدایت اور توحید کی طرف بلانے کے لیے مبعوث کیے گئے اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا (کان الناس امة واحدة فاختلفوا) قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بھی یہ ہی آیت اسی معنی میں روایت کی گئی ہے۔

نوح علیہ السلام کی بعثت

نوح علیہ السلام کس قوم کی طرف مبعوث کیے گئے؟۔ سابق میں ہم یہ اختلاف ذکر کر چکے ہیں لیکن ان میں سے بعض لوگوں کا قول ہے کہ جب لوگ فواحش و منکرات، شراب نوشی، شہوت پرستی اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کی طرف نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ بیوراسب کا زمانہ تھا اور نوح علیہ السلام کو اسی کے متبعین کی طرف مبعوث کیا گیا تھا بیوراسب کا ذکر بھی انشاءاللہ ہم عنقریب کریں گے۔

کتاب اللہ سے ہمیں پتا چلتا ہے کہ وہ لوگ بتوں کی پوجا کیا کرتے تھے اور ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ ”حضرت نوح علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! ان لوگوں نے میرا کہنا نہیں

مانا اور انھوں نے ایسے لوگوں کی پیروی کی جنکے مال اور اولاد نے ان کے نقصان میں اضافہ کیا اور جنھوں نے میرے خلاف بڑی بڑی فریب آزمائش باتیں کیں اور جنھوں نے ان کی پیروی کرنے والوں سے کہا کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ ہی ان کو رسوا کرنا اور ود، سواع اور یغوث کو نہ چھوڑنا اور نہ یعوق کو اور نہ نسر کو چھوڑنا اور واقعہ یہ ہے کہ ان ذی اقتدار لوگوں نے بہت سوں کو گمراہ کر دیا۔

نوح علیہ السلام کی بعثت کے وقت ان کی عمر

پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کی طرف نوح علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا تا کہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلائیں اور ان کے احکامات کی پیروی کا حکم دیں جو آدم، شیث اور اخنوح کے صحیفوں میں نازل ہوئے تھے جس وقت نوح علیہ السلام کو نبوت سے نوزا گیا تھا اس وقت انکی عمر پچاس برس تھی۔

عون بن ابی شنداز کی روایت سے پتا چلتا ہے کہ نبوت عطا کرنے کے وقت انکی عمر ساڑھے تین سو برس تھی اور ساڑھے نو سو برس تک لوگوں کو اللہ کی طرف بلاتے رہے اور عذاب الٰہی کے بعد ساڑھے تین سو برس زندہ رہے۔

نوح علیہ السلام کا اپنی قوم کے لیے بددعا کرنا

ابوجعفر سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام نے ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم کو اعلانیہ اور پوشیدہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف بلایا لیکن ان کی قوم نے ایک نہ سنی یہاں تک کہ تین صدیاں گزر گئیں۔ چنانچہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو درخت لگانے کا کہا۔ چالیس سال کے بعد اسے کاٹنے اور اس سے جہاز بنانے کا کہا اور اسی کی طرف قرآن پاک کی یہ آیت نازل فرمائی

"واصنع الفلک باعیننا ووحینا"

(ترجمہ) اور ایک کشتی ہماری حفاظت میں اور ہمارے حکم سے تیار کر۔

پس نوح علیہ السلام نے درخت کاٹا اور کشتی بنانا شروع کی۔

طوفان نوح

عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "اگر اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کی قوم میں سے کسی پر رحم کرتے تو وہ ایک بچہ کی ماں ہوتی"

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو ساڑھے نو سو برس تک دعوت دی یہاں تک کہ آخری زمانہ میں انھوں نے ایک درخت لگایا جب وہ بڑا ہو گیا تو اسے کاٹا پھر کشتی بنانا شروع کی جب ان کی قوم کے افراد وہاں سے گزرتے تو پوچھتے کیا کر رہے ہو؟ نوح علیہ السلام جواب دیتے کہ کشتی بنا رہا ہوں تو قوم والے ان کا مذاق اڑاتے اور کہتے کہ خشکی پر کشتی بنا رہے ہو اسے کہاں چلاؤ گے تو نوح علیہ السلام فرماتے کہ عنقریب تمھیں پتا چل جائے گا پھر جب وہ کشتی بنا کر فارغ ہوئے تو تنور سے پانی نکلنے لگا اور پانی محلوں اور گلیوں میں بھرنے لگا تو صبی (بچہ) کی ماں خوفزدہ ہو کر پہاڑ پر چڑھ گئی جب پانی وہاں بھی پہنچ گیا تو مزید پہاڑ پر اوپر اپنے بچے کو لے کر چڑھی یہاں تک کہ وہاں بھی

پانی پہنچ گیا اور جب پانی وہاں پہنچا تو اس نے اپنے بچے کو اپنے ہاتھوں میں اٹھالیا پس یہاں تک کہ پانی اسے اپنے ساتھ بہالے گیا پس اگر پروردگار اس دن کسی پر رحم کرتے تو وہ صبی کی ماں پر کرتے۔

کشتی نوح علیہ السلام کا طول وعرض

سلمان فارسی رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام نے چالیس سال تک ساج کے درخت کو اگایا پھر چار سو سال میں کشتی کی تعمیر مکمل کی۔ کشتی کی لمبائی تین سو ذراع تھی اور ایک ذراع ابتدائے ہاتھ سے مونڈے تک کا ہوتا ہے۔

قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے بھی اسی طرح کی روایت میں بیان کیا گیا ہے" کہ کشتی کی لمبائی تین سو ذراع تھی اور چوڑائی پچاس ذراع اور اسکی اونچائی تیس ذراع تھی اور کشتی کے چوڑائی والے حصے میں دروازے لگائے گئے تھے۔

حارث سے ایک روایت نوح علیہ السلام کی کشتی کے بارے میں سو ذراع اور چوڑائی چھ سو ذراع مذکور ہے۔

عیسیٰؑ کا حام بن نوح سے کشتی کے حالات معلوم کرنا

عیسی علیہ السلام کے حواریوں نے ان سے کہا کہ اگر آپ کسی ایسے آدمی کو زندہ کریں جس نے کشتی نوح علیہ السلام کو دیکھا ہو تو ہم اس شخص سے کشتی کے بارے میں سوال کریں، عیسی علیہ السلام اپنے متبعین کے ہمراہ چلے، یہاں تک کہ ایک نشیبی علاقے میں پہنچ گئے۔ وہاں پہنچ کر آپ نے زمین سے مٹی اٹھائی اور ان سے پوچھا کیا تم جانتے ہو یہ کیا ہے؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ اللہ اور اسکے رسول ہی بہتر جانتے ہیں۔ پھر عیسی علیہ السلام نے کہا کہ یہ حام بن نوح کی قبر ہے۔ اس کے بعد انھوں نے اس نشیبی علاقے پر اپنا عصا مارا اور کہا کہ اللہ کے حکم سے کھڑا ہو جا یہ کہتے ہی وہ نشیبی علاقہ پھٹا اور اس میں سے ایک بوڑھا شخص اپنے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے اٹھا عیسی علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا تیرا انتقال پیری کی حالت میں ہوا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں، بلکہ میرا انتقال تو جوانی میں ہوا تھا لیکن میں نے گمان کیا کہ قیامت قائم ہو چکی ہے اور اس کے خوف کی وجہ سے میرے بال سفید ہو گئے۔

کشتی نوحؑ کی تفصیل

بعض روایتوں میں پتا چلتا ہے کہ کشتی کا طول بارہ سو ذراع اور چوڑائی چھ سو ذراع تھی کشتی کی تین منزلیں تھیں ایک منزل میں جانور دوسرے میں انسان اور تیسرے میں پرندے تھے۔

کشتی نوحؑ کی صفائی کا انتظام

ایک قابل ذکر بات یہ ہے کہ جب کشتی میں جانوروں کی غلاظت کافی ہوگئی تو اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ ہاتھی کی دم کو ہلائیں پس جب انھوں نے ہاتھی کی دم کو ہلایا تو اس میں سے خنزیر اور خنزیرہ چھڑ کر گر پڑی اور انھوں نے تمام غلاظت کو چاٹ چاٹ کر صاف کر دیا اور جب چوہوں نے تباہی پھیلائی تو اللہ تعالی کے حکم کے مطابق

شیر کی دو آنکھوں کے درمیان ایک ضرب لگائی گئی۔ جب نوح علیہ السلام نے ایسا کیا تو شیر کے منہ سے بلی بلا چھڑے اور انھوں نے چوہوں کا کام تمام کر دیا۔

خشکی کی اطلاع

پھر کچھ دیر بعد لوگوں نے عیسیٰ علیہ السلام سے سوال کیا کہ نوح علیہ السلام کو کس طرح پتا چلا کہ تمام شہر غرق کر دیے گئے ہیں؟ تو انھوں نے جواب دیا کہ وہ ایک کوے کو بھیجتے تھے جو کہ وہاں کی خبر لاتا تھا لیکن ایک دن دیکھا کہ وہ ایک مردار کا گوشت کھا رہا ہے تو نوح علیہ السلام نے کوے کے لیے بددعا کی اسی وجہ سے کوا آج تک گھر اور انسانوں سے مانوس نہیں ہوا پھر نوح علیہ السلام نے کبوتر کو بھیجا تاکہ وہاں کے شہروں کی خبر لا سکے تو کبوتر چلا اور جب واپسی پر پہنچا تو اسکی چونچ میں زیتون کا پتا اور اسکی دونوں ٹانگوں پر مٹی لگی ہوئی تھی جس سے آپ سمجھ گئے کہ تمام شہر تباہ کر دیے گئے ہیں اور جب کبوتر واپس لوٹا تو اسکی گردن میں سبز رنگ کا طوق تھا آپ نے اسکے لیے دعا کی اس وجہ سے کبوتر اعلیٰ پرندوں میں سے شمار ہونے لگا۔

حام کا دوبارہ قبر میں جانا

عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں نے حام سے کہا آپ ہمارے ساتھ چلیں تاکہ ہم اطمینان سے بیٹھ کر آپ کے ساتھ باتیں کر سکیں تو اس نے جواب دیا کہ جس شخص کا رزق دنیا سے ختم کر دیا ہو وہ کس طرح آپ لوگوں کے ساتھ جا سکتا ہے پھر عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ کے حکم سے لوٹ جا اور وہ دوبارہ مٹی میں چلا گیا۔

کشتی کی پیمائش

ابن عباسؓ کی روایت کہ نوح علیہ السلام نے بوذی پہاڑ پر کشتی تیار کی جسکی لمبائی تین سو ذراع اور چوڑائی پچاس ذراع اونچائی تیس ذراع تھی اور کشتی پانی سے تقریباً چھ ذراع باہر تھی (یہاں ذراع سے نوح علیہ السلام کے دادا کے ذراع ہیں) اور وہ کئی درجے پر مشتمل تھی کشتی کے تین دروازے تھے جو کہ ترتیب وار ایک دوسرے کے اوپر نیچے تھے۔

نوحؑ کا صبر

عمیر اللیثی سے مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام اپنی قوم کو دعوت الی اللہ دیتے تو قوم کے لوگ آپ کو طرح طرح کی تکلیفیں دیتے تھے یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو جاتے اور جب کچھ افاقہ ہوتا تو کہتے اے اللہ میری قوم کی مغفرت فرما کیونکہ یہ نہیں جانتے۔

نوحؑ کی بیکسی کی دعا

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام کی قوم سرکشی اور نافرمانی میں حد سے بڑھ گئی اور اللہ کی نافرمانی کھلے عام کرنے لگے اور لوگ سیدھے راستے پر چلنے کے بجائے بگڑنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے آباؤ اجداد بھی یہی کرتے تھے تو اب نوح علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جن سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں یوں بیان فرمایا

ہے۔"رب انی دعوت قومی لیلاً ونہارا فلم یزدھم دعائی الا فرارا"

(ترجمہ) اے اللہ میں نے اپنی قوم کو رات دن دعوت دی مگر میری دعوت کی وجہ سے مزید مجھ سے بھاگنے لگے' اوراسی طرح دوسری دعائیں کیں کہ اے اللہ تو زمین پر کسی کافر کو نہ چھوڑ کیونکہ یہ تیرے بندوں کو گمراہ کرینگے اوران سے مزید فاجر اور کافر لوگ دنیا میں بڑھیں گے۔

کشتی بنانے کا حکم

جب نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعائیں کیں تو اللہ تعالی نے انھیں کشتی بنانے کا حکم دیا جس کو قرآن نے یوں بیان کیا ہے "واصنع الفلک باعیننا ووحینا ولا تخاطبنی فی الذین ظلموا انھم مغرقون"

(ترجمہ) اورایک کشتی ہماری حفاظت میں اور ہمارے حکم سے تیار کراوران نافرمان لوگوں کے بارے میں ہم سے کوئی گفتگو نہ کر کیونکہ یہ سب غرق کردیے جائیں گے۔

کفار کا نوح سے مذاق

اس حکم کے آتے ہی نوح علیہ السلام نے کشتی تیار کرنا شروع کی اور جب لوگ ان کے قریب سے گزرتے تو کہتے کہ یہ بڑھئی کب سے بنا نیز طرح طرح کے مذاق اڑاتے اور تمسخر کرتے تو نوح علیہ السلام جواب دیتے کہ اگر تم ہمارا مذاق اڑاؤ گے اور ہم پر ہنسو گے تو عنقریب ہم تم پر ہنسیں گے جب اللہ تعالی کا شدید عذاب تم کو جکڑ لے گا۔

کشتی میں سواری کا حکم

اہل تورات کا خیال یہ ہے کہ اللہ تعالی نے نوح علیہ السلام کو ساج کی لکڑی سے کشتی تیار کرنے کا حکم فرمایا اور اس پر اندر باہر سے تارکول کا لیپ کرنے کا حکم دیا اور یہ حکم دیا کہ اسکی لمبائی اسی ذراع چوڑائی پچاس ذراع اور اونچائی تمیں ذراع ہو اس میں تین طبقات ہوں اور روشن دان ہوں اور جب نوح علیہ السلام نے اللہ کے حکم کے مطابق کشتی تیار کرلی تو حکم ہوا کہ اس میں ہر جاندار کے دو دو جوڑے سوار کرلیں اوران لوگوں کو سوار کرلیں جو اللہ تعالی پر ایمان لائے اور نوح علیہ السلام کو حکم دیا کہ جب تنور سے پانی نکلتا دیکھیں تو کشتی میں سوار ہو جائیں تو آپ نے اسی طرح کیا۔ اصل تورات کی روایت کے مطابق کشتی میں کل دس انسان اور باقی سب جانور تھے اور یام جو کہ آپ کا بیٹا تھا کفر کی وجہ سے سوار نہ ہو سکا اور ہلاک کردیا گیا۔

شیطان کا کشتی میں سوار ہونا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام نے سب سے پہلے چیونٹی کو اور سب سے آخر میں گدھے کو کشتی میں سوار کیا تو ابلیس گدھے کی دم سے چمٹ گیا اور گدھے کو اندر جانے سے روکے رکھا تو نوح علیہ السلام نے گدھے کو مخاطب ہو کر فرمایا کہ تو داخل ہو جا اگرچہ تیرے ساتھ شیطان ہی کیوں نہ ہو جب شیطان نے یہ سنا تو گدھے کو چھوڑ دیا اور خود بھی گدھے کے ساتھ داخل ہو گیا جب نوح علیہ السلام نے شیطان کو کشتی میں سوار دیکھا تو اس سے پوچھا کہ تم کو کس نے سوار کیا ہے اے اللہ کے دشمن نکل جا کشتی سے، شیطان نے کہا کہ اب اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ آپ

مجھے بھی اپنے ساتھ سوار کر لیں ۔اور یوں شیطان کشتی کے اوپری حصہ پر سوار ہو گیا۔

طوفان کی کیفیت

ابن نوح کی غرقابی

چنانچہ جب نوح علیہ السلام سوار ہو گئے تو اپنے ساتھ تمام جانوروں اور ایمان والوں کو لے لیا تو آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا ہے۔

(ترجمہ) اور پھر ہم نے بکثرت برسنے والے پانی سے آسمان کے دروازے کھول دیئے اور ہم نے زمین سے چشمے بہا دیئے پھر دونوں جانب کا پانی مل کر اس کام کے لیے جمع ہو گیا جو اس کا مقدر ہو چکا تھا۔ (القمر آیۃ نمبر ۱۱، ۲۱)

نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کشتی میں داخل ہو گئے اور اسے اوپر سے ڈھک لیا چالیس دن اور چالیس راتوں تک اتنا پانی برسا کہ جس نے کشتی کو اوپر اٹھا لیا اور اپنے ساتھ بہا لے گیا جسے قرآن میں یوں بیان کیا ہے۔

(ترجمہ) اور ہم نے نوح کو تختوں اور کیلوں والی پر سوار کیا وہ کشتی ہماری حفاظت و نگرانی میں چلتی تھی یہ اس شخص کا بدلہ لینے کے لیے کیا گیا تھا جس کی بے قدری کی گئی۔

اسی حالت میں نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو پکارا اور اس سے کہا کہ تو بھی سوار ہو جا لیکن اس نے کفر پر اصرار کیا اور کہا کہ میں پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا جو مجھے پانی سے بچالے گا لیکن نوح علیہ السلام نے اس سے کہا کہ آج اللہ کے حکم سے کوئی تجھے نہیں بچا سکتا مگر جس پر اللہ رحم کرے اور اسی اثنا میں ایک موج اسے اپنے ساتھ بہا لے گئی اور وہ بھی غرق ہونے والوں میں سے ہو گیا۔

طوفان کی شدت

بعض روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ پانی اتنی شدید لہروں سے بہا کہ پہاڑوں سے تقریباً ۱۵ ذراع اونچا ہو گیا اور ہر چیز کو ہلاک کر دیا سوائے ان کے جو نوح علیہ السلام کی کشتی میں سوار تھے۔

عوج بن عنق

اہل کتاب کا یہ گمان ہے کہ ایک شخص عوج بن عنق بھی زندہ بچ جانے والوں میں سے تھا۔ چھ مہینے اور دس راتیں پانی سطح زمین پر رہا اور پھر اسکے بعد آہستہ آہستہ کم ہونا شروع ہو گیا۔

آدمؑ کے جسدِ اطہر کو کشتی میں سوار کرانا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ چالیس دن اور چالیس راتیں بارش خوب برسی یہاں تک کہ تمام وحشی جانور چرند پرند سب کے سب جمع ہو کر نوح علیہ السلام کے پاس حاضر ہوئے تو آپ نے ان میں سے دو دو جوڑی کشتی میں سوار کر لی اور آدم علیہ السلام کے جسد اطہر کو بھی اپنے ساتھ کشتی میں رکھ لیا آپ کا جسد اتنا بڑا تھا کہ اس کو عورتوں اور مردوں کے درمیان حائل کر دیا۔

کشتی میں چڑھنے اور اترنے کی تاریخ

نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین دس رجب کو کشتی میں سوار ہوئے اور دس محرم یعنی عاشورہ کے دن کشتی سے نیچے اترے اسی وجہ سے لوگ اس دن کا روزہ رکھتے ہیں

کہا جاتا ہے کہ طوفان نوح میں آدھا پانی بصورت بارش آسمان سے برسا اور آدھا زمین سے چشموں کی صورت میں نکلا۔ کشتی نوح چھ مہینوں تک انھیں لے کر ارض زمین کے چکر لگاتی رہی یہاں تک کہ سات ماہ بعد جودی پہاڑ پر جا رکی۔ جو کہ ارض موصل میں خطیفں کے علاقے میں واقع ہے۔ جب کشتی جودی پہاڑ پر رک گئی تو اللہ تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ وہ پانی کو جو زمین سے نکلا ہے اپنے اندر سما لے اور آسمان کو تھمنے کا حکم دے دیا اور یوں پانی کم کر دیا اور باقی رہا آسمان سے نازل کردہ پانی تو وہ سمندر کی صورت میں آج تک موجود ہے صرف حسمی کے علاقے میں چالیس سال تک پانی رکا رہا اور پھر وہ زمین میں جذب ہو گیا۔ (حسمی یہ شام کی ایک بستی ہے، یہ پانی اب بھی وہاں موجود ہے اور انتہائی غلیظ ترین پانی ہے۔ اص۔)

تنور کی عمر اور وہ کس علاقے میں تھا؟

بعض روایتوں میں ہے کہ یہ تنور پتھر کا تھا جس سے طوفان نوح کے دوران پانی نکلا تھا اور یہ حواء کا تھا جو نوح علیہ السلام کے زمانے تک قائم رہا اور یعقوب بن ابراہیم کی روایت سے بھی یہ ہی پتا چلتا ہے لیکن اس کے بارے میں اختلاف ہے کہ یہ تنور کس علاقے میں تھا بعض نے کہا ہے کہ ہندوستان میں تھا ابن عباسؓ سے بھی یہ ہی مروی ہے لیکن بعض دوسرے لوگ جن میں مجاہد اور شعبیؒ ہیں انکی روایت سے پتا چلتا ہے کہ یہ تنور کوفہ کے اطراف میں واقع تھا

کشتی نوح علیہ السلام کے سواروں کے بارے میں اختلاف

بعض نے کہا ہے کہ کشتی نوح کے سواروں کی تعداد اسی تھی اور ابن سفیان کی روایت میں تعداد اسی ہی آتی ہے۔
سفیان کی بھی روایت سے یہی تعداد بیان کی جاتی ہے اور وہ آیت **"فما امن معه الاقليل"** سے استدلال کرتے ہیں۔

ابن عباس کی ایک اور روایت میں ہے کہ نوح علیہ السلام نے کشتی میں اپنے بیٹوں سام، حام، اور انکی بیویوں کے علاوہ کل بہتر آدمی بنی شیث کے سوار کیے تھے جو ایمان لا چکے تھے پس کشتی میں کل اسی انسان سوار تھے۔

قتادہ اور بعض دوسرے لوگوں کی روایت سے یہ پتا چلتا ہے کہ وہ کل آٹھ افراد کشتی میں سوار تھے حکم کی روایت میں مذکور ہے کہ کشتی میں نوح اور انکے بیٹے اور چار بہوئیں تھیں۔

ابن جریج کی روایت یہ ہے کہ وہ کل آٹھ افراد تھے نوح علیہ السلام ان کی بیوی اور انکے بیٹے اور انکی بیویاں بیٹوں میں سام، حام، یافث شامل تھے کشتی میں ہی حام نے اپنی بیوی سے جماع کیا تو نوح علیہ السلام نے دعا کی کہ یا اللہ آپ اس نطفہ کو متغیر کر دیں پس دعا قبول کی گئی اور حام کی بیوی کے بطن سے سوڈانی لوگ پیدا ہوئے۔

سفیان اور کچھ دوسرے لوگوں نے کہا کہ وہ کل سات افراد سوار تھے نوح علیہ السلام اور ان کے تین بیٹے اور انکی بیویاں ابن اسحاق سے مروی ہے کہ کشتی میں کل دس افراد سوار تھے سوائے نوح علیہ السلام کی بہوؤں کے، یعنی کل

تیرہ افراد کشتی میں سوار تھے اللہ تعالیٰ نے طوفان اس وقت نازل کیا جس وقت ان کی عمر چھ سو برس تھی اور آدم علیہ السلام کو دنیا میں نازل کیے ہوئے تقریباً دو ہزار دو سو چھپن برس گزر چکے تھے۔

نوح علیہ السلام کا کشتی سے اترنا اور ایک نئی بستی تعمیر کرنا

کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اگست یکم تیرہ تاریخ کو طوفان بھیجا اور نوح علیہ السلام اس وقت کشتی میں سوار رہے جب تک کہ تمام پانی زمین نے اپنے اندر جذب نہ کر لیا کشتی نوح جب جبل جودی پر وادی قردہ میں چھٹے مہینے کی سترہویں تاریخ کو رکی تو نوح علیہ السلام نے قردی جزیرہ کے ایک علاقہ میں اسی گھر تعمیر کرائے اور ہر شخص کے حوالے ایک مکان کیا یہ علاقہ آج تک ''سوق ثمانین'' کے نام سے مشہور ہے۔

آباءِ نوحؑ

ابن عباسؓ کی روایت بھی مذکورہ مفہوم پر مشتمل ہے اور اس سے یہ پتا چلتا ہے کہ بنو قابیل تمام کے تمام ہلاک کر دیئے گئے تھے اور نوح کے تمام آباء آدم علیہ السلام تک اسلام پر تھے۔

ابو جعفر سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے نوح علیہ السلام کو وحی بھیجی کہ اب روئے زمین پر طوفان کو دوبارہ نہ لوٹایا جائے گا۔

شکرانے کا روزہ

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام رجب کی پہلی تاریخ کو کشتی میں سوار ہوئے پس نوحؑ اور انکے اصحاب نے اس دن روزہ رکھا چھ مہینے تک کشتی انھیں لے کر سفر کرتی رہی یہاں تک کہ یہ سفر ماہ محرم میں عاشورہ کے دن جودی پہاڑ پر اختتام پذیر ہوا پس اس دن نوح علیہ السلام نے روزہ رکھا اور تمام اپنے متبعین اور تمام چرند و پرند کو اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنے کے لیے روزہ رکھنے کا حکم صادر فرمایا۔

کشتی کی منازل

ابن جریج کی روایت میں ہے کہ کشتی کے اوپری حصے میں پرندے درمیانی حصے میں انسان اور سب سے نچلے حصے میں جنگلی جانور تھے۔ کشتی کی لمبائی تمیں ذراع تھی۔ کشتی جمعہ کے دن ''عین وردة'' کے مقام سے رجب کی تاریخ کو چلی اور جودی پہاڑ پر عاشورہ کے دن رکی جس وقت یہ کشتی بیت اللہ کے قریب پہنچی تو کشتی نے بیت اللہ کے گرد سات چکر لگائے پھر کشتی یمن پہنچی اور وہاں سے واپس پلٹ کر دنیا کا چکر لگانے لگی۔

قتادہ سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام جس وقت عاشورہ کے دن کشتی سے نیچے اترے تو آپ نے لوگوں کو فرمایا کہ تم میں سے جو روزہ دار ہیں وہ اپنے روزہ کو مکمل کریں اور جو لوگ روزہ دار نہیں ہیں وہ روزہ رکھ لیں۔

قتادہ ہی سے منقول ہے کہ دس رجب کو جب کشتی انھیں لے کر چلی اور ایک سو پچاس دن تک انھیں لے کر سفر کرنے کے بعد ماہ محرم میں عاشور کے دن جودی پہاڑ پر پہنچی اور رک گئی۔

محمد بن قیس سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام کے زمانے میں تمام انسان روئے زمین پر اپنا حق سمجھتے تھے۔

طوفان کے بعد نوح علیہ السلام کی عمر

عون بن ابی شداد سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام طوفان کے بعد تین سو اڑتالیس برس تک زندہ رہے اور نوح علیہ السلام کی کل عمر ساڑھے نو سو سال تھی۔

نوح علیہ السلام کی اولاد

کہا جاتا ہے کہ طوفان سے پہلے نوح علیہ السلام کے بیٹے سام کی عمر اٹھانوے برس تھی لیکن بعض اہل تورات سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام کی طوفان سے پہلے کوئی اولاد نہ تھی نوح علیہ السلام کی جتنی بھی اولاد ہوئی ہے وہ سب طوفان کے بعد کشتی میں سے اترنے کے بعد ہوئیں ہیں۔

طوفان نوح کے بعد تمام لوگ ہلاک کر دیئے گئے سوائے ان لوگوں کے جو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت پر ایمان لائے تھے اور آج کی یہ نسل نوح علیہ السلام کی طرف منسوب کی جاتی ہے اسی کی طرف قرآن نے اس طرح اشارہ کیا ہے "وجعلنا ذریته هم الباقین" (ترجمہ) اور ہم نے اس کی آل کو باقی رکھا۔

بعض لوگوں نے کہا کہ نوح علیہ السلام کے دو بیٹے تھے اور وہ طوفان سے قبل ہی وفات پا چکے تھے ان میں سے ایک کا نام کنعان اور دوسرے کا نام عابر تھا جو طوفان سے قبل ہی انتقال کر چکا تھا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام کے ہاں سام پیدا ہوا اسکی اولاد سفید اور گندمی رنگ کی تھی دوسرا بیٹا حام پیدا ہوا اس کی اولاد کالی اور سفید تھی تیسرا بیٹا یافث پیدا ہوا اسکی اولاد گہرے سرخ اور زرد رنگ کی تھی اور چوتھا بیٹا کنعان تھا جو کہ طوفان میں غرق کر دیا گیا تھا اہل عرب کنعان کو یام کے نام سے پکارتے تھے۔

مجوسیوں کا دعویٰ

مجوسی طوفان نوح کے انکار کرنے والے ہیں ان کا کہنا ہے کہ دنیا جیومرت کے زمانے سے باقی ہے اور وہ کہتے ہیں کہ جیومرت دراصل آدم علیہ السلام ہی ہیں اور وہ ایک کے بعد دوسرے کو اپنا وارث بناتے رہے یہاں تک کہ فیروز بن یزدجرد بن شہریار کا زمانہ آ گیا ان میں سے بعض لوگ طوفان نوح کا اقرار بھی کرتے ہیں لیکن وہ بھی صرف بابل شہر اور اس کے مضافات کی حد تک اور کہتے ہیں کہ جیومرت کی اولاد کے گھر مشرقی جانب تھے اور پانی وہاں تک نہیں پہنچا تھا حالانکہ اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ کے خلاف قرآن کریم میں ارشاد فرمایا ہے: (ترجمہ) اور نوح علیہ السلام نے ہم کو پکارا سو ہم کیا خوب پکار پر پہنچنے والے ہیں اور ہم نے نوح علیہ السلام اور ان کے اہل بیت کو بڑے غم سے نجات دی اور ہم نے صرف نوح علیہ السلام ہی کی نسل کو باقی رکھا۔

جیومرت اور اسکے بارے میں اختلاف سابق میں ذکر کر چکا ہوں یہاں دوبارہ ذکر کی چنداں ضرورت نہیں۔

سمرۃ بن جندب رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد "وجعلنا ذریته هم الباقين" سے مراد سام، حام، یافث ہیں۔

قتادہ سے روایت ہے کہ تمام انسان ذریت نوح علیہ السلام ہیں۔

ابن عباس سے بھی یہی روایت ہے کہ تمام انسان اولاد نوح میں داخل ہیں۔

روئے زمین کی تقسیم

تواریخ کی ابتداء

محمد بن صالح اور شعبی سے مروی ہے کہ جس وقت آدم علیہ السلام کو جنت سے زمین پر اتارا اور زمین میں انکی نسل ایک بڑی تعداد میں پھیل چکی تھی تو ان کے بیٹوں نے تاریخ کی ابتداء نزول آدم سے کی اور یہ تاریخ کا سلسلہ نوح علیہ السلام کی بعثت تک رہا پھر اس کے بعد نوح علیہ السلام سے تاریخ لکھنے کا سلسلہ جاری ہوا یہاں تک کہ زمین پر موجود ہر چیز تباہ و برباد کر دی گئی۔ پھر نوح علیہ السلام اور ان کے متبعین کشتی سے اترے تو نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو تین حصوں میں تقسیم کر دیا سام کو زمین کا وسطی حصہ دے دیا گیا جس میں بیت

المقدس، نیل، فرات، دجلہ، سیحان، جیحان، اور میفشون کے علاقے تھے اور یہ تمام علاقہ تشیبون سے نیل کے مشرقی جانب اور جنوبی ہواؤں کے چلنے کی جگہ سے شمالی ہواؤں کے چلنے کی جگہ تک محیط ہے۔

حام کو نیل کے مغربی کنارے سے لے کر شام کے وقت کی ہواؤں کے چلنے تک کی جگہ عطا کی گئی۔

یافث کو فیشوں سے لے کر صبح کی ہواؤں کے چلنے کی جگہ تک کا علاقہ عطا کیا گیا اور پھر یہ تاریخ طوفان نوح سے ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنے تک چلتی رہی، اور پھر یہ تاریخ کا سلسلہ ابراہیمؑ سے یوسفؑ تک رہا پھر یوسف کی بعثت سے موسیٰ علیہ السلام کی بعثت تک پھر موسیٰ کی بعثت سے سلیمان علیہ السلام کی بعثت تک، پھر سلیمانؑ سے عیسیٰ بن مریم کی بعثت تک پھر عیسیٰ بن مریم کی بعثت سے حضور اکرم ﷺ تک غرض ہر نبی کے دور میں تاریخ کا نئے سرے سے دوبارہ آغاز ہوتا اور یہ تمام تاریخ یہود استعمال کرتے تھے۔

جب کہ مسلمان آپ ﷺ کی ہجرت سے تاریخ شمار کرتے ہیں۔ صرف قریش اسلام سے قبل واقعہ فیل سے تاریخ شمار کرتے تھے۔ باقی تمام عرب کے لوگ مذکورہ انبیا ہی کی تاریخ استعمال کرتے تھے۔ مثلاً رجب کے دن سے تاریخ شمار کرنا اور کلاب اول وثانی سے تاریخ شمار کرنا وغیرہ۔

نصاریٰ آج تک ذوالقرنین بادشاہ کے زمانے سے تاریخ شمار کرتے ہیں۔ جب کہ اہل فرس اپنے بادشاہوں کے زمانے سے تاریخ شمار کرتے ہیں آج کل وہ اپنے آخری بادشاہ یزدجرد بن شہر یار کے زمانے سے تاریخ شمار کرتے ہیں جو کہ بابل اور مشرق کا بادشاہ تھا۔

بیوراسب یعنی ازدھاق کا ذکر

عرب اسے ضحاک کہتے ہیں پس فارسی زبان میں جو حروف سین اور زا کے درمیان واقع ہوا اسے ضاد میں تبدیل کر دیتے ہیں اور ھاء کو ح میں اور قاف کو کاف میں۔ حبیب بن اوس نے اپنے شعر میں یہی مراد لیا ہے۔ شعر:

مانال ماقد نال فرعون ولا

هامانُ في الدنيا ولاقارون

بل كان كالضحاك في سطواته

بـالـعـالـمـیـن ،وانـت افـریـدون

دنیا میں جو کچھ اس نے پایا فرعون، ھامان، اور قارون نے بھی نہیں پایا۔ بلکہ وہ دنیا میں اپنے اقتدار میں ضحاک کی مانند تھا۔

اور اہل یمن اس کی تائید کرتے ہیں ھشام بن محمد بن سائب سے ضحاک کے بارے میں مذکور ہے کہ عجم ضحاک کے بارے میں گمان کرتے ہیں کہ جم الشید کا بہنوئی جو کہ ان کے خاندان کے معزز افراد میں سے تھا اور اس نے اسے یمن کا بادشاہ بنا دیا۔ ضحاک اسی کا بیٹا تھا۔

ضحاک کا نسب

اور اہل یمن یہ گمان کرتے ہیں کہ وہ انہی میں سے تھا اور اس کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ وہ ضحاک بن علوان بن عبیدہ بن عوتج ہے اور اس نے اپنے بھائی سنسان بن علوان بن عبیدہ بن عوتج کو مصر کا بادشاہ بنایا تھا، اور وہ خزاعتہ کا پہلا شخص تھا اور جب حضرت ابراہیم علیہ السلام مصر میں تشریف لائے تو اس وقت وہی مصر کا بادشاہ تھا۔

مذکورہ ازدہاق کی جو نسبت ھشام نے اہل یمن کی طرف سے بیان کی ہے اہل فرس نے اس سے الگ ایک نسبت بیان کرتے ہوئے کہا کہ وہ بیوراسب بن اروندن بن زونیکا بن ویرشک بن تاربن فروک بن سیامک بن مشابن جیومرت۔

انہی میں سے بعض نے اس نسبت کے ساتھ منسوب کیا ہے اس میں آباؤاجداد کے ناموں میں اختلاف ہے۔ کہا جاتا ہے کہ وہ ضحاک بن اندر ماسب بن زنجدر بن وندریسجب بن تاج بن فریاک بن ساھمک بن تازبن جیومرت تھا۔

اور مجوسیوں کا گمان ہے کہ تاج ہی عربوں کا باپ ہے اور گمان کرتے ہیں کہ ضحاک کی ماں ودک بنت ویونجھان تھی اور اس نے شاطین کا قرب حاصل کرنے کے لیے اپنے باپ کو قتل کر دیا تھا اس کا بابل میں بڑا مقام تھا اس کے دو بیٹے تھے ایک کا نام سرہوا اور دوسرے کا نام نفورا تھا۔

شعبیؒ کے بارے میں مذکور ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ !وہ فرشت ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو مسخ کر کے ازوھاق بنایا تھا۔

شعبی سے مروی ہے کہ انھوں نے کہا کہ ابجد، ھوز، حطی، کلمن، سعفص اور قرشت ہی سب سے ظالم بادشاہ تھے تو ایک دن قرشت نے سوچا اور کہا کہ: اللہ تعالیٰ نے اسے مسخ کر دیا اور اسے اجداھاق بنا دیا عرب اور عجم کے تمام اہل اخبار کا گمان ہے کہ اس نے تمام ملکوں پر قبضہ کیا اور وہ ایک فاسق دفاجر جادوگر تھا۔

ضحاک وسواد بادشاہ کا زوال

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ ضحاک نے جم الشید کے بعد تقریباً ایک ہزار سال تک حکمرانی کی پھر ضحاک کے بعد سواد وادیٔ نرس میں آیا جو کہ کوفہ کی طرف جانے والے راستے کے ایک جانب ہے اور تمام زمین کا بادشاہ بن بیٹھا اور لوگوں پر ظلم وستم کی نئی داستان رقم کرنا شروع کی ہزاروں لوگوں کو قتل کیا اسی نے سب سے پہلے سولی پر لٹکانے اور بدن کے مختلف اعضاء کاٹنے کی سزائیں تجویز کیں زمین پر عشر مقرر کیا دراھم بنائے یہ ہی نہیں بلکہ سب سے پہلے گانا گایا اور

اسکی مدح سرائی میں گانے گائے گئے۔

اژدھوں کی شکل کے پھوڑے

بعض روایتوں میں ہے کہ ضحاک کے کندھے پر دونوں جانب اژدھے کی شکل کے پھوڑے نکل پڑے اور جب تک وہ دوانسانوں کوقتل کر کے ان کا دماغ ان پر نہ لگاتا تو یہ پھوڑے حرکت کرتے رہتے تھے جس کی وجہ سے وہ شدید تکلیف محسوس کرتا تھا چناچہ وہ روزانہ دوآدمی قتل کرنے کا حکم دیتا اور انکا دماغ اپنے پھوڑوں پر لگاتا۔

ضحاک کو تنبیہ

اسی قتل عام کو دیکھ کر بابل سے ایک شخص نکلا اور اس نے ایک جھنڈا گاڑ کر لوگوں کو اس کے نیچے جمع کیا جب ضحاک کو اس شخص کی اس حرکت کا پتا چلا تو اس نے پوچھا کہ کیوں اس نے لوگوں کو جمع کیا ہے اور وہ کیا چاہتا ہے۔ تو اس شخص نے ضحاک کو کہا کہ کیا تو یہ گمان نہیں کرتا کہ تو تمام روئے زمین کا بادشاہ ہے تو اس نے جواب دیا کہ بے شک میں تمام روئے زمین کا بادشاہ ہوں تو اس شخص نے جواب دیا کہ اگر تو تمام روئے زمین کا بادشاہ ہے تو صرف ہمیں ہی قتل کیوں کرتا ہے تجھے چاہیے کہ تمام لوگوں کو قتل کے لیے تقسیم کردے۔

چناچہ ضحاک نے اپنے ان دونوں آدمیوں کو حکم دیا کہ وہ روزانہ دوآدمی ترتیب وار قتل کے لیے لاتے رہیں اور کسی گاؤں یا شہر کو مخصوص نہ کریں بلکہ ہر گاؤں اور ہر شہر سے آدمی لائے جائیں۔

ضحاک کو نصیحت کنندہ کی یادگار

بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اہل اصبہان اسی جھنڈا اٹھانے والے کی اولاد ہیں اور یہ جھنڈا آج تک فارس کے بادشاہوں کے خزانوں میں محفوظ ہے جو کہ اصل میں شیر کی کھال کا تھا لیکن فارس کے بادشاہوں نے اس پر سونا اور ریشمی کپڑا چڑھا دیا تا کہ اس سے برکت حاصل کرسکیں۔

ضحاک اور نمرود

دوسری بعض روایات میں آتا ہے کہ ضحاک نمرود ہی تھا اور ابراہیم علیہ السلام اسی کے زمانے میں پیدا ہوئے اسی نے آپ کو آگ میں ڈالا تھا۔

ضحاک کے محل کا لٹنا

کہا جاتا ہے کہ افریدون جم الشیذ کی نسل میں سے تھا جو کہ ضحاک سے پہلے گزرا تھا۔ وہ جم الشیذ کی نویں اولاد تھا اور اس کی جائے پیدائش دنباوند تھی ایک دن وہ اپنے گھر سے نکلا اور ضحاک کے محل میں پہنچ گیا وہاں اس نے ضحاک کو پایا کہا جاتا ہے کہ وہ ہند گیا ہوا تھا پس اس نے اس محل اور اس میں جو کچھ تھا سب پر قبضہ کرلیا

ضحاک کا قید ہوجانا

جب ضحاک کو اس امر کی خبر پہنچی تو وہ آگ بگولہ ہوگیا لیکن اللہ تعالی نے اس کی طاقت کو سلب کرلیا اور افریدون

اس پر غالب آ گیا اور افریدون نے اسے دنباوند کے پہاڑوں میں قید کر دیا عجم والے آج تک یہ گمان کرتے ہیں کہ ضحاک آج تک دنباوند کے پہاڑوں میں لوہے کی زنجیروں سے جکڑا ہوا ہے اور اسے عذاب دیا جا رہا ہے۔

ھشام سے مروی ہے کہ ضحاک اپنے گھر پر ہی موجود تھا لیکن افریدون قلعہ زرنج ماہ مہر و رمز میں داخل ہوا اور سیدھا ضحاک کے گھر میں پہنچا اور ضحاک کی دو بیویوں اردناز اور سوار سے نکاح کر لیا جب یہ منظر بیوراسب نے دیکھا تو گھبرا اٹھا اور اسے کچھ سجھائی نہ دیا اس کی یہ حالت افریدون نے دیکھی تو لوہے کا ایک گرز اس کے سر پر زور سے دے مارا شدت ضرب کی وجہ سے بیوراسب کی عقل زائل ہو گئی پھر افریدون نے پکڑ کر اسے دنباوند کے پہاڑوں میں قید کر دیا اور لوگوں کو اس دن مہر جان کے نام سے عید منانے کا حکم صادر فرمایا اور خود تخت شاہی پر براجمان ہو گیا۔

اصل بادشاہت کے حقدار

اہل فرس کی روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ حکومت و سلطنت دراصل اوشہنج، جم الشیذ اور طہمورث کی تھی ضحاک تو صرف ایک غاصب تھا جس نے لوگوں کو اپنے اژدھے نما پھوڑوں سے ڈرا کر اپنے جادو سے مغلوب کر کے دوسرے بادشاہوں سے حکمرانی چھینی تھی۔

ضحاک نے سرزمین بابل پر ایک شہر تعمیر کیا جس کا نام حوب رکھا تھا وہاں اس نے قبطیوں کو اپنے مصاحب اور رازدار بنا کر رکھا تھا۔ باقی قبائل کے لوگوں پر وہ ظلم و تشدد کرتا تھا اور انکے بچوں کو ذبح کر دیتا تھا۔

بعض اہل کتاب کا قول ہے کہ ضحاک کے دونوں کندھوں پر اژدھے کی صورت کے دو گوشت کے ٹکڑے تھے جسے وہ اپنی مکاری اور چالاکی سے کپڑوں میں ڈھک کر رکھتا تھا اور لوگوں کو ان سے ڈراتا تھا اور کہتا تھا کہ یہ اژدھے ہیں حالانکہ وہ صرف گوشت کے لوتھڑے تھے۔

بعض لوگوں نے کہا کہ وہ واقعی سانپ تھے۔ واللہ اعلم بالصواب

بیوراسب کی شکست

بعض اہل علم اہل فرس کا نسب یوں بیان کرتے ہیں کہ جب بیوراسب اپنے ظلم و ستم کی حدود کو پار کر چکا تو کابی نامی ایک شخص اٹھا اور اس نے تمام لوگوں کو ایک جھنڈے کے نیچے جمع کیا اور انھیں بیوراسب کے خلاف جنگ کرنے کو تیار کیا چنانچہ تمام لوگ بیوراسب کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے کیونکہ وہ اس ظلم و جور سے تنگ آ چکے تھے اور کابی بھی اپنے دو بیٹوں کے بیوراسب کی بھینٹ چڑھ جانے کے بعد غضب ناک ہو چکا تھا بالآخر اس نے ضحاک کو شکست سے دوچار کر دیا اور لوگوں نے کابی کو اپنا بادشاہ مقرر کر دیا لوگ اس کی اطاعت کرنے لگے اور اسکا ہر حکم ماننے لگے۔

علم کابی

آج بھی عجم کے بادشاہوں کے پاس کابی کا وہ جھنڈا محفوظ ہے جسے وہ لیکر بیوراسب کے ظلم و تشدد کے خلاف اٹھا تھا بادشاہان فرس اس جھنڈے سے برکت حاصل کرتے ہیں بطور تبرک ایک دوسرے کے پاس بھیجتے ہیں اور انتہائی اہم امور میں اس علم کابی کو سب اعلام سے مقدم رکھتے ہیں۔

افریدون کو تخت شاہی پر بٹھانا

جب کابی ضحاک کے قریب پہنچا تو ضحاک کابی سے مرعوب ہو کر بھاگ نکلا اور کابی کے لیے اپنی جگہ کو چھوڑ دیا لیکن کابی جانتا تھا کہ وہ بادشاہت کا اہل نہیں چنانچہ اس نے لوگوں کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ وہ جم الشید کی اولاد میں سے کسی کو اپنا بادشاہ بنالیں کیونکہ بادشاہت کے صحیح حقدار یہ ہی لوگ ہیں انھوں نے ہی ہمارے ملک کی بنیاد رکھی تھی اور ملک کا نظم ونسق ترتیب دیا تھا چنانچہ افریدون بن اثقیان کو لوگوں کی بادشاہت کے لیے مقرر کیا اور اسے تخت شاہی پر بٹھا کر خود اس کے اعوان ومددگار بن گئے افریدون نے بادشاہت کا تاج پہنتے ہی ضحاک کی تمام املاک کو اپنی تحویل میں لے لیا اور ضحاک کو گرفتار کر کے دنباوند کے پہاڑوں میں قید کر دیا۔

مجوسیوں کا گمان ہے کہ ضحاک کو دنباوند کے پہاڑوں میں قید کر کے جنوں کو اسکی نگرانی اور حفاظت پر مامور کیا گیا۔

لوگوں کا کابی کی معیت میں ضحاک کے پاس پہنچنا

اہل علم کی بعض روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ جب ضحاک کا ظلم وتشدد شرافت کی تمام سرحدیں پار کر چکا اور اس کا ظلم پھیلتا ہی گیا تو اس کی طرف سے خیر نظر آنے کے آثار ختم ہو گئے تو ملک کے تمام لوگ جمع ہو کر اس کے پاس پہنچ گئے تاکہ اس سے بات چیت کی جا سکے لیکن سوال یہ تھا کہ کون شخص ضحاک سے بات چیت کرے اور وہ کسے اپنا مقتدا بنائیں پس تمام لوگ کابی پر متفق ہو گئے کہ یہ ہی بادشاہ ضحاک سے بات چیت کرے گا اور اسے انصاف کرنے پر آمادہ کرے گا کابی نے بھی یہ قبول کر لیا اور ضحاک کے سامنے پہنچ گیا

کابی کی ذہانت

اور اسے سلام ان الفاظ میں کہا سلامتی ہو تمام شہروں کے بادشاہ پر یا صرف ایک شہر کے بادشاہ پر؟ تو ضحاک نے جواب دیا کہ تمام شہروں کے بادشاہ پر تو کابی نے ضحاک کو کہا کہ اگر آپ تمام شہروں کے بادشاہ ہیں تو یہ قتل عام اور ظلم و تشدد اور محنت ومشقت کا کام صرف ہمارے اوپر کیوں؟ آپ اسے تمام لوگوں پر تقسیم کیوں نہیں کرتے؟ پھر کابی نے وہ تمام اشیاء جن میں تخفیف ممکن تھی بادشاہ کے سامنے بیان کر دیں اور یہ باتیں ضحاک کے دل میں پوری طرح اتار دیں چنانچہ ضحاک نے بھی اپنے ظلم وستم کا اقرار کیا اور آئندہ ان کی مرضی کے مطابق کام کرنے کا وعدہ کیا پھر انھیں جانے کا حکم دیا اور لوگ چلے گئے کچھ دن بعد لوگ آئے اور اپنی اپنی حاجتیں بادشاہ کے سامنے پیش کیں تو بادشاہ نے ان کی تمام حاجتوں کو پورا کر دیا اور لوگ دوبارہ اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔

ضحاک کی ماں کا ضحاک کو طعن وتشنیع کرنا

ضحاک کی زیادہ سے زیادہ نیکی

اہل علم سے یہ بھی مذکور ہے کہ ضحاک کی ماں بدخصلت متکبر اور شرپسند تھی جب اس نے لوگوں کو ضحاک سے

یوں برات سے باتیں کرتے ہوئے دیکھا تو غیض وغضب میں بھرگئی اور لوگوں کے چلے جانے کے بعد ضحاک کو طعن تشنیع اور برا بھلا کہنے لگی اور اسے ابھارا کہ تو نے ان لوگوں کو ہلاک کیوں نہ کر دیا ان میں یہ جرات و بہادری کہاں سے آ گئی؟ لیکن ضحاک نے اپنی ماں کو سمجھایا کہ وہ لوگ حق بات لے کر میری طرف آئے تھے پھر اس نے کہا کہ ایک لمحہ کو میں نے بھی ان کو طاقت ور دبانا چاہا لیکن ان کے پہاڑ جیسے حقائق میرے سامنے حائل ہو گئے اور مجھے ان کی حقانیت کا اقرار کرنا پڑا یہاں تک کہ ضحاک نے اپنی ماں کو مطمئن کر لیا اور اسے باہر بھیج دیا کچھ دنوں کے بعد ضحاک شہر سے باہر گاؤں والوں کے پاس پہنچا اور ان سے کیے گئے وعدے پورے کیے۔ اس نیکی و بھلائی کے علاوہ ضحاک کی طرف کوئی نیکی یا اچھائی منسوب نہیں۔

ضحاک کی عمر

اجدہاق یعنی ضحاک نے کل عمر ایک ہزار سال پائی اور چھ سو برس تک حکومت کی اور باقی عمر بادشاہت کی طرح گزاری کیونکہ لوگ اسکا حکم اسی طرح مانتے تھے جس طرح دور شاہی میں اسکا حکم چلتا تھا بعض لوگوں نے کہا کہ اسکی حکومت ایک ہزار سال قائم رہی اور اس کی عمر گیارہ سو سال تھی افریدون نے آکر اسے تخت سے اتار کر تختہ دار پر چڑھا دیا۔

علماء فرس کے نزدیک سب سے زیادہ لمبی عمر پانے والا صرف ضحاک ہے اور جامر بن یافث بن نوح کی عمر ایک ہزار سال تھی۔

بیوراسب (ضحاک) کا ذکر اس جگہ اس لیے کیا کہ کیونکہ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ نوح علیہ السلام بیوراسب کے زمانے میں ہی مبعوث کیے گئے اور نوح علیہ السلام کو بیوراسب اور اسکی حکومت کے ظلم و فسق چلانے والے سرکش لوگوں کو اللہ تعالی کی وحدانیت کی طرف بلانے اور انھیں ایک خدا کی عبادت کرنے کے لیے مبعوث کیا گیا سابق میں ہم اللہ تعالی کے احسانات نوح علیہ السلام پر نوح علیہ السلام کی حالت فرمانبرداری اور دنیا والوں کی تکالیف پر صبر کا ذکر کر چکے ہیں اور یہ بھی ذکر کیا جا چکا ہے کہ اطاعت و فرمابرداری کرنے والوں کو اللہ تعالی نے طرح طرح کے انعامات سے نوازا اور سرکشی اور نافرمانی کرنے والوں کو دنیا کے لیے عبرت بنا دیا اور انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کر دیا۔

نوح علیہ السلام اوران کی اولاد کا ذکر

اب ہم نوح علیہ السلام اوران کی اولاد کا ذکر کرتے ہیں جو کہ اللہ تعالی کے فرمان کے مطابق آج تک دنیا میں موجود ہیں نوح علیہ السلام اوران کی اولاد اور ان کی نسل کو چھوڑ کر جن لوگوں میں نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا ان میں سے اوران کی نسل میں سے کوئی بھی باقی نہ بچا۔

حضور ﷺ نے اللہ تعالی کا فرمان ذکر کیا ہے۔ وجعلنا ذریته هم الباقین

(ترجمہ) اور وہ سام حام اور یافث ہیں۔

وھب بن منبہ سے منقول ہے کہ سام بن نوح اہل عرب، فارس اور روم کا باپ ہے اور حام اہل سوڈان کا اور یافث ترکوں کا اور یاجوج ماجوج کا باپ ہے جو کہ ترکوں کا چچا زاد بیٹا ہے۔

یافث کی بیوی اور اس کی اولاد

اور کہا جاتا ہے کہ یافث کی بیوی اربسیہ بنت مرازیل بن الدرمسیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم علیہ السلام تھی اس سے یافث کے سات بیٹے اور ایک بیٹی پیدا ہوئی بیٹوں کے نام یہ ہیں! جومر بن یافث (ابن اسحاق سے مروی ہے کہ وہ یاجوج ماجوج کا باپ تھا)، مارح بن یافث، وائل بن یافث، حوان بن یافث، توبیل بن یافث، ھوشل بن یافث اور ترس بن یافث۔ بیٹی شبکۃ بنت یافث تھی گمان کیا جاتا ہے کہ یاجوج ماجوج اور صقالبتہ اور ترک یہ سب بنی یافث سے تھے۔

حام کی بیوی اور اس کی اولاد

حام بن نوح کی بیوی نحلب بنت مارب بن الدرمسیل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم تھی اس سے حام کے تین بیٹے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں: کوش بن حام بن نوح، قوط بن حام بن نوح، کنعان بن حام بن نوح۔

حبشہ، ہند اور سندھ کی پیدائش

کوش بن حام بن نوح نے قرنبیل بنت بتاویل بن ترس بن یافث سے شادی کی۔ کہا جاتا ہے کہ اس سے کوش کے تین بیٹے پیدا ہوئے حبشہ، سند، اور ھند پیدا ہوئے۔

مصری اور سوڈانیوں کے جد امجد

اور قوط بن حام بن نوح سے بخت بنت بتاویل بن ترس بن یافث بن نوح سے شادی کی اس سے قوط کا ایک بیٹا قبط پیدا ہوا کہا جاتا ہے کہ یہ قبط مصر ہے اور کنعان بن حام بن نوح نے ارتیل بنت بتاویل بن ترس بن یافث بن نوح سے شادی کی۔ اس سے کنعان، نوبہ، فذان، زنج، زغاوۃ اور تمام اہل سوڈان پیدا ہوئے۔

نوح علیہ السلام کی بددعا

ابن اسحاق سے ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ اہل تورات کا گمان ہے کہ یہ سب کچھ نوح علیہ السلام کی حام کے لیے بددعا کی وجہ سے ہوا ہے اس کا قصہ یوں ہے کہ نوح علیہ السلام ایک مرتبہ سوئے تو ان کا ستر ظاہر ہو گیا حام نے اسے دیکھا اور بغیر ڈھانپے چلا گیا۔ سام اور یافث نے دیکھا تو ڈھانپ دیا۔ نوح علیہ السلام جب نیند سے بیدار ہوئے تو حام، سام، اور یافث نے جو کچھ کیا تھا ان کو پتا چل گیا تو انھوں نے کہا کہ کنعان بن حام ملعون ہے۔ یہ حام کے بھائیوں کے غلام ہوں گے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ سام میں برکت دے اور حام اپنے دونوں بھائیوں کا غلام ہوگا اور اللہ تعالیٰ یافث کا بدلہ دے اور وہ حام کے مکانوں میں قیام پذیر ہوگا اور کنعان ان کا غلام ہوگا۔

سام بن نوح کی بیوی اور اس کی اولاد

سام بن نوح کی بیوی صلیب بنت بتاویل بن محویل بن خنوخ بن قین بن آدم تھی۔ اس سے ان کی اولاد ہوئی جن میں ارفخشذ بن سام، اشوذ بن سام، لاوذ بن سام، عویلم بن سام اور دیگر سام کی اولاد ہیں۔ ان میں ارم بن سام بھی

تھا۔ راوی کہتا ہے کہ مجھے معلوم نہیں کہ ارم بن سام، ارفخشد اور اس کے بھائیوں کی ماں سے ہی تھا یا کسی اور سے۔

ثمانین شہر کا تنگ پڑنا

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب نوح علیہ السلام کے بیٹوں کے لیے ثمانین کا بازار تنگ پڑ گیا تو وہ بابل کی طرف متوجہ ہوئے اور اسے تعمیر کیا یہ فرات اور سرات کے درمیان ہے اس کی لمبائی اور چوڑائی بارہ بارہ فرسخ تھی اور اس کا دروازہ مقام دوران میں تھا اگر آپ کوفہ کے پل کو عبور کریں تو یہ بائیں جانب ہے پس ان کی تعداد یہاں بڑھتے بڑھتے ایک لاکھ تک پہنچ گئی۔ اور وہ تمام کے تمام مسلمان تھے۔

لاوذ کی بیوی اور اس کی نسل

اب دوبارہ ابن اسحاق کی حدیث کی طرف لوٹتے ہیں لاوذ بن سام بن نوح نے شبکہ بنت یافث بن نوح سے شادی کی۔ اس سے فارس، جرجان اور اہل فارس پیدا ہوئے لاوذ کے بیٹوں میں فرس کے ساتھ طسم اور عملیق بھی ہیں۔ راوی کو شک ہے کہ یہ فرس کی ماں ہی سے تھے یا کسی اور سے۔ عملیق عمالیق کا باپ ہے۔

مختلف علاقوں کی اصلیت

یہ تمام امتیں مختلف علاقوں میں بٹ گئیں اہل مشرق، اہل عمان، اہل حجاز، اہل شام اور اہل مصر انہی میں سے ہیں ان میں کچھ ظالم لوگ شامل تھے جنھیں کنعانی کہا جاتا تھا اور مصر کے فراعنہ بھی انہی میں سے تھے انہی میں سے اہل بحرین اور اہل عمان جنھیں جاسم کہا جاتا تھا مدینہ میں رہنے والے بنوھف، سعد بن ھزان، بنو مطر اور بنو ازرق انہی میں سے تھے اور اہل تیمار بھی انہی میں سے تھے اور اہل نجد میں بدیل، راحل اور غفار ان میں سے تھے اور اہل تیمار بھی ان میں سے تھے اور تیمار میں حجاز کا بادشاہ جس کا نام ارقم تھا وہ بھی ان میں سے تھا اور وہ نجد میں رہتے تھے اور طائف میں رہنے والوں میں بنو عبد بن ضخم بنو عبس اول تھے۔

وہاں ان کی تعداد میں اچھا خاصہ اضافہ ہوا پھر ان سے کسی گناہ کی وجہ سے ان پر اللہ تعالیٰ کا عذاب آیا اور بہت تھوڑے سے لوگوں کے علاوہ باقی سب لوگ ہلاک ہو گئے اب باقی ماندہ لوگوں کو نسناس کہا جاتا ہے۔

اصل عرب

طسم بن لاوذ یمامہ اور اس کے اطراف میں رہتے تھے وہاں ان کی تعداد بڑھتی بڑھتی بحرین تک پہنچ گئی طسم، عمالیق، امیم اور جاسم یہ سب عرب تھے ان کی فطری زبان عربی تھی اور بلاد فارس کے مشرق میں رہنے والے فارسی زبان بولتے تھے۔

عرب عاربہ اور عرب متعربہ

ارم بن سام بن نوح کے بیٹے عوص بن ارم، غاثر بن ارم، اور حویل بن ارم تھے اور پھر عوص بن ارم کے بیٹے غاثر بن عوص، عاد بن عوص اور عبیل بن عوص تھے، اور غاثر بن ارم کے بیٹے ثمود بن غاثر اور جدلیس بن غاثر تھے یہ سب

عرب تھے اور یہ ہی مضری زبان بولتے تھے عرب ان امتوں کو عرب عاربہ کہتے تھے کیونکہ یہ ان کی فطری زبان تھی اور اسماعیل بن ابراہیم علیہ السلام کو عرب متعربہ کہتے تھے کیونکہ انھوں نے ان امتوں کی یہ زبان ان کے درمیان رہنے کی وجہ سے بولنی شروع کی پس عاد و ثمود، عمالیق، امیم، جاسم، جدلس اور طسم ہی عرب ہیں۔

عاد اس رمل سے لے کر حضر موت اور پورے یمن میں رہتے تھے اور ثمود حجاز اور شام کے درمیاں حجر سے لے کر وادی القریٰ اور اس کے اطراف میں رہتے تھے اور جدلس طسم کے ساتھ ہو لیے اور وہ ان کے ساتھ یمامہ اور اس کے اطراف میں بحرین کے علاقہ میں سکون پذیر ہوئے اس دور میں یمامہ کا نام ''جو'' ہوتا تھا اور جاسم عمان میں رہتے تھے۔

نوح علیہ السلام کی سام اور یافث کے لیے دعا اور حام کے لیے بددعا

ابن اسحاق کے علاوہ کسی اور سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سام کے۔لیے دعا کی کہ اس کی نسل سے انبیاء اور رسول ہوں اور یافث کے لیے دعا کی کہ اس کی نسل سے بادشاہ ہوں اور انھوں نے دعا میں یافث کو سام پر مقدم کیا یعنی یافث کا ذکر پہلے کیا۔اور حام کیلیے بددعا کی کہ اس کا رنگ تبدیل ہو جائے اور اس کی نسل سام اور یافث کی نسل کی غلام ہو۔

بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ بعد میں نوح علیہ السلام کا دل حام کے معاملے میں نرم پڑ گیا تو انھوں نے اس کے لیے دعا کی کہ اس کے بھائی اس پر رحم کریں اور پھر اپنے پوتے کوش بن حام اور جامر بن یافث بن نوح کے لیے دعا کی اور یہ سب کچھ اس لیے ہوا کہ ان کے پوتوں میں سے کئی پوتے ان کے پاس آئے اور ان کی خدمت کرنے لگے جیسا کہ حقیقی بیٹا خدمت کرتا ہے اس لیے انھوں نے کئی پوتوں کے لیے دعا کی۔

سام اور یافث کی نسل

سام کے چھ بیٹے تھے عابر، علیم، اشوذ، لاوذ اور ارم اور وہ مکہ مکرمہ میں رہتے تھے۔ارفخشد کی نسل سے انبیاء اور رسل اور دوسرے مختلف عظیم لوگ اور تمام اہل عرب اور مصر کے فراعنہ تھے اور یافث بن نوح کی نسل سے ترک سمیت عجم کے تمام بادشاہ تھے اور فرس میں ان کا سب سے آخری بادشاہ یزدجرد بن شہریار بن پرویز تھا اور ان کا نسب جیومرت بن یافث بن نوح پر ختم ہو جاتا تھا۔

کہا جاتا ہے کہ لاوذ بن سام بن نوح اور اس کے دوسرے بھائیوں میں سے ایک قوم جامر کی طرف گئی جامر نے ان پر انعام و اکرام کیا اور انکو اپنے ملک میں جگہ دی ان میں سے ماذی بن یافث بھی تھا یہ ہی وہ ماذی ہے جس کی ماذی تلواروں کی نسبت کی جاتی ہے اور کہا جاتا ہے کہ کیشر الماذوی، بلشصر بن اولمرودخ کا قاتل ہے وہ اسی کی نسل سے ہے۔

ہند سندھ کی اصل

حام بن نوح کی نسل میں نوبہ، حبشہ، فزان، ھند، سند، اور مشرق و مغرب کے ساحلی علاقوں کے لوگ ہیں انہی میں نمرود تھا جس کا نام نمرود بن کوش بن حام تھا۔

قینان بد بخت

ارفخشد بن سام کا ایک بیٹا قینان پیدا ہوا اس کا تورات میں کوئی تذکرہ نہیں ملتا یہ وہی ہے جس کے بارے میں کہا گیا ہے کہ وہ اس بات کا مستحق ہی نہ تھا کہ آسمانی کتاب میں اس کا ذکر کیا جائے کیونکہ وہ جادوگر تھا اور اپنے آپ کو خدا کہتا تھا تورات میں ارفخشد بن سام اور پھر شالخ بن قینان بن ارفخشد کی پیدائش کا ذکر کیا گیا ہے لیکن نسب میں قینان کا ذکر نہیں کیا گیا وجہ اوپر گزر چکی ہے۔

شالخ کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ شالخ بن ارفخشد بقینان کی نسل سے تھا اور شالخ کا ایک بیٹا تھا جس کا عابر تھا اور عابر کے دو بیٹے تھے جس میں ایک فالغ تھا عربی میں اسکے معنی تقسیم کرنے والے کے ہیں اور یہ نام اس لیے دیا گیا ہے کہ اس زمانے میں زمین تقسیم ہوگئی تھی، اور زبانیں خلط ملط ہوگئیں تھیں اور عابر کے دوسرے بیٹے کا نام قحطان تھا۔

قحطان کے دو بیٹے یعرب اور یقطان تھے وہ دونوں یمن میں آئے اور قحطان وہ پہلا آدمی ہے جو یمن کا بادشاہ بنا اور اسے "ابیت اللعن" کا خطاب دیا گیا جیسا کہ بادشاہوں کو کہا جاتا تھا۔

ابراہیمؑ کی اصل

فالغ بن عابر کا ایک بیٹا ارغو تھا اور ارغواء کا بھی ایک بیٹا تھا جس کا نام ساروغ تھا اور ساروغ کا بیٹا ناحور اتھا اور ناحور کا بیٹا تارخ تھا عربی میں اسکے معنی آزر کے ہیں اور تارخ کے ہاں بھی ایک بیٹا ہوا جس کا نام ابراہیم علیہ السلام تھا۔

ارفخشد کے ہاں بھی ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام نمرود بن ارفخشد تھا اور وہ حجر کے کسی کنارے پر رہتا تھا۔

لاوذ بن سام کے بیٹوں میں طسم اور جدیس یمامہ میں رہتے تھے اور عملیق بن لاوذ حرم اور اطراف مکہ میں رہائش پذیر تھا اور ان کے بعض لڑکے شام کی طرف چلے گئے ان میں سے عمالیق تھے اور عمالیق سے مصر کے فراعنہ بھی تھے اور لاوذ بن سام کے بیٹوں میں امیم بن لاوذ بن سام بھی تھا اس کے بہت سارے لڑکے تھے تو ان میں سے بعض مشرق میں جامر بن یافث کے پاس چلے گئے۔ ارم بن سام کے ہاں ایک لڑکا عوص بن ارم ہوا وہ احقاف میں رہتا تھا اور پھر عوص کا ایک بیٹا عاد بن عوص تھا۔

نمرد کی اصل

اور وہ حام بن نوح کے چار بیٹے کوش، مصرایم، قوط، کنعان تھے بابل کا ظالم نمرود کوش ہی کی نسل سے تھا اور اس کا نام نمرود بن کوش بن حام تھا اور ان کے باقی بیٹے مشرق و مغرب کے ساحلوں اور نوبہ حبشہ اور فزان میں رہتے تھے۔

کہا جاتا ہے کہ قبط اور بربر مصرایم کی اولاد میں سے تھے اور قوط سندھ اور ہند کی طرف آیا اور یہاں رہنے لگا۔

اور یافث بن نوح کے بیٹے جامر، موعج، موادی، بوان، ثوبال، ماشج اور تریش ہیں۔

ملوک فارس جامر کی اولاد میں سے ہیں۔ اور تیرش کی اولاد میں سے ترک اور حزر ہیں اور ماشج کی اولاد سے اشبان ہیں اور موجع کی اولاد سے یاجوج ماجوج ہیں جو کہ ترک اور حزر کے مشرقی جانب ہیں اور بوان کی اولاد سے صقالبہ ، برحان اور اشبان ہیں۔ پہلے یہ سب ردم کے علاقے میں رہتے تھے یہاں تک کہ عیص کی اولاد میں ایک قصہ پیش آیا

اس کے بعد تینوں فریقوں یعنی سام، حام، اور یافث نے الگ الگ علاقے لیے اور وہاں رہنے لگے اور اپنے علاوہ دوسروں کو وہاں سے نکال دیا۔

سام بن نوح کی اولاد سے موسیٰ علیہ السلام

ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ اے موسیٰ تو اور تیری قوم اور اہل جزیرہ اور اہل العال سام بن نوح کی اولاد میں سے ہو۔

ھشام بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ اہل سندھ اور ہند تو قیر بن یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح کے بیٹے یعنی ان کی اولاد میں سے ہیں۔ مکران بن البند اور جرھم عابر بن شالخ بن ارفخشذ بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں۔ یہ اس کے قول کے مطابق ہے جو کہ ان کو اسماعیل علیہ السلام کی طرف منسوب نہیں کرتے اور اہل فرس فارس بن تیرش بن ناسور نوح کے بیٹے ہیں۔ اور نبط نبیط بن ماش بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں اور اہل جزیرہ اور عال ماش بن ارم بن سام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں اور عملیق یعنی عریب اور طسم اور امیم لوذ بن سام بن نوح کی اولاد میں سے ہیں اور عملیق عمالقہ کے باپ ہیں اور انہی میں بربر ہیں اور وہ ثمیلا بن مارب بن فاران بن عمرو بن عملیق بن لوذ بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں سوائے منہاجتہ اور کتامہ کے کیونکہ وہ فرقیش بن قیس بن صیفی بن سبا کے بیٹے ہیں۔

سب سے پہلے عربی بولنے والے

کہا جاتا ہے کہ عملیق سب سے پہلے عربی بولنے والے ہیں جب وہ لوگ بابل سے کوچ کر رہے تھے اس وقت اس عملیق اور جرھم کو عرب عاربہ کہا جاتا تھا اور ثمود اور جدیس عابر بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں اور عاد اور عبیل عوص بن ارم بن سام بن نوح کے بیٹے ہیں اور اہل روم لنطی بن یونان بن یافث بن نوح کے بیٹے ہیں اور نمرود کوش بن کنعان بن حام بن نوح کا بیٹا تھا یہ بابل کا بادشاہ تھا ابراہیم علیہ السلام کے زمانے میں بابل پر اسی نے حکومت کی۔

عربی کی ابتداء وضرورت

قوم عاد کو اس زمانے میں عاد ارم کہا جاتا تھا جب وہ لوگ ہلاک ہو گئے تو ثمود کو ارم کہا جانے لگا، اور جب ثمود بھی ہلاک ہو گئے تو تمام بنی ارم کو ''ارمان'' کہا جانے لگا یہ ہی نبطی لوگ ہیں۔ یہ تمام بابل میں رہتے تھے اور سب مسلمان تھے۔ یہاں تک کہ نمرود بن کوش بن کنعان بن حام بن نوح بابک کا بادشاہ بنا اس نے انھیں بت پرستی کی دعوت دی اور یہ لوگ مان گئے اور بت پرستی کرنے لگے یہ لوگ سریانی زبان بولتے تھے اس کے بعد ایسے ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی زبانوں کو مخلوط کر دیا یہاں تک کہ وہ ایک دوسرے کی بات بھی نہ سمجھ پاتے تھے پس بنو سام اور بنو حام کی اٹھارہ اٹھارہ زبانیں تھیں اور بنو یافث کی ۳۶ زبانیں تھیں تو اللہ تعالیٰ نے عاد، عبیل، ثمود، جدیس، طسم، امیم اور بنو یقطن بن عابر بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح کو عربی سکھا دی اور جس شخص نے بابل میں ان کا نکاح الیوبیہ سے کرایا تھا وہ بوناظر بن نوح تھا۔

بنوسام کا مقام

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ نوح علیہ السلام نے بنو قابیل کی ایک عورت سے شادی کی اس سے ایک بچہ پیدا ہوا جس کا نام بوناظر رکھا گیا اس کی نسل مشرق کے ایک شہر معلون میں ہے بنوسام محل میں زمین کے درمیانی علاقے میں آئے اور یہ سمندر میں ساتید ما اور یمن سے شام تک کا درمیانی علاقہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے ان کو نبوت ،کتاب،خوبصورتی ،سرداری اور سفیدی کی نعمت سے نوازا۔اور بنوحام جنوب اور پچھوائی ہواؤں کے علاقے میں آئے اس علاقہ کو اروم کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان میں سرداری اور سفیدی کم رکھی تھی اللہ تعالیٰ نے ان کے شہروں کو اور آسمان کو آباد کیا۔اور وہاں سے طاعون کو ختم کر دیا۔اور ان کی زمین میں جھاؤ کے درخت ، پیلو،عشر، غاریں اور کھجور کے درخت پیدا کیے اور چاند اور سورج ان کے آسمان میں چلنے لگے۔

بنو یافث کا مقام

اور بنو یافث صفون میں جو کہ شمال میں صبح کی ہواؤں کے راستے میں واقع ہے رہتے تھے ان میں عام طور پر سرخ اور زرد رنگ تھا اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین کو سیاہ کر دیا تو وہاں شدید سردی پڑنے لگی اور ان کے آسمان کو بھی سیاہ کر دیا تو ان کے اوپر سات چلنے والے ستاروں میں سے کوئی بھی نہیں گزرتا تھا پھر طاعون میں مبتلا ہو گئے پھر ساحل کی طرف آئے اور مغیث کی وادی میں ہلاک ہوئے پھر شحر میں ان کو کمر کا ایک مرض لاحق ہوا اور عبیل یثرب میں رہتے تھے اور عمالیق صنعاء میں اس وقت تک صنعا کا نام صنعا نہیں تھا پھر عمالیق میں سے بعض لوگ یثرب کی طرف گئے۔اور وہاں سے عبیل کو نکال دیا اور جحفہ میں رہنے لگے پھر ایک مرتبہ سیلاب آیا وران سب کو بہا لے گیا جحفہ کا نام اسی وجہ سے جحفہ رکھا گیا۔

اور ثمود حجر اور اس کے اطراف میں رہتے تھے اور وہیں ہلاک ہوئے ،اور طسم اور جدیس یمامہ میں رہتے تھے اور وہ بھی ہلاک ہوئے اور امیم ابار کے علاقے میں رہتے تھے اور وہیں ہلاک ہوئے اور یہ علاقہ یمن اور شحر کے درمیان واقع ہے وہاں جنوں کا غلبہ ہو گیا ہے اس لیے آج کل وہاں کوئی نہیں پہنچ سکتا اور اس علاقے کو ابار ابن امیم کی طرف نسبت کرتے ہوئے ابار کہتے ہیں

یمن وشام کی وجہ تسمیہ

اور بنو یقطن بن عابر یمن میں رہتے تھے وہ چونکہ اس سے نیک فال لیتے تھے اس لیے اسے یمن کہا جانے لگا اور بنی کنعان میں سے ایک قوم شام میں آئی اور چونکہ یہ لوگ اس سے بدشگونی کرتے تھے اس لیے اسے شام کہا جانے لگا شام کو اس زمانے میں بنی کنعان کی زمین کہا جاتا تھا پھر بنی اسرائیل آئے اور بنو کنعان کو قتل کر کے وہاں خود رہنے لگے پھر اہل روم نے بنی اسرائیل پر چڑھائی کی ان سے قتال کیا اور چند لوگوں کے علاوہ باقی سب کو عراق بھیج دیا پھر آخر میں عربوں نے شام پر غلبہ پالیا۔

فالغ بن عابر بن ارفخشد بن سام بن نوح نے نوح علیہ السلام کے بیٹوں کے درمیان زمین کو تقسیم کیا جیسا کہ نام سے ظاہر ہے۔

زمین پر موجود مختلف اقوام کے انساب

حضور اکرم ﷺ اور سلف صالحین کی طرف منسوب بعض اخبار سے انسانیت کے نسب کا پتا چلتا ہے۔

حضرت سمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ سام عرب کا باپ ہے اور یافث اہل روم کا باپ ہے اور حام اہل حبشہ کا باپ ہے۔

سمرہ بن جندب سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے۔ سام، حام، یافث پس سام عرب کا باپ ہے اور۔ام زنجیوں کا باب ہے اور یافث روم کا باب ہے۔

حضرت سمرہ سے ایک اور حدیث میں مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے ،سام، حام، یافث۔

سعید بن میتب سے منقول ہے کہ نوح علیہ السلام کے تین بیٹے تھے سام، حام یافث اور پھر ہر ایک کے تین بیٹے تھے پس عرب فارس اور روم سام کے بیٹے ہیں اور ان سب میں خیر ہے اور ترک صقالبۃ اور یاجوج ماجوج یافث کے بیٹے ہیں اور ان میں سے کسی ایک میں بھی خیر نہیں ہے اور قبط سوڈان اور بربر حام کی اولاد میں سے ہیں۔

سام، حام اور یافث کی اولاد کے حلیے

ابن عطاء اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ حام کی اولاد کا رنگ کالا اور بال گنگھریالے تھے اور یافث کی اولاد کے سر بڑے بڑے اور آنکھیں چھوٹی چھوٹی تھیں اور سام کی اولاد کے چہرے اور بال دونوں خوبصورت تھے نوح علیہ السلام نے حام کے لیے بددعا کی تھی کہ اس کی اولاد کے بال کانوں سے آگے نہ بڑھیں پس جب یہ لوگ سام کی اولاد سے ملتے تو وہاں لوگوں کو دور کر دیتے۔

سام اور اسکی اولاد کی عمریں

اہل تورات کا گمان ہے کہ نوح علیہ السلام کی پانچ سو سال عمر گزرنے کے بعد سام پیدا ہوا پھر سام کی عمر ایک سو دو سو سال گزرنے کے بعد اس کا بیٹا ارفخشد پیدا ہوا۔ ایک خیال کے مطابق سام کی کل عمر ایک سو چھ سو سال تھی۔ پھر ارفخشد کے ہاں پینتیس سال کی عمر میں قینان پیدا ہوا۔ ارفخشد کی کل عمر چار سو اڑتیس سال تھی۔ پھر قینان کے ہاں انتالیس سال کی عمر میں شالخ پیدا ہوا۔ قینان کی کل عمر مذکور نہیں ہے پھر شالخ کے ہاں تیس سال کی عمر میں عابر پیدا ہوا اور شالخ کی کل عمر چار سو پینتیس سال تھی۔

مضبوط شہر کی تعمیر کا خیال

پھر عابر کے دو بیٹے عابر اور فالغ اور قحطان پیدا ہوئے فالغ طوفان نوح کے ایک سو چالیس سال بعد پیدا ہوا طوفان نوح کے زمانہ قریب میں گزرنے کے باوجود جب لوگوں کی آبادی بڑھ گئی تو انھوں نے ایک شہر بنانا چاہا جہاں اکٹھے مل کر رہیں یا ایک اونچا قلعہ بنائیں تاکہ اگر دوبارہ طوفان آجائے تو اس کے ذریعے بچا جاسکے۔

پس اللہ تعالیٰ نے چاہا کہ ان کے کام کو مشکل کر دے اور ان کے گمان کے خلاف کر کے ان کو سکھا دے کہ قوت

اور طاقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لیے ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی جماعت کو بکھیر دیا اور ان کی جمعیت کو توڑ ڈالا۔ عابر کی عمر چار سو چھتر سال تھی۔

ابو ابراہیمؑ کی پیدائش

پھر فالغ کے ہاں تیس سال کی عمر میں ارغواء پیدا ہوا۔ فالغ کی عمر کل دو سو انتالیس سال تھی۔ پھر ارغواء کے ہاں بتیس سال کی عمر میں ساروغ پیدا ہوا ارغواء کی بھی کل عمر دو سو انتالیس سال تھی۔ پھر ساروغ کے ہاں تیس سال کی عمر میں ناحور پیدا ہوا ساروغ کی کل عمر دو سو تیس سال تھی۔

پھر ناحور کا بیٹا تارخ ابو ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوا یہ نام یعنی تارخ اس کے والد نے رکھا تھا لیکن جب بعد میں نمرود کے بتوں کا نگران بنا دیا گیا تو ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آزر رکھ دیا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد کا نام آذر نہیں تھا بلکہ آزر تو ایک بت کا نام تھا۔ یہ مجاہد کا قول ہے۔

اور کہا جاتا ہے کہ اس میں کوئی عیب تھا جس کی وجہ سے آزر کہا جانے لگا جس کے معنی ''ٹیڑھا'' ہیں۔ آزر ناحور کی ستائیس سال کی عمر میں پیدا ہوا تھا اور ناحور کی عمر دو سو اڑتالیس سال تھی۔

ابراہیمؑ کی پیدائش

اور پھر تارخ کے ہاں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے طوفان نوح اور ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ہزار اناسی سال کا وقفہ ہے، جب کہ بعض اہل کتاب کا کہنا ہے کہ طوفان نوح اور ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش میں ایک ہزار دو سو تریسٹھ سال کا وقفہ ہے اور یہ آدم علیہ السلام کی تخلیق کے تین ہزار تین سو پینتیس سال کے بعد کا واقعہ ہے۔

قحطان بن عابر یعنی (عابر کے بھائی) کے ہاں یعرب پیدا ہوا اور یعرب کا ایک بیٹا یشجب جنیعب، اور یشجب کے ہاں سبا بن یشجب، اور سبا کے ہاں حمیر بن سبا، کہلان بن سبا، عمرو بن سبا، اشعر بن سبا، انماز بن سبا، مدبن سبا، عاقل بن سبا، اور پھر عمرو بن سبا کے ہاں عدی بن عمرو، اور عدی کے لخم بن عدی اور جذام بن عدی پیدا ہوئے۔

افریدون کون تھا؟

اہل فرس کے بعض ماہر انساب کا کہنا ہے کہ نوح علیہ السلام ہی افریدون تھے جنھوں نے ازدھاق پر غلبہ پالیا تھا اور اس سے اس کا ملک چھین لیا تھا اور بعض کا کہنا ہے کہ افریدون ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کا ذوالقرنین تھا۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ وہ سلیمان بن داؤد علیہ السلام تھے۔

اس جگہ اس کے ذکر کرنے کا مقصد یہ ہے کہ افریدون نوح علیہ السلام ہی ہیں کیونکہ اس کا قصہ مختلف چیزوں میں نوح علیہ السلام کے مشابہ ہے مثلاً تین بیٹے ہونے میں، عدل وانصاف اور اچھے اخلاق میں، ضحاک کا اس کے ہاتھوں ہلاک ہونے میں، کیونکہ ایک قول یہ بھی ہے کہ نوح علیہ السلام کو ضحاک کی قوم کی طرف بھیجا گیا پھر ضحاک نوح علیہ السلام کے ہاتھ سے ہلاک ہوا۔

البتہ اہل فرس نے جو اس کی نسبت بتائی ہے وہ پیچھے گزر چکی ہے افریدون بادشاہ جم شاذ بادشاہ کی اولاد میں سے تھا جس کو ازدھاق نے قتل کر دیا تھا اور اس میں جم شاذ بادشاہ میں دس پشتوں کا فاصلہ ہے۔

افریدون طب و نجوم کا مفکر اول

ھشام بن محمد بن السائب سے مروی ہے کہ ہمیں پتا چلا ہے کہ افریدون جم شاذ کی اولاد میں سے تھا جو کہ ضحاک سے پہلے گزرا ہے اور یہ بھی گمان کرتے ہیں کہ وہ اس کے بیٹوں میں سے نواں تھا اس کی جائے پیدائش دنباوند ہے وہ وہاں سے نکل کر ضحاک کے علاقے میں آیا اور اسے پکڑ کر باندھ دیا اور پھر دو سال تک حکومت کی۔ ظلم کا خاتمہ کیا اور لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلایا اور احسان کا حکم دیا اور ضحاک نے جن لوگوں کی زمینیں غصب کر رکھی تھیں اور جن زمینوں کا کوئی مالک نہ تھا انھیں مساکین اور عوام الناس پر وقف کر دیا۔

کہا جاتا ہے کہ یہ پہلا شخص ہے جس کو "صوابی" کا لقب دیا گیا اور پہلا شخص ہے جس نے علم الطب اور علم النجوم میں غور و فکر شروع کی۔

افریدون کے بیٹے

افریدون کے تین بیٹے تھے سب سے بڑے کا نام سلم دوسرے کا نام طوج اور تیسرے کا نام ایرج تھا افریدون کو خدشہ ہوا کہ کہیں وہ آپس میں تفرقہ ڈال کر ایک دوسرے پر ظلم نہ کرنے لگیں۔ لہٰذا اس نے ملک کو ان تینوں میں تقسیم کر دیا اس طرح کے تین حصے بنائے اور ہر ایک پر ان کے نام لکھے پھر ہر ایک نے ایک حصہ اٹھایا تو روم اور مغرب کے علاقہ جات سلم کے حصے میں اور ترک اور چین طوج کے حصے میں اور عراق اور ھند ایرج کے حصے میں آیا لہٰذا اس نے تاج اور تخت ایرج کے حوالے کر دیا۔ افریدون کے فوت ہونے کے بعد ایرج کے دونوں بھائیوں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور پھر دونوں نے مل کر تین سو سال تک حکومت کی۔

افریدون کے باپ

اہل فرس کا گمان ہے کہ افریدون کے دس باپ تھے اور ہر ایک کو اثفیان ہی کہا جاتا تھا اور یہ انھوں نے اپنی اولاد کے بارے میں ضحاک سے ڈرتے ہوئے کیا تھا کہ ان میں سے بعض ضحاک کے ملک پر حملہ کر کے اس سے جم بادشاہ کے خون کا بدلہ لیں گے۔

وہ مخصوص القاب کے ذریعے پہچانے جاتے تھے جیسے کہ ایک کو سرخ گایوں والا اثفیان اور ایک کو سفید و سیاہ داغ والی گایوں والا اثفیان اور ایک کو مٹیالے رنگ کی گایوں والا کہا جاتا تھا۔ ان کے نام اس طرح تھے۔ افریدون بن اثفیان بزکاؤ، اس کا مطلب ہے کہ زیادہ گایوں والا، بن اثفیان سیرکاؤ یعنی بڑی اور موٹی گایوں والا، بن اثفیان بورکاؤ یعنی وحشی گدھوں کے رنگ کی گایوں والا، بن اثفیان بن اخشین کاؤ یعنی پیلے رنگ کی گایوں والا، بن اثفیان اسپند کاؤ یعنی سفید گایوں والا، بن اثفیان کبر کاؤ یعنی مٹیالے رنگ کی گایوں والا۔

افریدون کا لقب

افریدون وہ پہلا شخص ہے جس کو "کیبہ" کا لقب دیا گیا جس کے معنی پاکی کہ ہیں جسے کہا جاتا ہے روحانی اور اس سے مراد لی جاتی ہے کہ اس کا کام بہت مخلصانہ اور پاک ہے جو کہ روح سے تعلق رکھتا ہے کہا جاتا ہے کہ کیبہ کے معنی

آمدنی طلب کرنے والے کے ہیں اور یہ بھی گمان کیا جاتا ہے کہ کیہ کے معنی خوبصورتی کے ہیں کیونکہ اس نے جب ضحاک کو قتل کیا تو اس پر حسن و خوبصورتی چھا گئی تھی۔

افریدون کا حلیہ

اہل فرس اہل عجم سے نقل کرتے ہیں کہ وہ بھاری بھر کم خوبصورت چہرے والا اور تجربہ کار شخص تھا اور وہ عام طور پر لوہے کی سلاخ سے قتال کرتا تھا جس کا سر بیل کے سر کی طرح تھا۔

افریدون کی شجاعت

. اس کے بیٹے ایرج کا ملک یعنی عراق اور اس کے اطراف اس کی زندگی میں افریدون کی حکومت میں داخل تھا اس نے تمام ملکوں پر قبضہ کیا اور مختلف علاقوں میں نقل مکانی کرتا۔ وہ جس دن میں بادشاہ بنا تھا تو تخت پر بیٹھ کر کہا تھا ہم اللہ تعالیٰ کی مدد اور تائید سے ضحاک پر غالب آنے والے ہیں اور شیاطین اور اس کی فوج کو خوار و ذلیل کر دیں گے پھر لوگوں کو انصاف کرنے اور سیدھے راستے پر چلنے اور بھلائی کا معاملہ کرنے کی تلقین کی اور انھیں شکریہ ادا کرنے پر ابھارا اور سات قوھیار بین ترتیب دیئے اس طرح کے پہاڑوں کو سات حصوں میں تقسیم کیا اور ان پر دنباوند اور دوسرے علاقوں کی شبیہیں بنائیں جو کہ اس کی بادشاہت کو ظاہر کرتی تھیں۔

ضحاک کا افریدون سے التجاء رحم کرنا

افریدون جب ضحاک پر غالب آگیا تو ضحاک نے کہا کہ تمھیں تمہارے دادا کی قسم کہ مجھے قتل مت کرو تو افریدون نے اس کی بات کا انکار کرتے ہوئے کہا تو نے جب حکومت پائی تو تیری ہمت بلند ہوگئی اور تو اپنے آپ کو بڑا سمجھنے لگا اور اس میں لالچ کرنے لگا اور اسے بتایا کہ اس کا دادا اس بات کا زیادہ حقدار ہے کہ اس کی طرح کوئی اس کے خاندان میں سے قیادت کرنے والا ہو اور اس کو بتایا کہ وہ اسے ایک بیل کے ذریعے قتل کرے گا جو کہ اس کے دادا کے گھر میں ہے۔

مختلف امور کی پہل کرنے والا

افریدون وہ پہلا شخص ہے جس نے گھوڑوں کو جھکایا اور ان پر سوار ہوا اور خچر پیدا کروائے اور مرغابی اور کبوتر کو جوڑا اور تریاق سے علاج کیا اور دشمنوں کو قتال کر کے انھیں قتل کیا اور ختم کیا۔

بیٹوں میں زمین کی تقسیم

افریدون نے تین بیٹوں طوج، سلم اور ایرج میں زمین تقسیم کی تو طوج ترک کی ایک جانب حزر اور چین کا مالک بنا اور چین کو اس وقت بغا کہتے تھے اور اس کے اطراف میں جو علاقے تھے انھیں بھی ساتھ ملا دیا۔

اور دوسرے بیٹے سلم کو صقالبۃ، برجان اور روم اور جو کچھ ان کی حدود میں ہے ان کی بادشاہت ملی۔

اور پھر زمین کے وسط میں جو بابل کا علاقہ ہے اور اسے فارث کہا جاتا ہے اس کے ساتھ سند، ھند اور حجاز کو ملا کر اس کی حکومت اپنے سب سے چھوٹے بیٹے ایرج کو دے دی یہ اسے سب سے اچھا لگتا تھا بابل کو ایرج الشھر اسی

لیے کہا جاتا ہے۔

اس کی وجہ سے افریدون کے بعد اس کی نسل اور اس کی اولاد میں عداوت ثابت ہوتی ہے جیسا کہ خنارث ترک اور روم کے بادشاہ ایک دوسرے کے خون کا مطالبہ کرتے ہوئے جنگ کے لیے نکلے۔

طوج اور سلم نے جب دیکھا کہ والد ایرج سے زیادہ محبت کرتے ہیں اور ہم پر ترجیح دیتے ہیں تو انھوں نے اس سے بغض رکھنا شروع کر دیا اور یہ حسد چلتا رہا یہاں تک کہ دونوں نے مل کر ایرج پر حملہ کر دیا اس طرح کہ طوج نے اس کی طرف رسی کا پھندا بنا کر پھینکا اور اس کا گلا گھونٹ دیا ترکوں نے پھندے کا استعمال اسی لیے شروع کیا ہے۔

ایرج کی اولاد

ایرج کے دو بیٹے تھے ایک کا نام وفدان تھا اور دوسرے کا نام اسطوبہ تھا، اور ایک بیٹی تھی جس کا نام طوزک تھا اسے خوشک بھی کہا جاتا ہے سلم اور طوج نے ایرج کے ساتھ دونوں بیٹوں کو بھی قتل کر دیا اور صرف بیٹی باقی بچی۔

مہرجان کی وجہ تسمیہ

افریدون جس دن ضحاک پر غالب آیا تھا وہ مہر ماہ کا روز مہر دن تھا تو لوگوں نے ضحاک کے فتنے کو ختم ہو جانے کی وجہ سے اس دن کو عید منانی شروع کی اور اس کا نام مہرجان رکھ دیا۔

خلاصہ کلام

افریدون کا ایک جبار اور عادل بادشاہ تھا اس کا قد نو نیزوں کے بقدر لمبا تھا اس طرح کہ ہر نیزے میں تین بوع ہوں۔ اور اس کے جسم کی چوڑائی تین نیزے تھی اور اس کے سینے کے چوڑائی چار نیزے تھی اور وہ اہل سوڈان کے باقی ماندہ آل نمرود اور ربط کی پیروی کرتا تھا پھر اس نے اس پر حملہ کیا۔ اور اس نے ان کے آثار اور نشانات تک کو مٹا ڈالا اس کی حکومت پانچ سو سال تک تھی۔

زمانہ نوحؑ سے ابراہیمؑ کے زمانے تک کے واقعات وحوادث

سابقہ اور حالیہ ذکر

سابق میں ہم نوح علیہ السلام کی نبوت، ان کی اولاد، نوح علیہ السلام کا اپنی اولاد میں زمین تقسیم کرنا، روئے زمین پر ان کی آبادی، اور وہ کس علاقے میں آباد ہوئے، پھر زمین پر سرکشی پھیلانا، اور اللہ کے نبی کی رسالت کو جھٹلانے پر انھیں دردناک عذاب میں مبتلا کرنا یہ سب تفصیل ذکر کر چکے ہیں اب ہم عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح اور ثمود بن جاثر بن ارم بن سام بن نوح کے حالات بیان کریں گے اور انکی اللہ اور اس کے رسولوں کی نافرمانی اور اس کا انجام وغیرہ سب کچھ ذکر کریں گے۔

قوم عاد کے حالات

قوم عاد تین بتوں کی عبادت کرتی تھی ایک کا نام صداء دوسرے کا نام صیمود اور تیسرے کا نام هباء تھا جب یہ قوم اللہ تعالی کی نافرمانی میں اپنی طاقت وقوت کو صرف کرنے لگی تو اللہ تعالی نے ان کی طرف اپنے رسول ھود بن عبداللہ بن رباح بن الخلود بن عاد بن عوص بن ارم بن سام بن نوح کو مبعوث کیا تا کہ وہ عاد کو اللہ کی وحدانیت اور اسکی عبادت کی طرف بلائیں۔

بعض لوگوں نے ھود علیہ السلام کا نسب اس طرح بیان کیا ہے ھود بن شالخ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔

یہی لوگ ھود علیہ السلام کا دوسرا نام عابر بھی بیان کرتے ہیں۔

ھود علیہ السلام کا اپنی قوم کو دعوت الی اللہ دینا

جب ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کو اللہ کی وحدانیت اور اس کی عبادت کی طرف بلایا اور انھیں کہا کہ کمزوروں پر ظلم نہ کریں تو پوری قوم نے آپ کی تکذیب کی اور تکبرانہ لہجے میں کہنے لگے کہ روئے زمین پر ہم سے زیادہ طاقتور کون ہے؟ غرض یہ سرکش لوگ ھود علیہ السلام کی دعوت پر ایمان نہ لائے صرف چند اشخاص نے آپ کی دعوت پر لبیک کہا۔

اللہ تعالی نے قرآن میں ھود علیہ السلام کی دعوت کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

(ترجمہ) ''کیا تم لوگ ہر اونچے مقام پر عبث اور بلا ضرورت ایک بلند یادگار بناتے ہو اور پختہ پختہ محل بناتے ہو شاید تم کو اس دنیا میں ہمیشہ رہنا ہے اور جب تم کسی کو پکڑتے ہو تو بڑے سخت گیر اور بے رحم ہو کر پکڑتے ہو، سو تم اللہ سے ڈرو اور میرا کہنا مانو اور اس خدا سے ڈرو، جس نے تمہاری ان چیزوں سے مدد کی جن کو تم خوب جانتے ہو اس نے تمہارے چوپایوں سے اور بیٹوں سے، باغوں اور چشموں سے امداد کی میں تم پر ایک بہت بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں''۔

قوم عاد کا جواب

یہ دعوت سن کر لوگوں نے ھود علیہ السلام کو جواب دیا جسے قرآن نے یوں بیان کیا ہے:
(ترجمہ) ''خواہ تو ہم کو نصیحت کرے یا نہ کرے، ہمارے لیے دونوں باتیں برابر ہیں'' (سورہ شعراء آیت نمبر ۱۲۸ تا ۱۳۶) قوم عاد نے صرف اسی جواب پر اکتفانہ کیا بلکہ مزید کہنے لگے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا:
(ترجمہ) اے ھود تو ہمارے پاس کوئی دلیل لے کر تو آیا نہیں اور ہم تیرے کہنے سے معبودوں کو چھوڑنے والے نہیں اور نہ تجھ پر ایمان لانے والے ہیں ہم تو صرف یہ کہتے ہیں کہ ہمارے معبودوں میں سے کسی معبود نے تجھے بری طرح جنون میں مبتلا کر دیا ہے۔ (سورہ ھود آیت نمبر ۵۶ تا ۵۳)

قومِ عاد کی سرکشی کا خمیازہ

اسی نافرمانی اور تکذیب رسول کے بعد اللہ تعالیٰ نے قوم عاد پر تقریباً تین سال تک بارش کو روک دیا قحط کو ان پر مسلط کر دیا یہاں تک کہ وہ بیمار پڑنے لگے پھر انھوں نے ایک وفد مکہ مکرمہ بھیجنے کے لیے تیار کیا تا کہ وہ ان کے لیے بارش طلب کرے۔

احسان البکری کی حدیث

ابو کریب، حارث بن احسان البکری سے روایت کرتے ہیں انھوں نے فرمایا: کہ میں حضور ﷺ کی خدمت میں حاضری کے لیے آ رہا تھا کہ میرا گزر ربذہ قبیلے کی ایک عورت پر ہوا اس نے مجھے کہا کہ تم مجھے بھی اپنے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے پاس لے چلو گے؟ میں نے کہا ہاں، اور اس کو میں نے اپنی سواری پر سوار کر لیا اور اسے لے کر مدینہ پہنچا۔ جب میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ منبر پر جلوہ افروز ہیں اور بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کندھے پر تلوار لٹکائی ہوئی ہے اور کالے جھنڈے لہرا رہے ہیں میں نے پوچھا کہ یہ کیا معاملہ ہے؟ تو لوگوں نے کہا کہ عمرو بن عاص غزوہ سے لوٹے ہیں۔ پھر کچھ دیر بعد آپ ﷺ منبر سے نیچے اترے، میں نے آپ ﷺ سے ملنے کی اجازت لی پس مجھے اجازت عطا کر دی گئی۔ پھر میں نے کہا، کہ یا رسول اللہ ﷺ دروازے پر بنی تمیم کی ایک عورت موجود ہے جسے میں اسکی خواہش پر آپ کے پاس لایا ہوں۔ آپ ﷺ نے کہا کہ اے بلالؓ اسے اندر آنے کی اجازت دے دو پس وہ عورت اندر داخل ہوئی اور بیٹھ چکی تو آپ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہارے اور بنی تمیم کے درمیان کچھ معاملہ ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں، ہے تو، اگر آپ ہمارے درمیان کوئی فیصلہ فرما دیں تو بہتر ہوگا۔ بلکہ آپ دھناء کو اس تصفیہ کیلئے درمیان میں ڈال لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بڑھیا اس کام کیلئے کیسی رہے گی؟ بڑھیا بولی: یا رسول اللہ پھر آپ کا یہ پریشان حال بندہ پریشان نہ رہے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ وہی سہی ہے۔ میں تو جنگل سے اپنی موت کو اٹھا لایا، اب مجھے کیا پتہ تھا کہ یہی بڑھیا میرے خلاف ہو جائے گی، سو میں خدا سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں عاد کے وفد کی طرح ہو جاؤں!

آپ ﷺ باوجود جاننے کے مجھ سے پوچھنے لگے: کہ عاد کے وفد سے کیا مراد ہے؟ تو میں نے کہا کہ میرا بیان کرنا گویا کہ جاننے والے کے سامنے بیان کرنا ہے! پھر میں عرض کرنے لگا:

وفدِ عاد کا بارش کے لیے نکلنا

جب عاد قحط میں مبتلا کر دیئے گئے تو انھوں نے کچھ لوگوں کو بھیجا تا کہ وہ ان کے لیے پانی کی دعا کریں اور اس کو تلاش کریں پس یہ لوگ مکہ میں بکر بن معاویہ کے پاس پہنچے جہاں اس نے ان کو ایک مہینے تک شراب وغیرہ سے خاطر تواضع کی اور اپنی دو باندیوں سے ان کو گانے سنوائے پھر انھوں نے ایک آدمی کو جبال مہرہ پر بھیجا تا کہ وہ بارش کے لیے دعا کرے۔

عاد کیلئے دعا کی معکوس قبولیت

جب اس نے دعا کی تو بادل آنے لگے جب کوئی بادل آتا تو آواز آتی کہ اے بادل! فلاں جگہ پر جا، یہاں تک کہ ایک بادل آیا اور اس میں سے پکارا گیا کہ تو عاد کو راکھ کا ڈھیر بنا دے اور عاد میں سے کسی کو نہ چھوڑ پس اس شخص نے یہ سنا اور اس بات کو ان لوگوں سے چھپالیا یہاں تک کہ عذاب نے انھیں پکڑ لیا۔

عاد سے متعلق دوسری روایت

ابو کریب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک اور روایت حضرت ابوبکرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ جب ان میں سے ایک شخص مہرہ کے پہاڑوں پر چڑھ گیا اور دعا مانگنی شروع کی:

> اے اللہ میں تیرے پاس کسی قیدی کی رہائی یا کسی مریض کی شفا کا سوال کرنے نہیں آیا بلکہ میں اس لیے آیا ہوں کے تو عاد پر بارش برسا اور انھیں سیراب کر دے جس طرح تو انھیں پہلے سیراب کیا کرتا تھا،

غلط انتخاب

جب یہ شخص دعا مانگ کر اٹھا تو آسمان پر بادل آنے لگے اور اس شخص کو اختیار دیا گیا کہ جو بادل چاہے دعا کے لیے پسند کر لے تو اب یہ شخص جو بادل آتا اس کو دوسری اقوام کی طرف بھیج دیتا یہاں تک کہ ایک سیاہ بادل آیا تو اس شخص نے کہا کہ تو عاد کی طرف چلا جا اور وہاں برس۔ پس کسی منادی نے آواز دی کہ تو عاد کو راکھ کا ڈھیر بنا دے اور عاد میں سے کسی کو نہ چھوڑ۔ کہتے ہیں کہ یہ کلام سن کر یہ شخص واپس پلٹا تو اپنی قوم کو دیکھا کہ بکر بن معاویہ کے پاس شراب نوشی کر رہے ہیں۔

عاد کو لوٹنے کا اشارہ

بکر بن معاویہ کو یہ پسند نہ تھا کہ وہ لوگ یہاں پر زیادہ عرصے رہیں لیکن وہ انھیں کہہ بھی نہیں سکتا تھا اس لیے کہ وہ اس کے مہمان بنے ہوئے تھے چنانچہ بکر بن معاویہ نے انھیں گانے کے اشارہ میں چلے جانے کا اشارہ کیا۔

حارث بن یزید البکری سے مروی ہے کہ: میں ایک دفعہ علاء بن حضرمی کی شکایت کرنے آپ ﷺ کی خدمت میں آرہا تھا، جب ربذہ کے علاقے سے گزرا تو بنی تمیم کی بوڑھی عورت کو وہاں پالیا تو اس بوڑھی نے مجھے کہا کہ اے عبداللہ رسول اللہ ﷺ سے مجھے کچھ کام ہے کیا تم مجھے وہاں پہنچا دو گے تو اس بوڑھی کو میں نے اپنے ساتھ سوار کر لیا

اور اسے لے کر مدینہ پہنچ گیا وہاں کالے کالے جھنڈے لہرا رہے تھے میں نے کہا کہ یہ کیا ہے؟ تو جواب دیا گیا کہ عمرو بن عاص کا لشکر دشمنانِ خدا سے لڑنے کو تیار ہے، چنانچہ تھوڑی دیر میں آپ ﷺ ان حضرات سے فارغ ہو کر گھر میں آئے یا شاید سواری پر سوار ہوئے تو میں اجازت حاصل کرنے کے بعد داخل ہوا اور بیٹھ گیا بس رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے کہا کہ کیا تمہارے اور بنی تمیم کے درمیان کچھ معاملہ ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔

اور جب میں ربذہ کے علاقے سے گزر رہا تھا تو بنی تمیم کی ایک بوڑھی عورت نے مجھ سے کہا کہ مجھے بھی آپ ﷺ کے پاس لے چلو، اور اب وہ بوڑھی دروازے پر کھڑی ہے چنانچہ آپ ﷺ نے اسے اندر بلایا وہ اندر داخل ہوئی اور میں نے کہا کہ جی ہاں، ہے تو، اگر آپ ہمارے درمیان کوئی فیصلہ فرمادیں تو بہتر ہوگا۔ بلکہ آپ دھنا کو اس تصفیہ کے درمیان میں ڈال لیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: یہ بڑھیا اس کام کیلئے کیسی رہے گی؟ بڑھیا بولی: یارسول اللہ پھر آپ کا یہ پریشان حال بندہ پریشان نہ رہے گا۔ میں نے کہا یارسول اللہ وہی سہی ہے۔ میں تو جنگل سے اپنی موت کو اٹھالایا، اب مجھے کیا پتہ تھا کہ یہی بڑھیا میرے خلاف ہوجائے گی، سو میں خدا سے پناہ چاہتا ہوں کہ میں عاد کے وفد کی طرح ہوجاؤں! آپ ﷺ نے کہا: عاد کے وفد سے کیا مراد ہے؟ میں نے کہا کہ جاننے والوں کو میں کیا بیان کرسکتا ہوں لیکن انھوں نے مجھے بیان کرنے پر ابھارا تو میں نے کہا! جب قوم عاد پر قحط مسلط کردیا گیا تو انھوں نے قیل نامی شخص کو بکر بن معاویہ کے پاس بھیجا وہاں بکر بن معاویہ نے اسے ایک ماہ تک شراب پلائی اور جراقان نامی دو باندیوں سے اسے گانے سنوائے کچھ عرصے بعد قیل مہرہ کے پہاڑوں پر پہنچا اور اللہ تعالیٰ کو پکار کر کہا! اے اللہ میں تیرے پاس کسی قیدی کی رہائی یا کسی مریض کی شفا کی درخواست لے کر نہیں آیا ہوں بلکہ تو عاد کو سیراب کردے جس طرح آپ پہلے ان کو سیراب کیا کرتے تھے دعا مانگتے ہی وہاں ایک سیاہ بادل آیا اور کسی پکارنے والے نے بادل سے پکارا کہ ''تو انھیں راکھ کا ڈھیر بنادے اور عاد میں سے کسی کو نہ چھوڑ''۔

عاد کی تباہی

(پھر عاد کے ساتھ وہی معاملہ ہوا جیسا کہ بیان کیا گیا) یہ سنتے ہی اس عورت نے کہا کہ تم بھی عاد کے اس شخص کی طرح نہ بنو۔ کہتے ہیں کہ عاد پر ہوا کا عذاب بھیجا گیا اور ہوا کا عذاب بھیجنے کے لیے ہوا کے خزانوں کا صرف اتنی مقدار میں منہ کھولا گیا جتنا کہ انگوٹھی کا حلقہ ہوتا ہے (یعنی صرف اتنی مقدار کے کھلنے پر کھجور سے لمبے قد والے اور انتہائی طاقتور لوگوں کو تنکے کی طرح بنادیا اور وہ خس و خاشاک کی طرح ہوا کے بہاؤ پر ادھر ادھر اڑنے لگے)۔

وفدِ عاد بسوئے مکہ

ابن اسحاق سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ جب عاد پر قحط کو مسلط کیا گیا تو انھوں نے پانچ افراد کو منتخب کرکے ان میں سے ہر ایک کے ساتھ کچھ لوگ مکہ مکرمہ بھیج دیئے تاکہ وہ انکے لیے بارش کی دعا کریں۔ کل ستر افراد کا قافلہ پانچ منتخب افراد کی معیت میں مکہ کی جانب روانہ ہوا جب یہ چاروں افراد یعنی قیل بن عتر، لقیم بن ھزال بن ھزیل بن عتیل بن صد بن عاد الاکبر، مرثد بن سعد بن عفیر، جلھمہ بن الخیری (معاویہ بن بکر کا خالو) نعمان بن عاد فلاں بن فلاں صد بن عاد الاکبر یہ سب مکہ میں معاویہ بن بکر کے پاس پہنچے تو اس نے انکا بہت اکرام کیا معاویہ بن بکر کا مسکن حرم سے باہر تھا یہ تمام لوگ معاویہ بن بکر کے عزیز واقارب تھے کیونکہ معاویہ کی بہن ھزمیہ بنت بکر کی شادی لقیم بن ھزال سے ہوئی تھی

جس سے چار بیٹے عبید بن لقیم، عمرو بن لقیم، عامر بن لقیم، عمیر بن لقیم پیدا ہوئے یہ سب عاد کی دوسری نسل سے ہیں۔

معاویہ بن بکر کا عاد کے لوگوں کو نکلنے کا اشارہ

یہ لوگ معاویہ بن بکر کے پاس ایک ماہ تک شراب نوشی اور معاویہ کی دو خوبصورت باندیوں سے گانا سنتے رہے معاویہ بن بکر کو ان کا یہ طویل قیام ناگوار گزرا۔ بارش کے لیے اور جس مصیبت میں وہ گرفتار تھے اسکے دفع کرنے کے لیے ایک آدمی کو دعا کرنے کے لیے بھیجا تھا اور یہ لوگ شراب نوشی اور عیاشی میں مست تھے معاویہ بن بکر سوچتا تھا کہ میں ان کے ساتھ کیا معاملہ کروں؟ یہ میرے مہمان ہیں، صراحت کے ساتھ انھیں منع کر نہیں سکتا ہو سکتا ہے۔ ہے کہ یہ لوگ سوچیں کہ معاویہ بن بکر ہم سے تنگ آ چکا ہے حالانکہ وہاں عزیز و اقارب ہلاکت کے قریب پہنچ چکے تھے۔ پس معاویہ نے اپنی دونوں باندیوں کے سامنے یہ مسئلہ پیش کیا تو انھوں نے کہا کہ آپ ان لوگوں کو اشعار کے اندر یہاں سے چلے جانے کا اشارہ کریں ہو سکتا ہے کہ یہ لوگ سمجھ جائیں اور چلے جائیں۔ معاویہ بن بکر نے ان کی اس بات کو پسند کیا اور درج ذیل اشعار پڑھے۔

الا یا قیل ویحک قم فهینم
لعل الله یسقینا غماما
فیسقی ارض عاد، ان عادا
قد امسوا لا یبینون الکلاما
من العطش الشدید فلیس نرجو
به الشیخ الکبیر ولا الغلاما
قد کانت نساء هم بخیر
فقد امست نساء هم عیامی
وان الوحش تاتیهم جهارا
ولا تخشی لعادی سهاما
وانتم هاهنا فیما اشتهیتم
نهارکم ولیلکم التماما
فقبح وفدکم من وفد قوم
ولا لُقّوا التحیة والسلاما

(ترجمہ) آگاہ رہو اے قیل ہلاکت ہو تمہارے لیے اٹھو اور جاؤ ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہیں بادلوں سے سیراب کر دے۔ عاد کی سرزمین کو سیراب کر دے گا کیونکہ عاد بات کرنے کی طاقت نہیں رکھتے۔ ان کی عورتیں پہلے خیر و عافیت سے تھیں اب بیوہ و مسکین ہو چکیں ہیں۔ اور یہاں تم دن اور رات جو چاہتے ہو عطا کیا جاتا ہے۔ بے شک وحشی جانور علی الاعلان ان کے سامنے آتے ہیں اور وہ تیروں سے نہیں ڈرتے۔ پیاس کی شدت کی وجہ سے ہم کسی بڑے سے امید رکھتے ہیں نہ کسی بچے سے۔ پس تو اپنی قوم عاد کے وقت کی برائی کر اور انھیں سلام تک نہ کر۔

جب معاویہ نے یہ شعر کہے اور اسکی باندیوں نے اسے گایا تو قوم نے آپس میں ایک دوسرے سے کہا کہ ہمیں بارش طلب کرنے کے لیے بھیجا گیا ہے اور ہم نے یہاں بہت سستی کر لی ہے۔ پس حرم میں داخل ہو جاؤ اور اپنی قوم کے لیے بارش طلب کرو۔

مرثد مسلمان کا عاد کو نصیحت کرنا

مرثد بن سعد بن عقیر جوان میں شامل تھا اور مسلمان تھا لیکن اسلام کو چھپایا ہوا تھا بولا کہ واللہ تم کو بارش سے سیراب نہ کیا جائیگا جب تک کہ تم اللہ اور اسکے رسول کی فرمانبرداری نہیں کرو گے، یہاں مرثد بن سعد کا اسلام لانا قوم پر ظاہر ہو گیا۔ یہ سنتے ہی جلھمہ نے مندرجہ ذیل اشعار کہے۔

ابا سعد فانک من قبیل
ذوی کرم وامک من ثمود
فانا لن نطعیک ما بقینا
ولسنا فاعلین لما ترید
اتامرنا لنترک آل رفد
زمل وآل صد والعبود
ونترک دین اباء کرام
ذوی رای ونتبع دین هود

(ترجمہ) اے ابوسعد تو ایک مکرم قبیلے سے ہے اور تیری ماں ثمود سے ہے۔ جب تک ہم زندہ ہیں ہرگز تیری اطاعت نہ کریں گے اور وہ کام نہ کریں گے جو تو چاہتا ہے۔ کیا تو ہمیں حکم کرتا ہے کہ ہم آل رفد، زمل، صد اور عبود کو چھوڑ دیں۔ اور ہم چھوڑ دیں اپنے محترم آباؤ واجداد کا دین اور ھود علیہ السلام کی پیروی کریں۔

قوم عاد کا بیت اللہ میں دعا کرنا

مرثد مسلمان کو بیت اللہ سے روکنا

رفد، زمل صد یہ عاد کے قبائل ہیں اور عبود بھی انہی میں سے ہے۔ پھر انھوں نے معاویہ بن بکر کو اور اس کے والد بکر کو کہا کہ تم مرثد بن سعد کو یہاں ہی روکے رکھو اور اسے مکہ نہ آنے دینا اس لیے کہ اس نے ھود علیہ السلام کی پیروی شروع کر دی ہے۔ جب یہ لوگ مکہ جانے کے لیے روانہ ہوئے تو مرثد بن سعد بھی معاویہ کے گھر نکل پڑا اور انھیں حرم میں دعا مانگنے سے قبل ہی آلیا، مرثد کھڑا ہوا اور اللہ تعالی سے دعا مانگنی شروع کی اے اللہ تعالی تو میری حاجت کو پورا کر دے اور مجھے اس وفد کی طرف سے بری رکھ۔

عاد کی ہلاکت اور ایک قبیلہ کی نجات

قیل بن عتر ان کا قائد تھا اس نے بھی دعا مانگنا شروع کی "اے اللہ تعالی ھود علیہ السلام سچے ہیں پس تو ہمیں

سیراب کردے" اس دعا کے بعد اللہ نے تین بادل سفید، سرخ اور سیاہ ان کی طرف بھیجے پھر بادلوں میں سے کسی نے پکارا اے قیل تو اپنے لیے اور قوم کے لیے اس میں سے پسند کر لے تو اس نے کہا کہ میں نے کالے بادل کو اختیار کر لیا ہے اس لیے کہ یہ زیادہ پانی والا ہے تو ایک منادی نے پکارا کہ "اے بادل! تو عاد کو راکھ کا ڈھیر بنا دے اور عاد میں سے کسی کو نہ چھوڑ" نہ کسی باپ کو اور نہ کسی باپ کے بیٹے کو سوائے بنولوذیہ کے، بنولوذیہ سے مراد بنولقیم بن ھزال بن ھزیل بن ھزیلہ بنت بکر ہے۔ یہ لوگ عاد کے ساتھ نہ رہتے تھے بلکہ مکہ میں اپنے ماموں کے ساتھ رہتے تھے، یہ بھی عاد تھے لیکن ان کا تعلق ہلاک ہونے والے عاد سے نہ تھا اس لیے انھیں عذاب سے محفوظ رکھا گیا۔

عاد کی ہلاکت کا منظر

اللہ تعالیٰ نے اس کالے بادل کو جسے قیل بن عتر نے اختیار کیا تھا وادی مغیث میں پہنچا دیا در حقیقت اس میں عاد کے لیے دردناک عذاب تھا جب قوم عاد نے اس بادل کو دیکھا تو ایک دوسرے کو بارش کی بشارت دینے لگے جسے قرآن نے یوں بیان فرمایا ہے۔

(ترجمہ) "یہ بادل ہے جو ہم پر برسے گا۔ یہ بات نہیں، بلکہ یہ وہ عذاب ہے جس کی تم جلدی کیا کرتے تھے یہ ایک سخت آندھی ہے جس میں دردناک عذاب ہے یہ آندھی ہر ایک چیز کو اپنے رب کے حکم سے درہم برہم کر ڈالے گی"۔

ایک عورت کا وقوع سے قبل عذاب کو دیکھ لینا

بعض اہل علم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے اس ہوا کے عذاب کو مہدد نامی عورت نے دیکھا جس کا تعلق عاد سے تھا جب اس پر ظاہر ہوا کہ بادل گیا ہے تو ایک زوردار چیخ مار کر بے ہوش ہو گئی جب ہوش میں آئی تو لوگوں کے دریافت کرنے پر بتایا کہ میں نے بادل میں ہوا کو دیکھا جس میں آگ کے شعلے بھڑک رہے ہیں اور اس کے آگے آگے چند آدمی اس کو ہنکار رہے ہیں پس اللہ تعالیٰ نے مسلسل آٹھ دن اور سات راتیں ان پر یہ آندھی مسلط کی جس کی وجہ سے پوری کی پوری عاد قوم ہلاک کر دیا گیا۔

عذاب کے وقت ہوڈ کی جائے مقام

عاد کا وفد جب مکہ سے نکلا تو معاویہ بن بکر اور بکر سے ان کی ملاقات ہوئی اسی اثنا میں ایک اونٹنی سوار وہاں پہنچا تو عاد نے اس سے پوچھا کہ تو نے ھود علیہ السلام اور اس کے ساتھیوں کو کہاں دیکھا تو اس نے جواب دیا کہ ساحل سمندر پر لیکن لوگوں نے اس شخص کی بات پر یقین نہیں کیا۔

ھزیلہ بنت بکر نے کہا کہ رب مکہ کی قسم اس شخص نے سچ کہا ہے متوب بن یعفر بن اضی معاویہ بن بکر ان کے ساتھ تھا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قیل بھی انکے ساتھ تھا۔ واللہ اعلم۔

تین شخصوں کی دعا

مرثد بن سعد، لقمان بن عاد اور قیل بن عتر کو اختیارات دیئے گئے کہ تم میں سے ہر شخص جو چاہے اپنے نفس کے لیے پسند کر لے۔ مرثد بن سعد نے کہا اے اللہ تعالیٰ آپ مجھے نیکی اور سچائی عطا فرمائیں پس اسے عطا کر دی گئی۔

لقمان بن عاد نے اللہ تعالیٰ سے لمبی عمر مانگی اس سے کہا گیا کہ یا تو تو ایک بکری کی عمر کو پسند کر لے یا جنگلی بھیڑ کی عمر کو یا سات گدھوں کی عمر کو اختیار کر لے لیکن یاد رکھنا کہ آخر میں پھر موت ہے اسکے سوا کوئی چارہ نہیں۔

خلاصہ کلام یہ ہے کہ لقمان بن عاد نے سات گدھوں کی زندگی کے برابر اپنی عمر میں اللہ تعالیٰ سے اضافہ کرالیا اور یوں وہ دوبارہ نئی زندگی گزارنے لگا۔

لقمان کا گدھوں کے منتخب کرنے کا طریقہ

لقمان بن عاد گدھے کا بچہ اس وقت لیتا تھا جب وہ انڈے سے نکلتا تھا اور بچہ میں بھی نر گدھے کا انتخاب کرتا اس لیے کہ یہ زیادہ عرصے تک زندہ رہ سکتا ہے۔ جب ایک بچہ مر جاتا تو دوسرے کا بھی اسی بناء پر انتخاب کرتا ہر گدھے کی عمر تقریباً اسی برس ہوتی تھی۔

لقمان بن عاد کی موت

جب تمام گدھے ایک کے بعد ایک مرتے چلے گئے تو آخر میں صرف لبد نامی گدھا رہ گیا جب اس کی عمر بھی پوری ہونے لگی تو یہ دوسرے گدھوں کے ساتھ مل کر پہاڑ پر چلا گیا۔ جب لقمان نے اپنے لبد کو نہ پایا تو اسکی تلاش میں پہاڑ پر پہنچ گیا وہاں دیکھا کہ لبد گدھوں کے درمیان پڑا ہوا ہے تو لقمان نے اس سے کہا کہ اٹھ لیکن جب اس نے اٹھنے کا ارادہ کیا تو لڑکھڑا کر دوبارہ گر گیا اور دونوں کا وہیں انتقال ہو گیا۔

بعض روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ جب قیل بن عنز کو کہا گیا کہ تو بھی کسی چیز کو اپنے لیے اختیار کر لے تو اس نے کہا کہ مجھے وہی عطا کی جائے جو میری قوم کو دی گئی کیونکہ مجھے زندہ رہنے کی کوئی حاجت نہیں پس اسے بھی اسی عذاب میں مبتلا کر کے ہلاک کیا گیا۔

مرثد کے عاد کے بارے میں اشعار

مرثد بن سعد کو جب عاد کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو اس نے درج ذیل اشعار کہے۔

عصت عاد رسولهم فامسوا
عطاشا ما تبلهم السماء
وسير وفدهم شهراً ليُسقَوا
فاردفهم مع العطش العماء
بكفرهم بربهم جهارا
على آثارهم عادهم العفاء
الا نزَعَ الالهُ حلومَ عاد
فان قلوبهم قفر هواء
من الخبر المبين ان يعوه
وما تغني النصيحة والشفاء

فنفسی وابنتای وام ولدی
لنفس نبینا ھود فداء
اتانا والقلوب مصمدات
علی ظلم وقد ذھب الضیاء
لنا صنم یقال لہ صمود
یقابلہ صداء والھباء
فابصرہ الذین لہ انابوا
وادرکہ من یکذبہ الشقاء
فانی سوف الحق آل ھود
واخوتہ اذا جن السماء

(ترجمہ) عاد نے اپنے رسول (ھودؑ) کی تکذیب کی انھیں پیاسا کر دیا گیا اور بارش سے محروم۔
انکا وفد ایک ماہ تک چلتا رہا تا کہ اپنی قوم کے لیے پانی طلب کرے اور موسلا دھار برسنے والا بادل انکے ساتھ ساتھ تھا (یعنی اپنی تکذیب کی بنا پر بارش سے پھر بھی محروم تھے۔)
انھوں نے اعلانیہ اپنے رب سے کفر کیا اسی وجہ سے انھیں تباہ و برباد کر دیا گیا۔
سن لو اے لوگو! اللہ تعالیٰ نے عاد کی عقلیں سلب کر لیں اس لیے کہ ان کے قلوب خواہشات کے گھر تھے۔
اور واضح خیر کے سننے سے عاجز تھے اس لیے انھیں کوئی نصیحت خیر پر نہ لا سکی۔
میرے جان و مال اور میرے بیٹوں کی ماں سب کے سب ہمارے نبی ھود علیہ السلام پر قربان۔
جب وہ ہمارے پاس مبعوث کیے گئے تو ہم ظلم کیا کرتے تھے اور لوگ دین کی روشنی سے محروم تھے۔
ہمارا بھی ایک معبود صمود (یعنی اللہ) ہے جس کے مقابلے میں کافروں کے خدا صدا اور ھباء ہیں۔
ہمارے خدا کو اسی نے دیکھا جس نے شقاوت کو جھٹلایا اور بدی سے توبہ کی۔
میں عنقریب آل ھود اور اپنے بھائیوں سے ملوں گا جب شام گزر چکی ہوگی۔

روسائے عاد میں سے خلجان کا حال

خلجان قوم عاد کا سب سے بڑا رئیس و سردار تھا۔ محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ جب عاد سے ہوا کو روک دیا گیا تو سات آدمیوں نے کہا جن میں ایک خلجان بھی تھا کہ چلو آؤ دیکھیں کہ قوم کے ساتھ وادی میں کیا معاملہ ہوا ہے وہ جیسے ہی وادی میں پہنچے تو ہوا نے ایک بار پھر انھیں قابو کر لیا اور خلجان کے سوا سب کو موت کے گھاٹ اتار دیا اب خلجان وہاں سے بھاگا اور پہاڑ پر چڑھ گیا اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا۔

خلجان کا ھود علیہ السلام سے مکالمہ

جب ھود علیہ السلام کو خلجان کے زندہ رہنے کا پتا چلا تو آپ اس کے پاس گئے اور اسے کہا کہ اسلام لے آؤ حفاظت سے رہو گے یہ دعوت سن کر خلجان نے کہا کہ مجھے تمہارا رب کیا عطا کرے گا اگر میں اسلام لے آؤں؟ ھود علیہ

السلام نے فرمایا کہ وہ تمہیں جنت عطا کرے گا تو خلجان نے کہا اچھا یہ بتاؤ کہ وہ لوگ کون تھے جنھیں میں نے بادلوں میں دیکھا تھا؟ ھود علیہ السلام نے فرمایا کہ وہ اللہ تعالی کے ملائکہ تھے تو خلجان نے کہا کہ اگر میں اسلام لے آیا تو کیا آپ کا رب مجھے ان سے محفوظ رکھے گا؟ ھود علیہ السلام نے فرمایا کہ تو نے کبھی دیکھا کہ بادشاہ نے اپنے سپاہیوں کو کسی سے دور رکھا ہو، تو خلجان نے کہا کہ اگر معاملہ ایسا ہے تو میں اسلام قبول نہیں کرتا یہ کہتے ہی زوردار آندھی آئی اور اسے بھی اسکی قوم کے ساتھ ملا دیا۔

ھود علیہ السلام کی عمر

ابوجعفر سے مروی ہے کہ تمام کی تمام قوم عاد کو ہلاک کر دیا گیا اور جو کوئی ان کی ہلاکت سے بچ گیا اسے بھی بعد میں ہلاک کر دیا گیا سوائے ھود علیہ السلام اور انکے متبعین کے۔ بعض روایتوں سے پتا چلتا ہے کہ ھود علیہ السلام کی کل عمر ایک سو پچاس برس تھی۔

قوم عاد سے متعلق سدی کی روایت

محمد بن حسین سدی سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالی نے ھود علیہ السلام کو عاد کی طرف مبعوث کیا، ھود علیہ السلام نے رات دن عاد کو اللہ تعالی کی بڑائی، وحدانیت، اور اسکی عبادت کی طرف بلایا لیکن انھوں نے سرکشی کی اور ھود علیہ السلام کو کہتے تھے کہ وہ تمہارا عذاب کہاں گیا جس سے تم ہمیں ڈراتے تھے؟ ان کی یہ باتیں سن کر ھود علیہ السلام جواب دیتے تھے کہ اس کا علم صرف اللہ تعالی ہی کو ہے اسکا عذاب بہت دردناک ہے پھر اللہ نے ان کو کفر و عناد کی وجہ سے قحط سالی میں مبتلا کر دیا۔ بارش کو ان پر برسنے سے روک دیا۔

عاد کا عبرت ناک انجام

ھود علیہ السلام نے اپنی قوم کے لیے بددعا کی کہ اے اللہ تو ان پر اپنا عذاب بھیج دے، اس دعا کے بعد عاد پر خوشگوار ہوائیں چلائیں گئیں اور بادلوں کو ان کی وادی میں بھیج دیا گیا عاد یہ دیکھ کر خوش ہونے لگے کہ یہ ہی بادل ان پر پانی برسائیں گے لیکن جب بادل ان کے قریب پہنچ گئے تو انھوں نے دیکھا کہ ہوا اونٹوں اور انسانوں سے لے کر آسمان وزمین کے درمیان چکر لگا رہی ہے یہ دیکھتے ہی عاد کے سب لوگ جلدی جلدی اپنے گھروں میں گھس گئے لیکن آندھی نے ان کو وہاں بھی ہلاک کر دیا اور گھروں سے باہر نکال پھینکا، یہ عذاب ان پر سات راتیں اور آٹھ دن مسلسل مسلط رہا اور عاد جو کہ لمبے قد والے اور انتہائی طاقتور لوگ تھے ہوا نے انھیں کھجور کے کھوکھلے تنے کی مانند گرا دیا جب پوری عاد کی قوم کو ہلاک کر دیا تو اللہ تعالی نے کالے رنگ کا ایک پرندہ بھیجا جس نے ان کی لاشوں کو اٹھا کر سمندر میں پھینک دیا اور بستی کو ان کی لاشوں سے خالی کر دیا اسی کو قرآن نے فرمایا۔

(ترجمہ) ''سوائے ان کے گھروں کے کوئی چیز وہاں نہ بچی'' عاد پر ہوا کے عذاب کی خاص مقدار بھیجی گئی لیکن یہ معلوم نہیں کہ کتنی مقدار بھیجی گئی تھی اسی کو قرآن نے فرمایا: (ترجمہ) ''انھیں ہلاک کر دیا گیا زوردار شدید آواز والی ہوا سے''۔

مصبا کہتے ہیں کہ جب عاد پر ہوا کا عذاب مسلط کیا گیا تو یہ اتنی شدید تھی کہ اس نے بڑے بڑے قد آور درختوں کو جڑوں سے اکھاڑ پھینکا اور انکے گھروں کو تباہ برباد کر دیا اور کسی شئے کو باقی نہ چھوڑا تمام چیزوں کو تباہ و برباد کر دیا۔

قوم ثمود کے احوال

صالحؑ کی قوم ثمود کو دعوتِ الٰہی

قوم ثمود نے جب اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور سرکشی شروع کی اور تمام زمین پر فساد مچادیا تو اللہ تعالیٰ نے انکی ہدایت، اپنی وحدانیت اور عبادت کی طرف صالح بن عبید بن اسف بن ماشخ بن عبید بن خارد بن ثمود بن جائر بن ارم بن سام بن نوح کو نبی بنا کر بھیجا جنہوں نے آکر لوگوں کو اسلام کی دعوت دی اور اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی طرف بلایا کفر و شرک سے انھیں منع کیا۔ جب صالح لوگوں کو اسلام کی دعوت دیتے تو قوم انھیں مختلف طعنے دیتی جسے قرآن پاک نے بڑے عجیب انداز میں بیان کیا ہے۔

(ترجمہ) ''انھوں نے جواب دیا اے صالح! اس بات سے پہلے تو تو ہم میں ایسا نہیں تھا، ہم نے تجھ سے بڑی امیدیں وابستہ کر رکھیں تھیں کیا تو ہم کو ان چیزوں کی عبادت سے روکتا ہے جن کی عبادت ہمارے بڑے کرتے چلے آئے ہیں، اور جس دین کی طرف تو ہمیں بلا رہا ہے اس دین کے بارے میں ہم بڑے تردد انگیز شبہ میں پڑے ہوئے ہیں'' (سورہ ھود آیت نمبر ۶۵)

ثمود کی بستی کا محل وقوع

اللہ تعالیٰ نے ثمود کو بڑی طاقت اور لمبی عمریں عطا کیں تھیں ثمود ''حجر'' کے علاقے میں وادی قری کی طرف آباد تھے اور یہ وادی حجاز اور شام کے درمیان واقع ہے۔

ثمود کا صالح سے نبوت کی دلیل طلب کرنا

صالح علیہ السلام ہر وقت اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہتے تھے آپ انکی کسی سختی و سرکشی کی پرواہ نہ کرتے بلکہ پہلے سے بھی زیادہ انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے، کفر و شرک سے منع کرتے۔ لیکن قوم بھی سرکشی اور نافرمانی میں بڑھتی چلی گئی یہاں تک کہ قوم نے صالح کو کہا اگر تم سچے ہو تو اپنی نبوت پر دلیل پیش کرو صالح نے اپنی قوم کو جواب دیا کہ تم اس وسیع و عریض پہاڑ کے قریب پہنچو۔ جب قوم پہاڑ کے قریب پہنچی تو پہاڑ پھٹا اور اس کے اندر سے ایک اونٹنی اللہ تعالیٰ نے صالح کی نبوت کی دلیل کے طور پر پیش کی، پھر صالح نے کہا اب یہ اللہ تعالیٰ ہی کی زمین سے کھائے گی اور پیئے گی تم میں سے کوئی اس کو ضرر نہ پہنچائے ورنہ اللہ تعالیٰ کا عذاب تمھیں اپنے شکنجے میں جکڑ لے گا پھر صالح علیہ السلام نے اونٹنی کی باری مقرر کردی کہ ایک دن یہ پانی پیئے گی اور دوسرے دن تمہارے جانور پانی پیئں گے۔

قوم ثمود پر عذاب آنے کی خبر

قوم والے جب اس اونٹنی سے عاجز ہوگئے تو انھوں نے اس اونٹنی کو پکڑ کو ذبح کر دیا صالح علیہ السلام کو جب اس واقعہ کا علم ہوا تو آپ نے قوم سے کہا تین دن کے بعد تم پر اللہ تعالی کا عذاب آئے گا اور یہ وعدہ سچا ہے پہلے دن تمہارے چہرے لال ہو جائیں گے دوسرے دن پیلے اور تیسرے دن کالے ہو جائیں گے جب قوم نے اپنے ساتھ یہ ہی معاملہ دیکھا تو تمام لوگوں نے اپنے جسموں پر خوشبو لگائی اور مرنے کے لیے تیار ہو گئے۔

قوم ثمود کی عمریں اور مکانات

عمرو بن خارجہ رسول اللہ ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے ثمود کو لمبی عمریں عطا کیں تھیں اس قدر ان کی لمبی عمریں ہوتی تھیں کہ جب ان میں سے کوئی شخص گارے وغیرہ سے اپنا گھر تعمیر کرتا تو وہ گھر مٹ کر کھنڈرات میں تبدیل ہو جاتا لیکن وہ پھر بھی زندہ رہتے تھے چنانچہ جب انھوں نے یہ ماجرا دیکھا تو پہاڑوں کو تراش کر اس کے اندر اپنے گھر تعمیر کرنے شروع کیے (یوں اونچے اونچے پہاڑوں کو انھوں نے اپنا مسکن بنا لیا) رزق کی کوئی تنگی ان پر نہ تھی۔

قوم ثمود کی سرکشی و معجزہ طلبی

پھر کچھ ہی عرصے بعد قوم نے صالح علیہ السلام سے کہا کہ آپ ہمارے لیے دعا کریں کہ آپ کا رب ہمارے لیے کوئی دلیل پیش کرے تاکہ ہم جان لیں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ صالح نے اللہ تعالی سے دعا کی، تو پہاڑ میں سے بطور دلیل اونٹنی کو نکالا گیا وہ اونٹنی ایک دن پانی پیتی اور دوسرے دن دوسرے جانور پانی پیتے تھے جس دن یہ اونٹنی پانی پیتی تو ثمود والے اپنے جانوروں کو پانی نہ پلاتے تھے۔

صالح کی اونٹنی کا وافر دودھ اور قوم کی اس پر دشمنی

یہ اونٹنی اتنا دودھ دیتی کہ انکے تمام بڑے چھوٹے برتن دودھ سے بھر جاتے (کچھ ہی دنوں بعد) اللہ تعالی نے صالح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے مطلع کیا کہ آپ کی قوم اونٹنی کو ذبح کر دے گی جب صالح نے قوم کو کہا تم اونٹنی کو ذبح کرنے کا ارادہ رکھتے ہو تو قوم نے انکار کیا اور کہا کہ ہم ہرگز یہ کام نہ کریں گے لیکن صالح علیہ السلام نے کہا کہ تم میں ایک بچہ ہوگا جو اس اونٹنی کو ذبح کر دے گا تو پوری قوم نے بیک آواز ہو کر کہا کہ آپ ہم کو اس بچہ کی علامتیں بتائیں ہم اسے قتل کر دیں گے صالح علیہ السلام نے کہا کہ اس بچہ کا رنگ سرخ زردی وسفیدی مائل ہوگا اور کچھ نیلا اور کچھ لال رنگ ہوگا۔

اونٹنی کے دشمن کی پیدائش

آپ بیان کرتے ہیں کہ اس شہر میں دو بوڑھے دوست رہتے تھے ان میں سے ایک کے لڑکا تھا اور دوسرے کی

لڑکی، دونوں اپنی اولاد کی شادی کرنا چاہتے تھے اتفاقاً ایک دن دونوں کی ملاقات ہوگئی اور ایک دوسرے سے پوچھ لیا کہ اب تک تو نے اپنی اولاد کی شادی کیوں نہیں کی، دونوں کا جواب یہ ہی تھا کہ بہتر جوڑا نہیں مل رہا پس دونوں نے اپنی اولاد کی شادی ایک دوسرے سے کی وہ لڑکا جس کی پیشن گوئی صالح علیہ السلام نے کی تھی انہی کے بطن سے پیدا ہوا۔

قاتل بچہ کی تلاش میں کامیابی

شہر میں آٹھ ایسے اشخاص تھے جو کہ ہر جگہ فساد مچاتے تھے اور خیران کے قریب بھی نہ بھٹکتی تھی جب صالح علیہ السلام نے قوم کو بچے کی علامتیں بتائیں تو انھوں نے شہر کی آٹھ انتہائی قابل عورتیں چن کر انکے ساتھ چند سپاہی کر دیئے اب وہ ہر جگہ جاتیں اور جس عورت کی گود میں بچہ دیکھتیں لڑکا ہوتا تو بتائی ہوئی علامتیں اچھی طرح جانچتیں اور اگر لڑکی ہوتی تو آگے دوسرے گھر میں چلی جاتیں بلآخر انھوں نے اس بچے کو پالیا اور شور مچانے لگیں کہ یہ ہی وہ بچہ ہے جس کے بارے میں صالح علیہ السلام نے خبر دی تھی۔ جب سپاہیوں نے چاہا کہ اس بچے کو اپنے ساتھ لے چلیں تو اس کے عزیز و اقارب درمیان میں حائل ہوگئے اور بچے کو نہ جانے دیا یہ لڑکا تمام بچوں سے زیادہ شریر تھا جوانی کی منزلیں اتنی جلدی طے کر رہا تھا کہ ایک دن میں اتنا بڑا ہوتا جتنا کہ عام بچے ایک ہفتہ میں ہوتے ہیں اور وہ ایک ہفتہ میں اتنا بڑا ہوتا جتنا کہ دوسرے بچے ایک ماہ میں بڑے ہوتے تھے اور ایک ماہ میں اتنا بڑا ہوتا جتنا کہ دوسرے بچے ایک سال میں بڑے ہوتے تھے۔

شر پسندوں کی منصوبہ سازی

جب یہ بچہ نوجوان ہوگیا تو زمین پر شر و فساد مچانے والے آٹھ اشخاص نے فیصلہ کیا کہ ہم اس بچے کو بھی اپنے ساتھ ملا کر کام کریں گے کیونکہ اس بچہ کا ایک مرتبہ اور ایک منزلت ہے جو اسکو اسکے آباؤ اجداد سے وراثت میں ملا ہے اب یہ کل نو تھے صالح علیہ السلام اس بستی میں نہ سوتے تھے بلکہ وہ رات کے وقت بستی سے باہر ''مسجد صالح'' میں آرام فرماتے تھے صبح کے وقت بستی میں آتے تھے اور اپنی قوم کو وعظ و نصیحت کرتے تھے اور رات کو دوبارہ اسی مسجد میں جا کر آرام فرماتے۔

بچوں کا قتل

ابن جریج سے مروی ہے کہ جب صالح علیہ السلام نے قوم کو کہا کہ تم میں سے ایک بچہ پیدا ہوگا جو اس اونٹنی کو ذبح کرے گا تو پوری قوم نے آپ سے پوچھا کہ آپ ہمیں اس لڑکے کے بارے میں کیا حکم دیتے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ میں تمھیں قتل کا حکم دیتا ہوں اب ثمود نے تمام بچے قتل کرنا شروع کر دیئے صرف ایک بچہ کو چھوڑ دیا اور یہ ہی وہ بچہ تھا جس کا حکم آپ نے دیا تھا۔

سابق میں ہم ذکر کر چکے ہیں کہ یہ بچہ بہت جلد جوان ہوا تھا جب قوم نے اس بچے کی جوانی دیکھی تو آپس میں ایک دوسرے کو کہنے لگے کہ اگر صالح تمھیں بچوں کے قتل کا حکم نہ دیتے تو تمام بچے اس طرح جوان ہو جاتے اسی نے تمھیں بچوں کے قتل پر ابھارا ہے۔

شرپسندوں کی خفیہ تدبیر اور الٹا انجام

اب قوم ثمود نے ایک منصوبہ طے کیا کہ ہم میں سے چند لوگ سفر کے بہانے علانیہ شہر سے باہر نکلیں گے اور رات کو دوبارہ خفیہ طور پر شہر میں داخل ہو کر صالح کو ان کی مسجد میں قتل کر دیں گیا ور لوگ ہمارے بارے میں یہ گمان کریں گے کہ ہم تو سفر پر ہیں اور ہم پر شک نہ کیا جائے گا چنانچہ وہ تمام لوگ رات کے وقت ایک پتھر کے نیچے چھپ کر بیٹھ گئے تا کہ صالح علیہ السلام کو قتل کیا جا سکے لیکن اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ پتھر ان پر آ پڑا اور سب کو وہیں کچل دیا تھوڑی دیر کے بعد کچھ دلوں کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ بھاگے بھاگے قوم ثمود کے پاس پہنچے اور چیخنے چلانے لگے کہ صالح علیہ السلام کو تمہارے بچے ذبح کرا کر بھی صبر نہ آیا حتیٰ کہ ان لوگوں کو بھی قتل کر دیا یہ خبر سن کر پوری قوم مشتعل ہوگئی اور اونٹنی کو ذبح کرنے کے ارادے سے سب وہاں جمع ہو گئے سب لوگوں نے اونٹنی پر حملہ کر دیا لیکن عاشر کا بیٹا ان میں شامل نہ ہوا۔

اونٹنی کا قتل کیا جانا

ابو جعفر پھر حدیث رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹتے ہیں اور مزید بیان کرتے ہیں کہ قوم ثمود نے صالح علیہ السلام کو دھوکہ دینا چاہا اور وہ لوگ ایک نہر کے کنارے جمع ہو گئے جو کہ صالح کے راستے میں پڑتی تھی ان میں سے آٹھ آدمی وہاں چھپ گئے تا کہ جیسے ہی صالح علیہ السلام اس راستے سے گزریں تو وہ انھیں قتل کر دیں اس وقت اللہ تعالیٰ نے زمین کو بالکل سیدھی ہو جانے کا حکم دیا اب یہ سب لوگ جمع ہو کر اونٹنی کو ذبح کرنے کے لیے چلے اونٹنی حوض کے قریب کھڑی تھی ان میں سے ایک بد بخت شخص نے ایک آدمی کو پکارا کہ تو آ! اور اسے ذبح کر وہ شخص آگے بڑھا اور جب اس نے دیکھا کہ یہ کام اس کی طاقت سے باہر ہے تو واپس پلٹ گیا اور اسی طرح بہت سے آدمی آگے بڑھے اور واپس لوٹ آئے آخر میں یہی بد بخت شخص آگے بڑھا (جو لوگوں کو اونٹنی ذبح کرنے کی دعوت دے رہا تھا) اور اونٹنی کو ذبح کر ڈالا انہی میں ایک شخص صالح علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ اونٹنی کو ذبح کر دیا گیا ہے صالح علیہ السلام اسی وقت وہاں پہنچے تو قوم والے آپ سے معذرت کرنے لگے کہ اے اللہ کے نبی ہم نے اسے ذبح نہیں کیا بلکہ فلاں شخص نے اسے ذبح کیا ہے اس کام میں ہمارا کوئی جرم نہیں۔

اونٹنی کے بچہ کی تلاش اور ناکامی

صالح علیہ السلام نے قوم ثمود کو کہا اگر تم اس اونٹنی کے بچے کو تلاش کر کے لاؤ تو ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر سے عذاب کو دور کر دیں اب پوری قوم اونٹنی کے بچے کو تلاش کرنے لگی لیکن اونٹنی کے بچے نے اپنی ماں کو مضطرب دیکھا تو وہ اسی وقت ایک قارہ نامی چھوٹی سی پہاڑی پر چڑھ گیا لوگ تلاش کرتے ہوئے وہاں پہنچے تو پہاڑی پر چڑھنے کا سوچا لیکن اللہ تعالیٰ نے پہاڑی کو حکم دیا کہ وہ اتنی دور ہو جائے کہ وہاں کوئی پرندہ بھی نہ پہنچ سکے چہ جائیکہ یہ لوگ پہنچیں چنانچہ پہاڑی اونچی ہوتی چلی گئی اور یہ لوگ ناکام واپس ہو گئے۔

عذاب کی خبر اور ثمود کا عذاب کے لیے تیار ہو جانا

صالح علیہ السلام جب بستی میں داخل ہوئے تو وہاں اونٹنی کے بچے کو دیکھا کہ رو رہا ہے وہ بچہ صالح علیہ السلام

کے سامنے آیا اور شدت خوف کی وجہ سے تین مرتبہ بلبلایا صالح علیہ السلام نے اپنی قوم کو کہا کہ تمھیں دن کی مہلت ہے دنیا سے جتنا فائدہ اٹھا سکتے ہو اٹھاؤ پھر اللہ تعالیٰ کا عذاب تمھیں جکڑ لے گا اور اس وعدہ میں کوئی شک وشبہ نہیں۔

صالح علیہ السلام نے قوم کو عذاب سے پہلے آنے والی علامتیں بھی بتا دیں کہ پہلے دن انکے چہرے پیلے ہو جائیں گے دوسرے دن سرخ اور تیسرے دن کالے ہو جائیں گے۔

قوم ثمود کے چہرے بگڑنا

قوم ثمود جب پہلی صبح کو اٹھے تو ان کے چہرے پیلے تھے جیسا کہ ان کے چہروں پر ہلدی مل دی گئی ہو جب شام کا وقت ہوا تو سب مل کر چیخنے لگے کہ ہائے ایک دن گزر گیا اور عذاب قریب پہنچ گیا جب دوسرے دن صبح اٹھے تو انکے چہرے لال تھے جب شام ہوئی تو پھر چیخنے لگے کہ ہائے دو دن گزر گئے اور عذاب قریب پہنچ گیا جب تیسرے روز صبح کو اٹھے تو ان کے چہرے کالے ہو گئے گویا کہ تارکول ان کے چہروں پر مل دیا گیا ہو اب وہ سب مل کر چیخنے لگے کہ ہائے عذاب پہنچ گیا اب جبکہ انھیں بالکل یقین ہو چلا کہ عذاب ضرور آ کر رہے گا تو انھوں نے اپنے جسموں کو کفن میں لپیٹ لیا، خوشبو لگائی انکی خوشبو صبر اور مقر درخت کا عرق ہوا کرتی تھی۔

آسمانی چنگھاڑ

پھر اپنے آپ کو انھوں نے گڑھوں میں ڈال دیا اور کبھی آسمان کی طرف دیکھتے تھے اور کبھی زمین کی طرف۔ وہ نہیں جانتے تھے کہ عذاب کہاں سے آئے گا آیا آسمان کی طرف سے نازل ہوگا یا زمین سے نکلے گا بس جب چوتھے روز کی صبح ہوئی تو آسمان سے زوردار آواز نکلی جس سے ان کے دل ان کے سینوں سے پھٹ گئے اور وہ تمام کے تمام ہلاک کر دیئے گئے۔

خدا کا اپنے حرم کی حرمت کا خیال رکھنا

قوم ثمود کے ایک فرد کا بچ جانا

ابن جریج کی روایت ہے کہ جب زوردار آواز نے انھیں آلیا اور مشارق ومغارب میں رہنے والے کافروں کو ہلاک کر دیا تو ان میں سے صرف ایک شخص باقی بچا جو کہ اس بیت اللہ میں تھا حرم میں ہونے کی وجہ سے وہ عذاب سے بچ گیا تو سوال کیا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ وہ شخص کون تھا؟ تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ابو رغال تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ "جب تم میں سے کوئی ثمود کی بستی میں داخل ہو تو ان کے پانی میں سے پانی نہ پیئے"۔

عذاب کی جگہ داخل ہونے کی احتیاط

ابن عمران کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت ثمود کی بستی پر پہنچے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان عذاب والوں پر تم داخل نہ ہو مگر یہ کہ روتے ہوئے اور اگر تم رونے والے نہ ہو تو اس بستی میں داخل نہ ہونا کہیں ایسا نہ ہو کہ تم بھی اسی عذاب میں جکڑ لیے جاؤ جس عذاب میں وہ مبتلا کیے گئے تھے۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جس وقت حجر کی بستی میں داخل ہوئے تو اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء

کی پھر کہا اما بعد! تم اپنے رسولوں سے معجزات طلب نہ کرو یہ قوم صالح ہے جنہوں نے اپنے رسول سے معجزہ طلب کیا تھا پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پہاڑ سے اونٹنی نکالی (وہ اتنی بڑی تھی کہ) ابھی اگر اس وادی میں ہے تو تھوڑی دیر بعد دوسری وادی میں نظر آتی ہے وہ اپنی باری پر پانی پیتی تھی۔

قوم ثمود کا اجمالی قصہ

ابو طفیل سے مروی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے فارغ ہو کر واپس آ رہے تھے تو راستے میں حجر کی بستی میں روئے اور کہا کہ اے لوگو! تم اپنے نبی سے معجزات طلب مت کرو۔ یہ صالح کی قوم ہے انھوں نے اپنے نبی کو کہا کہ آپ ہمارے لیے کوئی معجزہ پیش کریں پس اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے اونٹنی بھیج دی وہ اپنی باری والے دن وادی سے آتی اور پانی پیتی جس دن وہ اونٹنی آتی لوگ اس سے پہلے والے دن اپنے لیے پانی کا ذخیرہ کر لیتے تھے پھر اسکا اتنا دودھ نکال لیتے تھے جتنا کہ وہ پانی ذخیرہ کیا ہوا ہوتا تھا پھر وہ وہاں سے چلی جاتی لیکن انھوں نے اپنے رب کی ناشکری کی اور اسے ذبح کر دیا پس اللہ تعالیٰ نے ان پر تین دن عذاب بھیجنے کا وعدہ کیا اور اس وعدہ میں کوئی شک وشبہ نہ تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے عذاب نے تمام مشرق ومغرب میں پھیلے ہوئے (کافر) لوگوں کو ہلاک کر دیا سوائے ایک شخص کے کیونکہ وہ حرم میں تھا اللہ کے گھر نے اسے عذاب سے روک دیا لوگوں نے کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ وہ شخص کون تھا؟ آپ ﷺ نے فرمایا وہ ابو رغال تھا۔

اہل تورات کا گمان ہے کہ عاد، ثمود، ہود وصالح کا تورات میں کوئی ذکر نہیں، عرب میں شہرت کی وجہ سے ان کے قصے پھیل گئے جس طرح ابراہیم علیہ السلام کا قصہ پھیلا۔ اگر اب مجھے کتاب کی طوالت کا خوف نہ ہوتا تو میں عاد وثمود کے بارے میں زمانہ جاہلیت کے شعراء کے اشعار کا ذکر کرتا اور جن لوگوں نے ہمارے موقف کے خلاف ذکر کیا ان کے بارے میں ذکر کرتا لیکن ان سب باتوں کو کتاب کی طوالت کی وجہ سے چھوڑ رہا ہوں۔

صالح علیہ السلام کی وفات

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ صالح علیہ السلام کی کل عمر اٹھاون برس تھی اور آپ نے تقریباً بیس برس تک اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور معبودیت کی طرف بلایا۔

ابراہیمؑ کا قصہ اور نسب نامہ

ابراہیمؑ کے دور کے عجمی بادشاہوں کا ذکر

ان کے اور نوح علیہ السلام تک کے درمیانی آباء کا ذکر ہم پہلے کر چکے ہیں اور ان سے پہلے سالوں کی تاریخ بھی بیان کر چکے ہیں ان کا نسب نامہ یہ ہے ابراہیم بن تارخ بن ناحور بن ساروغ بن ارغوا بن فالغ بن عابر بن شالخ بن قینان بن ارفخشد بن سام بن نوح علیہما السلام۔

جائے پیدائش

ان کی جائے پیدائش کے بارے میں اختلاف ہے۔ بعض کا کہنا ہے کہ یہ اھواز کے سوس نامی علاقہ میں پیدا ہوئے دوسرا قول یہ ہے کہ یہ بابل کے علاقہ میں پیدا ہوئے۔ بعض نے کہا ہے کہ زوابی کے قریب علاقہ ورکاء میں پیدا ہوئے اور بعض نے کہا ہے کہ آپ پیدا تو ورکاء میں ہوئے تھے لیکن آپ کے والد تارخ وہاں سے بابل منتقل ہو گئے تھے

نمرود کا عہدِ سلطنت

اکثر قدیم علماء کا کہنا ہے کہ آپ نمرود بن کوش کے دور میں پیدا ہوئے اور اکثر مورخین کی رائے یہ ہے کہ نمرود ازدھاق نامی علاقے کا گورنر تھا اور ازدھاق نامی علاقے کے بارے میں بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ بابل کے اس علاقے اور اس کے اردگرد کے علاقوں کی طرف نوح علیہ السلام کو مبعوث کیا گیا اور علماء سلف کی ایک جماعت کا کہنا یہ ہے کہ نمرود مستقل بادشاہ تھا اور اس کا نام زرھی بن طھما سلفان تھا۔

محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق آذر کوفہ کی بستی کوثی کا رہنا والا تھا اور یہ علاقہ نمرود کی مشرقی سلطنت کا حصہ تھا اور اسے حاصر کہا جاتا تھا کہ اس وقت نمرود کی حکومت زمین کے مشرق و مغرب میں پھیلی ہوئی تھی اور بابل پر بھی اس کی حکومت تھی البتہ ملک فارس کے زیرنگین آنے سے پہلے اس کی حکومت صرف مشرقی علاقے کی طرف تھی۔

پوری زمین پر حکومت کرنے والے

اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ پوری روئے زمین پر حکومت کرنے والے صرف تین بادشاہ گزرے ہیں۔ (۱) نمرود بن ارغوا (۲) ذوالقرنین (۳) سلیمان بن داؤدؑ۔

نمرود کون تھا

نمرود کے بارے میں کہا گیا ہے کہ یہ ہی ضحاک تھا (یعنی ضحاک کے نام سے جو شخص مشہور ہے وہ بھی نمرود ہے) اور ابراہیم علیہ السلام اس کے دور میں پیدا ہوئے اور یہ ہی وہ شخص ہے جس نے ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا ارادہ کیا تھا۔

روئے زمین کے دو مسلمان دو کافر بادشاہ

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے پوری دنیا پر حکومت کی وہ نمرود بن کنعان بن کوش بن سام بن نوح ہے اور وہ بادشاہ جنھوں نے پوری روئے زمین پر حکومت کی ان کی تعداد چار ہے (۱) نمرود (۲) سلیمانؑ بن داؤدؑ (۳) ذولقرنین (۴) بخت نصر۔ ان چاروں میں دو مومن تھے (یعنی سلیمان علیہ السلام اور ذولقرنین) اور دو کافر تھے (یعنی نمرود اور بخت نصر)۔

نجومیوں کی پیشن گوئی اور نمرود کا ردعمل

ابن اسحاق کا کہنا ہے کہ نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان صرف دو نبی آئے۔ ھود علیہ السلام اور صالح علیہ السلام۔ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو مبعوث کرنے کا ارادہ کیا اور ان کا زمانہ قریب آیا تو نمرود کے پاس اس کے نجومی آئے انہوں نے نمرود سے کہا ہمارے علم کے مطابق اس بستی میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جس کا نام ابراہیم ہوگا وہ تمہارے دین سے جدائی اختیار کرے گا اور تمہارے بتوں کو توڑ ڈالے گا وہ فلاں سال کے فلاں مہینے میں پیدا ہوگا۔ چنانچہ جب وہ سال آیا جس کے بارے میں نجومیوں نے پیشن گوئی کی تھی تو نمرود نے حاملہ عورتوں کو اپنے پاس بلا کر گرفتار کر لیا البتہ آذر کی بیوی یعنی ابراہیم علیہ السلام کی والدہ کو گرفتار نہیں کیا اسے ان کے حاملہ ہونے کا پتا نہ چل سکا اس کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ وہ ایسی عورت تھی کہ جس کے پیٹ سے حمل ظاہر نہیں ہوتا تھا ان گرفتار شدہ حاملہ عورتوں میں سے جس عورت کا بچہ پیدا ہوتا اسے ذبح کر دیا جاتا۔

ابراہیم کی پیدائش

جب ابراہیم علیہ السلام کی والدہ نے دردزہ محسوس کیا تو رات کے وقت قریبی جنگل میں تشریف لے گئیں وہاں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہوئے وہاں ان کی دیکھ بھال کی اور ان کو ایک غار میں رکھ کر واپس لوٹ آئیں پھر وہ بار بار اس غار میں جاتیں تا کہ ابراہیم علیہ السلام کی نگرانی کر سکیں۔

جب آپ وہاں جاتیں تو دیکھتیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے انگوٹھے کو منہ میں لیا ہوا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے رزق کا انتظام ان کے انگوٹھا چوسنے کے ذریعے کیا تھا کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے باپ نے اپنی بیوی سے اس کے حمل کے بارے میں پوچھا (کہ کوئی بچہ پیدا ہوا ہے یا نہیں؟) انھوں نے جواب دیا کہ لڑکا پیدا ہو کر فوت ہو گیا ہے اس نے انہیں سچا سمجھ کر خاموشی اختیار کر لی۔

ابراہیم کا غار میں رہنا

ابراہیم علیہ السلام پندرہ سال تک غار میں رہے یہاں تک کہ ایک روز اپنی والدہ سے کہا کہ مجھے یہاں سے نکالوتا کہ میں باہر کے حالات دیکھوں انھوں نے رات کے وقت ان کو باہر نکالا ابراہیم علیہ السلام نے زمین وآسمان کوغور سے دیکھا اور فرمایا۔

''بیشک وہ ذات جس نے مجھے پیدا کیا اور مجھے رزق عطا فرمایا اور مجھے کھلایا اور پلایا وہی میرا رب ہے اس کے علاوہ میرا کوئی معبود نہیں''۔

چاند ستارے اور سورج دیکھنے کا واقعہ

پھر آپ نے آسمان کی طرف دیکھا تو ایک ستارہ نظر آیا اسے دیکھ کر آپ نے فرمایا ''یہ میرا رب ہے؟'' آپ اسے دیکھتے رہے، یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا اور جب وہ غائب ہو گیا تو فرمایا میں غائب ہو جانے والوں کو پسند نہیں کرتا۔

پھر چاند طلوع ہوا جب اسے چمکتا ہوا دیکھا تو فرمایا ''یہ میرا رب ہے؟'' اسے دیکھتے رہے یہاں تک کہ وہ غائب ہو گیا اور جب وہ غائب ہو گیا تو فرمایا اگر میرا رب مجھے سیدھا راستہ نہیں دکھائے گا تو میں بھی ان لوگوں میں سے ہو جاؤں گا جو بھٹک رہے ہیں۔

پھر جب اگلا دن طلوع ہوا اور سورج کو دیکھا کہ اس کی روشنی پہلی دو چیزوں سے زیادہ ہے تو فرمایا ''یہ میرا رب ہے'' یہ سب سے بڑا ہے مگر جب وہ بھی غروب ہو گیا تو فرمایا اے لوگو جن چیزوں کو تم خدا کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔

والد کو حقیقت حال بتانا

پھر جب ابراہیم علیہ السلام اپنے دینی رخ کو درست کر چکے تو اپنے والد کے پاس آئے، آپ اس وقت تمام باطل مذاہب سے برات حاصل کر چکے تھے لیکن انھوں نے ابھی تک اس بات کو ظاہر نہیں کیا تھا۔ سو اپنے والد کے پاس آ کر بتلایا کہ میں آپ کا بیٹا ہوں۔ ان کی والدہ نے بتایا کہ یہ آپ کا بیٹا ہے اور ابراہیم علیہ السلام کو جنگل میں چھپانے کا سارا واقعہ بھی بتا دیا آزر بہت خوش ہوئے۔

ابراہیم کا بتوں کے خلاف عجیب اعلان

آزر اپنی قوم کے بت بنایا کرتے اور پھر فروخت کرنے کے لیے ابراہیم علیہ السلام کے حوالے کرتے ابراہیم علیہ السلام ان بتوں کو لے جاتے اور فرماتے ''کون ہے جو مجھ سے ایسی چیز خریدے جو نہ نفع پہنچا سکتی ہے اور نہ نقصان دے سکتی ہے''۔ یہ اعلان سن کر کوئی بھی شخص بت نہ خریدتا۔

پھر آپ اسے نہر میں لے جاتے اور اس میں اس کا سر ڈبو دیتے اور قوم کی گمراہی کا مذاق اڑانے کے لیے اس سے کہتے کہ ''پانی پی، پی'' جب وہ پانی نہ پی سکتا تو اس کا معیوب ہونا آپ کے سامنے ظاہر ہو جاتا۔

ابراہیم کو میلے میں جانے کی پیشکش

بالآخر قوم اور اہل بستی کے ساتھ اس استہزاء کی خبر نمرود تک پہنچ گئی (پھر ایک مرتبہ لوگوں نے ابراہیم علیہ السلام کو ایک میلے میں لے جانے کی پیشکش کی۔ جب کہ ابراہیم علیہ السلام وہاں جانا نہیں چاہتے تھے) چنانچہ آپ نے ان کی چاہت کے خلاف نہ جانے کو ظاہر کرنا چاہا تو (قوم کے سامنے) ستاروں کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ میں ''سقیم'' ہوں۔ اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ (ابراہیم علیہ السلام کا یہ جواب سن کر) قوم کے لوگ الٹے پاؤں واپس چلے گئے۔

سقیم کا مطلب

سقیم کے دو مطلب بیان کیے گئے ہیں (۱) طاعون زدہ (۲) بیمار (دوسرا معنی راجح ہے) قوم کے لوگ یہ جواب سن کر بھاگ گئے ابراہیم علیہ السلام یہ چاہتے تھے کہ جب یہ بھاگ جائیں تو ان کے بتوں کے ساتھ وہ معاملہ کریں جس کا وہ ارادہ کر چکے ہیں۔ لہذا جب وہ چلے گئے تو ابراہیم علیہ السلام ان کے جھوٹے معبودوں کے پاس گئے۔ کھانا ان کے قریب کیا اور (بطور استہزاء) فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟ کیا بات ہے تم بولتے کیوں نہیں؟۔

قصہ ابراہیمؑ کی دوسری روایت

نمرود کا ایک تارہ دیکھنا اور اس کا ردعمل

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ نمرود کے دور میں ایک ایسا ستارہ طلوع ہوا جس کی وجہ سے سورج اور چاند کی روشنی ماند پڑ گئی نمرود اس سے بہت گھبرایا چنانچہ اس نے جادوگروں، کاہنوں اور قیافہ شناسوں کو بلوا کر اس کے بارے میں سوال کیا انہوں نے جواب دیا کہ آپ کی سلطنت میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جس کی وجہ سے آپ کی اور آپ کی مملکت کی تباہی واقع ہوگی اور وہ بابل کا رہنا والا ہوگا۔

ضبطِ تولید کے اولین پیش رو

یہ سن کر نمرود ایک دوسری بستی بابل میں منتقل ہوا اور وہاں کے مردوں کو نکال دیا جب کہ عورتوں کو وہیں رہنے دیا اور حکم دیا کہ جب بھی کوئی لڑکا پیدا ہو اسے ذبح کر دیا جائے چنانچہ کئی بچوں کو قتل کر دیا گیا۔

پھر اچانک نمرود کو کسی ضروری کام کی وجہ سے واپس آنا پڑا اور اس بستی کی نگرانی کی لیے سب سے زیادہ بااعتماد شخص آزر تھا چنانچہ اس نے آزر کو بلا کر اس بستی کا نگران بنا دیا اور اسے کہا خیال رکھنا اپنی بیوی سے ہم بستری نہ کرنا آزر نے جواب دیا میں اس بات پر پختہ ہوں لیکن جب وہ بستی میں داخل ہوئے تو اپنے آپ پر قابو نہ پا سکے اور کوفہ و بصرہ کے درمیان اپنی بیوی سے مباشرت کر لی پھر اسے ایک تہہ خانہ میں ٹھہرایا جہاں وہ اس کے لیے کھانے وغیرہ تیار کرتی تھی۔

ابراہیم کی پیدائش اور تیز رفتار پرورش

جب کچھ عرصہ گزر گیا تو بادشاہ نے کہا جادوگر جھوٹے تھے، تم اپنے علاقوں کی طرف چلے جاؤ پس وہ لوگ اپنے اپنے علاقوں کی طرف لوٹ گئے اور اس عرصہ میں ابراہیم علیہ السلام پیدا ہو گئے انھوں نے اس تیز رفتاری سے پرورش

پانی کہ ہفتہ میں مہینہ کے بقدر، مہینہ میں سال کے بقدر پرورش پاتے۔ بادشاہ سب کچھ بھول چکا تھا اور ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح پوشیدگی سے پرورش پائی تھی کہ ان کے ماں باپ کے علاوہ ان کو اور کسی نے نہیں دیکھا۔

ایک دن ابراہیم علیہ السلام کے والد نے اپنے دوستوں سے کہا میرا ایک بیٹا ہے جسے میں نے چھپا کر رکھا ہوا ہے تمہارا کیا خیال ہے کہ اگر میں اسے نکال لوں تو بادشاہ اس کو قتل تو نہیں کر دیگا انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں اس کا کوئی اندیشہ نہیں آپ اسے لے آیئے پس وہ انھیں باہر لے آئے۔

ابراہیم کو آدابِ جہانگیری

جب ابراہیم علیہ السلام تہہ خانہ کی فضا سے نکل کر باہر آئے تو ان کی نگاہ چوپاؤں، جانوروں اور دوسری مخلوقات پر پڑی انھیں دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا یہ کیا ہے؟ تو انھیں ہر ایک جانور کا تعارف کرایا گیا چنانچہ بیل کا تعارف کراتے ہوئے بتایا گیا کہ یہ بیل ہے۔ گائے کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ گائے ہے گھوڑے کے بارے میں بتایا گیا کہ یہ گھوڑا ہے اور بکری کے بارے میں یہ بتایا گیا کہ یہ بکری ہے یہ ساری باتیں سن کر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ضروری ہے کہ ان سب کا کوئی پالنے والا بھی ہو۔

چاند سورج دیکھنے سے متعلق دوسری روایت

ابراہیم علیہ السلام رات کے وقت تہہ خانے سے نکلے تھے چنانچہ اس وقت جب انھوں نے آسمان کی طرف نگاہ اٹھائی تو انھیں "مشتری" نامی ستارہ نظر آیا اسے دیکھ کر انھوں نے فرمایا "یہ تیرا رب ہے" جب تھوڑی دیر بعد وہ ستارہ غائب ہو گیا تو فرمایا کہ میں غائب ہو جانے والی چیزوں کو پسند نہیں کرتا یعنی میں ایسے رب کو پسند نہیں کرتا جو غائب ہو جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کہنا ہے کہ آپ قمری مہینے کے آخر میں تہہ خانے سے باہر آئے اس لیے آپ نے ستاروں سے پہلے چاند کو نہیں دیکھا اور جب رات کا آخری حصہ ہوا تو چاند چمکتا ہوا نظر آیا تو اسے دیکھ کر فرمایا "یہ میرا رب ہے" جب وہ غائب ہو گیا تو فرمایا "اگر مجھے میرا رب سیدھا راستہ نہیں دکھائے گا تو میں ان لوگوں میں سے ہو جاؤں گا جو بھٹکے ہوئے ہیں" جب صبح کا وقت ہوا تو سورج کو دیکھ کر فرمایا "تو میرا رب ہے" "تو سب سے بڑا ہے جب سورج بھی غائب ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا اسلام لے آؤ تو آپ نے عرض کی میں رب العالمین کے سامنے سر اطاعت خم کرتا ہوں۔ پھر اپنی قوم کے پاس آئے اور انھیں حق کی دعوت دی اور فرمایا اے لوگو جن چیزوں کو تم خدا کا شریک بناتے ہو میں ان سے بیزار ہوں۔

آپ کا بتوں کے ساتھ انوکھا انداز

آپ کے والد بت بنا کر آپ کو اور آپ کے بھائیوں کے حوالے کرتے تا کہ انھیں فروخت کر کے آئیں آپ ان بتوں کو لے جاتے اور یہ آواز لگاتے کون ہے جو مجھ سے ایسی چیز خریدے جو نہ نفع پہنچا سکتی ہے نہ نقصان پہنچا سکتی ہے آپ کی ایسی آواز سن کر کوئی بھی آپ سے بت نہ خریدتا جبکہ آپ کے تمام بھائی بتوں کو بیچ کر آتے تھے آپ کسی بت کو بیچے بغیر واپس آجاتے تھے۔

والد کو دعوتِ حق

پھر آپ نے اپنے باپ کو دعوت دی اور فرمایا اے میرے ابا آپ اس کی پوجا کیوں کرتے ہیں جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ آپ سے کوئی مصیبت دور کر سکتا ہے آپ کے والد نے جواب میں کہا ''اے ابراہیم کیا تو میرے معبودوں سے برگشتہ ہے'' اگر تو باز نہ آئیگا تو میں تجھے سنگسار کر دوں گا اور تو ہمیشہ کے لیے مجھ سے دور ہو جا۔

بتوں کو توڑنا

پھر ایک روز آپ کے والد نے آپ سے کہا ہمارا ایک میلہ آنے والا ہے اگر تو اس میلے میں ہمارے ساتھ چلے تو تجھے ہمارا دین پسند آ جائے گا چنانچہ عید کا دن آیا تو شروع میں ابراہیم علیہ السلام ان کے ساتھ چل پڑے لیکن تھوڑی دور جا کر آپ نے کہا کہ میں بیمار ہوں اور لیٹ گئے اور کہا کہ میری ٹانگوں میں تکلیف ہے یہ جواب سن کر وہ چلے گئے جب وہ ذرا دور ہو گئے تو ان کے کمزور لوگ باقی رہ گئے تھے تو فرمایا اللہ کی قسم جب تم پیٹھ پھیر کر چلے جاؤ گے تو میں تمہارے بتوں کے ساتھ ایک چال چلوں گا یہ بات انہوں نے سن لی (لیکن پھر بھی چلے گئے)۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام بت خانہ میں تشریف لائے یہ ایک بہت بڑی عمارت تھی دروازے کے سامنے سب سے بڑا بت رکھا ہوا تھا اس کے پہلو میں ایک چھوٹا بت رکھا ہوا تھا اسی طرح ایک دوسرے کے پہلو میں کئی بت تھے ہر ساتھ والا بت پہلے سے چھوٹا ہوتا مشرکین ان بتوں کے سامنے کھانا لا کر رکھتے تھے اور کہتے تھے کہ جب ہم واپس آئیں گے تو ہمارے معبود ان کھانوں میں برکت ڈال دیں گے۔ ابراہیم علیہ السلام نے جب ان کھانوں کو دیکھا تو انہیں کہا ''تمہیں کیا ہوا کہ تم کھانا کیوں نہیں کھاتے؟ جب وہ نہ بولے تو ابراہیم نے فرمایا کہ تم بولتے کیوں نہیں؟ پھر انھیں دائیں ہاتھ سے مارنا اور توڑنا شروع کیا ایک ہتھوڑا لے کر ہر بت کو پاش پاش کر دیا (سوائے بڑے بت کے) پھر اس بڑے بت کے کندھے پر کلہاڑا لٹکا دیا اور وہاں سے چلے آئے۔

خداؤں کی توہین پر قوم کا ردعمل

جب قوم کے لوگ اپنے کھانے لینے کے لیے آئے تو بتوں کا یہ حال دیکھا تو کہنے لگے ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا؟ وہ تو کوئی ظالم شخص ہے۔ بعض نے کہا کہ ہم نے ایک جوان کو اس کا ذکر کرتے ہوئے سنا ہے اسے ابراہیم کہتے ہیں۔

ابن اسحاق کی روایت یوں ہے۔ پھر ابراہیم علیہ السلام ان بتوں کی طرف آئے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے "ضرب بالیمین" ''پھر اپنے ہاتھ میں ایک کلہاڑا لے کر انھیں توڑنا شروع کر دیا یہاں تک کہ جب سب سے بڑا بت باقی رہ گیا تو کلہاڑے کو اس کی گردن میں باندھ دیا اور اسی حال میں چھوڑ کر چلے آئے جب قوم کے لوگ واپس آئے اور اپنے بتوں کا حال دیکھا تو وہ پریشان ہوئے اور اس معاملہ کو بہت برا معاملہ سمجھا اور کہا'' ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ معاملہ کس نے کیا وہ تو کوئی ظالم شخص ہے'' پھر کہنے لگے کہ ہم نے ایک نوجوان کے بارے میں سنا ہے جو انھیں برا بھلا کہتا ہے۔ وہ انھیں گالیاں دیتا ہے اور ان کا مذاق اڑاتا ہے اس کے علاوہ کسی اور کو اسطرح کرتے ہوئے ہم نے نہیں دیکھا ہمارا خیال یہ ہی ہے کہ اس نے یہ کام کیا ہے یہ بات ان کے سرداروں تک پہنچ گئی انھوں نے حکم دیا کہ اسے لوگوں کے

سامنے لاؤ تا کہ وہ گواہ رہیں کہ اس نے یہ جرم کیا ہے۔

بعض اہل تاویل جن میں قتادہ اور سدی وغیرہ بھی شامل ہیں کا کہنا ہے کہ انھوں نے اس فعل پر گواہ بنانے شروع کیے اس لیے کہ وہ اس بات کو ناپسند کرتے تھے کہ گواہی کے بغیر ابراہیم علیہ السلام کے خلاف کوئی کاروائی کریں۔

دوبارہ ابن اسحاق کی روایت شروع ہوتی ہے۔

ابراہیم دربار شاہی میں

جب ابراہیم علیہ السلام کو لایا گیا تو ساری قوم انہیں لے کر نمرود کے پاس جمع ہوئی اور ابراہیم سے پوچھا ''کہ کیا ہمارے معبودوں کے ساتھ یہ کام تم نے کیا ہے ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا'' بلکہ ان کے سب سے بڑے بت نے کیا ہوگا، اگر یہ بولتے ہوں تو اسی سے پوچھو۔ اس بڑے بت کو اس بات پر غصہ آیا ہوگا کہ اس کے ساتھ رکھے ہوئے چھوٹے بتوں کی پوجا کی جائے حالانکہ وہ سب سے بڑا بت ہے۔ کافر لوگ نادم ہوئے اور انھوں نے کہا کہ ہم نے ظلم کیا اور وہ بات نہ دیکھی جو اس نے کہی۔ جب وہ اس بات کو جان چکے کہ نہ بت نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے اور نہ کسی چیز کو پکڑ سکتا ہے تو کہنے لگے کہ تم جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں لہذا یہ ہمیں اس بات کی خبر نہیں دے سکتے کہ یہ کام کس نے کیا ہے؟ اللہ تعالی قرآن مجید میں فرماتے ہیں کہ ''پھر انہوں نے شرمندہ ہو کر سر نیچے کر لیا۔ اس پر بھی ابراہیم سے کہنے لگے کہ تم جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں'' یعنی جب دلائل میں وہ مغلوب ہو گئے اور ابراہیم علیہ السلام غالب آگئے اور انھوں نے یہ کہہ دیا کہ تم جانتے ہو کہ یہ بولتے نہیں تو ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تو پھر تم خدا کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہو جو نہ تمہیں کچھ فائدہ دے سکیں اور نہ نقصان پہنچا سکیں افسوس ہے تم پر اور جن کو تم خدا کے سوا پوجتے ہو، کیا تم عقل نہیں رکھتے؟۔

معبودان باطلہ کے بارے میں بحث

پھر قوم کے لوگ آپ سے بحث کرنے لگے اور کہنے لگے کہ جن کی عبادت کی جاتی ہے ان سب میں ہمارا معبود بہتر ہے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا ''تم مجھ سے اللہ تعالی کے بارے میں کیا بحث کرتے ہو حالانکہ اس نے مجھے سیدھا راستہ دکھایا ہے اور جن چیزوں کو تم اس کا شریک بناتے ہو میں ان سے نہیں ڈرتا ہاں جو میرا پروردگار چاہے۔ میرے پروردگار کا علم ہر چیز کو احاطہ کیے ہوئے ہے، کیا تم خیال نہیں کرتے اور بھلا میں ان چیزوں سے جن کو تم (خدا کا) شریک بناتے ہو کیسے ڈروں جب کہ تم خدا کے ساتھ شریک بنانے سے نہیں ڈرتے، جبکہ ان جھوٹے معبودان کی اس نے کوئی سند نازل نہیں کی، تو ان دونوں فریقوں میں سے کون سا فریق اس حق بات کا مستحق ہے؟ اگر سمجھ رکھتے ہو تو بتاؤ۔''

ابراہیم علیہ السلام نے بہت سی مثالوں اور عبرت آموز واقعات کے ذریعے ان کو سمجھایا تا کہ وہ جان لیں کہ صرف اللہ تعالی ہی کی ذات اس قابل ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔

اللہ کی عظمت کا بیان

ابراہیمؑ و نمرود کا مناظرہ

ابوجعفر سے مروی ہے کہ پھر نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ جس رب کی تم عبادت کرتے ہو اور اس کی طرف دعوت دیتے ہو اس کی عظمت اور قدرت کو بیان کرتے ہو وہ کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ میرا رب وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے نمرود نے کہا میں بھی مارتا اور زندہ کرتا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ تو کیسے زندہ کرتا اور مارتا ہے نمرود نے کہا کہ میں ایسے دو قیدیوں کو بلاتا ہوں جن کو سزائے موت ہو چکی ہو تو ان میں سے ایک کو قتل کر دیتا ہوں تو گویا اسکو مار دیتا ہوں اور دوسرے کو معاف کر دیتا ہوں تو گویا اسے زندہ کر دیتا ہوں یہ سن کر ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ سورج کو مشرق سے نکالتا ہے آپ اسے مغرب سے نکال دیجیے۔ وہ نمرود آپ کی بات سمجھ گیا کہ واقعۃً دنیا میں ایسا ہوتا ہے جیسا کہ ابراہیم علیہ السلام کہہ رہے ہیں اور یہ بات سن کر مبہوت ہو گیا (کچھ نہ بول سکا) اور سمجھ گیا کہ مجھے اس کا جواب نہیں آتا اللہ تعالیٰ اس کا نقشہ یوں بیان فرماتے ہیں کہ ''کافر حیران رہ گیا''۔

ابراہیم کو آگ میں جلانے کا فیصلہ

پھر نمرود اور اس کی قوم نے ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں ایک اجتماعی فیصلہ کیا اور کہا ''کہ اگر تمھیں (اس سے اپنے معبود کا انتقام لینا) اور کچھ کرنا ہے تو اس کو جلا دو اور اپنے معبودوں کی مدد کرو۔

جلانے کا مشورہ کس نے دیا تھا؟

مجاہد فرماتے ہیں کہ میں نے یہ آیت 'حرقوہ وانصروا آلھتکم' عبداللہ بن عامر کے سامنے پڑھی تو انھوں نے فرمایا اے مجاہد جانتے ہو کس شخص نے ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا مشورہ دیا تھا میں نے جواب دیا نہیں فرمایا ایران کا ایک دیہاتی تھا میں نے سوال کیا کہ ایران میں بھی دیہاتی ہوتے تھے فرمایا کہ ہاں کرد ایران کے دیہاتی ہیں انھی میں سے ایک شخص نے ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا مشورہ دیا تھا۔

جلانے کا مشورہ دینے والے کی سزا

حضرت مجاہد سے مروی ہے کہ قرآن کا یہ جملہ ''حرقوہ وانصروا آلھتکم'' اسے (یعنی ابراہیم علیہ السلام) کو جلاؤ اور اپنے معبودوں کی مدد کرو یہ اکراد نامی ایک ایرانی شخص کا قول ہے۔

شعیب الجبائی سے مروی ہے کہ جس شخص نے یہ کہا تھا کہ (ابراہیم علیہ السلام کو جلاؤ) اللہ تعالیٰ نے اسے زمین میں دھنسا دیا اور قیامت تک اس میں مسلسل نیچے جاتا رہے گا۔

لکڑیاں جمع کرنے میں جوش و خروش

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ چنانچہ نمرود نے لکڑیاں جمع کرنے کا حکم دیا لوگوں نے مختلف اقسام کی لکڑیاں جمع کیں یہاں تک کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی بستی کی ایک عورت نے یہ نذر مانی کہ اگر اس کا فلاں کام ہو جائے تو وہ

ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کے لیے جمع کی جانے والی لکڑیوں میں خود بھی شریک ہوگی۔ اس طرح لوگوں نے جوش و خروش سے لکڑیاں جمع کیں۔

مخلوقات کا ابراہیمؑ کی مدد کے لیے اجازت مانگنا

یہاں تک کہ جب انھوں نے ابراہیم علیہ السلام کو اس آگ میں ڈالنے کا ارادہ کیا تو چاروں طرف سے آگ کو خوب بھڑکایا۔ پھر ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈالنے کے لیے جمع ہوئے جن وانس کے علاوہ باقی تمام مخلوقات اس ظلم و جبر پر پکار اٹھیں کہ اے اللہ زمین میں ابراہیم علیہ السلام کے علاوہ اور کوئی ایسا نہیں جو تیری عبادت کرتا ہو وہ آپ کی وجہ سے آگ میں ڈالا جا رہا ہے ہمیں اس کی مدد کرنے کی اجازت دیجیے۔

اللہ تعالیٰ کا جواب

''واللہ اعلم'' کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ جواب دیا کہ اگر ابراہیمؑ نے تم میں سے کسی سے مدد مانگی ہے یا اس کو پکارا ہے تو اسے ابراہیم علیہ السلام کی مدد کرنے کی اجازت دیتا ہوں لیکن اگر اس نے میرے علاوہ کسی اور کو نہیں پکارا تو پھر میں اس کا کارساز ہوں میں اسے بچاؤں گا پس جب ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالا گیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیمؑ پر موجب (سلامتی) بن جا۔ چنانچہ وہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق ایسی ہی نرم و موافق ہوگئی۔

دوسری روایت

آتشِ نمرود کی شدت

سدی سے مروی ہے کہ کفار نے کہا ''اس کے لیے ایک عمارت بناؤ اور پھر اس کو آگ کے ڈھیر میں ڈال دو چنانچہ انھوں نے ابراہیم کو ایک مکان میں بند کر دیا اور لکڑیاں جمع کرنا شروع کر دیں یہاں تک کہ اگر کوئی عورت بیمار ہوتی تو وہ یہ منت مانگتی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے مجھے شفا عطا فرمائی تو ابراہیم کے لیے لکڑیاں جمع کروں گی۔

جب انھوں نے کثیر تعداد میں لکڑیاں جمع کرلیں اور یہ لکڑیاں اتنی زیادہ تھیں کہ اگر اس کے اوپر سے ایک پرندہ گزرتا تو آگ کی گرمی اور شدت سے جل جاتا۔

ابراہیم کی آخری وقت کی پکار

ابراہیم کو آگ میں ڈالنے کا فیصلہ کیا آپ کو ایک بلند عمارت کے اوپر لے گئے ابراہیم علیہ السلام نے اپنا منہ آسمان کی طرف بلند کیا تو زمین و آسمان، پہاڑ اور فرشتے پکارنے لگے اے اللہ ابراہیم آپ کی خاطر جل رہا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا مجھے خوب معلوم ہے اگر اس نے تم کو پکارا تو تم اس کی ضرور مدد کرو۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے آسمان کی طرف سر بلند کیا تو یہ دعا مانگی، اے اللہ تو آسمانوں میں اکیلا ہے، تو زمین میں اکیلا ہے (تجھ جیسا اور کوئی نہیں) اور زمین پر تیری عبادت کرنے والا میرے سوا اور کوئی نہیں میرا اللہ مجھے کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

آگ کا ٹھنڈی سرد پڑ جانا

کفار نے آپ کو آگ میں ڈال دیا اسی وقت اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا ''اے آگ سرد ہو جا اور ابراہیم پر موجب (سلامتی) بن جا۔ اللہ کے حکم سے جبرئیل نے یہ آواز لگائی تھی۔

اس وقت دنیا کی تمام آتشوں کا بجھ جانا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ اگر آگ کو ٹھنڈے ہونے کے ساتھ موجب سلامتی کا حکم نہیں دیا جاتا تو ابراہیم علیہ السلام ٹھنڈک کی وجہ سے مر جاتے اور اس وقت زمین پر جلنے والی تمام آگیں بجھ گئیں۔ اس لیے کہ ہر آگ نے یہ خیال کیا کہ یہ حکم اسے دیا گیا ہے۔

جب آگ بجھ گئی تو لوگوں نے دیکھا کہ اس میں ابراہیم علیہ السلام اور ایک دوسرا آدمی موجود ہے، ابراہیم علیہ السلام کا سر اس کی گود میں ہے اور وہ آپ کا پسینہ پونچھ رہا ہے کہا جاتا ہے کہ وہ بادلوں کا فرشتہ تھا پھر ابراہیم علیہ السلام کو وہاں سے نکالا گیا اور آپ کو بادشاہ کے پاس لے گئے۔ (کہا جاتا ہے کہ تمام آگوں کے بجھنے کے بعد) اللہ تعالیٰ نے اور آگ نازل فرمائی جس سے تمام انسان نفع حاصل کرتے ہیں۔

بادلوں کا فرشتہ آگ میں

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی شکل میں بادلوں کا فرشتہ بھیجا وہ آپ کے پہلو میں بیٹھ کر آپ کو مانوس کرتا رہا نمرود چند روز تک ٹھہرا یہاں تک کہ جب اسے یقین ہو گیا کہ واقعۃً آگ ابراہیم علیہ السلام کو کھا چکی ہے تو وہ سوار ہو کر وہاں آیا اور دیکھا کہ آپ کے ارد گرد موجود تو تمام لکڑیاں جل چکی ہیں لیکن آپ صحیح سالم موجود ہیں اور آپ کے ساتھ آپ کا ایک ہم شکل شخص بھی موجود ہے وہ واپس لوٹ آیا اور اپنی قوم سے کہا کہ میں نے ابراہیم کو آگ میں زندہ دیکھا ہے شاید مجھے کچھ دھوکہ ہوا ہے میرے لیے ایک بلند مکان بنواؤ تاکہ میں اس پر چڑھ کر دیکھوں یہاں تک کہ مجھے یقین آ جائے چنانچہ اس کے لیے محل بنوایا اس نے اس محل پر چڑھ کر ابراہیم علیہ السلام کو دیکھا آپ اس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور آپ کے قریب آپ کا ایک ہم شکل بھی تھا۔

نمرود کا اللہ کی عظمت کا اعتراف کرنا

یہ منظر دیکھ کر نمرود نے بلند آواز سے کہا کہ تمہارا وہ معبود بہت بڑا ہے کہ جسکی عزت اور قدرت کا وہ حال ہے جو میں دیکھ رہا ہوں کہ کسی چیز نے آپ کو تکلیف نہیں پہنچائی کیا آپ اس سے نکل سکتے ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں نکل سکتا ہوں اس نے کہا کہ کیا آپ اس بات سے ڈرتے ہیں کہ اگر آپ کھڑے ہوئے تو یہ آگ آپ کو نقصان پہنچائے گی فرمایا نہیں ڈرتا۔ اس نے کہا پھر آپ کھڑے ہو جائیں اور اس آگ سے باہر آ جائیں۔

ابراہیمؑ کا آتشِ نمرود سے نکلنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کھڑے ہوئے اور اس آگ سے پیدل چل کر باہر آ گئے۔ جب ابراہیم علیہ السلام باہر آئے تو نمرود نے پوچھا آپ کے ساتھ وہ آدمی کون تھا جو آپ کا ہم شکل تھا اور آپ کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا ابراہیم

علیہ السلام نے جواب دیا وہ بادلوں کا فرشتہ تھا اللہ تعالیٰ نے اسے میرے پاس بھیجا تھا کہ وہ میرا دل بہلائے اور آگ کو میرے لیے ٹھنڈی اور سلامتی والی بنائے۔

نمرود کا ابراہیم کے خدا کے لیے جانور ذبح کرنا

یہ سن کر نمرود نے کہا کہ آپ کے رب کی عزت اور قدرت دیکھ کر میں اس کے حضور ایک جانور کی قربانی دیکر قربت حاصل کرنا چاہتا ہوں اور اس کے لیے چار ہزار جانور ذبح کرنے کے لیے تیار ہوں۔ ابراہیم علیہ السلام نے جواب میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس وقت تک آپ کی کوئی بھی چیز قبول نہیں کرے گا جب تک آپ اپنے دین کو چھوڑ کر میرے دین کو اختیار نہ کرلیں اس نے جواب دیا اے ابراہیم میں اپنی بادشاہت نہیں چھوڑ سکتا لیکن عنقریب میں (کفارہ کے طور) پر ایک جانور ذبح کروں گا چنانچہ نمرود نے ایسا ہی کیا اور ابراہیم علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے سے ہاتھ کھینچ لیا اللہ تعالیٰ نے بھی اسے قدرت نہ دی۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے اچھی بات جو نمرود نے ابراہیم علیہ السلام سے کہی، جب ابراہیم علیہ السلام آگ میں اپنی پیشانی پونچھ رہے تھے تو نمرود نے اس وقت کہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام آپ کا رب کتنا اچھا رب ہے۔

جبرئیل علیہ السلام کا مدد کے لیے آنا

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو باندھ کر آگ میں ڈالا جا رہا تھا تو جبرئیل علیہ السلام حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ کیا آپ کو کوئی ضرورت ہے؟ فرمایا آپ کی کوئی ضرورت نہیں۔

ابوسلیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آگ نے ابراہیم علیہ السلام کی رسی کے علاوہ اور کچھ نہیں جلایا۔

سارہ اور لوط علیہ السلام کا ایمان لانا

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ نصرت الٰہی کا یہ منظر دیکھ کر آپ کی قوم کے بعض لوگ آپ پر ایمان لے آئے چنانچہ آپ کے بھتیجے آپ پر ایمان لے آئے ان کے باپ کا نام ھارون تھا جو کہ ابراہیم علیہ السلام کے بھائی تھے اس کے علاوہ ایک اور بھائی کا نام ناحور تھا اور آپ کی چچازاد حضرت سارہ بھی آپ پر ایمان لے آئیں

حضرت سارہ کون تھیں

یہ بھی آپ کے بھائی ھارون کی بیٹی تھیں اس کی ایک اور بہن تھی۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت سارہ بادشاہ حران کی بیٹی تھی اس کی تفصیل یہ ہے کہ سدی سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اور لوط علیہ السلام شام کی طرف چلے گئے وہاں ان کی ملاقات سارہ سے ہوئی جو کہ بادشاہ حران کی بیٹی تھی اس نے اپنی قوم کے دین سے ناپسندیدگی کا اظہار کیا حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان سے اس شرط پر شادی کی تھی کہ اس میں کوئی تبدیلی نہیں کریں گے۔

ابراہیم علیہ السلام کی باپ کو دعوت

ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو دعوت دی اور کہا ''اے ابا جان آپ ایسی چیزوں کو کیوں پوجتے ہیں جو نہ سنتی ہیں اور نہ دیکھتی ہیں اور نہ آپ کے کچھ کام آسکتی ہیں'' آپ کے والد نے آپ کی دعوت ٹھکرا دی۔

پھر ابراہیم علیہ السلام اوران کے متبعین نے فیصلہ کیا کہ اس قوم کو چھوڑ کر کہیں اور چلے جائیں۔ چنانچہ اپنی قوم سے کہا ''ہم تم سے اوران (بتوں) سے جن کو تم خدا کے علاوہ پوجتے ہو بے تعلق ہیں اور تمہارے معبودوں کے کبھی قائل نہیں ہوسکتے اور جب تک تم خدائے واحد پر ایمان نہ لاؤ ہمارے اور تمہارے درمیان کھلم کھلا عداوت اور دشمنی رہے گی''۔

ہجرت مصر

پھر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت لوط علیہ السلام نے وہاں سے ہجرت کی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنی چچازاد سارہ سے نکاح کیا اور لوطؑ اور سارہؑ کو لے کر ایسی جگہ کی تلاش میں نکلے جہاں وہ دین پر آسانی سے عمل کر سکیں، چلتے چلتے مقام حران میں پہنچے۔ وہاں کچھ عرصے ٹھہرے اور وہاں سے ہجرت کر کے مصر آ گئے۔

مصر کے بادشاہ کی بدنیتی

اس وقت وہاں فراعنہ مصر میں سے پہلا فرعون بادشاہ تھا کہا جاتا ہے کہ حضرت سارہ بہت خوبصورت تھیں اور ابراہیم علیہ السلام کی کسی معاملہ میں نافرمانی نہیں کرتی تھیں اس وجہ سے اللہ تعالیٰ نے انھیں بہت عزت سے نوازا تھا۔ فرعون کے سامنے حضرت سارہ کا حسن بیان کیا گیا تو اس نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ کے ساتھ یہ عورت کون ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ میری بہن ہے ابراہیم علیہ السلام نے انہیں اپنی بیوی اس لیے نہیں کہا کہ اس بات کا خوف تھا کہ بیوی کی صورت میں وہ انھیں قتل کرادیگا فرعون نے کہا اسے مزین کرو پھر میری طرف بھیجو تا کہ میں اسے دیکھوں۔

ناموسِ ابراہیمؑ فرعونِ مصر کے دربار میں

خدا کا سارہ کی حفاظت کرنا

ابراہیم علیہ السلام حضرت سارہ کے پاس آئے اور اسے وہی پیغام پہنچایا چنانچہ وہ تیار ہوگئیں پھر ابراہیم علیہ السلام نے انھیں فرعون کے پاس بھیجا وہ فرعون کے پاس پہنچ گئیں جب وہ بیٹھیں تو فرعون نے انھیں ہاتھ لگانا چاہا لیکن اس کا ہاتھ شل ہوگیا جب فرعون نے یہ انجام دیکھا تو اسے ایک سنگین معاملہ سمجھا فوراً بولا کہ آپ اللہ تعالیٰ سے میرے لیے دعا کریں کہ وہ میرے ہاتھ کو درست کردے، اللہ کی قسم میں آپ پر کوئی دست درازی نہیں کروں گا بلکہ آپ کے ساتھ احسان کا معاملہ کروں گا حضرت سارہ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہوئے کہا کہ اے اللہ اگر یہ سچا ہے تو اس کا ہاتھ درست کردیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس کے ہاتھ کو صحیح کردیا اس نے حضرت سارہ کو واپس حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس لوٹا دیا۔

ہاجرہ علیہ السلام کا عطیہ میں ملنا

بادشاہ نے حضرت سارہؑ کو عطیہ کے طور پر قبطی قبیلہ کی ھاجرہ نامی ایک باندی بھی ساتھ کردی۔

ابراہیم علیہ السلام کا تین جگہ پر توریہ کرنا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے صرف تین مقامات پر جھوٹ بولا۔ دو جگہ پر اللہ کے لیے پہلی مرتبہ (جب قوم نے میلہ پر جانے کی پیشکش کی تو) فرمایا کہ میں بیمار ہوں۔ دوسری مرتبہ (جب بتوں کو توڑا تو مشرکین نے پوچھا کس نے توڑا ہے) فرمایا کہ یہ کام سب سے بڑے بت نے کیا ہے تیسری مرتبہ جب ظالم بادشاہ کے پاس ایک آدمی نے آکر کہا آپ کی زمین میں ایک نہایت خوبصورت عورت آئی ہے اور اس نے آپؑ کے پاس ایک آدمی بھیج کر سوال کیا کہ یہ عورت کون ہے؟ تو آپ نے فرمایا یہ میری بہن ہے۔

لیکن پھر بھی بادشاہ نے کہا اسے میرے پاس بھیج دو چنانچہ حضرت سارہ فرعون کے پاس گئیں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ اگر یہ ظالم بادشاہ تجھ سے میرے بارے میں پوچھے تو یہ ہی کہنا کہ میں اس کی بہن ہوں اس لیے کہ مسلمان ہونے کے اعتبار سے تو میری بہن ہے اور اس وقت اللہ تعالیٰ کی زمین پر میرے اور تیرے علاوہ کوئی اور مسلمان نہیں ہے وہ فرعون کے پاس چلی گئیں اور ابراہیم علیہ السلام مصلی پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے لگے۔

فرعون کا ہاتھ شل ہونا

جب سارہ فرعون کے پاس پہنچی تو اس کا دل خراب ہوا اور اس نے حضرت سارہ کا ہاتھ پکڑنا چاہا لیکن اس کے ہاتھ شل ہو گئے۔ اس نے کہا کہ آپ میرے لیے اللہ تعالیٰ سے شفا کی دعا کریں میں آپ کو تکلیف نہیں پہنچاؤں گا انھوں نے دعا کی (وہ شفایاب ہو گیا) تو پھر ہاتھ بڑھانے لگا تو پھر ہاتھ شل ہو گیا، پھر وہی دعا کی درخواست کی حضرت سارہ نے دعا کی اور وہ ٹھیک ہو گیا تیسری مرتبہ پھر یہ ہی واقعہ پیش آیا اب اس نے اپنا ارادہ ملتوی کر دیا اور دربان کو بلا کر کہا تو نے میرے پاس کسی انسان کو نہیں بلکہ شیطان کو بھیجا ہے اسے لے جاؤ اور ساتھ ہاجرہ بھی دے دو چنانچہ سارہؑ وہاں سے آ گئیں اور حضرت ہاجرہ بھی ساتھ تھیں۔

حضرت سارہ کا واپس آنا

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جب محسوس ہوا کہ سارہؑ واپس آ گئیں ہیں تو انھوں نے نماز مکمل کر کے واقعہ پوچھا حضرت سارہؑ نے عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے اس فاجر و کافر کے مقابلے میں میری مدد کی اور ہاجرہ کو بطور خدمت گار عطا کیا

محمد بن سعید کہتے ہیں کہ جب حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ حدیث بیان کرتے تو حضرت ہاجرہ کے بارے میں فرماتے تھے کہ اہل عرب یہ تمہاری ماں ہے۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوا سنا کہ ابراہیم علیہ السلام نے کبھی کوئی نامناسب بات نہیں کی سوائے تین مقامات کے اور پھر وہی تین واقعات بیان فرمائے۔ حضرت

ابوہریرہ سے اس کے علاوہ عبدالرحمٰن اور ھشام بن محمد اور مسیب بن رافع کے طریق سے بھی یہ ہی حدیث مروی ہے اس کے علاوہ امام محمد بن سیرین سے یہ بھی قول مروی ہے۔

ابراہیمؑ کا حضرت ہاجرہ سے نکاح اور اسمٰعیلؑ کی پیدائش

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ اچھے جسم والی عورت تھی حضرت سارہ نے انہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بطور ہدیہ دے دیا اور فرمایا کہ میں نے دیکھا کہ یہ عورت اچھے جسم والی ہے شاید اللہ تعالیٰ اسے اولاد دے دے (اس لیے ابراہیم علیہ السلام کو دے دیا) حضرت سارہ خود بانجھ تھیں اور ابراہیم علیہ السلام کے بوڑھے ہونے تک کوئی اولاد نہ ہوئی تھی اور ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی تھی کہ اے اللہ مجھے نیک اولاد عطا فرما اور یہ دعا کرتے رہے یہاں تک کہ بوڑھے ہوگئے اور حضرت سارہ بانجھ ہوگئیں۔ پھر جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت ہاجرہ سے ہم بستری کی تو اس سے حضرت اسمٰعیل علیہ السلام پیدا ہوئے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جب تم مصر فتح کرو تو ان کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کرنا اس لیے کہ ان کا تم پر صلہ رحمی کا حق اور ذمہ ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ میں نے زہری سے پوچھا کہ وہ کونسی رشتہ داری ہے کہ جس کی طرف حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا؟ فرمایا کہ حضرت ہاجرہ اسمٰعیل کی والدہ تھیں۔

شام سے روانگی اور فلسطین میں قیام

کہا جاتا ہے کہ جب ہاجرہؓ کے ہاں بیٹا پیدا ہوا تو سارہؓ کو طبعی حزن وافسوس ہوا کہ ان کی اولاد نہیں ہے، ابراہیم علیہ السلام مصر سے شام چلے گئے اور وہ فرشتہ بھی آپ کے پاس آیا جس نے فرعون کے شر سے بچنے میں مدد کی تھی یہاں تک کہ آپ شام میں فلسطین کے مقام پر اترے۔

ابراہیمؑ کو نبوت ملنا

یہ شام کا دیہاتی علاقہ تھا حضرت لوط علیہ السلام مؤتفکۃ کے مقام پر اترے جو کہ وہاں سے ایک دن اور ایک رات کی مسافت پر تھا یا اس سے کم تھا اس مقام سے اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو نبوت سے سرفراز فرمایا۔

ابراہیم علیہ السلام نے وہاں پر ایک کنواں کھودا مسجد بنائی کنوئیں کا پانی بہت میٹھا تھا وہاں سے آپ کی بکریاں پانی پیتی تھیں۔

شام کے لوگوں کا آپؑ کو تنگ کرنا اور آپؑ کی (قط) روانگی

آپ کچھ عرصہ وہاں رہے پھر وہاں کے لوگوں نے آپ کو تکالیف پہنچائیں جس کی وجہ سے آپ وہاں سے ہجرت کر کے رملہ اور ایلیا کے درمیانی علاقے ''قط'' میں آٹھہرے جب آپ وہاں سے چلے تو کنوئیں کا پانی خشک ہوگیا یہ حال دیکھ کر اس بستی والے آپ کے پیچھے آئے ندامت کا اظہار کیا اور معافی مانگی اور کہا کہ ہم نے اپنے ہاں سے ایک نیک اور متقی آدمی کو نکال دیا ہے اور عرض کیا کہ آپ واپس آجائیں آپ نے فرمایا کہ میں جس شہر سے نکالا جاؤں اس شہر

میں واپس نہیں جاتا انھوں نے عرض کیا کہ وہ کنواں کہ جس سے ہم اور آپ پانی پیتے تھے آپ کے آنے کی وجہ سے خشک ہو گیا ہے۔

آپؑ کا معجزہ و برکت

تو آپ نے اپنے ریوڑ میں سے ایک بکری کا بچہ انھیں دے دیا اور کہا کہ اسے اپنے ساتھ لے جاؤ اور اسے کنوئیں پر لے جاؤ گے تو وہاں سے میٹھا پانی نکلے گا اسے پیو لیکن یاد رکھو کہ کوئی حائضہ عورت اس سے پانی نہ لے۔ وہ وہاں بکری کے بچے کو لے کر چلے اور اس کو کنوئیں پر لا کر کھڑا کیا وہاں سے میٹھا پانی آنے لگا یہ پانی آتا رہا یہاں تک کہ ایک حائضہ عورت نے وہاں سے پانی لیا اور وہ پانی آہستہ آہستہ کم ہوتا چلا گیا یہاں تک کہ ختم ہو گیا۔

قوم لوط کا عمل

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام بہت مہمان نواز تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت مال و دولت اور حشم و خدم عطا فرمائے تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کی ہلاکت کا ارادہ کیا تو ان کی طرف رسول بھیجا یہ قوم ایسا برا فعل کرتی تھی جو اس سے پہلے کسی قوم نے نہیں کیا تھا یعنی (لواطت کرتے تھے) اور اس کے ساتھ ساتھ اپنے نبی کو بھی جھٹلاتے تھے اور نبی ان کو جو بھی نصیحت کرتا اسے بھی جھٹلا دیتے تھے اللہ تعالیٰ نے خوبصورت فرشتے بھیجے تا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام اور سارہؑ کو اسحاقؑ کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائیں اور یہ بھی بتائیں کہ اسحاق سے ان کے بیٹے یعقوب بھی پیدا ہوں گے۔ جب یہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے تو ان کے پاس مہمان نہ آئے ہوئے پندرہ روز گزر چکے تھے ان کے آنے سے انھیں بہت خوشی ہوئی اور فرمایا کہ ان جیسے مہمانوں کی میری قوم خدمت نہیں کرے گی بلکہ میں خود خدمت کروں گا چنانچہ گھر تشریف لے گئے اور ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے اور ان کے سامنے پیش کیا لیکن جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے (یعنی وہ کھانا نہیں کھاتے) تو انھیں اجنبی سمجھ کر دل میں خوف محسوس کیا (فرشتوں) نے کہا کہ خوف نہ کیجیے ہم قوم لوط کی طرف انھیں ہلاک کرنے کے لیے بھیجے گئے ہیں۔ آپ کی بیوی سارہؑ جو پاس کھڑی تھیں یہ سن کر ہنس پڑیں کہ اللہ تعالیٰ نے اس قوم کے ساتھ عذاب کا ارادہ فرما لیا ہے۔ جب کہ قوم کو معلوم بھی نہیں۔

اسحاق کی پیدائش کی خوشخبری

اور پھر ان فرشتوں نے سارہؑ کو اسحاق کی اور اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی یعنی ان کا بیٹا اسحاق اور اسحاق کا بیٹا یعقوب پیدا ہوگا یہ دیکھ کر سارہؑ نے پیشانی پر ہاتھ مارا اور کہا ''اے ہے میرے بچہ پیدا ہوگا؟ میں تو بڑھیا ہوں اور یہ میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے فرشتوں نے کہا کہ تم خدا کی قدرت پر تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر خدا کی رحمتیں اور اس کی برکتیں ہیں وہ تعریف کا مستحق اور بزرگوار ہے۔

بوقت اولاد کی خوشخبری سارہؑ و ابراہیمؑ کی عمر

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اس وقت حضرت سارہؑ کی عمر ۹۰ سال اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عمر ۱۲۰ سال

تھی جب ابراہیم علیہ السلام سے خوف دور ہوگیا اور انھیں اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ کی خوشخبری ملی تو فرمایا تمام تعریف اس اللہ کے لیے ہے جس نے مجھے بڑھاپے میں اسمٰعیلؑ اور اسحاقؑ بخشے بے شک میرا پروردگار دعاؤں کو سننے والا ہے''۔

شعیب الجبائی سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو ۱۶ برس کی عمر میں آگ میں ڈالا گیا اور جب اسحاق کو ذبح کیا تو اس وقت حضرت اسحاق کی عمر سات سال تھی اور جب وہ پیدا ہوئے تو اس وقت حضرت سارہ کی عمر نوے سال تھی اور انھیں ایلیا سے دو میل کے فاصلے پر ذبح کیا گیا اور حضرت سارہ کو معلوم ہوا تو دو یوم تک بیمار رہیں اور تیسرے روز فوت ہوگئیں بعض نے کہا ہے کہ ان کا انتقال ۱۲۷ سال کی عمر میں ہوا۔

یہ روایت قابل اعتراض ہے۔

فرشتوں کی مہمانی

سدی سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے فرشتے بھیجے اور وہ خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے یہاں تک کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس ٹھہرے جب ابراہیم علیہ السلام نے انھیں دیکھا تو خوش ہوئے اور اسی وقت گھر جا کر ان کے لیے ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آئے اور ان کے سامنے رکھ دیا اور خود بھی بیٹھ گئے حضرت سارہؓ ان کی خدمت کر رہی تھیں۔ اسی طرف قرآن مجید میں یوں اشارہ ہے ''اس کی عورت پاس کھڑی تھی جب کہ وہ خود بیٹھے ہوئے تھے'' ابن مسعود کی قرآت میں ہے ''بچھڑا جب ان کے قریب کیا اور دیکھا کہ نہیں کھا رہے تو فرمایا تم کھاتے کیوں نہیں؟ انھوں نے جواب دیا کہ اے ابراہیم علیہ السلام ہم قیمت ادا کیے بغیر کھانا نہیں کھاتے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا اس کی بھی قیمت ہے؟۔ انھوں نے پوچھا کہ کیا قیمت ہے؟ فرمایا کہ شروع میں اللہ کا نام لو اور آخر میں اللہ کی حمد وثناء بیان کرو (یہ جواب سن) کر جبرئیل نے میکائیل کی طرف دیکھا اور فرمایا کہ واقعۃً یہ شخص اس بات کا مستحق ہے کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنا خلیل بنائے۔

قرآن مجید میں ہے کہ جب (ابراہیم علیہ السلام) نے دیکھا کہ ان کے ہاتھ کھانے کی طرف نہیں جاتے تو فرمایا یہ تو نہیں کھاتے تو انھیں اجنبی سمجھ کر خوف محسوس کیا''۔ جب حضرت سارہ نے یہ ماجرہ دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام ان کا اکرام کر رہے ہیں اور وہ خود خدمت کر رہی ہیں تو ہنس پڑیں اور فرمایا کہ ہمارے مہمانوں پر تعجب ہے کہ ان کے اعزاز میں خود ان کی خدمت کر رہے ہیں اور وہ ہمارا کھانا نہیں کھا رہے۔

بیت اللہ کی تعمیر کا واقعہ

اللہ کے گھر کی تعمیر کا حکم

کہا جاتا ہے کہ اسمٰعیل علیہ السلام اور اسحاق علیہ السلام کی پیدائش کے بعد اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کریں اور اس میں عبادت اور ذکر کریں۔ ابراہیم علیہ السلام کو معلوم نہیں تھا کہ یہ گھر کون سی جگہ تعمیر کرنا ہے اس لیے کہ ان سے پہلے ان پر واضح نہیں ہوا تھا اس لیے ان کو قدرے پریشانی ہوئی۔

بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمائی، جو مجسم تھی اس سے مذکورہ جگہ دکھانے میں ان کو رہنمائی ہوئی وہ اسی اشارے کے ساتھ چل پڑے اور ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ ان کی بیوی ہاجرہ اور چھوٹے بیٹے اسمٰعیل نے بھی ہجرت کی بعض نے کہا ہے کہ اس رہنمائی کے لیے اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو بھیجا تھا اور انھوں نے یہ بھی بتایا تھا کہ کام کس طرح کرنا ہے۔

مطلوبہ جگہ کی طرف رہنمائی کس نے کی؟ (پہلی روایت)

خالد بن عمرہ سے مروی ہے کہ ایک شخص حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس آیا اور پوچھا کہ آپ مجھے بیت اللہ کے بارے میں بتلائیے کیا یہ گھر زمین میں سب سے پہلا بنایا گیا؟ فرمایا نہیں بلکہ وہ جگہ جہاں سب سے پہلے برکت رکھی گئی وہ مقام ابراہیم علیہ السلام ہے اور جو وہاں داخل ہوگیا وہ امن والا ہوگیا اور اگر تو چاہے تو تجھے بتلاؤں کے یہ بیت اللہ کس طرح تعمیر ہوا پھر واقعہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ میرے لیے گھر بناؤ یہ حکم سن کر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے آپ کو عاجز سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے سکینہ نازل فرمائی سکینہ ایک تیز رفتار ہوا ہے جس کے دو سر ہیں جو ایک دوسرے کے پیچھے چلتے ہیں یہاں تک کہ یہ ہوا مکہ پہنچتی ہے اور وہاں بیت اللہ کا طواف کرتی ہے جیسے سانپ چکر لگاتا ہے ابراہیم علیہ السلام کو یہ حکم دیا گیا کہ جہاں یہ سکینہ جا کے ٹھہر جائے وہاں اللہ تعالیٰ کا گھر تعمیر کرو ابراہیم علیہ السلام نے ایک گھر تعمیر کیا جہاں ایک پتھر کی ضرورت پڑی تو اسمٰعیل علیہ السلان جو ان کے ساتھ کام کر رہے تھے سے فرمایا کہ جاؤ اور پتھر تلاش کر کے لاؤ وہ گئے اور پتھر تلاش کر کے لائے لیکن دیکھا کہ خود ابراہیم علیہ السلام حجر اسود پر کھڑے ہیں پوچھا اے ابا جان یہ پتھر آپ کے پاس کون لایا فرمایا وہ لایا جو تمہاری مدد پر بھروسہ نہیں کرتا یہ جبرائیل علیہ السلام آسمان سے لے کر آئے ہیں۔

دوسری روایت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ کی تعمیر کا حکم دیا گیا تو آپ کے ساتھ حضرت ھاجرہ اور حضرت اسمٰعیل نے بھی ہجرت کی جب آپ مکہ پہنچے تو وہاں بیت اللہ کے مقام پر سر کے برابر ایک پرندہ دیکھا اس پرندے نے کہا کہ میرے سائے کے نیچے تعمیر کیجیے اور اس میں کمی بیشی نہ کیجیے۔

ہاجرہؑ اور اسمٰعیلؑ کو بے آب و گیاہ مقام میں چھوڑ کر جانا

جب تعمیر مکمل ہوگئی تو ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چلے آئے اور حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کو وہاں چھوڑ دیا۔ یہ معاملہ دیکھ کر حضرت ہاجرہ نے پوچھا اے ابراہیم علیہ السلام آپ ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کے سپرد کر کے جا رہا ہوں انہوں نے جواب دیا پھر آپ چلے جائیے اللہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔

چاہِ زمزم

پھر ایک روز اسمٰعیل علیہ السلام کو شدید پیاس لگی اور حضرت ہاجرہ کو کچھ نہیں ملا تو صفا پر چڑھ کر دیکھا کچھ نظر نہ آیا پھر مروہ پر دوڑ کر چڑھیں وہاں بھی کچھ نہ ملا پھر صفا پر آئیں اس طرح کل سات چکر لگائے اور پھر فرمایا کہ اے اسمٰعیل! ایسی جگہ مرنا جہاں سے میں تجھے نہ دیکھ سکوں۔ یہ پریشانی میں جب اسمٰعیل کے پاس پہنچیں دیکھا کہ وہ پیاس

کی وجہ سے زمین پر ایڑیاں رگڑ رہے ہیں اتنے میں حضرت جبرئیل نے حضرت ہاجرہ کو آواز دی اور کہا کہ آپ کون ہیں؟ فرمایا کہ میں ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے کی والدہ ہوں جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تم دونوں نے کس پر بھروسہ کیا؟ فرمایا اللہ تعالیٰ پر۔ جبرئیل علیہ السلام نے کہا کہ تم نے کفایت کرنے والی ذات پر بھروسہ کیا پھر بچہ نے پاؤں کی انگلیوں سے زمین کو کھرچا اور وہاں سے (زم زم) پانی نکلا حضرت ہاجرہ اس کو روکنے لگیں۔ راوی کہتے ہیں کہ یہ میٹھا پانی تھا۔

تیسری روایت

سدی سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل سے عہد کیا کہ وہ دونوں اللہ کے گھر کو طواف کرنے والوں کے لیے پاک کریں تو ابراہیم علیہ السلام چل کے مکہ آئے آپ کے ساتھ اسمٰعیل بھی تھے آپ کو معلوم نہیں تھا کہ بیت اللہ کہاں ہے اللہ تعالیٰ نے "الخجوج" نامی ہوا بھیجی جس کے دو پر اور سانپ کی شکل کا سر ہوتا تھا اس نے خانہ کعبہ کے گرد جھاڑو دی تو ان دونوں نے بنیاد کھودی۔ اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ "جب ابراہیم علیہ السلام کے لیے خانہ کعبہ کو مقرر کیا۔

چوتھی روایت

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو بیت اللہ تعمیر کرنے کا حکم دیا تو شام سے چلے۔ آپ کے ساتھ حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل علیہ السلام بھی تھے اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ سکینہ بھیجی یہ ایک ایسی ہوا ہے جس کی زبان بھی ہے۔ جس سے وہ بولتی ہے وہ وہاں ٹھہرتی جہاں ابراہیم علیہ السلام ٹھہرتے اور جہاں سے ابراہیم علیہ السلام چلتے یہ بھی ساتھ چلتی یہاں تک کہ آپ مکہ پہنچ گئے جب آپ بیت اللہ کی جگہ پر پہنچے تو اس ہوا نے اس جگہ کا ایک چکر لگایا اور پھر ابراہیم علیہ السلام سے کہا کہ میرے اوپر تعمیر کریں وہاں ابراہیم علیہ السلام نے بنیاد رکھی اور ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام دونوں نے مل کر اسے بلند کیا اور اسے مکمل کیا یہاں تک کہ مقام رکن تک پہنچے تو ابراہیم نے اسمٰعیل علیہ السلام سے فرمایا کے میرے لیے پتھر تلاش کر کے لاؤ تاکہ میں اسے لوگوں کے لیے بطور علامت بناؤں وہ پتھر لے کر آئے ابراہیم علیہ السلام کو وہ پتھر پسند نہ آیا دوسرا پتھر تلاش کرنے گئے جب واپس آئے تو ابراہیم علیہ السلام خود مقام رکن پر پتھر پر کھڑے تھے پوچھا اے ابا جان یہ پتھر کون آپ کے پاس لایا فرمایا جس نے تجھ پر بھروسہ نہ کیا۔ وہ جبرئیل علیہ السلام تھے۔

اس قول کی تشریح کی پہلی روایت

دوسرے بعض مورخین کا کہنا ہے کہ بیت اللہ کی طرف رہنمائی کرنے کے لیے ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام بھی آ گئے تھے۔ اور یہ مورخین کہتے ہیں کہ حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کو لے کر مکہ مکرمہ اس لیے پہنچایا گیا کہ اسمٰعیل علیہ السلام کے پیدا ہونے کی وجہ سے حضرت سارہؓ کے دل میں طبعی غیرت پیدا ہو گئی تھی۔

دوسری روایت

سدی اپنی سند سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت سارہؓ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے عرض کیا کہ آپ ہاجرہ

سے نکاح کر کے ہم بستری کر لیں میں آپ کو اس کی اجازت دیتی ہوں ابراہیم علیہ السلام نے مباشرت فرمائی ان سے اسمٰعیل پیدا ہوئے پھر حضرت سارہؓ سے مباشرت کی تو ان سے اسحاق پیدا ہوئے جب اسحاق بڑے ہوئے تو ایک روز اسمٰعیل اور اسحاق کے درمیان جھگڑا ہو گیا جس سے حضرت سارہؓ کو غصہ آ گیا اور انہوں نے حضرت ہاجرہ کو گھر سے نکال دیا پھر داخل ہونے کی اجازت دے دی پھر ایک مرتبہ ناراض ہو کر نکالا اور پھر داخل ہونے دیا اور پھر قسم کھائی کہ میں ان کے جسم کا کوئی حصہ کھاؤں گی اور پھر یوں کہا کہ میں اس کا ناک اور کان کاٹوں گی تا کہ یہ بدنما ہو پھر کہا کہ اس کی جائے ختنہ کاٹوں گی چنانچہ پھر اسے کاٹ دیا حضرت ہاجرہ نے کپڑے کا ایک ٹکڑا لے کر اس سے خون صاف کیا اس کے بعد عورتوں کا ختنہ ہونے لگا تو حضرت سارہؓ نے کہا کہ تم میرے شہر میں نہ رہو تو اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام پر وحی کے ذریعے حکم بھیجا کہ آپ مکہ چلے جائیں اس وقت مکہ میں بیت اللہ ظاہر نہیں ہوا تھا چنانچہ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے وہاں گئے اور بیت اللہ تعمیر کیا (جب وہاں حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کو چھوڑنے لگے تو) حضرت ہاجرہ نے کہا کہ آپ ہمیں یہاں کس کے پاس چھوڑ کر جا رہے ہیں۔ (پھر سدی نے بقیہ واقعہ بیان کیا)

تیسری روایت

مجاہد اور دوسرے اہل علم سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کے سامنے بیت اللہ اور حرم کے نشانات ظاہر فرمائے آپ چلے اور آپ کے ساتھ جبرئیل علیہ السلام بھی تھے آپ جس بستی کے پاس سے گزرتے تو فرماتے کہ کیا مجھے اس بستی کے بارے میں حکم دیا گیا ہے جبرئیل علیہ السلام جواب دیتے کہ آگے چلیے آپ چلتے رہے یہاں تک کہ مکہ مکرمہ پہنچ گئے اس وقت وہاں کانٹے اور جھاڑیاں تھیں اور عمالیق نامی ایک بستی تھی یہ قوم مکہ کے باہر اس کے ارد گرد رہتے تھے بیت اللہ کی جگہ ذرا بلند اور سرخ رنگ کی تھی اسے دیکھ کر ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ کیا مجھے یہاں اترنے کا حکم دیا گیا ہے؟ جبرئیل علیہ السلام نے ہاں میں جواب دیا وہاں ایک پتھر رکھا ہوا تھا ابراہیم علیہ السلام اترے اور حضرت ہاجرہ کو ایک چھپر بنانے کا حکم دیا اور اللہ تعالیٰ سے یوں عرض کیا ''اے میرے پروردگار میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے اے پروردگا تا کہ وہ نماز پڑھیں پس آپ لوگوں کے دلوں کو ایسا کر دیں کہ وہ ان کی طرف جھکے رہیں اور انھیں میووں سے روزی دے تا کہ یہ تیرا شکر ادا کریں۔ پھر آپ واپس شام اپنے اہل خانہ کے پاس چلے گئے اور انھیں وہیں چھوڑ دیا۔

اسمٰعیلؑ کو پیاس لگنا

اسمٰعیل علیہ السلام کو شدید پیاس لگی ان کی والدہ نے تلاش کیا لیکن پانی نہ ملا پھر کان لگائے کہ شاید کسی کی آواز آئے اور وہ پانی مانگ سکیں اور صفا کی طرف ایسی آواز سنی کہ وہاں دوڑ کر گئیں لیکن کچھ نظر نہ آیا پھر مروہ کی طرف ایسی آواز سنی وہاں دوڑ کر گئیں لیکن کچھ نظر نہ آیا بعض نے کہا ہے کہ آپ صفا و مروہ پر اس لیے چڑھیں تھیں کہ اللہ تعالیٰ سے دعا مانگ سکیں۔

آب زم زم کا چشمہ

پھر انھوں نے اس جگہ آواز محسوس کی جہاں اسمٰعیل کو چھوڑا تھا وہاں دیکھا کہ جہاں اسمٰعیلؑ ایڑیاں رگڑ رہے تھے وہاں سے پانی نکلنا شروع ہو گیا ہے۔ اس سے اسمٰعیل علیہ السلام نے پانی پیا اور پھر اس کے بعد حضرت ہاجرہ نے

اس کی منڈیر لگائی اور ایک مشکیزے میں اسمٰعیل کے لیے پانی ذخیرہ کیا۔ حضرت ہاجرہ کے اس عمل کی وجہ سے وہ پانی قیامت تک کے لیے ایک میٹھا چشمہ بن گیا مجاہد کہتے ہیں کہ ہم یہ سنتے رہے کہ زم زم کی جگہ جبرئیل علیہ السلام کے پاؤں لگنے کی وجہ سے پانی آیا یعنی اسمٰعیل کے بعد اس جگہ جبرئیل علیہ السلام نے بھی پاؤں مارے تھے۔

سب سے پہلے کس عورت کا ختنہ ہوا

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے صفا اور مروہ کا چکر حضرت ہاجرہ نے لگایا اور سب سے پہلے جس عرب خاتون کا ختنہ کیا گیا وہ حضرت ہاجرہ ہیں فرمایا کہ جب حضرت ہاجرہ سارہؑ سے الگ ہوئیں تو اپنا دامن نیچے کر دیا تاکہ خون کا اثر ظاہر نہ ہو پھر ابراہیم علیہ السلام ان کو لے کر مکہ مکرمہ آئے انھیں وہاں چھوڑ کر واپس جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے پوچھا کہ ہمیں کس کے سپرد کر کے جا رہے ہو ہمارے پاس کھانا ہے نہ پانی اور یہاں کوئی آتا بھی نہیں۔ پھر پوچھا کہ کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس کا حکم دیا ہے۔ فرمایا ہاں یہ سن کر ہاجرہ نے عرض کیا کہ پھر اللہ تعالیٰ ہم کو ضائع نہیں کرے گا اور واپس لوٹ کر آ گئیں ابراہیم علیہ السلام چلے گئے جب کدا نامی گھاٹی پر پہنچے تو وادی کی طرف دیکھ کر اللہ تعالیٰ سے عرض کیا "اے میرے پروردگا میں نے اپنی اولاد میدان (مکہ) میں جہاں کھیتی نہیں تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس لا بسائی ہے۔

آب زم زم سے متعلق دوسری روایت

حضرت ہاجرہ کے پاس برتن میں تھوڑا سا پانی تھا وہ پانی بھی ختم ہو گیا تو سخت پیاس محسوس ہوئی جس کی وجہ سے چھاتی کا دودھ بھی بند ہو گیا بچے کو پیاس لگی تو قریبی پہاڑ پر تلاش کیا اور پھر صفا پر چڑھ گئیں اور کان لگائے کہ شاید کوئی آواز آ جائے یا کوئی انسان نظر آ جائے؟ جب کچھ نہ سنا تو واپس لوٹ آئیں جب واپس گھاٹی آئیں تو اپنے قریبی پہاڑ کو تلاش کیا حالانکہ آپ کسی پہاڑ پر چڑھنا پسند نہیں کر رہی تھیں لیکن ایک تھکے مارے انسان کی طرح کوشش میں مصروف تھیں پھر آپ مروہ پر چڑھیں وہاں بھی کان لگائے کہ کوئی آواز آئے یا کوئی انسان نظر آئے، کچھ آواز محسوس ہوئی جیسے کوئی کہہ رہا ہو کہ خاموش ہو جاؤ، اب یقین ہوا کہ کوئی ہے فرمایا میں نے تیری آواز سن لی ہے براہ کرم میری مدد کرو میں اور میرے ساتھ موجود بچہ ہلاک ہو رہے ہیں ایک فرشتہ آیا اس نے زم زم کی جگہ آ کر پاؤں مارا ایک چشمہ ابل پڑا حضرت ہاجرہ اس پانی کو مشکیزہ میں ڈالنے لگیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ حضرت ہاجرہ پر رحم فرمائے اگر وہ جلدی نہ کرتیں تو زم زم ایک میٹھا چشمہ ہوتا"۔

فرشتے نے حضرت ہاجرہ سے کہا کہ آپ اہل شہر کے ہاں سے پانی لینے کے بارے میں پریشان نہ ہوں یہ ایسا چشمہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے دونوں مہمان پانی پئیں گے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عنقریب اس بچہ کا باپ یہاں پر آئے گا اور پھر یہ دونوں مل کر بیت اللہ کی تعمیر کریں گے۔

بنو جرہم کی آمد

راوی کہتے ہیں کہ وہاں سے قبیلہ بنی جرہم کا ایک قافلہ گزرا جو شام کی طرف جا رہا تھا انہوں نے اس پہاڑ پر پرندے دیکھے وہ کہنے لگے یہ پرندے وہ ہیں جو پانی پہ چکر لگاتے ہیں کیا تمھیں معلوم ہے کہ یہاں پر کوئی پانی ہے قبیلہ

کے دوسرے لوگوں نے جواب دیا کہ ہمیں تو معلوم نہیں پھر وہ خود وہاں گئے دیکھا کہ ایک عورت ہے وہ اس کے پاس آئے اور اس سے وہاں ٹھہرنے کی اجازت مانگی اس عورت (حضرت ہاجرہ) نے اجازت دے دی۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کی شادی

پھر حضرت ہاجرہ کا وہیں انتقال ہوگیا اور اسمٰعیل نے اسی قبیلہ کی ایک عورت سے نکاح کرلیا ایک روز ابراہیم علیہ السلام آئے اسمٰعیل کے گھر کا پتہ پوچھا وہاں پہنچے تو اسمٰعیل نہ مل سکے لیکن ان کی بیوی سے ملاقات ہوئی جو بڑی سخت مزاج تھی ابراہیم علیہ السلام نے اس سے کہا کہ جب تمہارا خاوند آئے تو اس سے کہنا کہ ایک بوڑھا شخص تمھیں ملنے آیا تھا جس کا حلیہ اس اس طرح تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ مجھے تمہارے دروازے کی چوکھٹ پسند نہیں اسے تبدیل کرو۔ یہ کہہ کر حضرت ابراہیم علیہ السلام وہاں سے چلے آئے۔

اسماعیلؑ کا پہلی بیوی کو طلاق اور دوسرا نکاح

جب اسمٰعیل علیہ السلام گھر پہنچے تو بیوی نے واقعہ بتایا اسمٰعیل نے فرمایا کہ وہ میرے باپ تھے اور تو میرے دروازے کی چوکھٹ ہے اور پھر اسے طلاق دے دی اور پھر اسی قبیلہ کی ایک اور عورت سے نکاح کرلیا پھر ایک روز ابراہیم علیہ السلام ملنے کے لیے آئے اس روز بھی اسمٰعیل سے ملاقات نہ ہوئی بلکہ ان کی بیوی ملی یہ خوش اخلاق اور نرم عورت تھی ابراہیم علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ تمہارا خاوند کہاں چلا گیا؟ اس نے جواب دیا کہ شکار کرنے گیا ہوا ہے۔ فرمایا تمہارا کھانا کیا ہوتا ہے؟ عرض کیا گوشت اور پانی فرمایا اے اللہ ان کے گوشت اور پانی میں برکت عطا فرما یہ دعا تین مرتبہ کی پھر اس عورت سے کہا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میری خبر دینا اور اسے بتانا کہ اس حلیہ کا ایک بوڑھا آدمی آیا تھا اور اس نے کہا کہ میں تمہارے گھر کے دروازے کی چوکھٹ پر راضی ہوں اسے برقرار رکھنا جب اسمٰعیل علیہ السلام آئے تو بیوی نے سارا واقعہ کہہ سنایا۔

راوی کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابراہیم علیہ السلام پھر تیسری مرتبہ آئے اور پھر ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل علیہ السلام دونوں نے مل کر بیت اللہ کی تعمیر کیا۔

آبِ زم زم سے متعلق تیسری روایت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ اللہ کے نبی ابراہیم علیہ السلام حضرت ہاجرہ اور اسمٰعیل کو لے کر مکہ مکرمہ میں زم زم کی جگہ پر آئے جب واپس جانے لگے تو حضرت ہاجرہ نے آواز دی اے ابراہیم علیہ السلام میں نے آپ سے تین مرتبہ پوچھا ہے کہ آپ کو کس نے حکم دیا ہے کہ ہمیں ایسی جگہ چھوڑ دو جہاں نہ کھیتی ہے نہ سبزہ ہے نہ انسان ہے اور نہ کوئی کھانے پینے کی چیز ہے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اس چیز کا حکم دیا ہے حضرت ہاجرہ نے کہا کہ پھر وہ ہمیں ضائع نہیں کرے گا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے ان کی طرف پشت کرلی اور آگے چل پڑے آگے جا کے یہ دعا کی "اے میرے رب تو ہماری ہر پوشیدہ و ظاہر بات کو جانتا ہے اور اللہ تعالیٰ پر زمین و آسمان کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں"۔

حضرت اسمٰعیل علیہ السلام کو جب پیاس لگی تو وہ زمین پر ایڑیاں رگڑنے لگے حضرت ہاجرہ بھاگ کر صفا پر چڑھ گئیں اس وقت وادی بہت گہری تھی لیکن پھر بھی وہ اس پر چڑھ گئیں اس پر چڑھ کر دیکھا کہ شاید کوئی انسان نظر

آ جائے لیکن کچھ نظر نہ آیا اس سے اتریں وادی میں پہنچی پھر اس سے نکل کر مروہ پر چڑھیں اور دیکھا کہ شاید کوئی نظر آ جائے؟ لیکن اب بھی کوئی نظر نہ آیا اس طرح سات مرتبہ کیا ساتویں مرتبہ جب وہ مروہ سے اتر رہی تھیں تو دیکھا کہ جس جگہ اسمٰعیل نے ایڑیاں رگڑیں تھیں وہاں سے زم زم نکل رہا ہے انھوں نے ہاتھ سے پانی کے گرد منڈیر لگانا شروع کی اور جب تھوڑا سا پانی جمع ہوتا تو اسے پیالے میں ڈال کر اپنے مشکیزے میں ڈال لیتیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ان پر رحم کرے اگر وہ اسے چھوڑ دیتیں تو یہ قیامت تک جاری رہنے والا چشمۂ آب ہوتا۔

اسمٰعیل کا نکاح (دوسری روایت)

راوی کہتے ہیں کہ اس وقت قبیلہ جرہم کے لوگ مکہ مکرمہ کے قریب تھے جب وادی میں پانی آیا تو وہاں پرندے آنا شروع ہو گئے جب قبیلہ جرہم کے لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو کہا کہ یہ پرندے صرف ایسی جگہ جمع ہوتے ہیں جہاں پانی ہو پس وہ چل کر حضرت ہاجرہ کے پاس آئے اور کہا کہ اگر اجازت ہو تو ہم یہاں ٹھہر جائیں اور آپ کو بھی مانوس کریں اور یہ پانی آپ ہی کی ملکیت ہوگا حضرت ہاجرہ نے ان کو اجازت دے دی۔

ابراہیم علیہ السلام کا اسمٰعیلؑ کو ملنے آنا

حضرت اسمٰعیل وہاں پرورش پاتے رہے یہاں تک کہ وہ جوان ہو گئے اور حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو گیا اسمٰعیل نے قبیلہ جرہم کی ایک عورت سے شادی کر لی ایک روز ابراہیم علیہ السلام نے اپنی بیوی سارہ سے ہاجرہ کے پاس آنے کی اجازت چاہی انھوں نے اجازت دے دی لیکن یہ شرط بھی لگا دی کہ وہاں قیام نہیں کرنا۔ ابراہیم علیہ السلام وہاں پہنچے تو حضرت ہاجرہ کا انتقال ہو چکا تھا اسمٰعیل کے گھر آئے ان کی بیوی سے ملاقات ہوئی اس نے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے اس نے جواب دیا کہ وہ یہاں نہیں بلکہ شکار کرنے گیا ہوا ہے اس نے کہا کہ نہ میرے پاس کھانے کے لیے کچھ ہے اور نہ کوئی شخص ہے (جو لے آئے) فرمایا کہ جب تمہارا خاوند آئے تو اس کو میرا سلام کہنا اور اسے کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ بدل لے۔

پہلی بیوی کو طلاق

ابراہیم علیہ السلام چلے گئے اسمٰعیل جب گھر واپس لوٹے تو اپنے والد کی خوشبو کو محسوس کیا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص یہاں آیا تھا بیوی نے کہا کہ ایک بوڑھا شخص جس کا حلیہ اس اس طرح تھا وہ آیا تھا پوچھا کہ اس نے کچھ کہا بیوی نے جواب دیا کہ اس نے مجھے کہا کہ تمہارا شوہر آئے تو اس کو سلام کہنا اور اسے کہنا کہ اپنی دروازے کی چوکھٹ بدل دے چنانچہ اسمٰعیل علیہ السلام نے اسے طلاق دے دی اور دوسری شادی کر لی۔

دوسرا نکاح اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کا دوبارہ ملنا آنا

کچھ عرصہ بعد ابراہیم علیہ السلام نے حضرت سارہ سے اسمٰعیل سے ملنے کی اجازت چاہی انھوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ وہاں ٹھہرنا نہیں آپ اسمٰعیل کے گھر آئے ان کی بیوی سے پوچھا کہ تمہارا شوہر کہاں ہے؟ اس نے جواب دیا کہ وہ شکار کرنے گئے ہیں انشاءاللہ ابھی آ جائیں گے اللہ تعالیٰ آپ پر رحم فرمائے تشریف رکھیے ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ کیا تمہارے پاس کھانے پینے کی کوئی چیز ہے عرض کیا جی ہاں پوچھا کہ کیا تمہارے پاس روٹی، گندم، جو یا

کھجور میں سے کچھ ہے؟ راوی کہتے ہیں کہ وہ دودھ اور گوشت لے کر حاضر ہوئیں ابراہیم علیہ السلام نے اس کے لیے برکت کی دعا دی اگر اس روز وہ عورت روٹی یا گندم، جو یا کھجور میں سے کچھ لے آتی تو (ابراہیم علیہ السلام کی دعا کی برکت) کی وجہ سے آج ان کی مقدار کہیں زیادہ ہوتی جواب ہے۔اس نے عرض کیا کہ آپ تشریف رکھیں تا کہ میں آپ کے سر کو دھوؤں لیکن آپ وہاں نہیں اترے بلکہ اسے ایک اور جگہ لے گئے وہاں آپ نے اسے اپنے سر کے دائیں سیدھ میں بٹھایا اور اس دائیں طرف اپنا پاؤں رکھا جس کے اثرات وہاں پڑے۔ پھر اس نے آپ کے سر کا دائیں حصہ دھویا پھر اس طرح آپ نے بائیں طرف کیا اور اس نے سر کا بایاں حصہ دھویا پھر آپ نے اس سے فرمایا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور اسے کہنا کہ اپنے دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھے۔

دوسری بیوی کو طلاق نہ دینے کی وجہ

اسمعیل علیہ السلام گھر تشریف لائے اپنے والد کی خوشبو کو محسوس کیا اور اپنی بیوی سے پوچھا کہ کیا کوئی شخص آیا تھا اس نے بتایا کہ ایک اچھی خوشبو والا ایک بوڑھا شخص آیا تھا اس نے مجھ سے یہ باتیں کہیں اور میں نے اس سے یہ یہ باتیں کیں میں نے اس کا سر دھلایا اور یہ اسکے قدموں کے نشانات ہیں اسمعیل نے پوچھا کہ اس نے تمہیں کیا کہا؟ وہ بولی: اس نے مجھے کہا کہ جب تمہارا شوہر آئے تو اسے میرا سلام کہنا اور یہ کہنا کہ اپنی دروازے کی چوکھٹ کو برقرار رکھے۔ فرمایا کہ وہ میرے والد ابراہیم علیہ السلام تھے۔

بیت اللہ کی تعمیر کا حکم

یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیت اللہ کی تعمیر کا حکم آیا ''لوگوں کو حج کے لیے آواز دو'' پس وہاں سے جب بھی کوئی قوم گزری تو ابراہیم علیہ السلام فرماتے اے لوگو تمہارے لیے بیت اللہ تعمیر کیا گیا ہے اس کے گرد حج کرو آپ کی آواز درخت چٹانوں وغیرہ میں سے کوئی بھی سنتا تو یہ کہتا ''لبیک اللھم لبیک!''۔

راوی کہتے ہیں کہ قرآن مجید کی آیت ''**ربنا انی اسکنت من ذریتی بواد غیر ذی ذرع عند بیتک المحرم**'' (اے اللہ میں نے اپنی اولاد تیرے عزت (وادب) والے گھر کے پاس جہاں کھیتی نہیں لا بسائی ہے) اور دوسری آیت ''**الحمد للہ الذی وھب لی علی الکبر اسماعیل و اسحاق**'' (تمام تعریفیں اس اللہ کے لیے ہیں جس نے مجھے بڑھاپے میں اسماعیل اور اسحاق عطا کیے) کے درمیان اتنے اتنے سال کا وقفہ گزرا ہے۔ یہاں راوی کو سال کی مقدار بھول گئی۔

ابراہیم علیہ السلام کا اسماعیل کو بیت اللہ کی تعمیر کے لیے تیار کرنا

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کے پاس آئے تو وہ ماء زمزم کے پیچھے تیر اندازی کر رہے تھے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے اسماعیل تیرے رب نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں اس کا گھر تعمیر کروں اسماعیل نے جواب دیا کہ اپنے رب کی اطاعت کیجیے ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اس نے مجھے یہ حکم دیا ہے کہ تو میرے ساتھ تعاون کرے اسماعیل نے عرض کیا کہ میں حاضر ہوں چنانچہ دونوں تیار ہو گئے۔

بیت اللہ کی تعمیر

ابراہیم علیہ السلام تعمیر کرتے تھے اور اسماعیل علیہ السلام پتھر اٹھا اٹھا کر دیتے تھے اور دونوں یہ کہتے تھے "اے ہمارے رب ہمارا یہ عمل قبول فرمالے بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے" جب عمارت بلند ہوگئی اور ابراہیم علیہ السلام پتھر اٹھا کر وہاں رکھنے سے عاجز آگئے تو نیچے ایک پتھر رکھ کر اس پر کھڑے ہوگئے اسی جگہ کو مقام ابراہیم علیہ السلام کہتے ہیں پھر دونوں نے کام شروع کیا اور یہ دعا کرتے رہے اے ہمارے رب ہمارے اس عمل کو قبول فرما بیشک تو سننے والا اور جاننے والا ہے۔

حج کے لیے ندا

جب ابراہیم علیہ السلام اس کی تعمیر سے فارغ ہوگئے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ حج کے لیے ندا لگائی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا (اے ابراہیم) لوگوں کو حج کے لیے آواز دو کہ تمہاری طرف پیدل اور دبلے پتلے اونٹوں پر دور دراز راستوں سے لوگ (سوار ہو کر) آئیں۔

دوسری روایت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام تعمیر سے فارغ ہوئے تو حکم دیا گیا کہ لوگوں کو حج کے لیے آواز دو۔ عرض کیا کہ اے میرے رب میری آواز کہاں تک پہنچے گی فرمایا تمہارے ذمہ آواز دینا ہے اور ہمارے ذمہ اس کا پہنچانا ہے چنانچہ ابراہیم علیہ السلام نے آواز دی اے لوگو اللہ تعالیٰ نے تم پر بیت اللہ کا حج فرض کیا ہے راوی کہتے ہیں کہ زمین و آسمان کی تمام مخلوقات نے یہ آواز سنی کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ زمین کے انتہائی آخری کناروں سے بھی لوگ حج کے لیے آتے ہیں۔

ندا کی دوسری روایت

ایک اور روایت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام تعمیر سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ لوگوں کو حج کے لیے بلاؤ ابراہیم علیہ السلام نے آواز دی اے لوگو اللہ تعالیٰ نے گھر بنایا ہے اور تمہیں حج کرنے کا حکم دیا ہے تو زمین و آسمان میں موجود ہر مخلوق نے اس کا جواب دیا یہاں تک کہ درخت، مٹی، پتھر، اور دیگر اشیاء نے بھی یہ کہا "لبیک الھم لبیک"۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کی آواز پر ان لوگوں نے بھی جواب دیا جو اپنے آباء کی پشت میں اور اپنی ماؤں کے رحم میں تھے اور جس شخص نے آئندہ چل کر حج کرنا تھا اس نے بھی کہا "لبیک الھم لبیک"۔ مجاہد سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ آواز لگاؤ تو انھوں نے عرض کیا کہ کیا کہوں؟ فرمایا کہ کہو "لبیک الھم لبیک" تو یہ سب سے پہلا تلبیہ تھا۔

ندا کی تیسری روایت

عبداللہ بن زبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عبید بن عامر سے پوچھا کہ آپ کو یہ بات کیسے پہنچی کہ ابراہیم علیہ السلام نے لوگوں کو حج کے لیے بلایا تھا فرمایا مجھ تک یہ بات پہنچی کہ جب ابراہیم علیہ السلام اور اسمٰعیل نے بیت اللہ کی تعمیر مکمل کر لی اور وہ کام کر لیا جس کا اللہ تعالیٰ نے ارادہ کیا تھا اور حج کا موقع آ گیا تو انھوں نے یمن کی طرف منہ کیا تو اللہ تعالیٰ

سے دعا مانگی اور لوگوں کو حج بیت اللہ کے لیے بلایا تو یہ جواب ملا ''لبیک اللھم لبیک'' پھر آپ نے شام کی طرف منہ کر کے یہی کہا تو وہاں سے بھی وہی جواب ملا۔ پھر آپ ۸ ذی الحجہ کو اسماعیل علیہ السلام کے ساتھ منیٰ میں آئے آپ کے ساتھ اور مسلمان بھی تھے وہاں آپ نے ظہر، عصر، مغرب اور عشاء کی نماز پڑھی وہیں رات گزاری اور اگلے دن فجر کی نماز وہیں پڑھی پھر آپ عرفہ آ گئے اور وہیں ٹھہرے یہاں تک کہ جب سورج ڈھلنے لگا تو آپ نے ظہر اور عصر کی نماز اکٹھے پڑھی پھر آپ عرفہ میں موقف کی جگہ آئے وہاں ایک درخت کے پاس ٹھہرے یہی جگہ عرفہ کے اندر موقف ہے جہاں امام حج ٹھہرتا ہے اور لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دیتا ہے۔ جب سورج غروب ہو گیا تو ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھی وہاں سے چل کر مزدلفہ آئے اور وہاں مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھے پڑھی سب نے رات وہیں گزاری اگلے دن صبح کی نماز پڑھی اور پھر مزدلفہ میں ''قزح'' کے مقام پر ٹھہرے یہ مزدلفہ کا موقف ہے پھر جب صبح خوب روشن ہو گئی تو ابراہیم علیہ السلام اور دوسرے وہاں سے چل پڑے آپ ان لوگوں کو اپنے افعال دکھاتے رہے اور تعلیم دیتے رہے یہاں تک کہ آپ نے جمرہ کبریٰ کی رمی کی، منیٰ میں جانور ذبح کرنے کی جگہ آئے پھر نحر اور حلق کیا اور پھر وہاں سے لوٹ کر بیت اللہ آئے تاکہ لوگوں کو دکھائیں کہ طواف وداع کس طرح کرنا ہے پھر منیٰ میں آ کر رمی کی یہاں تک کے حج سے فارغ ہوئے اور لوگوں کو گھر جانے کی اجازت دے دی۔

حضور اکرم ﷺ اور بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج سکھاتے رہے۔

حضور اکرم ﷺ سے مروی روایت کا بیان

عبداللہ بن عمرو راوی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آٹھویں ذی الحجہ کو جبرئیل علیہ السلام آئے اور ابراہیم علیہ السلام کو منیٰ میں لے گئے وہاں ظہر، عصر، مغرب اور عشاء اور اگلے دن فجر کی نماز پڑھی۔ پھر وہاں سے چل کر عرفات آئے وہاں پیلو کے درخت کے پاس گئے اور دوسرے لوگوں کے پاس اترے اور وہاں ظہر اور عصر اکٹھے پڑھی پھر وہیں ٹھہرے یہاں تک کہ مغرب کا ابتدائی وقت آ گیا پھر وہاں سے چلے اور مزدلفہ میں آئے اور مغرب اور عشاء کی نماز اکٹھے پڑھی اور اگلے دن صبح کے ابتدائی وقت وہیں پر ٹھہرے رہے پھر وہاں سے چل کر منیٰ آئے۔ رمی جمرہ کی۔ جانور ذبح کیا۔ حلق کرایا اور پھر بیت اللہ کی طرف لوٹ گئے اسی کے مطابق اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو حکم دیا کہ اے محمد! دین ابراہیم کی پیروی اختیار کرو جو ایک طرف کے ہو رہے تھے۔

ذبیح اللہ

یعنی ابراہیم علیہ السلام کے ذبح ہونے والے بیٹے کا ذکر

ذبح ہونے والے کون تھے؟

امت محمدیہ کے متقدمین کا اس میں اختلاف ہے کہ ذبح ہونے والے کون سے بیٹے تھے۔ حضور اکرم ﷺ

سے دونوں روایت مروی ہیں اگرچہ دونوں روایات صحیح ہیں تو کہیں اور جانے کی ضرورت ہی نہیں ہے البتہ قرآن مجید کے سیاق وسباق سے اس کی تائید ہوتی ہے کہ ذبح ہونے والے اسحاق علیہ السلام تھے۔

دوسری روایت: عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضور اکرم ﷺ سے نقل کیا ہے کہ "**وفدیناہ بذبح عظیم**" (ہم نے ایک بڑی قربانی سے ان کا فدیہ دے دیا) سے مراد اسحاق ہیں۔ راجح یہ ہے کہ یہ روایت حضرت عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر موقوف ہے مرفوع نہیں عباسؓ سے ایک اور روایت میں بھی مروی ہے کہ "**وفدیناہ بذبح عظیم**" سے اسحاق مراد ہیں۔

پہلا قول ذبیح اسماعیل علیہ السلام تھے

صنابحی سے منقول ہے کہ وہ حضرت امیر معاویہ کے پاس بیٹھے تھے کہ وہاں یہ تذکرہ چل رہا تھا کہ ذبیح کون تھے انھوں نے کہا میں تمھیں بتلاتا ہوں پھر فرمایا کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس تھے کہ ایک آدمی نے آکر کہا اے ابن ذبیحین اللہ تعالیٰ نے آپ کو جو مال فئی عطا کیا ہے اس سے مجھے بھی دو۔ آپ مسکرائے۔ آپ سے پوچھا گیا کہ ذبح ہونے والے کون تھے آپ نے فرمایا! کہ عبدالمطلب نے یہ نذر مانی تھی کہ اللہ تعالیٰ اگر زمزم کا کنواں کھودنے میں ان کے لیے آسانی فرمائیں تو اپنا ایک بیٹا ذبح کریں گے چنانچہ ہو گیا اور بیٹے کو ذبح کرنے کے لیے قرعہ اندازی کی گئی قرعہ میرے والد عبداللہ کے نام نکل آیا لیکن میرے والد کے ماموں نے ذبح نہیں کرنے دیا اور کہا کہ اپنے اس بیٹے کے بدلے ہم سے سو اونٹ لے کر ذبح کر دو اور دوسرے ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں۔

دوسرا قول کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام تھے

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے متعدد طریق سے مروی ہے کہ ذبیح اسحاق تھے ابوالاحوص سے مروی ہے کہ ایک شخص ابن مسعود کے پاس کھڑا ہوا فخر سے کہہ رہا تھا کہ میں فلاں بن فلاں کی اولاد میں سے ہوں یعنی یوسف بن یعقوب بن اسحاق ذبیح اللہ بن ابراہیم خلیل اللہ کی اولاد میں سے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ "**وفدیناہ بذبح عظیم**" سے مراد اسحاق علیہ السلام ہیں کعب احبار رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنے بیٹے اسحاق علیہ السلام کے ذبح کرنے کا حکم دیا تھا۔

دوسرے قول کی تفصیل

شیطان کا بہکانا

اسید بن جاریہ سے مروی ہے کہ کعبؓ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے کہا میں آپ کو اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں بتلاؤں ابو ہریرہؓ نے کہا بتلاؤ اس نے کہا جب خواب میں ابراہیم علیہ السلام کو اسحاقؑ دکھائے گئے تو شیطان نے کہا اللہ کی قسم آل ابراہیم علیہ السلام پر اس سے بڑا امتحان کبھی نہیں آئے گا چنانچہ شیطان نے ایک جانے پہچانے شخص کا روپ دھارا اور حضرت سارہ کے پاس آکر کہا "ابراہیمؑ اپنے بیٹے کو کہاں لے کر جا رہا ہے انھوں نے جواب دیا کہ کسی کام کے لیے لیجا رہے ہیں شیطان نے جواب دیا کہ اللہ کی قسم کسی بھی کام کے لیے نہیں لے

جا رہے۔ انھوں نے پوچھا کہ پھر کس کام کے لیے لے جا رہے ہیں شیطان نے کہا ذبح کرنے کے لیے جا رہے ہیں حضرت سارہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا وہ ایسا نہیں کریں گے وہ اپنے بیٹے کو کیسے ذبح کریں گے؟ شیطان نے کہا واقعۃً وہ ذبح کر دیں گے سارہ نے پوچھا کیوں ذبح کریں گے شیطان نے کہا کہ اس کے رب نے اسے حکم دیا ہے یہ سن کر سارہ نے کہا اگر رب کا حکم ہے تو اس کی اطاعت کرنا بہتر ہے۔

شیطان حضرت سارہ سے مایوس ہو کر اسحاقؑ کے پاس پہنچا وہ اپنے باپ کے نشان قدم پر چل رہے تھے ان سے کہا کہ کل تمہارا باپ تمھیں کہاں لے جائے گا؟ فرمایا کسی کام کے لیے۔ شیطان بولا اللہ کی قسم کوئی کام نہیں ہے بلکہ وہ تجھ کو ذبح کرنا چاہتا ہے اسحاقؑ نے فرمایا کہ میرا باپ مجھے ذبح نہیں کرے گا شیطان بولا ضرور کرے گا پوچھا کیوں؟ شیطان نے کہا کہ اس کا خیال ہے کہ اسے اس کے رب نے حکم دیا ہے یہ سن کر اسحاق علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے تو اس کی اطاعت ضروری ہے شیطان انھیں چھوڑ کر ابراہیم علیہ السلام کی طرف گیا اور ان سے کہا کہ کل آپ کہاں جا رہے ہیں فرمایا کسی کام کے لیے شیطان بولا کل آپ کو اور کوئی کام نہیں صرف اپنے بیٹے کو ذبح کرنا چاہتے ہو پوچھا میں اسے کیوں ذبح کروں گا؟ شیطان نے کہا کہ آپ کا خیال ہے کہ آپ کو آپ کے رب نے حکم دیا ہے فرمایا اگر میرے رب کا یہ حکم ہے تو میں ضرور ایسا کروں گا۔

ابراہیمؑ کا بیٹے کو ذبح کیلئے لٹانا

جب ابراہیم علیہ السلام نے حضرت اسحاقؑ کو ذبح کرنے کے لیے لٹایا، اللہ تعالیٰ نے اسحاق کو بچا لیا اور اس کی جگہ ایک ذبیحہ دے دیا ابراہیم نے اسحاقؑ سے فرمایا اے میرے پیارے بیٹے کھڑے ہو جاؤ اللہ تعالیٰ نے اسحاق کی طرف وحی بھیجی کہ ہم تمہاری ایک دعا قبول کریں گے۔ اسحاق علیہ السلام نے یہ دعا مانگی کہ اے اللہ قیامت تک آنے والے انسانوں میں سے جو شخص شرک نہ کرے اسے جنت میں داخل فرمانا۔

موسیٰؑ کا قصہ

عبداللہ بن عبید اللہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے کہا اے میرے رب لوگ یوں دعا کرتے ہیں "اے ابراہیم کے رب اے اسحاق کے رب اے یعقوب کے رب اس طرح کیوں کہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ابراہیم علیہ السلام نے مجھے ہر چیز کے مقابلے میں ترجیح دی اسحاقؑ نے میرے خاطر ذبح ہونے کو پسند کیا حالانکہ ویسے بھی اس کے اعمال بہت عمدہ تھے اور یعقوب پر میں نے جتنی مصیبتیں ڈالیں اس کا حسن ظن بڑھتا گیا یہ واقعہ اور بھی روایات میں ہے۔

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اس طرح خواب دیکھا کہ کوئی ان سے کہہ رہا ہے کہ جو آپ نے اللہ کے لیے نذر مانی تھی اسے پورا کریں اللہ تعالیٰ نے تجھے سارہ سے ایک لڑکا دیا اسے ذبح کریں (اس سے مراد اسحاق ہیں) مسروق کا قول بھی یہی ہے کہ ذبیح اسحاق علیہ السلام تھے۔

پہلے قول (ذبیح اللہ اسمٰعیلؑ ہیں) کی تفصیل

پہلا قول یہ ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام ہیں اس کی تفصیل درج ذیل ہے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی متعدد روایات سے مروی ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام تھے ابن علیہ سے مروی ہے کہ داؤد بن ابی ہند سے پوچھا گیا کہ ابراہیم کے کون سے بیٹے کو ذبح کیا گیا۔ انھوں نے شعبی کے حوالے سے بتایا کہ ابن عباسؓ کا قول یہ ہے کہ ذبیح اسماعیلؑ تھے۔ امام شعبی، مجاہد، حسن وغیرہ کا قول بھی یہ ہی ہے۔

محمد بن کعب کی روایت

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن کعب القرظی کو یہ کہتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو حکم دیا کہ اپنے بیٹے اسماعیل کو ذبح کریں نیز قرآن مجید میں اس قصہ کی تفصیلات کا مطالعہ کرنے سے بھی یہ ہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ اسماعیل علیہ السلام تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام ذبح کے قصے سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے اسے اسحاق کی خوشخبری دی کہ وہ نبی اور نیکوکاروں میں سے ہوں گے دوسری جگہ ہے کہ ہم نے انھیں اسحاق اور اس کے بعد یعقوب کی خوشخبری دی اسحاق سے یعقوب پیدا ہوں گے۔ یہ خوشخبری جب صحیح ہو سکتی ہے کہ جب ذبیح اسماعیل کو قرار دیا جائے۔

ایک سابق یہودی عالم کا قول

محمد بن کعبؒ سے مروی ہے کہ جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ خلیفہ ہوئے تھے اور شام کے علاقے میں تھے تو اس وقت ایک یہودی عالم مسلمان ہوا اور صحیح پکا مسلمان ہوا عمر بن عبدالعزیز نے ان سے پوچھا کہ ابراہیم علیہ السلام کے کون سے بیٹے کو ذبح کیا گیا۔ اس نے جواب دیا اللہ کی قسم اے امیر المومنین وہ اسماعیل علیہ السلام تھے یہودی بھی اس بات کو بخوبی جانتے ہیں لیکن وہ تم سے حسد کرتے ہیں اس لیے وہ اسماعیل کے بجائے اسحاق کو ذبیح قرار دیتے ہیں۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ اس بات میں کوئی شک نہیں کہ ذبح ہونے والے اسماعیل علیہ السلام تھے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے محمد بن کعبؒ سے کئی مرتبہ سنا ہے کہ ذبیح اسماعیل علیہ السلام تھے۔

ذبیح اللہ کے متعلق امام طبری کے نزدیک راجح قول

البتہ ہماری رائے یہ ہے کہ ذبیح اسحاقؑ تھے قرآن کریم کے سیاق سے بھی یہ ہی معلوم ہو رہا ہے کہ صحیح قول یہ ہے کہ ذبیح اسحاقؑ تھے اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم کو چھوڑ کر شام کی طرف ہجرت کر رہے تھے تو اس وقت آپ نے یہ فرمایا کہ میں اپنے پروردگار کی طرف جا رہا ہوں وہ مجھے راستہ دکھائے گا اور دعا کی ''اے اللہ مجھے اولاد عطا فرما جو سعادت مندوں میں سے ہو'' یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب کہ آپ ہاجرہ کو جانتے ہی نہ تھے اور نہ ہی اس وقت تک اسماعیل پیدا ہوئے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ایک بردبار بچہ کے پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی پھر ابراہیم علیہ السلام نے یہ خواب دیکھا کہ وہ اپنے بیٹے کو ذبح کر رہے ہیں۔

نیز قرآن مجید میں جس بچے کی خوشخبری کا ذکر ہے وہ اسحاقؑ ہیں جیسا کہ سورہ ہود میں ہے ''اور ابراہیم کی بیوی (سارہ) کھڑی ہوئی تھیں پس وہ ہنس پڑیں تو ہم نے اسے اسحاقؑ اور اس کے بعد یعقوبؑ کی خوشخبری سنائی''۔

اسی طرح قرآن مجید میں ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے دل میں فرشتوں سے خوف محسوس کیا فرشتوں نے کہا کہ خوف نہ کیجیے اور پھر انھیں ایک دانشمند لڑکے کی خوشخبری سنائی تو ابراہیم کی بیوی چلاتی ہوئی آئی اور اپنا منہ پیٹ کر کہنے

لگی (اے ہے ایک تو بڑھیا اور دوسرا بانجھ)''

اس کے علاوہ قرآن مجید میں جہاں بھی بشارت کا ذکر ہے وہ آپ کی بیوی سارہؑ سے پیدا ہونے والے بچے کی بشارت ہے''فبشرناہ بغلام حلیم''(صافات ۱۰۱) میں دی گئی بشارت سے مراد اسحاقؑ ہوں گے۔

اور جن لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو اسحاقؑ کو ذبح کرنے کا حکم نہیں دیا (بلکہ اسماعیل کے بارے میں حکم دیا تھا) اور ان کی دلیل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسحاق کے پیدا ہونے کی بشارت اور پھر ان سے یعقوبؑ پیدا ہونے کی بشارت دی (جس کا تقاضا یہ ہے کہ بشارت میں گویا بتایا گیا کہ اسحاق زندہ نہیں رہیں گے) یہ دلیل درست نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اسحاق کے ذبح کرنے کا حکم اس وقت دیا جب کہ وہ چلنے پھرنے لگے اور یہ ممکن ہے کہ اسحاقؑ کے ذبح ہونے کا حکم آنے سے پہلے یعقوبؑ پیدا ہو چکے ہوں اس طرح ان لوگوں کی یہ بات بھی درست نہیں جو یہ کہتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام نے کعبہ میں بچھڑے کو لٹکے ہوئے دیکھا (جس کا تقاضا یہ ہے کہ ذبیح اسماعیل ہوں کیونکہ اسماعیل کعبہ کے قریب رہے تھے جب کہ اسحاق شام میں رہتے تھے) کیونکہ یہ بھی ممکن ہے کہ وہ بچھڑا شام سے لا کر لٹکایا گیا ہو۔

بندہ مترجم کی رائے

علامہ طبری کا یہ خیال بہت مرجوح اور کمزور ہے کیونکہ جس کے متعلق یہ کہا جائے کہ وہ چلنے پھرنے لگ گیا ہے تو یقیناً اس کا بچپن ہی معہود ہوتا ہے اور بڑی عمر کی طرف قطعاً خیال نہیں جاتا۔

چہ جائیکہ امام طبری آگے خود نقل فرمائیں گے کہ عیص اور حضرت یعقوب کی ولادت اس وقت ہوئی جب حضرت اسحاق علیہ السلام عمر مبارک کی ساٹھ منزلیں طے کر چکے تھے۔ملاحظہ فرمایئے موجودہ جلد میں''عیص اور یعقوب کی پیدائش کے وقت اسحاق کی عمر مبارک''عنوان کے تحت۔نیز اسحاقؑ کی خوشخبری دیتے وقت کہا گیا کہ ہم نے اسحاق نبی کی پیدائش کی بشارت دی۔یعنی وہ بڑے ہو کر اس عمر تک پہنچیں گے کہ ان کو نبوت عطا کی جائے۔تو اگر ان کے بچپن ہی میں ذبح کا حکم دیا جائے تو یہ کھلا تعارض ہوگا جو خدا کے کلام میں ممکن نہیں۔نیز اہل تورات کہتے ہیں کہ ابراہیمؑ کو پہلے اور اکلوتے بیٹے کے ذبح کا حکم ملا اور وہ اسحاق تھے۔یہ بات صراحۃً باطل ہے کیونکہ حضرت اسماعیلؑ کے پہلے پیدا ہونے کے قرائن کثیر و ناقابلِ تردید ہیں۔مثلاً حضرت سارہ کا ہاجرہ پر رشک کرنا کہ ان کو اولاد ہوئی مجھے نہ ہوئی اور حضرت سارہ کو بڑھاپے میں اولاد کی بشارت ملنا وہ بھی اس بچہ کی نبوت کے ساتھ۔الغرض اس بات کے بہت سے دلائل ہیں کہ ذبیح اسماعیلؑ تھے قرآن و حدیث سے اس کی تائید ہوتی ہے۔اصغر۔

ذبح ہونے کا واقعہ اور اسکے سبب کا بیان

پہلا سبب: ابراہیم علیہ السلام نے نذر مانی تھی

اس کا سبب یہ بیان کیا گیا ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام اپنی قوم سے علیحدگی اختیار کر کے شام کی طرف ہجرت کرنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے سارہ سے ایک نیک اور صالح بیٹا دے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے کہ ''ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف جاتا ہوں وہ مجھے راہ دکھائے گا اے میرے رب مجھے نیک کار

اولاد عطا فرما پھر جب قوم لوط پر عذاب نازل کرنے والے فرشتے آپ کے پاس آئے اور لڑکا پیدا ہونے کی خوشخبری سنائی تو آپ نے فرمایا پھر تو وہ اللہ تعالیٰ کے لیے ذبیح ہے پس جب وہ بچہ بڑا ہوا اور چلنے پھرنے لگا تو آپ سے کہا گیا کہ اپنی نذر پوری کرو۔

پہلے سبب کی تفصیل

بیٹا پیدا ہونے کی خوشخبری

متعدد صحابہ کرام سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے حضرت سارہ سے فرمایا کہ تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری ہو جس کا نام اسحاقؑ ہے اور پھر اسحاق کے بعد یعقوب کی خوشخبری ہو یہ سن کر انہوں نے اپنی پیشانی پر ہاتھ مارا قرآن مجید میں یہ منظر یوں بیان کیا گیا ہے" وہ اپنا منہ پیٹ کر کہنے لگیں کہ اے ہے میرے بیٹا ہوگا میں تو بڑھیا ہوں اور میرے میاں بھی بوڑھے ہیں یہ تو بڑی عجیب بات ہے فرشتوں نے کہا کہ کیا تم خدا کی قدرت پر تعجب کرتی ہو؟ اے اہل بیت تم پر خدا کی نعمتیں اور برکتیں ہیں بے شک وہ اللہ تعریف و بزرگی کا مستحق ہے۔

نذر ماننا

پھر حضرت سارہ نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ اسکی نشان کیا ہے؟ جبرئیل نے ہاتھ میں ایک خشک لکڑی لی اسے اپنے ہاتھوں کی انگلیوں سے مروڑا تو وہ سبز ہوگئی (یہی نشانی تھی) یہ دیکھ کر ابراہیم نے فرمایا کہ پھر وہ بیٹا اللہ تعالیٰ کے لیے ذبح کیا جائے گا چنانچہ جب اسحاقؑ بڑے ہوئے تو خواب میں ابراہیم علیہ السلام سے کہا گیا کہ اپنی نذر پوری کرو اور اللہ تعالیٰ نے سارہؓ سے جو لڑکا عطا کیا ہے اسے ذبح کرو۔

بیٹے کو قربان گاہ لے جانا

ابراہیم علیہ السلام نے اسحاق سے فرمایا کہ چلو اللہ تعالیٰ کے لیے قربانی دو اور ہاتھ میں چھری بھی لے لی اور اپنے بیٹے کو لے کر پہاڑوں میں چلے گئے بیٹے نے پوچھا کہ ابا جان قربانی کی جگہ کون سی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے تو صرف خواب میں یہ دیکھا کہ تھا کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔ بیٹے نے جواب دیا اے ابا جان جس چیز کا آپ کو حکم دیا گیا ہے، آپ اسے کر گزریں انشا اللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے پھر کہا کہ آپ میری رسی کو مضبوطی سے باندھیے گا اور اپنے کپڑوں کو مجھ سے دور رکھیے گا تا کہ میرے خون کے چھینٹے آپ پر نہ پڑیں اور ان چھینٹوں کو دیکھ کر میری والدہ سارہ غمگین نہ ہوں اور چھری کی دھار کو خوب تیز کر کے میری گردن پر چلائیں تا کہ میری موت آسانی سے واقع ہو اور جب سارہ آئیں تو انھیں میرا سلام کہنا۔

ذبح ہونے کا واقعہ

ابراہیم علیہ السلام نے اسے اپنے گلے سے لگایا اور پھر دونوں رونے لگے یہاں تک کہ اسحاق کے آنسو ان کی ٹھوڑی سے بہنے لگے پھر ابراہیم علیہ السلام نے اسحاقؑ کی گردن پر چھری پھیری لیکن وہ نہ چلی اللہ تعالیٰ نے تانبے کا ایک ٹکڑا اسحاق کی گردن پر رکھ دیا جب ابراہیم نے یہ منظر دیکھا تو اسحاق کو پیشانی کے بل لٹا دیا اور گدی سے ذبح کرنے لگے

قرآن مجید میں ہے کہ "جب دونوں نے یہ حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا" تو پھر آواز آئی تو نے خواب کو سچا کر دکھایا ادھر ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا کہ اے بیٹے تو آج مجھے عطیہ کے طور پر عطا کیا گیا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ بنا دیا" پھر گھر واپس آ کر حضرت سارہؑ کو پورا واقعہ سنایا تو وہ گھبرا گئیں اور فرمایا کہ اے ابراہیم علیہ السلام تم نے مجھے بتائے بغیر میرے بیٹے کو ذبح کرنے کا ارادہ کیا؟!

دوسری روایت

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام جب حضرت ہاجرہ سے ملنے کے لیے جاتے تو ایک براق پر سوار ہو کر جاتے جو صبح کے وقت شام سے مکہ پہنچاتی اور رات کو واپس لے آتی آپ رات یہاں شام میں گزارتے یہاں تک کہ اسحاقؑ کچھ بڑے ہو گئے اور ان سے کچھ امیدیں وابستہ ہونے لگیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

تیسری روایت

ابن اسحاق بعض اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو بیٹا ذبح کرنے کا حکم دیا گیا تو انھوں نے اپنے بیٹے سے فرمایا اے بیٹے رسی اور چھری اپنے ساتھ لے لو اور میرے ساتھ اس گھاٹی میں چلو تا کہ وہاں سے ہم کچھ لکڑیاں لائیں اس وقت تک اصل حقیقت سے آگاہ نہ کیا تھا جب آپ گھاٹیوں کے قریب پہنچ گئے تو شیطان انسان کی شکل میں سامنے آیا اور کہنے لگا اے بڑے میاں کہاں کا ارادہ ہے فرمایا میں ان گھاٹیوں میں اپنی کسی ضرورت کی وجہ سے جا رہا ہوں۔

شیطان کا ابراہیمؑ کو بہکانا

شیطان بولا! اللہ کی قسم خواب میں آپ کو کوئی شیطان ملا ہے جس نے تجھے اپنے بیٹے کو ذبح کرنے کا حکم دیا ہے اور اب تم اسے ذبح کرنا چاہتے ہو ابراہیم علیہ السلام سارا معاملہ سمجھ گئے اور فرمایا کہ مجھ سے دور ہو جا اے اللہ تعالیٰ کے دشمن میں اللہ کے حکم پر عمل کروں گا۔

شیطان کا اسماعیل کو بہکانا

جب ابلیس یہاں سے ناامید ہوا تو اسماعیل کے پاس جا پہنچا جو پیچھے رسی اور چھری لے کر آ رہے تھے اور کہا کہ اے لڑکے کیا تجھے معلوم ہے کہ تجھے تیرا باپ کہاں لے جا رہا ہے اسماعیلؑ نے جواب دیا کہ ان گھاٹیوں میں لکڑیاں جمع کرنے کے لیے لے جا رہا ہے شیطان نے کہا کہ اللہ کی قسم وہ تجھے ذبح کرنے کے لیے لے جا رہا ہے اسماعیل نے پوچھا کہ وہ مجھے ذبح کرنا کیوں چاہتا ہے شیطان نے کہا کہ اس کا خیال ہے کہ اسے اس کے رب نے حکم دیا ہے۔ اسماعیل بولے تو پھر اللہ کے حکم کے سامنے سر تسلیم خم ہے۔

شیطان کا ہاجرہ کو بہکانا

جب یہاں سے بھی ناامید ہوگیا تو گھر میں حضرت ہاجرہ کے پاس آیا اور کہا کہ اے اسماعیل کی والدہ کیا تجھے معلوم ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اسماعیل کو کہاں لے کر گئے ہیں؟ شیطان نے کہا کہ وہ اسے ذبح کرنے کے لیے لے گئے ہیں ہاجرہ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں ابراہیم بہت محبت کرنے والا ہے شیطان نے کہا کہ لیکن وہ یہ سمجھتا ہے کہ اس بات کا حکم اسے اس کے رب نے دیا ہے حضرت ہاجرہ نے فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ کا حکم ہے تو اللہ کی اطاعت کرنا ضروری ہے۔ اللہ کا دشمن ابلیس غصہ کی حالت میں واپس لوٹ آیا اور اسے اپنے مقصد میں ناکامی ہوئی ابراہیم علیہ السلام اور ان کی آل اللہ تعالیٰ کی مدد سے شیطان کے جال سے بچ گئے۔

ابراہیمؑ کا اسماعیل کو ذبح کرنا

جب ابراہیم علیہ السلام اپنے بیٹے کو لے کر گھاٹی میں پہنچے تو اس وقت فرمایا اے میرے بیٹے میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں اب تمہاری کیا رائے ہے؟ بیٹا بولا اے اباجان آپ کو جس چیز کا حکم دیا گیا ہے آپ وہ کر گزریں انشاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے ایک روایت میں ہے کہ اسماعیل نے عرض کیا:

اسماعیل کی نام خدا پر فداکاری اللہ! اللہ!

اے اباجان اگر آپ مجھے ذبح کرنا چاہتے ہیں تو میری رسی کو مضبوطی سے باندھ دیجیے گا تاکہ میری وجہ سے آپ کو تکلیف نہ پہنچے کہ اس سے میرا اجر کم ہو جائے۔ موت کی سختی شدید ہے اور مجھے اس بات کا یقین نہیں کہ میں اس وقت نہ پھڑ پھڑاؤں۔ اور چھری کو تیز کر دینا تاکہ آپ مجھے آسانی سے ذبح کر دیں اور جب ذبح کرنے لگیں تو مجھے پیشانی کے بل لٹا دینا چہرے کے بل نہ لٹانا کیونکہ مجھے اس بات کا خطرہ ہے کہ اگر آپ نے میرے چہرے کو دیکھ لیا تو اللہ تعالیٰ کا حکم پورا نہ کر سکیں گے اور میری قمیض کو اچھی طرح لپیٹ دینا ورنہ خون کے چھینٹے اس پر پڑے تو میری والدہ کو بہت غم ہوگا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اے میرے بیٹے اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے میں تم میرے بہترین مددگار ہو۔

تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا!

پھر اسے اچھی طرح باندھا، چھری تیز کی، پشت کے بل لٹایا اپنی نگاہ اس سے ہٹائی اور اس کے حلق پر چھری چلا دی اللہ تعالیٰ نے ان کے ہاتھ کو حلق سے گدی کی طرف پھیر دیا اور پھر اسماعیل علیہ السلام کو بچا لیا اور پھر فرمایا اے ابراہیم علیہ السلام تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا تمہارے بیٹے کے بدلے میں یہ جانور ہے اسے ذبح کرو۔ قرآن مجید میں ہے "جب دونوں نے حکم مان لیا اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل گرا دیا تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم تو نے خواب کو سچا کر دکھایا ہم نیک کاروں کو ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں بلاشبہ یہ صریح آزمائش تھی اور ہم نے ایک بڑی قربانی کو ان کا فدیہ بنا دیا"۔

مینڈھے کا سر کعبہ پر لٹکایا گیا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہاں ایک ایسا مینڈھا آیا جو جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا ابراہیم علیہ

السلام نے اپنے بیٹے کے ذریعے اس کا پکڑا اور پھر اسے جمرہ اولی لے گئے وہاں سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ وسطی میں آئے وہاں سات کنکریاں ماریں پھر جمری کبری میں آ کر سات کنکریاں ماریں پھر اس جانور کو منی میں لے گئے اور وہاں اسے ذبح کیا اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں ابن عباسؓ کی جان ہے یہ اسلام میں سب سے پہلی قربانی تھی اس مینڈھے کا سر کعبہ کے پرنالہ پر لٹکا دیا گیا۔

ابراہیمؑ اور شیطان کا دوڑ میں مقابلہ

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کو مناسک حج ادا کرنے کا حکم دیا گیا تو سعی کی جگہ پر شیطان سے آمنا سامنا ہوا پھر دونوں میں دوڑ کا مقابلہ ہوا ابراہیم علیہ السلام آگے بڑھ گئے پھر جبرئیل علیہ السلام آپ کو جمرہ عقبہ لے گئے وہاں بھی شیطان آیا آپ نے اسے سات کنکریاں ماریں پھر جمرہ وسطی میں گئے وہاں بھی شیطان کو سات کنکریاں ماریں پھر آپ نے اپنے بیٹے کو پیشانی کے بل لٹایا اسماعیل علیہ السلام نے سفید قمیض پہنی ہوئی تھی انھوں نے عرض کیا اے ابا جان میرے پاس اس کے علاوہ اور کوئی کپڑا نہیں جس میں آپ مجھے کفن دیں لہذا فی الحال اسے میرے جسم سے اتار دیں اور بعد میں اسی کے اندر مجھے کفن دے دینا۔

ایسا کر کے ابراہیم علیہ السلام جب اس کو ذبح کرنے لگے تو مینڈھا سامنے آ گیا آپ نے پھر اس مینڈھے کو ذبح کیا۔

مجاہد سے آیت قرآنی 'وتلہ للجبین' کے تحت مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام نے اپنے بیٹے کو زمین پر لٹا دیا اور بیٹا بولا اے ابا جان آپ مجھے اس حال میں ذبح نہ کریں کہ آپ میرے چہرے کو دیکھ رہے ہوں آپ مجھے اچھی طرح باندھ دیں میرے ہاتھ کو میری گردن سے باندھیں اور زمین پر لٹا کر ذبح کریں۔

مینڈھے کی کیفیت سے متعلق روایات

حضرت علیؓ سے مروی ہے کہ وہ مینڈھا سفید، بڑے سینگوں والا، بڑی اور سرملی آنکھوں والا تھا۔ عبید بن عمیر سے مروی ہے کہ اس جانور کو مقام ابراہیم پر ذبح کیا گیا ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ ابراہیم نے جس مینڈھے کو ذبح کیا تھا یہ وہی مینڈھا ہے جسے آدم کے بیٹے (ہابیل) نے صدقہ کے طور پر اللہ تعالی کے سامنے پیش کیا تھا سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ یہ مینڈھا جنت میں چالیس سال تک چرتا رہا یہ مٹیالے رنگ کا تھا اسکی اون سرخ دھنکی ہوئی روئی کی طرح تھی ابن عباس سے ایک روایت یہ ہے کہ وہ جانور پہاڑی بکرا تھا۔

صدقہ کیلئے جانور ذبح کرنا آفات کو دور کرتا ہے۔

حضرت حسن سے مروی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کے فدیہ کے طور پر آسمان سے اتارا گیا ایک نر جانور تھا اور اللہ تعالی کا فرمان "وفدیناہ بذبح عظیم" سے مراد ذبح ہی ذبیح ہے۔ اور یہ ذبح کرنا ان کے دین کا حصہ بن گیا اور قیامت تک یہ سنت جاری ہے جان لو جانور صدقہ کے طور پر ذبح کرنا برائی کو دور کرتا ہے لہذا اے اللہ کے بندو! جانور ذبح کیا کرو۔

امیہ بن ابی صلت نے بھی قربانی کے مذکورہ واقعہ کے متعلق اشعار کہے ہیں اور ان اشعار کا مفہوم سدی کی بیان کردہ روایات کے مطابق ہے۔

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ جب باپ بیٹا دونوں اللہ تعالیٰ کے حکم کے آگے جھک گئے بیٹا ذبح ہونے کے لیے اور باپ ذبح کرنے کے لیے تیار ہو گئے تو بیٹے نے کہا!

اپنی نگاہ مجھ پر سے ہٹائیں تاکہ مجھے دیکھنے سے آپ کو رحم نہ آ جائے اور چھری کو میرے نیچے رکھیں کہ چھری کو دیکھ کر میں گھبرا نہ جاؤں اور پھر اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کیجیے اسی کا نقشہ قرآن مجید میں یوں بیان کیا گیا ہے کہ "فلما اسلما وتله للجبین وناديناه ان يا ابراهيم قد صدقت الرؤيا انا كذلك نجزي المحسنين"۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر آنے والے امتحانات کا بیان

امتحانات کی تعداد

ابراہیم علیہ السلام پر آنے والے امتحانات میں سے اہم یہ ہیں، نمرود سے مقابلہ، آگ میں جانا، بچے کا ذبح کرنا، بیت اللہ کی تعمیر اور مناسک حج، قرآن مجید میں اسی کی طرف اشارہ کرتے ہوئے یہ بیان فرمایا گیا "جب ابراہیم کے پروردگار نے چند باتوں میں اس کی آزمائش کی تو وہ ان میں پورے اترے"۔

پہلا قول

ان امتحانات کی تعداد میں بعض علماء کرام کا اختلاف ہے۔ بعض کے نزدیک یہ کل تیس ہیں۔

پہلے قول کی تفصیل

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ کوئی ایسا نہیں جسے اس دین کی خاطر آزمائش میں نہ ڈالا گیا ہو مگر اس نے اسے قائم کیا ہو سوائے ابراہیم علیہ السلام کے انھیں اللہ تعالیٰ نے متعدد باتوں سے آزمایا اور ابراہیم علیہ السلام نے انھیں پورا کر کے دکھایا اور پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے برات لکھ دی اور فرمایا "ابراہیم وہ ہے جس نے (حق اطاعت و رسالت کو) پورا کیا" ان امتحانات میں دس کا سورہ احزاب میں دس کا سورہ براۃ میں اور دس کا سورۂ مومنون میں ذکر موجود ہے اور فرمایا کہ اس اسلام کے تیس حصے ہیں۔

ایک اور روایت میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سورہ براۃ میں ذکر کردہ دس چیزیں یہ ہیں "التائبون العابدون الحامدون ....اور سورہ احزاب میں ذکر کردہ دس چیزیں یہ ہیں" ان المسلمين والمسلمات والمؤمنين والمؤمنت" اور دس سورۂ معراج میں یہ ہیں" والذين هم عن صلاتهم حافظون.

دوسرا قول

دوسرا قول یہ ہے کہ یہ دراصل دس فضائل ہیں جن میں سے پانچ کا تعلق سر سے اور بقیہ پانچ کا تعلق جسم سے ہے۔

دوسرے قول کی تفصیل

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے "واذابتلى ابراهيم ربه" کے تحت مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ

السلام کو طہارت کے بارے میں آزمایا جن کی تعداد دس ہے پانچ کا تعلق سر سے اور پانچ کا تعلق جسم سے ہے۔ سر سے متعلق چیزیں یہ ہیں (۱) مونچھیں کٹوانا (۲) کلی کرنا (۳) ناک میں پانی ڈالنا اور ناک کو صاف رکھنا (۴) مسواک کرنا (۵) سر پر مانگ نکالنا۔

اور جسم سے متعلق پانچ چیزیں یہ ہیں۔

(۱) ناخن کاٹنا (۲) زیر ناف بالوں کا مونڈنا (۳) ختنہ کرنا (۴) بغل کے بالوں کو نوچنا (۵) پیشاب پاخانہ کے بعد پانی سے استنجاء کرنا۔ ابن عباس سے ایک اور روایت میں بھی اسی طرح مروی ہے۔

ابوھلال کہتے ہیں کہ قتادہ نے قرآن مجید کی آیت "واذ ابتلی ابراھیم ربہ" کے تحت ہمیں بتایا کہ وہ چیزیں یہ ہیں۔

(۱) ختنہ کرنا (۲) زیر ناف بالوں کو مونڈنا (۳) دونوں شرم گاہوں کو دھونا (۴) مسواک کرنا (۵) مونچھیں کاٹنا (۶) ناخن کاٹنا (۷) بغل کے بالوں کو نوچنا۔

ابوھلال کہتے ہیں کہ میں ایک خصلت بھول گیا ہوں۔

ابوالجلد سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کو دس باتوں سے آزمایا گیا اور وہ انسانوں کے لیے سنت قرار پائیں پھر وہی باتیں ذکر کیں جو پہلی روایت میں بیان ہوئیں۔

تیسرا قول

تیسرا قول یہ ہے کہ امتحانات تو کل دس ہی تھے البتہ ان میں سے چھ کا تعلق شعائر سے ہے۔

تیسرے قول کی تفسیر

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ان میں سے چھ کا تعلق انسانی بدن سے ہے اور وہ یہ ہیں (۱) زیر ناف بالوں کو مونڈنا (۲) بغل کے بالوں کو نوچنا (۳) ناخن کاٹنا (۴) مونچھیں کاٹنا (۵) جمعہ کو غسل کرنا (۶) ختنہ کرنا۔

اور چار کا تعلق شعائر سے ہے اور وہ یہ ہیں۔

(۱) طواف (۲) صفا و مروہ کی سعی (۳) رمی جمار (۴) عرفات سے لوٹنا۔

چوتھا قول

چوتھا قول یہ ہے کہ امتحان سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو یہ فرمایا "میں تجھے لوگوں کا پیشوا بناؤں گا اور حج کے مناسک بھی امتحان میں داخل ہے۔

چوتھے قول کی تفصیل

ابوصالح سے متعدد طریق سے یہی قول مروی ہے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے کہا میں تجھے ایک معاملہ میں مبتلا کر رہا ہوں، وہ کیا ہے؟ ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ آپ مجھے لوگوں کا پیشوا بنا رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ میری

اولاد سے (پیشوا بنائیں) اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہمارا اقرار ظالموں کے لیے نہیں ہوا کرتا۔

اللہ کا ابراہیمؑ کے ساتھ مکالمہ

ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ کیا آپ نے بیت اللہ لوگوں کے جمع ہونے کے لیے بنایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں۔ ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا کہ کیا آپ نے میری اولاد میں سے ایک گروہ کو اپنا فرمانبردار بنایا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہاں پھر عرض کیا کہ آپ نے ہمیں طریقہ عبادت سکھایا اور ہماری توبہ قبول کی جواب ملا ہاں عرض کیا کہ کیا آپ ایمان لانے والوں کو اس شہر کے پھل عطا کریں گے جواب ملا ہاں۔

مجاہد سے مروی ہے کہ ''و اذابتلی'' میں جس امتحان کا ذکر ہے اس سے مراد وہ امتحان ہے جو اگلی آیت میں مذکور ہے یعنی آپ کو پیشوا بنانا۔ سدی اور ربیع سے بھی یہ ہی قول مروی ہے ابن عباس سے مروی ہے کہ اس کے علاوہ بیت اللہ کی تعمیر بھی اس میں شامل ہے نیز مناسک حج، مقام ابراہیم، بیت اللہ کے پاس رہنے والوں کے لیے رزق کا انتظام اور ابراہیم کی اولاد میں حضور اکرم ﷺ کا پیدا ہونا بھی اس میں شامل ہے۔

پانچواں قول

پانچواں قول یہ ہے کہ اس میں صرف ''مناسک حج'' مراد ہیں۔

پانچویں قول کی تفصیل

ابن عباسؓ سے کئی طریق سے یہ بھی مروی ہے کہ اس سے مراد صرف مناسک حج ہیں۔

چھٹا قول

چھٹا قول یہ ہے کہ کئی امتحانات تھے ان میں ختنہ بھی شامل ہے۔

چھٹے قول کی تفصیل

شعبی سے متعدد روایات سے یہ بھی مروی ہے کہ ان میں ختنہ کا حکم بھی شامل تھا۔

ساتواں قول

ساتواں قول یہ ہے کہ وہ چھ چیزیں ہیں۔

(۱) ستارہ (۲) چاند (۳) سورج (۴) آگ (۵) ہجرت (۶) ختنہ۔

ساتویں قول کی تفصیل

ابورجاء کہتے ہیں کہ میں نے حسن بصری سے پوچھا کہ ''واذ ابتلی ابراہیم'' سے کیا مراد ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ستارے کے ذریعے ابراہیم علیہ السلام کی آزمائش کی وہ کامیاب ہوئے، پھر چاند کے ذریعے آزمایا اس میں بھی کامیاب ہوے۔ پھر سورج آگ اور ہجرت اور ختنہ کے ذریعے آزمایا ان میں بھی کامیاب ہوئے۔

حسن بصری سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو ستارے چاند اور سورج کے ذریعے آزمایا وہ

اس میں عمدہ انداز سے کامیاب ہوئے اور جان گئے کہ رب وہ ہے جو ہمیشہ رہتا ہے کبھی زائل نہیں ہوتا اور انھوں نے اپنے رخ کو اللہ تعالیٰ کی طرف پھیرا یقیناً وہ شرک کرنے والوں میں سے نہیں تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہجرت کے ذریعے آزمایا تو آپ اپنا ملک اور قوم چھوڑ کر شام چلے گئے پھر آگ کے ذریعے آزمایا تو آپ نے اس پر بھی صبر کیا پھر بیٹے کو ذبح کرنے اور ختنہ کرنے کے حکم سے آزمایا آپ نے انھیں بھی پورا کیا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے اسی برس کی عمر میں قدوم آلہ سے ختنہ کیا۔

اس سلسلہ میں حضور اکرم ﷺ سے مروی روایات

ابو امامہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے یہ آیت پڑھی "**وابراھیم الذی وفی**" (ابراہیم وہ ہے جس نے (حق اطاعت کو پورا) کیا۔ پھر فرمایا جانتے ہو پورا کرنے سے کیا مراد ہے؟ صحابہ نے عرض کیا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی بہتر جانتے ہیں آپ نے فرمایا کہ ابراہیم علیہ السلام نے دن کے اندر چار رکعات کی پابندی کے ساتھ اپنے دن کے عمل کو پورا کیا۔

دوسری روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں تمھیں بتلاؤں کہ ابراہیم علیہ السلام کو "**الذی وفی**" کا خطاب کیوں ملا پھر فرمایا کہ وہ ہر روز صبح اور شام کو یہ آیات پڑھتے تھے "**فسبحان اللہ حین تمسون وحین تصبحون**" آیت کے آخر تک (سورہ الروم ۱۵)۔

ابراہیمؑ کا مقام

خلاصہ یہ کہ جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ ابراہیم علیہ السلام نے ہر امتحان میں صبر کیا اپنے فرائض کو حسن خوبی سے انجام دیا بلکہ اللہ کی محبت کو سب کی محبت سے زیادہ جگہ دی تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنا خلیل بنالیا اور بعد میں آنے والوں کے لیے پیشوا بنا دیا اور آپ کی اولاد میں نبوت، کتاب اور رسالت کو جاری فرمایا آپ کو عظیم مقام اور حکمت عطا فرمائی۔

آپ کی اولاد میں سے نیکوکار، سردار اور قیادت کرنے والے لوگ پیدا کیے جب بھی ان میں سے کوئی فوت ہوتا تو اللہ تعالیٰ دوسرے کو بھیج دیتے اور ان کا ذکر آئندہ نسلوں میں باقی رکھا آنے والے تمام لوگ ان کے پیچھے چلے اور اللہ تعالیٰ نے انھیں دنیا و آخرت میں عزت عطا فرمائی سچ یہ ہے کہ کوئی بھی تعریف کرنے والا خواہ آپ کی صفات کتنی زیادہ بیان کیوں نہ کرے آپ کا مقام اس سے بلند تر ہے۔

نمرود بن کوش بن کنعان کا ذکر

اب ہم اللہ تعالیٰ کے اس دشمن کا ذکر کرتے ہیں جس نے ابراہیم علیہ السلام کی تکذیب کی اور ان کی نصیحت کو جھٹلایا اور اللہ تعالیٰ کے بردبار ہونے سے دھوکہ کھایا۔

ذیل میں ہم نمرود اس کی بادشاہت اس کا اللہ تعالی سے سرکشی کرنا اس کا ابراہیم علیہ السلام کو آگ میں ڈالنا وغیرہ وغیرہ واقعات کا ذکر کرتے ہیں۔ نمرود نے اللہ تعالی کی خوب نافرمانی کی لیکن پھر بھی اسے چار سو سال تک ڈھیل ملی لیکن اس کے بعد جب ڈھیل مکمل ہو چکی تو اسے عبرت ناک سزا کے ذریعے ہلاک کیا گیا۔

نمرود کی جہالت اور اس کا ظلم

رب ہونے کا دعوی

زید بن اسلم سے مروی ہے کہ سب سے پہلے زمین پر جو جابر بادشاہ گزرا وہ نمرود ہے لوگ اس کے پاس جاتے اور دربار سے رسی کھینچ کر کھانا حاصل کرتے ایک مرتبہ ابراہیم علیہ السلام بھی اسی غرض کے لیے گئے نمرود سب کے پاس سے گزرا اور ان سے پوچھا تمہارا رب کون ہے؟ انہوں نے کہا آپ ہیں پھر ابراہیم علیہ السلام کے پاس آیا اور ان سے بھی یہی سوال کیا ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا میرا رب وہ ہے جو جلاتا ہے اور مارتا ہے اس نے کہا کہ میں بھی زندہ کرتا ہوں اور مارتا ہوں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا اللہ مشرق سے سورج کو نکالتا ہے تو مغرب سے نکال کر دکھا یہ سن کر وہ مبہوت ہو گیا اور آپ کو کھانے کے بغیر واپس بھیج دیا۔

ابراہیمؑ کا انکار اور اللہ کی مدد کا ایک اور واقعہ

ابراہیم علیہ السلام واپسی میں ریت کے ایک سرخ ٹیلے سے گزرے اور فرمانے لگے کہ کیوں نہ میں اسی سے کچھ لے لوں تا کہ ان کا دل کچھ نہ کچھ خوش ہو جائے اور پھر وہیں سے کچھ لے لیا اسے گھر میں ایک جگہ رکھا اور سو گئے آپ کی بیوی نے اس کپڑے کو کھولا تو بہت شاندار کھانا تھا اس نے اسے پکایا اور آپ کو بھی کھلایا اس وقت آپ کے گھر کوئی غلہ نہیں تھا (اور اس حقیقت کا آپ کو علم نہیں تھا) اس لیے آپ نے پوچھا کہ یہ کہاں سے آیا ہے؟ اس نے عرض کیا کہ یہ اسی اناج سے پکایا ہے جو آپ لے کر آئے تھے آپ سمجھ گئے کہ یہ اللہ تعالی کا انعام ہے آپ نے اللہ تعالی کا شکر ادا کیا۔

مچھروں کا آنا

پھر اللہ تعالی نے نمرود کے پاس ایک فرشتہ بھیجا اس نے کہا اللہ تعالی پر ایمان لے آؤ تو تجھے تیری بادشاہت پر چھوڑ دوں گا ورنہ نہیں۔ نمرود نے کہا کیا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ یہ کہہ کر ماننے سے انکار کر دیا، فرشتہ تین مرتبہ آیا اور اس نے تینوں مرتبہ انکار کیا پھر فرشتے نے کہا تو اپنے لوگوں کی جماعتوں کو تین روز تک جمع کر۔ اس نے ایسا ہی کیا اللہ تعالی نے مچھروں کا ایک لشکر بھیج دیا یہ مچھر اتنے زیادہ تھے کہ انھیں سورج دکھائی نہ دیتا تھا یہ مچھر ان سب کا گوشت کھا گئے اور خون چوس گئے صرف ہڈیاں باقی رہ گئیں۔

نمرود کے دعوی الوہیت کا حال اور سزا

البتہ ان میں سے کسی مچھر نے بادشاہ کو کوئی تکلیف نہیں پہنچائی اس کے لیے اللہ تعالی نے ایک خاص مچھر بھیجا جو اس کی ناک کے ذریعے سے اندر داخل ہوا اور چار سو سال تک اندر رہا اس دوران نمرود کو جوتوں سے مارا جاتا اور نمرود کو وہ شخص سب سے زیادہ اچھا لگتا جو اس کے سر پر سب سے زیادہ جوتے مارتا اس کی حکومت بھی چار سو سال رہی اسی طرح

اللہ تعالیٰ نے اسے عذاب دے کر ہلاک کیا اس نے آسمان تک بلند مینار بنوایا تھا لیکن خدا کا حکم اس کے ستونوں پر آ پہنچا اور وہ مینار ان کے اوپر گر پڑا۔

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ نمرود نے ابراہیم کو شہر سے نکل جانے کا حکم دیا آپ چل پڑے دروازے پر اپنے بھتیجے لوطؑ سے ملاقات ہوئی وہ آپ پر ایمان لے آئے آپ نے کہا کہ میں اپنے رب کی طرف ہجرت کر کے جا رہا ہوں۔

نمرود کا خدائے ابراہیم کی تلاش میں آسمانوں تک جانے کی کوشش کرنا

ادھر نمرود نے یہ قسم کھائی کہ میں ابراہیم کے معبود کو تلاش کروں گا چنانچہ اس نے چار پرندے منگوائے انھیں گوشت اور شراب سے پالا یہاں تک کہ جب وہ خوب موٹے اور بڑے ہو گئے تو انھیں ایک تابوت میں ڈالا اور خود بھی ان کے ساتھ بیٹھ گیا پھر اس تابوت کے ساتھ آسمان کی طرف بلند ہوا بلندی پر جا کر اس نے دیکھا کہ پہاڑیوں معلوم ہوتے ہیں جس طرح چیونٹیاں پھر اور بلند ہوا اس نے دیکھا کہ زمین کو سمندر نے گھیرا ہوا ہے پھر اور بلند ہوا تو وہاں اندھیرے نے اسے گھیر لیا وہ اوپر دیکھ نہیں سکتا تھا اور نہ نیچے اسے کچھ نظر آتا تھا اس نے وہاں سے نیچے گوشت پھینکا جو تڑخ کر پہاڑوں پر آ گرا جب پہاڑوں نے یہ منظر دیکھا تو گھبرا گئے اور قریب تھا کہ وہ اپنی جگہ سے ہل جاتے لیکن ہلے نہیں اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے یوں اشارہ کیا انہوں نے بڑی بڑی تدبیریں کیں اور سب تدبیریں خدا کے ہاں لکھی ہوئی ہیں گو انکی تدبیریں اتنی سخت تھیں کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں۔ (ابراہیم ۴۶)

نمرود کے محل کا سرنگوں ہونا

نمرود بیت المقدس کے پاس سے اڑا اور جبل خان پر اترا لیکن جب اس نے دیکھا کہ وہ اس طرح بھی کامیاب نہیں ہو سکتا تو اس نے ایک بہت بڑا محل تعمیر کرایا اس کا خیال تھا کہ اس پر چڑھ کر ابراہیم علیہ السلام کے خدا کو دیکھوں گا لیکن وہ اس میں بھی کامیاب نہ ہوا اور اللہ کا حکم ان کے ستونوں پر آن پہنچا اور وہ چھت ان کے اوپر گر پڑی اور ان پر ایسی جگہ سے عذاب آیا جہاں سے ان کو گمان بھی نہ تھا یعنی وہ تو محل کے اندر اپنے آپ کو محفوظ سمجھتے تھے لیکن اس کے گرنے سے عذاب آ گیا۔

محل کے گرنے سے ہڑبڑاہٹ کا عالم

اس وقت گھبراہٹ کی وجہ سے لوگوں کی زبانیں ہڑبڑا گئیں اور وہ مختلف بولیاں بولنے لگے اس وقت ۷۳ زبانیں وجود میں آئیں اس لیے اس جگہ کا نام "بابل" رکھا گیا اس سے پہلے وہاں کے لوگوں کی زبان سریانی تھی،

نمرود کی خدا کی تلاش میں کوہ پیمائی

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ نمرود نے اپنے ایک وزیر کو حکم دیا کہ وہ ایک تابوت تیار کرے وہ تیار ہو گیا پھر اس نے تیز رفتار گھوڑے تیار کرنے کا حکم دیا وہ تیار کیے گئے وہ پھر اپنے ساتھی کو لے کر بلند و بالا پہاڑ پر چڑھا اور اس سے پوچھا کہ دیکھو تمہیں کیا نظر آ رہا ہے اس نے کہا ہم تو آسمان سے دور ہو رہے ہیں نمرود غصہ میں آ کر نیچے اترا بعض نے کہا کہ اس وقت یہ آواز آئی کہ سرکش کہاں کا ارادہ رکھتا ہے؟ پہاڑوں نے گھوڑوں کی سموں کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ حکم آسمان

سے آیا ہے تو وہ اتنے ڈر گئے کہ اپنی جگہ سے ہلنے کے قریب ہو گئے یہ ہی مطلب ہے اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد کا ''اگر چہ ان کا مکر اتنا سخت ہو کہ ان سے پہاڑ بھی ٹل جائیں''۔

نمرود کا تابوت میں سفر

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی آیت کے تحت مروی ہے کہ نمرود نے دو چھوٹے گھوڑے لیے انہیں خوب پالا پوسا، خوب موٹا تازہ بنایا اچھی خوراک کی وجہ سے وہ جلدی بڑے ہو گئے پھر ہر ایک کے ساتھ ایک آدمی باندھ دیا پھر وہ اپنے ساتھ ایک آدمی کو لے کر تابوت میں بیٹھا پھر اس تابوت کے ساتھ اوپر گیا اور اس تابوت کو اپنے سے بھی اوپر رکھا اور اپنے ساتھی سے کہا کہ دیکھو تمہیں کیا نظر آتا ہے اس نے جواب دیا کہ مجھے یوں معلوم ہوتا ہے کہ دنیا ایک مکھی ہے۔ فرعون نے اس کی تصدیق کی پھر دونوں نیچے اتر آئے۔

نمرود کون تھا؟

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ نمرود ساری زمین کا حکمران تھا اس قول کو بعض مورخین نے رد کیا البتہ انھوں نے اس قول کے بارے میں تصدیق کی ہے کہ ابراہیمؑ ضحاک بن اندر ماسب کے دور میں پیدا ہوا جس کا مختصر تذکرہ ہم پہلے کر چکے ہیں اور ضحاک پوری زمین کا حکمران تھا البتہ یہ روایت باعث تعجب ہے۔ جس میں یہ مذکور ہے کہ پوری زمین پر چار بادشاہوں نے حکومت کی ہے دو مومن تھے اور دو کافر مومن تو سلیمان علیہ السلام اور ذوالقرنین تھے اور کافر نمرود اور بخت نصر تھے تو بعض نے یہ کہہ دیا ضحاک ہی نمرود ہے لیکن بہت سے مورخین کے نزدیک یہ بات راجح نہیں کیونکہ نمرود کی نسبت نبط کی طرف ہے جبکہ ضحاک کی نسبت مشہور عجمی بادشاہ ہے۔

بعض حضرات نے اس میں یوں تطبیق کر دی ہے کہ ضحاک نمرود کا بابل کے علاقہ میں وزیر تھا وہ ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتا رہتا تھا اس کا اصل وطن اس کے آباء واجداد کا وطن طبرستان کے پہاڑ تھے وہاں پر افریدون نے حملہ کیا اور کامیابی حاصل کی اور اسے لوہے سے باندھ دیا۔

اسی طرح بخت نصر سب سے پہلے اھواز اور روم کے درمیانی علاقہ کا حکمران تھا ھراسب اپنے دور میں ترکوں سے برسر پیکار رہا اور بلخ کے سامنے مقیم رہا جب وہاں اس کا قیام طویل ہو گیا تو بعض لوگوں نے سمجھا کہ وہ اسؑ علاقہ پر حکومت کر رہا ہے البتہ اس بات کا دعویٰ کسی نے نہیں کیا کہ کسی نبطی نے ایک گز زمین پر بھی حکومت کی ہو چہ جائیکہ ساری زمین پر...... تاہم بعض مورخین کی رائے یہ ہے کہ ھراسب سے پہلے بابل میں نمرود کی چار سو سال تک حکومت رہی پھر نمرود کے بعد اسی کی نسل کے ایک آدمی کی حکومت سو سال رہی اس کا نام نبطا بن قعود تھا پھر راوص بن نبط نے اسی سال تک حکومت کی پھر بالش بن داؤ نے ایک سو بیس (۱۲۰) تک حکومت کی پھر نمرود بن باش نے ایک سال اور چند مہینے حکومت کی اس طرح کل سات سو سال اور چند مہینے بنتے ہیں یہ سب کچھ ضحاک کے دور حکومت میں ہوا جب افریدون بادشاہ بنا تو اس نے نمرود بن باش کو قتل کر دادیا اسی طرح نبطیوں پر ظلم ڈھائے اور ان کا قتل عام کیا اس لیے کہ وہ لوگ ھرا سب کے ہم نوا تھے۔

لوط علیہ السلام اور ان کی قوم کا ذکر

لوط علیہ السلام کی شام کی طرف ہجرت

اب ہم ابراہیم علیہ السلام کے دور کی چند باتوں کا ذکر کرتے ہیں لوط علیہ السلام ابراہیمؑ کے دور میں تھے یہ ان کے بھتیجے تھے۔ آپ کے بارے میں کہا گیا ہے کہ آپ نے اپنے چچا ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ عراق سے شام کی طرف ہجرت کی اس سفر میں حضرت سارہؑ بھی ساتھ تھیں بعض نے کہا کہ سارہ کے والد کا نام ھیبال تھا اور ان کے ساتھ تارخ جو ابراہیم کی مخالفت کرتا تھا وہ بھی ان کے ساتھ تھا تارخ ابراہیم علیہ السلام کے والد ہیں انھیں آزر بھی کہتے ہیں حران کے مقام پر یہ کفر کی حالت میں فوت ہو گیا۔

پھر یہ قافلہ مصر پہنچا وہاں مصر کے فرعون کو پایا جس کا نام سنان بن عبید بن عویج بن عملاق بن لاوذ بن سام بن نوح تھا کہا جاتا ہے کہ کہ اس وقت کا فرعون مصر ضحاک کا بھائی تھا اور ضحاک ہی نے اسے مصر کا گورنر بنایا تھا۔

قوم لوط کے افعال

پھر یہ قافلہ شام پہنچا۔ ابراہیم علیہ السلام فلسطین میں اترے اور لوط علیہ السلام اردن چلے گئے اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام کو اہل سدوم کی طرف مبعوث فرمایا یہ لوگ اللہ کی نافرمانی کرنے والے اور بہت برے عیبوں میں مبتلا تھے قرآن مجید میں ان کے بارے میں یوں ذکر فرمایا ''لوط نے قوم سے کہا تم (عجب) بے حیائی کے مرتکب ہو تم سے پہلے اہل علم میں سے کسی نے یہ کام نہیں کیا تم کیوں (لذت کے ارادے سے) لونڈوں کی طرف مائل ہوتے ہو۔

اور (مسافروں کے) ساتھ بے حیائی کرتے ہو اور اپنی مجلسوں میں ناپسندیدہ کام کرتے ہو۔

مسافروں سے رہزنی کرنے کی تفصیل

ابن زید سے مروی ہے کہ جب کوئی مسافر وہاں سے گذرتا تو یہ لوگ اسے لوٹتے اور پھر اس کے ساتھ بدفعلی کرتے۔

مجلسوں میں ناپسندیدہ عمل کرنے کے متعلق اقوال

اپنی مجلسوں میں وہ کون سے ناپسندیدہ افعال کرتے تھے اس میں علماء کا اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ جو شخص ان کی مجلس سے گزرتا اسے کنکریاں مارتے بعض نے کہا کہ وہ اپنی مجلسوں میں ہی گوز مارتے بعض کا کہنا ہے کہ مجلسوں کے اندر ہی ایک دوسرے سے بدفعلی کرتے۔

پہلا قول حضرت عکرمہ سے دو واسطوں سے اور اسی طرح چند اور صحابہ سے بھی مروی ہے۔ دوسرا قول حضرت عائشہ سے مروی ہے۔ تیسرا قول حضرت مجاہد سے کئی واسطوں سے اور ان کے علاوہ حضرت قتادہؓ، ابن زیدؓ، عمرو بن دینار سے مروی ہے۔

امام طبری کے نزدیک راجح قول

میرے نزدیک راجح بات یہ ہے کہ ان کا ناپسندیدہ عمل یہ تھا کہ مجلس سے گزرنے والے آدمیوں کو کنکر مارتے اور ان سے مذاق کرتے اور یہ بات ایک حدیث میں موجود ہے چنانچہ ام ہانی رسول اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ قوم لوط کے لوگ راستے سے گزرنے والے لوگوں پر کنکر پھینکتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے اور یہ ہی وہ ناپسندیدہ افعال ہیں جو وہ کرتے تھے۔ اسی طرح ایک روایت میں بھی حضور اکرم ﷺ کا ارشاد منقول ہے کہ وہ لوگ رستے سے گزرنے والے لوگوں پر کنکر پھینکتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔

قوم لوط پر عذاب

ایک اور روایت میں رسول اللہ ﷺ کا تفصیلی ارشاد مروی ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ لوگ راستوں پر بیٹھ جاتے اور راہ گزر لوگوں پر کنکریاں پھینکتے اور ان کا مذاق اڑاتے تھے۔ لوط علیہ السلام انھیں اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاتے اور انھیں ان کے کام سے باز رہنے کا حکم فرماتے اور ان کے اس عمل پر انھیں دردناک عذاب سے ڈراتے لیکن لوط علیہ السلام کی نصیحت اور ان کا ڈرانا دھمکانا کچھ کارآمد نہ ہوا بلکہ ان کی سرکشی میں اور اضافہ ہوا اور وہ کہنے لگے اے لوطؑ "اگر تو سچا ہے تو ہم پر اللہ تعالیٰ کا عذاب لا کر دکھا" ان کے اس ردعمل سے تنگ آ کر لوط علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ قوم کی سرکشی اور نافرمانی کے مقابلے میں میری مدد فرما چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول کر کے ان کو ہلاک کرنے کا فیصلہ کیا تو جبرئیل کے ساتھ دو فرشتے بھیجے۔

یہ فرشتے کون تھے؟

بعض نے کہا ہے کہ ان میں سے ایک فرشتہ میکائیل اور دوسرا اسرفیل تھا دونوں خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے تھے۔

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قوم لوط کو ہلاک کرنے کے لیے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں دو فرشتے بھیجے یہ فرشتے ابراہیم علیہ السلام کے مہمان بنے اس مہمانی کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے ان فرشتوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ قوم لوط پر عذاب نازل کرنے کے لیے آئے ہیں۔

ابراہیم علیہ السلام کا تعجب

حضرت سعید سے مروی ہے کہ ان فرشتوں نے ابراہیمؑ سے کہا "ہم اس بستی والوں (قوم لوط) کو ہلاک کرنے لگے ہیں کیونکہ بے شک یہ لوگ ظلم کرنے والے ہیں؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کیا تم ایسی بستی کو ہلاک کر دو گے جس میں چار سو مومن رہتے ہیں انھوں نے کہا نہیں پھر ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا تم ایسی بستی والوں کو ہلاک کر دو گے جس میں چار سو ایمان والے رہتے ہیں؟ انھوں نے پھر نفی میں جواب دیا اس بار ابراہیم علیہ السلام نے کہا کیا

تم ایسی بستی والوں کو ہلاک کردو گے جس میں دو سو مومن رہتے ہیں پھر انکار آنے کے بعد ابراہیم علیہ السلام کہنے لگے کیا تم ایسی بستی کو ہلاک کردو گے جس میں سو ایمان والے رہتے ہیں اس کے بعد چالیس اور پھر چودہ تک کا ذکر فرمایا ابراہیم نے لوط کی بیوی سمیت ان کی تعداد چودہ شمار کرائی اور پھر خاموش اور مطمئن ہو گئے۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک فرشتے نے ابراہیم علیہ السلام کو بتلایا جس قوم میں صرف چار پانچ آدمی نماز پڑھنے والے تھے ان پر عذاب نہیں آیا۔

قوم لوط میں کتنے مومن تھے؟

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرشتوں سے کہا گیا کہ کیا تم اس حال میں بھی بستی والوں پر عذاب نازل کردو گے کہ ان میں پچاس آدمی نماز پڑھنے والے ہوں؟ انھوں نے کہا اگر پچاس افراد ایسے ہوئے تو ہم عذاب نازل نہیں کریں گے پھر چالیس، تیس، بیس حتی کہ دس افراد تک کے بارے میں سوال کیا گیا انھوں نے کہا اگر صرف دس افراد بھی ایسے ہوں گے تو بھی ہم عذاب نازل نہیں کریں گے جس قوم میں دس متقی افراد بھی موجود ہوں اس میں خیر موجود ہے جب ابراہیم علیہ السلام کو قوم لوط کے اس حال کا علم ہوا تو فرشتوں سے فرمایا کہ دیکھو اس قوم میں خود لوطؑ رہتے ہیں لہٰذا ان پر عذاب کیسے نازل کرو گے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہمیں بھی معلوم ہے کہ ان میں لوط موجود ہیں لیکن ہم ان کو اور ان کے پیروکاروں کو بچالیں گے سوائے ان کی بیوی کے، بلاشبہ وہ پیچھے رہنے والوں میں سے ہے۔

فرشتوں کی ملاقات کس سے ہوئی؟

پھر یہ فرشتے لوط علیہ السلام کی بستی سدوم کی طرف چل پڑے ایک قول یہ ہے کہ بستی میں سب سے پہلے ان کی لوط علیہ السلام سے ملاقات ہوئی دوسرا قول یہ ہے کہ لوط علیہ السلام کی بیٹی سے ملاقات ہوئی۔

پہلے قول کی تفصیل

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ فرشتے لوط علیہ السلام کے پاس آئے اور وہ اپنی زمین میں کام کر رہے تھے ان فرشتوں سے کہا گیا کہ اس بستی کو اس وقت تک ہلاک نہ کرو جب تک لوط علیہ السلام گواہی نہ دیں چنانچہ فرشتے وہاں پہنچے اور لوط علیہ السلام سے عرض کیا کہ ہم ایک رات کے لیے آپ کے مہمان بننا چاہتے ہیں لوط علیہ السلام ان کو لے کر اپنے گھر کی طرف چل پڑے تھوڑی دور جانے کے بعد کہنے لگے

دنیا کی خبیث ترین بستی

اہلیۂ لوط کا مخبری کرنا

کیا تمھیں معلوم ہے کہ اس بستی والے کیا فعل کرتے ہیں اللہ کی قسم پوری روئے زمین میں ان سے زیادہ خبیث قوم میرے علم میں اور کوئی نہیں پھر انھیں لے کر آگے بڑھے اور یہی بات دہرائی یہاں تک کہ گھر پہنچ گئے جب وہاں لوط کی بیوی نے انھیں دیکھا تو لوگوں کو بتانے کے لیے چل پڑی۔

عذاب کیلئے لوطؑ کی چار مرتبہ گواہی کی ضرورت

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ لوط علیہ السلام اپنے کھیت میں کام کر رہے تھے کہ یہ فرشتے وہاں پر آئے اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے کہا اگر لوط ان کے خلاف چار مرتبہ گواہی دے دیں تو تمہیں اس بستی کو تباہ کرنے کی اجازت دیتا ہوں یہ فرشتے آئے اور لوط علیہ السلام سے عرض کیا اے لوط! ہم ایک رات کے لیے آپ کے مہمان بننا چاہتے ہیں لوط علیہ السلام نے فرمایا کہ کیا آپ کو اس قوم کا حال معلوم ہے انھوں نے کہا کہ کیا حال ہے؟ فرمایا کہ میں اللہ کے نام سے گواہی دیتا ہوں کہ پوری روئے زمین میں یہ سب سے زیادہ برا عمل کرنے والے ہیں یہ گواہی چار مرتبہ دی اور پھر فرشتے ان کے گھر میں داخل ہوئے۔

دوسرے قول کی تفصیل

لوط کی ریثا اور رعزیا بیٹیوں سے ملاقات

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جب فرشتے ابراہیم علیہ السلام کی بستی سے نکل کر لوطؑ کی بستی طرف چل پڑے تو اس وقت دوپہر کا وقت تھا نہر سدوم پر ان کی ملاقات لوط علیہ السلام کی بیٹی سے ہوئی جو اپنے گھر والوں کے لیے پانی نکال رہی تھی لوط علیہ السلام کی دو بیٹیاں تھیں بڑی کا ریثا اور چھوٹی کا نام رعزیا تھا فرشتوں نے اس لڑکی سے کہا کہ کیا تمہارا کوئی گھر ہے اس نے جواب دیا کہ ہاں البتہ تم یہیں کھڑے رہو جب تک میں گھر سے ہو کر نہ آجاؤں۔ وہ لڑکی بھی اپنی قوم کی بدعملی کی وجہ سے ڈر رہی تھی گھر آ کر والد سے کہا کہ دو نوجوان شہر کے دروازے پر کھڑے ہیں جو ہمارے مہمان بننا چاہتے ہیں میں نے ان جیسے خوبصورت مہمان نہیں دیکھے اگر آپ کی قوم انھیں دیکھ لے گی تو انھیں رسوا کرے گی لوط کی قوم نے انھیں اپنے پاس مرد مہمان ٹھہرانے سے منع کیا ہوا تھا اور کہا تھا کہ مردوں کو صرف ہم مہمان بنائیں گے لوط علیہ السلام تنہا ان کو لینے کے لیے گئے آپ کے گھر والوں کے علاوہ کسی کو اس کا علم نہیں تھا جب مہمان آچکے تو لوط علیہ السلام کی بیوی گھر سے نکلی اور قوم والوں کو بتایا کہ لوطؑ کے گھر ایسے خوبصورت مہمان آئے ہوئے ہیں کہ ان سے زیادہ خوبصورت لوگ میں نے کبھی نہیں دیکھے قوم کے لوگ یہ سن کے بھاگتے ہوئے آئے۔

لوگوں کا لوط علیہ السلام کے گھر میں پہنچنا اور لوط علیہ السلام کی پریشانی

ابوجعفر سے مروی ہے کہ جب یہ لوگ آئے تو لوط علیہ السلام نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میرے مہمانوں کے معاملے میں مجھے رسوا نہ کرو کیا تم میں کوئی بھی شائستہ آدمی نہیں ہے یہ میری (قوم کی) بیٹیاں ہیں اگر تم چاہو تو ان کا تم سے نکاح کر دیتا ہوں کیونکہ یہ تمہارے لیے پاک ہیں وہ لوگ کہنے لگے کہ ہم نے آپ کو منع کیا تھا کہ آپ مردوں کو مہمان نہیں ٹھہرا سکتے اور آپ کو معلوم ہے کہ تمہاری قوم کی بیٹیوں سے ہمیں کچھ حاجت نہیں ہے جب انھوں نے لوط علیہ السلام کی پیشکش کو قبول نہیں کیا تو لوط علیہ السلام نے کہا اے کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا" یعنی اگر میرا یہاں پر کنبہ قبیلہ ہوتا یا میرے کچھ مددگار ہوتے تو میں ان مہمانوں کے معاملے میں تمہارا مقابلہ کرتا۔

لوط علیہ السلام پر ملائکہ کی حقیقت واضح ہونا

ایک روایت میں ہے کہ جب لوط علیہ السلام نے کہا "کاش مجھ میں تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعے میں پناہ پکڑ سکتا تو فرشتوں نے کہا بلاشبہ آپ کا قلعہ مضبوط ہے چنانچہ لوط علیہ السلام کا دل اس واقعہ سے تنگ ہونے لگا تو فرشتوں نے اصل حقیقت بتاتے ہوئے کہا "اے لوط ہم تمہارے پروردگار کے فرشتے ہیں یہ لوگ ہرگز تم تک نہیں پہنچ سکتے آپ رات کے وقت اپنے گھر والوں کو لے کر یہاں سے نکل جائیں اور تم میں سے کوئی شخص پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تمہاری بیوی، جو آفت اس قوم پر پڑنے والی ہے وہ اس پر بھی پڑے گی" جب لوط علیہ السلام کو پتا چلا کہ یہ مہمان اللہ تعالیٰ کے فرشتے ہیں اور قوم کو ہلاک کرنے کے لیے آئے ہیں تو ان سے کہا انھیں ابھی ہلاک کردو۔

لوطؑ کا بدبختوں پر عذاب کیلئے جلدی کرنا

حضرت سعید سے مروی ہے کہ فرشتے ابراہیمؑ سے ہو کر لوط علیہ السلام کے پاس گئے اور وہاں جو واقعہ پیش آیا تو جبرئیل علیہ السلام نے لوط علیہ السلام سے عرض کیا ہم اس بستی کو ہلاک کرنے والے ہیں بلاشبہ یہ لوگ ظالم ہیں لوط علیہ السلام نے کہا انھیں ابھی ہلاک کردو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا ان کی ہلاکت کے لیے صبح کا وقت مقرر ہے اور کیا صبح کا وقت کچھ دور ہے؟ اور لوط علیہ السلام سے کہا وہ رات کے وقت خود اپنے ماننے والوں کو لے کر وہاں سے نکل جائیں اور کوئی پیچھے نہ دیکھے سوائے لوط علیہ السلام کی بیوی کے، کہ وہ ضرور مڑ کر دیکھے گی۔

قوم لوط پر عذاب

چنانچہ وہ چل پڑے اور جب عذاب کا مقررہ وقت آیا تو جبرئیل علیہ السلام نے اپنے پروں سے زمین کو اٹھایا اور آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ آسمان والوں نے مرغوں اور کتوں کی آوازیں سنیں اور پھر اسے الٹا دیا اور اوپر سے پتھروں کی بارش کروی۔ لوط علیہ السلام کی بیوی نے ہلاکت کا یہ منظر دیکھا تو پیچھے مڑ کر کہنے لگی ہائے میری قوم! اس پر ایک پتھر اسے آکر لگا جس سے وہ فوراً مر گئی۔

جبرئیل علیہ السلام کا قوم کے لوگوں کو تھپڑ مارنا، دوسری روایت

شمر بن عطیہ سے مروی ہے کہ لوط علیہ السلام نے اپنی بیوی سے عہد لیا تھا کہ وہ آنے والے ان مہمانوں کے بارے میں کسی کو نہ بتلائے لیکن جب جبرئیل اور دوسرے فرشتے خوبصورت شکلوں میں داخل ہوئے تو وہ بیوی قوم کے پاس بھاگتی ہوئی آئی اور ہاتھ سے اپنے گھر کی طرف اشارہ کرنے لگی۔ قوم کے لوگ دوڑتے ہوئے وہاں پہنچے اور پھر مذکورہ بالا واقعہ پیش آیا۔

حضرت حذیفہ سے مروی ہے کہ جب لوط علیہ السلام کی بیوی نے لوگوں کو بتلا دیا اور وہ بھاگتے ہوئے وہاں پہنچے اور ان سے بدفعلی کرنا چاہی تو جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے انھیں سزا دینے کی اجازت مانگی اللہ تعالیٰ نے اجازت دے دی جبرئیل علیہ السلام نے انھیں پر مارا جس سے وہ لوگ اندھے ہو گئے اور پھر قوم پر عذاب کا واقعہ پیش آیا

عذاب سے متعلق تیسری روایت

حضرت قتادہؓ سے مروی ہے کہ فرشتے خوبصورت نوجوانوں کی شکل میں آئے اور قوم کے لوگ آدوڑے تو فرشتوں نے انھیں پکڑلیا اوران کی آنکھیں نکال دیں پھر جبرئیل علیہ السلام نے لوط علیہ السلام کی چاروں بستیوں کو اپنے پروں پر اٹھایا ہر بستی میں ایک ہزار آدمی تھے انھیں آسمان تک لے گئے یہاں تک کہ آسمان والوں نے مرغوں اور کتوں کی آوازیں سنیں اور انھیں زمین پر الٹا پٹخ دیا۔

چوتھی روایت

حضرت قتادہؓ حضرت حذیفہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب یہ مہمان گھر میں داخل ہوئے تو بوڑھی قوم کے پاس بھاگی اور انھیں بتایا کہ ہمارے ہاں خوبصورت مہمان آئے ہوئے ہیں وہ بھاگ کر آن پہنچے ایک فرشتے نے دروازہ بند کرلیا پھر جبرئیل علیہ السلام نے اللہ تعالی سے انھیں سزا دینے کی اجازت چاہی اجازت ملنے پر ایک پر مارا جس سے وہ نابینا ہوگئے اور پھر قوم پر عذاب کا واقعہ پیش آیا۔

پانچویں روایت

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ جب لوط علیہ السلام نے یہ کہا کہ اے کاش! میرے اندر تمہارے مقابلے کی طاقت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعے سے پناہ حاصل کرسکتا تو اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے اپنا پر پھیلایا جس سے وہ لوگ نابینا ہوگئے اور وہ ایک دوسرے کے نشان قدم کا اندازہ لگاتے ہوئے باہر جانے لگے اور یہ کہہ رہے تھے کہ ادھو! لوط علیہ السلام کے گھر میں بہت بڑے جادوگر آئے ہوئے ہیں اللہ تعالی فرماتے ہیں ''ان لوگوں نے لوط سے ان کے مہمانوں کو لینا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں مٹادیں'' اور فرشتوں نے لوط علیہ السلام سے کہا ہم تمہارے رب کے فرستادہ ہیں یہ آپ تک ہرگز نہیں پہنچ سکتے آپ رات کے وقت اپنے ماننے والوں کو یہاں سے لے چلیے اور آپ میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے اور پھر قوم لوط پر عذاب نازل ہوا۔

لوطؑ کا گھر بھی مکمل ایمان والوں کا نہیں ورنہ شاید عذاب ٹل جاتا چھٹی روایت

وھب بن منبہ سے مروی ہے کہ اہل سدوم جن کی طرف لوط علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا گیا تھا وہ عورتوں کے بجائے مردوں سے بدفعلی کرتے تھے جب اللہ تعالی نے ان کی حالت دیکھی تو عذاب کے لیے فرشتے بھیجے یہ پہلے ابراہیم علیہ السلام کے پاس آئے انھیں بیٹے کی خوشخبری دی اور پھر وہاں سے آنے لگے تو ابراہیم علیہ السلام نے پوچھا کہ تمہارا کیا معاملہ ہے؟ تم کیوں آئے ہو؟ تو وہ کہنے لگے کہ ہم اہل سدوم پر عذاب نازل کرنے کے لیے وہاں جارہے ہیں کیونکہ یہ لوگ بہت برا فعل کرتے ہیں عورتوں کو چھوڑ کر مردوں کو استعمال کرتے ہیں ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا اگر ان میں پچاس آدمی نیک ہوں تو پھر بھی تم ان پر عذاب نازل کروگے کہنے لگے کہ پھر تو ہم عذاب نہیں کریں گے ابراہیم علیہ السلام عدد کم کرتے رہے یہاں تک کہ فرمایا کہ صرف ایک گھر ہو یعنی لوط علیہ السلام کا گھر، تو عذاب نازل کروگے؟ فرشتوں نے

جواب دیا کہ اس گھر میں بھی ان کی ایک نافرمان بیوی رہتی ہے (یعنی وہ گھر بھی مکمل طور پر فرمانبردار آدمیوں کا نہیں)۔

جب ابراہیم علیہ السلام ان فرشتوں سے مایوس ہوگئے تو یہ فرشتے سدوم کی بستی کی طرف بڑھے اور لوط علیہ السلام کے گھر تک پہنچ گئے جب لوط علیہ السلام کی بیوی نے ان خوبصورت فرشتوں کو دیکھا تو وہ قوم کی طرف گئی اور انھیں کہا کہ ہمارے ہاں ایسے خوبصورت مہمان آئے ہیں کہ اس سے پہلے اتنے حسن نوجوان میں نے نہیں دیکھے قوم کے لوگ آئے اور لوط علیہ السلام کے گھر کو چاروں طرف سے ڈھانپ لیا اور ان کی دیواروں پر چڑھ گئے لوط علیہ السلام نے فرمایا تم مجھے میرے مہمانوں کے بارے میں رسوا نہ کرو میں اپنی بیٹیوں کا نکاح تمہارے ساتھ کر دیتا ہوں کہ وہ تمہارے حلال ہو جائیں انھوں نے کہا ہم آپ کی بیٹیوں کی حیثیت جانتے ہیں ہم نے ان کا ارادہ نہیں کیا۔

یہ حال دیکھ کر لوط علیہ السلام نے کہا اے کاش! میرے اندر تمہارے مقابلے کی قوت ہوتی یا میں کسی مضبوط قلعے کو پکڑ سکتا اس پر فرشتوں نے کہا بلاشبہ آپ کا قلعہ مضبوط ہے اور ان پر ایسا عذاب آنے والا ہے جو رد نہ ہوگا تو ایک فرشتے نے اپنا پر انکی آنکھوں پہ مارا جس سے وہ نابینا ہو گئے۔ وہ کہنے لگے ہم پر جادو ہو گیا، یہاں سے چلو، پھر میکائیل علیہ السلام نے اس بستی کو پروں پر اٹھایا آسمان تک لے گئے اور وہاں سے اسے الٹا پٹخ دیا۔

مجاہد سے مروی روایات

مجاہد سے مروی ہے کہ میکائیل علیہ السلام نے اپنے پروں پر قوم لوط کے گھروں، سامان، چوپاؤں اور ہر قسم کے سامان کو اٹھا لیا یہاں تک کہ آسمان والوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آواز بھی سنی اور انھیں زمین پر پٹخ دیا

مجاہد سے مروی ایک اور روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے انھیں اپنے دائیں بازو پر اٹھایا۔ تیسری روایت میں ہے کہ جب صبح کا وقت ہوا تو جبرائیل علیہ السلام نے اس بستی کو چاروں کونوں سے اپنے پروں پر اٹھایا

مجاہد سے چوتھی روایت میں ہے کہ جبرئیل علیہ السلا نے اپنے پروں پر ساری کی ساری بستی کو اٹھایا پھر اسے آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ آسمان والوں نے ان کے کتوں کے بھونکنے کی آوازیں سنیں پھر انھیں نیچے گرا دیا اور ان کے بڑے لوگ سب سے پہلے نیچے گرائے گئے قرآن مجید میں ہے کہ ''ہم نے ان کی بستی کو اوپر سے نیچے کر دیا اور پھر ان پر پتھروں کی تہہ بہ تہہ بارش برسائی''۔

قتادہ سے مروی روایات

حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے درمیان سے بستی کو اٹھایا اور آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ آسمان والوں نے کتوں کی آوازیں سنیں اور انھیں ایک دوسرے پر ڈال کر زمین پر پٹخ دیا اس وقت اس بستی میں چالیس لاکھ افراد تھے۔ قتادہ سے مروی دوسری روایت میں ہے کہ آسمان سے اس بستی کو پٹخنے کے بعد قوم کے لوگوں پر متفرق طور سے پتھروں کی بارش کی گئی۔ سدوم کی بستی تین بستیوں کا مجموعہ تھی جو شام اور مدینہ کے درمیان واقع ہے اور اس میں چالیس افراد رہتے تھے کہا جاتا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام عذاب کا یہ منظر دیکھ رہے تھے اور فرما رہے تھے کہ سدوم پر ہلاکت کا دن آ پہنچا۔

سدی سے مروی روایت

سدی سے مروی ہے کہ جب قوم لوط نے صبح کی تو جبرئیل علیہ السلام اترے اور اس بستی کو ساتوں زمینوں تک

اٹھایا اور پھر آسمان تک لے گئے یہاں تک کہ آسمان والوں نے کتوں اور مرغوں کی آوازیں سنیں پھر انھیں پلٹا کر زمین پر دے مارا۔ قرآن مجید میں ہے ''اور اسی نے الٹی ہوئی بستیوں کو دے پٹکا'' (النجم ۵۳) بستی گرنے کے بعد بھی جب لوگوں کی موت واقع نہ ہوئی تو ان پر پتھروں کی بارش کی گئی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے اس بستی کو اوپر نیچے کیا اور ان پر پتھروں کی تہہ بہ تہہ بارش کی۔

تباہ ہونے والی بستیاں

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جبرئیل علیہ السلام کو لوط علیہ السلام کی بستی میں بھیجا انھوں نے اس بستی کو اپنے پروں پر اٹھایا اور آسمان پر لے گئے یہاں تک کہ آسمان والوں نے مرغوں اور کتوں کی آوازیں سنیں پھر اسے الٹا زمین پر دے مارا پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش کی جیسا کہ ارشاد فرمایا ''ہم نے اس بستی کو اوپر نیچے کر دیا اور ان پر پتھروں کی تہہ بہ تہہ بارش برسائی اللہ تعالیٰ نے اس بستی کو اور اس کے ارد گرد لوگوں کو ہلاک کر دیا یہ کل پانچ بستیاں تھیں (۱) صبعہ (۲) صعرہ (۳) عمرہ (۴) دوما (۵) سدوم، یہ سب سے بڑی بستی تھی اللہ تعالیٰ نے لوط علیہ السلام اور ان کے پیروکاروں کو اس عذاب سے بچا لیا البتہ لوط علیہ السلام کی بیوی اس عذاب کا شکار ہوگئی کیونکہ وہ نافرمانوں میں سے تھی۔

ابراہیم علیہ السلام اور ان کی بیویوں اور اولاد کا بیان

حضرت سارہ کا انتقال کہاں ہوا؟

اسحاق علیہ السلام کی والدہ حضرت سارہ کی عمر کے بارے میں تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ ان کا انتقال کہاں ہوا پہلا قول یہ ہے کہ ان کا انتقال شام میں ہوا دوسرا قول یہ ہے کہ کنعان کے علاقے میں جبابرہ نامی بستی میں انتقال ہوا اور ابراہیم علیہ السلام کی خریدی ہوئی ایک زمین میں انھیں دفن کیا گیا اور کہا گیا ہے کہ حضرت حاجرہ سارہ کے کافی عرصہ بعد تک زندہ رہیں۔ اس بات میں کلام ممکن ہے کیونکہ حضرت ابراہیمؑ سارہ کی اجازت کے ساتھ ہاجرہ سے ملنے آئے تو ہاجرہ کا انتقال ہو چکا تھا۔ پھر روایات کے سیاق و سباق سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت سارہ تب بھی زندہ رہیں۔ اھ۔

حضرت حاجرہ کا انتقال

سدی کی روایت میں ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کے دل میں اسماعیل علیہ السلام کے ملنے کا شوق پیدا ہوا تو سارہ سے اجازت چاہی انھوں نے اس شرط پر اجازت دی کہ رات وہاں نہ گزاریں ابراہیم علیہ السلام براق پر سوار ہو کر مکہ مکرمہ آئے دیکھا تو اسماعیل علیہ السلام کی والدہ (حضرت حاجرہ) کا انتقال ہو چکا تھا اور اسماعیل نے قبیلہ جرہم میں نکاح کر لیا تھا۔

ابراہیمؑ کے بہت زیادہ مال دار ہونے کی وجہ

ابراہیمؑ کے پاس مال و مویشی بہت تھے جس کی وجہ سدی کی روایت میں بیان کی گئی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام ابتداء غربت کی حالت میں تھے اور ان کا ایک دوست ان کے لیے کھانے پینے کا انتظام کرتا تھا ایک روز سارہؑ نے عرض کیا کہ اگر آپ اپنے دوست کے پاس جا کر ہمارے لیے کھانے لے آئیں تو بہت بہتر ہوگا۔ ابراہیم علیہ السلام گدھے پر سوار ہو کر چلے گئے لیکن وہ شخص وہاں نہ ملا ابراہیم علیہ السلام کو خالی ہاتھ واپس آتے ہوئے شرم محسوس ہوئی تو جب وہ ایک ٹیلے سے گزرے تو وہاں سے ریت اٹھا کر اپنی بوری میں بھر لی اور گدھے کو گھر لے آئے۔ اور آ کر سو گئے بیوی نے دیکھا کہ گدھے پر بہت عمدہ گندم موجود تھی اس نے اس سے کھانا تیار کیا جب ابراہیم علیہ السلام بیدار ہوئے تو بیوی کہنے لگی آپ کھانا نہیں کھائیں گے؟ آپ نے تعجب سے پوچھا کیا کھانے کے لیے کچھ ہے؟ عرض کیا کہ اس گندم سے میں نے کھانا تیار کیا جو آپ اپنے دوست سے لے کر آئے تھے آپ نے کہا بلاشبہ تو نے سچ کہا میں اپنے دوسرے دوست (یعنی اللہ تعالیٰ) سے لایا ہوں پھر آپ نے کھیتی کرنا شروع کی خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ آپ کی کھیتی میں خوب پیداوار ہوئی اور باقی لوگوں کی پیداواریں ہلاک ہو گئیں اب لوگ آپ کے پاس اناج مانگنے کے لیے آتے تو آپ فرماتے کہ جو ''لا الہ الا اللہ'' کہے گا اس کو کھیت میں داخل ہونے کی اجازت ہے اور داخل ہونے کے بعد جتنا چاہے لے لے پس جو کلمہ پڑھتا وہ داخل ہو کر اناج لے لیتا۔ اور جو انکار کرتا وہ ویسے ہی واپس لوٹ جاتا قرآن مجید میں اسی کی طرف اشارہ کر کے کہا گیا ہے کہ ''ان میں سے بعض لوگ ایمان لائے اور بعض نے کفر کیا ان کے لیے جہنم بطور ٹھکانہ کافی ہے''۔

لوط علیہ السلام کو مال دے کر اردن بھیجنا

جب ابراہیم علیہ السلام کا مال اور مویشی بہت زیادہ ہو گئے تو انھیں اپنا گھر اور چراگاہ کو بڑھانے کی ضرورت محسوس ہوئی ان کا گھر مدین کے دو شہروں کے درمیان تھا یا حجاز سے شام جانے والے راستے پر تھا آپ کا بھتیجا بھی آپ کے ساتھ تھا آپ نے آدھا مال اسے دے دیا اور اسے اختیار دے دیا کہ جہاں جانا چاہتا ہے جائے لوطؑ اردن چلے گئے اور ابراہیم علیہ السلام وہیں ٹھہرے رہے شاید اس مال کی وجہ سے آپ کو مکہ مکرمہ جانے اور اسماعیل کو وہاں ٹھہرانے کا حکم دیا گیا۔

قطورا سے شادی اور اس سے ہونے والی اولاد

ابن اسحاق کی روایت میں ہے کہ جب حضرت سارہؑ کا انتقال ہوا تو ابراہیم علیہ السلام نے قطورا بنت یقطن سے نکاح کیا یہ کنعانی عورت تھی اس سے چھ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں:

(۱) یقسان (۲) زمران (۳) مدیان (۴) یسبق (۵) وسوج (۶) بسر، اس طرح اسماعیل اور اسحاق سمیت ابراہیم علیہ السلام کے آٹھ بیٹے تھے اسماعیل علیہ السلام ان کے بڑے بیٹے کو ناپسند کرتے تھے۔

یقسان بن ابراہیم کا نکاح رعوہ نامی ایک عورت سے ہوا جس سے بربر نامی لڑکا پیدا ہوا، زمران بن ابراہیم سے ایسی اولاد پیدا ہوئی جو نا سمجھ تھی۔ مدیان کی اولاد مدین میں پیدا ہوئی جو شعیب علیہ السلام کی قوم تھی اور ان کی اولاد سے اللہ تعالیٰ نے وہاں انبیاء مبعوث فرمائے۔

ابراہیمؑ کا حران اور ھرمز میں قیام

محمد بن سائب اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ابراہیم علیہ السلام کے والد حران کے علاقے سے تھے وہاں قحط سالی ہوئی تو وہ اہواز کے قریب ھرمز میں آ گئے ان کے ساتھ ان کی بیوی بھی تھی جس کا نام تو تابنت کرینا تھا۔ محمد بن عمیر بہت سے علماء سے نقل کرتے ہیں کہ ان کا نام انموتا تھا بعض کا خیال ہے کہ ان کا نام اغنتی تھا۔

قید میں سات سال گزانا

ھشام بن محمد اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ کوثی کی نہر ابراہیم علیہ السلام کے نانا نے کھدوائی تھی اور ابراہیم علیہ السلام کا والد نمرود بادشاہ کی طرف سے بتوں کا نگران تھا ابراہیم ھرمز جرد نامی علاقے میں پیدا ہوئے پھر وہاں سے بابل منتقل ہو گئے جب ابراہیم علیہ السلام بڑے ہوئے تو اور قوم نے مخالفت کی جب کہ آپ انھیں اللہ کی دعوت کی طرف بلا رہے تھے تو یہ بات نمرود تک پہنچی اس نے آپ کو سات سال تک قید رکھا پھر اس نے ایک بہت بڑا گڑھا کھدوایا اور اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ بھڑکائی اور ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا۔ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا 'حسبی اللہ نعم وکیل'' پھر ابراہیم علیہ السلام اس سے صحیح سالم واپس نکل آئے۔

آپ کی زبان عبرانی ہو جانا

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب ابراہیم علیہ السلام کوثی سے باہر آئے تو اس وقت آپ کی زبان سریانی تھی لیکن جب آپ نے دریا فرات پار کیا تو آپ کی زبان بدل گئی کہا گیا ہے کہ فرات کو عبور کرنے کی وجہ سے آپ کی زبان عبرانی ہو گئی نمرود نے آپ کے پیچھے آدمی لگائے اور کہا کہ جس شخص کو بھی سریانی بولتے ہوئے دیکھو اسے پکڑ لاؤ وہ ابراہیم علیہ السلام تک پہنچے لیکن آپ نے ان سے عبرانی میں بات کی وہ آپ کی زبان نہ سمجھ سکے اور چھوڑ دیا۔

حضرت سارہ سے نکاح کا واقعہ

ھشام اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام نے بابل سے شام کی طرف ہجرت کی تو حضرت سارہ آپ کے پاس آئیں اور اپنے آپ کو آپ کے حوالے کر دیا آپ نے اس سے نکاح کر لیا اس وقت آپ کی عمر ۳۷ سال تھی وہاں سے چل کر آپ حران میں کافی عرصہ ٹھہرے رہے پھر مصر میں کافی عرصہ ٹھہرے رہے پھر شام چلے گئے اور فلسطین اور ایلیا کے درمیانی علاقہ سبع میں مقیم ہوئے۔

وہاں ایک کنواں کھودا اور مسجد بنائی لیکن وہاں کے بعض لوگوں نے آپ کو بہت ستایا جس کی وجہ سے آپ نے وہ علاقہ چھوڑ کر رملہ اور ایلیا کے درمیانی علاقہ میں رہائش اختیار کر لی وہاں بھی ایک کنواں کھودا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت مال عطا کیا سب سے پہلے مہمان نوازی کرنے والے آپ ہیں اور سب سے پہلے ثرید بنانے والے اور بڑھاپہ دیکھنے والے آپ ہیں۔

آپ کی اولاد کے احوال

کہا گیا ہے کہ اسماعیل علیہ السلام آپ کے بڑے بیٹے تھے ان کی والدہ کا نام ھاجرہ تھا جو قبطی قبیلہ سے تعلق

رکھی تھیں۔ اسحاق علیہ السلام کی نگاہ کمزور تھی ان کی والدہ کا نام سارہ تھا باقی چھ بھائیوں کی والدہ کا نام قنطورا بن قطور تھا جو خالص عرب تھیں۔

ان میں سے چھ بھائیوں میں سے یقسان مکہ مکرمہ میں آباد ہوا۔ مدن اور مدین کے علاقہ میں آباد ہوا ان کی وجہ سے اس علاقہ کا نام مدین رکھا گیا۔ اور باقی بیٹے دوسرے شہروں میں منتقل ہو گئے ایک مرتبہ ان بیٹوں نے کہا اے ابا جان! آپ نے اسماعیل اور اسحاق کو اپنے پاس رکھا اور ہمیں مختلف شہروں میں بھیج دیا جو دور اور وحشت والے علاقے ہیں فرمایا مجھے یہی حکم دیا گیا ہے۔

ابراہیم علیہ السلام نے ان کو اسمائے الٰہیہ سکھائے جنھیں پڑھ کر وہ پانی مانگتے تو پانی مل جاتا اور انھیں ناموں کو پڑھ کر مدد مانگتے۔ ان میں سے ایک بیٹا خراسان چلا گیا اس علاقہ کے لوگوں نے کہا بہتر یہ ہے کہ جو شخص آپ کو علم سکھائے وہ روئے زمین کا بہترین فرد ہوا اور انھوں نے اپنے بادشاہ کا لقب ''خاقان'' رکھا۔

دو عرب عورتوں سے نکاح

''بعض نے کہا کہ سارۃ کے بعد ابراہیم علیہ السلام نے دو عرب عورتوں سے نکاح کیا ایک کا نام قنطورا تھا اس سے چھ لڑکے پیدا ہوئے اور دوسری کا نام حجور بنت ارھیر تھا اس سے پانچ لڑکے پیدا ہوئے جن کے نام یہ ہیں (۱) کیسان (۲) شورخ (۳) امیم (۴) لوطان (۵) نافس۔

ابراہیم علیہ السلام کی وفات

عبرت انگیز واقعہ

جب اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کی روح نکالنے کا ارادہ فرمایا تو ایک بوڑھے آدمی کی شکل میں موت کے فرشتے کو بھیجا۔ سدی سے مروی ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے پاس اناج بہت تھا ایک روز جب کہ وہ لوگوں کو کھانا کھلا رہے تھے تو ایک باڑھا آدمی چلتا ہوا آیا آپ نے اس کی طرف ایک گدھا بھیجا تا کہ وہ سوار ہو کر آئے جب وہ آ گیا تو آپ نے اس کے سامنے کھانا پیش کیا۔ وہ بوڑھا آدمی جب منہ میں لقمہ ڈالنے کے لیے اٹھاتا تو پہلے ہاتھ بد کنے کی وجہ کان اور آنکھ میں جاتا اور پھر بڑی مشکل سے منہ میں ڈالتے اور جونہی لقمہ پیٹ میں جاتا شرمگاہ کے راستے سے باہر نکل آتا۔

خلیل کا خلیل کا خیال رکھنا

ابراہیم علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ انھیں اس وقت تک موت نہ آئے جب تک کہ وہ خود موت کی خواہش نہ کریں جب آپ نے اس بوڑھے کی یہ حالت دیکھی تو فرمایا اے بوڑھے یہ تم کیا کر رہے ہو اس نے جواب دیا کہ یہ بڑھاپے کی وجہ سے ہے آپ نے پوچھا کہ تمہاری کیا عمر ہے؟ جب اس نے عمر بتائی تو ابراہیم علیہ السلام کی عمر سے دو سال زیادہ تھی یہ سن کر ابراہیم علیہ السلام فرمانے لگے کہ میرے اور تمہارے درمیان صرف دو سال کا فرق ہے، جب میں تمہاری عمر کو پہنچوں گا تو میں بھی تمہاری طرح کا ہو جاؤں گا اے اللہ اس حالت کے آنے سے پہلے مجھے موت

دے دے وہ بوڑھا کھڑا ہوا (جو حقیقت میں موت کا فرشتہ تھا) اور اس نے ابراہیم علیہ السلام کی روح قبض کر لی اس وقت ابراہیم علیہ السلام کی عمر دو سو سال تھی۔ دوسرا قول یہ ہے کہ ایک سو پچھتر سال تھی اور آپ ''مزرعہ حبرون'' میں سارہ کے قریب دفن کیے گئے۔

ابراہیم علیہ السلام پر نازل ہونے والے صحیفے

ابراہیم علیہ السلام پر اللہ تعالیٰ نے دس صحیفے نازل فرمائے۔ ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے کل کتنی کتابیں نزل فرمائیں آپ نے فرمایا کہ چار کتابیں البتہ ان کے علاوہ آدم علیہ السلام پر دس صحیفے، شیث علیہ السلام پر پچاس صحیفے، اخنوح علیہ السلام پر تیس صحیفے اور ابراہیم علیہ السلام پر دس صحیفے نازل فرمائے۔ اور کتابیں یہ ہیں تورات، انجیل، زبور، اور قرآن مجید۔ میں نے عرض کیا کہ ابراہیم علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا آپ نے فرمایا کہ ساری کی ساری ضرب الامثال تھیں بعض امثال درج ذیل ہیں۔

صحائف ابراہیمؑ کے مضامین

اے بادشاہ جو غرور میں مبتلا ہو گیا ہے، میں نے تجھے دنیا میں اس لیے نہیں بھیجا تھا کہ تو زیادہ سے زیادہ مال جمع کرے بلکہ میں نے تجھے دنیا میں اس لیے بھیجا تھا کہ تو مظلوم کی پکار کو مجھ تک نہ آنے دے (بلکہ اس کو اس سے پہلے انصاف فراہم کرے) اس لیے کہ میں مظلوم کی پکار کو واپس نہیں کرتا خواہ وہ کافر ہی کیوں نہ ہو۔

عقلمند شخص جب تک عقل سے مغلوب نہ ہو جائے تو اس کے اوقات اس طرح مقرر ہونے چاہئیں کہ کچھ وقت اپنے رب کے ساتھ مناجات میں گزارے، کچھ وقت اللہ تعالیٰ کی مخلوقات کے بارے میں غور وفکر کرنے میں گزارے کچھ وقت اپنے آپ کا محاسبہ کرے کہ اس نے کیا کیا اعمال کیے اور کچھ وقت اپنے کھانے پینے کی ضروریات پورا کرنے میں گزارے۔

عقلمند کو چاہیے کہ وہ صرف تین صورتوں میں سفر کرنے والا ہو یا آخرت کا سفر کر رہا ہو یا رزق کی تلاش کر رہا ہو یا غیر محرم کی لذت سے بھاگنے کا سفر کر رہا ہو۔

عاقل کو حالاتِ زمانہ معلوم ہونے چاہئیں۔ اپنے مرتبہ کا خیال اور اپنی زبان کی حفاظت کرے اور لایعنی (فضول) باتوں سے اجتناب کرے۔

ابراہیم علیہ السلام اور ان کی اولاد

ابراہیم علیہ السلام کے دو بھائی تھے ایک کا نام ھارون تھا جو لوط علیہ السلام کے والد تھے بعض نے کہا ہے کہ ھارون نے حاران نامی شہر تعمیر کیا تھا اسی وجہ سے اس شہر کا نام حاران پڑا دوسرے بھائی کا نام ناحورا تھا۔ جن سے ایک بیٹا بتویل تھا اور بتویل کے بیٹے کا نام لابان تھا اور اس کی ایک بیٹی تھی جس کا نام رفقا تھا رفقا بنت بتویل کا نکاح اسحاق علیہ السلام سے ہوا۔ اور یعقوب کی دو بیویاں لیا اور راحیل لابان کی بیٹیاں تھیں۔

اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کا تذکرہ

اس بات کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام اپنے اسماعیل اور بیوی ھاجرہ کو مکہ مکرمہ کیوں لے گئے تھے۔ اسماعیل کا قبیلہ جرہم کی عورت سے نکاح کرنے کا بھی ذکر ہو چکا ہے اسماعیل نے پہلی بیوی کو طلاق دے کر دوسری بیوی سے نکاح کیا تھا جس کا نام سیدہ بنت مضاض تھا جب ابراہیم علیہ السلام مکہ مکرمہ اپنی بیوی سے ملنے گئے تو اسی سے یہ کہا تھا کہ اپنے شوہر کو کہنا میں تمہارے دروازے کی چوکھٹ سے خوش ہوں۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔

(۱) نابت (۲) قیدر (۳) اوبین (۴) ومبشا (۵) مسمع (۶) دما (۷) ماس (۸) اور (۹) وطور (۱۰) نفیس (۱۱) طما (۱۲) قیدمان)

اسماعیل علیہ السلام کی عمر ایک سو میں سال ہوئی آپ کے بیٹے نابت اور قیدر سے عرب کی نسل پھیلی اللہ تعالی نے اسماعیل علیہ السلام کی اولاد کو خوب پھیلایا یہاں تک کہ یہ لوگ قوم عمالقہ اور یمن کی طرف بھی گئے۔

بعض روایات میں اسماعیل علیہ السلام کے بیٹوں کے نام یہ آئے ہیں۔

۱- قیدر کے بجائے قیدار
۲- ادبئیل کے بجائے ادبال
۳- مبشا کے بجائے مبشام
۴- دما کے بجائے ذوما اور مسا
۵- حداد
۶- تیم
۷- یطور
۸- نافس
۹- قادمن

تدفین

کہا گیا ہے کہ جب اسماعیل علیہ السلام کی وفات کا وقت قریب آیا تو اپنے بھائی اسحاق علیہ السلام کو وصی بنایا اور اپنی بیٹی کا نکاح اسحاق کے بیٹے عیص سے کر دیا ایک اور قول کے مطابق اسماعیل علیہ السلام کی عمر ایک سو تہتر (۱۷۳) سال ہوئی اور اپنی والدہ حضرت ھاجرہ کے قریب دفن کیے گئے۔

عمر بن عبدالعزیز سے مروی ہے کہ اسماعیل علیہ السلام نے اللہ تعالی سے مکہ مکرمہ کی گرمی کی شکایت کی تو اللہ تعالی نے وحی بھیجی کہ ہم جنت کا ایک دروازہ آپ کی طرف کھول دیتے ہیں جس کی ہوا میں قیامت تک آپ کو لگتی رہیں گی چنانچہ اسی جگہ آپ کو دفن کیا گیا۔

حضرت اسحاق بن ابراہیم علیہما السلام اور انکے اہل وعیال کا ذکر

امم سابقہ میں اہل فارس کے علاوہ کسی امت یا گروہ کی تاریخ معروف طریقے سے مرتب نہیں ہے کیونکہ اہل فارس کی حکومت ''جیومرت'' کے عہد سے متصل و نسل در نسل چلی آ رہی تھی تا کہ ان کا خاتمہ خیر الامم یعنی امت محمدیہ علی صاحبہ الصلوۃ والسلام کے ہاتھوں اس کا اختتام ہو۔

اس سے قبل ملک شام اور اس کے اطراف میں بنی اسرائیل میں حکومت و نبوت نسل در نسل چلی آ رہی تھی جس کی انتہا حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد فارس و روم کے ذریعے ہوئی جب ہم حضرت یحییٰ و حضرت عیسیٰ علیہما السلام کا تذکرہ شروع کریں گے تو بنی اسرائیل کی حکومت کے اسباب زوال پر بحث کریں گے انشاء اللہ۔ بہرصورت اہل فارس کے سوا امم سابقہ میں سے کسی ای امت کی تاریخ تک رسائی ناممکن ہے کیونکہ ان امتوں کی کوئی نسل در نسل حکومت نہ تھی کہ جس سے انکی تاریخ اور ان کے حکمرانوں کی عمروں کا اندازہ کیا جا سکے البتہ بنی اسرائیل کی حکومت ایک عرصہ تک باقی رہی اور چونکہ ان کے زوال کی مدت بھی معلوم ہے اس وجہ سے ان کی حکومت کے زوال کے باوجود ان کی تاریخ محفوظ ہے۔

یمن کے حکمرانوں کے احوال

اس کے علاوہ یمن میں بھی ایک حکومت قائم تھی ان میں حکمران بھی تھے مگر وہ نسل در نسل حکومت نہ تھی اگر چہ یکے بعد دیگرے حکمران آئے مگر دو حکمرانوں کے درمیان اتنی اتنی طویل مدتیں تھیں جن تک مورخین کی رسائی نہیں کیونکہ اولاً تو مؤرخین نے ان سے بے اعتنائی اختیار کی۔ ثانیاً یہ کہ ان کی حکومت کوئی نسل در نسل حکومت نہ تھی اگر تھی بھی تو وہ دوسری حکومتوں کے تابع ہو کر تھی جیسے بنو نصر بن ربعیہ کی حکومت جواب کے سرحدی علاقے پر قائم تھی یہ علاقہ طول میں حیرہ سے تن تک اور عرض میں حدود شام تک پھیلا ہوا تھا لیکن یہ حکومت اہل فارس کے زیرنگیں تھی اور بادشاہ کی حیثیت عامل (گورنر) کی سی تھی بنی نصر کی یہ حکومت اردشیر بابکان کے عہد سے شروع ہو کر کسریٰ پرویز بن ہرمز کے قتل تک قائم رہی اس کے بعد عرب کا یہ سرحدی علاقہ ایاس بن قبیصہ طائی کے قبضے میں چلا گیا (اس تمہید کے بعد حضرت اسحاق علیہ السلام اور ان کے اہل وعیال، آل اولاد کا ذکر شروع ہوتا ہے۔)

حضرت اسحاق علیہ السلام کے اہل وعیال کا تعارف

ابن اسحاق روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام نے ''رفقا'' بنت بتویل بن الیاس سے نکاح کیا ان کے بطن سے عیص و یعقوب پیدا ہوئے عام خیال یہ ہے کہ یہ دونوں جڑواں تھے البتہ ان میں عیص بڑے تھے پھر عیص کا نکاح اپنی چچا زاد بہن یسمہ بنت اسماعیل سے ہوا ان کے بطن سے روم بن عیص پیدا ہوئے چنانچہ بنو اصفر (رومی) سب ان کی اولاد ہیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ اشبان بھی ان کی اولاد میں سے ہیں لیکن یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ وہ یسمہ بنت اسماعیل کے بطن سے ہیں یا کسی اور بیوی کے بطن سے۔

اسرائیل علیہ السلام

جبکہ حضرت یعقوب علیہ السلام جنھیں "اسرائیل" سے یاد کیا جاتا ہے ان کا نکاح اپنی ماموں زاد بہن لیا بنت لیان بن بتویل سے ہوا جن سے آپ کے سب بیٹے اوبیل اور شمعون، لاوی، یھوزا، زبالون، لسحر، اور دینۃ بنت یعقوب نامی اولاد ہوئی بعض لوگوں کا کہنا یہ ہے کہ لسحر اصل میں یشحر ہے۔ لیا بنت لیان کی وفات کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے ان کی بہن راحیل بنت لیان سے نکاح کرلیا جس نے یوسف اور بنیامین (بنیامین کا عربی نام شداد ہے) پیدا ہوئے اسی طرح آپ کی دو کنیزوں "زلفۃ" اور "بلھۃ" سے چار بیٹے پیدا ہوئے دادن، جاد، اشہر اور نفثالی۔ اس طرح حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے ہوئے۔

حضرت یعقوب کا اپنی ماموں زاد بہن سے نکاح کے لیے سفر اختیار کرنا

بعض اہل تورات کا کہنا ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی بیوی "رفقا" ناہر بن آزر یعنی حضرت اسحاق کے چچا کی بیٹی تھیں اور ان سے عیص اور یعقوبؑ پیدا ہوئے یہ دونوں جڑواں تھے (جب یعقوب علیہ السلام) جوان ہوئے تو حضرت اسحاقؑ نے انھیں یہ حکم دیا کہ وہ کسی کنعانی عورت سے نکاح نہ کریں اور یہ بھی کہا کہ اپنے ماموں لبان بن ناہر کی کسی لڑکی سے نکاح کریں۔

چنانچہ جب حضرت یعقوب علیہ السلام کا نکاح کا ارادہ ہوا تو اپنے ماموں لبان بن ماہر کے ہاں نکاح کا پیغام لے کر چل پڑے راستے میں انھیں رات ہوگئی اور وہ ایک پتھر کا تکیہ بنا کر سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ ایک سیڑھی آسمان کے دروازے کے ساتھ لگی ہوئی ہے اور اس سے فرشتے اور ملائکہ اس سے نیچے اتر رہے ہیں اور اوپر جا رہے ہیں اس کے بعد یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے ہاں پہنچے اور ان کی بڑی بیٹی راحیل کے لیے نکاح کا پیغام دیا ان کی دو بیٹیاں تھیں لیان بڑی تھیں اور راحیل چھوٹی تھی۔

لبان کا اسرائیلؑ سے نکاح کیلئے مطالبہ

ان کے ماموں نے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس نکاح کے لیے کچھ مال ہے آپ نے فرمایا مال تو میرے پاس نہیں البتہ میں آپ کے ہاں اجرت پر کام کروں گا جسکی آمدن سے آپ کی بیٹی کا مہر ادا کروں گا انھوں نے کہا اس لڑکی کا مہر یہ ہے کہ تم سات سال تک میرے ہاں کام کرو گے۔

یعقوب اسرائیلؑ کا لبان سے چھوٹی بیٹی راحیل طلب کرنا

حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ٹھیک ہے مگر میری شرط یہ ہے کہ راحیل سے میرا نکاح تمھیں کرنا ہوگا اور اسی کے لیے میں تمہارے ہاں کام کروں گا ان کے ماموں نے کہا یہ بات میرے اور تمہارے درمیان طے ہوگئی چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے سات سال تک اپنے ماموں کے ہاں بکریاں چرائیں جب آپ نے ان کی شرط پوری کر دی تو ان کے ماموں نے اپنی بڑی بیٹی یعنی لیا کو رات کے وقت ان کے پاس بھیج دیا۔

لبان کی عہد خلافی

جب صبح ہوئی تو یعقوب علیہ السلام کو معلوم ہوا کہ ماموں نے شرط کی خلاف ورزی کی ہے حضرت یعقوب علیہ السلام ماموں کے پاس پہنچے وہ اس وقت مجلس میں قوم کے لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے آپ نے ان سے کہا تم نے مجھ سے دھوکہ کیا ہے اور میری سات سال کی محنت رائیگاں کردی کہ میری بیوی کے علاوہ دوسری عورت میرے پاس بھیج دی۔

ماموں نے کہا بھانجے! کیا تم اس معاملہ میں اپنے ماموں کو عار دلانا چاہتے ہو حالانکہ میں تمہارا ماموں اور تمہارے والد کی جگہ ہوں کیا تم نے کبھی دیکھا ہے کہ لوگ چھوٹی بیٹی کا نکاح بڑی بیٹی سے پہلے کر دیتے ہیں؟ لہٰذا اگر تم اس کی چھوٹی بہن سے بھی نکاح کرنا چاہتے ہو تو سات سال خدمت کرو۔

دو بہنوں کو جمع کرنا عہدِ اسرائیل میں جائز تھا

اس زمانہ کی شریعت میں دو بہنوں کو نکاح میں جمع کرنا جائز تھا بعد میں حضرت موسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں توراۃ کے ذریعے اسے منسوخ کر دیا گیا۔ بہر حال حضرت یعقوب علیہ السلام نے مزید سات سال ان کی گلہ بانی کی اس کے صلے میں ان کے ماموں نے اپنی چھوٹی بیٹی راحیل بھی انھیں دے دی۔ لیا سے حضرت یعقوب علیہ السلام کے چار بیٹے پیدا ہوئے روبیل، یھوذا، شمعان، اور لاوی۔ اور راحیل سے یوسف اور بنیامین اور چند بہنیں پیدا ہوئیں اور لابان نے اپنی دونوں بیٹیوں کی رخصتی کے وقت دو باندیاں دیں جو انھوں نے حضرت یعقوب علیہ السلام کو ھبہ کر دیں ان میں سے ہر ایک کے تین تین لڑکے ہوئے اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں سے رخصت ہوئے اور اپنے بھائی عیص کے پاس آ کر قیام کیا۔

یعقوب علیہ السلام کے لیے باندی کا ھدیہ

بعض اہل کتاب کا کہنا ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی بیوی راحیل نے اپنی زلفہ نامی باندی حضرت یعقوب علیہ السلام کو بطور ھبہ کر دی اس کی وجہ یہ تھی کہ راحیل سے کافی عرصہ تک کائی اولاد نہ ہوئی تھی انھوں نے چاہا کہ یعقوب علیہ السلام کے ہاں میری باندی سے اولاد ہو جائے چنانچہ اس باندی سے دان اور نفثالی نامی لڑکے پیدا ہوئے راحیل کی ضد میں آ کر لیا نے بھی اپنی باندی حضرت یعقوب علیہ السلام کو ھبہ کر دی اس سے ان کے ہاں اولاد ہوئی اور ان سے بھی جادا اور اشیر نامی دو لڑکے پیدا ہوئے اسکے بعد راحیل سے بھی یوسف اور بنیامین پیدا ہوئے۔

یعقوبؑ کی وطن کی طرف روانگی اور انکے بھائی عیص کا تذکرہ

اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے اہل وعیال سمیت اپنے آبائی وطن فلسطین کی طرف روانہ ہوئے واپسی کے وقت آپ کو اپنے بھائی عیص کی طرف سے اپنے متعلق بہت اندیشہ تھا مگر آپ کو ان کی طرف سے خیر ہی پہنچی جیسا کہ ہم نے ماقبل میں ذکر کیا کہ عیص اپنے چچا حضرت اسماعیل علیہ السلام کے ہاں چلے گئے اور وہیں ان کی صاحبزادی بسمہ سے نکاح کیا اور ان سے عیص کی بہت سی اولاد ہوئی چنانچہ ان کی نسل زیادہ ہو گئی یہاں تک کہ وہ شام میں اہل کنعان پر غالب ہو گئے اور پھیلتے پھیلتے ساحل سمندر اور اسکندریہ کی سرحد اور اس کے روم تک پہنچ گئے اور عیص

گندمی رنگ کے تھے اس وجہ سے ان کا نام آدم پڑ گیا اور اسی وجہ سے ان کی نسل کو اولادِ اصفر کہا جاتا ہے۔

عیص اور یعقوب کی پیدائش کے وقت اسحاق کی عمر مبارک

عیص اور حضرت یعقوب کی ولادت اس وقت ہوئی جب حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر مبارک کی ساٹھ منزلیں طے کر چکے تھے اور یہ دونوں بھائی جڑواں تھے البتہ دنیا میں آنے کے اعتبار سے عیص مقدم تھا اور کتابوں میں بھی یہ ہی نقل کیا گیا ہے کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کے دونوں بیٹوں میں عیص کے ساتھ خصوصی محبت اور تعلق تھا جبکہ ان کی ماں یعنی رفقا کا میلان حضرت یعقوب کی طرف زیادہ تھا۔

عیص اور یعقوب کا والد کے ساتھ ایک قصہ

جنھوں نے یہ بات ذکر کی ہے ان کا گمان یہ ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے اپنے بھائی عیص کے ساتھ چالاکی کی کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر جب زیادہ ہوئی اور آپ کی بینائی میں کمزوری آئی تو اپنے دونوں بیٹوں کو قربانی کا حکم دیا جس میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بھائی عیص کے مقابلے میں چالاکی سے کام لیا اس وجہ سے حضرت اسحاق علیہ السلام کی بہت ساری دعائیں حضرت یعقوب علیہ السلام کو حاصل ہوگئیں اور والد مکرم کی دعا سے برکتوں کا رخ ان کی طرف پھر گیا اس بات پر عیص کا غضب ناک ہونا فطری امر تھا چنانچہ انھوں نے غصہ میں قتل کی دھمکی دے دی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بھائی کے خوف سے وہاں سے نکل کر ان کے ساتھ صلہ رحمی کا برتاؤ کیا اور اپنے ماموں لابان کے ہاں بابل میں چلے گئے لابان نے اپنی دونوں بیٹیوں لیا اور راحیل کا نکاح ان کے ساتھ کر دیا اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے اہل وعیال سمیت جو دو بیویوں بارہ بیٹوں اور ایک بیٹی پر مشتمل تھا اپنے آبائی علاقے شام واپس لوٹے اور اپنے بھائی عیص کے ساتھ الفت ومحبت کا مظاہرہ کیا یہاں تک کہ عیص نے آپ کے لیے اپنی جگہ چھوڑ دی اور شام کے دوسرے علاقوں میں جا کر آباد ہوگئے اور لوگوں کے کہنے کے مطابق ان کی اولاد سے یونانی حکومت کا سلسلہ چلا۔

رحم مادر میں حضرت یعقوبؑ کا اپنے بھائی کے لیے ایثار

سدی روایت کرتے ہیں کہ حضرت اسحٰق علیہ السلام کی اہلیہ کے ہاں ایک ساتھ دو بچوں کا حمل ٹھہرا جب ولادت کا وقت قریب آیا تو دونوں ہی نے شکم مادر میں جھگڑنا شروع کر دیا یعقوب کی خواہش تھی کہ وہ عیص سے پہلے دنیا میں جائیں مگر عیص نے کہا اگر تم مجھ سے پہلے نکلے تو میں ماں کے پیٹ میں کچوکے لگا کر اسے قتل کر دوں گا یہ سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام رک گئے اور عیص پہلے باہر آئے اور ان کی ایڑی پکڑ کر حضرت یعقوب علیہ السلام باہر آئے تو عیص کا نام اس وجہ سے عیص پڑا کہ انھوں نے نافرمانی کی تھی اور یعقوب علیہ السلام سے پہلے باہر نکلے اور یعقوب کا نام یعقوب اس لیے پڑا کہ وہ اپنے بھائی کی ایڑی پکڑ کر باہر نکلے تھے حالانکہ رحم میں حضرت یعقوب علیہ السلام بڑے تھے لیکن عیص ضد کی وجہ سے پہلے باہر نکلے۔

حضرت یعقوبؑ کا کمال دانائی سے والد کی دعا حاصل کرنا۔

جب دونوں بڑے ہوئے تو عیص اپنے والد کے نور نظر بنے جب کہ یعقوب والدہ کے لاڈلے ٹھہرے اور عیص شکاری بھی تھے چنانچہ حضرت اسحاق علیہ السلام کی عمر زیادہ ہوگئی اور بینائی بھی جاتی رہی آپ نے بیٹے سے فرمایا کہ جاؤ اور میرے لیے شکار کا گوشت لے کر آؤ پھر اس کے ذریعے سے میرا قرب حاصل کرو میں تمہارے لیے ویسی ہی دعا کروں گا جیسی کے میرے والد نے میرے حق میں فرمائی تھی اور عیص کے بدن پر بال بہت تھے جبکہ یعقوب علیہ السلام کا جسم مبارک بالکل صاف تھا بہر حال عیص شکار کی تلاش میں نکل گئے ادھر والدہ نے ساری بات سن لی چنانچہ انھوں نے یعقوب سے کہا کہ بکریوں کے ریوڑ میں سے ایک بکری ذبح کر کے بھونیں اور اس کی کھال خود پہن لیں اور بکری باپ کی خدمت میں پیش کر دیں اور انھیں جا کر کہیں کہ میں آپ کا بیٹا عیص ہوں چنانچہ یعقوب نے ایسا ہی کیا

اسحاقؑ کی فراست

جب والد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا ابا جان تناول فرمایئے انھوں نے پوچھا تم کون ہو؟ انھوں نے کہا کہ میں آپ کا بیٹا عیص ہوں جب حضرت اسحاق علیہ السلام نے انھیں چھوا تو فرمانے لگے کہ چھونے سے تو عیص ہی معلوم ہوتا ہے مگر سانس یعقوب علیہ السلام کا معلوم ہوتا ہے والدہ نے فوراً کہا کہ یہ آپ کا بیٹا عیص ہی ہے اس کے لیے دعا فرمایئے حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمایا کہ اچھا کھانا لاؤ انھوں نے کھانا پیش کیا آپ نے تناول فرمالیا اس کے بعد فرمایا کہ میرے قریب ہو جاؤ یعقوب علیہ السلام قریب ہو گئے۔

اسحاقؑ کی عیص اور یعقوبؑ کیلئے دعائیں

حضرت اسحاق علیہ السلام نے ان کے لیے دعا فرمائی کہ ان کی اولاد میں انبیاء اور بادشاہ ہوں کو پیدا فرما۔ حضرت یعقوب علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے تو اتنے میں عیص بھی آگئے اور فرمایا کہ میں حسب حکم شکار لے کر حاضر ہو گیا ہوں حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا تمہارا بھائی تم سے سبقت لے گیا ہے یہ سن کر عیص کو غصہ آ گیا اور کہا کہ بخدا میں اسے قتل کر دوں گا حضرت اسحاق علیہ السلام نے فرمایا کہ بیٹا ایک دعا ابھی تک باقی ہے لو وہ دعا تمھیں دے دیتا ہوں کہ تمہاری اتنی اولاد ہو کہ جیسے مٹی کے ذرات۔ اور ان کا بادشاہ ان میں سے ہو، باہر کا شخص ان پر مسلط نہ ہو۔

والدہ کی یعقوبؑ کو نصیحت

اس کے بعد حضرت یعقوب کی والدہ نے اس خوف سے کہ عیص حضرت یعقوب علیہ السلام کو کوئی تکلیف نہ پہنچائے انھیں اپنے ماموں کے پاس چلے جانے کا حکم دیا چنانچہ آپ اپنے ماموں کے ہاں چلے گئے۔

یعقوبؑ کو اسرائیل کہنے کی وجہ

اس سفر میں آپ رات کو چلتے اور دن میں کہیں چھپ جاتے اس وجہ سے آپ کو اسرائیل کہا جاتا ہے (اسراء

کے معنی رات کو چلنے کے ہیں اور ایل کے معنی دوست آپ نے چونکہ رات کا سفر اختیار فرمایا تھا اس وجہ سے ''رات کے سفر کا دوست'' آپ کا نام رکھا گیا)۔

اور بہر کیف حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے ماموں کے پاس پہنچ گئے۔ جاتے ہوئے عیص نے کہا: مانا کہ تم دعا کے معاملے میں مجھ سے سبقت لے گئے مگر اب دفن کے معاملے میں میری رعایت کرنا کہ مجھے اپنے باپ دادا یعنی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسحاق علیہ السلام کے پہلو میں دفن کیا جائے۔

حضرت یعقوبؑ کا اپنے ماموں کی دونوں بیٹیوں سے نکاح

ماموں کے ہاں حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں اپنی ماموں زاد بہن سے نکاح کا ارادہ پیدا ہوا ان کی دو بیٹیاں تھیں حضرت یعقوب علیہ السلام نے چھوٹی کے لیے نکاح کا پیغام بھیجا اور ان کے ماموں نے یہ نکاح اس شرط پر قبول کر لیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام سات سال تک ان کی بکریاں چرائیں چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے وہ مدت پوری کر لی اور ان کے ماموں نے ان کے ساتھ لیا کی رخصتی کر دی حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں نے تو (راحیل) چھوٹی بیٹی کا نکاح کا معاہدہ کیا تھا تو ان کے ماموں نے کہا ہمارے ہاں مزید سات سال تک کام کرو تو اس بیٹی کے ساتھ بھی نکاح ہو سکتا ہے چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایسا ہی کیا جب مدت پوری ہو گئی تو ان کے ماموں نے راحیل کو بھی آپ کی زوجیت میں دیدیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے دونوں بہنوں کو اپنے نکاح میں جمع کر لیا۔ اسی بناء پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''وان تجمعو بین الاختین الا ما قد سلف'' (ترجمہ) اور یہ بات بھی تم پر حرام کی گئی ہے کہ تم دو بہنوں کو ایک ساتھ اپنے نکاح میں رکھو مگر جو گزشتہ دور میں ہو چکا ہو چکا۔ اس سے مراد بھی یہ ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے لیا اور راحیل کو اپنے نکاح میں جو جمع کیا تھا وہ گزشتہ بات تھی اب جائز نہیں چنانچہ لیا کے بطن سے یھوزا، روبیل اور شمعون پیدا ہوئے اور راحیل سے یوسف اور بنیامین پیدا ہوئے اور بنیامین کی زچگی کے دوران ہی راحیل کا انتقال ہو گیا۔

حضرت یعقوب کی واپس وطن روانگی

جب حضرت یعقوب علیہ السلام نے بیت المقدس واپسی کا قصد فرمایا تو ان کے ماموں نے بکریوں کا ایک ریوڑ ان کے ہمراہ کر دیا جب وہاں سے کوچ کیا تو خرچ کے لیے کچھ پاس نہ تھا تو حضرت یعقوب علیہ السلام کی اھلیہ نے اپنے چھوٹے بچے کو کہا میرے والد یعنی اپنے نانا کے بتوں میں سے چند بت اٹھا لو تو شاید ہمارے خرچ میں کام آ جائیں۔ کیونکہ یہ گھر راحیل کا تھا اس لئے انہوں نے کوئی برائی محسوس نہ کی، چنانچہ ان کے بیٹے حضرت یوسف نے وہ لے لیے۔ روانگی کے وقت حضرت یعقوب علیہ السلام کی گود میں دولڑکے تھے آپ ان دونوں سے بڑے پیار اور شفقت کا معاملہ فرماتے تاکہ ان کی والدہ کی شفقت کی طرف سے بھی وہی کافی ہو جائیں لیکن آپ کو سب سے زیادہ محبت یوسف علیہ السلام سے تھی۔

بھائی کے حسد سے بچنے کی تدبیر

جب شام پہنچ چکے تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے سب ماتحتوں سے فرمایا کہ اگر تمہارے پاس

کوئی آ کر پوچھے کہ تم کون ہو تو تم جواب میں کہنا کہ ہم یعقوب علیہ السلام کے نوکر ہیں جو عیص کا غلام ہے۔ چنانچہ ان چرواہوں کی عیص سے ملاقات ہوئی تو انھوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انھوں نے جواب دیا کہ ہم یعقوب علیہ السلام کے ملازم ہیں جو کہ عیص کا غلام ہے۔ یہ سن کر عیص حضرت یعقوب علیہ السلام کو تکلیف پہنچانے سے باز آ گئے اور حضرت یعقوب علیہ السلام شام میں رہنے لگے۔

یوسفؑ سے یعقوب کی بے پناہ محبت

آپ کی توجہ کا مرکز یوسف اور اس کے بھائی تھے یوسف علیہ السلام کے ساتھ والد کی اتنی محبت دیکھ کر بھائیوں نے ان سے حسد کرنا شروع کر دیا اسی دوران حضرت یوسف علیہ السلام نے خواب میں دیکھا کہ گیارہ ستارے اور ایک سورج اور ایک چاند انھیں سجدہ کر رہے ہیں انھوں نے یہ بات اپنے والد ماجد کو بتائی تو حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا!

"یابنی لا تقصص رؤیاک علی اخوتک فیکیدوالک کیداان الشیطان للانسان عدو مبین"

(ترجمہ) اے میرے پیارے بیٹے تو اس خواب کو اپنے بھائیوں کے روبرو بیان نہ کرنا ورنہ وہ تیرے خلاف کوئی فریب آمیز کاروائی کریں گے بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا تذکرہ

ایک قول کے مطابق حضرت ایوب علیہ السلام بھی حضرت اسحاق علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں ابن اسحاق نے ثقہ لوگوں کے واسطے سے وھب بن منبہ کا قول نقل کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام روم سے تھے اور ان کا سلسلہ نسب یہ ہے ایوب بن موص بن رغویل بن العیص بن اسحٰق بن ابراہیم علیہم السلام اور بعض نے رغویل کے بجائے رعویل کا ذکر کیا ہے اور ان کا کہنا ہے کہ آپ کے والد ان لوگوں میں سے تھے جو حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اس دن ایمان لائے جب نمرود نے آپ کو آگ میں ڈلوایا تھا اور حضرت ایوب کی بیوی جنھیں قرآن میں تنکوں کے ساتھ مارنے کا حکم دیا گیا حضرت یعقوب بن اسحاق علیہ السلام کی بیٹی تھیں جن کا نام لیا تھا حضرت یعقوب نے اپنی بیٹی ان کے نکاح میں دے دی تھی۔

ایوبؑ کی اہلیہ اور والدہ کا تذکرہ

ایوب غیاث بن ابراہیم سے منقول ہے کہ دشمن خدا ابلیس نے حضرت ایوب علیہ السلام کی اھلیہ لیا بنت یعقوب کے پاس آ کر یوں پکارا اے لیا جو صدیق کی بیٹی اور صدیق کی بہن ہے۔ اور یہ بھی بیان کیا ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی والدہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی تھیں اور بعض نے کہا ہے کہ وہ عورت جنھیں تنکوں کے ساتھ مارنے کا حکم دیا گیا ہے وہ رحمت بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب علیہم السلام ہیں ملک شام کا علاقہ ''شبنیہ'' اور اس کی ساری آمدن ان کے ملک میں ہوتی تھی۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش اور استقامت

وھب بن منبہ سے منقول ہے کہ ابلیس ملعون نے فرشتوں کو آپس میں ایوب علیہ السلام کے لیے دعا کرتے ہوئے سنا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب اللہ تعالی نے انکا تذکرہ فرمایا اوران کی تعریف فرمائی۔ابلیس ملعون کے دل میں حسد وعداوت کا جوش امنڈ آیا چنانچہ اس نے اللہ تعالی سے درخواست کی کہ اسے حضرت ایوب علیہ السلام پر تسلط اور اختیار دیا جائے کہ وہ انھیں ان کے دین کے متعلق فتنے میں مبتلا کر سکے چناچہ اللہ تعالی نے اسے صرف ان کے مال پر تسلط عطا فرمایا جب کہ آپ کا جسم مبارک اور عقل وادراک اس کے اختیار سے باہر تھے شیطان نے بڑے بڑے جنات کو مشورہ کے لیے طلب کیا

ایوبؑ کی مالداری

حضرت ایوب علیہ السلام کی ملکیت میں ''بثنیہ'' علاقہ اپنی تمام تر آمدنیوں سمیت موجود تھا اس علاقہ میں آپ کی ایک ہزار بکریاں مع چرواہوں کے اور پانچ سو بیلوں کی جوڑیاں تھیں جنھیں پانچ سو غلام ہنکاتے تھے اور ہر غلام اپنی بیوی اولاد اور مال ودولت بھی رکھتا تھا اور ہر بیلوں کی جوڑی کے جوتنے کا سامان ایک گدھی اٹھاتی تھی ہر گدھی کے دو تین حتی کے چار پانچ بچے بھی تھے اور کبھی اس سے بھی زیادہ ہوتے تھے یہ سب کچھ آپ کی ملکیت میں تھا۔

ابلیس کا ایوبؑ سے دشمنی کرنا

ابلیس نے اپنے کارندوں کو جمع کر کے کہا کہ تمہارے پاس کتنی قوت و طاقت اور علم ہے؟ کیونکہ اب مجھے ایوبؑ کے مال پر تسلط واختیار مل چکا ہے اور یہ ایک ایسا زبردست دھچکا ہوتا ہے کہ جس میں بڑے بڑے لوگوں سے صبر کا دامن چھوٹ جاتا ہے۔ تو ہر وہ جن جس میں آپ کے مال ومتاع کو برباد کرنے کی کچھ بھی صلاحیت تھی، تیار ہو گیا۔ ابلیس نے ان کو فوراً روانہ کیا انھوں نے اسی وقت آپ کا سارا مال ودولت ختم کر دیا۔

ایوبؑ کی قوت حوصلہ اور صبر

مگر حضرت ایوب علیہ السلام نے یہ سب کچھ دیکھ کر بھی اللہ تعالی کی تعریف کی اور مالی اعتبار سے اس عظیم صدمہ نے انھیں ایک لمحہ کے لیے بھی عبادت خداوندی میں انہماک وتوجہ سے اور نعمت خداوندی کے شکر سے غافل نہیں کیا۔ جب ابلیس نے یہ مایوس کن صورت حال دیکھی تو اللہ تعالی کی بارگاہ میں درخواست کی کہ اسے ان کی اولاد پر تسلط و اختیار دیا جائے یہ اجازت بھی مل گئی مگر آپ کا جسم وعقل آپ کے اختیار میں تھے۔

شیطان کی خوشی

چنانچہ اس ملعون نے آپ کی ساری اولاد کو ختم کر دیا اور حضرت ایوب علیہ السلام کی خدمت میں ان بچوں کے استاد کا بھیس بدل کر نہایت زخمی دل اور افسردہ ہو کر آپ کے پاس آیا اور اولاد کے متعلق ان کے جذبات کو برانگیختہ کرنے لگا جس سے حضرت ایوب علیہ السلام متاثر ہوئے اور آپ پر گریہ طاری ہو گیا اور اپ نے ایک مشت خاک اپنے سر پر ڈالی جس سے ابلیس کو بہت خوشی ہوئی اور حضرت ایوب علیہ السلام کے اس عمل کو اپنے حق میں غنیمت جانا۔

حضرت ایوب علیہ السلام نے متنبہ ہونے پر فوراً ہی توبہ استغفار کیا۔ حضرت ایوب علیہ السلام کے ساتھی فرشتے اس توبہ کو لے کر جلد ہی آسمان تک پہنچے اور ابلیس کے بارگاہ الٰہی میں حاضر ہونے سے قبل وہ حاضر ہو گئے۔

شیطان کا ایوبؑ کو دوسرے امتحان میں ڈالنا

پس جب مال و اولاد کی ہلاکت و بربادی کا یہ عظیم صدمہ بھی عبادت خداوندی اور اطاعت اشعاری سے نہ ہٹا سکا تو ابلیس نے اللہ تعالیٰ سے آپ کے جسم پر تسلط کی درخواست کی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے جسم پہ بھی اسے تسلط عطا فرمادیا مگر آپ کی زبان دل اور عقل اسکے اختیار سے باہر تھے چنانچہ جب کہ آپ سجدہ میں مشغول تھے تو ابلیس نے آپ کے گلے میں ایسی پھونک ماری کہ سارا بدن شمع کی مانند تپنے لگا اور آپ کی حالت یہ ہوگئی کہ جسم مبارک کی وجہ سے بستی والوں نے آپ کو بستی سے نکال دیا اور اس میں تعفن پیدا ہو گیا۔ باہر ایک کوڑی پر آپ کو چھوڑ آئے، سوائے آپ کی زوجہ محترمہ کے کوئی شخص آپ کے قریب نہیں جاتا تھا اس خدا کی نیک بندی کا نام و نسب ہم پہلے ذکر کر چکے ہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی آزمائش کی انتہا اور رحمت الٰہیہ کا متوجہ ہونا

ایسے وقت کہ آپ کی اہلیہ کے علاوہ اور کوئی بھی آپ کے پاس نہیں جاتا تھا ان حالات میں آپ کی بیوی آپکی تیمارداری اور خدمت کے لیے پابندی سے حاضر ہوتیں تھیں قوم میں صرف تین آدمی تھے جنھوں نے آپ کے دین کا اتباع کیا تھا لیکن جب انہوں نے حضرت ایوب علیہ السلام کو ان سخت حالات میں دیکھا تو وہ بھی آپ کا ساتھ چھوڑ گئے اور آپ کو متہم سمجھنے لگے اگرچہ انہوں نے دین سے انحراف نہیں کیا تھا ان میں سے ایک کا نام ''بلدد'' ہے اور دوسرے کا نام ''الیفر'' اور تیسرے کا نام ''صافر'' تھا چنانچہ وہ آپ کے پاس حاضر ہوئے اور آپ کی حالت دیکھی تو وہ آپ کے ساتھ سخت کلامی کرنے لگے اور آپ کو جھڑکنا شروع کر دیا جب آپ نے اپنے متبعین سے یہ باتیں سنیں تو بارگاہ الٰہی کی طرف متوجہ ہو کر فریاد و عاجزی کی جس سے رحمت الٰہیہ فوراً متوجہ ہوئی اور آپ کی بیماری فوراً ختم ہوگئی اور آپ کے اہل و عیال مال و دولت سب کچھ واپس لوٹا دیا گیا بلکہ اس سے دوگنا کر دیا گیا اللہ تعالیٰ نے آپ سے فرمایا

''ارکض برجلک ھذا مغتسل بارد و شراب''

(ترجمہ) حکم ہوا زمین پر اپنا پاؤں مار یہ غسل کرنے اور پینے کے لیے ٹھنڈا پانی ہے۔

چنانچہ حضرت ایوب علیہ السلام نے اس پانی سے غسل کیا جس سے پہلے کا حسن اور خوبصورتی واپس لوٹ آئی۔

ایوبؑ پر مصیبت کا کل زمانہ

حضرت حسن بصری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ایوب علیہ السلام بنی اسرائیل کی کوڑی پر سات سال اور کچھ ماہ بے یار و مددگار پڑے رہے۔ ایک مرتبہ بھی آپ نے اللہ تعالیٰ سے اپنی اس مصیبت کو دور کرنے کی درخواست نہیں کی جب کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک روئے زمین پر حضرت ایوب علیہ السلام سے زیادہ اور کوئی محبوب نہیں تھا۔

مؤرخین کا آپ کی بیماری کی مدت میں اختلاف ہے حضرت حسن بصری کی مذکورہ بالا روایت سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مدت سات سال اور کچھ ماہ تھی۔ یہ تھا مختصر تذکرہ ایوب علیہ السلام کا۔

حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ نبوت، وفات اور اولاد

حضرت ذوالکفلؑ کا مختصر ذکر

ہم نے حضرت ایوب علیہ السلام کے تذکرے کو سیدنا یوسف علیہ السلام کے تذکرہ پر مقدم کیا اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے زمانے میں نبوت کے عہدے پر فائز تھے منقول ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کی عمر ترانوے سال تھی انھوں نے اپنی وفات کے وقت اپنے صاحبزادے ''حول'' کے نام اپنی جانشینی کی وصیت کی تھی اور آپ کی وفات کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کے بیٹے بشر بن ایوب کو منصب نبوت سے سرفراز فرمایا اور ان کا لقب ذوالکفل رکھا اور انھیں دعوت توحید کا حکم فرمایا حضرت ذوالکفل تمام عمر شام ہی میں مقیم رہے حتیٰ کے وہیں آپ کا انتقال ہوا آپ کی عمر ۹۵ سال تھی وفات کے وقت ذوالکفل نے اپنے بیٹے بشر کے لیے جانشینی کی وصیت فرمائی۔ حضرت ذوالکفل کے بعد حضرت شعیب علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے منصب نبوت عطا فرمایا ان کا سلسلہ نسب یہ ہے۔ شعیب بن صیفون بن عیفا بن ثابت بن مدین بن ابراہیم۔

حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ

حضرت شعیب علیہ السلام کے نسب میں اختلاف ہے یہود کے ہاں ان کا نسب نامہ وہ ہے جو اوپر ذکر ہوا اور ابن اسحاق اور بعض علماء کا کہنا ہے کہ حضرت شعیب اولاد ابراہیم سے نہ تھے بلکہ آپ کے آباء واجداد ابراہیم علیہ السلام پر ایمان لائے تھے اور وہ ان کے دین کی اتباع کرتے تھے اور انھوں نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ شام کی طرف ہجرت کی البتہ حضرت لوط علیہ السلام کی صاحبزادی آپ کی دادی تھیں۔

کیا شعیب علیہ السلام نابینا تھے؟

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حضرت شعیب علیہ السلام کا اصل نام نیرون تھا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ آپ کی آنکھیں ظاہری بینائی سے معذور تھیں۔ چنانچہ سعید بن جبیرؒ

''انا لنراک فینا ضعیفا''

(ترجمہ) ہم تجھ کو اپنی قوم میں کمزور پاتے ہیں۔

اور سفیان اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ آپؑ نابینا تھے اور شریک نے بھی اس آیت کی تفسیر میں یہ بات ارشاد فرمائی ہے۔ حضرت سفیان ثوری فرماتے ہیں کہ آپ کی بینائی کمزور تھی اور آپ کا لقب ''خطیب الانبیاء'' تھا۔ یعنی انبیاء میں بڑے درجے کے خطیب تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو مدین کی طرف مبعوث فرمایا تھا اور مدین والوں کو اصحاب ایکہ بھی کہا جاتا ہے اور عربی زبان میں ایکہ درختوں کے جھنڈ کو بھی کہا جاتا ہے یہ لوگ اللہ تعالیٰ کے نافرمان اور ناپ تول میں لوگوں کے ساتھ کمی کرتے اور لوگوں کے اموال کو زبردستی دھوکہ بازی سے لے لیتے تھے۔

قوم شعیبؑ کی بدعملی اور حضرت شعیبؑ کی نصیحت وتبلیغ

اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان پر رزق کے اعتبار سے فراخی کر رکھی تھی اور انھیں ڈھیل دے رکھی تھی کہ باوجود

ان کے کفر کے حالات بہت اچھے تھے چنانچہ حضرت شعیب علیہ السلام نے ان سے فرمایا: "**یاقوم اعبدو الله مالکم من اله غیره ولا تنقصوا المکیال والمیزان. انی اراکم بخیر وانی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم.**"

(ترجمہ) اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں ہے اور تم پیمانہ بھرنے اور تولنے میں کمی نہ کیا کرو، میں تم کو آسودہ حالت میں دیکھتا ہوں اور میں تم پر ایک ایسے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں جو ہر قسم کے عذاب کا جامع ہوگا۔

ابن اسحاق یعقوب بن ابی سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب حضرت شعیب علیہ السلام کا تذکرہ کرتے تو فرماتے کہ وہ انبیاء کے خطیب ہیں اور یہ اس وجہ سے فرماتے کہ قوم کے اعتراضات کا جواب دینے میں آپ کا انداز بیان بہت اچھا تھا۔

قوم شعیبؑ کی سرکشی کا انجام

لیکن جب اہل قوم کی سرکشی اور گمراہی میں اضافہ ہوتا چلا گیا اور حضرت شعیب علیہ السلام کی نصیحت اور آپکا وعظ ان پر کارگر نہ ہوا تو عذاب الٰہی کے خوف سے ڈرانے کا اس پر کوئی اثر نہ ہوا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں عذاب دینے کا ارادہ فرمالیا چنانچہ ارشاد فرماتے ہیں۔

"**فاخذهم عذاب یوم الظلة انه کان عذاب یوم عظیم**"

(ترجمہ) آخر کار ان کو سائبان والے دن کے عذاب نے آ پکڑا بلاشبہ وہ ایک بڑے خوفناک دن کا عذاب تھا۔

یزید باھلی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اس آیت کریمہ

"**فاخذهم عذاب یوم الظلة انه کان عذاب یوم من عظیم**".

کی تفسیر پوچھی تو انھوں نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ان پر سخت گرمی کا عذاب نازل فرمایا جس نے ان کا سانس لینا دوبھر کردیا وہ لوگ بھاگے اور گھروں میں پناہ لی تو گھروں میں ان کو نجات نہ مل سکی چنانچہ وہ بھاگتے ہوئے گھروں سے نکل کر جنگل کی طرف چل پڑے وہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کا سایہ کردیا جس سے انھیں ٹھنڈک اور راحت حاصل ہوئی چنانچہ ہر شخص دوسرے کو بلانے لگا چنانچہ سب جمع ہوگئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر آگ برسائی جس سے وہ سب ہلاک ہوگئے حضرت عبداللہ بن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ تھا "سائبان کے دن کا عذاب" اور واقعتہً یہ بڑا خوفناک دن کا عذاب تھا۔

"عذاب یوم الظلة" کے متعلق مفسرین کے اقوال

پہلا قول

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت شعیب علیہ السلام دو امتوں کی طرف مبعوث ہوئے تھے (۱) اپنی قوم اہل مدین کی طرف (۲) اہل ایکہ کی طرف یہ درختوں کے جھنڈوں میں رہنے والے لوگ تھے۔

جب اللہ تعالیٰ نے ان پر عذاب نازل کرنے کا ارادہ فرمایا تو سخت گرمی ان پر مسلط کردی اور عذاب کو اس طرح بلند کیا کہ وہ ایک بادل کا ٹکڑا معلوم ہوتا تھا جب وہ ٹکڑا ان کے قریب ہوا تو یہ لوگ اس کی ٹھنڈک سے امید وابستہ کرکے اسکی طرف چل پڑے جب سب اسکے نیچے جمع ہوگئے تو اس سے آگ برسنا شروع ہوگئی۔

دوسرا قول

خدا کی ڈھیل اور وسعت

معمر بن راشد فرماتے ہیں کہ ہمیں ہمارے ایک ساتھی نے بعض دوسرے علماء سے نقل کر کے بتایا ہے کہ قوم شعیب نے جب ایک حکم خداوندی کو ترک کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان پر رزق کو مزید وسیع کیا انھوں نے پھر دوسرا حکم چھوڑا تو اللہ تعالیٰ نے مزید وسعت عطا فرمائی۔ چنانچہ پھر ایسا ہونے لگا کہ جب بھی وہ کوئی حکم چھوڑتے تو ان پر مزید رزق کی وسعت فرمادی جاتی یہاں تک کہ جب اللہ تعالیٰ نے ان کی ہلاکت کا ارادہ کر لیا تو ان پر ایسی سخت گرمی اور لو مسلط کی وہ اس کی تاب نہ لا سکے حتی کہ کوئی سایہ دار چیز یا پانی انھیں کوئی نفع نہ دیتا تھا یہاں تک کہ قوم کا کوئی آدمی باہر نکلا اس نے ایک سائبان کے نیچے سایہ لیا تو وہاں سے اسے نرم ہوا محسوس ہوئی چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو آواز دی کہ نرم ہوا لینے کے لیے ادھر آ جاؤ وہ جلدی سے اس کی طرف لپکے جب سب جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے اسی ہوا سے اپر آگ کا شعلے بھڑکا دیئے۔

تیسرا قول

ابو اسحاق زید بن معاویہ سے نقل کرتے ہوئے اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ انھیں سخت گرمی اور لو پہنچی جس نے انھیں ان کے گھروں میں بے چین کر دیا پھر ایک بادل سائبان کی شکل میں ظاہر ہوا تو وہ سب اسکے پیچھے چلے گئے پھر جب وہ سب اس کے نیچے سو گئے تو انھیں زلزلے نے آن پکڑا۔

چوتھا قول

حضرت مجاہدؒ سے اس آیت کی تفسیر میں مروی ہے کہ عذاب نے قوم شعیب پر سایہ کر دیا۔

پانچواں قول

حضرت ابن جریج اس کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے ابتدا میں ان پر عذاب نازل کیا تو شدید گرمی اور لو نے انھیں آن گھیرا پھر اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے ایک بادل کا ٹکڑا بلند کیا تو قوم میں سے ایک جماعت سایہ حاصل کرنے کے لیے اسکی طرف گئی وہاں انھیں ٹھنڈک اور نرم و معتدل ہوا محسوس ہوئی اچانک اللہ تعالیٰ نے ان پر بادل کے اوپر سے عذاب نازل فرمایا۔

چھٹا قول

ابن زید اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ایک طرف بادل کی شکل کے سائبان کو بھی ان نکے سروں پر منڈلا دیا جبکہ دوسری طرف سورج کی تپش اسقدر تیز کر دی کہ زمین پر موجود ہر چیز بھسم ہو گئی چنانچہ سب وگ اس سائبان کے نیچے چلے گئے اور جب وہ سب جمع ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان پر سے سائبان کو ہٹا لیا اور سورج کو ان ہزید تپا دیا جس سے وہ اس طرح جلنے لگے جیسے ٹڈی کو کڑاہی میں ڈال کر بھونا جا رہا ہو۔

ساتواں قول

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے فرماتے ہیں کہ جو عالم بھی تمھیں یہ بات کہے کہ ''عذاب یوم الظلۃ'' کے دن کا عذاب کچھ بھی نہیں تھا تو اسے جھوٹا سمجھو۔

قوم شعیب علیہ السلام کی ایک بری عادت

ارشاد باری تعالی ہے کہ ''اصلاتک تامرک أن نترک ما یعبد آباؤنا أو أن نفعل فی أموالنا مانشاء''

(ترجمہ) کیا تمہاری نماز تمھیں یہ حکم دیتی ہے کہ ہم ان بتوں کی پوجا چھوڑ دیں جن کی پرستش ہمارے آباواجداد کرتے رہے اور اپنے اموال میں اپنی مرضی کا تصرف ترک کر دیں۔

حضرت زید بن اسلم مذکورہ بالا آیت کی تفسیر فرماتے ہیں کہ منجملہ ان چیزوں کے جن میں حضرت شعیب علیہ السلام اپنی قوم کو منع کرتے تھے ایک چیز درہم کو کاٹ کر تھوڑا سا بچالینا بھی تھا یعنی ان کی عادت تھی کہ جو دراھم لوگوں کو ادا کرنے ہوتے تو ان میں سے تھوڑا سا حصہ توڑ کر رکھ لیتے تھے۔

ابن مودود محمد بن کعب قرظی سے نقل فرماتے ہیں کہ قوم شعیب کو دراھم کاٹنے پر عذاب دیا گیا پھر وہی بات مجھے قرآن کریم میں ان الفاظ سے مل گئی ''اصلاتک تامرک ان نترک مایعبد آباؤنا او ان نفعل فی اموالنا مانشاء'' (ترجمہ اوپر گزر چکا ہے)

اب ہم آل یعقوب علیہ السلام کے تذکرے کی طرف دوبارہ لوٹتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام اور ان کے اہل وعیال کا تذکرہ

مؤرخین لکھتے ہیں کہ حضرت اسحاق علیہ السلام یعقوب اور عیص کی ولادت کے بعد سو سال تک حیات رہے اور ایک سو ساٹھ سال کی عمر میں وفات پائی اور آپ کے صاحبزادوں نے آپ کی قبر والد ماجد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پہلو میں بنائی جو حبرون نامی بستی میں ہے اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی کل عمر ایک سو پینتالیس سال ہوئی آپ کے صاحبزادے اور انکی اولاد کو وہ حسن دیا گیا تھا کہ باقی لوگوں میں سے کسی کو نہ ملا تھا۔

ثابت بنانی حضرت انس رضی اللہ تعالی عنہ سے نبی کریم ﷺ کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ حضرت یوسف اور انکی والدہ کو حسن کا ایک بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا بچپن اور ایک آزمائش

حضرت یوسف علیہ السلام کی ولادت کے فوراً بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے انھیں اپنی بہن کی پرورش میں بھیج دیا تھا۔

اس زمانہ میں جو اہم واقعہ پیش آیا تھا حضرت مجاہدؒ اس کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ

السلام کی پھوپھی جو حضرت اسحاق علیہ السلام کی سب سے بڑی اولاد تھیں۔ اور حضرت اسحاق علیہ السلام کا پٹکا (کمر بند) انھی کو ملا تھا کیونکہ اولاد میں جو سب سے بڑا ہوتا تھا یہ اسی کا حصہ سمجھا جاتا تھا اور اس کا قاعدہ یہ تھا کہ اس پٹکے کے متعلق جو شخص اپنے مالک سے خیانت کرتا وہ اس مالک کا قیدی بن جاتا تھا کوئی اس بارے میں اس سے جھگڑا نہیں کرسکتا تھا اور اس مالک کو قید کے بارے میں ہر قسم کا اختیار رہوتا تھا۔ اور جیسا کہ ہم نے ابھی ذکر کیا کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے صاحبزادے حضرت یوسف علیہ السلام کو بچپن ہی سے ان کی پھوپھی کی تربیت میں دیدیا تھا اس وجہ سے حضرت یوسف علیہ السلام بچپن ہی میں اپنی پھوپھی کے پاس رہے اور انھیں بھی جتنی محبت یوسف علیہ السلام سے تھی اتنی کسی سے بھی نہ تھی۔

پھوپھی کا یوسف کو اپنے پاس رکھنے کا عجیب طریقہ

یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام سنِ شعور تک پہنچ گئے تو حضرت یعقوب علیہ السلام کے دل میں بیٹے کی محبت نے جوش مارا، چنانچہ ہمشیرہ کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اب یوسف کو میرے پاس بھیج دو۔ بخدا اب تو میں ایک گھڑی بھی یوسف کی جدائی برداشت نہیں کرسکتا۔ یہ سن کر پھوپھی نے کہا خدا کی قسم اب تو میں یوسف کو کسی قیمت پر نہیں چھوڑ سکتی۔ حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ میں بھی نہیں چھوڑ سکتا تو انکی بہن نے کہا کہ آپ چند روز مزید اسے یہاں چھوڑ دیجیے تاکہ میں اسے دیکھ کر کچھ اطمینان حاصل کرلوں شاید پھر میں اسے بھیجنے پر تیار ہوجاؤں جب حضرت یعقوب علیہ السلام وہاں سے چلے آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام کی پھوپھی نے وہ پٹکا چپکے سے حضرت یوسف علیہ السلام کے کپڑوں کے نیچے ان کے جسم کے ساتھ باندھ دیا اور گھر میں آواز لگادی کہ حضرت اسحاق علیہ السلام کا پٹکا گم ہوگیا ہے لہذا دیکھو کہ کس نے اٹھایا ہے چنانچہ سارے گھر کی تلاشی لی گئی مگر وہ کہاں ملتا۔ تو انھوں نے کہا کہ سب گھر والوں کی تلاشی لی جائے چنانچہ تلاش کے دوران حضرت یوسف علیہ السلام کے کپڑوں سے نکل آیا پھوپھی نے کہا واللہ یہ تو اب میرا اسیر ہے۔ میں اسکے متعلق مکمل بااختیار ہوں چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام جب دوبارہ آئے تو انھوں نے سارا قصہ سنادیا حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا تم جانو اور تمہارا کام، اگر اس نے واقعی ایسا کیا ہے تو وہ تمہارا اسیر ہے میں اس کے علاوہ کیا کرسکتا ہوں چنانچہ حضرت یوسف علیہ السلام کی پھوپھی نے انھیں اپنے پاس روک لیا اور ان کی موت تک حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے جانے پر قادر نہ ہوسکے۔

یوسفؑ پر بہتان طرازی

حضرت مجاہدؒ کہتے ہیں کہ اسی بناء پر حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس رکھنے کے لیے انکے ساتھ معاملہ کیا تو انکے بھائیوں نے کہا تھا کہ اگر اس نے (بنیامین نے) چوری کی ہے تو اس سے قبل اس کا بھائی بھی چوری کرچکا ہے۔

ابو جعفر فرماتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے دیکھا کہ یوسف علیہ السلام کے ساتھ والد صاحب اس قدر محبت کرتے تھے کہ ان کی جدائی بالکل برداشت نہیں کرتے تھے تو انھیں یوسف علیہ السلام کے اس مرتبہ پر حسد ہوگیا چنانچہ آپس میں کہنے لگے کہ "لیوسف واخوہ احب الی ابینا منا ونحن عصبة ان ابانا لفی ضلال مبین"۔

(ترجمہ) یوسف اور اس کا بھائی ہمارے باپ کو ہم سے زیادہ محبوب ہیں حالانکہ ہم زور آور جماعت ہیں کچھ شک نہیں کہ ہمارے والد کھلی غلطی میں مبتلا ہیں۔

برادران یوسف کا حسد اور حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف سازش

پھر اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام اور انکے والد حضرت یعقوب علیہ السلام کے ساتھ جو کچھ ہوا اللہ تعالیٰ نے اسے اپنی کتاب میں مفصل ذکر کر دیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے اپنے والد سے یوسف کو اپنے ساتھ میدان میں کھیل کود اور نشاط طبع کے لیے لے جانے کی اجازت چاہی اور انکی حفاظت کی ضمانت دی اور حضرت یعقوب علیہ السلام نے یوسف علیہ السلام کو اپنی نظروں سے اوجھل ہو جانے کی وجہ سے اپنی پریشانی کا اظہار کیا اور اس بات کا خوف کیا کہ کہیں بھیڑیئے اسے نقصان نہ پہنچادیں مگر بھائیوں نے دھوکہ اور جھوٹ کے ذریعے والد کو تسلی دے دی جس سے حضرت یعقوب علیہ السلام مطمئن ہو گئے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ بھیج دیا وہاں جا کر انھوں نے طے کیا کہ یوسف علیہ السلام کو کسی تاریک کنوئیں میں ڈال دیا جائے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے خلاف متفقہ منصوبہ اور آپ کا معجزانہ طور پر بچنا

سدی کہتے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ بھیج دیا چنانچہ جب وہ انھیں اپنے ساتھ لے جا رہے تھے تو بڑے احترام سے پیش آئے لیکن جب جنگل میں پہنچے تو ان کی عداوت کھل کر سامنے آ گئی چنانچہ ایک بھائی یوسف کو مارتا تو وہ دوسرے بھائی کو مدد کے لیے پکارتے لیکن وہ مدد کرنے کے بجائے خود مارنا شروع کر دیتا ان میں سے کسی ایک کو بھی اپنے چھوٹے بھائی پر ترس نہیں آیا اتنا مارا کہ قریب تھا کہ آپ کا دم نکل جائے۔ حضرت یوسف علیہ السلام پکارتے جاتے اے ابا جان اے ابا جان آپ کہاں ہیں۔ کاش آپ کو معلوم ہوتا کہ یہ لونڈیوں کے بیٹے میرے ساتھ کیا سلوک کر رہے ہیں۔

یہوذا کا یوسفؑ پر ترس کھانا اور دوسرے بھائیوں کا آپ کو کنویں میں ڈالنا

ان میں سے یہوذا نے کہا کہ کیا تم نے مجھ سے پختہ عہد نہیں کیا تھا کہ تم اسے قتل نہیں کرو گے چنانچہ یہ سن کر انھوں نے مارنا چھوڑ دیا اور گھسیٹتے ہوئے کنوئیں کی طرف لے گئے اور انھیں کنوئیں میں لٹکا دیا مگر آپ کنوئیں کی منڈیر کے ساتھ چمٹ گئے چنانچہ کئی مرتبہ ایسا ہوا تو انھوں نے آپ کے ہاتھ باندھ دیئے اور آپ کا کرتہ اتار لیا حضرت یوسف علیہ السلام نے فریاد کی کہ بھائیو میرا کرتہ تو دے دو جس سے میں کنوئیں میں اپنا تن ڈھک سکوں تو وہ (بطور طنز) کہنے لگے کہ چاند سورج اور گیارہ ستاروں کو بلا لو وہ تمہارا دل بہلائیں گے حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے کچھ بھی نہیں دیکھا تھا بہر حال انھوں نے آپ کو کنوئیں میں لٹکا دیا اور آدھ تک پہنچنے کے بعد آپ کو چھوڑ دیا تاکہ (معاذ اللہ) آپ کی جان نکل جائے کنوئیں میں آپ پانی پر گرے قریب ہی ایک چٹان تھی آپ اس پر کھڑے ہو گئے جب بھائیوں نے آپ کو کنوئیں میں ڈالا تو آپ رونے لگے چنانچہ انھوں نے فوراً آپ کو آواز دی ان کا مقصد یہ تھا کہ آواز دے کر معلوم کریں کہ زندہ ہیں یا نہیں مگر آپ یہ سمجھے کہ انھیں شاید رحم آ گیا ہے آپ نے کنوئیں میں سے ان کی پکار کا جواب دیا جب آپ کا زندہ سلامت ہونا ان کو معلوم ہوا تو انھوں نے چاہا کہ پتھر سے آپ کا سر کچل دیں

(معاذ اللہ) مگر یھوذ نے بیچ میں آکر انھیں منع کر دیا اور کہا کہ تم نے مجھ سے پختہ عہد کیا تھا کہ تم اسے قتل نہیں کرو گے اور اس کنوئیں میں قیام کے دوران یھوذا نے آپ کے کھانے کا انتظام کیا تھا۔

چاہ کنعان میں حضرت یوسف علیہ السلام پر وحی کا نزول

پھر اس کنوئیں میں ہی اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی (الہام) کے ذریعے حضرت یوسف علیہ السلام کو خبر دی کہ وہ ان بھائیوں کو ایک دن ان زیادتیوں کے متعلق جو انھوں نے آپ کے ساتھ کی ہیں، ان بتائیں گے۔ مگر وہ اس وحی (الہام) کے متعلق لاعلم تھے چنانچہ حضرت قتادہ نے ارشاد باری تعالیٰ 'و اوحینا الیه لتنبئنهم بامرهم هذا وهم لایشعرون'' کا بھی مطلب بیان کیا ہے۔

(ترجمہ) اور ہم نے یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالنے کے بعد وحی بھیجی کہ تو انکے اس واقعہ سے ان کو ایک دن آگاہ کرے گا اور ان کی یہ حالت ہوگی کہ وہ تجھ کو اس وقت پہچانتے نہ ہونگے۔

یہ روایت محمد بن ثور نے معمر کے واسطے سے قتادہ سے نقل کی ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن مبارک نے بھی معمر کے واسطے سے یہ روایت قتادہ سے اسی طرح نقل کی ہے۔ اور سدی کہتے ہیں کہ میں نے ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے اسی طرح فرماتے ہوئے سنا اور ابن جریج نے بھی اس کا یہی مطلب ارشاد فرمایا ہے۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے سامنے بھائیوں کی جھوٹی تاویل

شام کے وقت سب بھائی روتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ یوسف علیہ السلام کو تو بھیڑیے نے کھا لیا مگر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ایسی بات نہیں بلکہ تم نے اپنی طرف سے ایک بات گھڑ لی ہے لہذا اب میں صبر جمیل کروں گا۔

کنوئیں پر قافلہ کے آنے سے پہلے یوسف علیہ السلام کا باہر نکلنا

اسی اثنا میں ایک قافلہ وہاں آکر ٹھہرا اور انھوں نے اپنے پانی بھرنے والے کو بھیجا مگر جب اس نے ڈول کھینچا تو اس میں حضرت یوسف علیہ السلام تھے چنانچہ اس نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ تمھیں خوشخبری ہو کہ ایک لڑکا مل گیا ہے۔
حضرت قتادہ رحمہ اللہ تعالیٰ اس آیت

''یابشری هذا غلام''

(ترجمہ) اے! خوش قسمتی یہ تو لڑکا ہے۔

کی تفسیر کرتے ہیں کہ جب انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالا تو آپس میں ایک دوسرے کو خوشخبری دینے لگے۔

یہ کنواں بیت المقدس کی زمین میں ہے اس کے نشانات ابھی تک لوگوں کو معلوم ہیں۔

اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ جس شخص نے حضرت یوسف علیہ السلام کو کنوئیں سے نکالا تھا اس نے اپنے ایک ساتھی کو آواز دی جس کا نام بشری تھا۔

چنانچہ سدی نے ''یابشری'' کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ اس کے ساتھی کا نام بشری تھا اور حکم ظہیر بن کلسدی سے

"یا بشری ھذا غلام" کی تفسیر میں بھی یہی نقل کرتے ہیں کہ اس کے ساتھی کا نام بشری تھا جیسے آپ یا زید کہتے ہیں اسی طرح یہ یا بشری ہے۔

یوسف کو بھائیوں سے خریدا جانا

جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائیوں کو اس بات کا علم ہوا کہ قافلے والوں نے انھیں نکال لیا تو وہ ان کے پاس پہنچے تو قافلے والوں نے انھیں کچھ رقم دے کر خرید لیا اور خریدنے میں انہوں نے کچھ زیادہ دلچسپی نہ دکھائی کہ کہیں زیادہ قیمت نہ لگانی پڑ جائے اور حضرت یوسف علیہ السلام کو انھوں نے بطور سامان تجارت کے چھپا دیا تاکہ دوسرے تاجر اس میں شرکت کا دعویٰ نہ کریں۔

اہلِ قافلہ سے یوسف کو چھپا دینا

مفسرین کرام نے آیت کریمہ کی تفسیر کی ہے:

"واسروہ بضاعة" (ترجمہ) اور انھوں نے اسے ایک بیش بہا سرمایہ سمجھ کر چھپا دیا۔

چنانچہ حضرت مجاہدؒ اس کی تفسیر میں مروی ہے کہ پانی لانے والے نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ تو کسی کا سامان تجارت ہے جو ہم لیکر جا رہیں ہیں اور یہ اس وجہ سے کہا کہ انھیں اس کا اندیشہ تھا کہ اگر ان ساتھیوں کو اس کی قیمت کا علم ہو گیا تو یہ اس میں اپنی شرکت کا مطالبہ کریں گے چنانچہ اس تاثر کو مزید پختہ بنانے کے لیے برادران یوسف اس پانی کو بھرنے والے کے پاس آئے اور اس سے کہنے لگے کہ اس کو اچھی طرح باندھ کر رکھیں یہ بھاگ نہ جائے بہر حال وہ حضرت یوسف کو لے کر مصر پہنچ گئے اور اعلان کیا کہ کون شخص مجھ سے یہ غلام خریدے گا جو مجھے اس کی اچھی قیمت ادا کرے؟ چنانچہ بادشاہ مصر نے اسے خرید لیا وہ ایک مسلمان بادشاہ تھا۔

حضرت مجاہد سے ایک دوسری روایت میں بھی یہ نقل کیا گیا ہے

سدی سے منقول ہے کہ جن دو شخصوں نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں سے خریدا تھا انھیں خیال ہوا کہ اگر ہم یہ کہیں گے کہ ہم نے اسے خریدا ہے تو دوسرے اہل قافلہ والے اس میں شامل ہونا چاہیں گے چنانچہ انھوں نے طے کیا اگر ہم سے اسکے متعلق پوچھا گیا تو ہم کہیں گے کہ یہ سامان تجارت ہے جو اس کنوئیں والوں نے فروخت کرنے کے لیے ہمارے ساتھ کر دیا ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا انتہائی کم قیمت پر فروخت ہونا

اول تو بھائیوں کا بیچنا ہی ناجائز اور حرام تھا مگر جب بیچا تو وہ بھی انتہائی کم قیمت پر۔

بعض کا کہنا ہے کہ بیس درہم کے بدلے میں فروخت کیا اور دس بھائی تھے ہر ایک کے حصے میں دو درہم آئے اور بیس درہم بھی گن کر لیے ان کا وزن نہیں ہوا تھا اور کہا جاتا ہے کہ اس کی وجہ یہ تھی کہ اس زمانہ میں سب سے کم وزن اوقیہ ہوتا تھا اور اوقیہ چالیس درہم کا ہوتا تھا لہٰذا اگر درہم چالیس سے کم ہوتے تو ان کا وزن نہیں ہوتا تھا۔

اور بعض کا قول ہے کہ چالیس درہم میں معاملہ ہوا تھا اور ایک قول یہ ہے کہ بائیس درہم میں ہوا تھا۔

بازار مصر میں حضرت یوسف علیہ السلام کو فروخت کرنے والے اور خریدنے والے کون تھے؟

ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کو بازار مصر میں فروخت کرنے والے کا نام مالک بن دعر بن یابب بن عفقان بن مدیان بن ابراہیم الخلیل علیہ السلام تھا۔ اور جس شخص نے آپ کو خریدا اور اپنی عورت سے یہ کہا تھا ''اس کو عزت و آبرو سے رکھیو'' حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ اس کا نام ''قطفیر'' تھا اور ابن اسحاق سے منقول ہے کہ اس کا نام اطفیر بن رجیب تھا اور یہ شخص عزیز مصر کے لقب سے ملقب تھا اور مصر کے تمام خزانے اس کے زیر انتظام چلتے تھے۔

شاہ مصر

اس وقت کا بادشاہ مصر قوم عمالقہ کا ایک شخص ریان بن ولید تھا اور بعض حضرات نے اس کا نسب یہ بیان کیا ہے۔

ریان بن الولید بن ثروان بن ارشہ بن فاران بن عمرو بن عملاق بن اروذ بن سام بن نوح۔

بعض علماء کا بیان ہے کہ یہ بادشاہ ایمان لے آیا تھا اور اس نے دین یوسفی کا اتباع کر لیا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام کی زندگی میں اس کا انتقال ہو گیا تھا اس کے بعد سلطنت مصر قابوس بن مصعب بن معاویہ بن نمیر بن السلوس بن قاران بن عمرو بن عملاق بن اروذ بن سام بن نوح علیہ السلام کے ہاتھ آئی۔ یہ کافر تھا حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے دعوت اسلام دی مگر اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا۔

یوسفؑ کی عمر مصر میں

بعض علماء نے تورات کے حوالے سے نقل کیا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام سترہ برس کی عمر میں مصر پہنچے اور عزیز مصر نے آپ کو قافلے والوں سے خرید لیا اس کے پاس آپ تیرہ سال تک رہے اور تیس سال کی عمر میں فرعون مصر جس کا نام ولید بن ریان تھا نے آپ کو وزیر بنا لیا تھا اور آپ کی ایک سو دس سال کی عمر میں وفات ہوئی اور حضرت یعقوب علیہ السلام سے جدائی اور پھر مصر میں ملاقات کے دوران بائیس سال کا عرصہ تھا اور مصر میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنی وصیت حضرت یوسف علیہ السلام کے لیے کی تھی حضرت یعقوب علیہ السلام جب مصر تشریف لائے تو آپ کے خاندان کی تعداد ستر تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی عزیز مصر کے گھر میں عزت افزائی

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب ''اطفیر'' حضرت یوسف علیہ السلام کو خرید کر گھر لایا تو اس نے اپنی اہلیہ سے جس کا نام راعیل تھا کہا ''اس کو عزت و آبرو سے رکھیو کیا عجب ہے کہ یہ ہمیں نفع پہنچائے'' یعنی بالغ ہونے کے بعد ہمارا معین ثابت ہو اور ہمارے بعض کاموں میں ہماری رہنمائی کرے اور ''یا ہم اسے اپنا بیٹا بنا لیں'' اور یہ بات عزیز مصر نے اس وجہ سے کہی تھی جیسا کہ ابن اسحاق سے روایت ہے کہ عزیز مصر کو عورتوں کی طرف بالکل رغبت نہیں تھی جبکہ اس کی بیوی راعیل انتہائی حسین و جمیل اور ناز و نعم سلطنت و دولت میں پلی ہوئی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی ایک اور آزمائش

زلیخا کا واقعہ

جب حضرت یوسف علیہ السلام کی عمر ۳۳ برس کی ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے انھیں علم وحکمت کی تفسیر عقل کے ساتھ عطا فرمائی اور حضرت مجاہد نے حکمت کی تفسیر عقل کے ساتھ فرمائی ہے مگر آپ کو ابھی نبوت نہیں ملی تھی اسی دوران راعیل اہلیہ عزیز مصر نے جس کے گھر میں آپ نے پرورش پائی تھی آپ کو اپنے نفس کے متعلق ورغلایا اور سب دروازے بند کر دیئے تا کہ اپنا مقصد پورا کر سکے اور حضرت یوسف علیہ السلام کے سامنے ان کے محاسن ذکر کرنے لگی تا کہ انھیں اس کی طرف رغبت ہو۔

زلیخا کا آپ کو اپنی طرف مائل کرنا

چنانچہ سدی سے منقول ہے کہ انھوں نے ارشاد باری تعالیٰ:

"ولقد همت به وهم بها"

(ترجمہ) اور بلاشبہ اس عورت نے یوسف کی طرف پختہ قصد کر لیا تھا اور یوسف کا اس کی جانب غیر ارادی میلان ہوا۔ کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ عزیز مصر کی اہلیہ یوسف علیہ السلام سے کہنے لگی کہ تمہارے بال کتنے خوبصورت ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب دیا کہ یہ تو مرنے کے بعد سب سے پہلے میرے جسم کو چھوڑ دیں گے پھر اس نے کہا اے یوسف تمہاری آنکھیں کتنی حسین ہیں آپ نے جواب دیا کہ یہ سب سے پہلے میرے جسم سے نکل کر بہہ جائیں گی پھر اس نے کہا اے یوسف تمہارا چہرہ کتنا پیارا ہے آپ نے فرمایا کہ یہ تو مٹی کی غذا ہے وہ اسے کھا جائیگی چنانچہ وہ اسی طرح ان کے محاسن گنوا گنوا کر انھیں شوق دلاتی رہی یہاں تک کہ یوسف علیہ السلام کا غیر ارادی طور پر میلان ہو گیا۔

یعقوب علیہ السلام کی طرف سے تنبیہ

حضرت یوسف علیہ السلام کی ابھی تک غیر اختیاری کیفیت تھی کہ اچانک حضرت یعقوب کی صورت مثالیہ کی زیارت کی جو انگلی منہ میں لیے ہوئے فرما رہے تھے اے یوسف یہ کام نہ کرنا کیونکہ جب تک تم یہ کام نہیں کرو گے تمہاری مثال اس پرندے کی سی ہوگی جو فضا میں محو پرواز ہو اور جب تم نے یہ کام کر لیا تو تمہاری مثال اس پرندہ کی سی ہوگی جو زمین پہ افسردہ پڑا ہو کہ وہ بالکل اپنا بچاؤ نہیں کر سکتا۔ نیز جب تک تم اس سے بچے رہو گے اس وقت تک تمہاری مثال اس طاقتور بیل کی سی ہے جس سے کوئی بھی زبردستی کام نہیں لے سکتا اور اگر تم اس میں مبتلا ہو گئے تو تمہاری مثال اس مردہ بیل کی سی ہوگی جس کے سینگوں کی جڑ میں چونٹیاں داخل ہو رہی ہوں اور وہ اپنا دفاع کرنے سے قاصر ہو۔

یوسف علیہ السلام کا باہر کی طرف بھاگنا

حضرت یوسف علیہ السلام نے جیسے ہی اس صورت مثالیہ سے یہ نصیحت سنی تو فوراً اپنی چادر سمیٹی اور باہر نکلنے کے لیے دوڑ لگا دی عزیز مصر کی بیوی نے آپ کی قمیض کو پیچھے سے پکڑا جس سے وہ پھٹ کر آپ کے جسم سے اتر گئی حضرت یوسف علیہ السلام نے اسے پھینکا اور دروازے کی جانب تیز دوڑ لگا دی۔

کیا یوسف کا میلان ہوا تھا؟

"ھم بھا" کی تفسیر یہ ہے کہ حضرت یوسفؑ کے دل میں محض خیال آیا تھا جس پر کوئی انسان قادر نہیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنی برھان کے ذریعے جو اس نے حضرت یوسف علیہ السلام کو دکھائی تھی انھیں اس ارادے سے بچالیا اور اس برھان کے متعلق بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ حضرت یعقوب علیہ السلام کی صورت مثالیہ تھی جس میں انھوں نے اپنی انگلی منہ میں رکھی ہوئی تھی۔ اور بعض کا کہنا ہے کہ دروازے کی جانب سے آواز دی گئی تھی کہ کیا تم یہ کام کر کے اس پرندے کی مانند ہونا چاہتے ہو جس کے پر گر گئے ہوں اور وہ اڑنا چاہتا ہے مگر وہ اڑ نہیں سکتا۔ اور بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ آپ نے دیوار میں لکھا ہوا دیکھا

"ولا تقربوا الزنی انه کان فاحشته وسآء سبیلاً۔"

(ترجمہ) اور زنا کے قریب بھی مت پھٹکو کیونکہ وہ زنا بڑی بے حیائی کی چیز ہے اور وہ بہت بری راہ ہے۔

عزیز مصر کا عین موقع پر پہنچنا اور راعیل کا مکروفریب

حضرت یوسف علیہ السلام کو جیسے ہی اس برھان کے ذریعے تنبہ ہوا تو دوڑتے ہوئے دروازے کی جانب لپکے۔ راعیل بھی پیچھے ہو لی اور دروازے تک پہنچنے سے قبل اس نے یوسف علیہ السلام کو آلیا اور پیچھے سے قمیض پکڑ کر انھیں اپنی طرف کھینچا جس سے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پھٹ گئی اور جیسے ہی دروازہ کھلا تو دیکھا کہ عزیز مصر اور راعیل کا چچازاد بھائی دروازہ پر ہیں۔

چنانچہ سدی سے اس آیت کریمہ:

"والفیا سیدھا لدی الباب"

(ترجمہ) اور ان دونوں نے دروازے کے پاس اس عورت کے خاوند کو پایا۔

کی تفسیر میں اسی طرح منقول ہے۔

راعیل کی یوسف پر بہتان طرازی

جب اس عورت نے اپنے خاوند کو دیکھا تو فوراً کہنے لگی جو تیری بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا اس کے بجز کیا ہوسکتی ہے کہ یا تو وہ قید کردیا جائے یا اس کو کوئی دردناک سزا دی جائے اور کہنے لگی کہ اس نے مجھے ورغلایا ہے مگر میں نے انکار کردیا اور اس سے جان چھڑا کر بھاگا مگر اس نے مجھے پیچھے سے پکڑا جس سے میری قمیض پھٹ گئی۔

راعیل کے چچازاد بھائی کا فیصلہ اور حضرت یوسف علیہ السلام کی برات

راعیل کے چچازاد بھائی نے کہا اس کا حل قمیض میں ہے اگر یوسف کو کرتہ آگے سے پھٹا ہے تو عورت سچی ہے اور یوسف جھوٹا ہے اور اگر قمیض پیچھے سے پھٹی ہے تو عورت جھوٹی اور یوسف سچا ہے چنانچہ قمیض کو لایا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی یہ دیکھ کر عزیز مصر نے کہا "یہ تم عورتوں ہی کی فریب کاری ہے بے شک تمہارا مکر بڑا خطرناک ہے اے یوسف تو اس واقعہ کو نظر انداز کردے اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ یقیناً سرتاسر تو ہی خطا کاروں میں سے

ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا حوصلہ اور بردباری

ابو اسحاق نوف شامی سے نقل کرتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام اس واقعہ کا تذکرہ نہیں کرنا چاہتے تھے مگر جب اس عورت نے خود ہی اپنے شوہر سے یہ کہا" جو تیری بیوی سے بدکاری کا ارادہ کرے اس کی سزا بجز اسکے اور کیا ہوسکتی ہے کہ یا تو وہ قید کر دیا جائے یا اس کو کوئی اور دردناک سزا دی جائے" یہ سن کر حضرت یوسف علیہ السلام کو غصہ آ گیا اور انھیں اپنی صفائی میں یہ کہنا پڑا" یہ عورت خود مجھ کو اپنی جانب مائل کرنے کے لیے پھسلاتی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دینے والا کون تھا؟

اس میں اختلاف ہوا ہے کہ جس نے حضرت یوسف علیہ السلام کے حق میں گواہی دی وہ کون تھا۔ چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ" **وشهد شاهد من اهلها**" (ترجمہ) اور اس عورت کے خاندان والوں میں سے ایک گواہ نے گواہی دی" کی مختلف تفسیریں کی گئی ہیں۔

چنانچہ سدی کہتے ہیں کہ وہ ایک بچہ تھا جو پنگھوڑے میں لیٹا ہوا تھا اور اس کی تائید میں ایک حدیث بھی ملتی ہے جو

چار بچوں کا شیر خواری کے زمانے میں کلام کرنا

سعید بن جبیرؒ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا چار اشخاص ایسے ہیں کہ جنھوں نے بالکل بچپن میں کلام کیا ہے اور ان میں آپ علیہ السلام نے" شاہد یوسف" کا ذکر بھی فرمایا ہے اور حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ جن چار افراد نے بچپن میں کلام کیا وہ یہ ہیں:

(۱) بنت فرعون کی کنگھی کرنے والی عورت کا بیٹا (۲) جریج (عابد بنی اسرائیل) کی طرف غلط طریقے سے منسوب کیا جانے والا بچہ (۳) حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام (۴) حضرت یوسف علیہ السلام کا گواہ۔

اور بعض حضرات کا کہنا ہے کہ گواہ خود قمیض تھی جو پیچھے سے پھٹی ہونے کی وجہ سے صفائی کا ذریعہ بنی۔

قمیض کا آپ کے حق میں ہونا

چنانچہ حضرت مجاہدؒ نے" **وشهد شاهد من اهلها**" کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا ہے حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض پیچھے سے پھٹی ہوئی تھی یہ ہی آپ کے حق میں گواہی بن گئی چنانچہ جب عزیز مصر نے قمیض کو پیچھے سے پھٹا ہوا دیکھا تو اپنی بیوی سے کہا" بے شک یہ تم عورتوں ہی کی فریب کاری ہے بے شک تمہارا مکر بڑا خوفناک ہے" پھر حضرت یوسف علیہ السلام سے مخاطب ہو کر کہنے لگا کہ اس عورت نے آپ کو پھسلایا اور جو کچھ بھی واقعہ ہوا آپ اسے نظر انداز کر دیں اور کسی کے آگے اس کا تذکرہ نہ کریں اور اپنی بیوی سے مخاطب ہو کر کہا" اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ، یقیناً سر تا سر تو ہی خطا کاروں میں سے ہے۔

اہلیہ عزیز مصر کی حرکت کا زنان میں چرچا

جلد ہی اس سارے واقعہ کا چرچا مصر کی عورتوں میں ہو گیا اور کوشش کے باوجود بھی چھپ نہ سکا چنانچہ عورتوں

میں تو یہ بات عام و خاص کی زبان زد ہوگئی'' کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام سے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس کو پھسلاتی ہے یوسف کی محبت نے اس عورت کے دل میں گھر کر لیا ہے''۔

محبت کی انتہاء

یعنی یوسف علیہ السلام کی محبت اس کے'' شغاف قلب'' تک سرایت کر گئی ہے بلکہ اس سے بھی پانی اونچا ہو چکا ہے جس کی وجہ سے وہ ان کی محبت میں دیوانی ہو چکی ہے''شغاف قلب'' کہتے ہیں دل کے غلاف اور پردے کو۔ چنانچہ سدی فرماتے ہیں کہ شغاف دل پر ایک جھلی ہوتی ہے جسے زبان دل کہا جاتا ہے تو حضرت یوسف کی محبت اس جھلی تک سرایت کر گئی تھی یہاں تک کہ اس عورت کے قلب میں پیوست ہوگئی۔

زنانِ مصر کی دعوت اور دیدار یوسف سے ان کی مدہوشی

جب عزیز مصر کی بیوی نے سنا کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ اسکی محبت کا واقعہ عورتوں میں پھیل چکا ہے اور خاص و عام کی زبان زد ہو گیا ہے اور عورتیں اس پر فریب کی باتیں بنا رہی ہیں تو ان کو بلا بھیجا اور ان کے لیے مسند اور تکیے لگائے۔ چنانچہ جب سب آ چکیں تو ان کے لیے مشروب پیش کیا پھر ہر ایک کے ہاتھ میں ایک ایک چھری دیدی کہ پھل کاٹیں اور کھائیں۔

حضرت مجاہد حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ عزیز مصر کی بیوی نے ان عورتوں کے لیے پھلوں میں سے''اترج (موسمی کے مانند پھل'' کا انتخاب کیا تھا۔

ادھر تو اس نے یہ انتظام کیا ہوا تھا اور دوسری طرف ان کی نشست گاہ سے الگ کسی کمرے میں حضرت یوسف علیہ السلام کو بٹھا دیا جب وہ ان کے ہاتھوں میں چھریاں دے چکی تو حضرت یوسف کو حکم دیا'' کہ ذرا ان کے سامنے نکل آ'' حضرت یوسف علیہ السلام ان کے سامنے رونق افروز ہوئے تو ان عورتوں نے حسن یوسفی کا مشاہدہ کیا تو سراپا تعظیم بن گئیں اور انکے دیکھنے میں ایسی مدہوش ہوئیں کہ پھل کاٹنے والی چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹ ڈالے اور بے ساختہ پکار اٹھیں خدا کی پناہ!! یہ انسان نہیں بلکہ یہ تو کوئی ذی مرتبہ فرشتہ ہے۔

عزیز مصر کی بیوی کا عورتوں کے سامنے اپنے گناہ اور یوسف علیہ السلام کی بے گناہی کا اقرار

جب عزیز مصر کی بیوی نے دیکھا کہ ایک نظر دیکھنے سے ان کی عقلیں زائل ہوگئیں ہیں اور اپنے ہاتھ کاٹ بیٹھیں اور ان کے سامنے ان کے اس قول'' عزیز مصر کی بیوی اپنے غلام سے خواہش پوری کرنے کے لیے اس کو پھسلاتی ہے'' کی غلطی واضح ہوگئی تو اب اس نے ان کے سامنے یوسف علیہ السلام کو خود پھسلانے کا اقرار کیا چنانچہ'' وہ کہنے لگی کہ یہ ہی وہ شخص جس کے بارے میں تم مجھ کو ملامت کرتی تھیں اور واقعی میں نے اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے اس کو پھسلایا مگر اس نے اپنے آپ کو بالکل محفوظ رکھا۔ پھر ان عورتوں سے کہنے لگی کہ جو کام میں اس سے کہہ رہی ہوں اگر آئندہ بھی اس کی تعمیل نہیں کریگا تو وہ ضرور قید کیا جائےگا اور وہ ضرور بے عزت ہوگا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی عفت پسندی اور بارگاہ الٰہی میں دعا

مگر حضرت یوسف علیہ السلام نے بدکاری اور معصیت خداوندی پر قید کو ترجیح دی چنانچہ آپ نے بارگاہ الٰہی میں عرض کیا کہ "اے میرے رب! جس بات کی طرف یہ عورتیں مجھے بلاتی ہیں اس بات سے مجھے قید خانہ زیادہ پسند ہے"۔ سدی کہتے ہیں کہ "اس کام" سے مراد زنا اور بدکاری ہے اور آپ نے یہ فریاد کی اور عرض کیا "اور اگر تو نے انکی فریب کاریوں کو مجھ سے دور نہ کیا تو مجھے اندیشہ ہے کہ میں کہیں ان کی طرف مائل نہ ہو جاؤں"۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو (بذریعہ الہام) قبولیت دعا کی خبر دی اور آپ سے ان کے مکروفریب کو دور کر دیا اور گناہ کے ارتکاب سے آپ کو بچالیا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا قید کیا جانا

اس قصے کے بعد عزیز نے باوجود حضرت یوسف علیہ السلام کی صداقت کی نشانیاں دیکھنے کے یہی مناسب سمجھا کہ وہ ایک مدت تک آپ کو قید میں رکھیں۔ ان نشانیوں میں سے آپ کی قمیض کا پیچھے سے پھٹا ہونا چہرے پر خراش کے نشانات، عورتوں کا اپنے ہاتھ کاٹنا اور خود عزیز مصر کو آپ کی پاکدامنی کا علم ہونا شامل تھیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو قید کرنے کا سبب

عورت کا مکر عظیم

سدی سے مروی ہے کہ عزیز مصر کے آپ کو قید میں رکھنے کی وجہ یہ ہوئی کہ اس کی بیوی نے کہا اس عبرانی لڑکے نے مجھے لوگوں میں رسوا کر دیا ہے یہ لوگوں کے سامنے اپنی برات بیان کرتے اور انھیں بتاتے ہیں کہ میں نے اسے پھسلایا تھا جب کہ میں یہاں گھر میں بیٹھی بیٹھی تو اپنا دفاع نہیں کر سکتی تو یا تو مجھے باہر نکل کر اپنا دفاع کرنے کی اجازت دے دو ورنہ جیسے مجھے گھر میں روکا ہوا ہے اسے بھی اسی طرح روک رکھو چنانچہ اس بات کو اللہ تعالیٰ نے یوں بیان فرمایا ہے "عزیز اور اس کے متعلقین کو باوجود یوسف کی صداقت کے نشانات دیکھنے کے یہی مصلحت معلوم ہوئی کہ یوسف علیہ السلام کو ایک مدت تک قید میں رکھیں" اس کے بعد انھوں نے سات سال تک حضرت یوسف علیہ السلام کو قید میں رکھا اور عکرمہ سے بھی یہی منقول ہے کہ آپ سات سال تک قید میں رہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے قید کے دو ساتھی

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو جیل میں بند کر دیا گیا تو ان کے ساتھ بادشاہ مصر ریان بن ولید کے دو غلام بھی جیل میں قید کر دیے گئے تھے ان میں ایک شاہی باورچی تھا اور دوسرا بادشاہ کا ساقی۔ یعنی اسے شراب پیش کرتا تھا اور سدی نے انکی اسیری کا سبب یہ بتایا کہ بادشاہ کو یہ خبر پہنچی کہ باورچی کھانے میں اسے زہر دینا چاہتا ہے اور یہ ساقی اس کو اس پر آمادہ کرنے والا ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے غضبناک ہو کر دونوں کو قید کر دیا چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ "اور یوسف کے ساتھ اتفاقاً اور بھی دو جوان قید خانہ میں داخل ہوئے"۔

دونوں قیدیوں کا خواب اور حضرت یوسف علیہ السلام سے اس کی تعبیر

سدی کہتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام جیل میں داخل ہوئے تو آپ نے فرمایا کہ میں خواب کی تعبیر جانتا ہوں تو انہیں سے ایک نے اپنے ساتھی سے کہا ذرا اس عبرانی غلام کا امتحان لیتے ہیں چنانچہ انھوں نے جھوٹ موٹ کا ایک خواب گھڑا اور بغیر خواب دیکھے اس کی تعبیر دریافت کی" باروچی نے کہا میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ اپنے سر پر روٹیاں اٹھا رکھی ہیں اور ان میں سے پرندے نوچ نوچ کر کھا رہے ہیں" اور دوسرے نے کہا میں نے خواب میں اپنے آپ کو دیکھا کہ میں انگور سے شراب نچوڑ رہا ہوں" اور درخوست کی کہ اے یوسف ہم کو ہمارے خواب کی تعبیر بتا دے کیونکہ ہم تجھ کو نیک آدمیوں میں سے دیکھتے ہیں۔

یوسف کی نیکی کا ذکر

ایک شخص نے حضرت ضحاکؒ سے پوچھا ان قیدیوں نے آپؑ کی کیا نیکی دیکھی تھی جو یہ کہا کہ ہم آپ کو نیک کاروں میں سے پاتے ہیں۔ تو انھوں نے فرمایا کہ جب جیل کا کوئی قیدی بیمار ہو جاتا تو آپ اسکی عیادت کرتے تھے اور کوئی محتاج ہوتا تو اس کے لیے چندہ کرتے اور اگر کسی کی جگہ تنگ ہوتی تو آپ اس کے لیے وسعت کرتے تھے

یوسفؑ کا خواب کی تعبیر دینے میں تاخیر کرنا

بہر حال انھوں نے انھیں جواباً فرمایا کہ جو کھانا تم کو روزمرہ کھانے کو ملتا ہے تمہارے پاس وہ کھانا آنے سے پہلے میں اس خواب کی تعبیر تم کو بتا دوں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام اصل میں ان کے خواب کی تعبیر انھیں دینا نہیں چاہتے تھے اس لیے آپ نے ان کے سوال سے غیر متعلقہ باتیں شروع کر دیں کیونکہ ان کے سوال کے جواب میں ایک شخص کے لیے ناپسند تعبیر تھی۔ اس لیے آپ نے فرمایا اے قید خانہ کے رفیقو! کیا جدا جدا بہت سے معبود بہتر ہیں یا ایک اللہ جو یکتا ہے اور سب سے زبردست و بہتر ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا تعبیر دینا

حضرت یوسف علیہ السلام کی کوشش کے باوجود جب انھوں نے آپ کا پیچھا نہیں چھوڑا تو آپ نے ان کے خواب کی تعبیر ارشاد فرمائی چنانچہ فرمایا" تم میں سے ایک تو اپنے بادشاہ کو شراب پلائے گا یہ اس شخص کی تعبیر ہے جس نے دیکھا کہ وہ انگور سے شراب نچوڑ رہا ہے اور دوسرا تم میں سولی چڑھ جائے گا اور پرندے نوچ نوچ کر اس کا گوشت کھائیں گے۔ جب انھوں نے اپنے خواب کی تعبیر سنی تو کہنے لگے کہ ہم نے تو کچھ نہیں دیکھا تھا (ہم تو ایسے ہی مذاق کر رہے تھے)۔

دونوں قیدیوں کا اپنے خواب سے انکار اور یوسفؑ کا جواب

علقمہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ وہ دو جوان جو حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس تعبیر لینے کے لیے آئے تھے ان کا مقصود صرف امتحان لینا تھا چنانچہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کے خواب کی تعبیر ارشاد فرما دی تو انھوں نے کہا کہ ہم تو صرف دل لگی کر رہے تھے ہم نے کوئی خواب نہیں دیکھا اس پر حضرت

یوسف علیہ السلام نے فرمایا کہ جو بات تم دریافت کرتے ہو اب تو اس کا فیصلہ کیا جا چکا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی نجات پانے والے قیدی سے ایک فرمائش اور عتاب الٰہی

اس کے بعد حضرت یوسف علیہ السلام نے ''ساقی'' سے جس کے بارے میں آپ کو گمان تھا کہ یہ رہا ہو جائے گا فرمائش کی کہ اپنے آقا کے پاس میرا تذکرہ کردیجیو اور اسے بتانا کہ مجھے ظلماً قید کیا گیا ہے'' چنانچہ شیطان نے یوسف علیہ السلام کو اپنے رب کا ذکر کرنا بھلا دیا یعنی شیطان کی جانب سے حضرت یوسف علیہ السلام پر یہ غفلت طاری کر دی گئی۔

مالک بن دینار فرماتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام نے ساقی سے فرمایا کہ اپنے بادشاہ کے سامنے میرا تذکرہ کرنا تو آواز آئی کہ تم نے میرے سوا کسی کو اپنے کام کے لیے کیوں بلایا لہٰذا اب تمہاری قید کا زمانہ ہم مزید لمبا کر دیں گے حضرت یوسف علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے پروردگار مصائب کی کثرت سے میرے دل پر پریشانی طاری ہوگئی تھی جس کی وجہ سے میری زبان سے یہ کلمہ نکل گیا ہلاکت ہو میرے بھائیوں کے لیے (کہ وہ اس پریشانی کا سبب بنے)۔

عکرمہ، حضرت ابن عباسؓ سے نقل کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یوسف علیہ السلام نے وہ کلمہ نہ کہا ہوتا یعنی جس میں دوسرے شخص سے انھوں نے رہائی کی درخواست کی تھی تو وہ اتنی لمبی مدت قید میں نہ رہتے۔

ابو ھذیل صنعانی کہتے ہیں کہ میں نے حضرت وھب کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ حضرت ایوب علیہ السلام کا زمانہ ابتلاء اور حضرت یوسف علیہ السلام کی مدت اسیری اور بخت نصر کا زمانہ عذاب ایک ہی ہے یعنی سات سال ہے۔

بادشاہ مصر کا ایک خواب اور یوسف علیہ السلام کی رہائی کا سامان

اسکے بعد بادشاہ مصر نے ایک خوفناک خواب دیکھا۔

سدی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بادشاہ مصر کو ایک ڈراؤنا خواب دکھایا اس نے یہ خواب دیکھا'' کہ سات گائیں ہیں خوب موٹی، ان موٹی گائیوں کو سات دبلی گائیں کھا رہی ہیں اور سات بالیں سبز ہیں اور سات خشک''۔

اگلے روز اس نے تمام جادوگروں، کاہنوں، انکل لگانے والوں اور قیافہ شناسوں کو جمع کیا اور ان کے سامنے یہ خواب ذکر کیا (جب ان سے کچھ نہ بن پڑا) تو کہنے لگے کہ یہ تو یوں ہی پریشان خیالات ہیں اور ہم اس قسم کے خواب پریشانی کی تعبیر سے واقف نہیں ہیں''۔

ان دو قیدیوں میں سے جو رہا ہو گیا تھا اب ایک مدت کے بعد اس کو یوسف کی بات یاد آئی اس نے کہا کہ میں تم کو اس خواب کی تعبیر بتائے دیتا ہوں تم ذرا قید خانہ تک جانے کی مجھ کو اجازت دو چنانچہ انھوں نے اس غلام کو حضرت یوسف علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا وہاں جا کر اس نے عرض کیا اے یوسف اے صدیق! اس خواب کی تعبیر تو ہم کو بتا کہ سات موٹی گائیں ہیں اور سات دبلی گائیں موٹی گائیوں کو کھا رہی ہیں اور سات بالیں سبز ہیں اور سات خشک۔ یہ خواب بادشاہ نے دیکھا ہے۔

سدی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عباسؓ سے نقل کیا گیا ہے کہ یہ قید خانہ شہر سے باہر تھا اس لیے اس ساقی نے جانے کی اجازت مانگی تھی۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا خواب کی تعبیر ارشاد فرمانا

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی تعبیر کے مطابق سات موٹی گائیوں سے مراد سات سال تھے جن میں پیداوار خوب ہوگی اور سات دبلی گائیوں سے مراد خشکی اور قحط سالی کے سات سال مراد تھے اسی طرح سات سبز شاخوں سے سات سرسبزی کے سال اور سات خشک بالیوں سے سات خشکی کے سال مراد تھے۔

دربار شاھی میں حضرت یوسف علیہ السلام کی طلبی اور حضرت یوسفؑ کا انکار

جب وہ ساقی حضرت یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر دربار میں لے کر حاضر ہوا اور ساری تعبیر بادشاہ کو سنائی تو بادشاہ کو احساس ہو گیا کہ واقعی حضرت یوسف علیہ السلام کی بات سچی ہے چنانچہ اسی وقت اس نے حکم دیا کہ انھیں میرے پاس لایا جائے۔

سدی کہتے ہیں کہ جب بادشاہ نے یوسف علیہ السلام کی بتائی ہوئی تعبیر سنی تو انھیں اپنے پاس آنے کا حکم دیا جب بادشاہ کا قاصد آپ کو بلانے کے لیے آیا تو آپ نے انکار کر دیا اور فرمایا کہ ”تو اپنے بادشاہ کے پاس واپس جا اور اس سے پوچھ کہ ان عورتوں کا حقیقی واقعہ کیا ہے، جنھوں نے چھریوں سے اپنے ہاتھ کاٹے تھے بے شک میرا پروردگا ان کی فریب کاریوں سے خوب واقف ہے۔

سدی حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ اگر حضرت یوسف علیہ السلام بادشاہ کے سامنے اپنی برات سامنے کیے بغیر اس دن قید سے نکل جاتے تو عزیز مصر کے دل میں ساری زندگی یہ شبہ رہتا کہ یوسف ہی نے شاید میری بیوی کو پھسلایا ہو۔

شاہ مصر کا عورتوں کو جمع کرنا اور عورتوں کا اعتراف گناہ

جب قاصد حضرت یوسف علیہ السلام کا پیغام لے کر بادشاہ کے پاس پہنچا اس نے ان سب عورتوں کو جمع کیا اور ان سے پوچھا ”جب تم یوسف علیہ السلام کو اپنی خواہش کے لیے آمادہ کر رہی تھیں تو تمہارے اس واقع کی صحیح حقیقت کیا ہے۔

سدی کہتے ہیں کہ جب بادشاہ نے ان سے یہ سوال کیا تو وہ کہنے لگیں ”خدا پاک کی قسم ہم کو یوسف میں ذرا سی بھی کوئی برائی کی بات معلوم نہیں ہوئی“، لیکن عزیز مصر کی بیوی نے ہمیں خود بتایا تھا کہ اس نے یوسف کو اپنی خواہش پوری کرنے کے لیے پھسلایا تھا اور حضرت یوسف علیہ السلام اسکے ساتھ کمرے میں داخل ہوئے تھے جب عزیز مصر کی بیوی نے یہ سنا تو کہنے لگی اب تو سچی بات سب پر کھل گئی ہے واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہی اسکو اپنے لیے آمادہ کرنا چاہا تھا اور بلاشبہ وہ پاکدامن ہے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے انکار کی وجہ

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو اس سارے واقعے کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا میرا قاصد کو انکار کرنا اور عورتوں کے معاملے میں تحقیق کرنے کا مطالبہ اس وجہ سے تھا کہ میرے آقا یعنی اطفیر (عزیز مصر کو) معلوم ہو جائے کہ میں نے پیٹھ پیچھے اس کی کوئی خیانت نہیں کی اور نیز اسے معلوم ہو جائے کہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو خدا چلنے نہیں دیتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کی تواضع اور انکساری

عکرمہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کرتے ہیں کہ جب سارا واقعہ ہوا یعنی بادشاہ نے ان عورتوں سے اس سارے واقعے کی حقیقت پوچھی اور عورتوں نے کہا "خدا پاک ہے ہم نے یوسف میں ذرا سی بھی برائی کی بات معلوم نہیں کی اور عزیز مصر کی بیوی نے یہ سن کر کہا اب تو سچی بات سب پر کھل گئی ہے واقعہ یہ ہے کہ میں نے ہی اسکو اپنی طرف مائل کرنا چاہا اور بلاشبہ وہ راست باز ہے" تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا اس تحقیقات سے میری غرض یہ تھی کہ عزیز مصر کو معلوم ہو جائے کہ میں نے اس کی پیٹھ پیچھے اس کی کوئی خیانت نہیں کی اور نیز اسے معلوم ہو جائے کہ خیانت کرنے والوں کے فریب کو اللہ تعالیٰ چلنے نہیں دیتا۔

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف کی یہ بات سن کر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا "اور کیا اس دن بھی آپ سے کوئی لغزش نہ ہوئی تھی جب آپ کے دل میں اس کی جانب سے غیر ارادی میلان ہوا تھا"۔ اس پر حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا "اور میں اپنے نفس کی برات نہیں کرتا بے شک نفس تو بری ہی باتوں پر ابھارتا ہے۔

شاہ مصر کا حضرت یوسف علیہ السلام کو اپنے مخصوصین میں شامل کرنا

جب بادشاہ پر حضرت یوسف علیہ السلام کی برات ظاہر ہوگئی تو اور آپ کی امانت آشکار ہوگئی تو اس نے کہا "یوسف کو میرے پاس لے آؤ میں اسے اپنے کام کے لیے مخصوص کرلوں گا جب حضرت یوسف علیہ السلام کو لایا گیا اور یوسف علیہ السلام نے بادشاہ سے گفتگو کی تو بادشاہ نے کہا آپ آج سے ہمارے ہاں صاحب منزلت اور صاحب اعتبار ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کے خزانوں پر مامور کرنا

جب یوسف علیہ السلام نے شاہ مصر کا یہ رویہ دیکھا تو لوگوں کی مصالحت کے پیش نظر آپ نے بادشاہ سے کہا "مجھے اس ملک کے خزانوں پر مامور کر دے"۔

ابن زید "اجعلنی علی خزائن الارض" (ترجمہ) مجھے اس ملک کے خزانوں پر مامور کر دے، کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ فرعون (شاہان مصر کا لقب) کی ملکیت میں غلے کے علاوہ بھی اور بہت سے خزانے تھے اس نے وہ سب کے سب آپ کی قدرت و نگرانی میں دے دیئے اور خزانوں پر آپ کا حکم چلنے لگا۔

شیبہ ضبی کہتے ہیں کہ "مجھے اس ملک کے خزانوں پر مامور کر دو" کا مطلب یہ ہے کہ غلوں کی نگرانی اور حفاظت

کا کام میرے سپرد کردو اور اسکی وجہ یہ بیان کی ہے کہ "انی حفیظ علیم" (ترجمہ) بے شک میں ایک اچھا محافظ اور واقف کار ہوں"۔ یعنی جو خزائن اور اموال میرے سپرد ہونگے انکی حفاظت کروں گا اور قحط سالی کا علم بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے مجھے حاصل ہے۔ چنانچہ بادشاہ نے آپ کو یہ منصب اسی وقت عطا فرما دیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب بادشاہ سے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا مجھے اس ملک کے خزانے پر مامور کردے کیونکہ میں ایک اچھا محافظ اور اچھا واقف کار ہوں، تو بادشاہ نے کہا آپ کی بات مجھے منظور ہے تو کہا جاتا ہے کہ بادشاہ نے اطفیر یعنی عزیز مصر کو معزول کر کے آپ کو اس کی جگہ عزیز مصر بنا دیا۔

اسی بات کو اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں یوں بیان فرماتے ہیں کہ:

"وکذلک مکنا لیوسف فی الارض یتبوأمنھا حیث یشاء نصیب برحمتنا من نشاء ولا نضیع اجرا لمحسنین"

(ترجمہ) اور اس طرح ہم نے یوسف کو اس ملک میں ذی اقتدار اور با اختیار کر دیا کہ اس ملک میں وہ جہاں چاہے سکونت پزیر ہو، ہم جس کو چاہتے ہیں اپنی رحمت سے بہرہ مند فرماتے ہیں اور ہم نیک سوچ اختیار کرنے والوں کے اجر کو ضائع نہیں کر

حضرت یوسف علیہ السلام کا راعیل سے نکاح کرنا

ابن اسحاق کہتے ہیں مجھے یہ بات پہنچی ہے باقی اصل حقیقت اللہ تعالیٰ کو خوب معلوم ہے کہ انہی دنوں میں اطفیر (عزیز مصر) کا انتقال ہو گیا اور بادشاہ مصر یعنی ریان بن ولید نے اسکی بیوی راعیل کا نکاح حضرت یوسف علیہ السلام سے کر دیا۔

جب وہ آپ کے پاس حاضر ہوئی تو آپ نے فرمایا کیا اس طرح ہمارا جمع ہونا اس سے بہتر نہیں جو طریقہ تم نے اختیار کیا تھا؟

راعیل (زلیخا) کا اپنی مجبور پیش کرنا

کہا جاتا ہے کہ اس عورت نے جواب میں کہا اے راست باز انسان! تم مجھے ملامت نہ کرو کیونکہ جب تم دیکھ رہے ہو میں ایک حسین و جمیل اور دولت و حکومت کی فراوانی کی وجہ سے نعمتوں میں پلی ہوں جب کہ میرا خاوند عورتوں سے بے رغبت یعنی نامرد تھا اور تمھیں اللہ تعالیٰ نے اتنی حسین و جمیل صورت و ہیئت عطا فرمائی ہے ان سب باتوں کی وجہ سے میں اپنے نفس سے مغلوب ہو گئی لوگوں کا کہنا ہے کہ وہ ابھی تک کنواری تھی اور اس سے حضرت یوسف علیہ السلام کے دولڑ کے افرائیم اور منشا پیدا ہوئے۔

سدی کہتے ہیں کہ بادشاہ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو مصر کا گورنر بنا دیا اور آپ ہی امور سلطنت انجام دینے لگے تھے۔ تمام تجارت اور خرید و فروخت کے معاملات آپ ہی کے زیر نگرانی طے پاتے تھے۔

قحط سالی اور یوسف علیہ السلام کی تدبیر

جب حضرت یوسف علیہ السلام کو خزائن مصر پر مکمل کنٹرول حاصل ہو گیا اور آپ کا عہدہ پختہ ہو گیا تو اس وقت

سرسبزی والے سات سال گزر رہے تھے اس دوران آپ نے یہ تدبیر کی کہ لوگوں کو حکم دیا کہ جو کچھ اناج کاشت کریں اسے سٹوں یعنی بالیوں ہی میں رہنے دیں اتنے میں قحط سالی شروع ہوگئی اور لوگوں کا مارے قحط کے برا حال ہوگیا۔

ارض فلسطین کا قحط کی لپیٹ آنا اور برادران یوسف کی مصر آمد

اس ہولناک قحط سالی کی لپیٹ میں آنے والے علاقے میں حضرت یعقوب علیہ السلام کا مسکن ارض فلسطین بھی شامل تھی لہذا آل یعقوب علیہ السلام کو بھی اس شکایت کا سامنا کرنا پڑا یہ دیکھ کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو غلے کے حصول کے لیے مصر بھیجا۔

سدی کہتے ہیں کہ اس قحط نے لوگوں کو اپنی لپیٹ میں لے لیا حتی کے حضرت یعقوب علیہ السلام کی بستیوں تک پہنچ گیا اس بناء پر انھوں نے اپنے بیٹوں کو مصر بھیجا اور بنیامین کو روک لیا۔

برادران یوسف دربار یوسف میں

جب برادران یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں پہنچے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے انھیں فوراً پہچان لیا اور وہ یوسف کو نہ پہچان سکے آپ نے انھیں دیکھتے پوچھا تم لوگوں کا کیا قصہ ہے یعنی اپنا تعارف کراؤ کیونکہ میں تمہارے اندر اجنبیت سی محسوس کرتا ہوں۔ بھائیوں نے کہا ہم لوگ ملک شام سے آئے ہیں آپ نے پوچھا تم یہاں کیوں آئے ہو؟ انھوں نے کہا ہم اناج اور غلے کے حصول کے لیے آئے ہیں۔

یوسف علیہ السلام نے ان کا جواب سن کر فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو، تم تو جاسوس معلوم ہوتے ہو تمہاری تعداد کتنی ہے؟ انھوں نے کہ ہم دس ہیں آپ نے فرمایا کہ تم دس نہیں بلکہ دس ہزار ہو تم میں سے ہر ایک ہزار آدمیوں کا سردار ہے تم سچی بات بتاؤ انھوں نے کہا ہم سب بھائی ہیں اور ایک انتہائی نیک شخص کی اولاد ہیں۔

اور اپنا تعارف کرانے لگے ہم بارہ بھائی تھے ہمارے ایک بھائی سے ہمارے والد صاحب کو بہت محبت تھی ایک مرتبہ وہ ہمارے ساتھ جنگل میں گیا تو وہیں ہلاک ہوگیا وہ ہم سب بھائیوں میں ہمارے والد کو زیادہ محبوب تھا۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ اس کے بعد تمہارے والد کے لیے کون باعث تسکین بنا؟ انھوں نے کہا ہمارا ایک بھائی ہے جو ہلاک شدہ بھائی سے بھی چھوٹا اور اس کا ماں جایا ہے۔

یوسف علیہ السلام کا مطالبہ کر کے بنیامین کو لانا

حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا میں تمہاری اس بات پر کیسے یقین کرلوں کہ تمہارا والد بڑا نیک ہے جب وہ تم میں سب سے چھوٹے بھائی سے محبت کرتا ہے اور بڑوں سے نہیں۔ اچھا اب تم ایسا کرو کہ اس بھائی کو میرے پاس لاؤ کہ میں بھی اسے دیکھوں اگر آئندہ تم میرے پاس اس بھائی کو لے کر نہ آئے تو تمہارے لیے نہ میرے پاس غلہ ہوگا اور نہ تم میرے پاس آنا۔ برادران یوسف نے کہا ہم اس کو اس کے باپ سے حاصل کرنے کی کوشش کریں گے بلکہ یقین مانو کہ ہم اس کام کو ضرور کرلیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا تو اچھا اب تم ایسا کرو کہ کوئی ایک بھائی میرے پاس بطور گروی (رھن) چھوڑ جاؤ تا کہ تمہاری واپسی کا مجھے یقین ہوجائے۔

ابن اسحاق کی روایت

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے جب لوگوں کی یہ پریشانی دیکھی تو آپ کے دل میں ان کی ہمدردی پیدا ہوگئی اور آپ لوگوں میں گلہ تقسیم کرنے لگے مگر آپ ایک شخص کو ایک اونٹ سے زیادہ غلہ نہ دیتے تھے تاکہ سب لوگوں میں غلہ برابر تقسیم ہو جائے اور سب لوگوں کو آسانی سے غلہ مل سکے۔

اسی دوران آپ کے بھائی بھی تلاش رزق میں مصر پہنچے حضرت یوسف علیہ السلام نے تو انھیں فوراً پہچان لیا مگر وہ نہ پہچان سکے اور اس میں بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت عملی تھی حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر بھائی کے لیے ایک اونٹ غلہ کے برابر غلہ دینے کا حکم فرمایا اور ان سے فرمایا کہ تم اپنے باپ شریک بھائی کو بھی ساتھ لیکر آنا تاکہ تمھیں ایک اونٹ اور غلہ کا سامان مل سکے'' کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ میں پیانہ بھی پورا کرتا ہوں اور میں بہترین مہمان نواز بھی ہوں'' یعنی میں کسی سے ناپ میں کمی نہیں کرتا لہذا میں تمہاری خیر خواہی کروں گا لیکن اگر تم اس سوتیلے بھائی کو آئندہ نہ لائے تو تمہارے لیے میرے پاس کوئی غلہ نہ ہوگا اور میرے شہروں کے قریب بھی مت آنا۔

حضرت یوسف علیہ السلام کا بھائیوں کے ساتھ حسن وسلوک اور انکی واپسی

حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے کارندوں کو جو ناپ ناپ کر غلہ دینے پر مامور تھے حکم دیا کہ انکی پونجی انہی کے سامان واسباب میں رکھ دو۔

سدی کہتے ہیں کہ جب برادران یوسف اپنے والد کی خدمت میں واپس پہنچے تو کہنے لگے اے ابا جان! شاہ مصر نے ہمارا اس قدر اکرام واعزاز کیا کہ اگر اس کی جگہ کوئی اور ہوتا تو ہمارا اس قدر اکرام واعزاز نہیں کرتا اور اس نے ہمارے بھائی بطور شمعون کو اپنے پاس گروی رکھ لیا ہے اور کہا ہے کہ اپنے اس بھائی کو ہمارے پاس لاؤ جو تمہارے ہلاک شدہ بھائی کے بعد تمہارے والد کا منظور نظر ہے، ورنہ تو میرے پاس تمہارے لیے کوئی غلہ ہے اور نہ ہی کوئی سامان اور تم میرے شہروں کے قریب مت آنا۔

شاہ مصر کی فرمائش سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام کا جواب

حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ سن کر کہا'' **هل آمنكم عليه الا كما امنتكم على اخيه من قبل فالله خير حافظا وهو ارحم الراحمين.**

(ترجمہ) میں بنیامین کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کر سکتا مگر ہاں ویسا ہی جیسا کہ اب سے پہلے تمہارا اس کے بھائی کے بارے میں اعتبار کر چکا ہوں۔ پس خدا سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہی سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

اس کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا جب تم شاہ مصر کے پاس پہنچو تو اسے میرا سلام کہنا اور کہنا کہ ہمارے والد آپ کے پاس تعاون واحسان کے بدلہ آپ کے حق میں دعا کرتے ہیں۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب برادران یوسف اپنے والد کے پاس اپنی جگہ واپس پہنچے اور مجھے بعض اہل علم نے بتایا ہے کہ انکا ٹھکانہ ارض فلسطین کے علاقے ''العربات'' میں تھا جو شام کا نشیبی علاقہ ہے۔ اور بعض اہل علم کا کہنا ہے کہ ''الاوج'' نامی علاقے میں رہتے تھے جو فلسطین کا قریبی پہاڑی علاقہ ہے اور آپ کے پاس بہت سے اونٹ اور

بکریاں تھیں۔ تو جب برادران یوسف اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہوئے تو عرض کیا اے باجان! ہم پر ہمارے اونٹوں کے بوجھ سے زیادہ غلہ کی بندش کی گئی ہے اور ہم میں سے ایک کو صرف ایک شتر غلہ ملا ہے لہٰذا آپ ہمارے ساتھ بنیامین کو بھیج دیجیے تاکہ وہ اپنے لیے الگ۔ سے غلہ لے کر آئے اور ہم اسکی پوری حفاظت کریں گے حضرت یعقوب علیہ السلام نے یہ سن کے فرمایا ''میں بنیامین کے بارے میں تمہارا اعتبار نہیں کر سکتا مگر ہاں ویسا ہی جیسا اب سے پہلے اس کے بھائی کے بارے میں کر چکا ہوں پس خدا سب سے بہتر نگہبان ہے اور وہی سب مہربانوں سے زیادہ مہربان ہے۔

برادران یوسف کا سامان کھولنا اور حیرت اور مسرت کا اظہار کرنا

جب حضرت یعقوب علیہ السلام کے بیٹوں نے وہ سامان کھولا جو مصر سے لائے تھے اور دیکھا کہ جو ان کے پیسے انھوں نے بطور قیمت ادا کیے تھے انھیں لوٹا دیے گئے ہیں تو اپنے والد سے کہنے لگے! اے ابا جان ہمیں اور کیا چاہیے ہمارے غلہ کی قیمت بھی ہمیں واپس کر دی گئی ہے اب کی دفعہ اپنے گھر والوں کے لیے اور غلہ لائیں گے اور اپنے بھائی کی پوری حفاظت کریں گے اور اس بھائی کے لیے مزید ایک اونٹ کا غلہ لائیں گے۔

ابن جریج کہتے ہیں کہ ''نزداد کیل بعیر'' (ترجمہ) مزید ایک اونٹ کا غلہ لائیں گے، کا مطلب یہ ہے کہ ہر شخص کو ایک بارِ شتر غلہ ملتا تھا تو انھوں نے کہا ہمارے بھائی کو بھی ہمارے ہمراہ بھیجیں تاکہ ایک اونٹ کا مزید غلہ مل جائے۔

مگر ابن جریج نے مجاہد سے نقل کیا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک گدھے کے بوجھ کے برابر غلہ ہم لائیں گے اور یہ بھی ایک لغت ہے حارث کہتے ہیں کہ قاسم نے فرمایا حضرت مجاہد کی مراد یہ ہے کہ گدھے کو بعض لغات میں ''بعیر'' بھی کہتے ہیں۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کا اپنے بیٹوں سے عہد و پیمان لینا اور نصیحت کرنا

بھائیوں کی یہ بات سن کر حضرت یعقوب علیہ السلام نے فرمایا ''میں بنیامین کو اس وقت تک تمہارے ساتھ نہیں بھیج سکتا جب تک تم خدا کی قسم کھا کر مجھ کو اس بات کا پختہ یقین نہ دلا دو کہ تم ضرور بنیامین کو میرے پاس لے کر آؤ گے الا یہ کہ تم خود ہی گھیر لیے جاؤ تو مجبوری ہے'' یعنی اگر تم سب ہلاک ہو جاؤ تب تم بنیامین کو لانے میں معزور سمجھے جاؤ گے جب انھوں نے اپنی قسموں کے ذریعے حضرت یعقوب علیہ السلام کو اطمینان دلایا تو آپ نے فرمایا کہ جو عہد و پیمان ہم کر رہے ہیں اس پر خدا شاہد ہے۔

جب انھوں نے اپنے بیٹوں کو بنیامین کو ساتھ لے جانے کی اجازت دے دی تو انھوں نے وصیت کی کہ شہر کے ایک ہی دروازے سے اکٹھے داخل نہ ہوں کہیں نظر نہ لگ جائے کیونکہ وہ سب حسین و جمیل اور عمدہ قد و قامت والے تھے اور فرمایا کہ مختلف دروازوں سے داخل ہوں۔

حضرت قتادہؒ فرماتے ہیں کہ شہر کے مختلف دروازوں سے داخل ہونا یہ بات حضرت یعقوب علیہ السلام نے اس وجہ سے فرمائی تھی کہ وہ سب خوبصورت اور حسین و جمیل تھے تو آپ کو اندیشہ ہوا کہ انھیں نظر نہ لگ جائے۔

اس کے بعد قرآن کہتا ہے کہ ''اور جب یہ لڑکے شہر میں اسی طرح داخل ہوئے جس طرح انکے باپ نے ان کو کہا تھا تو یہ احتیاطی تدابیر حکم الٰہی میں سے کسی شے کو بھی ان لڑکوں پر سے نہیں ٹال سکتیں تھی مگر ہاں یعقوب کے دل میں ایک خواہش اور ارمان تھی جسے اس نے پورا کیا تھا۔

برادران یوسف کی شاہ مصر کے دربار میں دوسری حاضری

جب برادران یوسف، حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس دوبارہ پہنچے تو انھوں نے اپنے حقیقی بھائی کو اپنے پاس ٹھہرایا چنانچہ سدی "ولما دخلوا علی یوسف آوی الیہ اخاہ قال انی انا اخوک فلا تبتئس بما کانوا یعملون.
(ترجمہ) اور جب یہ بھائی یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس سے کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں یہ علاتی (محض باپ شریک) بھائی جو کاروائیاں کرتے تھے ان پر اندوہگیں نہ ہو۔
تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ فوراً اپنے بھائی کو پہچان گئے اور سب بھائیوں کی مہمان نوازی کی اور انھیں خوب کھلایا اور پلایا اور جب رات کا وقت ہوا تو آپ نے ان کے لیے بستروں کا انتظام کیا اور فرمایا کہ دودو بھائی ایک بستر پر آرام کریں جب اکیلے بنیامین رہ گئے تو آپ نے فرمایا کہ یہ میرے ساتھ میرے بستر پر سوئے گا چنانچہ بنیامین نے رات آپ کے ساتھ گزاری ساری رات حضرت یوسف علیہ السلام اپنے بھائی کی خوشبو سونگھتے رہے اور انھیں اپنے سینے سے چمٹائے رکھا یہاں تک کہ صبح ہوگئی یہ منظر دیکھ کر روبیل نے کہا اگر ہم اس شخص سے بچ گئے تو اس کے مثل کوئی شخص نہیں۔

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ جب برادران یوسف حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو ان سے کہا کہ یہ ہمارا وہ بھائی ہے جس کے لانے کا آپ نے ہمیں حکم دیا تھا ہم اسے لے آئے ہیں ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ سن کر ان کی تحسین وتصویب کی اور کہا کہ عنقریب میرے ہاں سے تمھیں اس کا اچھا صلہ دیا جائے گا۔

پھر آپ نے ان سے فرمایا میں تمھیں شریف اور معزز افراد سمجھتا ہوں اور میں تمہارا اکرام کرنا چاہتا ہوں چنانچہ آپ نے اپنے مہمان خانے میں دو آدمیوں کو بلا کر اسے ہدایت کی کہ دودو آدمیوں کو علیحدہ علیحدہ جگہ کی رہائش دے اور ان کا خوب اکرام اور مہمان نوازی کرے۔

اسکے بعد آپ نے بھائیوں سے مخاطب ہو کر کہا میں دیکھتا ہوں کہ یہ نوجوان جسے تم لائے ہو اس کے ساتھ کوئی دوسرا نہیں ہے لہٰذا اسے میں اپنے ساتھ ملا لیتا ہوں اس طرح ان سب کو دودو کر کے الگ الگ جگہوں میں ٹھہرایا اور اپنے حقیقی بھائی کو اپنے ساتھ ٹھہرایا جب دونوں الگ ہوئے تو آپ نے فرمایا میں تمہارا بھائی یوسف ہوں لہٰذا ان سوتیلے بھائیوں نے اب سے پہلے جو ہمارے ساتھ کیا ہے تم اس سے غمزدہ نہ ہونا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس کا اچھا صلہ عطا فرمایا ہے اور جو بات میں نے تم کو بتائی ہے اپنے بھائیوں کو مت بتانا اسی بات کو اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں یوں بیان فرمایا ہے "اور جب یہ بھائی دوبارہ یوسف کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے بھائی بنیامین کو اپنے پاس ٹھہرایا اور اس سے کہا کہ میں تیرا بھائی ہوں اور یہ علاتی بھائی جو کاروائیاں کرتے ہیں ان پر اندوہگیں نہ ہو" یعنی پریشان اور غمزدہ نہ ہو۔

برادران یوسف کی روانگی اور بنیامین کو روکنے کی تدبیر

جب حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کے اونٹوں کو غلے سے لدوا دیا تو اور کا سامان پورا پورا دے دیا اور ان کی حاجت پوری کر دی تو چپکے سے وہ برتن جس سے غلہ ناپ کر دیتے تھے اس "صواع" بھی کہا جاتا ہے اپنے بھائی بنیامین کے سامان میں رکھ دیا۔

حضرت حسنؒ فرماتے ہیں کہ "صواع" اور "سقایہ" دونوں مترادف لفظ ہیں یعنی وہ برتن جس میں پانی پیا جاتا ہے وہ آپ نے اپنے بھائی کے کجاوے میں رکھدیا یعنی اس انداز سے رکھا کہ اس کے متعلق کسی کو علم نہ تھا۔ سدی کہتے ہیں کہ جب یوسف علیہ السلام نے اپنے بھائیوں کی روانگی کے وقت ان کا سامان تیار کردیا تو تو پانی پینے کا برتن اپنے بھائی کے سامان میں رکھدیا یعنی اس انداز سے رکھا کہ بنیامین کو بالکل پتا نہ چلا۔

برادران یوسف کو روکا جانا

جب ان بھائیوں کا قافلہ روانہ ہونے لگا تو شاہی خدمت گاروں میں سے ایک خدمت گار نے پکار کر کہا "یقیناً تم لوگ چور ہو" ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے ہر ایک بھائی کو الگ الگ اونٹ پر یہ سامان لاد کردیا اور بنیامین کو بھی الگ اونٹ پر سامان لاد کردیا اسکے بعد حکم دیا کہ ان کے پانی پینے کا برتن جس کے بارے میں مشہور ہے کہ وہ چاندی کا تھا انکے بھائی بنیامین کے کجاوے میں رکھ دیا جائے اور انھیں جانے دیا جائے یہاں تک کہ جب وہ بستی سے دور نکل گئے تو انھیں روکنے اور واپس لانے کا حکم دیدیا ایک پکارنے والے نے آواز دی کہ اے قافلہ والو !یقیناً تم لوگ چور ہو ٹھہر جاؤ اتنے میں بادشاہ کا قاصد بھی ان تک پہنچ گیا اور کہا جاتا ہے کہ اس نے ان بھائیوں سے کہا ! کیا ہم نے انتہائی اکرام کے ساتھ تمہاری مہمان نوازی نہیں کی؟ تمھیں تمہارا غلہ پورا پورا نہیں دیا تمھیں اچھا ٹھکانہ نہیں دیا اور کیا ہم نے تمہارے ساتھ خاص اکرام کا برتاؤ نہیں کیا جو ہم دوسرے کے ساتھ نہیں کیا کرتے اور تمھیں ہم نے اپنے ذاتی مکان میں ٹھہرایا تو کیا تمہارے ذمہ ہماری حرمت کا پاس ولحاظ نہیں تھا؟ ان لوگوں نے کہا کیوں نہیں لیکن آخر ہوا کیا؟ قاصد نے کہا کہ بادشاہ کا پانی پینے کا پیالہ گم ہوگیا ہے اور تمہارے سوا کسی پر شک نہیں کیا جاسکتا قافلہ والوں نے کہ بخدا تم جانتے ہو ہم اس ملک میں فساد کی غرض سے نہیں آئے اور نہ کبھی چوری کرنا ہمارا شیوہ تھا۔

حضرت مجاہد فرماتے ہیں کہ یہ قافلہ گدھوں کی سواریوں پر مشتمل تھا اور انھیں سے منقول ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام کے خدمت گاروں میں سے ایک شخص نے پکار کر کہا کہ جو اس پیمانہ کو لے کر آئے اس کو ایک بار شتر غلہ کا انعام دیا جائے گا اور میں اس انعام کا ضامن ہوں اس پر قافلے والوں نے کہا "بخدا تم جانتے ہو کہ ہم اس ملک میں فساد کرنے کی غرض سے نہیں آئے اور نہ کبھی چوری کرنا ہمارا شیوہ تھا۔

اور یہ بات انھوں نے اس وجہ سے کہی کہ غلہ کی جو قیمت پچھلی مرتبہ ان کے سامان میں رکھ دی گئی تھی وہ انھوں نے اب کے مرتبہ حضرت یوسف علیہ السلام کو واپس لوٹا دی تھی گویا انھوں نے کہ اگر ہم چور ہوتے تو وہ پہلے والی قیمت تمھیں واپس نہ لوٹاتے۔

اور بعض نے کہا ہے کہ ان کے یہ جواب دینے کہ وجہ یہ تھی کہ ان اہل قافلہ والوں کے متعلق یہ بات عام طور پر معروف تھی کہ دوسروں کی چیزوں کو بالکل نہ چھیڑتے تھے۔

بہرحال ان کا یہ جواب سن کر شاہی خدمت گاروں نے کہا اچھا تو جس نے چوری کی اس کی کیا سزا ہونی چاہیے؟ تو ان قافلے والوں نے جواب دیا کہ ہماری شریعت میں اس کی سزا یہ ہے کہ اسے اس شخص کو سپرد کردیا جائے جس کی اس نے چوری کی ہے اور وہ شخص اسے اپنا غلام بنالے۔

حق تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں کہ

"قالوا فما جزاؤه ان کنتم کاذبین قالوا جزاؤه من وجد في رحله فهو جزاؤه .
(ترجمہ) خدمت گاروں نے کہا اچھا اگر تم جھوٹے ثابت ہوئے تو چور کی کیا سزا ہوگی؟ انھوں نے جواب دیا کہ اس کی سزا یہی ہے کہ جس کے سامان میں وہ برتن پایا جائے وہ ہی اس کا بدلہ ہو۔
سدی فرماتے ہیں کہ یعنی تم اسے پکڑ سکتے ہو وہ تمہارا غلام ہوگا۔

قافلے کی تلاشی

اب حضرت یوسف علیہ السلام نے تلاشی شروع کی اور بنیامین کی بوری سے پہلے اپنے دوسرے بھائیوں کی بوریوں میں تلاش کرنا شروع کیا اور آخر کار اپنے بھائی کی بوری میں سے اسے برآمد کرلیا انھوں انکی تلاشی کو مؤخر کیا تھا۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام جس بوری کی کی تلاشی لیتے تو پہلے استغفار کرتے اس خیال سے کہ آپ کی طرف سے ان پر چوری کی تہمت لگے جب سب کی تلاشی ہوگئی تو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں نہیں سمجھتا کہ اسنے کوئی چیز اٹھائی ہوگی مگر بھائی کہنے لگے کہ بالکل ایسی بات ہے آپ اس کی بھی تلاشی لے لیں۔ حضرت یوسف علیہ السلام کے کارندے تو جانتے تھے کہ پیالہ انھوں نے کہاں رکھا ہے چنانچہ حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یوسف نے اس برتن کو اپنے بھائی کی بوری میں سے برآمد کرلیا اس طرح ہم نے یوسف کے لیے تدبیر کی ورنہ یوسف اپنے بھائی کو بادشاہ مصر کے قانون سے ہرگز حاصل نہیں کرسکتا تھا۔

مقصد یہ ہے کہ بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق آپ بنیامین کو حاصل نہیں کر سکتے تھے کیونکہ اس بادشاہ کا یہ قانون نہیں تھا کہ چوری کی پاداش میں چور کو غلام بنالیا جائے لیکن اللہ تعالیٰ کی تدبیر کے ذریعے آپ نے انھیں حاصل کر لیا بنیامین کو ان کے بھائیوں اور رفقاء نے اپنی شریعت کے فیصلہ پر چلتے ہوئے اپنی طیب خاطر سے انھیں حضرت یوسف علیہ السلام کے سپرد کردیا۔

حضرت مجاہدؒ فرماتے ہی کہ مطلب یہ ہے کہ بادشاہ مصر کے قانون کے مطابق تو آپ انھیں نہیں روک سکتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کو تدبیر سمجھائی اور آپ نے اس پر عمل کیا جس سے آپ اپنے مقصد میں کامیاب ہوگئے۔

بنیامین سے برتن کی برآمدگی پر بھائیوں کا ردعمل

جب بھائیوں نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگے

"ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل"
(ترجمہ) اگر بنیامین نے چوری کی ہے تو اس سے پہلے اس کا حقیقی بھائی بھی چوری کر چکا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نانا کا ایک بت چرا کر اسے توڑ دیا تھا اس پر ان کے بھائی عار دلا رہے تھے۔

چنانچہ حضرت سعید بن جبیرؓ "ان یسرق فقد سرق اخ له من قبل" کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے نانا کا ایک بت چرا کر توڑ دیا تھا اور اسے راستے میں پھینک دیا تھا اس پر ان کے بھائی عار دلا رہے تھے۔

ابن ادریس کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یہ سب بھائی کھانے پر بیٹھے تھے اچانک

حضرت یوسف علیہ السلام کی نظر ایک گوشت والی ہڈی پر پڑی تو آپ نے اس میں سے چھپا لیا اسکی وجہ سے ان کے بھائیوں نے یہ بات کہی۔

بہرحال یہ بات سن کر حضرت یوسف علیہ السلام نے ان سے تو کوئی بات ظاہر نہیں کی مگر اپنے جی میں چپکے سے یہ کہا تم تو چوروں سے بھی بدتر درجہ میں ہو اور جو تم بنیامین کے بھائی پر جھوٹا الزام لگا رہے ہو خدا اس کو خوب جانتا ہے۔

بنیامین کا اپنے بھائیوں کے ساتھ ایک دلچسپ مکالمہ

سدی کہتے ہیں کہ جب بنیامین کے کجاوے سے برتن برآمد ہوا تو سب بھائیوں کی گویا کمر ٹوٹ گئی اور غصہ میں آ کر بنیامین سے کہنے لگے کہ اے راحیل کی اولاد (حضرت یعقوب علیہ السلام کی اہلیہ یوسف و بنیامین کی والدہ) ہمیشہ تمہاری طرف سے ہمیں مصائب کا سامنا کرنا پڑا تم نے یہ برتن کب اٹھالیا؟ بنیامین نے کہا نہیں بلکہ راحیل کی اولاد کو ہمیشہ تم سے تکلیفیں پہنچی ہیں تم ہی نے میرے بھائی کو جنگل میں لے جا کر ہلاک کیا اور جہاں تک پیالے کا تعلق ہے تو جس نے تمہارے کجاوؤں مین پیسے رکھے تھے اسی نے میرے کجاوے میں یہ برتن رکھ دیا، یہ سن کر بھائیوں نے کہا دراھم کا تذکرہ نہ کرو ورنہ سب پکڑے جائیں گے۔

برادران یوسف ایک مرتبہ پھر دربار یوسفی میں

اس کے بعد سب بھائی مل کر حضرت یوسف علیہ السلام کے دربار میں حاضر ہوئے آپ نے ان کے سامنے وہ برتن منگوایا اسے ہلکا سا بجایا اور اپنے کان کے قریب کر لیا پھر فرمانے لگے کہ مجھے میرا یہ برتن بتاتا ہے کہ تم بارہ بھائی تھے اور تم نے اپنے ایک بھائی کو لے جا کر فروخت کر دیا جب بنیامین نے یہ سنا تو سجدہ تعظیمی بجالائے اور عرض کیا کہ بادشاہ سلامت! آپ اپنے اس برتن سے یہ پوچھئے کہ میرا بھائی اس وقت کہاں ہے؟ آپ نے اسے دوبارہ بجایا اور فرمایا کہ وہ زندہ ہے اور تم سب اس کو عنقریب دیکھ لو گے بنیامین نے کہا پھر تو تم میرے ساتھ جو جی چاہے کرو کیونکہ اگر میرے بھائی کو میرے بارے میں پتا چل گیا تو وہ مجھے جلد چھڑا لے گا یہ سن کر یوسف علیہ السلام اندر چلے گئے اور جا کر خوب روئے اور وضو کر کے باہر تشریف لائے تو بنیامین نے کہا کہ بادشاہ سلامت میں چاہتا ہوں کہ آپ اس برتن کو دوبارہ بجائیں تا کہ آپ کو صحیح صحیح بتائے کہ کس شخص نے چرا کر اسے میرے کجاوے میں رکھا ہے آپ نے اسے بجایا اور فرمایا کہ یہ برتن اس وقت غصہ میں ہے اور یہ کہتا ہے کہ تم مجھ سے یہ سوال کیسے کر سکتے ہو کہ کس نے مجھے چرایا ہے جب کہ تم نے دیکھ لیا کہ میں کس کے پاس تھا۔

بنو یعقوب کی طاقت

کہتے ہیں کہ بنو یعقوب کو جب غصہ آتا تو ان کا سامنا کرنے کی کسی کو ہمت نہ ہوتی تھی چنانچہ یہ منظر دیکھ کر روبیل کو غصہ آ گیا اور بادشاہ سے کہا اے بادشاہ آپ ہمیں رہا کر دیں ورنہ میں ایسی چیخ ماروں گا کہ مصر کی تمام حاملہ عورتیں اپنا حمل ساقط کر دیں گی اس وقت غصہ سے روبیل کے جسم کا بال بال کھڑا ہوا تھا اور اسکے جسم کے بال اسکے کپڑوں سے باہر نکل رہے تھے۔

یہ صورت حال دیکھ کر یوسف علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا روبیل کی ایک جانب میں کھڑے ہو کر اسے

سدھ کر دو یعنی اسے چھو لو۔ بنو یعقوب کی یہ عادت تھی کہ کہ جب کوئی غصہ میں ہوتا اور دوسرا کوئی اسے چھو لیتا تو اس کا سارا غصہ فوراً اتر جاتا اس لڑکے کے ایسا کرنے پر روبیل نے کہا یہ کون ہے؟ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس ملک میں یعقوب علیہ السلام کی نسل موجود ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے پوچھا کہ یعقوب کون ہیں یہ سن کر روبیل کو غصہ آ گیا اور کہنے لگا اے بادشاہ! یعقوب کا نام نہ لے، کیونکہ وہ اسرائیل اللہ بن ذبیح اللہ بن خلیل اللہ ہیں حضرت یوسف علیہ السلام نے فرمایا اگر یہ بات ہے تو پھر تم سچ کہہ رہے ہو (کہ اس ملک میں نسل یعقوبی موجود ہے)۔

بنیامین کی رہائی کے لیے بھائیوں کی آخری کوشش

سدی کہتے ہیں کہ جب حضرت یوسف علیہ السلام نے بنیامین کو اپنے پاس روک لیا اور بھائیوں کے اپنے فیصلے کے مطابق حضرت یوسف علیہ السلام اس کے مستحق بن گئے اور بھائیوں کو یقین ہو چلا کہ بنیامین کو چھڑانے کی اب کوئی صورت باقی نہیں ہے تو انھوں نے درخواست پیش کی کہ ان میں سے کسی ایک کو بنیامین کی جگہ رکھ لیں اور اسے رہا کر دیں چنانچہ انھوں نے حضرت یوسف علیہ السلام سے عرض کیا کہ "اے عزیز اس بنیامین کا باپ بہت بوڑھا ہے سو اس کی جگہ تو ہم میں سے کسی اور کو روک لے ہم تجھ کو نیک لوگوں میں سے دیکھتے ہیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے جواب میں فرمایا "پناہ بخدا کہ ہم اس کو چھوڑ کر جس کے پاس ہم نے اپنا مسروقہ مال پایا ہے کسی اور کو گرفتار کر لیں ایسا کریں تو ہم بڑے بے انصاف قرار پائیں گے۔ کہ مجرم کو چھوڑ کر بے گناہ کو قید کر لیں۔

ایک بھائی کا وہیں رہ جانا

جب یوسف علیہ السلام کے بھائی اس بات سے ناامید ہو گئے کہ یوسف ان کی درخواست قبول کر کے بنیامین کو چھوڑ دیں گے اور ان کی جگہ کسی دوسرے بھائی کو بھی قبول نہ کریں گے تو اس وقت بڑے بھائی جس کا نام (روبیل یا شمعون) تھا نے دوسرے بھائیوں سے کہا کہ کیا تمھیں معلوم نہیں کہ تمہارے والد نے تم سے یہ عہد لیا تھا کہ بنیامین کو واپسی پر ضرور ساتھ لانا سوائے اس کے کہ تم ہی گھیر لیے جاؤ (تو پھر عذر ہے) اور اس سے پہلے بھی تم یوسف کے معاملے میں کوتاہی کر چکے ہو لہٰذا میں تو اس زمین سے اس وقت تک نہیں ہٹوں گا جب تک میرا والد مجھے اجازت نہ دے یا خدا میرے لیے کوئی فیصلہ نہ کر دے اور وہی سب سے بہتر فیصلہ کرنے والا ہے (یعنی میرا والد مجھے اس بات کی اجازت دے کہ چلو بنیامین کو یہیں رہنے دو اور تم خود آ جاؤ یا جن لوگوں نے میرے بھائی کو روکا ہے اللہ تعالیٰ میرے لیے ان سے لڑنے کا فیصلہ فرما دے۔) تم سب اپنے ماں باپ کے پاس واپس جاؤ اور اسے کہو کہ بلاشبہ تیرے بیٹے (بنیامین) نے چوری کی ہے (اور اس جرم کے بدلے ہم نے اسے شاہ مصر کے حوالے کیا) ہم نے وہی بیان کیا ہے جو کچھ ہم نے دیکھا کہ اس لیے کہ ظاہری طور پر بادشاہ کا پیالہ اسی کے کجاوے میں سے نکلا تھا باقی کسی پوشیدہ معاملہ میں ہم نگہبان نہیں۔ نیز یہ کہ آپ اس بستی کے لوگوں سے دریافت کر لیں جہاں ہم تھے اور ان قافلہ والوں سے بھی پوچھ لیں جن کے ساتھ ہم آئے ہیں وہ لوگ آپ کو حقیقت حال سے آگاہ کریں گے۔

بقیہ بھائیوں کا صورت حال سے والد کو آگاہ کرنا

یہ بھائی اپنے والد کے پاس واپس لوٹے اور روبیل وہاں رہ گئے جب انھوں نے بنیامین کا واقعہ بتلایا تو یعقوب علیہ السلام نے فرمایا کہ حقیقت وہ نہیں جو تم بیان کرتے ہو بلکہ تمہارے دلوں نے تمہارے لیے ایک بات گھڑ دی ہے پس اب میرا کام صبر جمیل ہے اس موقع پر میں جزع وفزع نہیں کرتا مجھے اللہ تعالیٰ سے امید ہے کہ وہ ان سب کو (یعنی یوسف روبیل اور بنیامین کو) مجھ تک پہنچائے گا۔

یعقوب علیہ السلام کا غم

پھر یعقوب علیہ السلام ان سے اٹھ کر چلے گئے اور فرمایا کہ ہائے افسوس! اے یوسف تم پر۔ اس وقت آپ بہت غمگین تھے بیٹوں نے یہ سن کر فرمایا اللہ کی قسم آپ ہمیشہ یوسف ہی کا تذکرہ کرتے رہیں گے یہاں تک کہ اس غم کی وجہ سے بیمار ہو کر قریب المرگ ہو جائیں گے یا جان دے کر مرنے والوں میں شامل ہو جائیں گے۔

یعقوب علیہ السلام کو کتنا صدمہ پہنچا

حضرت حسن سے مروی ہے کہ آپ سے یہ سوال کیا گیا کہ یعقوب علیہ السلام کو کتنا صدمہ پہنچا؟ فرمایا کہ جتنا ایک ماں کے ستر بیٹے فوت ہوں اور اسے انکا جتنا صدمہ پہنچتا ہے۔ پوچھا گیا کہ یوسف علیہ السلام کے لیے اس میں کتنا اجر ہے؟ فرمایا کہ سو شہیدوں کے برابر اجر ہے۔ نیز یہ دیکھو کہ اتنے بڑے صدمے کے باوجود یعقوب علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ پر ایک لحہ کے لیے بدگمانی نہیں کی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے تنبیہ

طلحہ بن مصرف سے مروی ہے کہ یعقوب علیہ السلام کے پاس ان کا ایک پڑوسی آیا اور کہنے لگا کہ اے یعقوب کیا بات ہے آپ بہت کمزور اور لاغر ہو گئے ہیں حالانکہ آپ اپنے والد کی عمر تک نہیں پہنچے آپ نے فرمایا کہ یوسف اور اس کی یاد کی وجہ سے مجھے جو صدمے پہنچے ہیں اللہ کی طرف سے ہیں ان ہی کی وجہ سے میری یہ حالت ہوگئی ہے۔ اس پر وحی آئی کہ اے یعقوب! مخلوق کے سامنے میرا شکوہ کرتے ہو عرض کیا اے میرے رب مجھ سے غلطی ہوگئی آپ مجھے معاف فرمادیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تجھے معاف فرمادیا اس کے بعد جب آپ سے اس کے بارے میں پوچھا جاتا تو آپ فرماتے کہ میں اپنے غم اور اضطراب کی صرف اللہ ہی سے شکایت کرتا ہوں اور اللہ کی طرف سے جو باتیں میں جانتا ہوں تم نہیں جانتے۔

حضرت حسن سے مروی ہے کہ یوسف علیہ السلام یعقوب علیہ السلام سے اسی برس تک جدا رہے اور اتنے عرصہ تک یوسف کی جدائی کا غم یعقوب سے دور نہیں ہوا وہ روتے رہے یہاں تک کہ ان کی بینائی چلی گئی حضرت حسن فرماتے ہیں کہ اللہ کی قسم! زمین میں ان سے بڑھ کر زیادہ معزز کوئی خلیفہ نہ تھا۔

بیٹوں کو دوبارہ مصر بھیجنا

پھر یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو دوبارہ مصر جانے اور یوسف اور بنیامین کو تلاش کرنے کا حکم دیا اور

ان سے کہا کہ جاؤ اور مصر پہنچ کر یوسف اور اس کے بھائی کا پتا لگاؤ اور اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو کیونکہ خدا کی رحمت سے وہ لوگ ناامید ہوتے ہیں جو کافر ہوتے ہیں۔

سب بھائی یوسفؑ کے دربار میں

یہ سب بھائی مصر پہنچے اور یوسف کے دربار میں داخل ہو کر کہا ''اے عزیز ہم کو اور ہمارے گھر والوں کو بہت سختی پہنچ رہی ہے اور ہم یہ ناقص پونجی لے کر آئے ہیں مگر آپ ہمیں پورا غلہ دے دیں اور ہم پر خیرات کریں بے شک اللہ تعالیٰ صدقہ کرنے والوں کو اچھا بدلہ دیتا ہے'' جو ناقص پونجی یہ بھائی لے کر آئے تھے اسکے بارے میں مختلف روایات ہیں پہلا قول یہ ہے کہ وہ ردی اور کھوٹے درہم لائے تھے دوسرا قول ہے کہ وہ گھی اور اون تھا تیسرا قول ہے کہ وہ صنوبر اور سبزیوں کے بیج تھے چوتھا قول یہ ہے کہ تلوار کی ڈھالیں اور رسیاں تھیں پانچواں قول یہ ہے کہ وہ دراہم اتنے کم تھے کہ غلہ کی مطلوبہ مقدار کا عوض نہیں بن سکتے تھے اسی بناء پر انھوں نے یوسف سے کہا تھا کہ وہ درگزر فرما کر انھیں پورا غلہ دے دیں۔

سدی سے مروی ہے کہ ہم پر صدقہ کریں کا ایک مطلب یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ ہمارے سکوں کے مقابلے میں ہمیں زیادہ گلہ دیں اور دوسرا مطلب یہ بھی ہے کہ ہمارا بھائی ہم پر صدقہ کر دیں یعنی لوٹا دیں۔

یوسف علیہ السلا کا حقیقت حال واضح کرنا

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کے بھائیوں نے یہ بات کی تو یوسف علیہ السلام بے قابو ہو گئے اور ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے پھر اپنے اندرونی راز کو ظاہر کرنے کے ارادے سے کہا '' کچھ تم کو وہ سلوک بھی معلوم ہے جو تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ اس وقت کیا تھا جب تم جہالت میں مبتلا تھے (بھائی کے ساتھ کیا گیا وہ معاملہ مراد نہیں تھا جو یوسف علیہ السلام نے کیا بلکہ یہ مراد تھا کہ تم اسکی جدائی کا ذریعہ بنے) یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ کیا واقعی تو یوسف ہے؟ آپ نے فرمایا ہاں میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا بھائی ہے بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے ہم پر بڑا احسان کیا ہے (کہ جدائی کے بعد ہمیں آپس میں ملا دیا) یقیناً جو شخص خدا سے ڈرتا ہے اور تکالیف پر صبر کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ ایسے نیک کاروں کے اجر کو ضائع نہیں کرتے۔

بھائیوں کا معافی مانگنا

سدی سے مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے یہ بتلا دیا کہ میں یوسف ہوں اور یہ بنیامین میرا بھائی ہے تو یہ بھائی معافی مانگنے لگے اور کہنے لگے ''اللہ کی قسم اس میں شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے ہر اعتبار سے ہم پر فضیلت دی اور بے شک ہم ہی خطاوار تھے'' یوسف نے فرمایا کہ آج تم پر کوئی سرزنش نہیں ہے اللہ تعالیٰ تم کو معاف فرمائے اور وہ سب رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے جب یہ تعارف ہو چکا تو یوسف علیہ السلام نے اپنے والد کے بارے میں پوچھا۔

والد کی طرف کرتہ بھیجنا اور یعقوبؑ کا خوشبو محسوس کرنا

سدی سے مروی ہے کہ یوسف علیہ السلام نے ان سے فرمایا کہ میرے بعد میرے والد کا کیا بنا؟ انھوں نے جواب دیا کہ آپ کے غم میں نابینا ہو گئے یوسف علیہ السلام نے کہا کہ تم میرا یہ کرتہ لے جاؤ اور اسے میرے باپ کے

چہرے پر ڈال دو وہ بینا ہو جائیگا اور اپنے سب گھر والوں کو میرے پاس لے آؤ جب یہ قافلہ مصر سے باہر نکلا تو یعقوب علیہ السلام فرمانے لگے کہ میں آج یوسف کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں۔

ابو ایوب الھوزنی سے مروی ہے کہ ہوا قافلہ پہنچنے سے پہلے یعقوب تک چلی گئی اور یہ خوشبو یعقوب تک پہنچادی اور اسے محسوس کر کے یعقوب علیہ السلام نے فرمایا میں آج یوسف کی خوشبو محسوس کرتا ہوں اگر چہ تم یہ کہو گے کہ میں سٹھایا گیا ہوں۔

مصر اور کنعان میں کتنی مسافت تھی؟

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آٹھ رات کی مسافت سے یہ خوشبو یعقوب علیہ السلام کو پہنچی

حضرت حسن سے مروی ہے کہ یہ فاصلہ اسی فرسخ تھا یوسف علیہ السلام مصر میں تھے اور یعقوب علیہ السلام کنعان میں تھے۔ اس سفر کو طے کرنے میں کافی دن لگتے تھے۔

ابن جریج سے مروی ہے کہ یہ فاصلہ اسی فرسخ تھا اور یعقوب علیہ السلام نے ۷۵ سال جدائی برداشت کی تھی اور "لولا ان تفندون" کا مطلب یہ ہے کہ اگر تم یہ نہ سمجھو کہ یہ بوڑھا ہو چکا ہے لہٰذا اسکی عقل سٹھیا چکی ہے (بلکہ یہ حقیقت ہے کہ خوشبو واقعی آرہی ہے)۔

اس وقت حاضرین میں سے کسی نے کہا اللہ کی قسم آپ پرانی بھول میں ہیں۔ لیکن بالآخر خوشخبری دینے والا بھی آگیا (یعنی وہ قمیض لے کر آنے والا آگیا) جو یوسف علیہ السلانے بھیجا تھا جس کا نام یہودا ابن یعقوب تھا) تو اس نے یوسفؑ کے زندہ رہنے کی خوشخبری دی۔

یہ کرتا کون لے کر آیا؟

سدی سے مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام نے یہ کہا کہ میرا یہ قمیض لے جا کر میرے والد کے چہرے پر ڈال دو تو یہودا نے کہا کہ پہلے میں یوسف کی قمیض کو خون میں لت پت کر کے لے گیا تھا اور یہ جھوٹ بولا تھا کہ یوسف کو بھیڑیا کھا گیا ہے اب اس کا بدلہ یہ ہے کہ یہ قمیض بھی میں ہی لے کر جاؤں گا اور والد کو بتاؤں گا کہ یوسف زندہ ہے تو جس طرح پہلے غم پہنچایا تھا اب خوشی کا ذریعہ بنوں گا آپ ہی کو بشیر کہا گیا ہے۔

چنانچہ جب یہ بشیر قمیض لے کر گیا اور یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی تو ان کی بینائی لوٹ آئی اور یعقوبؑ نے فرمایا کہ میں تم سے کہا کرتا تھا کہ میں اللہ کی طرف سے ایسی باتیں جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے یہ بات اس لیے فرمائی کیونکہ یوسف علیہ السلام نے یہ خواب سنایا تھا کہ گیارہ ستارے اور سورج اور چاند مجھے سجدہ کر رہے ہیں اور اس خواب کی تعبیر کو یعقوب علیہ السلام تو جانتے تھے انکے بیٹے نہیں جانتے تھے۔

بیٹوں کی باپ سے معذرت

بیٹوں نے کہا اے ابا جان! ہمیں معاف کر دیں بے شک ہم غلطی کرنے والے ہیں یعقوب علیہ السلام نے فرمایا عنقریب میں تمہارے لیے رب سے مغفرت طلب کروں گا بعض نے کہا ہے کہ یعقوب علیہ السلام نے آخری رات کے لیے دعا کو مؤخر کیا۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ جمعہ کی رات کے لیے موخر کیا۔

سب اہل خانہ کی مصر روانگی اور ان کا استقبال

جب یعقوب علیہ السلام ان کے بیوی بچے یوسف علیہ السلام کے پاس پہنچے تو یوسف نے اپنے والدین کو اپنے پاس جگہ دی اور مصر میں داخل ہونے سے پہلے ان کا استقبال کیا۔

سدی سے مروی ہے کہ جب یہ لوگ مصر روانہ ہوئے اور مصر کے قریب پہنچے تو یوسف علیہ السلام بادشاہ کو لے کر ان کے استقبال کے لیے تشریف لائے اور جب مصر کے دروازے پر پہنچے تو یوسف علیہ السلام نے فرمایا آپ شہر میں داخل ہو جائیں انشاءاللہ آپ ہر طرح سے امن و امان میں ہیں اور پھر شہر میں داخل ہونے کے بعد والدین کو اپنے پاس جگہ دی۔

یوسفؑ کا مصر

فرقد السبخی سے مروی ہے کہ جب یوسف علیہ السلام کی قمیض یعقوب علیہ السلام کے چہرے پر ڈالی گئی اور پھر قبیلۂ یعقوب مصر کی طرف روانہ ہوا تو جب یعقوب علیہ السلام مصر کے قریب آ گئے تو یوسف علیہ السلام کو بتلایا گیا کہ وہ قریب آ چکے ہیں۔ یوسف استقبال کے لیے باہر تشریف لائے اور وہاں کے لوگ بھی چونکہ یوسف علیہ السلام کی بہت تعظیم کرتے تھے اس لیے وہ لوگ بھی استقبال کے لیے شہر سے باہر آ گئے یعقوب علیہ السلام اپنے بیٹے یہودا کا سہارا لے کر پیدل چل رہے تھے۔ جب یعقوب نے دیکھا کہ شہر کے اندر بہت سے لوگ اور گھوڑے نکل رہے ہیں تو یہودا سے کہا یہ تو فرعون مصر کا قافلہ معلوم ہوتا ہے بیٹے نے کہا نہیں یہ آپ کا بیٹا یوسف علیہ السلام ہے اور جب شہر میں داخل ہو گئے تو یوسف علیہ السلام نے اپنے والدین کو اپنے ساتھ تخت پر بٹھایا۔

یوسف علیہ السلام نے کس کو تخت پر بٹھایا

اس میں اختلاف ہے کہ یوسف علیہ السلام نے کس کس کو تخت پر بٹھایا ایک قول یہ ہے کہ یعقوب اور اپنی والدہ راحیل کو بٹھایا دوسرا قول یہ ہے کہ اپنی خالہ لیا کو بٹھایا کیونکہ اس وقت آپ کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اور بھائیوں نے آپ کو سجدہ کیا۔

اس وقت سلام کرنے کا نیا طریقہ

قتادہ سے مروی ہے کہ اس وقت سلام ایک دوسرے کو سجدہ سے کیا جاتا تھا اس کے بعد یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے عرض کیا کہ اے ابا جان! یہ میرے خواب کی تاویل ہے میرے رب نے اسے سچ کر دکھایا میرے بھائیوں نے میرے ساتھ جو کیا سو کیا، اور یہ ہی گیارہ ستارے سورج اور چاند ہیں میرے رب نے میرے خواب کی تعبیر کو سچ کر دکھایا۔

سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس خواب کی تعبیر چالیس سال بعد ظاہر ہوئی دوسرا قول یہ ہے کہ اسی سال بعد ظاہر ہوئی۔

جدائی کتنے سال رہی؟

حضرت حسن سے مروی ہے کہ یوسفؑ اور یعقوبؑ کے درمیان اسی سال تک جدائی رہی اس عرصہ میں کسی بھی وقت یعقوب علیہ السلام سے غم دور نہیں ہوا اور ہمیشہ آنسو آپ کے رخساروں پر بہتے رہے اس وقت اللہ تعالی کے نزدیک یعقوب علیہ السلام سے زیادہ محبوب کوئی نہیں تھا۔

حضرت حسن سے مروی ہے کہ سترہ سال کی عمر میں یوسف علیہ السلام کو کنوئیں میں ڈالا گیا اور اسی سال تک جدائی رہی اس کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے۔ چنانچہ آپ کا انتقال ایک سو بیس سال کی عمر میں ہوا ایک دوسری روایت میں بھی یہی مروی ہے۔

بعض اہل کتاب کا کہنا ہے کہ یوسف علیہ السلام سترہ سال کی عمر میں مصر میں داخل ہوئے اور عزیز مصر کے گھر تیرہ سال رہے جب آپ کی عمر تیس سال ہوئی تو اس وقت فرعون مصر آپ پر ایمان لایا اس کا نام ریان بن ولید تھا لیکن جلد ہی اس کا انتقال ہو گیا پھر قابوس بن معصب بادشاہ بنا، وہ کافر تھا یوسف علیہ السلام نے اسے ایمان کی دعوت دی لیکن وہ نہ مانا۔

یوسف علیہ السلام نے انتقال سے قبل اپنے بھائی یہودا کو اپنا وصی بنایا اور ایک سو بیس سال کی عمر میں آپ کا انتقال ہوا۔

یعقوب علیہ السلام کا انتقال اور ان کی تدفین

مصر آنے کے بعد یعقوب علیہ السلام سترہ سال زندہ رہے جب آپ کے انتقال کا وقت قریب آیا تو یوسف کو اپنا وصی بنایا اور ان سے کہا کہ مجھے میرے والد اسحاق کے پاس دفن کرنا یوسف علیہ السلام نے ایسا ہی کیا اور انھیں شام لے جا کر دفن کیا اور پھر مصر واپس آئے پھر یوسف علیہ السلام نے یہ وصیت کی کہ مجھے میرے آباء کے قریب دفن کیا جائے چنانچہ جب موسی علیہ السلام نے سمندر پار کیا تو یوسف علیہ السلام کی قبر کھودی اور وہاں سے جسد مبارک نکال کر شام میں دفن کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے یہ روایت پہنچی کہ یعقوبؑ اور یوسفؑ کی جدائی اسی سال رہی۔

اہل کتاب کا خیال ہے کہ یہ جدائی چالیس سال یا اسکے لگ بھگ تھی اور یعقوب علیہ السلام یوسف علیہ السلام سے ملنے کے بعد سترہ سال تک زندہ رہے پھر ان کا انتقال ہوا۔ یوسف علیہ السلام کی قبر مرمر کے ایک صندوق میں دریائے نیل کے درمیان بنائی گئی۔

یوسف علیہ السلام کی اولاد

بعض حضرات کا کہنا ہے کہ یوسف علیہ السلام اپنے والد کے انتقال کے بعد ۲۳ سال تک زندہ رہے یوسف علیہ السلام کے دو بیٹے پیدا ہوئے جن کا نام افرائیم اور منشا تھا افرائیم سے نون اور نون سے یوشع پیدا ہوئے کہا گیا ہے کہ موسی بن منشا موسی علیہ السلام سے پہلے گزرے ہیں اور بعض یہودیوں کا خیال ہے کہ موسی بن منشا ہی نے خضر کی تلاش میں سفر کیا تھا۔

حضرت خضر اور حضرت موسیٰ اور انکے غلام کا واقعہ

خضر علیہ السلام کس دور میں تھے؟

خضر علیہ السلام کے بارے میں ایک قول یہ ہے کہ یہ موسیٰ علیہ السلام سے پہلے افریدون اثقیان نامی بادشاہ کے دور میں گزرے ہیں۔ ایک قول یہ ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے زمانے کے ذوالقرنین نامی بادشاہ کے اس لشکر میں تھے جو "بئر سبع" کی طرف گیا تھا۔

بئر سبع

بئر سبع وہ کنواں تھا جسے ابراہیم علیہ السلام نے اردن کے مسافروں کے لیے کھودا تھا لیکن بعد میں کچھ لوگوں نے یہ دعویٰ کیا کہ یہ کنوئیں والی جگہ ہماری ہے تو ابراہیم علیہ السلام ذوالقرنین کے دربار میں یہ مقدمہ لے کر چلے گئے یہ ذوالقرنین وہی ہیں جن کے بارے میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ خضر علیہ السلام ان کے لشکر میں تھے خضر علیہ السلام ان کے لشکر کے ساتھ چل کر "نہر حیات" پر پہنچے اور بے خبری میں اسکا پانی پی لیا ذوالقرنین اور اس کے ساتھیوں کو بھی پتا نہیں چلا کہ خضر علیہ السلام نے وہاں سے پانی پی لیا ہے اس پانی پینے کے نتیجے میں انھیں ہمیشہ کے لیے زندگی دے دی گئی اور وہ ابھی تک زندہ ہیں۔

خضر علیہ السلام کا نسب نامہ

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ خضر علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں پیدا ہوئے اور ان پر ایمان لائے اور ان کے ساتھ مقام بابل سے ہجرت کی ان کا نام ونسب نامہ یہ ہے بلیا بن ملکان بن فالغ بن عابر بن شاہ بن ارفخشد بن سام بن نوح۔ ان کا باپ ایک بہت بڑا بادشاہ تھا۔

خضر علیہ السلام کے متعلق دوسرے اقوال

بعض نے کہا ہے کہ ابراہیم علیہ السلام کے دور میں جو ذوالقرنین تھا اس کا نام افریدون بن اثقیان تھا اور ان کے لشکر کے ابتدائی حصہ میں خضر علیہ السلام تھے۔ ایک قول یہ ہے کہ خضر علیہ السلام فارس کے تھے ہر سال حج کے موسم میں ان کی آپس میں ملاقات ہوتی تھی۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک شخص کو خلیفہ بنایا جس کا نام ناشیہ بن اموص تھا اور ان کی طرف خضر علیہ السلام کو نبی بنا کر بھیجا حضرت وھب بن منبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا خیال ہے کہ آپ بنی اسرائیل میں سے تھے اور ھارون بن عمران کی اولاد میں سے تھے اور بنی اسرائیل کے اس خلیفہ جس کا تذکرہ ابھی ہوا اور افریدون بادشاہ کے درمیان ہزار سال سے زائد کا عرصہ ہے۔

راجح قول

راجح بات یہ ہے کہ خضر افریدون اور ذولقرنین نامی بادشاہوں کے دور میں موسیٰ علیہ السلام سے پہلے پیدا

ہوئے بشرطیکہ یہ بات درست ہو کہ خضر علیہ السلام ذوالقرنین کے لشکر کے ابتدائی حصہ میں تھے پھر آب حیات پیا۔ ابراہیم علیہ السلام کے دور میں تو آپ کو مبعوث نہیں کیا گیا البتہ بنی اسرائیل کے ایک بادشاہ ناشیہ بن اموص کے دور میں مبعوث ہوئے اور یہ بادشاہ یشتاسب سے لھراسب کے دور میں گزرا ہے جب کہ یشتاسب اور افریدون کے درمیان طویل مدت کا فاصلہ ہے عنقریب اس قول کا ماخذ بھی بیان کیا جائے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ۔

راجح قول ہونے کی دلیل

ہمارا یہ کہنا کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام سے کچھ عرصہ پہلے پیدا ہوئے اس قول کے زیادہ مشابہ ہے جو وھب بن منبہ نے رسول اکرم ﷺ سے نقل فرمایا کہ جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ خیال کیا کہ وہ اہل زمین میں سے سب سے بڑے عالم ہیں تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے انھیں جس شخص کی تلاش میں بھیجا وہ خضر علیہ السلام تھے (اور رسول اللہ ﷺ کی بات کا درست ہونا یقینی ہے کیونکہ) تمام مخلوقات میں گزشتہ واقعات میں سب سے زیادہ جانتے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام کا واقعہ

حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے عرض کیا کہ نوف البکالی کا خیال یہ ہے کہ خضر موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ نہیں تھے انھوں نے فرمایا کہ اللہ کے دشمن نے جھوٹ بولا (یہ جملہ بطور محاورہ فرمایا) ابی بن کعب نے مجھ سے رسول اکرم ﷺ کی طرف سے یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ ایک مرتبہ موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے سامنے کھڑے ہوئے تقریر کر رہے تھے تو کسی نے سوال کیا کہ لوگوں میں سے سب سے بڑا عالم کون ہے فرمایا میں۔

کیونکہ انھوں نے اس کے جواب میں یہ نہیں کہا کہ اللہ تعالیٰ ہی بہتر جانتا ہے اور ان کا یہ جواب ان کی شایان شان نہیں تھا اس لیے اللہ تعالیٰ نے اس جواب پر گرفت فرمائی اور فرمایا کہ تم میں میرا بڑا عالم وہ بندہ ہے جو دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر رہتا ہے موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ میں اس سے کس طرح مل سکتا ہوں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ایک تھیلی میں مچھلی ڈال کر سفر شروع کرو جہاں وہ مچھلی تم سے گم ہو جائے وہاں وہ بندہ تم کو ملے گا۔

چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے مچھلی کو تھیلی میں ڈالا اور غلام کو ساتھ لے کر چل پڑے اور غلام سے فرمایا کہ جب یہ مچھلی گم ہو جائے تو مجھے اطلاع دینا۔

موسیٰ علیہ السلام کا آغاز سفر

دونوں ساحل سمندر پر پیدل چل پڑے یہاں تک کہ ایک چٹان کے پاس پہنچے وہاں موسیٰ علیہ السلام لیٹ گئے مچھلی پھڑکی اور تھیلی سے نکل کر سمندر میں چلی گئی جس راستہ پر چلی اللہ تعالیٰ نے وہاں سے پانی روک دیا تو وہ راستہ ایک سرنگ کی جانب بن گیا یہ ایک عجیب معاملہ تھا۔ پھر وہ دونوں چل پڑے۔

سفر میں تھکاوٹ

جب کھانے کا وقت ہوا تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلام سے فرمایا ہمارے لیے کھانا لاؤ اس سفر میں تو بہت تھکاوٹ ہوئی۔ ابی بن کعب فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام جب اللہ تعالیٰ کی طرف سے متعین کردہ مقام سے آگے بڑھے تو انھیں تھکاوٹ محسوس ہوئی۔ غلام نے جواب دیا کہ آپ نے ملاحظہ کیا کہ جب ہم چٹان کے پاس آرام کے

لیے ٹھہرے تو اس وقت مچھلی نے عجیب انداز کا راستہ اختیار کیا اور میں آپ سے اسکا تذکرہ کرنا بھول گیا اور یہ بھولنا شیطان کی طرف سے تھا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ ہی وہ مقام تھا جہاں ہم جانا چاہتے تھے پس دونوں قدموں کے نشانات پہچانتے ہوئے واپس لوٹے۔

خضر علیہ السلام سے ملاقات

جب وہ چٹان کے پاس پہنچے تو وہاں ایک آدمی اپنے اوپر کپڑا ڈال کر لیٹا ہوا تھا موسیٰ علیہ السلام نے اسے سلام کیا اس نے تعجب سے کہا کہ ہماری زمین میں سلام کہاں سے آ گیا (اس علاقہ میں غیر مسلم رہتے ہیں اس لیے انھیں تعجب ہوا) موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں موسیٰ ہوں اس نے کہا بنی اسرائیل کا موسیٰ؟ فرمایا ہاں اس نے کہا اے موسیٰ میرے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیا ہوا ایک ایسا علم ہے جو آپ کے پاس نہیں اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسا علم عطا فرمایا ہے کہ جو میرے پاس نہیں ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جو علم آپ کو عطا فرمایا ہے میں آپ کے ساتھ رہ کر وہ سیکھنا چاہتا ہوں خضر علیہ السلام نے کہا اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں خود سوال نہ کرنا جب تک میں خود تمھیں نہ بتاؤں۔ موسیٰ علیہ السلام راضی ہو گئے۔

خضر اور موسیٰ علیہ السلام کا سفر

دونوں ساحل سمندر پر چل پڑے اچانک ایک کشتی میں ملاح نظر آیا جو خضر کو پہچانتا تھا اس نے ان کو کرایہ پر سوار کیا اس وقت ان کے سامنے ایک چڑیا آئی جس نے سمندر میں چونچ ماری یہ دیکھ کر حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس چڑیا کے سمندر میں چونچ مارنے سے جتنا پانی اس کے منہ میں آیا ہے اس پانی اور سمندر کے کل پانی کے درمیان جو نسبت ہے ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان وہ نسبت بھی نہیں ہے (یعنی ہمارا علم اس سے بھی کہیں زیادہ کم ہے)۔

پہلا واقعہ کشتی کا تختہ نکالنا

کشتی میں بیٹھنے کے دوران خضر علیہ السلام کشتی کا ایک تختہ نکالنے لگے یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام پریشان ہوئے اور فرمایا کہ انھوں نے تو ہم پہ یہ احسان کیا کہ کرایہ لیے بغیر ہم کو سوار کیا اور آپ انکی کشتی کا تختہ نکال رہے ہیں تا کہ وہ غرق ہو جائے یہ فعل درست نہیں۔ خضر علیہ السلام نے جواب میں کہا کہ میں نے تمھیں کہا تھا نہ کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ میری اس بھول پر گرفت نہ فرمائیں ابی بن کعب کہتے ہیں کہ پہلی مرتبہ میں موسیٰ علیہ السلام سے بھول ہو گئی تھی۔

دوسرا واقعہ بچے کا قتل

پھر دونوں کشتی سے باہر آئے اور چل پڑے اچانک انھوں نے ایک بچے کو دیکھا جو دوسرے بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا خضر علیہ السلام نے اسے پکڑ کر قتل کر دیا یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا آپ نے بلاوجہ ایک معصوم جان مار ڈالی آپ نے ایک نامناسب کام کیا ہے۔ خضر علیہ السلام نے فرمایا! میں نے تمھیں کہا تھا کہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکتے یہ جواب سن کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا! اگر اسکے بعد میں کوئی چیز پوچھوں تو آپ میری رفاقت چھوڑ سکتے ہیں۔

تیسرا واقعہ دیوار درست کرنا

پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ دونوں ایک گاؤں میں پہنچے دونوں کو بھوک لگی ہوئی تھی چنانچہ انھوں نے بستی والوں سے کھانا مانگا لیکن کسی نے کھانے یا پینے کے لیے کچھ نہ دیا وہاں ایک دیوار تھی جو گرنے والی تھی خضر علیہ السلام نے اسے ہاتھ سے سیدھا کر دیا یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا بستی والوں نے نہ تو ہماری مہمانی کی اور نہ ہی ہمیں رات ٹھہرنے کو جگہ دی (اور آپ نے انکا کام بلا معاوضہ کر دیا) اگر آپ چاہتے تو آپ اسکی اجرت لے لیتے۔

دونوں میں جدائی

یہ سن کے خضر علیہ السلام نے فرمایا! اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے کاش! موسیٰ علیہ السلام صبر کر لیتے تا کہ ہمیں ان کے مزید واقعات معلوم ہوتے۔

خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کے مذکورہ واقعہ کے متعلق دیگر روایات

پہلی روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ انکے اور قیس بن حصن الفزاری کے درمیان اختلاف ہو گیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کون تھے؟ ابن عباسؓ کہتے تھے کہ خضرؑ تھے ان دونوں کے پاس سے ربیع بن کعبؓ گزرے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہم دونوں میں اس شخص کے بارے میں اختلاف ہو رہا ہے جس سے موسیٰ علیہ السلام ملنے کے لیے تشریف لے گئے کیا آپ نے حضور اکرم ﷺ سے اس بارے میں کچھ سنا ہے؟ انھوں نے جواب دیا جی ہاں! میں نے رسول اکرم ﷺ کو یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ ایک شخص نے ان سے سوال کیا کہ آپ ایسے شخص کا پتا بتا سکتے ہیں جو آپ سے بڑا عالم ہو؟ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں تو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر وحی بھیجی اور فرمایا کہ کیوں نہیں ہمارا ایک بندہ خضر ہے موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اس سے ملنے کی کوئی صورت ہو سکتی ہے اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو نشانی قرار دیا اور فرمایا کہ جب یہ مچھلی گم ہو جائے تو اس شخص سے تمہاری ملاقات ہو گی۔

موسیٰ علیہ السلام مچھلی کے نشانات کے پیچھے پیچھے چلتے رہے سمندر میں ایک جگہ ان کے غلام نے کہا کیا آپکو معلوم نہیں کہ جس چٹان کے پاس ہم ٹھہرے تھے (وہاں مچھلی گم ہو گئی تھی) لیکن میں بتانا بھول گیا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ہمیں اسی جگہ جانا تھا اور پھر دونوں اپنے قدموں کے نشانات تلاش کرتے ہوئے واپس چل پڑے وہاں ان دونوں کی ملاقات خضر علیہ السلام سے ہوئی اور پھر وہ واقعہ پیش آیا جو قرآن مجید میں ذکر ہے۔

موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ دوسری روایت

قرآن مجید کی آیت "واذ قال موسی لفتاہ لا ابرح حتی ابلغ مجمع البحرین" کے تحت حضرت ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام اور ان کی قوم مصر میں آ گئی اور وہاں رہنے لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان پر وحی نازل فرمائی کہ اپنی قوم کے سامنے ان دونوں کا تذکرہ کرو جن میں اللہ تعالیٰ نے ان پر انعام فرما کر بنی اسرائیل سے

نجات عطا فرمائی انھوں نے اپنی قوم سے خطاب کیا اور اللہ تعالی کی نعمتوں کا تذکرہ کیا کہ اللہ تعالی نے انھیں بہت سے انعامات عطا فرمائے انھیں آل فرعون سے نجات عطا فرمائی اور دشمنوں کو ہلاک کیا اور یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمہارے نبی موسی کو اپنا کلیم بنایا اور مجھے اپنے لیے منتخب فرمایا اور مجھ پر اپنی محبت نازل کی اور اللہ تعالی نے تمھیں ہر وہ نعمت عطا کی جو تم نے اللہ تعالی سے مانگی پس تمہارا نبی تمام اہل زمین سے افضل ہے اور تم تورات پڑھنے والے ہو خلاصہ یہ کہ موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی کی تمام نعمتوں کا تذکرہ فرمایا۔

بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے کہا کہ آپ نے سچ فرمایا حقیقت وہی ہے جو آپ نے بیان کی اور ہم سمجھ بھی گئے اے اللہ کے نبی! یہ بتلائیے کہ کیا روئے زمین پر آپ سے بڑا بھی کوئی عالم موجود ہے آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ تو اسی وقت جبرئیل علیہ السلام اللہ تعالی کی طرف سے وحی لے کر نازل ہوئے اور فرمایا کہ اللہ تعالی فرمار ہے ہیں کہ آپ کو کیا معلوم کہ میں اپنا علم کہاں رکھتا ہوں؟ دیکھو! سمندر کے کنارے ایک شخص رہتا ہے جو آپ سے بھی بڑا عالم ہے (حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد خضر علیہ السلام ہیں) تو موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے عرض کیا کہ میری اس سے ملاقات کرادیجیے اللہ تعالی نے فرمایا کہ آپ سمندر کی طرف چلیں سمندر کے کنارے آپکو ایک مچھلی ملے گی آپ اسے پکڑ لیں اور اپنے غلام کو دے دیں اور پھر سمندر کے کنارے چلنا شروع کر دیں جب مچھلی تم سے جدا ہو کر سمندر میں گر کر ہلاک ہو جائے تو وہ تمہاری مطلوبہ جگہ ہوگی۔

(موسی علیہ السلام نے اپنے غلام کو لے کر سفر شروع کر دیا) جب بہت طویل سفر طے کیا تو اپنے غلام سے مچھلی کے بارے میں پوچھا تو غلام نے جواب دیا کہ "جب ہم چٹان کے قریب ٹھہرے تھے تو اس وقت مچھلی سمندر میں چلی گئی تھی لیکن میں بتانا بھول گیا اور یہ بھول شیطان کی طرف سے تھی اور جب اس نے سمندر میں راستہ بنایا تو میں نے اسے دیکھا بھی تھا۔

یہ سن کر موسی علیہ السلام کو قدرے تعجب ہوا اور پھر دونوں واپس چلے اور اس چٹان پر آگئے انھیں وہاں مچھلی مل گئی موسی علیہ السلام اپنے عصا کے ذریعے اس سے پانی دور کر رہے تھے اور اس طرح اس سے پانی دور کرتے ہوئے چٹان پر لائے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب یہ حدیث بیان فرمائی تو موسی علیہ السلام کے اس فعل پر تعجب کیا موسی علیہ السلام اس مچھلی کو ساتھ لے گئے یہاں تک کہ ایک جزیرہ میں گم ہو گئی وہاں ان کی ملاقات خضر علیہ السلام سے ہوئی انھیں سلام کیا خضر علیہ السلام نے جواب دیا کہ ہمارے علاقہ میں سلام کہاں سے آگیا اور آپ کہاں سے آئے ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں موسیٰ ہوں خضر نے پوچھا بنی اسرائیل والے موسی آپ نے جواب دیا ہاں۔ خضر علیہ السلام نے ان کا استقبال کیا اور کہا کہ آپ یہاں کیوں تشریف لائے موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے آپ کو جو علم عطا فرمایا ہے اسے سیکھنے کے لیے حاضر ہوا ہوں خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے موسی علیہ السلام نے جواب دیا انشاء اللہ آپ مجھے صبر کرنے والا پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا۔

خضر علیہ السلام موسی علیہ السلام کو لے کر چل پڑے اور کہا کہ آپ مجھ سے میرے کسی فعل کے بارے میں سوال نہ کریں یہاں تک کہ میں خود اسکی حقیقت بیان کروں پھر دونوں ایک کشتی میں سوار ہوئے تا کہ سمندر کے دوسرے کنارے تک پہنچ سکیں سمندر کے کنارے پہنچ کر خضر علیہ السلام نے اس کشتی کا تختہ نکال دیا یہ دیکھ کر موسی علیہ السلام نے فرمایا آپ نے انکی کشتی کا تختہ نکال دیا تا کہ وہ غرق ہو جائیں آپ کا یہ فعل درست نہیں۔ پھر ابن عباس نے بقیہ قصہ بیان

فرمایا۔

موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ تیسری روایت

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ موسی علیہ السلام نے اللہ تعالی سے پوچھا اے اللہ! آپ کا کون سا بندہ آپ کو سب سے زیادہ پسند ہے اللہ تعالی نے جواب دیا: جو مجھے یاد کرتا ہے اور بھلاتا نہیں پھر پوچھا کہ اے اللہ! سب سے زیادہ صحیح فیصلے کرنے والا کون ہے فرمایا جو خواہش نفس کی پیروی نہیں کرتا پھر پوچھا کہ اے اللہ! آپ کا کون سا بندہ سب سے بڑا عالم (جاننے) والا ہے۔ فرمایا جو اپنے علم میں اضافہ کے لیے لوگوں کے علوم کو تلاش کرے کہ شاید اسے کوئی ایسا کلمہ مل جائے جس سے اسے راہ حق نظر آئے اور گمراہی سے بچ جائے موسی علیہ السلام نے کہا اے اللہ کیا زمین میں کوئی ایسا شخص ہے (ایک روایت میں ہے کہ کیا زمین میں مجھ سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص بھی ہے) اللہ تعالی نے فرمایا ہاں۔ عرض کیا کہ وہ کون ہے؟ جواب ملا کہ وہ خضر علیہ السلام ہے۔

عرض کیا کہ میں اسے کہاں تلاش کروں؟ جواب ملا کہ سمندر کے ساحل کی اس چٹان پر جہاں مچھلی پھٹک کر سمندر میں گر جائے۔

موسی علیہ السلام ان کی تلاش میں نکلے یہاں تک کہ اس چٹان تک پہنچے جس کی طرف اللہ تعالی نے نشاندہی فرمائی تھی (خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی) دونوں نے ایک دوسرے کو سلام کیا موسی علیہ السلامنے عرض کیا کہ میں آپ کے ساتھ کچھ عرصہ رہنا چاہتا ہوں۔ خضرؑ نے جواب دیا کہ آپ میرے ساتھ رہنے کی طاقت نہیں رکھتے عرض کیا کیوں نہیں؟ خضرؑ نے عرض کیا کہ اگر آپ میرے ساتھ رہنا چاہتے ہیں تو اس شرط پر اسکی اجازت ہے آپ مجھ سے کسی معاملہ کے بارے میں سوال نہیں کریں گے یہاں تک کہ میں خود اس کی حقیقت آپ کو بتاؤں دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک کشتی میں سوار ہوئے اور خضر علیہ السلام نے اس کا تختہ نکال دیا موسی علیہ السلام نے فرمایا آپ نے ان کا تختہ نکال دیا وہ غرق ہو جائیں گے آپ کا یہ فعل درست نہیں (خضر علیہ السلام نے) فرمایا میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے (موسیٰ نے) عرض کیا کہ مجھ سے بھول ہو گئی آپ میری اس بھول کو معاف فرمائیں اور میرے کام کو مشکل نہ بنائیں پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ دونوں نے ایک بچے سے ملاقات کی (جو کھیل رہا تھا) خضر علیہ السلام نے اسے مار ڈالا موسی علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے ایک پاکباز معصوم بچے کو بلا وجہ مار ڈالا آپ نے بہت ہی عجیب کام کیا۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے پھر یہ واقعہ آخر تک پہلے کے مثل بیان فرمایا۔

حکمتِ خضرؑ و موسیٰؑ

حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ دیوار کے متعلق موسیٰ کا تنقید کرنا اپنے لیے اور کسی قدر دنیا (کھانے) کو حاصل کرنے کے لیے تھا البتہ کشتی کا پھاڑنا اور غلام کو قتل کرنے کے متعلق تنقید صرف اللہ تعالی کے لیے تھی۔

خیر جب تینوں واقعات ہو چکے تو خضر علیہ السلام نے فرمایا اب میرے اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت آ گیا ہے اور پھر موسیٰ کو اپنے تمام افعال کی وجہ بتلائی۔

اللہ کا علم

اور پھر موسیٰ علیہ السلام کو لے کر اس جگہ پہنچے جہاں دو سمندر آپس میں ملتے تھے وہ جگہ ایسی تھی کہ پوری روئے زمین کے اعتبار سے اس جگہ سب سے زیادہ پانی تھا اللہ تعالیٰ نے وہاں ابابیل کی مانند ایک پرندہ بھیجا وہ اپنی چونچ کے ذریعے پانی پینے لگا خضرؑ نے موسیٰؑ سے پوچھا بتلائیے کہ اس پرندہ نے سمندر کے پانی میں کتنی کمی کی؟ فرمایا کچھ کمی نہیں کی خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ اے موسیٰ میرا اور آپ کا علم اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلے میں اتنا بھی نہیں کہ جتنا اس پرندہ کا پیا ہوا پانی اور اس سمندر کا پانی۔

کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا خیال تھا کہ آپ زمین پر سب سے بڑے عالم ہیں اس لیے آپ کو خضر علیہ السلام کے پاس جانے کا حکم دیا گیا۔

موسیٰؑ اور خضرؑ کا قصہ تفصیلی روایت

حضرت سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ میں ابن عباسؓ کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور وہاں چند یہودی بھی موجود تھے تو کسی یہودی نے کہا کہ اے ابن عباس' نوف نے کعب سے نقل کرتے ہوئے کہا ہے کہ جو موسیٰ علم کی طلب میں سفر پر گئے وہ موسیٰ بن منشا تھے (نہ کہ موسیٰ علیہ السلام بن عمران) ابن عباسؓ سے پوچھا کہ نوف واقعی ایسا کہتا ہے پھر فرمایا کہ نوف نے جھوٹ کہا ہے۔

اس کے بعد ابن عباسؓ نے حدیث بیان کی کہ مجھے ابی بن کعب نے رسول اللہ ﷺ کے حوالے سے بتایا کہ بنی اسرائیل کے نبی موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا کہ اے اللہ! اگر زمین میں کوئی شخص مجھ سے بڑا عالم ہے تو مجھے اس کا پتا بتا دیجیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہاں میرے بندوں میں سے ایک بندہ جو آپ سے بڑا عالم ہے اور پھر ایک جگہ بتائی اور اس سے ملاقات کرنے کی اجازت دیدی موسیٰ علیہ السلام اپنے ساتھ ایک نوجوان کو لے کر چلے اور آپ کے پاس ایک بھنی ہوئی مچھلی بھی تھی آپ سے کہا گیا کہ جہاں یہ مچھلی زندہ ہو جائے وہاں آپ کا مطلوبہ ساتھی آپ کو مل جائے گا

موسیٰ علیہ السلام اپنے غلام کے ساتھ مچھلی لے کر چلتے رہے یہاں تک کہ ایک چٹان پر پہنچے جہاں ایک چشمہ تھا جس کا نام آب حیات تھا اس کی خصوصیت یہ تھی کہ جو اس کا پانی پی لیتا وہ ہمیشہ زندہ رہتا اور اگر وہ پانی کسی مردہ پر پڑتا تو وہ زندہ ہو جاتا چنانچہ جب وہ دونوں حضرات وہاں ٹھہرے اور پانی مچھلی سے لگا تو وہ زندہ ہو گئی اور اس نے اس سمندر میں اپنا راستہ بنا لیا لیکن موسیٰ علیہ السلا کو پتا نہ چلا اور وہ آگے چلے گئے۔

جب وہ اس جگہ سے ایک مرحلہ آگے بڑھے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلام سے کہا "ہمارا کھانا لاؤ" اس سفر میں بہت تھکاوٹ ہو گئی۔ غلام کو اس وقت ساری بات یاد آ گئی اس نے کہا کہ جب ہم چٹان کے پاس ٹھہرتے تو اس وقت مچھلی نے سمندر میں راستہ بنا لیا تھا اور میں یہ بات آپ کو بتانا بھول گیا اور یہ بات شیطان کی طرف سے تھی۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹے یہاں تک کہ اس چٹان کے پاس پہنچے وہاں ایک شخص کو دیکھا جو چادر اوڑھ کر لیٹا ہوا ہے موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا اس نے جواب دیا اور پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ آپ نے کہا کہ موسیٰؑ بن عمران ہوں۔

اس نے پوچھا بنی اسرائیل والے موسیٰ فرمایا کہ ہاں پوچھا آپ یہاں کیوں تشریف لائے حالانکہ آپ کی قوم کو آپ کی ضرورت ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا میں آپ کے پاس رہنمائی کا علم حاصل کرنے کے لیے آیا ہوں خضر علیہ السلام نے کہا آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر سکتے (اسکی وجہ یہ تھی کہ خضر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے کچھ غیب کی باتیں بھی بتائیں تھیں) موسیٰ علیہ السلام نے کہا کیوں نہیں (میں آپ کے ساتھ صبر کروں گا) خضر علیہ السلام نے کہا آپ اس چیز پر کیسے صبر کر سکتے ہیں جس کی پوری حقیقت کا آپ کو علم ہی نہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ انشاءاللہ آپ مجھے صبر کرنے والوں میں پائیں گے اور میں آپ کے حکم کی نافرمانی نہیں کروں گا اگرچہ مجھے ایسی بات نظر آجائے جو میری طبیعت کے مخالف ہو خضر نے کہا اگر آپ میرے پیچھے چلنا چاہتے ہیں تو مجھ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیجیے گا یہاں تک کہ میں خود اس کی حقیقت آپ کو بتاؤں۔

پھر دونوں سمندر کے کنارے چل پڑے لوگوں سے ملتے رہے اور کشتی وغیرہ تلاش کر رہے تھے اچانک ان کے پاس سے مضبوط اور نئی کشتی گزری اس سے پہلے ان کے پاس سے ایسی مضبوط اور خوبصورت کشتی نہیں گزری تھی۔ انھوں نے کشتی والے سے درخواست کی کہ ہمیں بھی سوار کر لے انھوں نے ان دونوں کو سوار کر لیا جب دونوں کنارے کے قریب ہو گئے اور حادثہ وغیرہ سے مطمئن ہو گئے تو خضر علیہ السلام نے اسکا ایک تختہ نکالا اور اسے کنارے پر لگے ہوئے ایک تختے سے مار کر نکال دیا پھر اس پر تختے رکھ کر جوڑنے لگے (اس عمل کی وجہ سے کشتی کی خوبصورتی میں کمی واقع ہو گئی) یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ اس کا زیادہ مناسب کام کیا ہوگا کہ آپ نے اسکا تختہ نکالا تاکہ کشتی والے غرق ہو جائیں یہ تو بہت نامناسب فعل ہے یعنی انھوں نے ہمیں سوار کیا اور اپنی کشتی میں ٹھکانہ دیا اور سمندر میں اس جیسی کوئی کشتی بھی نہیں تو پھر آپ نے اسے کیوں پھاڑ ڈالا؟ خضرؑ نے فرمایا میں نے تمھیں کہا تھا تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے۔

موسیٰ نے عرض کیا بھول کی وجہ سے جو مجھ سے وعدہ خلافی ہوئی (آپ مجھے اس پر معاف فرما دیجیے) اور اس پر میرا مواخذہ نہ کیجیے اور میرے معاملہ میں تنگی پیدا نہ کیجیے۔

پھر دونوں کشتی سے نکل آئے اور چلتے رہے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے وہاں کچھ لڑکے کھیل رہے تھے ان میں ایک لڑکا ایسا تھا جو ان سب سے زیادہ ذہین مالدار اور خوبصورت معلوم ہوتا تھا خضر علیہ السلام نے اسے پکڑا اور ایک پتھر لے کر اس کے سر پہ مارا جس کی وجہ سے اس کے سر پر شدید چوٹ لگی اور وہ مر گیا۔ موسیٰ نے جب اس نامناسب کام کو دیکھا کہ ایک بچہ کو کسی جرم اور غلطی کے بغیر قتل کر دیا تو وہ صبر نہ کر سکے اور کہا آپ نے ایک معصوم اور بے گناہ جان کو بلاوجہ قتل کر ڈالا آپ نے بہت ہی عجیب کام کیا خضر علیہ السلام نے کہا ”میں نے آپ سے کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ صبر نہیں کر سکیں گے“ یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر اس کے بعد میں کسی چیز کے بارے میں آپ سے سوال کروں تو آپ میرا ساتھ چھوڑ دیجیے گا آپ نے میری طرف سے عذر قبول کرنے میں انتہا کر دی۔

پھر دونوں چل پڑے یہاں تک کہ ایک بستی میں پہنچے اور بستی والوں سے کھانا مانگا انھوں نے انکار کر دیا۔ وہاں ایک دیوار تھی جو گرنے کے قریب تھی خضرؑ نے (بلا معاوضہ) اسے درست کر دیا موسیٰ علیہ السلام یہ دیکھ کر تنگ دل ہوئے اور فرمایا ”اگر آپ چاہتے تو اس پر اجرت لے سکتے تھے“ یعنی ہم نے ان سے کھانا مانگا انھوں نے کھانا نہیں دیا ہم نے ان سے رات یہاں ٹھہرنے کی اجازت مانگی انھوں نے یہ اجازت بھی نہیں دی پھر بھی آپ نے بلا معاوضہ ان کا کام کر دیا اگر

آپ چاہتے تو آپ کو اس پر معاوضہ مل سکتا تھا۔

یہ سن کر خضر علیہ السلام نے فرمایا میری اور آپ کی جدائی کا وقت آن پہنچا ہے اب میں آپ کو ان باتوں کی وجہ بتاتا ہوں جن پر آپ صبر نہ کر سکے" وہ کشتی تھی چند غریب لوگوں کی جو سمندر میں کام کرتے تھے میں نے اس میں عیب پیدا کرنے کا ارادہ اس لیے کیا کہ پیچھے ایک ظالم بادشاہ آ رہا تھا تو میں نے اس میں عیب ڈال دیا تو اس طرح ان کی کشتی کو عیب دار بنا کر اس بادشاہ سے بچالیا۔ جہاں تک بچے کے قتل کا معاملہ ہے تو اس کے والدین ایمان والے متقی تھے اور ہمیں یہ خدشہ ہوا کہ یہ لڑکا بڑا ہو کر کفر اور نافرمانی کا اثر ماں باپ پر ڈالے گا لہذا ہم نے چاہا کہ اس کے والدین کو رب انھیں اس لڑکے کے بجائے ایسی اولاد دے جو پاکیزگی میں اس مقتول لڑکے سے بہتر ہو۔ اور جہاں تک دیوار کا تعلق ہے تو وہ گاؤں کے دو یتیم لڑکوں کی تھی اور اس دیوار کے نیچے ان لڑکوں کا مال مدفون تھا ان لڑکوں کا مرحوم باپ ایک نیک آدمی تھا پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں یتیم اپنی جوانی کو پہنچ جائیں بعد میں اپنا خزانہ خود نکال لیں ان تمام کاموں میں سے کوئی کام میں نے اپنی رائے سے نہیں کیا اور یہ حقیقت ہے کہ ان باتوں کی جن پر آپ صبر نہ کر سکے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ دیوار میں موجود خزانے سے مراد علم ہے۔

موسیٰ کے غلام کا انجام

حضرت عکرمہ سے مروی ہے کہ ابن عباسؓ سے کہا گیا کہ موسی علیہ السلام کے ساتھ جانے والے غلام کے بارے میں ہمیں کچھ علم نہ ہو سکا کہ اسکے ساتھ کیا ہوا؟ ابن عباسؓ نے جواب دیا کہ اس کے بارے میں یہ کہا گیا ہے کہ اس نے آب حیات پی لیا تھا جس کی وجہ سے اسکو ہمیشہ کی زندگی مل گئی کسی شخص نے اسے اپنی کشتی میں بٹھایا اور پھر سمندر میں چھوڑ دیا اور وہ قیامت تک اس میں تیرتا رہے گا۔ اس کو یہ سزا اس لیے دی گئی کہ اسے آب حیات پینے کی اجازت نہیں تھی لیکن پھر بھی اس نے پی لیا۔

پانچویں روایت

قرآن مجید کی آیت "**فلما بلغا مجمع بینهما نسیا حوتهما**" کے تحت حضرت قتادہ کا قول مروی ہے کہ جب اللہ تعالی نے موسی اور ان کی قوم کو فرعون سے نجات دلوائی اور سمندر سے پار کرایا تو آپ نے بنی اسرائیل کو جمع کیا اور خطاب کرتے ہوئے فرمایا!

"اے اہل بنی اسرائیل تم اہل زمین میں سے بہتر اور سب سے زیادہ جاننے والے ہو اللہ تعالی نے تمہارے دشمن کو ہلاک کر دیا اور تمھیں سمندر پار کرایا اور تم پر تورات نازل فرمائی۔ آپ سے کہا گیا کہ ایک شخص یہاں پر ایسا بھی ہے جو آپ سے بڑا عالم ہے یہ سن کر آپ اپنے غلام یوشع بن نون کو ساتھ لے کر انکی تلاش میں چل پڑے آپ نے اپنا کھانا ایک تھیلے میں ڈالا ان دونوں کو یہ نشانی اللہ تعالی کی طرف سے بتلائی گئی تھی کہ جب یہ مچھلی زندہ ہو کر سمندر میں چلی جائے تو وہاں تمہاری ملاقات ایسے عالم سے ہوگی جسکا نام خضر علیہ السلام ہے چنانچہ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو مچھلی زندہ ہوئی اور اس نے سمندر میں چھلانگ لگا دی اور اپنا راستہ بناتی ہوئی آگے چلی گئی جہاں سے گزرتی تو وہاں دونوں طرف کا پانی خشک ہو جاتا۔

موسی علیہ السلام اور ان کا غلام آگے چلتے رہے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ جب یہ دونوں اس مقام سے آگے نکل

گئے تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنے خادم سے کہا ہمارا کھانا ہمارے پاس لا، ہم نے تو اس سفر میں بڑی تکلیف اٹھائی۔ خادم نے جواب دیا کہ آپ نے ملاحظہ بھی کیا کہ جب ہم اس چٹان کے پاس ٹھہرے تھے تو میں وہاں مچھلی رکھ کر بھول گیا اور مجھے یہ بات آپ کے سامنے ذکر کرنے سے شیطان نے بھلادی اس مچھلی نے عجیب طریقے سے سمندر میں اپنا راستہ بنایا موسیٰ علیہ السلام نے کہا یہ تو وہی جگہ ہے جسے ہم تلاش کر رہے تھے پھر دونوں اپنے نشان قدم ڈھونڈتے ہوئے واپس پلٹے پس ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندے کو پالیا جس کو ہم نے اپنے پاس سے خاص رحمت دی تھی۔ پھر ان دونوں کی ایک عالم خضر علیہ السلام سے ملاقات ہوئی کہا جاتا ہے کہ خضر علیہ السلام کو خضر اس لیے کہا جاتا ہے کہ خضر کا مطلب ہے سبز، وہ ایک صاف جگہ پر بیٹھے تھے تو وہاں پر سبزہ اگ آیا تھا۔

موسیٰ علیہ السلام کا دور روایات کی روشنی میں

یہ جتنی روایات ہم نے رسول اللہ ﷺ سے اور متقدمین اور اہل علم سے نقل کی ہیں ان سب سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ خضر موسیٰ سے پہلے کے ان کے زمانے میں تھے اور یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ یہ قول غلط ہے کہ خضر علیہ السلام دراصل اورمیا بن خلقیا تھے اس لیے کہ اورمیا بخت نصر کے دور میں تھا اور موسیٰ علیہ السلام اور بخت نصر کے دور میں اتنا زیادہ فاصلہ ہے کہ مؤرخین کے لیے ان دونوں کو واضح طور پر الگ زمانہ قرار دینا کچھ مشکل نہیں۔

اس لیے ہم نے بخت نصر کے حالات پہلے ذکر کیے کیونکہ وہ افریدون نامی بادشاہ کے دور میں گزرا ہے موسیٰ علیہ السلام اور ان کے خادم کے واقعات منوشہر نامی بادشاہ کے دور میں ہوئے اس لیے کہ موسیٰ کو منوشہر کے دور میں نبوت سے سرفراز کیا گیا تھا اور منوشہر افریدون کا پوتا ہے ہم نے حضرت ابراہیم علیہ السلام سے لے کر حضرت خضر علیہ السلام تک جتنے واقعات ذکر کیے ہیں یہ بیوراسب نامی بادشاہ سے لے کر افریدون بادشاہ تک کے واقعات ہیں اس سے پہلے ہم دونوں کی عمریں، حکومت کی وسعت اور مدت حکومت بیان کر چکے ہیں۔

منوشہر کے بادشاہ بننے کے اسباب

اسکے دور حکومت کے واقعات

نسب نامہ

افریدون کے بعد منوشہر بادشاہ بنا۔ یہ افریدون کے بیٹے ایرج کا بیٹا تھا کہا جاتا ہے کہ منوشہر نے پہلی مرتبہ فارس کو فارس کے نام سے پکارا عرب کے نسب نامہ بیان کرنے والوں کا کہنا ہے کہا ہے، اس کا نسب نامہ یوں ہے: منوشہر کیا زبہ بن مشخورنر بن منشخواریغ بن ویرک بن سروشنک بن ابوک بن بتک بن فرزشک بن زشک بن فرکوزک بن کوزک بن ایرج بن افریدون بن اثقیان برکاؤ۔ بعض نے اس سے مختلف نسب نامہ بیان کیا ہے۔

دوسرا قول

بعض مجوسیوں کا کہنا ہے کہ افریدون نے اپنے بیٹے ایرج کی بیوی سے جماع کیا اس عورت کا نام کوشک تھا۔

اس سے ہم بستری کے نتیجہ میں ایک لڑکی فرکوشک پیدا ہوئی پھر فرکوشک سے ہم بستری ہوئی تو زوشک پیدا ہوئی پھر زوشک سے ہم بستری ہوئی تو اس سے فرزوشک پیدا ہوئی پھر فرزوشک سے ہم بستری ہوئی تو اس سے بیتک پیدا ہوئی پھر بیتک سے ہم بستری ہوئی تو ایزک اور ایزک سے ایرک پیدا ہوئی پھر ایرک سے مباشرت ہوئی منشخر فاغ یا منشخو ارلغ پیدا ہوا اور ساتھ میں ایک لڑکی منشجرک بھی ہوئی اس سے منشخر فاغ نے مباشرت کی تو اس سے منشخر نر نامی لڑکا پیدا ہوا اور ایک لڑکی منشراروک پیدا ہوئی پھر منشخر ر نے منشراروک سے وطی کی تو اس سے منوشہر پیدا ہوا۔

بعض مجوسیوں کا کہنا ہے کہ منوشہر دنباوند نامی جگہ پیدا ہوا مگر بعض دیگر کا کہنا ہے وہ رے میں پیدا ہوا اور جب منشخر نر اور منشراروک کے ہاں منوشہر پیدا ہوا تو انھوں نے طوج اور سلم کے خوف کی وجہ سے پیدائش کے واقعہ کو چھپالیا منو شہر جب بڑا ہوا تو اپنے دادا افریدون کے پاس چلا گیا اس کے ساتھ بھلائی کا معاملہ کیا گیا اور اس کے لیے وہی کیا گیا جو اسکے دادا ایرج کے لیے کیا گیا تھا یعنی اسے وہاں کا بادشاہ بنایا گیا۔

تیسرا قول

بعض نے کہا ہے کہ منوشہر کا نسب نامہ یوں ہے منوشہر بن مشخر بن افریقیس بن اسحاق بن ابراہیم۔ اسے افریدون کے بعد بادشاہ بنایا گیا تھا وہ ایک ہزار نو سو بائیس سال تک بادشاہ رہا۔

البتہ اہل فارس اس دوسرے نسب نامہ کا انکار کرتے ہیں انکے نزدیک بادشاہت صرف افریدون کی اولاد میں رہی ہے ان کے علاوہ اور کسی کو نہیں ملی اور یہ تو آپ کو معلوم ہے اسلام سے قبل جو شخص بھی ان میں داخل ہوتا وہ غیر حق میں داخل ہوا۔

ایرج کا طوج اور سلم کے ساتھ مقابلہ

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ طوج اور سلم نے اپنے بھائی ایرج کو قتل کرنے کے بعد زمین پر تین سو سال بادشاہت کی۔ پھر ان کے بعد منوشہر بن ایرج بن افریدون نے ایک سو بیس سال حکومت کی۔ پھر یہ حکومت طوج کے بیٹے ترکی کے پاس چلی گئی اور اس نے منوشہر کو بارہ سال تک شہر سے باہر نکال کر رکھا پھر منوشہر واپس آیا، بادشاہ بنا اور اسکو شہر سے نکال دیا اور اس کے بعد اٹھائیس سال تک حکومت کی۔

دیہاتوں میں چودھری مقرر کرنا

ھشام بن محمد کا کہنا ہے کہ منوشہر عدل وانصاف کی وجہ سے مشہور تھا سب سے پہلے اس نے خندق کھودی اور آلات حرب جمع کیے اور سب سے پہلے اس نے سب بستیوں میں ایک ایک چودھری مقرر کیا اور وہاں کے لوگوں کو ان کا بھائی اور تابع بنایا اور لوگوں کو ہلکا لباس پہنایا اور انھیں ان چودھریوں کی اطاعت کرنے کا حکم دیا کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام اسکی بادشاہت کے ساٹھویں سال ظاہر ہوئے۔

قوم سے خطاب

ھشام کے علاوہ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب منوشہر کو بادشاہ بنایا تو اس پر بادشاہت کا تاج رکھا گیا اور اسنے

اس دن خطاب کرتے ہوئے کہا ہم طاقتور جنگجو ہیں اپنے اسلاف کے دشمنوں سے انتقام لینے والے اور اپنے شہر سے دشمنوں کو بھگانے والے ہیں۔

افریدون کا انتقام

چنانچہ وہ اپنے دادا ایرج بن افریدون کے خون کا بدلہ لینے کے لیے ترک کے علاقے میں گیا اور وہاں طوج بن افریدون اور اسکے بھائی سلم کو قتل کر کے اپنا بدلہ لیا اور واپس آ گیا کہا جاتا ہے کہ اس واقعہ کے ساٹھ سال بعد ترکی کے بادشاہ فراسیاب بن فشنج نے منوشہر کو گرفتار کر لیا۔

منوشہر اور فراسیاب میں صلح

پھر منوشہر اور فراسیاب کے درمیان اس بات پر صلح ہوئی کہ منوشہر کی جانب سے ایک شخص تیر پھینکے گا تیر کی حد تک اس کی حکومت ہوگی منوشہر نے اشباطر سے (اسے ایرش بھی کہتے ہیں) کے ذمہ یہ کام لگایا۔ اس نے زور سے تیر پھینکا۔ وہ بڑا طاقتور آدمی تھا تو اسکا تیر طبرستان سے بلخ کی نہر تک پہنچا تو بلخ کی نہر ان دونوں حکومتوں کا بارڈر بن گئی اور اس عمل کے بعد فراسیاب اور منوشہر کے درمیان جنگ بند ہوگئی۔

نہریں کھدوانا

کہا جاتا ہے کہ منوشہر نے دریائے صراۃ سے دجلہ اور بلخ جیسی بڑی بڑی نہریں نکالیں۔ کہا جاتا ہے کہ دریائے فرات اس نے کھدوایا اور پھر لوگوں کو حکم دیا کہ زمین میں کھیتی باڑی کریں اور اسے آباد کریں اور جنگجو لوگوں کے وظائف میں اضافہ کیا اور اپنی ریاست کو وہیں تک رکھا جہاں تک اشباطیر کا تیر پہنچا تھا۔

منوشہر کا قوم کو ڈرانا

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ جب منوشہر ۳۵ سال حکومت کر چکا تو ترکوں نے اسے اور اسکی رعیت کو گھیر لیا تو اس نے اپنی قوم کو ڈرایا اور کہا! اے لوگو تم سب بے سمجھ بچے نہیں ہو، عقل مند لوگ وہ ہوتے ہیں جو خود سمجھ دار ہوتے ہیں اور دشمن سے اپنا دفاع کرتے ہیں ترکوں نے ہر طرف سے تمہیں گھیر لیا ہے اور ان کے ساتھ جہاد کرنے کے علاوہ اور کوئی راستہ نہیں اللہ تعالی نے ہمیں یہ حکومت اس لیے دی ہے کہ تاکہ وہ ہمیں آزمائے کہ ہم اس پر شکر کریں تو وہ اس میں مزید اضافہ کر دے اور اگر ناشکری کریں تو ہمیں سزا دیں ہم معزز گھرانے والے ہیں اور بادشاہت اللہ تعالی کے ہاتھ میں ہے جب کل صبح ہو تو تم سب حاضر ہو جاؤ سب نے آمادگی ظاہر کی تو کہا اب چلے جاؤ۔

اگلے دن اس نے شاہی خاندان کے عام افراد اور معزز افراد کو بلایا اور لوگوں میں جو مالدار تھے انھیں بھی بلایا اور موبذ کو بھی بلایا اسے اپنی چارپائی کی کرسی کے سامنے بٹھایا پھر اپنی چارپائی پر کھڑا ہوا اور شاہی افراد اور معزز، مالدار لوگ بھی کھڑے ہو گئے اس نے کہا آپ بیٹھ جائیں میں اس لیے کھڑا ہوا ہوں کہ آپ کو اپنی بات سنا سکوں وہ سب بیٹھ گئے۔

منوشہر کا مفصل خطاب

پھر ان سے خطاب کرتے ہوئے کہا ہے کہ!

اے لوگو بے شک سب مخلوق اللہ تعالیٰ ہی کی ہے اور شکر اسی انعام کرنے والے قادر کا ہے اور اطاعت اسی قدرت والے کی ہے، جو ہونے والا ہے وہ ہو کر رہیگا جنھیں میں نے بلایا ہے اور جو کچھ ان کے پاس ہے میں اس پر قادر نہیں۔ جو کچھ اس کے طالب کے ہاتھ میں ہے میں اسے اس سے عاجز نہیں کر سکتا۔ غور و فکر کرنا نور ہے اور غفلت اندھیرا ہے۔ جہالت گمراہی ہے، پہلے لوگ گزر گئے بعد میں آنے والوں کو بھی انھیں کے ساتھ ملنا ہے ہمارے آباء اجداد چلے گئے ہم انکی اولاد ہیں اصل کے چلے جانے کے بعد فرع باقی رہ جاتی ہے اللہ تعالیٰ نے ہمیں یہ ملک عطا کیا ہے اسی کے لیے سب تعریفیں ہیں ہم اس سے ہدایت، سچائی اور یقین کا الہام مانگتے ہیں بے شک بادشاہ کا اہل مملکت پر حق بنتا ہے اور اہل مملکت کا بادشاہ پر۔ بادشاہ کا حق تو یہ ہے کہ اہل ملک اسکی اطاعت کریں اسکے ساتھ خیر خواہی کریں اسکے دشمن کے ساتھ جنگ کریں اور لوگوں کا حق یہ ہے کہ بادشاہ ان کی عطایا بروقت دیتا رہے اسلئے کہ ان کا اس کے علاوہ اور کوئی ذریعہ نہیں اور یہ ہی انکی تجارت ہے۔

اور رعیت کا یہ بھی حق ہے کہ بادشاہ ان کا خیال رکھے ان کے ساتھ نرمی کا معاملہ کرے اور ان کے ذمے ایسا کام نہ لگائے جو وہ نہ کر سکیں اور اگر ان کے پھلوں پر کوئی آسمانی یا زمینی مصیبت آجائے تو پھلوں کا خراج معاف کر دے اور اگر ان کو مزید ضرورت ہو تو انکی مدد کرے تاکہ وہ اپنے مکانات وغیرہ درست کریں اور پھر جو کچھ انھیں دیا ہے اسے سال یا دو سال کی مدت میں اس طرح وصول کرے کہ ان میں اکتاہٹ نہ ہو اور بادشاہ کے لیے فوج کی حیثیت ایسی ہے جیسی کہ ایک پرندے کے لیے پر۔ پس وہ بادشاہ کے پر ہیں اگر اس کا پر کٹ جائے تو اس سے نقصان ہوتا ہے۔ بادشاہ وہ ہے جو اپنے پروں کے ساتھ ہو۔

بادشاہ کے اندر تین خصلتیں ہونی چاہئیں

غور سے سنو! بادشاہ کے اندر تین خصلتیں ہونی چاہیں۔ نمبر۱، وہ ہمیشہ سچ بولے، اس لیے کہ وہ عوام پر مسلط ہے اور اس کا ہاتھ پھیلا ہوا ہے اس کے پاس خراج آتا ہے، اسے چاہیے کہ فوج اور عوام میں سے جو اس کے مستحق ہیں ان سے یہ خراج نہ روکے اور زیادہ معاف کرنے والا ہو بادشاہ سے زیادہ تادیر حکومت کسی کی نہیں اور جس ملک میں ناجائز سزائیں ہوں اس سے زیادہ ہلاکت والا ملک کوئی نہیں غور سے سنو! آدمی معاف کرنے میں غلطی کرے (یعنی جہاں معاف نہیں کرنا تھا اس نے غلطی سے معاف کر دیا تو بہتر ہے بنسبت اس کے کہ اس شخص کو سزا دے جو سزا کا مستحق نہیں تھا) بادشاہ کو چاہیے کہ ان امور میں ثابت قدم رہے جن میں قتل اور جانوں کی ہلاکت ہوتی ہے اور جب اسکا کوئی عامل ایسی شکایت لے کر آئے جو مستوجب سزا ہو تو اسے جلدی نہیں

کرنی چاہیے بلکہ ظالم کو بلائے اگر مظلوم کی بات صحیح ہو تو ظالم کو سزا دے اور اگر اسے سزا نہ دے سکے تو مظلوم کی امداد کرے اور پھر اسے اسکی جگہ بھیج دے۔فسادات ختم کرے یہ تمہارا اہم پر حق ہے۔

غور سے سنو! جس نے بلاوجہ خون بہایا یا بلاوجہ کسی کا ہاتھ کاٹا میں اسے اس وقت تک معاف نہیں کروں گا جب تک خود مظلوم معاف نہ کردے میری اس بات کو مضبوطی سے پکڑ لو۔توجہ سے سنو! بادشاہ اس وقت تک بادشاہ ہے جب تک اسکی اطاعت کی جائے اور جب اسکی مخالفت ہو تو وہ مملوک ہے۔بادشاہ نہیں اور جب ہمارے پاس کسی کی طرف سے سرکشی پہنچی تو ہم اس وقت کوئی کاروائی نہیں کریں گے جب تک کہ اس کا صحیح یقین نہ حاصل ہو جائے اگر اس کا صحیح علم ہو گیا تو اسے معاف کردیں گے ورنہ اسے سرکش سمجھیں گے اور اس کا معاملہ وہی ہوگا جو سرکش کا ہوتا ہے۔

سنو! مصیبت کے وقت بہترین عمل صبر کرنا ہے اور راحت کے دور پر یقین کرنا ہے۔
جو دشمن سے لڑتا ہوا قتل ہو مجھے امید ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ کی رضا ملے گی بہترین کام اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور یقین کی راحت ہے۔اور اللہ تعالیٰ کی تقدیر پر رضامندی ہے۔اور بھاگنے والا جہاں بھاگ کر چلا جائے اللہ کو عاجز نہیں کرسکتا۔طالب (اللہ) کے ہاتھ میں ہے یہ دنیا اہل دنیا کے لیے جائے سفر ہے یہاں پر سفر کا سامان نہیں کھولا جاتا۔

کتنا اچھا ہے وہ شکر جو منعم کے لیے ہو اور کتنی اچھی ہے وہ اطاعت جو صاحب تقدیر (اللہ) کے لیے ہو اس سے زیادہ اطاعت کا کون مستحق ہے جس سے بھاگنے کا راستہ کوئی نہ ہو اور اس کے علاوہ اور کسی پر بھروسہ نہ کیا جا سکے۔تم غالب آنے کی امید رکھو اگر تمہارے دلوں میں یہ بات ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے مدد ہمارے ساتھ ہے اور جب تمہاری نیتیں درست ہیں تو امید رکھو کہ تمہاری مرادیں پوری ہونگی۔

جان لو! بادشاہت، استقامت، حسن اطاعت، دشمن کے خاتمہ، پلوں کی تعمیر، رعیت کے ساتھ انصاف، مظلوم کے ساتھ عدل کے بغیر کہیں قائم نہیں رہ سکتی پس تمہاری بیماری کا علاج ہمارے پاس ہے اور وہ دوا جس کی کوئی دوا نہیں وہ استقامت اور نیکی کا حکم دینا ہے۔اور ایسی دوا جس میں میں کوئی بیماری نہیں وہ استقامت، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے منع کرنا ہے۔اور نیکی پر قوت اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتی جب تک اللہ تعالیٰ عطا نہ فرمائیں۔رعیت کا خیال رکھو کیونکہ وہی تمہارا کھانا اور پینا ہے اور جب تم اس کے ساتھ انصاف کرو گے تو زمین آباد کرو گے جس سے تمہارے خراج اور روزی میں اضافہ ہوگا اور جب تم رعیت پر ظلم کرو گے تو زمین آباد کرنے سے بے رغبت ہو جاؤ گے اکثر زمینیں معطل ہو جائیں گی اور اس سے تمہارے خراج اور روزی میں کمی آئے گی لہذا رعیت سے انصاف کرو اور بادشاہ نے جو نہریں اور دریا کھدوائے ہیں ان کے پاس جو رعیت موجود ہے اور ان سے نفع حاصل کرنے سے عاجز ہے تو انھیں خراج کے

مال سے قرضہ دو اور جب انکے خراج کی ادائیگی کا وقت آجائے تو ان کی پیداوار سے اتنا خراج لو کہ جس سے وہ تنگ دل نہ ہوں ہر مال کا چوتھائی، تہائی یا نصف لو، تاکہ انھیں مشقت نہ ہو۔ یہ میرا قول اور حکم ہے اسے لازم پکڑ لو اور جو سنا ہے اس پر عمل کرو! اور اے لوگو کیا تم نے میری بات نہیں سنی انھوں نے جواب دیا ہاں۔ آپ نے بڑی اچھی بات کی۔ پھر انھوں نے کھانا کھایا اور شکریہ ادا کر کے چلے گئے منوشہر کی بادشاہت ایک سو بیس سال تک رہی۔

یمن سے رائش کا دورِ حکومت

ھشام بن الکلبی کا خیال ہے کہ رائش بن قیس بن صیفی بن سبا بن یشجب بن یعرب بن قحطان بن عامر بن شالخ یمن کا بادشاہ بنا۔

اور یمن میں رائش کا دور حکومت وہی ہے جو منوشہر کا (فارس میں) ہے رائش کا اصل نام حارث بن شدد ہے رائش اس لیے کہا جاتا ہے کہ اسے ایک قوم کے جنگ کے نتیجے میں بکریاں بطور مال غنیمت ملیں تھیں اس نے ہندوستان میں آکر بھی جنگ کی بہت سے لوگوں کو قتل کیا اور قید کیا اور بہت سا مال غنیمت جمع کیا۔

رائش کی فتوحات

پھر یمن میں واپس چلا گیا وہاں سے چل کر دونوں پہاڑوں پر پھر انبار کے علاقے میں اور پھر موصل کی طرف چلا گیا اور پھر آذربائیجان جا پہنچا یہ علاقہ اس وقت تک ترکیوں کے پاس تھا انکے جنگجوؤں کو قتل کر دیا اور عورتوں کو قیدی بنایا اور وہاں شہر تعمیر کیے جو آذربائیجان کے نام سے معروف ہیں امرؤالقیس نے اپنے اشعار میں انکا تذکرہ کیا ہے۔

ذامنار بن رائش

راوی کہتے ہیں کہ شاعر نے ''ذامنار'' نامی جس شخص کا ذکر کیا ہے وہ رائش کا بیٹا ہے جو اسکے بعد بادشاہ بنا اس کا نام ابراہیم بن رائش تھا اسے ''ذامنار'' اس لیئے کہتے تھے کہ اس نے مغربی علاقوں میں جنگ کی اور انکی خشکی اور سمندری علاقوں میں بڑھتا چلا گیا یہاں تک کہ اسے اپنے لشکر کے گم ہو جانے کا خدشہ ہوا اس لیے اس نے ایک مینار بنوایا تا کہ وہ مینار کو دیکھ کر اس کے پاس آجائیں۔

راوی کہتے ہیں کہ اہل یمن کا خیال ہے کہ اسنے اپنے بیٹے عبد بن ابراھ کو مغربی علاقوں کی طرف بھیجا اس نے بھی مال غنیمت جمع کیا اسکے پاس نبناسنا می قوم کے لوگ آئے جنکی شکلیں خوفناک تھیں لوگ ان سے ڈر کر بھاگے اور اس کا نام ''ذالازعاء'' پڑ گیا۔

ابراھا ان بادشاہوں میں سے تھے جنھوں نے بہت زیادہ علاقوں پر قبضہ کیا تھا۔

یمن کے بادشاہوں کا تذکرہ کرنے کی وجہ

یہاں یمن کے بادشاہوں کا ذکر اس لیے کیا گیا ہے کہ یمن میں رائش انہی دنوں بادشاہ تھا جن دنوں منوشہر (فارس میں بادشاہ تھا) ان دنوں یمن کے لوگ فارس کے بادشاہوں کے عمال ہوتے تھے اور انکی طرف سے انھیں

گورنری عطا ہوتی تھی۔

موسی علیہ السلام اور منوشہر بن منشخورنر کے دور کا ذکر

موسی علیہ السلام کا نسب نامہ

یعقوب علیہ السلام کی جائے پیدائش، اولاد اور انکی تعداد وغیرہ کا تذکرہ پہلے ہو چکا ہے۔ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ لاوی بن یعقوب نے نابتہ بنت یشخر سے نکاح کیا اس سے عرشون بن لاوی مرزی بن لاوی اور قاھت بن لاوی پیدا ہوئے اس نے شمث بنت بتادیت سے نکاح کیا تو اس سے قارون بصیر عمران بن یصیر پیدا ہوئے عمران نے شمویل بنت برکیا سے نکاح کیا تو اس سے موسی علیہ السلام پیدا ہوئے۔

دوسری روایت

ابن اسحاق کے علاوہ دیگر مورخین کا کہنا ہے کہ یعقوب علیہ السلام کی عمر ۱۴۷ سال تھی ۸۷ سال کی عمر میں لاوی پیدا ہوا لاوی کی عمر جب چھیالیس سال ہوئی تو قاھت پیدا ہوا پھر قاھت سے یصیر اور یصیر سے عمران پیدا ہوئے تو اس وقت ان کی عمر ساٹھ سال تھی پھر عمران سے موسی علیہ السلام پیدا ہوئے آپ کی والدہ کا نام یوخابذ تھا۔

دوسرا قول یہ ہے کہ ان کا نام باختہ تھا آپ کی بیوی کا نام صفورا تھا جو کہ شعیب علیہ السلام کی بیٹی تھیں موسی جرشون اور ایلیغیا نامی جگہ پیدا ہوئے وہاں سے مدین چلے گئے اس وقت آپ کی عمر اکتالیس سال تھی۔ آپ دین ابراہیم علیہ السلام کی طرف بلاتے تھے۔ جب کوہ طور پر اللہ تعالی سے ملاقات ہوئی تو اس وقت موسی علیہ السلام کی عمر اسی سال تھی۔

اس وقت مصر کے فرعون کا نام قاموس بن معصب تھا اور اسکی بیوی کا نام آسیہ بنت مزاحم تھا جب موسی علیہ السلام نے دعوت شروع کی تو قابوس کا انتقال ہو چکا تھا اسکی جگہ اس کا بھائی ولید بن معصب بادشاہ تھا جو اس سے بڑا سرکش اور کافر تھا اور موسی علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ وہ اپنے بھائی کو لے کر اس فرعون کے پاس جائیں۔

تیسری روایت

کہا جاتا ہے کہ ولید نے اپنے بھائی قاموس کے بعد ان کی بیوی آسیہ سے نکاح کر لیا تھا موسی کے والد عمران کی کل عمر ایک سو تیس سال تھی اور جب موسی علیہ السلام پیدا ہوئے تو اس وقت انکی عمر ستر سال تھی۔ پھر موسی علیہ السلام نبوت ملنے کے بعد اپنے بھائی ھارون کے ساتھ فرعون کے پاس گئے پھر موسی بنی اسرائیل کو لے کر مصر سے باہر آ گئے اور سمندر پار کرنے کے بعد وادی تیہ میں ٹھہرے اور بنی اسرائیل وہاں چالیس سال تک ٹھہرے رہے یہاں تک کہ ان کے پاس یوشع بن نون آئے موسی کی کل عمر ایک سو بیس سال تھی اور آپ کا انتقال وادی تیہ میں ہوا۔

موسی علیہ السلام کا زمانہ

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ یوسف علیہ السلام کے انتقال کے بعد فرعون کے بادشاہ ریان بن ولید کی

بادشاہت ختم ہوگئی تو عمالقہ مصر کے بادشاہ بنتے رہے۔ بنی اسرائیل وہاں پھیل گئے جب یوسف علیہ السلام کا انتقال ہوا تو انھیں مرمر کے ایک صندوق میں ڈال کر دریائے نیل کے کنارے پانی کی گہرائی میں دفن کیا گیا۔ بنی اسرائیل مصر کے فرعونوں کی رعایا بن کر رہے اور یہ لوگ یوسفؑ، اسحاقؑ، اور ابراہیم علیہ السلام کے بتائے ہوئے احکام کے مطابق زندگی گزار رہے تھے یہاں تک کہ اس فرعون کا دور آ گیا جس کی طرف موسیٰ علیہ السلام نبی بنا کر بھیجے گئے تھے اور اس فرعون سے بڑا کوئی سرکش نافرمان اور بڑی عمر والا نہیں گذرا۔ کہا جاتا ہے کہ اس کا نام ولید بن معصب تھا یہ سب سے زیادہ سخت مزاج، سخت دل اور بنی اسرائیل سے سب سے زیادہ برا سلوک کرنے والا تھا وہ بنی اسرائیل کو سزائیں دیتا انھیں اپنا خادم بناتا اور ان سے مختلف کام کرواتا بعض سے کھیتی باڑی کرواتا، بعض سے مکانات تعمیر کرواتا وغیرہ وغیرہ اور جو کام نہ کرتا اس سے جزیہ وصول کرتا اور عذاب دیتا جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے سوء العذاب (سخت عذاب) کا لفظ کہہ کر اشارہ فرمایا ہے۔

اس کے باوجود کچھ لوگ دینِ حق پر برقرار رہے اور انہی لوگوں کی ایک عورت آسیہ نامی سے اس نے نکاح کیا یہ چند نیک سیرت خواتین میں سے ایک تھیں۔ ولید نے بنی اسرائیل کو سخت عذابات میں مبتلا کیے رکھا اور جب اللہ تعالیٰ نے انھیں نجات دلانے کا فیصلہ کیا اور موسیٰ علیہ السلام بالغ ہو گئے تو انھیں نبی بنا کر بھیجا۔

نجومیوں کی پیشن گوئی

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام کا زمانہ قریب آیا تو فرعون کے نجومی آئے اور کہا کہ ہمارے علم کے مطابق بنی اسرائیل میں ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو آپ کے دورِ حکومت میں پیدا ہوگا وہ آپ سے آپ کی بادشاہت چھین لے گا اور آپ پر غالب آ جائے گا اور آپ کو اپنی زمین سے نکال دے گا اور آپ کے دین کو بدل دے گا۔

یہ بات سن کر فرعون نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر بچے کو قتل کر دیا جائے البتہ لڑکیوں کو زندہ رہنے دیا جائے اس نے ملک کی تمام دائیوں (ولادت کرنے والی عورتوں) کو جمع کیا اور کہا کہ بنی اسرائیل میں جس لڑکے کی بھی پیدائش ہو اسے قتل کر دو وہ ایسا ہی کرتیں اور حاملہ عورتوں کو بھی تکلیف دیتیں یہاں تک کہ وہ عورتیں اپنا حمل گرا دیتیں۔

بنی اسرائیل کے بچوں کا قتل

مجاہد سے مروی ہے کہ اس نے حکم دیا کہ سخت کافی سرکنڈوں کو چیر کر اور جمع کر کے انھیں ملایا جائے یہاں تک کہ اس سے دھار دار سطح بن جائے اور پھر حاملہ عورتوں کو لا کر ان کا بچہ یہاں گروا لیا جائے (تاکہ بچہ گرتے ہی مر جائے)۔
اس طرح بہت سی عورتوں کے بچوں کو قتل کیا اور قتل کی تعداد بہت زیادہ بڑھ گئی تو فرعون سے کہا گیا کہ آپ سارے بنی اسرائیل کو ختم کرنا چاہتے ہیں اور ان کی نسل کو مٹانا چاہتے ہیں حالانکہ یہ آپ کے خادم اور غلام ہیں تو پھر فرعون نے کہا کہ ایک سال بچوں کو قتل کیا جائے اور ایک سال چھوڑ دیا جائے چنانچہ ہارون علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال بچے قتل نہیں کیے گئے۔

فرعون کا خواب

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ فرعون نے خواب میں دیکھا کہ بیت المقدس سے ایک آگ چلی جس نے مصر کے گھروں کو گھیر لیا اور قبطیوں کو جلا دیا اور بنی اسرائیل بچ گئے مصر کے تمام گھر تباہ ہو گئے اس نے کاہنوں اور قیافہ شناسوں کو بلا کر اس خواب کی تعبیر معلوم کی انھوں نے کہا بیت المقدس سے آنے والے بنی اسرائیلیوں میں ایک لڑکا پیدا ہو گا جس کی وجہ سے مصر تباہ ہو جائے گا۔

یہ سن کے فرعون نے حکم دیا کہ جب بھی کسی بنی اسرائیل کے گھر میں لڑکا پیدا ہو اسے قتل کر دیا جائے اور لڑکیوں کو چھوڑ دیا جائے قبطیوں سے کہا اپنے غلاموں (بنی اسرائیلیوں) کا خیال رکھو کہ جو شہر سے باہر کام کرتے ہیں انھیں شہر میں واپس لے آؤ اور ان سے اپنے کام لو۔ چنانچہ اس طرح اس نے بنی اسرائیل کے تمام لوگوں کو اپنا غلام بنا لیا اسی کی طرف اللہ تعالیٰ نے اشارہ کر کے فرمایا ہے ''کہ تحقیق فرعون نے زمین میں سرکشی کی'' اور اسنے وہاں کے لوگوں کے کئی فرقے بنا رکھے تھے یعنی مختلف کاموں کے اعتبار سے مختلف جماعتیں بنا رکھیں تھیں اور ان فرقوں میں سے ایک جماعت کو اتنا کمزور کر رکھا تھا کہ ان کے بیٹوں کو ذبح کر ڈالتا۔

قتل کے حکم میں تخفیف

چنانچہ اس نے پیدا ہونے والے بچے قتل کرنا شروع کیے لہذا کوئی بچہ بڑا نہ ہوتا اور بڑی عمر کے لوگ فوت ہونے لگے۔ یہ معاملہ دیکھ کر قبطیوں کے سردار فرعون کے پاس آئے اور کہا کہ اگر یہ معاملہ جاری رہا تو پھر کام کرنے والا کوئی نہیں ملے گا اور ہماری ہی اولاد کو کام کرنا ہو گا اے کاش آپ ان کی اولاد کو برقرار رہنے دیں یہ سن کر اس نے حکم دیا کہ ایک سال بچوں کو قتل کیا جائے اور ایک سال بچوں کو زندہ رہنے دیا جائے جس سال بچوں کو قتل نہیں کیا گیا تو اس سال ہارون پیدا ہوئے اور اگلے سال موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے۔

موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش اور انکی حفاظت کا قصہ

جب موسیٰ علیہ السلام کی پیدائش کا وقت آیا تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے حکم آیا کہ ''اسے دودھ پلایئے اور جب اسکے بارے میں کوئی خطرہ محسوس ہو تو اسے دریائے نیل میں ڈال دینا اور کسی قسم کا خطرہ اور خوف محسوس نہ کرنا ہم اسے پھر تیری طرف لوٹا دیں گے اور ہم اسے پیغمبروں میں سے بنا دیں گے''۔

چنانچہ جب موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے تو والدہ نے دودھ پلانا شروع کیا اور ایک بڑھئی کو بلوا کر لکڑی کا تابوت بنوایا اور صندوق کے اندر چابی ڈال کر اسے تالا لگایا۔ اور پھر اسے دریا میں ڈال دیا اور موسیٰ علیہ السلام کی بہن (اپنی بیٹی) سے فرمایا ''تو اس کے پیچھے پیچھے چلی جا، چنانچہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو کنارے کنارے سے دیکھتی رہی اور فرعون کی قوم کو اس کا احساس بھی نہ ہوا کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی بہن ہے موجیں آتیں اور تابوت کو اوپر نیچے کرتیں یہ صندوق چلتا رہا یہاں تک کہ فرعون کے گھر کے قریب واقع باغات میں داخل ہونے والے پانی میں پہنچ گیا۔

موسیٰ فرعون کے گھر میں

آسیہؓ کی باندیاں وہاں نہانے کے لیے آئیں تو انھوں نے وہاں تابوت دیکھا تو اسے اٹھا کر حضرت آسیہؓ کے پاس لے آئیں ان کا خیال یہ تھا کہ اس میں مال ہے جب حضرت آسیہ نے اسے کھول کر دیکھا تو (وہ موسیٰ علیہ السلام تھے انھیں دیکھ کر ان کے دل میں محبت اور شفقت پیدا ہوئی) جب فرعون کو پتا چلا تو اس نے بچہ ذبح کرنے کا ارادہ کیا لیکن حضرت آسیہ مسلسل ذبح نہ کرنے پر اصرار کرتیں تھیں یہاں تک کہ اس نے ارادہ ترک کر دیا لیکن ساتھ یہ بھی کہا کہ مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں یہ وہ بنی اسرائیلی تو نہیں کہ جس کے ذریعے ہماری حکومت تباہ ہوگی اسی کی طرف قرآن مجید میں یوں اشارہ ہے کہ "غرض فرعون والوں نے موسیٰ علیہ السلام کو اٹھالیا تا کہ آخر کار یہی موسیٰ ان کا دشمن اور ان کے غم واندوکا سبب بنے۔"

دودھ پلانے کا معاملہ

اس کے بعد انھوں نے دودھ پلانے والی عورتوں کو بلوایا لیکن حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کسی کا دودھ نہیں پیا عورتوں کی خواہش یہ تھی کہ کسی طرح موسیٰ ان کا دودھ پی لے تا کہ انھیں فرعون کے ہاں ملازمت مل جائے لیکن موسیٰ کسی کا دودھ پینے کے لیے تیار نہ ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے پہلے ہی دودھ پلانے والیوں کی بندش کر رکھی تھی یہ ماجرا دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام کی بہن نے کہا کیا میں تمھیں ایسے گھرانے کا پتا دوں جو تمہارے لیے اس بچے کی پرورش کرے اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی بہن کو پکڑلیا اور کہا کہ تو اس بچے کو جانتی ہے بتا اس کے گھر والے کون ہیں بچی نے جواب دیا کہ میں اسے نہیں جانتی میری مراد یہ تھی کہ وہ گھر اس بادشاہ کا خیر خواہ ہے۔
(خیر وہ گئی اور موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو لے آئی) جب موسیٰ کی والدہ آئی اور اپنا پستان ان کے منہ میں لگایا تو زبان سے یہ جملہ نکلنے لگا تھا کہ یہ میرا بیٹا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے بچالیا۔

موسیٰ کی وجہ تسمیہ

موسیٰ علیہ السلام کا نام موسیٰ اس لیے رکھا گیا کہ قبطیوں نے انھیں پانی کے درمیان سے پایا تھا اور قبطی زبان میں پانی کو "مو" کہتے ہیں اور درخت کو "شا" کہا جاتا ہے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ"

موسیٰ میری اور تیری آنکھوں کی ٹھنڈک

فرعون نے موسیٰ کو اپنا بیٹا بنالیا لوگوں نے بھی انھیں فرعون کا بیٹا کہنا شروع کر دیا بچہ کھیلنے کودنے والا ہو گیا تو ایک روز حضرت آسیہ اس بچے کو کھلا رہی تھیں کہ فرعون اس وقت آن پہنچا۔ آسیہؓ نے فرمایا! اسے لو یہ میری اور تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے یہ سن کر فرعون نے کہا یہ تمہاری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے میری آنکھوں کی نہیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ اگر وہ یہ کہہ دیتا کہ میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے تو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا لیکن اس نے اس سے انکار کیا۔

موسیٰ کا فرعون کی داڑھی کو نوچنا

جب فرعون نے موسی کو پکڑا تو آپ نے اسکی داڑھی کو پکڑ کر نوچا یہ ماجرا دیکھ کر فرعون نے کہا کہ ذبح کرنے والوں کو بلاؤ۔ یہ وہ لڑکا ہے جس سے میری حکومت ختم ہو جائے گی آسیہ نے فرمایا کہ اسے قتل مت کرو یہ ناسمجھ بچہ ہے اس نے ناسمجھی میں ایسا کیا ہے آپ کو معلوم ہے کہ پورے مصر میں مجھ سے زیادہ زیورات پہننے والی کوئی عورت نہیں میں اس کے سامنے ایک یاقوت کا ہیرا رکھ دیتی ہوں اور ایک طرف انگارہ رکھ دیتی ہوں اگر اس نے یاقوت کو پکڑ لیا تو یہ سمجھ دار ہے اسے قتل کر دیا جائے۔ اور اگر اس نے انگارے کو اٹھا لیا تو یہ بے سمجھ ہے چنانچہ آپ کے سامنے یہ دونوں رکھے گئے۔ جبرائیل علیہ السلام نے آکر آپکے ہاتھوں کا رخ انگارے کی طرف کر دیا آپ نے انگارہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیا جس سے آپ کی زبان جل گئی اور لکنت پیدا ہو گئی اسی کے بارے میں آپ نے یہ دعا فرمائی تھی کہ ''اے اللہ! میری زبان کی گرہ کو کھول دے تاکہ وہ میری زبان سمجھ سکیں''

موسی علیہ السلام کے ہاتھوں قبطی کا مارا جانا

موسیٰ فرعون کے گھر میں پلتے رہے اسکی سواریوں پر سوار ہوتے رہے اور وہی اعلی لباس پہنتے جیسا کہ فرعون اور اس کے گھر والے پہنتے اور آپ کو موسی بن فرعون کے نام سے پکارا جاتا۔

ایک روز کا واقعہ ہے کہ فرعون کسی سواری پر سوار ہو کر کہیں سے واپس اپنے شہر آیا موسی علیہ السلام بھی ساتھ گئے لیکن اس وقت وہ وہاں موجود نہ تھے اس لیے فرعون انتظار کیے بغیر واپس آگیا جب موسی علیہ السلام آئے تو بتایا کہ فرعون جا چکا ہے موسی سوار ہو کر اس کے پیچھے چل پڑے اور شہر میں عین دوپہر کے وقت داخل ہوئے اس وقت بازار بند تھے اور وہاں کوئی موجود نہ تھا۔

اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ ''پس موسی شہر میں اس وقت داخل ہوا جب کہ وہاں کے لوگ غفلت کی حالت میں تھے پس پایا وہاں دو آدمیوں کو جو وہاں لڑ رہے تھے ان میں سے ایک ان کے گروہ کا تھا (یعنی بنی اسرائیلی) تھا اور دوسرا دشمن کی قوم کا تھا (یعنی قبطی تھا) آپ کی قوم والے شخص نے دشمن کے خلاف آپ سے مدد مانگی آپ نے اسکے جواب میں دشمن کے آدمی کو ایک مکہ مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا (یہ دیکھ کر موسی علیہ السلام نے) فرمایا یہ شیطان کے عمل سے ہے۔ بے شک شیطان واضح گمراہ ہے۔ اور فرمایا ''اے اللہ بے شک میں نے اپنی جان پر ظلم کیا ہے آپ مجھے بخش دیجیے چنانچہ اللہ تعالی نے انھیں بخش دیا بے شک وہ بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے پھر موسی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ چونکہ آپ نے مجھ پر فضل فرمایا ہے اس لیے میں کبھی آئندہ مجرموں کا مددگار نہیں بنوں گا۔

اگلے روز کا واقعہ

غرض اگلی صبح ڈرتے ڈرتے اور حالات کی ٹوہ لگاتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے تو اچانک دیکھا کہ وہی شخص جس نے گذشتہ کل موسی علیہ السلام سے مدد مانگی تھی آج پھر موسی کو پکار رہا ہے موسی علیہ السلام نے اسے فرمایا کہ بے شک تو صریح بے راہ ہے۔ پھر موسی علیہ السلام اس کی مدد کرنے کے لیے تیار ہو گئے جب اس نے دیکھا کہ موسی اس شخص کے ساتھ پھر وہی برتاؤ کرنے کے لیے تیار ہو گئے ہیں اسرائیلی نے اس خوف سے کہ میری سخت کلامی کی وجہ سے موسی علیہ

السلام مجھے ہی نہ مار دیں موسی سے کہا ''کیا تو نے جس طرح کل ایک شخص کو قتل کیا تھا آج مجھے بھی قتل کرنا چاہتا ہے کہ انجام کا خیال کیے بغیر ملک میں مار دھاڑ کرتا پھرے اور تو صلح صفائی کرنے والے لوگوں میں سے نہیں ہونا چاہتا'' موسی نے اسے چھوڑ دیا اور قبطی چلا گیا۔

موسی علیہ السلام کی طلبی

لیکن اس قبطی نے جا کر یہ راز فاش کر دیا تو فرعون نے موسی کو طلب کر لیا اور اسے کہا اسے پکڑو یہ ہی دشمن ہے اور جب لوگوں کو گرفتار کرنے کے لیے بھیجا ان سے کہا کہ اسے تنگ راستوں میں پکڑنا اس لیے کہ موسی ابھی کم عمر ہے اسے راستے معلوم نہیں لیکن فرعون کی یہ خبر موسی کے ایک آدمی نے موسی تک پہنچا دی اور کہا کہ اے موسی بلاشبہ تمام دربار آپ کے متعلق مشورہ کر رہا ہے آپ یہاں سے نکل جائیے میں آپ کا خیر خواہ ہوں غرض موسی دیکھتے ہوئے اور ڈرتے بھالتے ہوئے وہاں سے نکل گئے اور یہ دعا کی کہ اے میرے رب! مجھے ان ظالموں سے بچا لے۔

مدین کا سفر

جب موسی تنگ راستوں میں داخل ہوئے تو ایک فرشتہ گھوڑے پر سوار ہو کر آیا جب موسی نے اسے دیکھا تو خوف کی وجہ سے اس کے آگے جھک گئے فرشتے نے کہا کہ آپ میرے آگے نہ جھکیں بلکہ آپ میرے پیچھے چلیں۔ موسی علیہ السلام اس کے پیچھے چلے اس نے مدین کا راستہ بتایا موسی نے مدین جاتے ہوئے فرمایا ''امید ہے کہ میرا رب مجھے سیدھی راہ پر چلائے گا فرشتہ آپ کے ساتھ چلتا رہا۔ یہاں تک کہ آپ مدین پہنچ گئے۔

موسی پر آنے والے امتحانات کی تفصیل

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے ابن عباس سے قرآن مجید کی آیت ''وفتناک فتونا'' (ہم نے تجھے کئی طرح کے امتحانات میں مبتلا کیا) کے بارے میں پوچھا کہ وہ امتحانات کیا تھے انھوں نے جواب دیا کہ یہ واقعہ تمھیں اگلے روز سناؤں گا کیونکہ یہ لمبا قصہ ہے سعید بن جبیرؒ کہتے ہیں کہ اگلے دن جب صبح ہوئی تو میں ابن عباس کی خدمت میں حاضر ہوا اور ان سے کہا کہ اپنا وعدہ پورا کیجیے۔

پہلا امتحان

ابن عباسؓ نے فرمایا ایک روز فرعون اور اس کے مصاحبین اس وعدہ کا ذکر کر رہے تھے جو اللہ تعالی نے ابراہیم علیہ السلام سے فرمایا تھا کہ اسکی اولاد میں انبیاء اور بادشاہ پیدا کروں گا بعض نے کہا کہ بنی اسرائیل والے ایسے شخص کی تلاش میں تھے اور ان کا خیال تھا کہ یوسف بن یعقوب ہیں لیکن جب ان کا انتقال ہو گیا تو بنی اسرائیل کے لوگوں نے کہا کہ یہ وہ شخص نہیں۔ فرعون نے کہا پھر تمہارا کیا خیال ہے کہ وہ کون شخص ہے اور پھر فرعون نے قبطیوں سے مشورہ کر کے کچھ لوگوں کو مقرر کیا کہ وہ بنی اسرائیل میں پیدا ہونے والے ہر شخص کو قتل کر دیں۔ اس طرح بہت سے بنی اسرائیلی ذبح کیے گئے جب بڑے عمر والے بنی اسرائیلی فوت ہونے لگے اور بچے قتل ہو رہے تھے تو قبطیوں نے کہا اس طرح سارے بنی اسرائیلی مر جائیں گے اور پھر سارے کام ہمیں خود کرنا پڑیں گے اور وہ خدمات ہمیں ہی سر انجام دینا ہوں گی جو بنی

اسرائیلی دیتے تھے لہذا ایک سال تک ان کا کوئی بچہ قتل نہ کیا جائے تا کہ بڑوں کے مرنے کے بعد ان کی جگہوں پر چھوٹے آجائیں اور صرف ایک سال تک قتل نہ کرنے کی وجہ سے انکی تعداد میں کوئی خاطر خواہ اضافہ بھی نہیں ہوا اور یہ لوگ تمہاری کثرت سے ڈریں گے جنھیں تم قتل کرتے ہو ان کا بدلہ بھی نہیں لے سکیں گے چنانچہ اسی پر انھوں نے اتفاق کر لیا۔

ھارون علیہ السلام اس سال پیدا ہوئے جس سال بچوں کو ذبح نہیں کیا گیا اور اگلے سال جب بچے قتل ہو رہے تھے تو موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے جس کی وجہ سے ان کی والدہ شدید غم واندوہ میں مبتلا ہوئیں اور اے جبیرؓ! یہ ہی امتحانات ہیں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر الہام کیا کہ اے موسیٰ کی والدہ ''تو خوف اور غم نہ کھا'' ہم اسے تیری طرف لوٹا دیں گے اور اسے پیغمبروں میں سے بنائیں گے اور جب موسیٰ پیدا ہوا تو اسے ایک تابوت میں ڈال کر سمندر میں پھینک دینا'' حضرت موسیٰ کی والدہ نے ایسا ہی کیا۔

سمندر میں جانے کے بعد تابوت آگے چلتا رہا یہاں تک کہ جب یہ تابوت ان کی نظروں سے غائب ہو گیا تو شیطان نے کہا تو نے اپنے بیٹے کا کیا کیا اگر تو اسے ذبح کر کے دفن کر دیتی تو اس سے بہتر تھا کہ تو اسے سمندر کی مچھلیوں اور جانوروں کے حوالے کر تی۔

یہ تابوت چلتا رہا یہاں تک کہ فرعون کے باغوں کے کنارے دریا کے حصہ میں پہنچ گیا کچھ عورتوں نے اسے دیکھا اور اسے کھولنے کا ارادہ کیا بعض عورتوں نے کہا اس میں خزانہ ہے اگر ہم نے اسے کھولا تو فرعون کی بیوی اسکی تصدیق نہیں کرے گی اس لیے وہ اسی حال میں فرعون کی بیوی آسیہ کے پاس لے گئیں جب آسیہ نے اسے کھولا تو اس میں بچہ تھا اس کے دل میں بچے کی ایسی محبت پیدا ہوئی کہ اس پہلے کسی بچے کی نہیں تھی۔

ادھر موسیٰ کی والدہ کا دل بے قرار ہو گیا اور جب ذبح کرنے والوں نے فرعون کی طرف سے موسیٰ کے بارے میں حکم سنا تو تلواریں لے کر آپ کی طرف بڑھے تا کہ ان سے موسیٰ کو قتل کریں (اے جبیرؓ یہ ہی امتحانات ہیں) آسیہ نے ذبح کرنے والوں سے کہا تم واپس چلے جاؤ اس ایک لڑکے کی وجہ سے اسرائیلیوں کی تعداد میں کوئی اضافہ نہ ہوگا اور فرعون سے کہا کہ یہ مجھے ھبہ کے طور پر دے دے اگر تو مجھے ھبہ کے طور پر دیدے گا تو بڑا عمدہ کام ہوگا۔

دوسرا امتحان

فرعون حضرت آسیہ کے پاس آیا حضرت آسیہ نے فرمایا کہ یہ میری اور آپ کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے، اسے قتل نہ کرو، فرعون نے کہا کہ صرف تیری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اگر فرعون بھی انھیں اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک کہہ لیتا تو موسیٰ علیہ السلام پر ایمان لے آتا اور اسے بھی ہدایت مل جاتی جس طرح اس کی بیوی کو مل گئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسے محروم رکھا۔

پھر حضرت آسیہ نے مختلف عورتوں کو بلوایا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام کو دودھ پلائیں جو عورت بھی دودھ پلانا چاہتی موسیٰ اس کے پستان قبول نہ کرتے یہاں تک کہ آسیہ کو خدشہ ہوا کہ موسیٰ کو دودھ نہ پلانے کی وجہ سے کہیں وہ انتقال نہ کر جائیں وہ غمگین ہو گئیں پھر حکم دیا کہ اسے بازار لیجایا جائے اور لوگوں کے سامنے اعلان کیا جائے شاید کوئی عورت ایسی مل

جائے جس کا دودھ یہ بچہ قبول کر لے وہاں بھی کسی عورت کا دودھ نہیں پیا۔

ادھر موسیٰ کی والدہ نے انکی بہن (اپنی بیٹی) سے کہا کہ موسیٰ کے صندوق کے پیچھے جاؤ اور دیکھو کہ موسیٰ کا کیا انجام ہوتا ہے کیا وہ زندہ ہے یا فوت ہو چکا ہے کیا اسے سمندر کی مچھلیاں اور جانور تو نہیں کھا گئے وہ اللہ کی طرف سے کیا ہوا حفاظت کا وعدہ بھول گئیں ان کی بہن تابوت کے پیچھے اس طرح چلتی رہیں کہ قبطیوں کو احساس بھی نہ ہوا کہ یہ اس کا پیچھا کر رہی ہیں جب موسیٰ کو دودھ پلانے والی عورتیں تھک گئیں تو انکی بہن نے فرمایا کیا میں تم لوگوں کو ایسے گھرانے کا پتا بتاؤں جو تمہارے لیے اس بچے کی پرورش کریں اور وہ اس کے خیر خواہ بھی ہوں۔

یہ سن کر انھوں نے اسے پکڑ لیا اور کہا کہ تمھیں کیسے معلوم ہوا کہ وہ اس کے خیر خواہ ہوں گے تو اس بچہ کو جانتی ہے؟ یہاں تک کہ انھیں موسیٰ کے بارے میں شک ہونے لگا (اے جبیر یہ ہی امتحانات تھے) موسیٰ کی بہن نے جواب دیا کہ میری مراد یہ ہے کہ وہ بادشاہ کے خیر خواہ ہیں اس لیے وہ اسکے ساتھ خیر خواہی شفقت اور رغبت کا معاملہ رکھتے ہیں اور اپنے فائدے کی امید بھی رکھتے ہیں یہ سن کر انھیں چھوڑ دیا گیا وہ اپنی والدہ کے پاس آئیں اور انھیں وہاں لے گئیں جب موسیٰ کی والدہ نے دودھ پلایا تو موسیٰ نے خوب سیر ہو کر پیا یہاں تک کہ دونوں پہلو بھر گئے۔

تیسرا امتحان

یہ منظر دیکھ کر خوشخبری دینے والی عورتیں آسیہ کو خوشخبری دینے کے لیے بھاگیں کہ آپ کے بیٹے کے لیے ایک اچھی دودھ پلانے والی عورت مل گئی ہے آسیہ نے انھیں اپنے پاس بلوا بھیجا جب وہ اپنے ساتھ موسیٰ کو لے کر حاضر ہوئیں تو آسیہ نے فرمایا کہ آپ میرے پاس ٹھہرا کریں بچے کو دودھ پلائیں مجھے اس بچے سے اتنی زیادہ محبت ہے کہ اس سے پہلے آج تک کسی بچے سے اتنی نہیں ہوئی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ نے جواب دیا کہ میں اس بچہ کے لیے اپنا گھر اور اپنی دوسری اولاد کو نہیں چھوڑ سکتی اگر آپ چاہتی ہیں کہ میں اس بچہ کو دودھ پلاؤں تو میں اس بچے کو گھر لے جاتی ہوں اور اس سے کسی بھلائی کو نہیں روکوں گی اور اگر نہیں مانتیں تو میں اپنا گھر نہیں چھوڑ سکتی اس وقت حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ کو وہ وعدہ یاد آ گیا جو اللہ تعالیٰ نے ان سے کیا تھا اور انھیں یقین ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ اپنے وعدہ کو پورا کرے گا چنانچہ وہ اسی روز اپنے بیٹے کو لے کر گھر چلی گئیں اور انکی اچھی طرح پرورش کی اور اللہ تعالیٰ نے قبطیوں کے شر سے موسیٰ علیہ السلام کو بچا لیا۔

جب موسیٰ علیہ السلام کچھ بڑے ہوئے تو حضرت آسیہ نے موسیٰ کی والدہ سے کہا کہ میں موسیٰ کو دیکھنا چاہتی ہوں چنانچہ انھوں نے وعدہ کر لیا کہ ایک روز ان کے پاس لے آئیں گی اور انھیں دکھائیں گی چنانچہ انھوں نے اپنی سہیلیوں اور دائیوں سے کہا تم میرے بچے کا استقبال کرنا تا کہ اسکی عزت اور کرامت ظاہر ہو اور میں تم میں سے ہر ایک کو اس کے عمل کے برابر انعام دوں گی۔

چنانچہ موسیٰ کے گھر سے نکلنے سے لے کر آسیہ کے پاس پہنچنے تک انکا ھدایا تحائف و اکرام سے استقبال کیا گیا جب موسیٰ پہنچے تو آسیہ نے انھیں لیا اور بہت خوش ہوئیں اور انکے حسن کو بہت پسند کیا اور فرمایا کہ اسے فرعون کے پاس لے جاؤ تا کہ وہ اسے اٹھائے اور اسکا اکرام کرے جب عورتیں فرعون کے پاس لے گئیں اور انکی گود میں ڈال دیا تو موسیٰ نے فرعون کی داڑھی کو کھینچا یہ منظر دیکھ کر فرعون نے کہا اے اللہ کے دشمنوں میں سے ایک دشمن! کیا تجھے یاد ہے کہ اللہ

تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام سے وعدہ کیا تھا اور پھر ذبح کرنے والوں کو حکم دیا کہ اسے ذبح کردو (اے جبیر یہ امتحانات ہیں)

چوتھا امتحان

فرعون کی بیوی بھاگتی ہوئی آئی اور کہا کہ جو بچہ آپ نے مجھے دے دیا ہے اب آپ اس کے ساتھ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ فرعون نے کہا کیا تم دیکھتی نہیں کہ یہ بچہ مجھے پچھاڑ کر غالب آنا چاہتا ہے۔ آسیہ نے کہا کہ کسی معاملہ کے ذریعے اس کا امتحان لیا جائے (کہ یہ سمجھ دار ہے یا بے سمجھ) دو انگارے اور دو ہیرے منگوائے جائیں اور انھیں قریب قریب رکھا جائے اگر یہ ہیروں کی طرف جائے اور انگاروں سے بچے تو یہ سمجھ دار ہے اور اگر یہ انگاروں کی طرف جائے تو یہ بے سمجھ ہے چنانچہ ایسا ہی کیا گیا موسیٰ علیہ السلام نے انگارے اٹھا لیے انھوں نے جلدی سے ان کا ہاتھ کھینچ لیا کہ کہیں ہاتھ نہ جل جائے۔

آسیہ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کے ہاتھ انگاروں کی طرف پھیر دیئے حالانکہ خود موسیٰ ہیروں کی طرف جانا چاہتے تھے اللہ تعالیٰ اپنا کام کر گزرتا ہے جب موسیٰ بڑے ہوئے تو دیکھا کہ بنی اسرائیل میں سے کوئی بھی شخص ایسا نہیں جو قبطیوں کے ظلم سے محفوظ ہو قبطی ان کے ساتھ ظلم و مذاق کرتے تھے ایک روز وہ شہر کے کنارے پر چل رہے تھے کہ دیکھا کہ دو آدمی آپس میں لڑ رہے ہیں ایک اسرائیلی ہے اور ایک قبطی۔ اسرائیلی نے فرعونی قبطی کے خلاف مدد مانگی موسیٰ علیہ السلام کو شدید غصہ آیا (مدد طلب کرنیوالے کو موسیٰ کا مقام معلوم تھا لیکن آپ کی والدہ کے سوا اور کوئی شخص آپ کی حقیقت نہیں جانتا تھا سب یہی سمجھتے تھے کہ آپ فرعون کے بیٹے ہیں ایک روز اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو وہ حقیقت بتلا دی جو دوسروں کو معلوم نہ تھی۔ تو موسیٰ نے غصہ میں اسے مکہ مارا اور وہ ہلاک ہوگیا اس قتل کو اللہ تعالیٰ اور اس اسرائیلی کے علاوہ کسی نے نہیں دیکھا تھا جب آدمی قتل ہوگیا تو موسیٰ نے فرمایا کہ یہ تو شیطانی فعل ہوگیا بے شک شیطان واضح گمراہ ہے پھر یہ دعا مانگی اے میرے پروردگار! میں نے اپنے اوپر ظلم کیا آپ مجھے بخش دیجیے اللہ تعالیٰ نے معاف فرما دیا بے شک وہ بخشنے والا رحم کرنے والا ہے۔

اگلے روز صبح سویرے حالات کا جائزہ لینے کے لیے ڈرتے ہوئے شہر میں داخل ہوئے فرعون کے پاس ایک شخص آیا اس نے بتایا کہ ایک قبطی قتل ہوگیا ہے آپ اسکا بدلہ دلوائیں اور اسے ہرگز مہلت نہ دیں۔

فرعون نے کہا کہ قاتل کو تلاش کر کے لاؤ اور گواہ بھی ساتھ لاؤ کیونکہ گواہوں کے بغیر سزا جاری کرنا درست نہیں تھا وہ قاتل اور گواہوں کی تلاش میں پھر رہے تھے کہ اگلے روز ایک اور اسرائیلی کو قبطی سے لڑتے دیکھا اس بار بھی اسرائیلی نے فرعونی کے خلاف مدد مانگی جب موسیٰ نے غصہ میں آکر فرعونی کو مارنا چاہا تو اور اسرائیلی کو اس طرح لڑنے پر ملامت کرتے ہوئے کہا "تو صریح بے راہ ہے" تو اسرائیلی نے دیکھا کہ موسیٰ گزشتہ کل کی طرح آج بھی غصہ میں ہیں تو اس کا خیال ہوا کہ جب موسیٰ مجھے بے راہ کہہ چکے تو کہیں مجھے ہی نہ مار ڈالیں تو اس نے ڈر کے مارے یہ کہہ دیا کہ کیا آپ مجھے اس طرح قتل کرنا چاہتے ہیں جس طرح کل آپ نے ایک کو قتل کیا تھا۔

یہ سن کر فرعونی بھاگ کر فرعون کے پاس پہنچے اور یہ خبر سنا دی فرعون نے ذبح کرنے والے لوگوں کو بھیجا (تاکہ وہ موسیٰ کو پکڑ کر ذبح کر دیں) موسیٰ نے ایک بڑا راستہ اختیار کر کے اس پر چلنا شروع کر دیا اور فرعونی آپ کے پیچھے لگ

گئے انھیں اس بات کا بالکل خیال نہ تھا کہ وہ موسیٰ کو نہیں پاسکیں گے (بلکہ وہ سمجھ رہے تھے کہ موسیٰ جلدی سے مل جائیں گے)۔

شہر کے کنارے ایک اسرائیلی رہتا تھا اسے یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے ایک مختصر راستہ کر کے موسیٰ کو آگاہ کر دیا (اے جبیرؓ یہ امتحانات تھے)۔

پانچواں امتحان

پھر ہم سدی کی روایت کی طرف چلتے ہیں کہ جب موسیٰ اس کنوئیں پر پہنچے تو وہاں لوگوں کا ایک گروہ دیکھا جو مویشیوں کو پانی پلا رہا تھا حضرت جابر کی روایت میں ہے کہ مصر اور مدین کے درمیان آٹھ راتوں کا سفر ہے گویا کہ کوفہ سے بصرہ تک کی مسافت ہے آپ کے پاس درخت کے پتوں کے علاوہ کھانے کا کوئی اور سامان موجود نہ تھا جب آپ وہاں پہنچے تو آپ کے پاؤں پھٹ چکے تھے ابن عباس سے بھی اسی طرح مروی ہے۔

مدین میں موسیٰ علیہ السلام کا دو عورتوں کے جانوروں کو پانی پلانا

سدی کی روایت ''اور ان لوگوں سے ایک طرف دو عورتیں اپنے جانوروں کے گرد کھڑی تھیں حضرت موسیٰ نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے؟ (تم پانی کیوں نہیں پلا رہی) انھوں نے جواب دیا کہ جب تک یہ چرواہے اپنے جانوروں کو پانی پلا کر واپس نہ چلے جائیں تو ہم اس وقت تک پانی نہیں پلاسکتیں اور ہمارا باپ بہت بوڑھا ہے موسیٰ کو ان دونوں پر بہت رحم آگیا آپ کنوئیں پر تشریف لائے اس پر سے پتھر ہٹایا حالانکہ یہ پتھر اتنا وزنی تھا کہ اسے اہل مدین کی ایک جماعت اٹھاتی تھی پھر موسیٰ علیہ السلام نے اندر ڈول ڈال کر پانی نکالا اور ان کے جانوروں کو پانی پلایا آج یہ دونوں جلدی گھر لوٹ گئیں اس سے پہلے وہ کنوئیں کے بچے ہوئے پانی سے اپنے جانوروں کو سیراب کرتی تھیں اس لیے دیر ہو جاتی تھی وہ دونوں چلی گئیں اور موسیٰ علیہ السلام ایک درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور یہ دعا کی کہ اے میرے رب ''جو نعمت بھی تو میری طرف بھیج دے میں اس کا حاجت مند ہوں'' ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ یہ موسیٰ علیہ السلام کی شان ہے کہ انھوں نے یوں کہا کہ ''اے اللہ جو نعمت بھی دے'' اگر کوئی اور انسان ہوتا تو اس شدید بھوک کی حالت میں کھانے کے علاوہ کچھ نہ مانگتا۔

ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام کنوئیں پر پہنچے تو آپ کو سبزی کی ہریالی نظر آئی جسے دیکھ کر آپ نے وہ دعا کی جو اوپر گزری۔

لڑکیوں کے والد کا بلانا

سدی کہتے ہیں کہ جب یہ دونوں لڑکیاں جلدی سے گھر پہنچ گئیں تو ان کے والد نے ماجرا پوچھا انھوں نے موسیٰ کا قصہ سنا دیا اس نے ان میں سے ایک کو بلانے کے لیے بھیج دیا وہ شرم وحیا سے چلتی ہوئی آئی اور کہا کہ میرے والد صاحب آپ کو بلاتے ہیں تاکہ آپ کو اس پانی پلانے کی اجرت دیں جو آپ نے ہمارے جانوروں کو پلایا ہے آپ کھڑے ہو گئے اور اس سے کہا کہ چلو وہ آگے چلنے لگی ہوا چلی تو اسکے بدن کا کچھ حصہ ظاہر ہوا موسیٰ نے فرمایا کہ تم میرے پیچھے چلتی رہو اور مجھے راستے کی رہنمائی کرتی رہو۔

موسیٰ اور شعیب علیہ السلام کی ملاقات

جب موسیٰ چل کر اس بزرگ کے پاس آن پہنچے اور انھیں سارا قصہ سنایا تو انھوں نے کہا کہ کچھ خوف نہ کریں آپ ظالم لوگوں سے بچ کر آ گئے ہیں ان دو بیٹیوں میں سے ایک بیٹی نے کہا! اے ابا جان آپ اسے نوکر رکھ لیجیے کیونکہ اگر اچھا نوکر آپ رکھنا چاہیں تو اس کا اہل وہ ہے جو توانا اور امانت دار ہو۔ یہ بات کرنے والی وہی لڑکی تھی جو موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے گئی تھی ان کے والد حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا کہ ان کی قوت کے بارے میں تو مجھے معلوم ہو گیا ہے جب یہ بتایا گیا کہ اس اکیلے نے یہ پتھر اٹھایا ہے اس کے باحیا ہونے کا کیا ثبوت ہے؟ اس لڑکی نے کہا ہم دونوں آ رہے تھے میں آگے تھی تو اس نے پسند نہیں کیا کہ میرے بارے میں کسی خیانت کا ارتکاب کرے لہٰذا مجھے پیچھے چلنے کے لیے کہا یہ سن کر اس بزرگ نے کہا کہ میں چاہتا ہوں ان دونوں لڑکیوں میں سے کسی ایک کے ساتھ آپ کا نکاح کر دوں اس شرط پر کہ تو آٹھ سال میری ملازمت کرے اور میں تجھ پر کوئی مشقت نہیں ڈالنا چاہتا انشاءاللہ تو مجھے خوش معاملہ اور بھلے لوگوں میں سے پائے گا موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ بس یہ بات میرے اور آپ کے درمیان طے ہو گئی ان دو مدتوں میں سے جو بھی مدت پوری کروں تو مجھ پر کچھ زیادتی نہ ہو گی اور ہم جو کہہ رہے ہیں اس پر خدا گواہ ہے۔

موسیٰ علیہ السلام کا نکاح کس سے ہوا؟

ابن عباس فرماتے ہیں کہ جو لڑکی موسیٰ علیہ السلام کو بلانے کے لیے گئی تھی اسی کے ساتھ موسیٰ کا نکاح ہوا شعیب علیہ السلام نے اپنی ایک بیٹی کو عصا لانے کا حکم دیا یہ انسان کی جسامت کے بقدر تھا ایک باندی گھر میں داخل ہوئی اور وہ یہ عصا لے کر جانے لگی شعیب علیہ السلام نے اسے دیکھ لیا اور فرمایا کہ اسے یہاں چھوڑ دو اس نے وہیں ڈال دیا لیکن وہ پھر نہ رکی اور اسے اٹھانے لگی جب شعیب علیہ السلام نے اس کی یہ حالت دیکھی تو اسے جانور چرانے کے لیے ساتھ بھیج دیا۔

موسیٰؑ اور شعیبؑ کے جھگڑے کا فیصلہ

موسیٰ علیہ السلام بکریاں چراتے تھے ایک روز شعیب نے آ کر کہا کہ میری امانت تھی اور پھر موسیٰ کو تلاش کر کے ان سے ملے اور کہا کہ میرا عصا واپس کر دو موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ میرا عصا ہے دونوں کے درمیان تلخی ہوئی پھر ایک فرشتے نے کہا اور اسی پر صلح ہوئی کہ اس کو پھینک دیتے ہیں جو اس کو پہلے اٹھائے گا اسی کا ہو گا۔ چنانچہ یہ عصا پھینکا گیا شعیب علیہ السلام بوڑھے ہونے کی وجہ سے وہاں تک نہ پہنچ سکے اور موسیٰ نے بھاگ کر اسے اٹھا لیا تو انھوں نے اسی کے لیے چھوڑ دیا اور اسی عصا سے موسیٰ نے دس سال تک بکریاں چرائیں۔ ابن عباس فرماتے ہیں کہ موسیٰ نے وعدے کو زیادہ اچھے انداز میں پورا کیا انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے جبرئیل علیہ السلام سے پوچھا کہ موسیٰ علیہ السلام نے دو مدتوں میں کون سی مدت پوری کی۔ انھوں نے جواب دیا کہ اس میں سے اکمل کو پورا کیا۔

موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی؟

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں حج پر جانے کی تیاری کر رہا تھا تو کوفہ میں مجھ سے ایک یہودی نے کہا آپ مجھے صاحب علم معلوم ہوتے ہیں بتلائیے موسیٰ علیہ السلام نے کون سی مدت پوری کی تھی؟ میں نے جواب دیا کہ مجھے معلوم نہیں البتہ میں ابھی عرب کے ایک بہت بڑے عالم ابن عباسؓ کے پاس جا رہا ہوں ان سے پوچھوں گا میں مکہ مکرمہ آیا اور ابن عباس سے اس کے بارے میں پوچھا انھوں نے جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام نے زیادہ اور اکمل مدت کو پورا کیا اور بات یہ ہے کہ اللہ کا نبی جب وعدہ کرتا ہے تو اس کی خلاف ورزی نہیں کرتا حضرت سعید فرماتے ہیں کہ میں نے عراق واپس آ کر اس شخص کو یہ بات بتلائی اس نے کہا کہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سچ کہا۔

سعید بن جبیرؓ سے مروی ہے کہ ایک نصرانی نے مجھ سے پوچھا کہ موسیٰ نے کون سے مدت پوری کی تھی میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں پھر میری ملاقات ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہوئی ان سے میں نے نصرانی والا سوال کیا انھوں نے کہا کہ آٹھ سال پورا کرنا تو واجب تھا اور اللہ کا نبی اسے ذرہ برابر بھی کم نہیں کرتا تھا اور جان لے کہ اللہ تعالیٰ گواہ ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا وعدہ پورا کیا اور دس سال خدمت کی۔

شعیب علیہ السلام کی لڑکیوں کے نام

شعیب الجبائی سے مروی ہے کہ ان دو لڑکیوں کا نام لیا اور صفورہ تھا موسیٰ کی بیوی کا نام صفورہ بنت تیرون تھا تیرون ایک اور عالم تھا۔ ابوعبیدہ سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے دس سال تک شعیب کے بھائی تیرون کے ہاں بکریاں چرائیں۔ ابن عباسؓ سے مروی ہے کہ وہ مدین کا حاکم یثری نامی شخص تھا دوسری روایت میں ابن عباس سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے سسر کا نام یثری تھا۔

موسیٰ کی مصر واپسی

سدی کی روایت کی طرف لوٹتے ہیں:

سدی کہتے ہیں کہ جب موسیٰ علیہ السلام اس مدت کو پورا کر چکے اور اپنے گھر والوں کو لے کر چلے، ابن عباس سے مروی ہے کہ وہ سردیوں کا موسم تھا راستہ میں آگ بلند ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے یہ گمان کیا کہ یہ آگ ہے حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کا نور تھا تو اپنے گھر والوں سے کہنے لگے کہ تم ذرا ٹھہرو میں نے ایک آگ دیکھی ہے شاید میں وہاں سے تمہارے لیے کوئی خبر لاؤں یا آگ کا کوئی انگارہ لے آؤں تاکہ تم اس سے گرمی حاصل کرو۔

مبارک درخت پر اللہ تعالیٰ سے ملاقات

جب موسیٰ علیہ السلام وہاں پہنچے تو ایک درخت میں سے جو میدان کے دائیں طرف زمین کے ایک مبارک قطعہ میں تھا یہ آواز آئی کہ مبارک ہے جب موسیٰ علیہ السلام نے یہ آواز سنی تو گھبرائے اور فرمایا کہ ”الحمد للہ رب العالمین“ تو یہ آواز آئی کہ اے موسیٰ یقیناً میں ہی اللہ رب العالمین ہوں ’’اور اے موسیٰ تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا چیز ہے عرض کیا کہ یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر سہارا لیا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑتا ہوں

(یعنی پتوں کو مارتا ہوں اور بکریوں کے آگے ڈالتا ہوں) اور میری دوسری حاجتیں بھی اس سے وابستہ ہیں مثلاً یہ کہ اپنا کھانا یا پانی کا ڈول اس سے لٹکا دیتا ہوں وغیرہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ اسے ڈال دے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ڈال دی لکڑی پھینکتے ہی دیکھا کہ وہ تو ایک دوڑتا ہوا سانپ ہے تو موسیٰ علیہ السلام پیٹھ پھیر کر بھاگے اور پلٹ کر بھی نہ دیکھا۔

نبوت کا ملنا

ارشاد ہوا کہ اے موسیٰ ڈر نہیں میرے حضور میں پہنچ کر پیغمبر ڈرا نہیں کرتے دوسری جگہ ارشاد ہے آگے آ، اور ڈر نہیں یقیناً تو امن یافتہ لوگوں میں سے ہے اور خوف کو دور کرنے کے لیے اپنے ہاتھ اپنے جسم سے ملالیں یہ دونوں چیزیں فرعونیوں کے پاس جانے کے لیے تیرے رب کی طرف سے دو سندیں ہیں۔ (ایک عصا اور ہاتھ کا سفید ہونا)۔

ھارون کے لیے نبوت کا اعلان

موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا اے میرے رب میں نے ان میں ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو مجھے خوف ہے کہ کہیں وہ مجھ کو قتل نہ کر دیں اور میرے بھائی ھارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو اس کو بھی میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج دیں تاکہ تائید و تصدیق کرے کیونکہ مجھے اندیشہ کہ وہ لوگ میری تکذیب کریں گے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم عنقریب تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ساتھ مضبوط کریں گے اور ہم تم دونوں کو ایسی ہیبت اور غلبہ عطا کریں گے کہ جس کی وجہ سے وہ تم تک پہنچ ہی نہ سکیں گے'' اب تم دونوں فرعون کے پاس جاؤ اور اسے بتاؤ کے ہم رب العالمین کے پیغمبر ہیں۔

سفر میں آپ کی کیفیت

حضرت سلمہ سے ''فلماقضی موسی الاجل'' کے تحت مروی ہے کہ جب موسیٰ علیہ السلام واپس لوٹے تو آپ کے ساتھ بکریاں، آپکی بیوی اور ایک لاٹھی تھی جس سے آپ دن بھر بکریاں چراتے تھے رات کو کاٹھی چمقاق سے مار کر آج جلاتے جس کی تپش میں آپ، آپ کے گھر والے اور بکریاں رات گزارتے تھے جب صبح ہو جاتی تو آپ اپنے گھر والوں اور بکریوں کو لے کر چلتے اور اس عصا پر ٹیک لگاتے لاٹھی کے سر کی طرف دو کنارے تھے اور دوسری طرف ڈھال نما تھی۔

عبداللہ بن عمرو سے کیے گئے تین سوالات

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ کعب احبار مکہ مکرمہ آئے ان کے ساتھ عبداللہ بن عمرو بن عاص بھی تھے حضرت کعب نے فرمایا کہ ابن عاص سے تین چیزوں کے بارے میں سوال کریں اگر یہ ان کا درست جواب دے تو یہ عالم ہے پہلی چیز پوچھو کہ کون سی چیز جنت میں تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے دنیا میں بھیج دیا؟ دوسرا سوال یہ ہے سب سے پہلے زمین پر کیا چیز رکھی گئی؟ تیسرا سوال یہ کرو کہ زمین پر سب سے پہلا درخت کون سا اگایا گیا؟
جب ابن عمرو سے یہ سوال کیے گئے تو انھوں نے فرمایا کہ وہ چیز جو جنت میں تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسے زمین پر

اتارا تھا وہ حجر اسود ہے۔ اور سب سے پہلے زمین پر برہوت کو رکھا گیا اور سب سے پہلے زمین پر عوسجہ کا درخت لگایا گیا جس سے موسیٰ علیہ السلام کی لاٹھی بنائی گئی جب حضرت کعب کے پاس یہ جوابات پہنچے تو فرمایا کہ اللہ کی قسم اس عالم نے سچ کہا ہے۔

ہم کلامی کا واقعہ: دوسری روایت

راوی کہتے ہیں کہ جس رات اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کا اعزاز کرنے اور اس سے کلام کرنیکا ارادہ فرمایا تو اس رات موسیٰ علیہ السلام راستہ بھول گئے یہاں تک کہ انھیں پتا نہ چلا کہ وہ کہاں جائیں انھوں نے اپنا چقماق نکالا تا کہ اسے جلا کر تپش حاصل کریں اور راستہ معلوم کریں لیکن چقماق سے آگ نہ جلی یہاں تک کہ جب وہ عاجز آ گئے تو دور سے آگ نظر آئی تو اپنے گھر والوں سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں نے آگ دیکھی ہے شاید میں تمہارے لیے وہاں سے کوئی انگارہ اٹھا کر لے آؤں یا اس کے پاس کوئی راستہ بتانے والا پاؤں یعنی انگارہ لاؤں جس سے تم آگ جلا سکو یا رہبر تلاش کروں جس سے صحیح راستہ معلوم کر سکوں چنانچہ آگ کی طرف چل پڑے تو دیکھا کہ وہ درخت پر لپٹی ہوئی گھاس کی طرح تھا۔ یا بعض روایات کے مطابق عوسہ کا درخت تھا۔ جب موسیٰ علیہ السلام اس کے قریب ہوئے تو وہ پیچھے ہٹنے لگا موسیٰ علیہ السلام نے اسے پیچھے ہٹتے ہوئے دیکھا تو گھبرا گئے اور پیچھے ہٹنے لگے۔ جب آپ پیچھے ہونے لگے تو درخت آپ کے قریب ہونے لگا پھر درخت سے آواز آنے لگی جب موسیٰ علیہ السلام نے اس سے آواز سنی تو اس سے مانوس ہو گئے اس وقت اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ ''اے موسیٰ تم اپنی دونوں جوتیاں اتار دو کیونکہ تم طویٰ نامی ایک مقدس میدان میں ہو موسیٰ علیہ السلام نے دونوں جوتیاں اتار دیں اور پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے موسیٰ تیرے دائیں ہاتھ میں کیا ہے عرض کیا کہ یہ میری لاٹھی ہے میں اس پر سہارا لیا کرتا ہوں اور اس سے اپنی بکریوں کے لیے پتے جھاڑا کرتا ہوں اور میری دوسری حاجتیں بھی اس سے وابستہ ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ اس لاٹھی کو ڈال دے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے لاٹھی ڈال دی لکڑی کو پھینکتے ہی دیکھا کہ وہ ایک دوڑتا ہوا سانپ بن گیا ہے اس کے دونوں کنارے اسکا منہ اور اس کی ڈھال والا حصہ اسکی دم بن چکا ہے اور اسکی پشت پر ناخن ہیں غرضیکہ وہ اس طرح بن گیا جس طرح اللہ تعالیٰ نے چاہا۔

موسیٰ علیہ السلام گھبرائے اور بھاگ کھڑے ہوئے اور پیچھے مڑ کر نہ دیکھا اللہ تعالیٰ نے آواز دی! اے موسیٰ آگے آؤ اور ڈرو مت ہم اسکو اس کی پہلی حالت میں لوٹا دیتے ہیں یعنی ہم اس کو عصا بنا دیتے ہیں جیسے پہلے تھا تب موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف بڑھے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''اسے پکڑو اور ڈرو مت'' یعنی اپنے ہاتھ کو اس کے منہ میں داخل کرو

موسیٰ علیہ السلام نے اپنے جسم پر اونی جبہ پہن رکھا تھا آپ نے اسے اپنے ہاتھ کے گرد لپیٹ لیا لیکن آواز آئی کہ اسے اپنے ہاتھ سے اتار دو موسیٰ علیہ السلام نے اسے اتار دیا پھر آپ نے اپنا ہاتھ اس سانپ کے جبڑوں میں ڈال کر اسے پکڑا تو عصا بن گیا اور آپ کا ہاتھ عصا کی دو شاخوں والے سر کے درمیان تھا اور ڈھال والا حصہ اپنی جگہ تھا کوئی حصہ بھی نہیں بدلا تھا۔

پھر موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا کہ اپنا ہاتھ اپنے گریبان کے اندر لے جاؤ تو بغیر کسی عیب کے خوب چمکتا ہوا نکلے گا یعنی یہ سفیدی برص کی بیماری کی وجہ سے نہیں ہوگی موسیٰ علیہ السلام درمیانے قد کے گندمی رنگ کے تھے آپ نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالا پھر اسے نکالا تو انتہائی سفید چمکدار تھا پھر دوبارہ ڈالا تو پہلے کی طرح تھا اللہ تعالیٰ نے فرمایا لو یہ

دونوں چیزیں فرعون اور اسکے سرداروں کے پاس جانے کے لیے تیرے رب کی طرف سے دو سندیں ہیں بے شک وہ بڑے نافرمان لوگ ہیں موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا میں نے ان میں سے ایک شخص کو قتل کر دیا تھا تو میں ڈرتا ہوں کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں اور میرے بھائی ھارون کی زبان مجھ سے زیادہ رواں ہے تو اس کو بھی میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج دیں کہ وہ میری تائید وتصدیق کریں۔ یعنی جو بات کہوں وہ اسے کھول کر بیان کریں اور جو بات میں نہ سمجھا سکوں اسکو وہ سمجھائیں'' اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم عنقریب تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ساتھ مضبوط کریں گے'' اور ہم تم دونوں کو ایک هیبت اور غلبہ عطا کریں گے جس کی وجہ سے وہ تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ ہماری نشانیاں لے کر تم جاؤ تم دونوں اور تمہارے پیروکار سب غالب رہنے والے ہوں گے۔

موسیٰ علیہ السلام کا مصر میں داخلہ اور بھائی سے ملاقات

دوبارہ سدی کی روایت شروع ہوتی ہے:

سدی کہتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام اپنے گھر والوں کو لے کر مصر کی طرف چل پڑے یہاں تک کہ رات کے وقت مصر میں داخل ہوئے اس رات اپنی والدہ کے پاس مہمان ٹھہرے اس وقت اس نے انھیں نہیں پہچانا اس رات موسیٰ کی والدہ نے ایک خاص قسم کا سالن جس کا نام ''طفیل'' تھا (اس میں شوربہ زیادہ ہوتا ہے) تیار کر رکھا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام وہاں اترے۔ ھارون علیہ السلام باہر آئے دیکھا کہ مہمان ہیں جا کر والدہ کو بتایا کہ مہمان آئے ہوئے ہیں پھر انھیں بٹھا کر کھانا کھلایا۔

فرعون کے پاس جانے کی تیاری

جب دونوں بیٹھ کر آپس میں باتیں کرنے لگے تو ھارون نے پوچھا! آپ کون ہیں؟ فرمایا میں موسیٰ ہوں یہ سن کر دونوں کھڑے ہوگئے اور ایک دوسرے کو گلے لگایا جب دونوں کا تعارف ہو چکا تو موسیٰ نے فرمایا اے ھارون! میرے ساتھ ملکر فرعون کے پاس چلو اللہ تعالیٰ نے ہمیں اسکی طرف جانے کا حکم دیا ہے ھارون نے فرمایا میں تیار ہوں۔

جب دونوں تیار ہو کر فرعون کے پاس جانے لگے تو انکی والدہ چلائی کہ میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتی ہوں کہ تم فرعون کے پاس مت جاؤ وہ تم دونوں کو قتل کر دیگا لیکن انھوں نے والدہ کی بات نہ مانی۔

فرعون کے دربار میں

رات کے وقت دونوں فرعون کے پاس پہنچے دروازہ کھٹکھٹایا فرعون گھبرا گیا اور اسکے سارے پہرے دار بھی گھبرا گئے فرعون نے کہا کہ اس وقت میرے دروازے کو دستک دینے والا کون ہے؟ دربانوں نے جھانک کر دیکھا ان دونوں سے بات کی موسیٰ نے فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں یہ سن کر دربان اور زیادہ گھبرا گئے وہ فرعون کے پاس پہنچے اور کہا کہ باہر ایک مجنون انسان کھڑا ہے جس کا کہنا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہے فرعون نے کہا کہ اسے اندر بلاؤ موسیٰ علیہ السلام اندر پہنچے اور فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور بنی اسرائیل کو میرے ساتھ بھیج دو فرعون نے انھیں پہچان لیا اور کہا کہ میں نے تیرے بچپن میں تم کو اپنے پاس رکھ کر تمہاری پرورش نہیں کی اور کیا تو نے زندگی کے کتنے ہی سال

ہمارے ہاں نہیں گزارے اور تو نے اپنا ایک اور کام بھی کیا تھا، جو کیا تھا اور تو بڑا ہی ناسپاس ہے'' موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ حرکت اس وقت مجھ سے سرزد ہوئی تھی اور میں غلطی کرنے والوں میں سے تھا اور جب مجھے تم سے خطرہ محسوس ہوا تو میں تمہارے ہاں سے فرار ہو گیا پھر میرے رب نے مجھے حکمت (یعنی نبوت) عطا فرمائی اور مجھے پیغمبروں میں سے بنا دیا اور وہ احسان جو تو مجھے جتلا رہا ہے وہ یہ ہی ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے۔

فرعون نے کہا اچھا اللہ تعالیٰ کی حقیقت کیا ہے؟ اور اے موسیٰ تم دونوں کا رب کون ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اس کی مناسب شکل وصورت عطا فرمائی اور پھر اسکی رہنمائی کی۔ راوی کہتے ہیں کہ یعنی ہر جانور کا جوڑا پیدا کیا اور پھر نکاح کی طرف اس کی رہنمائی فرمائی۔

موسیٰ علیہ السلام کا اپنے معجزات دکھانا

پھر فرعون نے کہا کہ اے موسیٰ اگر تیرے پاس کوئی نشانی ہے تو دکھا اگر تو سچوں میں ہے یہ بات اس گفتگو کے بعد کہی جو کہ قرآن مجید میں ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگر چہ میں کوئی صاف اور واضح چیز تیرے پاس لایا ہوں فرعون نے کہا اگر تو سچا ہے تو صاف اور صریح چیز پیش کر یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اسی وقت ایک صاف اور نمایاں اژدھا بن گیا اس کا منہ کھلا ہوا تھا اسکا نچلا حصہ زمین پر تھا اور منہ محل کی بلند دیوار کی طرف تھا پھر وہ اژدھا فرعون کی طرف بڑھا تا کہ اسے نگل جائے فرعون گھبرایا اور بھاگا اور اس کا وہیں پاخانہ نکل گیا وہ چلایا کہ اے موسیٰ اسے پکڑو! میں آپ پر ایمان لاتا ہوں اور بنی اسرائیل کو آپ کے ساتھ بھیجتا ہوں موسیٰ علیہ السلام نے اسے پکڑ لیا تو وہ عصا بن گیا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا دائیں ہاتھ گریبان میں ڈالا جب نکالا تو وہ بالکل سفید تھا اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام واپس آ گئے اور فرعون نے ایمان لانے اور بنی اسرائیل کو ساتھ بھیجنے سے انکار کر دیا۔

فرعون کا محل تعمیر کرانا

فرعون نے اپنی قوم سے کہا اے اہل دربار مجھے تو اپنے سوا تمہارا کوئی معبود معلوم نہیں ہوتا۔ اے ہامان تم میرے لیے مٹی کو آگ میں پکوا کر اینٹیں تیار کرواور پھر ان سے میرے لیے بلند عمارت تعمیر کراؤ تا کہ میں ذرا موسیٰ کے خدا کی ٹوہ لگاؤں جب محل تیار ہو گیا تو فرعون اس پر چڑھا اور اوپر کی طرف ایک تیر پھینکنے کا حکم دیا جب وہ تیر واپس آیا تو خون آلودہ تھا یہ دیکھ کر فرعون نے کہا کہ میں نے موسیٰ کے خدا کو قتل کر دیا ہے۔

قرآن مجید کی آیت ''فاوقدلی یاماھان علی الطین'' کے تحت حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ سب سے پہلے جو اینٹیں آگ پر پکوائی گئیں ان سے یہ محل تعمیر کیا گیا۔

موسیٰ دربار فرعون کے پاس

ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ کہ موسیٰ علیہ السلام مصر سے جانے کے بعد دوبارہ لوٹ کر آئے اور اپنے بھائی ھارون کے ساتھ مل کر فرعون کے دروازے پر پہنچے اور اندر جانے کی اجازت لے رہے تھے تو یہ کہہ رہے تھے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے پیغمبر ہیں ہمیں فرعون کے پاس جانے کی اجازت دو بعض روایات میں ہے کہ دو سال تک انھوں نے اجازت لینے کے لیے انتظار کیا وہ جاتے اور واپس آجاتے کوئی شخص فرعون سے ان کے بارے میں کچھ نہ کہتا حتی کہ ایک مزاحیہ

شخص فرعون کے پاس آیا اور کہا کہ اے بادشاہ! دروازے پر ایک شخص موجود ہے جو عجیب باتیں کرتا ہے اس کا خیال ہے کہ معبود آپ کے علاوہ کوئی اور ہے۔ فرعون نے کہا کہ اسے اندر بلاؤ موسیٰ علیہ السلام اپنے بھائی ھارون کے ساتھ اندر داخل ہوئے۔ آپ کے ہاتھ میں عصا تھا جب فرعون کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا پیغمبر ہوں فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو پہچان لیا اور کہا! میں نے تمہارے بچپن میں تمہیں اپنے پاس رکھا اور تمہاری پرورش نہیں کی اور کیا تو نے زندگی کے کتنے ہی سال ہمارے پاس نہیں گزارے اور تو نے اپنا ایک اور کام بھی کیا جو کیا تھا اور تو بڑا ہی ناسپاس ہے موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ حرکت مجھ سے اس وقت سرزد ہوئی اور میں غلطی کرنے والوں میں سے تھا یعنی میں نے اس خطا کا کوئی ارادہ نہیں کیا تھا پھر موسیٰ علیہ السلام اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس کے احسان جتلانے کے جواب میں فرمانے لگے کہ اور وہ احسان جو تو مجھ پر جتلا رہا ہے وہ یہ ہی ہے کہ تو نے تمام بنی اسرائیل کو غلام بنا رکھا ہے یعنی اس طرح غلامی میں جکڑا ہوا ہے کہ ان کے بیٹے بھی چھین لیے جسے چاہتا ہے غلام بنا لیتا ہے جسے چاہا قتل کرا دیتا ہے اور یہ بات مجھے آپ کے ہاں لائی ہے۔

فرعون نے کہا اچھا یہ تو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ کی حقیقت کیا ہے؟ یعنی جسے تم اپنا خدا کہتے ہو اسکی صفات کیا ہیں؟ موسیٰ علیہ السلام نے جواب دیا کہ وہ میرا پروردگار ہے وہ پروردگار ہے آسمانوں کا اور زمینوں کا اور ان چیزوں کا جو ان کے درمیان موجود ہیں بشرطیکہ تم یقین کرو فرعون نے اپنے گردو پیش کے مصاحبین سے کہا کیا تم اس کی بات سن رہے ہو؟ گویا آپ کی بات کا انکار کر رہا ہو! فرعون کا یہ انداز دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا وہی تمہارا پروردگار ہے اور تمہارے باپ داداؤں کا بھی پروردگار ہے یعنی اسنے تمہیں بھی پیدا کیا ہے اور تمہارے آباؤ اجداد کو بھی پیدا کیا ہے فرعون نے کہا کہ یہ تمہارا رسول جو تمہاری طرف بھیجا گیا ہے بلاشبہ دیوانہ ہے یعنی اسکا دعوی درست نہیں کہ میرے علاوہ بھی کوئی اور معبود ہے یہ سن کر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ وہی مشرق و مغرب اور ان دونوں کے درمیان ہے ان سب کا پروردگار ہے اگر تم کچھ سمجھ رکھتے ہو تو۔ فرعون بولا اے موسیٰ اگر تو نے میرے سوا کوئی اور معبود تجویز کیا تو بلاشبہ میں تجھے قیدیوں میں شامل کردوں گا اس پر موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اگرچہ میں کوئی صاف اور صریح چیز تیرے پاس لے کر آیا ہوں تب بھی؟ یعنی جس سے میری صداقت اور تمہارا جھوٹ واضح ہو جائے (پھر بھی تم ایمان نہیں لاؤ گے) فرعون کہنے لگا اچھا اگر تو سچا ہے تو وہ صاف اور صریح چیز پیش کر چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا تو وہ اسی وقت ایک صاف اور نمایاں اژدھا بن گیا۔

یہ اژدھا اتنا بڑا تھا کہ اس نے فرعون کے دربار کو بھر لیا اسکا منہ کھلا ہوا تھا اس نے اپنی دم والے حصے کو پشت پر ڈال دیا اسے دیکھ کر لوگ بھاگ گئے فرعون اپنے تخت سے اتر کر نیچے اس میں چھپ گیا اور موسیٰ علیہ السلام کو خدا کا واسطہ دینے لگا پھر موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ گریبان میں ڈالا اور جب نکالا تو وہ برف کی طرح سفید تھا پھر جب دوبارہ اسے گریبان میں ڈالا تو وہ پہلے کی طرح تھا اور موسیٰ علیہ السلام نے اپنا ہاتھ اژدھا پر رکھا تو وہ پہلے کی طرح عصا بن گیا اسکا ایک کنارہ موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا اور نچلا حصہ اپنی جگہ پر تھا فرعون اپنا پیٹ پکڑ کر بیٹھ گیا گمان کیا جاتا ہے کہ جب فرعون کو قضائے حاجت ہوتی تو پانچ یا چھ میل تک دور جایا جاتا یعنی عام لوگوں سے زیادہ جاتا تھا اسی کے بارے میں کسی نے کہا ہے کہ وہ عام لوگوں جیسا نہیں۔

فرعون کی پریشانی

وھب بن منبہ سے مروی ہے کہ اس واقعہ کو بیس سے زیادہ سے زیادہ دن گزر گئے یہاں تک کہ فرعون کو اپنی جان کے لالے پڑ گئے پھر وہ ایک دن اپنے مصاحبین سے کہنے لگا کہ موسیٰ تو بہت جاننے والا جادوگر ہے یعنی اس سے بڑا تو کوئی جادوگر نہیں یہ اپنے جادو کی وجہ سے تمھیں تمہاری زمین سے نکالنا چاہتا ہے اس بارے میں تمہاری کیا رائے ہے کہ کیا میں اسے قتل کر دوں؟ تو اس وقت فرعون کے خاندان کا ایک شخص جو ایمان دار اور نیک آدمی تھا اور اسکا نام ''حبر ک'' تھا بولا کیا تم اس بناء پر ایک شخص کو قتل کرتے ہو کہ وہ یہ کہتا ہے کہ میرا پروردگار اللہ تعالیٰ ہے حالانکہ وہ تمہارے پاس رب کی طرف سے کھلی ہوئی نشانیاں لے کر آیا ہے (یعنی عصا اور ید بیضاء کا معجزہ لے کر آیا ہے) پھر اس شخص نے قوم فرعون کو اللہ کے عذاب سے ڈرایا اور پچھلی امتوں پر آنے والے عذابات کے واقعات سنائے اور کہا کہ میری قوم کے لوگو! آج تو تمہاری سلطنت ہے کہ اس ملک میں تم غالب اور حکمران ہو لیکن اگر خدا کا عذاب ہم پر آ پڑا تو پھر اس عذاب الٰہی میں ہماری مدد کون کرے گا فرعون کہنے لگا کہ میں تمھیں وہی رائے دیتا ہوں جسے میں خود صحیح سمجھتا ہوں اور میں صرف تمھیں وہی طریقہ بتلا رہا ہوں جو طریقہ عین مصلحت ہے۔

جادوگروں کا بلوانا

فرعون کے مصاحبین کہنے لگے! موسیٰ علیہ السلام نے خدا کی بادشاہت میں کمزوری پیدا کرنے کی کوشش کی ہے لہٰذا اے فرعون! تو موسیٰ اور اسکے بھائی کو کچھ مہلت دے اور مختلف شہروں میں اپنے پیغام رساں بھیج دے کہ وہ ہر ہوشیار جادوگر کو تیرے پاس لے آئیں تاکہ شاید وہ اپنے جادو کے زور سے وہ کر سکیں جو اس نے کیا ہے۔

جب موسیٰ علیہ السلام اور ھارونؑ نے فرعون اور اس کے درباریوں کا یہ ردعمل دیکھا تو وہاں سے واپس لوٹ آئے فرعون اپنے دربار میں براجمان رہا اس نے ملک کے تمام جادوگروں کو بلایا یہاں تک کہا جاتا ہے کہ اس نے پندرہ ہزار جادوگر بلوائے تمام جادوگر جمع ہو گئے تو انھیں اپنا حکم سناتے ہوئے کہا ہمارے ہاں ایک ایسا جادوگر آیا ہے کہ اس جیسا ہم نے کبھی نہیں دیکھا اگر تم اس کا مقابلہ کر کے اس پر غالب آ جاؤ تو ہم تمہارا اکرام کریں گے انعام دیں گے اور اپنے دربار میں خاص مقام عطا کریں گے جادوگر کہنے لگے کیا آپ واقعتہ ایسا کریں گے؟ فرعون بولا! ضرور کروں گا اس پر جادوگروں نے کہا کہ آپ ہمارے اور موسیٰ کے درمیان مقابلے کی کوئی تاریخ رکھیں۔

جادوگروں کا تعارف

ان جادوگروں میں بڑے بڑے چار جادوگر تھے (۱) ساتور (۲) عادور (۳) حطحط (۴) مصفی۔ یہ وہی ہیں کہ جب موسیٰ کے مقابلے کے دوران انھوں نے اللہ تعالیٰ کی کھلی نشانی کا مشاہدہ کیا تو فوراً ایمان لے آئے بلکہ اس مقابلے کے تمام جادوگر ہی ایمان لے آئے اور جب فرعون نے انھیں قتل کرنے اور سولی پر چڑھانے کی دھمکی دی تو ان جادوگروں نے کہا ہم ان صاف دلائل کے مقابلے میں جو ہم تک پہنچ چکے ہیں اور اس خدا کے مقابلے میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے تمھیں ہرگز ترجیح نہیں دیں گے تو نے جو کچھ کرنا ہے کر ڈال۔

مقابلہ کی تاریخ کا طے ہونا

چنانچہ جادوگروں کو بلانے کے بعد فرعون نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا اے موسیٰ! اب ہم تیرے مقابلے میں جادوگر لائیں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ ٹھہرا جس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں گے اور نہ تو کریگا یہ مقابلہ کسی ہموار میدان میں ہوگا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے وعدہ کا دن وہی ہے جو تمہارے جشن منانے کا دن ہے اور چاشت کے وقت جمع کر لیے جائیں تاکہ وہ لوگ میرے اور آپ کے مقابلے کو دیکھیں۔

مقابلہ دیکھنے کے لیے جمع ہونا

چنانچہ فرعون نے لوگوں کو جمع کیا اور پھر جادوگروں سے کہا مقابلہ کے لیے صفیں باندھ کر آؤ اور وہی کامیاب رہا جو غالب آیا چنانچہ پندرہ ہزار جادوگروں نے صفیں بنالیں ہر ایک کے پاس اسکی رسی اور ایک عصا تھا موسیٰ علیہ السلام اپنے ہاتھ کو لے کر آئے آپ کے ساتھ آپ کا بھائی بھی تھا اور بھی بہت سے لوگ آئے ہوئے تھے لوگوں نے حفاظت کے لیے فرعون کے گرد گھیرا ڈالا ہوا تھا۔

مقابلے کا آغاز

(مقابلہ سے پہلے) موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے فرمایا تمہارے لیے خرابی ہو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افتراء نہ باندھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تم کو کسی عذاب سے بالکل تباہ و برباد کردے یہ سن کر جادوگر آپس میں باتیں کرنے لگے ان میں سے بعض نے کہا دیکھو یہ جادوگر کیا کرتا ہے پھر سرگوشی کرتے ہوئے ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بے شک یہ دونوں جادوگر ہیں انکی خواہش یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمھیں تمہارے ملک سے باہر نکال دیں اور تمہاری بہترین اور شائستہ تہذیب کو اٹھالیں پھر موسیٰ علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا اے موسیٰ! یا تو ڈال دے یا ہم ڈالنے میں پہل کریں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ہی پہلے ڈال لو چنانچہ انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں وہ رسیاں اور لاٹھیاں اچانک ہی موسیٰ علیہ السلام کے خیال میں ایسی معلوم ہونے لگیں کہ وہ دوڑ رہی ہیں ان جادوگروں نے سب سے پہلے موسیٰ علیہ السلام کی آنکھوں کو چندایا پھر فرعون کی آنکھوں کو اور پھر تمام لوگوں کی آنکھوں کو اسی طرح تمام جادوگروں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں تو سب مل کر پہاڑ کی طرح نظر آنے لگیں وہ میدان سارا بھر گیا اور بظاہر سانپ نظر آنے والے ایک دوسرے کے اوپر چڑھنے لگے یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام نے دل میں خوف محسوس کیا اور فرمانے لگے کہ اللہ کی قسم یہ تو ان کے ہاتھ میں لاٹھیاں تھیں پھر اچانک سانپ بن گئیں یا اسطرح کی کچھ باتیں موسیٰ علیہ السلام کے دل میں آئیں اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کی طرف وحی بھیجی جو چیز تیرے دائیں ہاتھ میں ہے تو اسے ڈال دے کہ وہ ان سب کو نگل جائے کیونکہ جو کچھ انھوں نے بنایا ہے وہ جادوگروں کا کرتب ہے اور جادوگر خواہ کہیں بھی جائے کامیاب نہیں ہوتا۔

موسیٰ علیہ السلام کی فتح اور جادوگروں کا قبول اسلام

چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا پھینکا اور وہ رسیاں اور لاٹھیاں جو فرعون اور دوسرے لوگوں کی نظر میں سانپ نظر آرہی تھیں ان سب کو یہ سانپ بن کر نگلنے لگا حتیٰ کہ پورے میدان میں ان کی طرف سے پھینکی ہوئی کوئی

رسی یا لاٹھی نظر نہیں آ رہی تھی۔ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اسکو پکڑا تو پھر وہ عصا بن گیا یہ منظر دیکھ کر تمام جادوگر سجدہ میں گر گئے''اور انھوں نے کہا کہ ہم موسیٰ علیہ السلام اور ہارون کے رب پر ایمان لائے''اس لیے کہ اگر یہ جادو ہوتا تو ہم پر غالب نہ آتا (اس کا ہم پر غالب آنا اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نبی ہے۔)

جادوگروں کی ثابت قدمی

فرعون کو ان پر غصہ آیا وہ کہنے لگا کہ تم میری طرف سے اجازت ملنے سے پہلے ہی اس پر ایمان لے آئے بے شک یہ موسیٰ تم سب کا بڑا ہے جس نے تمھیں جادو سکھایا لہذا اب تم سب کے ایک طرف کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کٹواؤں گا اور تم سب کو کھجور کی شاخوں پر سولی دوں گا جس سے یقیناً تمھیں اس بات کا علم ہو جائے گا کہ مجھ میں اور موسیٰ علیہ السلام کے رب میں کس کا عذاب سخت اور زیادہ دیر پا ہے ان نو مسلم جادوگروں نے جواب دیا کہ ہم ان صاف دلائل کے مقابلے میں جو ہم تک پہنچے ہیں اور اس رب کے مقابلے میں جس نے ہمیں پیدا کیا ہے تجھے ہرگز ترجیح نہیں دیں گے لہذا جو کچھ تو ہمارے ساتھ کرنا چاہتا ہے کر ڈال۔

تو صرف دنیا ہی کی زندگی میں حکم چلا سکتا ہے یعنی تمہاری بادشاہت صرف دنیا تک ہی ہے آخرت میں نہیں ہم اپنے رب پر ایمان لائے تا کہ وہ ہمارے گناہوں کو معاف کر دے اور اس جادو کو بھی معاف کر دے جس کا ہم نے زبردستی ارتکاب کیا وہ اللہ تعالیٰ بدرجہا بہتر ہے اور سدا باقی رہنے والا ہے یعنی اسکا ثواب تجھ سے بہتر اور اس کا عذاب تجھ سے زیادہ سخت ہے۔

فرعون یہ سب منظر دیکھنے کے بعد مغلوب اور ملعون ہو کر واپس لوٹا اور اپنے کفر پر جما رہا اور اپنے شر کو پھیلاتا رہا اللہ تعالیٰ کے عذاب آنا شروع ہو گئے پہلے قحط سالی ہوئی اور پھر ان پر طوفان بھیجا گیا۔

فرعون کی قوم پر عذاب کب آئے؟

سدی کہتے ہیں کہ فرعون کی قوم پر جو عذاب آئے وہ موسیٰ اور جادوگروں کے جمع ہونے سے پہلے آئے جب فرعون نے آسمان کی طرف تیر پھینکا اور وہ خون میں رنگین ہو کر واپس آیا اور فرعون نے کہا کہ میں نے موسیٰ کے معبود کو قتل کر دیا تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے تیز بارش کا طوفان بھیجا جس سے ہر چیز غرق ہوگئی اس عذاب کو دیکھ کر انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کو کہا کہ آپ اپنے رب سے دعا کریں کہ وہ ہمیں اس عذاب سے نجات عطا فرمائے تو ہم تجھ پر ایمان لائیں گے اور تیرے ساتھ بنی اسرائیل کو بھیج دیں گے اللہ تعالیٰ نے یہ عذاب ہٹا لیا اور ان کی کھتیاں اگنے لگیں (لیکن ایمان لانے کے بجائے) انھوں نے یہ کہا کہ بارش رک جانے کی وجہ سے ہمیں کوئی خوشی نہیں ہوئی۔

ٹڈیوں کا عذاب

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ٹڈیوں کو مسلط کیا جنھوں نے ان کی کھیتیوں کو کھانا شروع کیا پھر انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم پر سے یہ عذاب ٹل جائے اور وعدہ کیا کہ عذاب ٹلنے کی صورت میں ہم ایمان لائیں گے موسیٰ علیہ السلام نے دعا کی اور عذاب ٹل گیا اور ان کھیتیاں بچ گئیں یہ سن کر انھوں نے کہا چونکہ ہماری کچھ کھتیاں باقی بچی ہیں اس لیے ہم ایمان نہیں لائیں گے۔

جوؤں کا عذاب

پھر اللہ تعالیٰ نے ان پر جوئیں مسلط کیں وہ ساری زمین میں پھیل گئیں۔ وہ لوگوں کے جسم اور کھال کے درمیان داخل ہوتیں اور انھیں کاٹتیں حتیٰ کہ اگر کوئی شخص کھانا کھانے لگتا تو اس کھانے میں جوئیں آ جاتیں اور اگر کوئی شخص تانبے اور اینٹوں کا ستون بنانے لگتا تو وہ اسے گرا دیتیں یہاں تک کہ ان پر کوئی چیز نہ چڑھ سکتی جوؤں کا عذاب سخت ترین عذاب تھا قرآن مجید میں بھی اسکا ذکر آیا ہے اس عذاب سے تنگ آ کر انھوں نے پھر موسیٰ سے درخواست کی کہ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ ہم پر سے یہ عذاب ٹل جائے تو ہم ایمان لے آئیں گے جب یہ عذاب ٹل گیا تو بھی انھوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا۔

خون کا عذاب اور دیگر عذابات

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے خون کا عذاب بھیجا ایک قبطی اور ایک اسرائیلی مل کر اکٹھے پانی پینے جاتے تو قبطی کے لیے وہ پانی خون بن جاتا جب کہ اسرائیلی کے لیے وہ پانی ہی رہتا جب اس عذاب سے وہ سخت پریشان ہوئے تو انھوں نے موسیٰ سے درخواست کی کہ وہ اس عذاب کے ختم ہو جانے کی دعا کریں تو وہ ایمان لے آئیں گے یہ عذاب بھی دور کر دیا گیا لیکن پھر بھی ایمان نہیں لائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں فرمایا وہ جس عذاب میں مبتلا کیے گئے تھے وہ ان سے دور کر دیا گیا تو انھوں نے اسی وقت اپنے وعدے کو توڑ دیا ایک اور جگہ ارشاد ہے کہ ہم نے فرعونی قوم کو قحط سالیوں اور پھلوں کے نقصانات میں مبتلا کیا کہ وہ شاید نصیحت پکڑیں۔

موسیٰؑ اور ھارونؑ کا دوبارہ دربار فرعون میں جانا

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ اور ھارون کی طرف وحی بھیجی کہ (فرعون کے پاس جا کر اسے دعوت دو) اور اس سے نرم انداز میں گفتگو کرو تا کہ وہ نصیحت حاصل کرے یا (مجھ سے) ڈر جائے۔ یہ دونوں فرعون کے پاس پہنچے موسیٰ نے فرعون سے کہا اے فرعون کیا تو یہ چاہتا ہے کہ تو ہمیشہ جوان رہے بوڑھا نہ ہو تیری بادشاہت تجھ سے نہ چھینی جائے تجھے شادیوں شرابوں اور سواریوں کی لذتیں دی جائیں اور جب تیرا انتقال ہو تو تجھے جنت میں داخل کر دیا جائے؟ اگر یہ چاہتا ہے تو تو مجھ پر ایمان لے آ فرعون کے دل میں ان کلمات نے اثر کیا اور یہ ہی نرم کلامی تھی جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا تھا۔

فرعون کا ہامان سے مشورہ

اور ہامان کو موسیٰ کو لے ڈوبنا

فرعون نے جواب دیا کہ آپ ہامان کے آنے تک ٹھہریں ھامان آیا تو اس سے کہا کہ آپ نے اس آنے والے آدمی کو پہچان لیا؟ ھامان بولا یہ کون ہے؟ اس سے پہلے موسیٰ کو جادوگر کہا جاتا تھا لیکن اس وقت فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو جادوگر نہیں کہا بلکہ یہ کہا کہ یہ موسیٰ ہے۔ ھامان نے پوچھا اس نے آپ سے کیا کہا؟ فرعون نے بتایا کہ اس نے مجھ سے یہ یہ باتیں کیں ہیں ھامان نے پوچھا کہ آپ نے کیا جواب دیا فرعون نے کہا کہ میں نے انھیں آپ کے آنے تک ٹھہرنے کا حکم دیا۔ ھامان بولا کہ مجھے آپ سے اچھی توقع ہے کہ آپ ایک عبادت کرنے والے کے بندہ بننے

کے بجائے ایک ایسے رب بنیں جس کی عبادت کی جائے فرعون کو یہ مشورہ پسند آیا اس نے اپنی قوم کو جمع کیا اور کہا کہ میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں یہ بھی کہا کہ میں اپنے علاوہ اور کسی کو رب نہیں مانتا اور یہ بھی کہا کہ میں چالیس سال سے تمہارا رب ہوں۔

فرعون کا قوم سے خطاب:

ایک مرتبہ موسیٰ کے بارے میں فرعون نے اپنی قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا ''یہ بڑا جاننے والا جادوگر ہے'' اور اپنے جادو کے بل بوتے پر وہ تمھیں تمہارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے۔ تمہاری اس کے بارے میں کیا رائے ہے ساری قوم بولی کہ آپ اسے اور اسکے بھائی کو مہلت دیں اور سارے ملک میں اپنے ہرکارے بھیج دیں کہ وہ ہوشیار جادوگروں کو تیرے پاس لے آئیں۔ فرعون نے موسیٰ سے خطاب کرتے ہوئے کہا اے موسیٰ کیا تو اپنے جادو کے بل بوتے پر ہمیں ہمارے ملک سے نکالنا چاہتا ہے اچھا تو ہم بھی تیرے مقابلے میں ایسا ہی جادو لائیں گے تو اپنے اور ہمارے درمیان ایک ایسا وعدہ ٹھہرا لے کہ جس کی خلاف ورزی نہ ہم کریں اور نہ تو کرے۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تمھارے وعدے کا دن وہی ہے جو تمھارے جشن منانے کا دن ہے اور سب لوگ چاشت (دوپہر) کے وقت جمع کر لیے جائیں۔ اس پر فرعون مجلس سے چلا گیا اور اس نے اپنی مکاری کا سامان جمع کرنا شروع کر دیا اور آخر کار وعدے کا دن آن پہنچا یعنی فرعون نے تمام شہروں میں ہرکارے بھیجے کہ جادوگروں کو جمع کیا اور لوگوں کو بھی جمع کیا کہ وہ بھی یہ منظر دیکھیں لوگوں کے لیے یہ اعلان کیا گیا کہ تم بھی جمع ہو جانا تا کہ اگر جادوگروں کو غلبہ حاصل ہو تو ہم سب انہی کے پیروکار بنیں جب جادوگر آ گئے تو انھوں نے فرعون سے کہا اگر ہم مقابلے پر غالب آ گئے تو ہمیں کوئی بڑا انعام ملے گا فرعون بولا ہاں ضرور ملے گا اور مزید یہ کہ تم مقربین میں شامل ہو جاؤ گے!۔

موسیٰ اور جادوگروں کے مقابلے کے بارے میں دوسری روایت

موسیٰ علیہ السلام نے جادوگروں سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ ''تمہارے لیے خرابی ہو اللہ تعالیٰ پر جھوٹ اور افترا نہ باندھو کہیں ایسا نہ ہو کہ اللہ تعالیٰ تمھیں کسی عذاب کی وجہ سے بالکل تباہ و برباد کر دے'' موسیٰ کے اس کہنے پر جادوگر اپنے کام میں باہم اختلاف کرنے لگے اور چپکے چپکے سرگوشیاں کرتے رہے۔ سرگوشیوں کے درمیان ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ بے شک یہ دونوں بھائی جادوگر ہیں انکی خواہش یہ ہے کہ اپنے جادو کے زور سے تمھیں تمہارے ملک سے نکال دیں اور تمہاری بہترین اور شائستہ تہذیب کو ختم کر دیں۔

(مقابلہ شروع ہونے سے پہلے) موسیٰ اور جادوگروں کے سردار کی آپس میں ملاقات ہوئی موسیٰ نے اس سے کہا اگر میں غالب آ گیا تو کیا تو مجھ پر ایمان لا کر یہ گواہی دے گا کہ میں حق پر ہوں اس نے ہاں میں جواب دیا اور یہ بھی کہا کہ ہم ایسا جادو لائیں گے کہ جس پر کوئی جادو غالب نہیں آ سکے گا لیکن اللہ کی قسم آپ مجھ پر غالب آ گئے تو میں ضرور آپ پر ایمان لے آؤں گا اور اس بات کی گواہی دوں گا کہ آپ حق پر ہیں۔ فرعون ان دونوں کو دیکھ رہا تھا چنانچہ بعد میں جب فرعون نے کہا کہ یہ ایک چال ہے جو تم نے شہر میں چلی ہے تو اس سے اسکی مراد یہ ہی گفتگو تھی۔

پھر موسیٰ علیہ السلام اور جادوگروں کا مقابلہ شروع ہوا جادوگر کہنے لگے کہ ''پہلے ہم کچھ ڈالیں گے یا آپ ڈالیں'' موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم ڈالو انھوں نے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالیں وہاں تیس ہزار سے زیادہ جادوگر موجود

تھے اور ہر ایک کے پاس ایک لاٹھی اور ایک عصا موجود تھا انھوں نے رسیاں وغیرہ ڈال دیں تو لوگوں کی آنکھوں میں سحر کر دیا۔

موسیٰ علیہ السلام نے بھی اپنے دل میں کچھ خوف محسوس کیا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی اے موسیٰ ڈر مت۔ جو تیرے دائیں ہاتھ میں ہے اسے زمین پر ڈال دے یہ ان سب کو نگل جائے گا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا ڈال دیا یہ ان سب کو نگل گیا جب جادوگروں نے یہ منظر دیکھا تو سجدہ میں گر گئے اور کہنے لگے کہ ہم اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے جو رب ہے موسیٰ اور ھارون کا۔ فرعون نے کہا کہ میں ایک طرف سے تمہارے ہاتھ اور دوسری طرف سے تمہارے پاؤں کاٹ دوں گا اور تمھیں کھجور کی شاخوں پر سولی دوں گا۔

شروع دن میں دشمن خدا آخر دن میں شہداء

ابن عباس کی روایت ہے کہ یہ دھمکی سن کر انھوں نے دعا مانگی اے ہمارے رب ہم پر صبر ڈال دے اور ہمیں اسلام کی حالت میں موت دے فرعون نے ان سب کو قتل کرا دیا اور ان کے اعضاء کٹوا دیئے یہ لوگ دن کے پہلے حصے میں جادوگر تھے اور آخری حصے میں شہدا تھے۔

فرعون کا معبود کون تھا؟

فرعون کی قوم نے اس سے کہا کیا تو موسیٰ اور اسکی قوم کو یوں ہی چھوڑ دے گا کہ وہ ملک میں فساد پھیلاتے رہیں اور موسیٰ تجھے اور تیرے تجویز کردہ معبودوں کو نظر انداز کرتا رہے ابن عباس کا خیال ہے کہ فرعون کا معبود گائے تھی جب وہ کسی خوبصورت گائے کو دیکھتا تو انھیں اسکی عبادت کرنے کا حکم دیتا اسی وجہ سے ان کے لیے بعد میں گائے کا بچہ معبود کے طور پر نکالا گیا۔

بنی اسرائیل کو رات کے وقت لے جانیکا حکم

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیلوں کو رات کے وقت لے کر نکلیں چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے "ہمارے بندوں کو رات کے وقت لے جاؤ بے شک تمہارا پیچھا کیا جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو وہاں سے نکلنے کا حکم دیا اور ان سے کہا وہ قبطیوں سے انکے زیورات عاریت کے طور پر لے لیں اور کوئی شخص اپنے ساتھی کو آواز نہ دے اور رات کے وقت اپنے جانوروں کی زینیں کس لیں اور جس وقت موسیٰ علیہ السلام کہیں وہاں سے چل پڑیں اور گھر سے نکل کر اپنے دروازوں پر خون مل دیں تا کہ یہ معلوم ہو جائے کہ اس گھر والا نکل چکا ہے اس وقت اگر کسی اسرائیلی نے قبطیہ سے زنا کیا تھا جس سے بچہ پیدا ہوا تو اسے بھی ساتھ لے جانیکا حکم ہوا تو اسے بھی نکلنے کا حکم دیا گیا۔

موسیٰ اور ھارون کی بد دعا

پھر ایک رات جب کہ قبطی بے خبر تھے موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل کو لے کر نکلے اس سے پہلے انھوں نے قبطیوں کے بارے میں بد دعا کی تھی ھارون اور موسیٰ نے یہ دعا مانگی تھی کہ "اے ہمارے رب! تو نے فرعون اور اسکی قوم کو

دنیا میں بہت کچھ سامان آرائش اور طرح طرح کے اموال دیئے ہیں کہ وہ لوگوں کو تیری راہ سے ہٹائیں پس اے ہمارے رب! ان اموال کو ملیامیٹ کر دے اور ان کے دلوں کو سخت کر دے کہ یہ لوگ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں جب تک ایمان نہ لائیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم دونوں کی دعا قبول کر لی گئی۔

''ربنا اطمس علی اموالھم'' (اے اللہ ان کے اموال کو ملیامیٹ کر دے) میں طمس اموال سے مراد یہ ہے کہ ان کا مال، دراھم اور دینار پتھر بن جائیں۔

رات میں سفر کا آغاز

پھر ان سے کہا گیا کہ تم لشکر کو لے کر سیدھے چلتے رہو چنانچہ یہ دونوں اپنی قوم کو لے کر چل پڑے ادھر فرعونیوں پر موت طاری کر دی گئی کہ ان کے بہت سے نوجوانوں کا انتقال ہو گیا وہ ان کی تجہیز و تکفین میں مصروف ہو گئے اسی مصروفیت میں دن نکل آیا پھر انھوں نے بنی اسرائیل کا پیچھا کیا اور دن چڑھے انھیں آلیا۔ ''غرض دن نکلتے نکلتے فرعون کے لشکر نے انھیں جالیا''۔

موسیٰ علیہ السلام اور فرعون کے لشکر کی تعداد

موسیٰ علیہ السلام لشکر کے پیچھے تھے ھارون سب سے آگے تھے ایک ایمان والے نے موسیٰ سے پوچھا آپ کو کہاں جانے کا حکم دیا ہے فرمایا! سمندر کی طرف جانے کا حکم دیا گیا ہے یہ سن کر اس نے واپس جانے کا ارادہ کیا لیکن موسیٰ علیہ السلام نے اسے روک لیا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ چھ لاکھ بیس ہزار جنگجو تھے ان میں چھوٹی عمر والے (بیس سال سے کم) اور بڑی عمر والے (ساٹھ سال سے زیادہ) شمار نہیں کیے گئے ان دونوں کے درمیان عمر والے شمار کیے گئے ہیں۔

فرعون کے لشکر کا تعاقب

فرعون نے لشکر کا تعاقب کیا اس لشکر میں سب سے آگے ھامان تھا یہ لشکر سترہ لاکھ افراد پر مشتمل تھا ہاں درمیان میں کوئی ندی نہ تھی اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ پھر فرعون نے آس پاس کے علاقوں میں ہرکارے دوڑائے کہ یہ بنی اسرائیل بہت تھوڑی سی جماعت ہے بلاشبہ انھوں نے ہمیں غصہ دلا دیا اور ہم سب خطرہ محسوس کرتے ہیں۔

دونوں لشکر آمنے سامنے

پھر جب دونوں لشکر آمنے سامنے ہوئے اور بنی اسرائیل نے دیکھا کہ فرعون اور اسکا لشکر پیچھے آ چکا ہے تو کہنے لگے کہ ہم تو پکڑے گئے اور موسیٰ سے کہنے لگے کہ آپ کے آنے سے پہلے بھی ہمیں تکلیفیں پہنچائی گئیں کہ ہماری لڑکیوں کو زندہ چھوڑ کر لڑکوں کو قتل کیا جاتا اور تیرے آنے کے بعد بھی ہم تکلیف میں مبتلا ہوئے کہ آج فرعون کا لشکر ہمیں قتل کر دے گا ہمارے سامنے سمندر ہے اور سامنے فرعونی لشکر ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ دکھائے گا یعنی وہ ہماری کفایت کرے گا امید ہے کہ ہمارا رب دشمن کو ہلاک کر کے ہمیں زمین میں خلافت دے دے تاکہ وہ دیکھے کہ تم کیا عمل کر رہے ہو ھارون علیہ السلام آگے بڑھے اور سمندر پر عصا مارا

لیکن سمندر نہ پھٹا اور بولا کہ کون جبار ہے جو مجھے مارتا ہے۔ پھر موسیٰ علیہ السلام آگے بڑھے اور سمندر کو ابو خالد کہہ کر اس پر عصا مارا'' چنانچہ عصا مارتے ہی دریا پھٹ گیا اور ہر ٹکڑا ایسے ہو گیا کہ جیسے کوئی بڑا پہاڑ ہے۔

سمندر میں راستہ بننا

بنی اسرائیل اس میں داخل ہو گئے سمندر میں بارہ راستے بن چکے تھے ہر قبیلے کے لیے ایک الگ راستہ تھا اور ہر دو راستوں کے درمیان دیوار تھی (چونکہ وہ ایک دوسرے کو نہیں دیکھ رہے تھے اس لیے کہنے لگے کہ شاید ہمارے ساتھی قتل کر دیئے گئے جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کی یہ گھبراہٹ دیکھی تو اللہ تعالیٰ نے دیواروں کے درمیان سوراخ بنا دیئے یہاں تک کہ سب اول سے آخر تک ایک دوسرے کو دیکھنے لگے یہاں تک کہ سب پار ہو گئے۔

فرعون کے لشکر کا غرق ہونا

پھر فرعون اور اس کا لشکر سمندر کے قریب پہنچ گئے جب فرعون نے دریا کے اندر راستے بنے ہوئے دیکھے تو کہنے لگا کیا تم دیکھتے نہیں کہ یہ راستے میری وجہ سے بنے ہیں تا کہ ہم اس کے ذریعہ دریا پار کر کے دشمنوں کو قتل کر دیں اسی طرف اللہ تعالیٰ اشارہ کر کے فرماتے ہیں کہ ہم نے دوسرے فریق کو بھی اس موقع کے قریب پہنچا دیا۔

جب فرعون راستوں کے ابتدائی حصوں پر پہنچا تو اسکے گھوڑے نے سمندر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا جبرئیل علیہ السلام ایک گھوڑے پر سوار ہو کر آئے جب اس گھوڑے نے اس گھوڑی کی خوشبو سونگھی تو وہ اس کے پیچھے چل پڑا۔ یہاں تک کہ فرعون کے لشکر کا اگلا حصہ نکلنے کے قریب تھا اور آخری حصہ داخل ہو چکا تھا تو اللہ تعالیٰ نے سمندر کو حکم دیا کہ انھیں پکڑ لو سمندر کا پانی آپس میں مل گیا۔

جب فرعون غرق ہونے لگا تو اس نے کہا کہ میں اس بات پر ایمان لایا کہ اس خدا کے سوا کوئی نہیں جس خدا پر بنی اسرائیل والے ایمان لائے ہیں اور میں بھی فرمانبرداروں میں شامل ہوتا ہوں اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے تھوڑا سا کیچڑ اٹھا کر اسکے منہ میں دھنسا دیا اور اللہ تعالیٰ نے میکائیل کو بھیجا جو انھیں عار دلاتے ہوئے کہنے لگے اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور تو بڑے مفسدوں میں سے تھا ایک مرتبہ جبرئیل علیہ السلام نے حضور اکرم ﷺ سے عرض کیا اے محمد! مجھے دو شخصوں سے جتنی نفرت ہوئی ہے اتنی اور کسی سے نہیں ہوئی ایک جنوں میں سے ابلیس سے کہ جس نے آدم کو سجدہ کرنے سے انکار کر دیا دوسرے انسانوں میں فرعون سے جس نے یہ دعویٰ کیا'' میں تمہارا سب سے بڑا رب ہوں'' اے محمد کاش آپ اس وقت مجھے دیکھتے جب میں فرعون کے منہ میں کیچڑ ڈال رہا تھا کہ کہیں وہ کلمہ نہ پڑھ لے اور اللہ تعالیٰ کو اس پر رحم نہ آ جائے۔

فرعون کی لاش کا باہر آنا

بنی اسرائیل کو فرعون کے ہلاک ہونے کا یقین نہ آیا وہ کہنے لگے کہ فرعون غرق نہیں ہوا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی اللہ تعالیٰ نے چھ لاکھ بیس ہزار فوج کے سامنے فرعون کو سمندر میں سے مردہ حالت میں باہر نکالا بنی اسرائیل والوں کے پاس ہتھیار تھے وہ فرعون کا مثلہ کرنے لگے اسی کی طرف قرآن مجید میں یوں کہا گیا ہے ''پس آج ہم تیری لاش کو بچا لیں گے تا کہ تو اپنوں سے پچھلوں کے لیے ایک عبرت آموز نشانی ہو۔

بنی اسرائیل وادی تیہ میں

پھر بنی اسرائیل جب وہاں سے چلنے لگے تو انھیں وادی تیہ میں بند کر دیا گیا انھیں پتا نہ چلا کہ وہ کہاں جائیں موسیٰ نے بنی اسرائیل کے چند عمر رسیدہ آدمیوں کو بلا کر پوچھا اب ہم کیا کریں؟ انھوں نے کہا جب مصر میں یوسف علیہ السلام کا انتقال ہونے لگا تو انھوں نے اپنے بھائیوں سے عہد لیا کہ تم مصر سے اس وقت تک نہ نکلنا جب تک تم مجھے بھی ساتھ نہ لے جاؤ شاید یہی وجہ ہے کہ ہم یہاں بند ہو گئے ہیں۔

موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا ان کی قبر کہاں ہے؟ قبر کی جگہ انھیں بھی معلوم نہ تھی۔ موسیٰ علیہ السلام نے کھڑے ہو کر آواز دی جو یوسف علیہ السلام کی قبر کی جگہ جانتا ہے میں اسے اللہ کا واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ وہ ہمیں وہ جگہ بتائے اور جسے وہ جگہ معلوم نہیں اسے میری آواز سنائی نہ دے۔

یوسف علیہ السلام کی قبر کی تلاش

آپ دو آدمیوں کے درمیان یہ آواز لگاتے ہوئے جا رہے تھے اور وہ دونوں آپ کی آواز نہیں سن رہے تھے وہاں ایک بوڑھی عورت نے آپ کی آواز سن لی وہ بولی اگر میں آپ کو یوسف علیہ السلام کی قبر کا پتا بتا دوں تو پھر جو میں مانگوں گی وہ آپ مجھے دیں گے آپ نے انکار فرمایا اور کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے پوچھتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دینے کا حکم فرما دیا تو آپ نے ہاں فرما دی۔ اس بوڑھی نے کہا کہ میں یہ چاہتی ہوں کہ جنت میں جس مقام پر آپ ٹھہریں گے اسی مقام پر میں بھی آپ کے ساتھ ہوں۔ آپ نے فرمایا صحیح ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں بوڑھی عورت ہوں چل نہیں سکتی آپ مجھے اٹھالیں آپ اسے اٹھا کر لے چلے جب دریائے نیل کے پاس پہنچے تو اس نے کہا یہ قبر سمندر کے درمیان ہے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگو کہ وہ پانی کو ہٹا دے موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی پانی قبر سے ہٹ گیا پھر اس عورت نے کہا کہ قبر کو کھودو قبر کھودی گئی تو اس میں سے یوسف علیہ السلام کی ہڈیاں نکلیں۔ اسکے بعد بنی اسرائیل کے لیے راستہ کھل گیا۔

بعض اسرائیلیوں کا بت پرستی کی خواہش کو ظاہر کرنا

بنی اسرائیل کے لوگ چل پڑے یہاں تک کہ انکا گزر ایسے لوگوں پر ہوا جو اپنے بتوں کی پرستش میں لگے ہوئے تھے انھیں دیکھ کر یہ موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے اے موسیٰ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود مقرر کر دو جیسے ان کے معبود ہیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ واقعی تم لوگ بڑے جاہل ہو یہ لوگ جس دین میں ہیں وہ یقیناً برباد کیا جانے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے۔

قبطیوں پر عذابات کے متعلق دوسری روایت

حضرت سلمہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے قبطیوں پر عذاب نازل کیے جادوگروں کے واقعے کے بعد جب انھوں نے ایمان لانے سے انکار کر دیا تو اللہ تعالیٰ نے قحط سالی میں مبتلا کر دیا اسکے بعد ان پر طوفان، ٹڈیوں، جوؤں مینڈکوں اور خون کا عذاب بھیجا یہ عذاب مسلسل اور پے در پے آتے رہے۔

سب سے پہلے پانی کا طوفان آیا پانی ساری زمین میں پھیل گیا اور وہیں کھڑا ہو گیا جس کی وجہ سے نہ وہ کھیتی

بازی کر سکتے تھے یہاں تک کہ جب وہ بھوکے مرنے لگے تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا "اگر آپ ہم پر سے یہ عذاب دور کروا دیں تو ہم ضرور آپ پر ایمان لائیں گے اور آپ کے ساتھ بنی اسرائیل کو روانہ کریں گے"

موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اللہ تعالیٰ نے عذاب ہٹا لیا لیکن انھوں نے اپنی بات کو پورا نہ کیا اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے ٹڈیاں بھیجیں جنھوں نے ان کے درختوں یہاں تک کہ لوہے کے دروازوں کو بھی کھانا شروع کیا ان کے گھروں اور رہائش گاہوں میں داخل ہوگئیں پھر انھوں نے پہلے کی طرح درخواست کی موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی عذاب دور ہوگیا لیکن اس بار بھی اپنی بات سے ہٹ گئے۔

پھر ان پر اللہ تعالیٰ نے جوؤں کا عذاب نازل کیا۔ کہا گیا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا گیا کہ فلاں اناج کے ڈھیر پر اپنا عصا ماریں جب موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مارا تو وہاں سے جوؤں کا جمگھٹا نکلا یہاں تک کہ وہ قبطیوں کے گھروں اور کھانوں میں داخل ہوگیا اور ان کی نیند اور سکون کو چھین لیا جب بہت پریشان ہوئے تو پہلے کی طرح درخواست کی جب موسیٰ علیہ السلام کی دعا پر عذاب ہٹ گیا تو پھر مکر گئے۔

اسکے بعد اللہ تعالیٰ نے مینڈکوں کو بھیجا چنانچہ ان کے گھر کھانے اور برتن وغیرہ مینڈکوں سے بھر گئے وہ جب بھی کسی کپڑے برتن وغیرہ کو کھولتے تو اس میں مینڈک ہوتے جب اس سے پریشان ہوئے تو پھر درخواست کی لیکن جب عذاب دور ہوا تو پھر ایمان لانے سے پھر گئے پھر ان پر خون کا عذاب آیا اور سارے چشمے اور دریا خون میں تبدیل ہوگئے وہ جس کنوئیں دریا یا نہر سے پانی پینے لگتے تو وہ پانی خون بن جاتا۔

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ جب قبطیوں کو پیاس نے خوب ستایا تو ایک قبطی عورت اسرائیلی عورت کے پاس آئی اور اسے کہا کہ مجھے اپنے گھڑے سے پانی پلاؤ وہ عورت اس کے لیے اپنے گھڑے سے پانی نکال کر لائی لیکن قبطی عورت اسے پینے لگی تو خون بن گیا پھر قبطی نے کہا کہ پانی تم اپنے منہ میں ڈالو اور پھر وہاں سے میرے منہ میں پھینکو چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا لیکن جب وہ پانی قبطی عورت کے منہ میں پہنچا تو خون بن گیا قبطیوں پر خون کا یہ عذاب سات دن تک رہا پھر وہ موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ اپنے رب سے دعا کر اس عہد کی بناء پر جو اس نے تجھ سے کر رکھا ہے ہمارے لیے دعا کر اگر تو نے اس عذاب کو دور کردیا تو ہم یقیناً تجھ پر ایمان لے آئیں گے اور بنی اسرائیل کو تیرے ساتھ روانہ کردیں گے۔ جب یہ عذاب دور ہوا تو قبطی اس بات سے پھر گئے۔

رات کے وقت بنی اسرائیلیوں کو لے جانے کی دوسری روایت

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کو رات کے وقت لے کر چلیں اور یہ بھی بتایا کہ ان کی قوم نجات حاصل کرے گی اور فرعون اور اسکا لشکر ہلاک ہوگا اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے ان کے اموال کے ہلاک ہونے کی دعا اس طرح کی تھی کہ اے ہمارے رب! آپ نے فرعون اور اس کے سرداروں کو دنیا میں بہت کچھ سامان آرائش اور طرح طرح کے اموال اس لیے دیئے ہیں کہ وہ لوگ تیری راہ سے ہٹ جائیں اے ہمارے رب ان کے اموال کو ملیا میٹ کردے اور ان کے دلوں کو سخت کردے کہ یہ لوگ جب تک دردناک عذاب نہ دیکھ لیں تو تجھ پر ایمان نہ لائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کے اموال کو پتھر بنا دیا اور یہ ہی حال ان کے کھانوں اور کھجوروں کا ہوا یہ بھی اللہ تعالیٰ کے عذابوں میں سے ایک عذاب تھا۔

قبطیوں پر عذاب سے متعلق تیسری روایت

محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ مجھ سے عمر بن عبدالعزیز نے ان نونشانیوں کے بارے میں پوچھا جواللہ تعالیٰ نے آل فرعون کودکھائیں میں نے بتلایا کہ وہ یہ ہیں۔طوفان، ٹڈیوں کا عذاب، جوؤں کا عذاب، مینڈکوں کا عذاب،خون کا عذاب،موسیٰ کا عصا، انکا ہاتھ، ان کے اموال کا پتھر بن جانا، اور سمندر میں ان کا غرق ہونا۔عمر بن عبدالعزیز فرمانے لگے کہ یہ کیسے معلوم ہوا کہ ان کے اموال کا ملیا میٹ ہونا بھی ان ہی نشانیوں میں سے ہے میں نے کہا کہ موسیٰ علیہ السلام نے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی اور حارون نے آمین کہی تھی۔اللہ تعالیٰ نے ان کی دعاؤں کو قبول کر کے آل فرعون کے اموال کو مسخ کر دیا عمر بن عبدالعزیز نے فرمایا کہ اس بات کی سمجھ اس طرح مثال کے بغیر سمجھ میں نہیں آسکتی اور پھر ایک تھیلا منگوایا جس میں بہت سی اشیاء تھیں جو انھیں مصر سے ملی تھیں آل فرعون کے اموال کی باقیات بھی تھیں چنانچہ انھوں نے ایک انڈے کو نکالا جو دو حصوں میں ٹوٹا ہوا تھا وہ پتھر بن چکا تھا اسی طرح اخروٹ کا بھی یہی حال تھا کہ وہ پتھر کنکریاں اور شیشے کی شکلیں اختیار کر چکے تھے۔

محمد بن کعب فرماتے ہیں کہ شام کا ایک آدمی مصر میں تھا وہ کہتا ہے کہ میں نے ایک کھجور کا درخت گرا ہوا دیکھا وہ پتھر بن چکا تھا اور میں نے ایک ایسا انسان دیکھا جس کے انسان ہونے کے بارے میں مجھے کچھ شک نہ تھا لیکن غور سے دیکھا تو وہ پتھر بن چکا تھا اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ہم نے موسیٰ کو جب وہ آل فرعون کی طرف آئے تو نو کھلی نشانیاں دی تھیں۔

یوسف علیہ السلام کی قبر کی تلاش کے متعلق دوسری روایت

عمر بن زبیر اپنے باپ سے نقل کرتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو بنی اسرائیل کی قوم کو ساتھ لے جانے کا حکم دیا تو یہ بھی فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کی لاش کو ساتھ لے جانا اور اسے ارض مقدس میں دفن کرنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے ان کی قبر کی جگہ معلوم کی تو ایک بوڑھی عورت نے اسکا پتا بتایا اور کہا کہ!اللہ کے نبی میں اسکی قبر کو جانتی ہوں آپ میرے ساتھ چلیں اور میں مصر کی زمین کے قریب انکی قبر کی جگہ بتادوں گی موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا چلو۔حالانکہ آپ بنی اسرائیل سے وعدہ کر چکے تھے کہ وہ طلوع فجر کے وقت اسرائیلیوں کو وہاں سے نکال لیں گے چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ طلوع کو موخر کر دیں تا کہ وہ یوسف علیہ السلام کے معاملے سے فارغ ہو جائیں آپ چلے اور آپ کے ساتھ وہ بوڑھی عورت بھی تھی یہاں تک کہ دریائے نیل کے پاس پہنچے اور وہاں سے سنگ مرمر کا ایک صندوق نکالا اور اسے اپنے ساتھ لے کر آئے اس کے بعد وہ فرماتے ہیں کہ موسیٰ علیہ السلام کے اس عمل کے بعد یہودی اپنے مردوں کو ہر جگہ سے لے جا کر ارض مقدس میں دفن کرنے لگے۔

بنی اسرائیل کے رات کے وقت نکلنے سے متعلق تیسری روایت

ابن اسحٰق سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل کو اللہ کا حکم سنایا اور کہا کہ تم قبطیوں سے ان کا سامان زیورات اور کپڑے عاریۃً لے لو میں تمھیں ان کے اموال کے ساتھ لے جاؤں گا اور وہ ہلاک ہوں گے چنانچہ بنی اسرائیل کے لوگ قبطیوں سے ان کا سامان لے کر چلتے بنے اور فرعون نے ان کا پیچھا کرنے کا اعلان کر دیا تو یہ کہا کہ

یہ لوگ تمہارے اموال لے کر چلے گئے ہیں۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ فرعون اپنے گھوڑوں کے لشکر کے علاوہ مزید ستر ہزار عمدہ گھوڑے لے کر تعاقب میں آیا موسیٰ علیہ السلام وہاں سے نکل چکے تھے حتیٰ کے دونوں کا آمنا سامنا دریائے نیل پر ہوا اس جگہ فرعون سے بچنے کا کوئی راستہ نہ تھا چنانچہ قرآن مجید میں ہے کہ ''جب دونوں گروہوں نے ایک دوسرے کو دیکھا تو موسیٰ علیہ السلام کے ساتھی کہنے لگے لو ہم تو پکڑے گئے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہرگز نہیں میرا رب میرے ساتھ ہے وہ مجھے راستہ دکھائے گا'' اس نے مجھ سے وعدہ کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سمندر کی طرف وحی بھیجی کہ جب موسیٰ علیہ السلام تجھ پر اپنا عصا ماریں تو پھٹ کر ان کے لیے راستہ بنانا سمندر نے وہ رات اس طرح گزاری کہ اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کرنے کے انتظار میں تھا موسیٰ علیہ السلام جب وہاں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی بھیجی کہ اس پر اپنا عصا مارو چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا مارا اسی میں وہ بادشاہت تھی جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو عطا کر رکھی تھی چنانچہ عصا مارنے سے سمندر پھٹ گیا اور ہر گروہ کے لیے پہاڑوں جیسے بڑے بڑے راستے بنا دیئے اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا کہ ان کو سمندر میں خشک راستے کے ذریعے اسطرح لے جاؤ کہ پکڑے جانے کے ڈر اور خوف سے بالکل آزاد ہوں جب موسیٰ اور بنی اسرائیل سمندر میں داخل ہوئے تو سمندر خشک ہو چکا تھا یہ اس راستے پر چل کر پار ہو گئے اور فرعونی لشکر اس کے پیچھے پہنچ گیا۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے کہ جب سارے بنی اسرائیل کے لوگ سمندر سے گزر چکے تو فرعون ایک گھوڑے پر سوار ہو کر سمندر کے پاس آیا وہ سمندر کے کنارے رکا اسکا گھوڑا اندر داخل ہونے سے ڈر رہا تھا اس کے سامنے جبرئیل نے ایک گھوڑی کر دی اس مذکر گھوڑے نے اسے سونگھا جب اسے سونگھنا شروع کیا تو اس کے ساتھ آگے بڑھنے لگا یہاں تک کہ فرعون کا گھوڑا سمندر میں داخل ہو گیا جب قبطیوں نے دیکھا کہ فرعون سمندر میں داخل ہو چکا ہے تو وہ بھی سمندر میں داخل ہوئے ان سب کے آگے جبرئیل علیہ السلام تھے اور یہ قوم فرعون کے پیچھے تھی میکائیل سب سے پیچھے ان کو ابھار رہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ اپنے سردار فرعون کے ساتھ ملو حتیٰ کہ جب جبرئیل علیہ السلام اس جگہ پہنچ گئے کہ ان کے آگے کوئی اسرائیلی نہ رہا (بلکہ سب نکل گئے) تو ادھر میکائیل دوسرے کنارے کھڑے ہو گئے کہ ان کے پیچھے کوئی شخص نہ تھا تو اس وقت ان پر سمندر کو ملا دیا گیا فرعون نے جب اللہ کی نشانی اور قدرت کا حال دیکھا اور اپنی ذلت ورسوائی کو پہچان گیا تو پکارنے لگا کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں جس پر بنی اسرائیل ایمان لائے اور میں فرمانبرداروں میں سے ہوں۔

جبرئیل علیہ السلام کا فرعون کے منہ میں کیچڑ ڈالنا

ابن عباس سے مروی ہے کہ جبرئیل علیہ السلام حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ اے محمد! آپ نے مجھے اس وقت نہ دیکھا جب میں سمندر کا کیچڑ فرعون کے منہ میں ڈال رہا تھا کہ کہیں اللہ تعالیٰ کی رحمت اسے ڈھانپ نہ لے اللہ تعالیٰ نے فرعون کے جواب میں فرمایا اب ایمان لاتا ہے حالانکہ اس سے پہلے تو نافرمانی کرتا رہا اور بلاشبہ تو مفسدوں میں سے تھا۔ آج کے دن ہم تیرے جسم کو باقی رکھیں گے تاکہ آنے والے لوگوں کو عبرت حاصل ہو

کہا گیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ فرعون کی لاش کو سمندر سے نہ نکالتے تو یہ لوگ فرعون کی ہلاکت میں شک کرتے۔

جب موسیٰ بنی اسرائیل کو لیکر سمندر سے پار نکل گئے تو وہ ایسی قوم کے پاس پہنچے جو بتوں کی پوجا کر رہی تھی یہ دیکھ کر اسرائیلیوں نے کہا کہ ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دو جیسا کہ ان کا معبود ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ تم، بڑی جاہل قوم ہو یہ یقیناً جس دین پر ہیں وہ یقیناً برباد کیا جانے والا ہے اور جو کچھ یہ کر رہے ہیں وہ سراسر باطل ہے اور کہا تم اللہ کے علاوہ اور کسی کو معبود تلاش کرتے ہو حالانکہ اس نے تمھیں جہان والوں پر فضیلت دی ہے۔

جبرئیل علیہ السلام کے گھوڑے کی اہم خصوصیت

سدی سے مروی ہے کہ پھر جبرئیل موسیٰ کے پاس آئے تاکہ انھیں اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے لے جائیں وہ گھوڑے پر سوار ہوئے یہ گھوڑا جہاں پاؤں رکھتا وہاں گھاس اگنے لگتی سامری نے یہ منظر دیکھا تو کہنے لگا یہ زندگی دینے والا گھوڑا ہے چنانچہ اس نے گھوڑے کے پاؤں کو لگنے والی مٹی میں سے کچھ اٹھایا موسیٰ علیہ السلام تو چلے گئے اور اپنے پیچھے ھارون علیہ السلام کو نائب مقرر کیا اور بنی اسرائیل سے تیس دن بعد واپس آنے کا وعدہ کیا جس میں اللہ تعالیٰ نے مزید دس دن کا اضافہ کرایا تھا۔!

سامری کا بچھڑا بنانا

ھارون علیہ السلام سے بنی اسرائیل نے کہا! اے بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ نے تمہارے لیے مال غنیمت کو حلال نہیں کیا قبطیوں سے ملنے والے زیورات مال غنیمت ہیں لہٰذا انھیں جمع کر کے ایک گڑھے میں دفن کر دو اگر موسیٰ نے آنے کے بعد انھیں استعمال کرنا جائز قرار دے دیا تو ان زیورات کو نکال لینا ورنہ اسے استعمال کرنے کی اجازت نہیں چنانچہ اسرائیلیوں نے زیورات جمع کر کے ایک گڑھے میں دفن کر دیئے سامری نے وہ گڑھا کھودا اور اس سے زیورات نکال لیے اور پھر ان زیورات سے ایک سونے کا بچھڑا بنایا جس سے بچھڑے کی آواز آتی تھی۔

بچھڑے کی پوجا

ادھر بنی اسرائیل موسیٰ علیہ السلام کے وعدے کے دن گن رہے تھے جب بیس یا بائیس دن گزر گئے تو سامری کہنے لگا کہ یہ بچھڑا تمہارا اور موسیٰ کا معبود ہے وہ موسیٰ بھول گیا یعنی موسیٰ نے اپنے معبود کو یہاں چھوڑ دیا اور پھر اسکی تلاش میں چل پڑا یہ بچھڑا آواز بھی نکالتا ہے اور چلتا بھی تھا سامری نے دھوکہ دے کر بنی اسرائیل کو اس کی عبادت پر ڈال دیا یہ دیکھ کر ھارون علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل تم اس بچھڑے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کیے گئے ہو یقیناً تمہارا حقیقی رب تو اللہ ہی ہے پس میری اتباع کرو اور میرا کہنا مانو۔

موسیٰ علیہ السلام اللہ کی خدمت میں

ادھر موسیٰ اپنے ساتھ چند اسرائیلیوں کو لے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کے لیے گئے اور اپنے ساتھیوں سے کچھ آگے بڑھ گئے جب اللہ تعالیٰ سے کلام ہوا تو اللہ تعالیٰ نے پوچھا اے موسیٰ تجھے اپنی قوم سے جلدی آنے کا سبب کیا ہوا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ لوگ یہ رہے میرے پیچھے آ رہے ہیں اور اے میرے پروردگار میں نے تیرے پاس

آنے میں اس لیے جلدی کی کہ تا کہ تو خوش ہو جائے اللہ تعالی نے فرمایا کہ تیرے نکل آنے کے بعد ہم نے تیری قوم کو ایک فتنہ میں مبتلا کر دیا ہے، اور انھیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے جب اللہ تعالی نے پوری صورت حال سے آگاہ کیا تو موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا اے میرے رب سامری نے تو انھیں بچھڑے کی پوجا کرنے کے لیے کہا لیکن اس بچھڑے میں روح کس نے ڈالی اللہ تعالی نے فرمایا کہ میں نے۔ موسیٰ نے کہا کہ اے میرے رب پھر تو آپ نے انھیں گمراہ کیا ہے۔

دیدار کا شوق

پھر جب موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالی سے کلام کیا تو ان کے دل میں اللہ تعالی کے دیدار کا شوق پیدا ہوا چنانچہ انھوں نے عرض کیا اے میرے رب مجھے اپنا جمال دکھا دیجیے تا کہ میں ایک نظر آپ کو دیکھ لوں اللہ تعالی نے فرمایا کہ تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا مگر ہاں اس پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا اس پہاڑ کو فرشتوں نے ڈھانپ لیا اور فرشتوں کے گرد آگ جمع ہوئی پھر اس آگ کے گرد فرشتے اور ان فرشتوں کے گرد آگ جمع کی گئی اس کے بعد اللہ تعالی نے پہاڑ پر اپنی تجلی ڈالی۔

موسیٰ علیہ السلام کا بے ہوش ہو جانا

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالی نے (سب سے چھوٹی انگلی) کے بقدر تجلی ڈالی جس سے پہاڑ ریزہ ریزہ ہو گیا اور موسیٰ علیہ السلام بے ہوش ہو گئے اور جب تک اللہ تعالی نے چاہا بے ہوش رہے جب ہوش میں آئے تو عرض کیا آپ کی ذات پاک ہے میں آپ کی خدمت میں معذرت کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں یعنی بنی اسرائیل میں سب سے ایمان لانے والا ہوں اللہ تعالی نے فرمایا کہ اے موسیٰ میں نے اپنی رسالت اور اپنی ہم کلامی کے لیے تمام لوگوں پر ایک خاص امتیاز دیا ہے اور شکر کرتا رہ اسکے بعد ہم نے چند تختیوں پر ہر ہر قسم کی نصیحت اور ضروری اشیا کی تفصیل موسیٰ علیہ السلام کو لکھ کر دی اور کہا اے موسیٰ ان تختیوں (یعنی تورات) کو پورے عزم کے ساتھ سنبھال اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اسکے بہترین احکام پر قائم رہیں۔

اس کے بعد موسیٰ علیہ السلام کی یہ حالت ہو گئی کہ وہ کسی کو دیکھ نہیں سکتے تھے بلکہ وہ اپنے چہرے کو کپڑے سے ڈھانکتے تھے۔

تورات کا ملنا اور قوم کی طرف واپسی

یہ تختیاں لینے کے کچھ عرصے بعد موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف واپس آئے اس وقت آپ شدید غصہ میں تھے آپ نے اپنی قوم سے فرمایا اے میری قوم کیا تمہارے رب نے تم سے ایک اچھا وعدہ نہیں فرمایا؟ کیا تم پر کوئی طویل مدت گزری تھی یا تم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ تم پر خدا کا کوئی غضب واقع ہو۔ اس لیے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا اسکی خلاف ورزی کی قوم کے لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے تجھ سے جو وعدہ کیا تھا اس کے خلاف اپنے اختیار سے نہیں کیا لیکن واقعہ یہ ہوا کہ قبطی قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا وہ زیورات ہم نے ڈال دیئے (یعنی آگ میں) پھر اسی طرح سامری نے بھی جو کچھ اس کے پاس تھا آگ میں ڈال دیا یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حارون نے فرمایا کہ ان زیورات کو گڑھے میں ڈال دو لیکن پھر سامری نے وہ زیورات نکال کر لوگوں کے لیے ایک بچھڑا بنایا۔

موسیٰؑ اور ھارونؑ کی گفتگو

یہ واقعہ سن کر موسیٰ علیہ السلام کو غصہ آ گیا انھوں نے تورات کی تختیوں کو پھینک دیا اور اپنے بھائی ھارون کی داڑھی پکڑ کر گھسیٹنے لگے ھارونؑ نے عرض کیا اے میری ماں جائے تو میری داڑھی نہ پکڑ اور نہ میرے سر کے بال پکڑ، میں اس بات سے ڈرا کہ کہیں تو یہ کہے کہ اے ھارون تو نے بنی اسرائیل کے درمیان پھوٹ ڈال دی اور تو نے میری بات کا لحاظ نہ رکھا۔

سامری سے گفتگو کیلئے موسیٰ علیہ السلام نے ھارون کو چھوڑ دیا اور پھر سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا اے سامری تیرا کیا معاملہ ہے سامری بولا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی (یعنی میں نے یہ دیکھا کہ فرشتے کا گھوڑا جہاں پاؤں رکھتا ہے وہاں ہریالی ہو جاتی ہے) تو میں نے اس فرشتے کے نشان قدم سے ایک مٹھی بھر لی پھر میں نے اس مٹی کی مٹھی اس بچھڑے کے منہ میں ڈال دی اور اس وقت میرے دل میں یہ ہی تدبیر آئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ چل دور ہو جا تیری سزا اس زندگی میں یہ ہے کہ تو لوگوں سے کہتا پھرے کہ مجھے ہاتھ نہ لگا اور تیرے لیے ایک اور وعدہ مقرر ہے جس کا تجھ سے خلاف نہیں کیا جائے گا اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی پوجا پر تو جما بیٹھا ہے۔

بچھڑے کو جلا کر اس کی آگ سمندر میں ڈالی گئی

چنانچہ پھر موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو پکڑ کر ذبح کیا اور پھر آرے سے اس کے دو ٹکڑے کیے اور پھر اس کے ذرات کو سمندر میں ڈال دیا اس طرح چلتے پانی میں اسکے ذرات بہنے لگے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا اس سے پانی پیو انھوں نے اس سے پانی پیا ان میں سے جو شخص بچھڑے سے محبت کرتا تھا اسکے جسم پر سونا ظاہر ہو گیا اسی کے بارے میں قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ انکی حالت یہ تھی کہ انکے کفر کی وجہ سے ان کے دلوں میں بچھڑے کی محبت ڈال دی گئی۔

بنی اسرائیل کی ندامت اور توبہ کا طریقہ

لیکن بعد میں جب وہ نادم ہوئے تو اور انھوں نے یہ دیکھا کہ وہ گمراہ ہو چکے ہیں تو کہنے لگے اے ہمارے رب! اگر تو نے ہم پر رحم نہ کیا اور ہم کو نہ بخشا تو بے شک ہم بڑے نقصان میں پڑ جائیں گے اللہ تعالیٰ نے انکی عام انداز میں توبہ نہ قبول فرمائی بلکہ ان کے قتل ہونے کو ان کی توبہ قرار دیا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اے میری قوم بے شک تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر اپنی جانوں پر ظلم کیا پس اب تم اپنے خالق کے سامنے توبہ کرو اور ایک دوسرے کو قتل کرو یہ ہی طریقہ تمہارے خالق کے نزدیک بہتر ہے لہذا جنھوں نے بچھڑے کی پوجا نہیں کی تھی اور جنھوں نے پوجا کی تھی انھوں نے ایک دوسرے کو قتل کیا فریق مقتول شہید کہلاتا اس قتال سے بہت سے لوگ مارے گئے تقریباً ستر ہزار افراد قتل ہوئے اس وقت موسیٰ اور ھارون علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ بنی اسرائیل ہلاک ہو رہے ہیں اے اللہ باقی لوگوں کو بچالے تو اللہ تعالیٰ نے قتل کا حکم ختم فرما دیا اور بقیہ کی توبہ قبول فرمائی جو قتل ہوئی وہ شہید کہلائے اور بقیہ کی طرف سے کفارہ بنے۔

سامری کون تھا؟

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سامری باجر نامی علاقے کا ایک آدمی تھا، اسکی قوم گائے کی پوجا کیا کرتی تھی اس لیے اسکے دل میں گائے کی پوجا کرنے کی محبت تھی پھر جب بنی اسرائیل میں اسلام غالب ہوا تو ھارون علیہ السلام بنی اسرائیل میں تھے اور موسیٰ چند بنی اسرائیلیوں کو لے کر اللہ تعالیٰ کی ملاقات کے لیے گئے تو ھارون نے فرمایا اے میری قوم تم نے قبطی قوم کے زیور اور سامان عاریت کے طور پر لیے تھے چونکہ یہ زیورات ناپاک ہیں اس لیے تم اپنے آپ کو اس سے پاک کرو اس کا طریقہ یہ ہے کہ ان زیورات کو آگ لگا دو اور سب کو گڑھے میں ڈال دو قوم اس پر تیار ہو گئی اور انھوں نے اپنے زیورات گڑھے میں ڈال دیئے اور اوپر سے آگ لگا دی۔

سامری کو بچھڑا بنانے کا خیال کیسے پیدا ہوا؟

سامری نے جبرئیل علیہ السلام کے قدموں کے اثرات میں یہ دیکھا کہ وہ گھوڑا جہاں قدم رکھتا ہے وہاں پر ہریالی ہو جاتی ہے تو اس نے وہاں سے کچھ مٹی لے لی اور اس نے اس مٹی کو اس گڑھے میں ڈال دیا پھر اس نے ھارون سے کہا میں اپنے پاس موجود زیورات بھی ڈال دوں ھارون نے فرمایا کہ ہاں ڈال دو انھیں یہ معلوم نہیں تھا کہ سامری نے اس قسم کی مٹی گڑھے میں ڈال رکھی ہے سامری نے زیورات ڈالے اور کہا کہ ایسے جسم بن جاؤ جو بچھڑے کی مانند ہو اور اس سے آواز بھی آتی ہو، اس طرح وہ بچھڑا جو بنی اسرائیل کے لیے آزمائش کا سبب بنا۔ پھر سامری نے بنی اسرائیل سے کہا یہ تمہارا اور موسیٰ علیہ السلام کا معبود ہے چنانچہ بنی اسرائیل کے اکثر لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے اور اسکی عبادت کرنے لگے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ ''سامری بھول گیا'' یعنی اپنے پہلے اسلام کو ترک کر دیا اور بھلا یہ گمراہ لوگ اتنی بات بھی نہیں دیکھتے تھے کہ یہ بچھڑا ان کو نہ نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان پہنچا سکتا ہے۔

بنی اسرائیل کا ھارون کی بات نہ ماننا

سامری کا نام موسیٰ بن ظفر تھا وہ مصر میں پیدا ہوا اور بنی اسرائیل میں داخل ہو گیا جب سامری نے یہ کرتوت کیا تو ہارون نے فرمایا کہ اے میری قوم! بے شک تمھیں آزمایا گیا ہے اور تمہارا حقیقی رب تو وہی رحمان ہے۔ بنی اسرائیل نے جواب دیا کہ جب تک موسیٰ علیہ السلام ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے اس وقت تک ہم اس بچھڑے کی پوجا کرتے رہیں گے ھارون اور وہ مسلمان جو اس فتنہ میں مبتلا نہیں ہوئے تھے وہ موسیٰ علیہ السلام کا انتظار کرنے لگے بچھڑے کی پوجا والے اپنے کام میں لگے رہے ھارون علیہ السلام کو اس بات کا خوف تھا کہ جب موسیٰ علیہ السلام آئیں تو یہ کہیں گے کہ اے ھارون! تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور تو نے میری بات کا لحاظ نہ کیا۔

موسیٰ علیہ السلام کے بے ہوش ہونے سے متعلق دوسری روایت

موسیٰ علیہ السلام کوہ طور پر تھے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے وعدہ کیا تھا کہ وہ کوہ طور کے دائیں انھیں نجات دے گا اور انکے دشمن کو ہلاک کرے گا اور جب بنی اسرائیل نے سمندر پار کیا تو اس وقت موسیٰ علیہ السلام سے پانی مانگا تھا اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنا عصا پانی پر ماریں اس طرح وہاں سے بارہ چشمے جاری ہوئے ہر قبیلہ

اپنے اپنے چشمے سے پانی پیتا تھا پھر جب موسیٰ علیہ السلام کی اللہ تعالیٰ سے ملاقات ہوئی تو اللہ تعالیٰ کے دیدار کا شوق پیدا ہوا اللہ تعالیٰ سے دیدار کی درخواست کی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''تو مجھے ہرگز نہیں دیکھ سکتا ہاں البتہ اس پہاڑ کی طرف دیکھتا رہ پھر اگر یہ پہاڑ اپنی جگہ پر قائم رہا تو تو مجھے دیکھ سکے گا جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر اپنی تجلی فرمائی اور اسے ریزہ ریزہ کر دیا اور موسیٰ علیہ السلام غش کھا کر گر گئے پھر جب موسیٰ علیہ السلام ہوش میں آئے تو کہنے لگے کہ آپ کی ذات پاک ہے میں آپ کی خدمت میں معذرت کرتا ہوں اور میں سب سے پہلے ایمان لانے والا ہوں۔

پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا میں نے تمھیں اپنی رسالت اور ہمکلامی کے لیے تمام لوگوں پر ایک خاص امتیاز دیا ہے پس جو کچھ میں نے تجھے عطا کیا ہے اسے حاصل کر اور شکر ادا کرتا رہ اسکے بعد ہم نے چند تختیوں پر نصیحت اور ضروری چیزوں کی تفصیل لکھ دی (اور کہا) اے موسیٰ ان تختیوں (یعنی تورات) کو پورے عزم کے ساتھ سنبھال کر رکھ اور اپنی قوم کو حکم دے کہ اس کے بہترین احکام پر قائم رہیں عنقریب تمھیں نافرمانی کرنے والوں کا گھر دکھاؤں گا۔

ہم کلامی سے متعلق ایک اور روایت

ایک اور موقعہ پر جب موسیٰ اللہ تعالیٰ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ تو اپنی قوم سے جلدی کیوں آیا موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ وہ لوگ میرے پیچھے آ رہے تھے اور میں نے تیرے پاس آنے کی اس لیے جلدی کی کہ تو خوش ہو جائے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے تیرے آنے کے بعد تیری قوم کو ایک امتحان میں مبتلا کیا اور ان کو سامری نے گمراہ کر دیا غرض موسیٰ علیہ السلام اپنی مدت اور معیاد پوری کرنے کے بعد غصہ اور رنج میں بھرے ہوئے اپنی قوم کی طرف واپس آئے اور ان کے ساتھ تورات کی تختیاں بھی تھیں۔

قوم کی طرف واپسی اور غصہ سے متعلق دوسری روایت

جب موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کے پاس پہنچے تو دیکھا کہ وہ بچھڑے کی عبادت میں مشغول ہیں تو غصے کی وجہ سے ان تختیوں کو پھینک دیا (کہا گیا ہے کہ یہ تختیاں سبز زبرجد کی بنی ہوئی تھیں) پھر اپنے بھائی کی داڑھی کو پکڑ کر کہا اے ھارون جب تو نے ان کو دیکھا تھا کہ یہ گمراہ ہو گئے ہیں تو تجھے میرے حکم کی پیروی کرنے میں کیا چیز مانع ہوئی کیا تو نے میرے حکم کی خلاف ورزی کی؟ ھارون علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے میری ماں جائے بھائی بے شک ان لوگوں نے مجھے کمزور سمجھا اور قریب تھا کہ مجھے قتل کر ڈالتے سو تو دشمنوں کو مجھ پر خوش ہونے کا موقع نہ دے اور مجھے ظالم لوگوں میں شمار نہ کر۔ موسیٰ علیہ السلام گھبرا گئے اور یہ دعا کی کہ اے میرے رب مجھے اور میرے بھائی کی کوتاہی کو معاف فرما دے اور ہمیں اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو ہی سب سے زیادہ رحم فرمانے والا ہے۔

پھر موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم کی طرف متوجہ ہوئے اور ان سے کہا ''اے میری قوم! کیا تم سے تمہارے رب نے ایک اچھا وعدہ نہیں کیا تھا کیا تم پر کوئی طویل مدت گزر گئی تھی یا تم نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ تم پر تمہارے خدا کا غضب واقع ہو۔ اس لیے تم نے مجھ سے جو وعدہ کیا اسکی خلاف ورزی کی قوم کے لوگوں نے جواب دیا کہ ہم نے جو آپ سے وعدہ کیا تھا اپنے اختیار سے اسکی خلاف ورزی نہیں کی لیکن واقعہ یہ ہوا کہ قبطی قوم کے زیورات کا جو بوجھ ہم پر لدا ہوا تھا وہ زیورات ہم نے آگ میں ڈال دیئے اس طرح سامری کے پاس بھی جو کچھ زیورات تھے اس نے آگ میں ڈال دیئے

پھر سامری نے لوگوں کے لیے ایک بچھڑا نکالا جو محض ایک مجسمہ تھا اور اس میں اس بچھڑے کی سی آواز تھی۔

پھر موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے کہا سامری تیرا کیا معاملہ ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں نے ایسی چیز دیکھی کہ جو اوروں نے نہیں دیکھی تو میں نے اس فرشتہ کے نشان قدم کی مٹی سے ایک مٹھی بھر کے لی اور پھر میں نے وہ مٹی کی مٹھی بچھڑے کے منہ میں ڈال دی اور اس وقت میرے دل میں یہ ہی بات آئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ چل دور ہو جا تیری سزا اس زندگی میں یہ ہے کہ تو لوگوں کو کہتا پھرے گا کہ مجھے ہاتھ نہ لگانا اور تیرا ایک اور وعدہ مقرر ہے۔ جس کا تجھ سے خلاف نہیں کیا جائے گا اور تو اپنے اس معبود کو دیکھ جس کی پوجا پر تو جما ہوا ہے یقیناً ہم اسکو جلا ڈالیں گے اور اس کی راکھ کو دریا میں بکھیر دیں گے بلاشبہ تمہارا حقیقی رب صرف اللہ ہی ہے جس کے سوا کوئی عبادت کے قابل نہیں وہ اللہ علم کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔

تورات کے مضامین

پھر موسیٰ علیہ السلام نے وہ تختیاں واپس لے لیں ان میں جو مضامین لکھے ہوئے تھے وہ سراسر ہدایت اور رحمت تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان تختیوں میں موسیٰ علیہ السلام کے لیے نصیحت، ہر شے کی تفصیل، ہدایت اور رحمت لکھ دی تھی جب موسیٰ علیہ السلام نے ان کو پھینک دیا تو اللہ تعالیٰ ان میں ۶/۷ حصہ اٹھالیا اور ساتواں حصہ باقی رہ گیا۔ اللہ تعالیٰ ان تختیوں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ ان کے مضامین سراسر ہدایت اور رحمت تھے پھر موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کو جلانے کا حکم دیا وہ جلا دیا اور اسکی راکھ سمندر میں ڈال دی گئی۔

ستر بنی اسرائیلیوں کو اللہ تعالیٰ کے پاس لے جانا

پھر موسیٰ علیہ السلام نے ان کی قوم کے ستر بہترین افراد کو منتخب کیا اور ان سے کہا کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف چلو اور اس سے اپنے گناہوں کی اور اپنی باقی ماندہ قوم کے گناہوں کی معافی مانگو اور روزے رکھو، اور اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک کرو۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے مقررہ وقت پر انہیں کوہ طور پر لے گئے کوہ طور پر اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر واپس نہیں آتے تھے جب موسیٰ علیہ السلام ان ستر افراد کو لے کر کوہ طور پر پہنچے تو انھوں نے کہا کہ ہم بھی اپنے رب کا کلام سننا چاہتے ہیں اس کے لیے اللہ تعالیٰ سے اجازت لے لیں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اجازت مانگوں گا جب موسیٰ علیہ السلام پہاڑ کے قریب ہوئے تو ان پر بادلوں کے ستون گرے یہاں تک کہ ان بادلوں نے سارے پہاڑوں کو گھر لیا موسیٰ علیہ السلام اس کے اندر داخل ہو گئے اور قوم سے فرمایا کہ قریب ہو جاؤ جب موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرتے تو وہاں نور کی ایک تجلی پڑتی جس کو کوئی انسان دیکھ نہیں سکتا تھا قوم کے لوگ قریب ہوئے یہاں تک کہ انھیں بادلوں نے گھیر لیا اور انھوں نے اللہ تعالیٰ کی آواز سنی کہ اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو مختلف حکم دے رہے تھے کہ فلاں کام کرو فلاں نہ کرو وغیرہ وغیرہ۔

ان لوگوں کے اللہ تعالیٰ کے دیدار کا واقعہ

جب ملاقات مکمل ہوئی تو اور بادل ہٹ گئے تو ان لوگوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا " کہ ہم اس وقت تک

آپ پر ایمان نہ لائیں گے جب تک ہم اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا نہ دیکھ لیں" ان کی اس جرات پر ایک بجلی ان پر گری اور وہ سب کے سب وہیں مر گئے موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالیٰ کو پکارنے لگے اور عرض کیا کہ اے اللہ اگر آپ چاہتے تو ان کو اور مجھے یہاں آنے سے پہلے ہی ہلاک کر دیتے اور ان لوگوں نے جو بے وقوفی کی تو کیا آپ ہمیں محض ہمارے بعض بے وقوفوں کی وجہ سے ہلاک کر دیں گے میں نے قوم سے ستر آدمی چنے اور جب واپس جاؤں گا تو میرے ساتھ ایک بھی نہیں ہوگا تو پھر میری تصدیق کون کرے گا موسیٰ علیہ السلام بار بار پکارتے رہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی روحوں کو لوٹا دیا۔

بنی اسرائیل کی توبہ سے متعلق دوسری بیوقوفی

پھر موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی پوجا کرنے والوں کی طرف سے توبہ چاہی تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نہیں اسکی صورت یہ ہے کہ وہ ایک دوسرے کو قتل کر دیں راوی کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ انھوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا ہم اللہ تعالیٰ کے حکم پر صبر کریں گے موسیٰ علیہ السلام نے بچھڑے کی پوجا نہ کرنے والوں کو حکم دیا کہ وہ پوجا کرنے والوں کو قتل کریں چنانچہ وہ بڑے میدان میں بیٹھ گئے ان پر تلواریں چلنا شروع ہو گئیں یہ دیکھ کر موسیٰ علیہ السلام رونے لگے اور عورتیں اور بچے روتے ہوئے اور گھبراتے ہوئے آئے اور معافی مانگنے لگے اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ کو قبول کر کے قتل کے بند کرنے کا حکم فرما دیا۔

قوم کے قتل کا واقعہ کب پیش آیا؟

سدی کی روایت میں ہے کہ قوم کے قتل کا واقعہ ستر آدمیوں کے ملاقات کے لیے جائے والے واقعہ سے پہلے پیش آیا اس لیے انھوں نے قرآن مجید کی آیت "انـه هـو التـوب الرحیم" (جو قتل کے واقع کے متعلق ہے) کے بعد ملاقات کا واقعہ ذکر کیا ہے چنانچہ وہ فرماتے ہیں کہ قتل کے واقعہ کے بعد اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کو اپنے ساتھ لائیں جو بچھڑے کی پوجا پر معافی مانگیں اور اس کے لیے ایک دن مقرر فرمایا۔

ستر آدمیوں کو لیجانے کے متعلق دوسری روایت

موسیٰ علیہ السلام نے اپنی قوم سے ستر آدمیوں کا انتخاب کیا جب وہ لوگ مطلوبہ جگہ پر پہنچ گئے تو کہنے لگے کہ ہم اس وقت تک اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائیں گے جب تک اللہ تعالیٰ کو کھلم کھلا دیکھ نہ لیں ان کے اس جملہ پر بجلی کی کڑک سے وہ سب مر گئے۔

موسیٰ علیہ السلام نے رو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ بنی اسرائیل والے مجھے کیا کہیں گے ہمارے اچھے آدمیوں کو تو نے مار دیا اے اللہ! آپ چاہتے تو مجھے اور انھیں یہاں آنے سے پہلے ہی موت دے سکتے تھے کیا آپ ہمارے بعض بے وقوفوں کی وجہ سے ہمیں ہلاک کرنا چاہتے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے موسیٰ یہ ستر وہ ہیں جنھوں نے بچھڑے کو بنایا تھا اس وقت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کیا کہ اے اللہ یہ تو صرف آپ کی طرف سے آزمائش تھی آپ جسے چاہیں ہدایت دیں اور جسے چاہیں گمراہ کر دیں آپ ہی ہمارے دستگیر ہیں سو ہمیں بخش دیں اور ہم پر رحم فرمائیں بلا شبہ آپ سب سے بہتر بخشنے والے ہیں اس دنیا میں بھی ہمارے لیے بہتری مقرر کر دیجیے اور آخرت میں بھی ہم تیری طرف رجوع کرتے ہیں

اللہ تعالیٰ نے دعا قبول فرما کر ان لوگوں کو زندہ کر دیا وہ زندہ ہو گئے اور چلنے لگے اور ایک دوسرے کو دیکھ کر کہنے لگے کہ ہم کیسے زندہ ہو گئے؟ پھر موسیٰ علیہ السلام سے کہنے لگے کہ آپ اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگتے ہیں وہ قبول ہوتی ہے آپ اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگیں کہ اللہ ہمیں نبی بنا دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ان کی دعا قبول کر کے انھیں نبی بنا دیا اسی کی طرف قرآن مجید میں یوں اشارہ ہے "ثم بعثنکم من بعد موتکم لعلکم تشکرون" (پھر تمہارے مرنے کے بعد ہم نے تمھیں مبعوث کیا تا کہ تم ہمارا شکر ادا کرو)۔ صحیح بات یہ ہے کہ یہاں بعث سے مراد مرنے کے بعد زندہ ہونا ہے یعنی تمہارے مرنے کے بعد ہم نے تمھیں زندہ کیا تا کہ تم ہمارا شکر ادا کرو لہذا اس سے مطلوبہ مطلب ثابت نہیں ہوتا بلکہ یہ روایت ضعیف ہے۔ مترجم

اریحا جا کر جنگ کرنے کا حکم اور بارہ جاسوسوں کا وہاں جانا۔

پھر موسیٰ علیہ السلام نے انھیں بیت المقدس کے قریب "اریحا" نامی جگہ جانے کا حکم فرمایا تا کہ وہاں کے لوگوں سے جنگ کریں اور اس جگہ پر قبضہ کریں وہ اس جگہ کے قریب پہنچے تو موسیٰ علیہ السلام نے بارہ جاسوس بھیجے ہر قبیلہ میں سے ایک آدمی لیا گیا تھا ان سے کہا گیا تھا کہ قوم جبارین جو وہاں رہ رہی تھی کے حالات معلوم کر کے آؤ انکی اس قوم کے ایک آدمی سے ملاقات ہوئی جس کا نام عاج تھا اس نے ان بارہ کے بارہ کو پکڑ کر اپنے بیٹھنے والی جگہ پر باندھ لیا اس کے سر پر لکڑیوں کا گٹھا تھا پھر ان کو لے کر اپنی بیوی کے پاس پہنچا اور اس سے کہا کہ یہ لوگ ہم سے جنگ کرنا چاہتے ہیں پھر انھیں اپنے سامنے پھینک دیا اور کہا کہ میں انھیں اپنے پاؤں سے روند ڈالوں؟ بیوی نے منع کیا اور کہا کہ انھیں چھوڑ دو تا کہ یہ اپنی قوم کو آنکھوں دیکھا حال بتائیں چنانچہ اس نے چھوڑ دیا۔

جاسوسوں کا راز فاش کرنا

جب یہ وہاں سے نکلے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اگر تم نے بنی اسرائیل کو یہ حالات بتلا دیئے تو وہ مرتد ہو جائیں گے اس لیے بہتر ہے کہ قوم کے لوگوں سے تو یہ حالات پوشیدہ رکھو البتہ صرف موسیٰ علیہ السلام کو ساری کیفیت بتلا دو اور پھر اس پر انھوں نے ایک دوسرے سے معاہدہ بھی کیا لیکن جب یہ وہاں پہنچے تو دس آدمیوں نے میثاق توڑ دیا اور عاج سے ہونے والے واقع کو بیان کر دیا جبکہ صرف دو آدمیوں نے اس واقعہ کو بیان نہیں کیا یہ ھارون اور موسیٰ علیہ السلام کے پاس آئے اور انھیں صحیح حالات سے آگاہ کیا اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے بھی عہد لیا اور ان میں سے ہم نے بارہ آدمیوں کو ذمہ دار مقرر کیا تھا۔

قوم کا جنگ کرنے سے انکار

موسیٰ علیہ السلام اپنی قوم سے فرمانے لگے کہ اے میری قوم! اللہ تعالیٰ کے ان احسانات کو جو اس نے تم پر کیے ہیں یاد کرو، جبکہ اس نے تم میں بہت سے نبی بنائے اور تمھیں حکمران بنایا۔ یعنی تم میں ہر شخص اپنے نفس اور اپنے اہل وعیال کا حکمران ہے۔ اے میری قوم تم اس مقدس زمین میں داخل ہو جاؤ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے حصے میں لکھ دی ہے اور پیٹھ دکھا کر واپس مت جاؤ ورنہ سخت نقصان میں پڑ جاؤ گے بنی اسرائیل نے جواب دیا کہ اے موسیٰ اس ملک میں تو بڑے بڑے زور آور لوگ موجود ہیں اور جب تک وہ لوگ وہاں سے نکل نہ جائیں ہم وہاں قدم نہیں رکھیں گے ہاں اگر

وہ زور آور لوگ وہاں سے نکل جائیں تو ہم وہاں ضرور قدم رکھیں گے البتہ جو لوگ اللہ تعالی سے ڈرنے والے تھے ان میں سے دو آدمیوں نے جن پر اللہ تعالی نے انعام کیا تھا بنی اسرائیل سے یوں کہا تم ان لوگوں پر چڑھائی کر کے شہر میں گھس جاؤ پھر جب تم دروازے میں داخل ہو جاؤ گے تو یقیناً تم ہی ان پر غالب آؤ گے اور اگر تم مومن ہو تو اللہ تعالی ہی پر بھروسہ رکھو مگر بنی اسرائیل کے لوگوں نے پھر یہی جواب دیا کہ تو اور تیرا رب دونوں جاؤ اور ان سے جنگ کرو ہم تو یہاں ہی بیٹھے ہیں۔

بنی اسرائیل کے لیے سزا

ان کا یہ جواب سن کر موسی علیہ السلام کو شدید غصہ آیا انھوں نے اللہ تعالی سے عرض کیا کہ اے میرے رب !میں اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی اور پر کوئی اختیار نہیں رکھتا پس تو ہمارے اور اس نافرمان قوم کے درمیان فیصلہ کر دے اللہ تعالی نے فرمایا اب وہ مقدس سرزمین ان کے لیے چالیس سال تک روک دی گئی ہے یہ زمین کے ایک خاص حصے (وادی تیہ) میں سر مارتے پھریں گے۔

بنی اسرائیل کے کھانے پینے اور لباس کا انتظام

چنانچہ اس قوم کو وادی تیہ میں بند کر دیا گیا اس پر موسی علیہ السلام کو قدرے ندامت ہوئی جب آپ اپنی قوم کے پاس آئے تو وہ کہنے لگے اے موسی! تو نے ہمارے ساتھ کیا کیا؟ جب موسی علیہ السلام کو یہ سن کر افسوس ہوا تو موسی پر وحی آئی کہ اے موسی اس نافرمان قوم کے حال پر افسوس نہ کر بنی اسرائیل نے موسی علیہ السلام سے کہا کہ ہم کھانا کہاں سے کھائیں گے؟ اللہ تعالی نے من وسلوی اتار دیا جس کی صورت یہ تھی کہ درختوں سے ترنجبین اور خاص قسم کے پرندے گرتے تھے ان میں سے جب کوئی ان پرندوں کو دیکھتا تو اگر وہ موٹا ہوتا تھا تو اسے کھا لیتا تھا ورنہ اڑا دیتا اس طرح ان کے کھانے کا انتظام ہو گیا پھر وہ کہنے لگے کہ یہ تو ہمارا کھانا ہے پینے کا کیا انتظام ہے؟ تو اللہ تعالی نے موسی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ اپنا عصا ماریں اس سے پانی کے بارے چشمے نکلے ہر چشمہ ایک قبیلہ کے لیے خاص ہو گیا پھر انھوں نے کہا یہ تو کھانے پینے کا انتظام ہے سائے کا کیا ہوگا؟ اللہ تعالی نے ان پر بادل کا سایہ کر دیا پھر وہ کہنے لگے کہ لباس کا کیا انتظام ہے؟ تو ان کے کپڑوں کو اس طرح بنا دیا گیا کہ جب بچہ ہوتا تو اسے کپڑے دیئے جاتے اور اس کے بڑے ہونے کے ساتھ ساتھ کپڑے بھی بڑے ہوا کرتے اور کپڑے پھٹتے بھی نہیں تھے۔

قرآن مجید میں یہ واقعہ یوں مذکور ہے کہ ہم نے ان پر بادل کا سایہ کر دیا اور ان پر من وسلوی اتارا جب موسی علیہ السلام نے ہم سے اپنی قوم کیلئے پانی طلب کیا تو ہم نے ان سے کہا کہ اپنا عصا پتھر پر مارو اس سے بارہ چشمے نکلے ہر قبیلے نے اپنے چشمے کو پہچان لیا کھانے کے بارے میں قوم نے یہ شکایت کی کہ اے موسی ہم ایک ہی قسم کی خوراک پر ہرگز نہیں رہ سکتے پس تو اپنے رب سے ہمارے لیے دعا کر کہ وہ ہمارے لیے ایسی چیزیں پیدا کرے کہ جو عام طور پر زمین سے اگتی ہیں جیسے زمین کا ساگ، ککڑی، گیہوں، اور پیاز وغیرہ موسی علیہ السلام نے فرمایا کیا تم بہتر چیز کے مقابلے میں ادنی چیز کو لینا چاہتے ہو تم کسی شہر میں جا اترو بلاشبہ تمھیں وہاں یہ چیزیں مل جائیں گی چنانچہ وہ قوم وادی تیہ سے نکلی تو من وسلوی ختم ہو گیا اور وہ سبزیاں کھانے لگے۔

موسیٰ علیہ السلام کا عاج کو قتل کرنا

موسیٰ علیہ السلام کی عاج سے ملاقات ہوئی موسیٰ علیہ السلام نے اپنا عصا جس کی لمبائی دس گز تھی اس کو فضا میں بلند کر کے عاج کو مارا جس سے وہ قتل ہو گیا۔

نوف سے مروی ہے کہ عاج کا قد آٹھ سو گز تھا موسیٰ علیہ السلام کا قد دس گز تھا اور آپ کے عصا کی لمبائی بھی دس گز تھی آپ نے فضا میں اپنا عصا بلند کیا تو وہ اس کی پنڈلی تک پہنچا لیکن عصا کے لگتے ہی نیچے گرا اور فوت ہو گیا تو وہ لوگوں کے لیے ایک پل بن گیا جس سے لوگ گزرتے تھے۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کا قد دس گز اور عصا کی لمبائی بھی دس گز تھی اور انھوں نے اپنے عصا کو دس گز بلند کیا پھر وہ عاج کی پنڈلی کو لگا جس سے وہ قتل ہوا اسے دریا کا پل بنایا گیا بعض نے کہا ہے کہ عاج کی عمر تین ہزار سال تھی۔

موسیٰ علیہ السلام اور ھارون علیہ السلام کے انتقال کا ذکر

ھارون کا انتقال عجیب انداز میں

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی بھیجی کہ وہ ھارون کی روح قبض کرنا چاہتا ہے تم اسے فلاں پہاڑ پر لے آؤ چنانچہ موسیٰ اور ھارون اس پہاڑ پر پہنچے اس پر ایک ایسا درخت تھا کہ اس جیسا اس سے پہلے انھوں نے نہیں دیکھا تھا وہاں انھوں نے رات گزاری رات کو خوشبو دار ہوا چلی ھارون علیہ السلام نے یہ منظر دیکھ کر کہا اے موسیٰ میں چاہتا ہوں کہ اس چارپائی پر رات کو سوؤں موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ ہاں سو جاؤ ھارون کہنے لگے کہ لیکن مجھے ڈر ہے کہ اس گھر کا مالک آ گیا تو وہ مجھ سے ناراض ہو جائے گا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا ڈرنے کی ضرورت نہیں میں تمہاری طرف سے اس گھر والے سے نمٹ لوں گا پس تو سو جا ھارون علیہ السلام کہنے لگے کہ آپ بھی میرے ساتھ سو جائیں کہ اگر گھر کا مالک آیا تو ہم دونوں پر ناراض ہوگا جب دونوں سو گئے تو ھارون علیہ السلام پر موت واقع ہو گئی جب وہ قریب مرگ تھے تو موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ اے موسیٰ تو نے مجھے دھوکہ دیا جب موت واقع ہو گئی تو وہ گھر، درخت، اور چارپائی آسمان کی طرف اٹھا لے گئی۔

بنی اسرائیل کا موسیٰ علیہ السلام پر ھارون کے قتل کا الزام

جب موسیٰ علیہ السلام قوم کی طرف آئے تو لوگ کہنے لگے کہ موسیٰ علیہ السلام نے ھارون کو قتل کر دیا اور اس کا جسم چھپا دیا کیونکہ بنی اسرائیل کے لوگ ھارون سے زیادہ محبت کرتے تھے اور ھارون ان سے زیادہ نرم دل تھے جب موسیٰ علیہ السلام تک یہ خبر پہنچی تو وہ فرمانے لگے کہ تمہارا ناس ہو! وہ تو میرا بھائی تھا میں اسے کیسے قتل کر سکتا ہوں لیکن قوم نہ مانی اور مسلسل طعنہ دیتی رہی جب ان کی باتیں بہت زیادہ ہو گئیں تو موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی جس کے نتیجے میں وہ چارپائی نیچے اتر آئی جس پر ھارون علیہ السلام کا انتقال ہوا تھا چارپائی اور ھارون کو دیکھ کر انھوں نے موسیٰ علیہ السلام کی تصدیق کی۔

موسیٰ علیہ السلام کا انتقال

پھر ایک روز موسیٰ علیہ السلام یوشع کے ساتھ جا رہے تھے کہ سیاہ ہوا چلی جب یوشع نے یہ منظر دیکھا تو سمجھا کہ قیامت آگئی اور وہ ڈر کے مارے موسیٰ علیہ السلام سے لپٹ گیا اور کہا کہ قیامت اس حال میں قائم ہوگی کہ میں اللہ تعالیٰ کے نبی موسیٰ سے لپٹا ہوا ہوں گا موسیٰ علیہ السلام کو قمیض کے اندر سے نکال کر اللہ تعالیٰ نے اپنے پاس بلا لیا اور وہ قمیض یوشع کے ہاتھ میں رہا یوشع جب وہ قمیض لے کر قوم کے پاس آئے تو انھوں نے کہا کہ تم نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل کیا ہے یوشع نے جواب دیا کہ میں نے اسے قتل نہیں کیا ہے بلکہ وہ قمیض کے اندر سے اٹھا لیے گئے ہیں لیکن قوم نے یہ بات نہ مانی یوشع نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ حقیقت کو واضح کر دے اور قوم سے کہا تم تین دن تک انتظار کرو چنانچہ ان کے پہرے داروں کو خواب میں بتایا گیا کہ یوشع نے موسیٰ علیہ السلام کو قتل نہیں کیا بلکہ ہم نے اسے اوپر اٹھا لیا ہے چنانچہ بنی اسرائیل اسی حال میں رہے اور ان انکار کرنے والوں میں سے کوئی بھی عمالقہ کی بستی میں داخل نہ ہو سکا اور نہ انھیں فتح حاصل ہوئی۔

موسیٰ علیہ السلام کے انتقال سے متعلق دوسری روایت

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے موت کو ناپسندیدہ سمجھا تو اللہ تعالیٰ نے انھیں مارنے کا ارادہ کر لیا اور ان کے لیے زندہ ہونے کو ناپسند سمجھا اور نبوت یوشع بن نون کی طرف منتقل کر دی موسیٰ علیہ السلام نے اس سے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے تیرے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ اس نے جواب دیا اے اللہ کے نبی میں آپ کے ساتھ کتنے عرصہ تک رہا آپ نے اتنے عرصے میں مجھ سے کوئی سوال نہیں کیا اور اب کر رہے ہیں پھر موسیٰ علیہ السلام کو کچھ نہ بتایا موسیٰ علیہ السلام سمجھ گئے اور انھیں اپنی زندگی سے نفرت ہوگئی اور موت سے محبت ہوگئی۔

موسیٰ علیہ السلام کی بود و باش

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام ایک چھپر کے سائے میں رہتے تھے اور لکڑی کے ایک پیالے میں کھانا کھاتے تھے اور اسی میں پانی پیتے اور اگر کھانے کے دوران پانی پینا ہوتا تو اس طرح منہ سے پانی پیتے کہ جیسے جانور پیتا ہے یہ سب کچھ تواضعاً کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے ہم کلام ہونے کا شرف عطا فرمایا۔

تیسری روایت

وھب کہتے ہیں کہ ان کی موت کا قصہ یہ ہے کہ ایک روز وہ اپنے چھپر سے نکل کر کسی کام کے لیے باہر گئے کسی کو معلوم نہ تھا کہ آپ کہاں گئے ہیں ایک جگہ آپ نے چند فرشتوں کو دیکھا کہ وہ قبر کھود رہے ہیں آپ نے انھیں پہچان لیا ان سے پوچھا کہ اے فرشتو! تم کس کی قبر کھود رہے ہو انھوں نے جواب دیا کہ ہم اللہ کے ایک برگزیدہ بندے کی قبر کھود رہے ہیں اس بندے کا اللہ کے ہاں بہت بڑا مقام ہے اس کا نہ کوئی ٹھکانہ ہے نہ گھر ہے پھر اس نے کہا کہ اے صفی اللہ کیا آپ چاہتے ہیں کہ یہ قبر آپ کی ہو فرمایا ہاں چاہتا ہوں انھوں نے کہا کہ آئیے اور اس میں لیٹ جائیے اور اپنے رب کی طرف متوجہ رہیے اور انتہائی آہستہ سانس لیجیے۔

موسیٰ علیہ السلام اس میں لیٹ گئے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوئے اور انتہائی آہستہ سانس لینے لگے اللہ تعالیٰ نے آپ کی روح قبض کر لی پھر فرشتوں نے قبر کو برابر کر دیا۔

چوتھی روایت

ابو ہریرہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ پہلے موت کا فرشتہ کھلم کھلا آتا تھا یہاں تک کہ جب موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا تو انھوں نے اسے تھپڑ مارا جس سے اسکی آنکھ نکل گئی۔ وہ واپس اللہ تعالیٰ کے پاس گیا اور کہا اس نے میری آنکھ نکال دی اگر وہ آپکا مقرب بندہ نہ ہوتا تو میں اس پر سختی کرتا اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ بیل کے جسم پر ہاتھ رکھو جتنے بال اس کے ہاتھ پر لگیں گے ہم اسے اتنے سال مزید زندگی دیں گے اور پھر بتایئے کہ اتنے عرصے کے بعد فوت ہونا چاہتا ہے یا نہیں فرشتے نے آکر یہ اختیار سنایا موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ اتنے عرصہ زندہ رہنے کے بعد کیا ہوگا کہا پھر بھی موت ہے؟ فرمایا پھر ابھی بہتر ہے چنانچہ فرشتے نے ان کے منہ پر رومال رکھا اور روح قبض کر لی اسکے بعد ملک الموت لوگوں کے پاس چھپ کر جانے لگے۔

ھارون کے انتقال سے متعلق دوسری روایت

عمرو بن میمون سے مروی ہے کہ ھارون اور موسیٰ علیہ السلام دونوں کا انتقال وادی تیہ میں ہوا ھارون کا انتقال پہلے ہوا دونوں وادی کے کسی غار میں گئے ھارون علیہ السلام کا وہیں انتقال ہوا۔ موسیٰ علیہ السلام نے اسے دفن کیا واپس آئے تو لوگوں نے کہا کہ ھارون کا کیا ہوا؟ فرمایا ان کا انتقال ہو گیا لوگوں نے کہا کہ آپ جھوٹ بول رہے ہیں آپ نے اسے اس لیے قتل کر دیا ہے کہ ہم اس سے محبت کرتے تھے موسیٰ نے اللہ تعالیٰ سے اس الزام کی شکایت کی ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ انھیں ھارون کی قبر کے پاس لے جاؤ وہاں قبر کھلوا کر انھیں بتلاؤں گا کہ ھارون علیہ السلام کا انتقال طبعی ہوا ہے، کسی نے اسے قتل نہیں کیا چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کیا میں نے تجھے قتل کیا ہے جواب آیا کہ اللہ کی قسم ایسی بات نہیں ہے بلکہ میرا انتقال طبعی ہے موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا اپنی جگہ لوٹ جاؤ پھر آپ ان لوگوں کو لے کر واپس آگئے۔

موسیٰ علیہ السلام کی عمر

موسیٰ علیہ السلام کی کل عمر ایک سو بیس سال تھی جس میں سے بیس سال افریدون کے حکومت میں گذرے اور بقیہ سو سال منوشہر کے دور میں گزرے آپکی بعثت کے آغاز سے آخر تک منوشہر ہی حکمران تھا۔

تاریخِ طبری جلد اول حصہ دوم

تصنیف: ابو جعفر محمد بن جریر الطبری

ترجمہ: مولانا محمد اصغر مغل

مولانا اعجاز احمد صمدانی

حضرت یوشع علیہ السلام کا ذکر

اریحا کس کے ہاتھوں فتح ہوا؟

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون بن افرائیم بن یوسف بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام کو نبی بنایا اور انھیں اریحا کے سرکش لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم فرمایا البتہ بعض اہل علم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اریحا کس کے ہاتھوں فتح ہوا؟ اور حضرت یوشع علیہ السلام اریحا کب تشریف لے گئے حضرت موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی حیات میں تشریف لے گئے یا آپ کے وصال کے بعد اریحا جانے کا حکم ہوا یا آپ کے وصال کے بعد۔

بعض کی رائے یہ ہے کہ انھیں حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصال کے بعد اریحا جانے کا حکم ہوا اور وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بعد اریحا گئے ہیں اور ان سب لوگوں کے ہلاک ہونے کے بعد گئے جنھوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ جانے سے انکار کر دیا تھا۔ جس وقت اللہ تعالیٰ نے انھیں اریحا کے سرکش لوگوں سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا اور ان اہل علم کی رائے میں موسیٰ اور حضرت ھارون علیہ السلام کا انتقال مقام تیہ میں تیہ سے نکلنے سے پہلے ہوا۔

دوسری روایت

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا جب موسیٰ علیہ السلام نے دعا مانگی اے اللہ میں صرف اپنے اور اپنے بھائی کے علاوہ کسی کے اوپر اختیار نہیں رکھتا اور پھر وہ تیہ میں داخل ہونے اور جس کی عمر بیس سال سے زائد تھی اسکا انتقال تیہ میں ہوا پھر وہ لوگ تیہ میں چالیس سال تک رہے اور حضرت یوشع علیہ السلام نے باقی ماندہ لوگوں سے مل کر سرکش لوگوں کے شہر کے پر چڑھائی کر دی اور انکا شہر فتح کر لیا۔

تیسری روایت

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''یہ زمین کے ایک خاص حصے میں سر مارتے رہیں گے یعنی ان پر وہ شہر حرام کر دیا گیا کہ وہ اس میں داخل ہی نہ ہو سکتے تھے اور اس پر انھیں چالیس سال تک قدرت نہیں ہوئی اور کہا گیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کا وصال چالیسویں سال ہوا۔ بیت المقدس میں وہ لوگ خود تو داخل نہیں ہوئے البتہ انکی اولاد داخل ہوئی۔

نیز سدی کی روایت میں ہے کہ جس نے بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ سرکش لوگوں کے شہر میں داخل ہونے سے انکار کر دیا ان میں سے کوئی بھی نہ بچ سکا، سب کا وہیں انتقال ہو گیا اور فتح میں کوئی شریک نہ ہو سکا۔ جب چالیس سال پورے ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے حضرت یوشع بن نون علیہ السلام کو نبی بنایا اور انھیں بتایا کہ وہ نبی ہیں اور اللہ

تعالیٰ نے انھیں ان سرکشوں کے ساتھ جنگ کرنے کا حکم فرمایا ان لوگوں نے حضرت یوشع علیہ السلام کی تصدیق اور پیروی کی، پھر آپ نے ان سرکشوں کو شکست دی اسلامی لشکر سرکشوں پر ٹوٹ پڑے اور اسے تہ تیغ کر دیا۔ حضرت قتادہؒ فرمان الٰہی ''فانها محرمة علیهم'' کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اب یہ حکم دائمی ہے۔ حضرت عکرمہؒ کے فرمان (یہ زمین چالیس سال کے لیے حرام کی گئی) کے بارے میں کہتے ہیں کہ اس سے مراد وادی تیہ میں بند ہونا ہے۔

دوسرے اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اریحا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ہاتھ پر فتح ہوا اور حضرت یوشع علیہ السلام حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مقدمۃ الجیش میں تھے گویا حضرت موسیٰ علیہ السلام جب ان سرکشوں کی سرکوبی کے لیے روانہ ہوئے تو حضرت یوشع علیہ السلام ان کے آگے آگے تھے ان حضرات نے ابن اسحاق سے بھی یہ روایت نقل کی ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مل کر قتال کرنے سے انکار کرنے والے لوگ مر گئے اور ان کی اولاد بڑی ہو گئی اور چالیس سال سرگردانی میں گزر گئے تو حضرت موسیٰ علیہ السلام اس نوجوان نسل کو لے کر چلے حضرت یوشع بھی ساتھ تھے اور حضرت کلاب بن یوفنا بھی۔

پھر جب وہ کنعان کی سرزمین پر پہنچے اور وہاں معروف شخص بلعم بن باعور بھی تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے دولت علم سے نوازا تھا اور ان کو اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم بھی معلوم تھا جس کے بارے میں معروف ہے کہ جب اس کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کو پکارا جائے تو ہر دعا قبول ہوتی ہے۔

بلعم کی مخالفت اور بددعا

سالم ابونصر سے روایت ہے کہ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام شام کے علاقے بنو کنعان کی زمین پر فروکش ہوئے تو بلعم بالقا کی آبادیوں میں سے بالعہ نامی گاؤں میں تھے۔ جب حضرت موسیٰ علیہ السلام اس سرزمین پر بنی اسرائیلیوں کے ساتھ ٹھہرے تو بلعم کی قوم ان کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ اے بلعم یہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام بنی اسرائیل سمیت آئے ہوئے ہیں اور ہمیں یہاں سے نکالنا اور قتل کرنا چاہتے ہیں اور یہ علاقہ بنی اسرائیل کے حوالے کرنا چاہتے ہیں، ہم آپ کی قوم ہیں ہمارا اور کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اور آپ مستجاب الدعوات آدمی ہیں اور آپ آئیں اور ان کے خلاف اللہ تعالیٰ سے بددعا کریں بلعم کہنے لگے کہ تمہاری ہلاکت ہو وہ تو اللہ تعالیٰ کے نبی ہیں ان کے ساتھ فرشتے اور مومنین ہیں، میں کیسے چلوں؟ اور ان کے خلاف کیسے بددعا کروں؟ اور اللہ تعالیٰ نے جو علم مجھے دیا ہے وہ میں ہی جانتا ہوں۔

بلعم کا فریب میں آ جانا

قوم کہنے لگی کہ ہمارا کوئی ٹھکانہ نہیں ہے اور بلعم کے سامنے اپنی عاجزی اور بے بسی کا اظہار کرتی رہی اور اس کے دل کو موم کرتی رہی۔ آخر ملمع سازی کر کے اس کو اپنے جال میں پھنسا ہی لیا اور وہ فتنہ میں پڑ گئے اور گدھے پر سوار ہو کر اس پہاڑی کی طرف چل دیئے جہاں بنی اسرائیل ٹھہرے ہوئے تھے وہ پہاڑ حسبان کے نام سے موسوم تھا اس پر تھوڑا ہی چلے تھے کہ گدھا اونٹ کی طرح بیٹھ گیا اتر کر اسے مارا اور وہ چلنے کے لیے کھڑا ہو گیا اور پھر اس پر سوار ہو گئے پھر کچھ دیر چل کر دوبارہ گدھا بیٹھ گیا۔ اسکی پٹائی کی تو وہ دوبارہ کھڑا ہو گیا اور یہ اس پر سوار ہو گئے تیسری بار گدھا کچھ چل کر دوبارہ بیٹھ گیا انھوں نے اسکی پھر پٹائی کی اور اسے چلنے پر آمادہ کیا۔ اب کے اللہ تعالیٰ نے اسے قوت گویائی عطا فرمائی اور

گدھے نے حجت پوری کرتے ہوئے کہا ہلاکت ہو تجھ پر اے بلعم تو کہاں جا رہا ہے کیا تجھے نظر نہیں آ رہا کہ فرشتے میرے سامنے ہیں اور میرا چہرہ واپس پھیر رہے ہیں کیا تو اللہ کے نبی اور مومنین کی طرف اس لیے جا رہا ہے کہ ان کے خلاف بددعا کرے لیکن بلعم مارنے سے باز نہ آیا جس وقت بلعم اس حد کو پہنچ گیا تو اللہ تعالیٰ نے اس کی رسی کھلی چھوڑ دی اور گدھا اس کو لے کر چل پڑا اور جبل حسبان پر پہنچا۔

بلعم کا بددعا کیلئے ناکام کوشش کرنا

حضرت موسیٰ علیہ السلام اور بنی اسرائیل بھی وہیں پر تھے بلعم نے ان کے خلاف بددعا شروع کر دی لیکن ہوا یہ ہے کہ بلعم جب بھی کوئی بددعا بنی اسرائیل کے لیے کرتے تو اسکی زبان اسکی اپنی ہی قوم کے خلاف ہو جاتی۔ اور جب وہ اپنی قوم کے لیے کوئی خیر کی دعا کرتے تو وہ دعا ان کے بجائے موسیٰ کی قوم کے لیے کرنے لگ جاتے۔

قوم بلعم نے یہ دیکھا تو کہنے لگی اے بلعم تو جانتا ہے تو کیا کر رہا ہے؟ تو اپنی قوم کے خلاف بددعا اور بنی اسرائیل کے حق میں دعا کر رہا ہے بلعم کہنے لگا کہ دعا کرنا میرے بس میں نہیں رہا۔ اللہ تعالیٰ اس میں غالب ہیں۔ بلعم کی زبان بھی منہ سے نکل کر سینے پر آ گئی بلعم کہنے لگا کہ مجھ سے دنیا و آخرت رخصت ہو گئیں کہ دونوں برباد کر بیٹھا۔ البتہ صرف مکر و حیلہ رہ گیا۔

بلعم کی کامیاب تدبیر

اب میں تمہارے لیے ایک تدبیر کرتا ہوں تم اپنی عورتوں کو مزین کرو اور انھیں ہتھیار دو پھر انھیں بنی اسرائیل کے لشکر میں بھیج دو اور ان سے کہو کہ اگر کوئی شخص انھیں چھیڑنا چاہے تو وہ اسے منع نہ کریں اگر ان میں سے کسی ایک شخص نے بھی کسی عورت سے زنا کر لیا تو تمہارے لیے یہ کافی ہو جائے گا اور تمہارا مقصد حاصل ہو جائے گا۔

کفار کی ازلی جنگی تدبیر

مخالفین کا حسین عورتوں کو لشکر میں بھیجنا

چنانچہ انھوں نے ایسا ہی کیا جب یہ عورتیں لشکر میں داخل ہوئیں تو قبیلہ کنعان کی کُسی بنت صور بنی اسرائیل کے ایک بڑے شخص جس کا نام زمری بن شلوم تھا کے پاس سے گزری (عورت کا قبیلہ مدین میں رہتا تھا جب کہ مرد شمعون بن یعقوب کے قبیلے سے تھا) جب یہ عورت اسکے پاس سے گزری تو اس کا حسن اسکو بہا گیا وہ اسے پکڑ کر موسیٰ علیہ السلام کے سامنے لے آیا اور کہنے لگا کہ یہ تو یہی کہیں گے کہ یہ میرے لئے حرام ہے اور ہرگز اس کے قریب مت جانا لیکن اللہ کی قسم میں آپکی یہ بات بالکل نہ مانوں گا پھر اس عورت کو ایک خیمہ میں لے گیا اور اس سے زنا کیا اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل پر طاعون کی بیماری اتار دی۔

بنی اسرائیل پر طاعون کی بیماری

فنحاص بن عیزار نامی ایک شخص حضرت موسیٰ علیہ السلام کا مصاحب خاص تھا وہ زمری اس کے فعل کے وقت بھی وہاں موجود نہ تھا جب وہ واپس لوٹ کر آیا تو بنی اسرائیل میں طاعون کی بیماری پھیل چکی تھی اسے اصل واقعہ بتایا گیا۔

زمری کا قتل اور طاعون کا خاتمہ

وہ ہتھیار لے کر اس خیمہ میں گیا وہاں وہ دونوں لیٹے ہوئے تھے اس نے دونوں کو قتل کر دیا اور انھیں اپنے نیزے پر بلند کر کے باہر لایا اور اسکا دوسرا ہاتھ اسکی کھوپڑی پر تھا اور وہ کہہ رہا تھا کہ اے اللہ! جو تیری نافرمانی کرے ہم اسکے ساتھ یہ ہی معاملہ کرتے ہیں اس کے بعد طاعون کی بیماری ختم ہوگئی۔ لیکن اس طاعون کی بیماری سے ہلاک ہونے والوں کو شمار کیا گیا تو تعداد ستر ہزار تھی۔

فخاص کا شکریہ

بنی اسرائیل کے لوگوں نے فخاص بن عیزار کی اولاد کی خدمت واسطے اس جھونپڑے میں ایک جانور ذبح کر کے اسکی پسلیاں، جبڑے انہیں دیئے، کیونکہ فخاص نے نیزے کو جبڑے میں رکھ کر زمری اور اسکی مزینہ عورت کو باہر نکالا تھا اور دوسرا ہاتھ کوکھ پر رکھا تھا۔

بلعم بن عور کے بارے میں قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ اے پیغمبر! آپ یہ واقعات ان کو پڑھ کر سنا دیجیے جس کو ہم نے اپنی آیات عطا فرمائیں مگر اس نے انکو چھوڑ دیا پھر شیطان اسکے پیچھے لگ گیا اور وہ گمراہوں میں شامل ہو گیا اگر ہم چاہتے تو اسکو ان احکام کے باعث بلند مرتبہ کر دیتے مگر وہ خود ہی پستی کی طرف مائل ہو گیا اور اپنی نفسانی خواہشات کے پیچھے ہو لیا سو اسکی مثال کتے جیسی ہوگئی کہ اگر تو اسکو ڈانٹے تب بھی ہانپے اور اگر چھوڑے تب بھی ہانپے یہ ہی مثال ان لوگوں کی ہے جنھوں نے ہماری آیات کی تکذیب کی پس اے پیغمبر آپ یہ واقعات ان کو پڑھ کر سنا دیجیے شاید یہ لوگ غور کریں (اعراف ۱۷۵،۱۷۶)۔

سورج کا واپس آنا

پھر موسیٰ علیہ السلام نے یوشع بن نون کو بنی اسرائیل کے ساتھ اریحا بھیجا۔ انھوں نے عمالقہ قوم سے جنگ کی جس سے کچھ لوگ ہلاک ہوئے اور ابھی جنگ جاری تھی کہ رات ہونے لگی انھیں خطرہ ہوا کہ جنگ کا فیصلہ ہوئے بغیر رات آگئی تو وہ جنگ میں کامیاب نہ ہو سکیں گے انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ سورج کو روک دے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورج کو روک دیا یہاں تک کہ یہ لوگ جنگ جیت گئے۔ یہ اس شہر میں داخل ہوئے اور جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا وہاں ٹھہرے رہے پھر اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کی روح قبض کر لی اب کسی کو بھی معلوم نہیں کہ آپ کی قبر مبارک کہاں ہے۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق سدی کی روایت میں ہے کہ یہ جنگ جبار بن یوشع نے کی تھی اور اس وقت موسیٰ اور ھارون علیہ السلام کا انتقال ہو چکا تھا اور یہ واقعہ اس طرح مذکور ہے کہ موسیٰ علیہ السلام کے چالیس سال بعد اللہ تعالیٰ نے یوشع علیہ السلام کو بھیجا انھوں نے بنی اسرائیل کو بتایا کہ میں اللہ تعالیٰ کا نبی ہوں اور اللہ تعالیٰ نے انھیں حکم دیا ہے کہ وہ قوم عمالقہ سے جنگ کریں پس تم میری بیعت کرو اور میری تصدیق کرو۔

بلعم کے متعلق دوسری روایت

اس وقت بنی اسرائیل میں بلعم نامی ایک شخص رہتا تھا جو عالم تھا اور اسم اعظم کو جانتا تھا اس نے یوشع علیہ السلام کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور قوم عمالقہ سے آ کر کہا کہ بنی اسرائیل سے ڈرنا نہیں جب تم ان سے مقابلہ کے لیے نکلو گے تو میں تمہارے لیے دعا کروں گا اور بنی اسرائیل کے لیے بددعا کروں گا جس سے وہ ہلاک ہو جائیں گے۔

بلعم کی حالت

بلعم کے پاس دنیا کی بہت سی نعمتیں موجود تھیں۔ البتہ وہ عورت سے جماع نہیں کر سکتا تھا بلکہ اپنی ایک گدھی سے کرتا تھا۔ اسی بلعم کے بارے میں قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں جو ابھی گزریں اور بلعم کتے کی طرح ہانپتا تھا۔

یوشع بنی اسرائیل کو لے کر مقابلے کے لیے آئے اور بلعم عمالقہ کے ساتھ اپنی گدھی پر آیا وہ اس وقت بنی اسرائیل کے خلاف بددعا کرنا چاہتا تھا لیکن جونہی وہ بنی اسرائیل کے خلاف بددعا کرتا تو بنی اسرائیل کے بجائے عمالقہ کا نام منہ پر آ جاتا تو وہ لوگ کہنے لگے کہ تو ہمارے خلاف بددعا کر رہا ہے اس نے جواب دیا کہ میں نے تو بنی اسرائیل کا ارادہ کیا ہے۔

بلعم کا گدھی سے بدفعلی کرنا

جب وہ شہر کے دروازے پر پہنچا تو بادشاہ نے اسے گدھی سے بدفعلی کرنے کے جرم میں پکڑ لیا وہ اس گدھی کو چلانے کے لیے حرکت دینے لگا لیکن وہ نہ چلی جب اس نے اسے خوب پیٹا تو وہ بولی کہ تو رات کو مجھ سے بدفعلی کرتا ہے اور دن کے وقت مجھ پر سواری کرتا ہے اور اگر مجھے یہاں سے نکلنے دیا گیا تو تو بھی میرے ساتھ نکلے گا لیکن اس بادشاہ نے مجھے روکا ہوا ہے۔

سورج واپس آنے سے متعلق دوسری روایت

جمعہ کے روز یوشع بن نون نے اس قوم سے خوب مقابلہ کیا یہاں تک کہ سورج غروب ہو گیا اور ہفتہ کی رات داخل ہو گئی۔ یوشع علیہ السلام نے سورج کو خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اے سورج تو بھی اللہ تعالیٰ کا حکم پورا کر رہا ہے اور میں بھی اللہ کے حکم کو پورا کر رہا ہوں اے اللہ! اس سورج کو لوٹا دیجیے سورج واپس آ گیا اور دن کی مقدار میں اضافہ ہو گیا یوشع علیہ السلام نے اپنے مخالفین کو شکست دی اور انہیں خوب قتل کیا۔

مال غنیمت میں خیانت کا واقعہ

بنی اسرائیل نے مال غنیمت جمع کیا یوشع علیہ السلام نے انہیں حکم دیا کہ اس مال غنیمت کو ایک جگہ جمع کر دو تا کہ اسے آگ آ کر کھا جائے لیکن آگ نہیں آئی یہ دیکھ کر یوشع علیہ السلام نے فرمایا اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی تمہارے پاس کوئی امانت ہے تم سب آ کر میرے ہاتھ پر بیعت کر و وہ بیعت کرنے لگے اس عمل کے دوران ان میں سے ایک آدمی کا ہاتھ یوشع علیہ السلام سے چپک گیا آپ نے پوچھا کیا تمہارے پاس کچھ ہے یہ سن کر وہ یاقوت و جواہر کا سر کے برابر ٹکڑا لے آیا، جسے اس نے خیانت کر کے اپنے پاس رکھ لیا تھا آپ نے اس ٹکڑے کو مال غنیمت میں شامل کیا اور آدمی کو بھی اس مال غنیمت میں ڈالا۔ پھر آگ آئی اور اس نے آدمی اور سارے مال غنیمت کو جلا دیا۔

اریحا کی فتح سے متعلق اگلی روایت

یہودیوں کا خیال یہ ہے کہ موسیٰ اور ھارون علیہما السلام کا انتقال وادی تیہ میں ہوا اور ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے یوشع کو نبی بنایا اور اسے حکم دیا کہ اردن پار کر کے اس علاقے میں آئیں جہاں بنی اسرائیل کو جانے کا حکم دیا گیا تھا اور ان سے وعدہ کیا گیا تھا کہ یہ ملک انھیں دیا جائے گا یوشع نے اس معاملہ کو سنجیدگی سے لیا اور حالات کا جائزہ لینے کے لیے اریحا کی طرف گئے آپ کے پاس میثاق (عہد نامے) کا تابوت بھی تھا جب آپ دریائے اردن پر پہنچے تو دریا نے آپ کے لیے راستہ بنا دیا آپ نے اریحا شہر کا گھیراؤ کیا اور چھ ماہ تک گھیراؤ کیے رکھا۔

ایک روز اس شہر کی دیوار گر گئی آپ کے لشکر نے وہاں خوب جنگ کی اور سونے چاندی پیتل اور لوہے کے علاوہ سب کچھ جلا دیا اور ان چیزوں کو بیت المال میں داخل فرما دیا۔

مال غنیمت میں خیانت کا واقعہ دوسری روایت

پھر ایک بنی اسرائیلی نے مال غنیمت میں خیانت کی جس کی وجہ سے یوشع علیہ السلام پریشان ہوئے اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ آپ قرعہ اندازی کریں چنانچہ قرعہ اندازی میں اسکا نام نکلا جس آدمی نے خیانت کی تھی۔ آپ نے اسے پتھر لگوائے اور پھر جا کر سب مال غنیمت کو آگ نے کھایا۔ مال غنیمت میں خیانت کرنے والے کا نام عاجر تھا اس کی وجہ سے اس جگہ کا نام عاجر رکھا گیا۔

دوسرے علاقوں کی فتح

یوشع علیہ السلام وہاں سے چل کر عائی اور شعبہ کے بادشاہ کے پاس آئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان سے جنگ کرنے کا حکم دیا تھا یوشع علیہ السلام نے ان سے جنگ کرنے کے لیے کمین گاہ بنانے کا حکم دیا اور پھر اس علاقہ پر فتح حاصل کی۔ انکی حکومت چھینی اور شہر کو آگ لگا دی اور وہاں کے بارہ ہزار آدمیوں کو قتل کیا۔

اہل عماق اور اہل جیعون نے دھوکہ دینے کے ارادے سے پہلے امان طلب کی جب انکی دھوکہ دہی آپ پر ظاہر ہوئی تو اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یہ لکڑے ہارے اور بہشتی (مشکیزے اٹھانے والے) ہو جائیں چنانچہ وہ ویسے ہی ہو گئے اور یہ دعا کی کہ باذق اور شلم کا بادشاہ بن جائے۔ سو وہ ان کا بادشاہ بن گیا۔

ارمانی بادشاہوں کو شکست

پھر ارمان کے بادشاہوں کو پیغام اطاعت بھیجا انکی تعداد پانچ تھی انھوں نے اپنے میں سے ایک کو سردار بنایا اور جنگ کیلئے جمع ہو گئے۔ اہل جیعون نے یوشع علیہ السلام سے مدد طلب کی یوشع علیہ السلام نے انکی مدد کی اور ان سب سرداروں کو شکست دی یہاں تک کہ ان کو حوران کی طرف اتار دیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر پتھروں کی بارش کی پتھروں سے قتل ہونے والوں کی تعداد تلوار سے قتل ہونے والوں سے زیادہ تھی۔

یوشع علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ سورج اور چاند کو روک دیں یہاں تک کہ ہفتہ داخل ہونے سے قبل فتح کا عمل ہو جائے۔ چنانچہ سورج اور چاند رک گئے اور یہ پانچوں غار میں جا کر چھپ گئے یوشع کے حکم سے اس غار کا منہ

بند کر دیا گیا۔ یوں دشمنوں سے انتقامی کاروائی مکمل ہوئی بلکہ پھر انھیں وہاں سے نکال کر قتل کیا گیا اور سولی پر لٹکایا گیا پھر انھیں لکڑی سے باندھ کر اسی غار میں ڈال دیا گیا جس غار میں وہ چھپے تھے پھر آپ نے وہاں کے دوسرے سرداروں کو تلاش کیا ان میں سے اکتیس سرداروں کو آپ نے قتل کیا اور ان پر غلبہ حاصل کیا۔

یہودا اور شمعون کی اولاد کا جنگ جاری رکھنا

اسکے بعد آپ کا انتقال ہوگیا اور آپ کو افرائیم نامی پہاڑ کے قریب دفن کیا گیا آپ کے بعد یہودا اور شمعون کی اولاد کنعانیوں سے جنگ کے لیے تیار ہوگئی چنانچہ انھوں نے ان کے محرمات کو مباح کیا اور ان کے دس ہزار آدمی بازق کے ساتھ قتل ہوئے۔

عبرتناک حشر

انھوں نے بازق کو پکڑا اور اسکے ہاتھ پاؤں کی انگلیوں کو کاٹ دیا اس وقت بازق نے کہا میں نے ستر سرداروں کی انگلیاں کٹوائیں اور وہ میرے دسترخوان سے کھانا لیتے تھے اللہ تعالی نے مجھے اس کرتوت کی سزا دے دی انھوں نے بازق کو اور شلیم نامی علاقے میں بھیج دیا وہیں اسکا انتقال ہوا یہودا کی اولاد نے تمام کنعانیوں سے جنگ کی اور ان پر غلبہ حاصل کیا۔

یوشع علیہ السلام کی عمر

یوشع علیہ السلام کی عمر ایک سو چھبیس سال تھی۔ موسی علیہ السلام کے بعد آپ پیغمبر بنے اور ستائیس سال تک اپنی قوم میں رہے یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔

یمن کا سب سے پہلا بادشاہ

کہا گیا ہے کہ یمن کا سب سے پہلا بادشاہ جو موسی علیہ السلام کے دور میں تھا اس کا نام شمیر بن املون تھا اس نے یمن میں ظفار نامی شہر تعمیر کرایا تھا اور وہاں سے عمالقہ کو نکال لایا تھا شمیر اس وقت فارس کے بادشاہ کی طرف سے یمن اور اسکے اردگرد کے علاقوں کا گورنر تھا۔

بقیہ کنعانیوں کا افریقہ جانا، بربروں کی وجہ تسمیہ

ھشام بن محمد کا خیال ہے کہ یوشع علیہ السلام سے جنگ کے بعد کچھ کنعانی زندہ رہ گئے تھے افریقس بن قیس جب افرایقہ کی طرف جارہا تھا تو اس وقت ان کا گزر ان کے پاس سے ہوا۔ اس نے انھیں شام کے ساحل سے اپنے ساتھ لے لیا اور ان کو لے کر افریقہ پہنچا افریقہ پر حملہ کر کے اسے فتح کیا اور ان کے بادشاہ جرجیر کو قتل کیا۔ اور ان کنعانیوں کو وہاں آباد کیا ان کا نام بر ابرہ رکھا گیا کیونکہ افریقس نے ان سے کہا تھا کہ 'ما اکثر بربرتکم' ' (تمہاری بڑبڑاہٹ کتنی زیادہ ہے) اسی وجہ سے انکا نام بربر رکھا گیا تھا۔ راوی کہتے ہیں کہ حمیر کے قبیلے صنھاجہ اور کتامہ بھی بربریوں کے ساتھ رہنے لگے اور اس وقت سے ابھی تک ان کے ساتھ رہ رہے ہیں۔

قارون کے حالات کا بیان

قارون کون تھا؟

قرآن مجید میں ہے کہ "ان قارون کان من قوم موسی" (بلاشبہ قارون موسی کی برادری میں سے تھا) اس آیت کے تحت ابن جریج فرماتے ہیں کہ قارون موسی علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اس لیے قارون کے والد یصہر اور موسی کے والد عومر (جسے عربی میں عمران کہتے ہیں) یہ آپس میں بھائی تھے بعض نے عومر کے بجائے عمعم نام ذکر کیا ہے۔

سلمہ سے مروی ہے کہ یصہر بن قزھث نے شمیت بنت تباویت سے نکاح کیا اس سے عمران اور قارون دولڑکے پیدا ہوئے اور پھر عمران سے موسی علیہ السلام پیدا ہوئے اس تفصیل کے مطابق قارون موسی کا چچا اور ان کے والد کا حقیقی بھائی بنتا ہے بہر حال روایات دونوں طرح کی طرح ہیں۔

پہلا قول ساوک کے طریق سے پانچ واسطوں سے مروی ہے اسی طرح قتادہ سے بھی مروی ہے کہ ہم یہ بیان کرتے ہیں کہ قارون موسی علیہ السلام کا چچازاد بھائی تھا اور تورات میں اسکے خوبصورت ہونے کا ذکر اس لیے ہے کہ اسے منور بھی کہا جاتا ہے البتہ اللہ کے دشمن نے بھی سامری کی طرح منافقت کی اور اللہ تعالی نے اس نافرمان کو ہلاک کیا۔

قارون کے خزانے

مالک بن دینار کہتے ہیں کہ مجھ تک یہ خبر پہنچی ہے کہ موسی قارون کے چچازاد بھائی تھے اور اللہ تعالی نے قارون کو بہت مال عطا کیا تھا قرآن مجید میں اسکے مال کے بارے میں یوں تذکرہ ہے اللہ تعالی فرماتے ہیں کہ "ہم نے اسے اتنے خزانے دیئے کہ اسکے خزانے کی کنجیاں ایک طاقتور آدمیوں کی جماعت کو گراں بار کر دیتی تھیں۔

اس آیت کے تحت خمیثہ سے مروی ہے کہ ہم نے توارت میں یہ لکھا ہوا دیکھا کہ قارون کے خزانے کی کنجیاں ساٹھ خچر اٹھاتے تھے جو بوجھ سے لدے ہوتے تھے۔ اور کوئی چابی اسکی ایک انگلی سے بڑی نہیں ہوتی تھی اور ہر کنجی ایک خزانے کی کنجی ہوتی تھی ابوصالح سے مروی ہے کہ اسکے خزانے کی کنجیاں چالیس خچر اٹھاتے تھے خمیثہ سے ایک اور روایت میں مروی ہے کہ قارون کے خزانے کی کنجیاں ساٹھ خچر اٹھاتے تھے اور ہر کنجی ایک بہت بڑے خزانے کے دروازے کی ہوتی تھی اور چمڑے سے بنی ہوئی اور ایک انگلی کے بقدر ہوتی تھی اور یہ کنجیاں ایسے ساٹھ خچروں پر لادی جاتی تھیں کہ جن کی پیشانی اور ٹانگیں چمکدار ہوتی تھیں۔

قارون کو نصیحت

لیکن جب اللہ تعالی نے اس کے کثرت مال کی وجہ سے اسے بدبختی اور عذاب میں مبتلا کرنا چاہا تو اللہ تعالی

کے اس دشمن نے سرکشی کی۔ سرکشی یہ تھی کہ اس نے بنی اسرائیل کے کپڑوں میں ایک ہاتھ کا اضافہ کر دیا تھا قوم کے لوگوں نے اسے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی سے روکا اور اسے اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کی ترغیب دی اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت پر ابھارا قرآن مجید میں ہے کہ ''جب قارون کی قوم نے اس سے کہا تو نازاں نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ اترانے والوں کو پسند نہیں کرتا اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے تجھے دے رکھا ہے اس سے آخرت کا گھر تلاش کر اور دنیا میں سے اپنے حصے کو فراموش نہ کر اور جس طرح اللہ تعالیٰ نے تجھ پر احسان کیا ہے تو بھی احسان کیا کر اور ملک میں فساد مچانے کا خواہش مند نہ ہو یقیناً اللہ تعالیٰ فساد کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔''

قارون کا جواب

''اور تو دنیا میں اپنے حصے کو فراموش نہ کر سے مراد یہ ہے کہ تو اس بات کو نہ بھول کہ تو نے اس دنیا سے آخرت کے لیے حساب نکالنا ہے لیکن قارون نے اس کے بدلہ میں جہالت اور گمراہی پر مبنی جواب دیا جو قرآن مجید میں بھی مذکور ہے اس نے کہا کہ مجھے یہ سب کچھ میرے اس علم اور ہنر کی وجہ سے ملا ہے، جو مجھے حاصل ہے۔ قتادہ نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ جو مال اور ہنر میرے پاس تھا اسکی وجہ سے میرے پاس یہ اتنا مزید مال آیا ہے جبکہ بعض مفسرین نے اس کا مطلب یہ بیان کیا ہے کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھ سے راضی نہ ہوتا تو وہ مجھے اتنا زیادہ مال عطا نہ کرتا اللہ تعالیٰ نے اسکی تکذیب کرتے ہوئے فرمایا کیا اسکو معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے پہلے گزشتہ قوموں میں سے ایسے ایسے شخصوں کو تباہ کر چکا ہے جو قوت کے اعتبار سے اس سے کہیں زیادہ اور مال جمع کرنے کے اعتبار سے اس سے کہیں بڑھے ہوئے تھے۔ لہذا اگر اللہ تعالیٰ اپنی رضا اور فضل کی بنیاد پر مال عطا کرتے تو اللہ تعالیٰ ان مال والوں کو ہلاک نہ کرتے حالانکہ ان کا مال اس سے زیادہ تھا۔

قارون کا زیب وزینت کے ساتھ نکلنا

لیکن اس وعظ ونصیحت پر مشتمل جواب نے اس پر کوئی اثر نہ کیا اور وہ اپنی سرکشی اور نافرمانی میں بڑھتا گیا یہاں تک کہ ایک روز وہ اپنی پوری زیب وزینت کے ساتھ اپنی قوم کے سامنے نکلا وہ ایک سفید تر کی گھوڑے پر تھا جس پر ارجون (خوبصورت پھوالدر درخت کی لکڑی) کی زین لگی ہوئی تھی اس نے زرد رنگ کا لباس پہن رکھا تھا اور اس کے طرز لباس اور سواری کے ساتھ ساتھ اسکے ہمراہ تین سو باندیاں اور چار ہزار آدمی بھی نکلے۔ بعض نے کہا ہے کہ مردوں کی تعداد ستر ہزار تھی۔

بعض لوگوں کی قارون جیسا مال طلب کرنے کی تمنا

مجاہد سے مروی ہے کہ جب قارون اس زیب وزینت کے ساتھ نکلا تو خسارہ پانے والے لوگوں کو اسکی حالت پر رشک آیا اور وہ بھی قارون جیسا مال طلب کرنے کی تمنا کرنے لگے چنانچہ انھوں نے کہا'' کیا خوب ہوتا کہ ہم کو بھی وہ ساز وسامان ملتا جو قارون کو دیا گیا'' سمجھدار اور فہیم لوگوں نے ان کی اس بات کو ناپسند کیا اور کہا کہ قارون کے خزانے کی تمنا کرنے والو! اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور جن باتوں کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ ان پر عمل کرو اور جن سے روکا ہے ان سے رک جاؤ اس لیے کہ جو شخص اللہ اور اسکے رسول پر ایمان لائے اور نیک عمل کرے تو اس کو ملنے والا ثواب اس خزانے سے بدرجہا

جہا بہتر ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ یہ مرتبہ (ایمان اور عمل صالح کرنے کا مرتبہ) ثابت قدم رہنے والوں کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا جو دنیا کی زیب و زینت دیکھنے کے باوجود صبر کرتے ہیں اور آخرت کے ثواب کو دنیا کی لذتوں اور شہوتوں پر ترجیح دیتے ہیں تو یہ عمل ان کے لیے اجر عظیم کا ذریعہ بنتے ہے۔

زکوۃ کے حکم پر اسکا ردعمل

ابن عباس سے مروی ہے کہ جب زکوۃ کا حکم آیا تو قارون موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس بات پر صلح کی کہ وہ ہر ہزار کے بدلے ایک درھم اور جس چیز کی مقدار بھی ایک ہزار تک ہوگی اس میں سے ایک چیز دے گا یا یہ کہ ہزار دنبوں کے بدلے ایک دنبہ دے گا پھر گھر آیا اپنے مال کو شمار کیا تو اسکے اعتبار سے زکوۃ بہت زیادہ بن گئی لہذا اس نے زکوۃ سے بچنے کے لیے یہ تدبیر کی کہ بنی اسرائیل کو جمع کیا اور ان سے کہا کہ اس سے پہلے موسیٰ علیہ السلام نے تم کو بہت سے احکام سنائے اور تم نے اسکی اطاعت کی اب وہ تم سے تمہارا مال بھی لینا چاہتا ہے ان لوگوں نے قارون سے کہا تم ہمارے بڑے ہو، جو چاہو ہمیں حکم دو۔

ایک طائفہ کو تہمت کے لیے تیار کرنا

اس نے کہا کہ میں تمھیں یہ حکم دیتا ہوں کہ فلاں زانیہ (طائفہ) عورت کو لے آؤ اور اسے کچھ رقم دو وہ اپنے اوپر موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں تہمت لگائے وہ لوگ اس عورت کو لے آئے پھر قارون موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ آپ کی قوم ایک جگہ جمع ہو چکی ہے تا کہ آپ انھیں احکام اور نواہی بتلائیں اور وہ اس پر عمل کریں۔ وہ لوگ ایک کھلے میدان میں جمع تھے موسیٰ علیہ السلام ان کے پاس پہنچے اور فرمایا! اے بنی اسرائیل جو شخص چوری کریگا ہم اسکا ہاتھ کاٹیں گے اور جو کسی پر تہمت لگائے گا ہم اسے کوڑے لگائیں گے اگر کنوارا شخص زنا کریگا تو اسے سو کوڑے لگائیں گے اور اگر شادی شدہ مرد زنا کریگا تو اسے اتنے کوڑے لگائیں گے کہ (یا یہ کہا کہ اتنے پتھر ماریں گے کہ) وہ مر جائے۔

قارون نے کہا خواہ آپ زناء کریں آپ پر بھی حد ہوگی؟ فرمایا: کیوں نہیں۔ قارون بد بخت بولا بنی اسرائیل کا خیال ہے کہ آپ سے فلاں عورت کے ساتھ بدکاری سرزد ہوئی ہے؟ فرمایا: اسے بلاؤ۔ عورت حاضر ہوئی۔ موسیٰ نے فرمایا: یہ جو کچھ کہہ رہے ہیں کیا واقعی میں نے تیرے ساتھ ایسی حرکت کی ہے؟ عورت نے کہا نہیں، بلکہ ان لوگوں نے مجھے انعام دے کر اس بہتان طرازی پر ابھارا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام شدتِ غم سے بے اختیار ہو کر وہیں سجدہ میں گر پڑے۔

اے موسیٰ! زمین کو جو حکم دینا چاہو، دو!

اس کے بعد وحی آئی کہ اے موسیٰ! زمین کو جو حکم دینا چاہو دو۔ آپ نے فرمایا اے زمین انھیں پکڑ لے زمین نے ان کو قدموں تک پکڑ لیا پھر آپ نے کہا کہ اور پکڑ زمین نے انھیں گھٹنوں تک پکڑ لیا پھر آپ نے انھیں کہا کہ اور پکڑ لے! اب زمین نے انھیں گردنوں تک پکڑ لیا اس وقت ان لوگوں نے آپ کے سامنے آہ و بکا شروع کر دی اور یا موسیٰ یا موسیٰ کہہ کر پکار رہے تھے لیکن آپ نے پھر بھی زمین سے فرمایا کہ ان کو پکڑ لو تو زمین انھیں اندر نگل گئی۔

اگر مجھے پکارتے تو ضرور مدد کرتا

اسکے بعد وحی آئی اور اللہ تعالی نے فرمایا اے موسیٰ ان لوگوں نے تجھ سے رحم کی درخواست کی اور تو نے ان پر رحم نہ کھایا اگر یہ مجھے پکارتے تو مجھے قریب اور دعا کو قبول کرنے والا پاتے۔

قرآن مجید میں اس واقعہ کا تذکرہ

ایک راوی "فخرج علی قومه فی زینته" کی تفسیر میں کہتے ہیں کہ زینت سے مراد یہ ہے کہ وہ چتکبرے گھوڑے پر باہر نکلا جس پر ارجوان کی زین تھی اور اس کے کپڑے بہرمان سے رنگے ہوئے تھے قرآن مجید میں اس کا نقشہ یوں بیان کیا گیا ہے کہ" پھر قارون پوری زیب وزینت کے ساتھ قوم کے سامنے آیا تو وہ لوگ جو دنیوی زندگی کے طالب تھے کہنے لگے کہ کیا خوب مزے ہوتے کہ ہمیں بھی وہ ساز وسامان ملتا جو قارون کے پاس ہے واقعی قارون بڑے نصیب والا ہے جن لوگوں کو صحیح علم وفہم عطایا گیا تھا انھوں نے فرمایا اے دنیا کے طالبو! تم پر افسوس ہے اللہ تعالی کا وہ ثواب بدرجہا بہتر ہے جو اسکی بارگاہ سے ایسے شخص کو ملتا ہے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتا رہے لیکن یہ مرتبہ ثابت قدم رہنے والوں کے علاوہ کسی کو نہیں ملتا۔ پھر ہم نے اوروں کو اور اس کے مکان کو زمین میں دھنسا دیا پھر اسکی مدد کے لیے کوئی ایسی جماعت نہیں آئی جو اسے بچالیتی اور نہ وہ اپنے آپ کو خود ہی بچا سکا اور گزشتہ روز جو لوگ اس جیسا ہونے کی تمنا کررہے تھے وہ کہنے لگے کہ افسوس! بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالی اپنے بندوں پر احسان نہ کرتا تو ہم کو بھی دھنسا دیتا افسوس واقعی بات تو یہ ہے کہ ناسپاسوں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی"

اسکے بعد اللہ تعالی حضور اکرم ﷺ کو خطاب کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اے محمد "یہ آخرت کا گھر یعنی جنت ہم اپنے لوگوں کے لیے خاص کرتے ہیں جو دنیا میں بڑا نہیں بننا چاہتے اور آخرت میں انہی لوگوں کا انجام اچھا ہوگا جو پرہیز گار ہیں (القصص ۸۰ تا ۸۳)

اللہ تعالی کی رحمت

ابن عباس سے ایک اور روایت میں مذکورہ بالا تفصیل کے علاوہ یہ بات بھی مروی ہے کہ اس کے بعد بنی اسرائیل شدید بھوک میں مبتلا ہوئے اور موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا آپ ہمارے لیے اللہ تعالی سے دعا کریں موسیٰ علیہ السلام نے دعا فرمائی تو یہ وحی آئی کہ تم مجھ سے ایسی قوم کے بارے میں کلام کرنا چاہتے ہو جنھوں نے اپنے نفس پر بہت ظلم کیا ہے۔ اور انھوں نے تجھ سے دعا کی تو تو نے قبول نہ کی لیکن اگر وہ مجھ سے دعا کریں گے تو میں قبول کروں گا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق تفصیلی روایت

قرآن مجید کی آیت "ان قارون کان من قوم موسی" (بلاشبہ قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں

سے تھا) کے تحت ابن عباس سے مروی ہے کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کا چچا زاد بھائی تھا آپ شہر کے ایک کنارے میں رہتے تھے جب کہ قارون دوسرے کنارے میں رہتا تھا اس نے بنی اسرائیل کی ایک طائفہ عورت کو بلایا اور اسے کچھ رقم دینے کا وعدہ کر کے اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ موسیٰ علیہ السلام پر تہمت لگائے کہ آپ نے میرے ساتھ زنا کیا ہے اور پھر اسے چھوڑ دیا یہاں تک کہ ایک روز جب جب بنی اسرائیل کے لوگوں کے جمع ہونے کا دن تھا اور وہ جمع ہوئے تو قارون موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا اور کہا کہ چوری کی کیا سزا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ اسکا ہاتھ کاٹا جائے اس نے کہا کہ خواہ آپ نے چوری کی ہو فرمایا ہاں۔ پھر اس نے کہا کہ زانی کی کیا سزا ہے؟ فرمایا کہ اسے رجم کیا جائے وہ بولا کہ خواہ آپ نے زنا کیا ہو۔ فرمایا ہاں۔ اس پر وہ کہنے لگے کہ آپ نے زنا کیا ہے آپ نے فرمایا کہ تیرے لیے ہلاکت ہو، میں نے کس کے ساتھ زنا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ فلاں عورت کے ساتھ اس عورت کو بلوایا گیا موسیٰ علیہ السلام نے اس عورت سے کہا میں تمھیں اللہ کا واسطہ دیتا ہوں جس نے تورات نازل کی بتا کیا قارون نے سچ کہا ہے؟ وہ بولی کہ جب آپ نے اللہ تعالیٰ کا واسطہ دیا تو میں گواہی دیتی ہوں کہ آپ اس تہمت سے بری ہیں آپ اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں اللہ کے اس دشمن نے میرے لیے کچھ رقم مقرر کر کے مجھے اس بات پر آمادہ کیا کہ میں آپ پر تہمت لگاؤں آپ اس تہمت سے بری ہیں موسیٰ علیہ السلام فوراً سجدہ میں گر گئے۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ اے موسیٰ سر اٹھاؤ اور زمین کو جو حکم دینا چاہو دے دو۔ آپ نے زمین سے فرمایا انھیں پکڑ لو اس نے ان کو کولھوں تک پکڑ لیا آپ نے اسے دوبارہ پکڑنے کے لیے کہا تو سینوں تک پکڑا تیسری مرتبہ حکم ملنے پر وہ زمین انھیں نگل گئی اس دوران وہ لوگ آپ سے رحم کی اپیل کرتے رہے تھے جب زمین نگل چکی تو یہ وحی آئی کہا اے موسیٰ! انھوں نے تجھ سے استغاثہ کیا تو نے انکی ایک نہ سنی اگر یہ مجھے پکارتے تو انکی دعا سنتا اور قبول کرتا۔

دوسری تفصیلی روایت

علی بن زید سے مروی ہے کہ عبداللہ بن الحارث اپنے گھر سے نکلے اور اپنے قصر میں داخل ہو گئے جب وہاں سے نکلے تو ٹیک لگا کر بیٹھ گئے ہم بھی ان کے پاس بیٹھ گئے وہ سلیمان بن داؤ علیہ السلام کا ذکر کرنے لگے کہ انھوں نے اپنے مصاحبین سے کہا کیا تم میں سے کوئی ایسا بھی ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ لوگ مطلع ہو کر میرے پاس آئیں بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے؟ تو جنات میں سے ایک قوم کا ہیکل جن بولا کہ اس مجلس کے ختم ہونے سے پہلے میں وہ تخت آپ کے پاس لے آؤں گا میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ میں اس تخت کو لانے کی قدرت رکھتا ہوں اور قابل اعتماد ہوں ایک شخص، جس کے پاس کتاب کا علم تھا، نے کہا کہ میں آپ کی پلک جھپکنے سے پہلے وہ تخت آپکی خدمت میں حاضر کر دیتا ہوں۔ پھر جب سلیمان علیہ السلام نے اس تخت کو اپنے سامنے رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا کہ یہ بھی میرے پروردگار کا فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے کہ میں اس کا شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں اور جو شخص شکر کرتا ہے تو وہ اپنے ہی فائدے کے لیے شکر کرتا ہے اور جو ناشکری کرتا ہے تو میرا رب بے پرواہ اور کرم کرنے والا ہے'' (النمل ۳۸ تا ۴۰)

پھر اس کے بعد خاموش ہو گئے۔ اور پھر قارون کا ذکر کرنے لگے کہ قارون موسیٰ علیہ السلام کی برادری میں سے تھا پھر بھی وہ لوگوں پر زیادتی کرنے لگا اور اللہ تعالیٰ نے اسے اتنے خزانے عطا کیے تھے کہ اس کے خزانے کی کنجیاں ایک طاقتور جماعت کو گراں بار کر جاتی تھیں اس نے کہا کہ یہ خزانہ مجھے میرے علم کی وجہ سے ملا ہے جو کہ میرے پاس

موجود ہے وہ موسیٰ علیہ السلام کو تکلیفیں پہنچاتا تھا جبکہ آپ اس سے درگزر کرتے اور قرابت داری کی وجہ سے اسے معاف کردیتے تھے یہاں تک کہ اس نے ایک مکان بنوایا جس کا دروازہ سونے کا تھا اور اس نے اپنے گھر کی دیوار پر سونے کے ٹکڑے لگوائے۔

قارون کی بدبختی

بنی اسرائیل کے لوگ صبح وشام اس کے پاس آتے اور وہ انھیں کھانا کھلاتا اور پھر ہنسی مذاق اور گپ شپ کی محفلیں لگتیں۔ اسکی بدبختی برقرار رہی یہاں تک کہ اس نے ایک روز ایک زانیہ عورت کو بلوایا۔ جب وہ آئی تو اس نے کہا کہ کیا تو چاہتی ہے کہ میں تجھے مالدار بنادوں اور اپنے گھر کی عورتوں میں شامل کروں لیکن شرط یہ ہے کہ جب بنی اسرائیل کے لوگ میرے پاس جمع ہوں تو تو مجھے یہ کہنا اے قارون تو موسیٰ سے مجھ کو نہیں روکے گا؟ عورت اس پر راضی ہوگئی۔ جب قارون بیٹھ گیا اور بنی اسرائیل کے لوگ اس کے پاس جمع ہوئے تو عورت آئی اور اسکے سامنے کھڑی ہوگئی لیکن اللہ تعالیٰ نے اسکے دل کو بدل دیا اور اس نے توبہ کا ارادہ کرلیا اور دل میں کہنے لگی کہ اس سے بہتر توبہ کا کوئی اور طریقہ میرے ہاتھ نہ آئے گا کہ میرے جملے کی وجہ سے اللہ کے رسول کو تکلیف نہ پہنچے اور اللہ کا دشمن خوش نہ ہو پھر اس نے سرعام راز آشکار کیا کہ قارون نے مجھے مال کا لالچ دے کر اس پر آمادہ کیا تھا لیکن میں نے سوچا کہ اس سے بہتر توبہ کا اور کوئی موقعہ نہیں اس لیے حقیقت آشکار کردی۔

یہ سن کر قارون کا سر جھک گیا وہ خاموش رہا اور سمجھ گیا کہ اب اسکی ہلاکت کا وقت آ

آپ قارون کے پاس آئے جب قارون نے آپ کو دیکھا تو جان گیا کہ آپ اس کے بارے میں اچھا ارادہ لے کر نہیں آئے وہ کہنے لگا کہ اے موسیٰ علیہ السلام مجھ پر رحم کرو آپ نے فرمایا اے زمین انھیں نگل جاؤ اسکا مکان ہلنے لگا اور قارون اپنے ساتھیوں سمیت گھٹنوں تک دھنس گیا۔

میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھے پکارتا تو میں انکی پکار کا جواب دیتا

اس نے پھر رحم کی اپیل کی آپ نے دوبارہ زمین کو حکم دیا کہ انھیں پکڑلو اس پر پھر مکان ہلا اور سب ناف تک دھنس گئے اب قارون بہت زیادہ آہ وبکا کرنے لگا لیکن آپ نے پھر بھی زمین کو دھنسانے کا حکم دیا تو زمین نے اسکے مکان اور ساتھیوں سمیت سب کو نگل لیا۔ اسکے بعد موسیٰ علیہ السلام پر وحی نازل ہوئی کہ اے موسیٰ! تو نے رحم نہ کیا میری عزت کی قسم! اگر وہ مجھے پکارتا تو میں انکی پکار کا جواب دیتا۔

ابوعمران الحونی سے مروی ہے کہ موسیٰ علیہ السلام سے کہا گیا تمہارے بعد زمین کو کسی کا تابع نہیں بنایا جائے گا یزید سے مروی ہے کہ قارون ہر روز قد آدم کے برابر دھنستا ہے اور وہ اس میں دھنستا رہے گا اور قیامت تک اس کی انتہا تک نہیں پہنچے گا۔

عذاب کے بعد مختلف ردعمل

ابوجعفر کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ کا عذاب قارون پر آیا تو ایمان والوں نے اپنے اوپر ہونے والے اللہ کے انعامات کا شکر کیا اس سے نصیحت حاصل کی اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا اور اللہ تعالیٰ کی معرفت کا حق ادا

کرنے اور اس کی اطاعت کرنے کی نصیحت کی۔ اور جو لوگ خوش عیشی کی تمنا رکھتے تھے انھیں اپنے فعل پر ندامت ہوئی وہ کہنے لگے کہ ارے افسوس! بات تو یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتا ہے اسکی روزی کو بڑھاتا ہے اور گھٹاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ ہم پر احسان نہ کرتا تو ہمیں بھی دھنسا دیتا افسوس واقعی بات تو یہ ہے کہ ناشکری کرنے والوں کو فلاح نصیب نہیں ہوتی ہم گزشتہ روز جس مال کی تمنا کر رہے تھے آج اسکی وجہ سے آنے والے عذاب کو اللہ تعالیٰ نے ہم پر سے ہٹا لیا پس اللہ تعالیٰ نے موسیٰ کو اور ان پر ایمان لانے والوں کو بھی نجات دی اور اپنے اور بنی اسرائیل کے دشمن یعنی فرعون، ہامان، قارون اور کنعانیوں کو ان کے کفر اور تمرد اور سرکشی کی وجہ سے ہلاک کیا بعضوں کو غرق کیا اور بعضوں کو زمین میں دھنسا دیا اور بعض کو قتل کر دیا اور عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے انھیں نشان عبرت اور نصیحت حاصل کرنے والوں کے لیے انھیں مقام نصیحت بنایا حالانکہ ان کے پاس مال و دولت اور لشکروں کی کثرت تھی اور ان کی پکڑ مضبوط تھی اور ان کا جسم اور ڈھانچہ بڑا تھا لیکن مال و دولت، لاؤ لشکر ان کے کسی کام نہ آیا کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنے والے اور زمین میں فساد پھیلانے والے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو اپنا معبود بنانے والے تھے اور جس عذاب سے وہ اپنے آپ کو مامون سمجھتے تھے وہی عذاب ان تک آن پہنچا جس عمل کی وجہ سے ان پر عذاب آیا ہم اس عمل کے ارتکاب سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں اور جو عمل اللہ تعالیٰ کی محبت کی طرف لے جائے اسکی طرف رغبت کی توفیق مانگتے ہیں۔

بنی اسرائیل کے پہلے اور آخری نبی

ابوذر غفاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل میں سب سے پہلے آنے والے نبی موسیٰ علیہ السلام ہیں۔ ابوذر کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا کہ موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں کیا تھا؟ فرمایا اس میں عبرت کی باتیں تھیں۔ مثلاً یہ کہ مجھے تعجب ہے اس بات پر کہ جو جہنم کی آگ پر یقین رکھتا ہے لیکن پھر ہنستا بھی ہے مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو موت پر یقین رکھتا ہے اور پھر بھی خوش ہوتا ہے مجھے تعجب ہے اس شخص پر جو اس بات کا یقین رکھتا ہے کہ کل کو حساب ہونے والا ہے اور پھر بھی عمل نہیں کرتا۔

یوشع علیہ السلام کا دور انتظام

موسیٰ علیہ السلام کے انتقال کے بعد یوشع علیہ السلام نے امور کو سنبھالا اور موت تک یہ فریضہ سرانجام دیا اس میں سے بیس سال کا عرصہ منوشہر کے دور حکومت میں گزرا اور سات سال کا عرصہ فراسیاب کے دور میں گزرا۔

منوشہر کے بعد آنے والے ایرانی بادشاہ

فراسیاب کی نحوست

منوشہر کے فوت ہونے کے بعد فراسیاب بن فشنج بادشاہ بنا۔ اس کا اکثر قیام بابل اور مہرجان شہر میں ہوتا تھا۔ اس نے فارس میں بہت فساد پھیلایا۔ کہا گیا ہے کہ جب اس نے فارس پر غلبہ حاصل کیا تو اس نے کہا "ہم مخلوق کو ہلاک کرنے میں جلد باز ہیں"۔ وہ بہت زیادہ ظلم و ستم کرنے والا تھا۔ بہت سے شہروں کو جو آباد تھے تباہ کیا، نہروں کو ختم کیا

جس کی وجہ سے وہاں کے لوگ پانچ سال تک قحط سالی میں مبتلا رہے یہاں تک کہ اس نے فارس کو چھوڑ دیا اور ترکی چلا گیا۔ اس سال سے پانی آنا شروع ہوا اور درختوں پر پھل لگنے لگے۔

زوّ بن طھماسب کے آنے تک لوگ اس کے عذاب میں مبتلا رہے۔ بعض نے زوّ کے بجائے زاب بن طھماسب کا نام لیا ہے اس کے علاوہ زاغ اور راسب کا نام بھی آیا ہے۔ زوّ کی والدہ کا نام مادول بنت وامن تھا۔

طھماسب کی گرفتاری

کہا گیا ہے کہ منوشہر نے اپنے دور حکومت میں طھماسب کو اس کی کسی غلطی کی وجہ سے اس وقت گرفتار کر لیا گیا تھا جب وہ فراسیاب سے جنگ کرنے کے لئے ترکی کے دردے پر تھا۔ منوشہر نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا لیکن اس کے وزراء اور مصاحبین نے معاف کرنے کا مشورہ دیا۔ منوشہر کے عدل میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ سزا کے اندر شریف اور ذلیل، قریب اور دور کے آدمی کو برابر رکھتا تھا۔

چنانچہ جب انہوں نے فراسیاب کے بارے میں سفارش کی تو منوشہر نے اسے قبول کرنے سے انکار کیا اور کہا یہ دین کے اندر کمزوری ہے لیکن اگر تم میرے اوپر بہت زیادہ اصرار کرتے ہو تو اتنا کر سکتا ہوں کہ اسے اپنے ملک میں نہ رہنے دوں گا۔ چنانچہ اسے اپنے ملک سے نکال کر ترکی کے شہر میں بھیج دیا۔ اور اس کی بیٹی جو محل میں قید تھی اسے یہ کہہ کر نکال دیا کہ نجومیوں کا کہنا ہے کہ اگر اس کا والد مامون رہا تو وہ ایک بچہ جنے گی جو اسے قتل کر دیگا۔ جب وہ عورت بزدنامی بیٹے کے ساتھ حاملہ ہو چکی تھی اسے وہاں سے نکال دیا گیا۔

طھماسب کی واپسی

پھر جب طھماسب کے سزا کے دن پورے ہو چکے تو منوشہر نے اسے فارس میں واپس بلا لیا اور پھر مادول بنت وامن کو بھی بلا لیا اور اس سے اس کا بیٹا زوّ پیدا ہوا۔ پھر زوّ نے اپنے نانا وامن کو ترکی کی کسی جنگ میں قتل کیا۔ اور فراسیاب کو ایران سے بھگا دیا یہاں تک کہ کئی جنگوں کے بعد اُسے ترکی پہنچا دیا۔ فراسیاب نے فارس کی اقلیم بابل پر بارہ سال تک غلبہ حاصل کیے رکھا یعنی منوشہر کے انتقال کے بعد اس وقت تک جب تک کہ زوّ نے اسے نہیں نکالا۔ اور پھر زوّ نے اسے ترکستان نکال دیا۔

کہا گیا ہے کہ زوّ نے فراسیاب کو فارس کے روز ءابان سے آبانماہ کے مہینے میں نکالا۔ عجمی لوگوں نے فراسیاب کے شہر سے نجات حاصل کرنے کی خوشی میں اس دن کو عید بنا لیا اور اسے نوروز اور مہرجان کے بعد تیسری عید کے طور پر منایا۔

زوّ کے کارنامے وتعارف

زوّ اپنے ملک میں محمود تھا اور اپنی رعیت کے ساتھ حسن سلوک کرنے والا تھا۔ جن شہروں کو فراسیاب نے خراب کیا، زوّ نے اسے آباد کرنا شروع کیا۔ لہٰذا اخیارث، بابل کے شہر اور گرائے گئے قلعوں کی تعمیر کا حکم دیا گیا۔ بند شدہ نہروں اور نالوں کو کھدوا گیا اور ان کی مٹی نکالی گئی، اور جو پانی نیچے دفن کیا جا چکا تھا اسے نکالا گیا۔ اور زوّ نے قوم سے سات سال تک خراج معاف کیا۔ فارس کے شہروں کو آباد کیا اور پانی کی کثرت ہوگئی اور وہاں کے لوگوں کی تنخواہوں میں اضافہ

ہوا۔ اور زاب نامی ایک نہر کھدوائی۔ شہر کے کنارے پر عتیقہ نامی ایک اور شہر تیار کیا گیا۔ اور اس کے تین حصے بنائے گئے ۱۔ زاب اعلیٰ ۲۔ زاب اوسط ۳۔ زاب ادنی۔ اس کے علاوہ بہت سے درختوں کے بیج اور ان کی قلمیں منگوائیں اور مناسب مقامات پر انہیں بونے کا حکم دیا۔ زوّ پہلا بادشاہ ہے جس کے دور میں مختلف انواع کے خربوزے کاشت کیے گئے اور مختلف قسم کی غذائیں تیار کی گئیں۔ اس نے ترکوں سے مال غنیمت حاصل ہونے والے گھوڑوں اور اونٹوں کو اپنے لشکر کے درمیان تقسیم کیا۔ جس روز وہ بادشاہ بنا اور اس کی تاج پوشی کی گئی اس روز اس نے کہا جن عمارتوں کو فراسیاب نے ویران کیا ہے ہم اسے آباد کرنے میں جلدی کرنے والے ہیں۔

نسب نامہ

اس کا نسب نامہ یہ ہے، زوّ بن کرشاسب بن اشرط بن سہم بن تعریمان بن طورک بن شیرزاسب بن اروشب بن طوج بن افریدون بعض لوگوں نے نسب نامہ یوں بیان کیا ہے، کرشاسف بن اشناس بن طهموس بن اشک بن ترس بن رحر بن وودسر بن منوشہر۔

بعض کا کہنا یہ ہے کہ زوّ اور کرشاسف دونوں مشترک حکمران تھے۔ زوّ ملک کا بادشاہ تھا جب کہ کرشاسف اس کا وزیر اور معاون تھا۔ اگرچہ کرشاسف ایران میں بہت بلند مقام کا حامل سمجھا جاتا تھا تاہم وہ بادشاہ نہیں تھا بلکہ حکومت زوّ کے ہاتھ میں تھی اور اس کے انتقال تک اس کے ہاتھ میں رہی۔ اس کا دور حکومت کل تیس سال پر مشتمل ہے۔

زوّ کے بعد آنے والا بادشاہ (کیقباذ)

زو کے بعد کیقباذ بادشاہ بنا۔ کیقباذ کا نسب نامہ یہ ہے۔ کیقباذ بن زاغ بن نوحیاہ بن منشو بن نوذر بن منوشہر۔ اس نے ترکی کے ایک رئیس تدرسا کی بیٹی فرتک سے نکاح کیا اس سے اس درج ذیل اولاد پیدا ہوئی۔

۱۔ کی افنہ ۲۔ کیقاوس ۳۔ کیرش ۴۔ کیبہ ارش ۵۔ کیفاشین ۶۔ کیبۃ، یہ سب کے سب بادشاہ بنے۔

کیقباذ کا تعارف

کیقباذ نے اپنی تاج پوشی کے روز کہا، ہم ترکی کے شہروں کی تعمیر کے لئے کوشاں ہیں۔ اس نے ملک میں موجود نہروں اور چشموں کے پانی کا اندازہ لگایا اور اپنی نہروں کے نام پر شہروں کے نام رکھے۔ ان کی حد بندی کی اور ان کے حریم بنائے۔ اس نے لوگوں کو زمین آباد کرنے کا حکم دیا اور پھر ان کی پیداوار سے خمس وصول کر کے فوجیوں کی معاش کا انتظام کیا۔ کہا جاتا ہے کہ شہروں کے آباد کرنے، دشمنوں کا مقابلہ کرنے اور تکبر کرنے میں کیقباذ کو فرعون کے ساتھ تشبیہ دی جاتی تھی۔

کیقباذ کہاں رہتا تھا؟

کہا گیا ہے کہ کیبہ اور اس کی نسل میں آنے والے بادشاہ کیقباذ کی اولاد میں سے تھے اس کے اور ترکوں کے درمیان جنگوں کا طویل سلسلہ جاری رہا۔ یہ ترکی اور ایران کے درمیانی بارڈر پر دریائے بلخ کے کنارے رہتا تھا تاکہ ترکی فوج ایران کی حدود میں داخل نہ ہو جائے۔ اس کا دور حکومت سو سال پر مشتمل ہے۔

یوشع بن نون کے بعد بنی اسرائیل کے حالات اور زوّ اور کیقباذ دور کے واقعات

حزقیلؑ کو ابن العجوز کہنے کی وجہ

مورخین اور امتوں کے حالات بیان کرنے والے اہل علم حضرات کا اس پر اتفاق ہے کہ یوشعؑ کے بعد بنی اسرائیل کے امور کے منتظم کالب بن یوفنا اور ان کے بعد حزقیل بن بوزی (ابن العجوز) تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حزقیلؑ کو ابن العجوز اس لئے کہا جاتا ہے کہ ان کی والدہ نے اللہ تعالیٰ سے بچے کی دعا مانگی تھی جبکہ وہ بوڑھی اور بانجھ ہو چکی تھی اللہ تعالیٰ نے انہیں اس عمر میں لڑکا عطا فرمایا، اس لئے یہ لڑکا (حزقیل) ابن العجوز کہلایا ہے۔ (عجوز عربی زبان میں بوڑھی عورت کو کہتے ہیں) ان کی قوم کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے ''کیا آپ نے ان لوگوں کے واقعہ کو ملاحظہ نہیں کیا جو موت کے ڈر سے گھروں سے نکل گئے تھے حالانکہ وہ ہزاروں تھے۔ (البقرہ ۲۴۳)۔

بنی اسرائیل پر اجتماعی موت کا واقعہ (پہلی روایت)

عبدالصمد بن معقل وھب بن منبہ سے نقل کرتے ہیں کہ بنی اسرائیل کے کچھ لوگوں کو کسی زمانے میں مصیبت اور بیماری کا سامنا کرنا پڑا۔ انہوں نے اس مصیبت پر شکوہ کرتے ہوئے کہا کہ اے کاش ہمیں موت آجاتی تاکہ ہم اس مصیبت سے نجات حاصل کر لیتے۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اے حزقیل تمھاری قوم اس پریشانی پر چلا اٹھی اور ان کا خیال یہ ہے کہ انہیں موت آجائے تو اس تکلیف سے راحت مل جائیگی، حالانکہ وہ موت ان کے لئے کونسی راحت ہے؟! کیا وہ یہ سمجھتے ہیں کہ میں انہیں موت دینے کے بعد دوبارہ زندہ کرانے پر قادر نہیں! تم فلاں صحرا میں چلے جاؤ وہاں چار ہزار افراد مردہ حالت میں ہوں گے۔ (وھب کہتے ہیں کہ اس سے مراد اسی قوم کے افراد ہیں جن کے بارے میں کہا گیا ہے کہ کیا آپ نے ملاحظہ نہیں کیا کہ ان لوگوں کو جو موت کے ڈر سے گھروں سے نکل گئے) پھر وہاں کھڑے ہو کر انہیں آواز دو، ان مردوں کے جسم جدا ہو چکے تھے جنہیں پرندوں نے بکھیر دیا تھا۔ حزقیلؑ نے آواز دے کر کہا اے بوسیدہ ہڈیو! اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ تم جمع ہو جاؤ چنانچہ ہر انسان کی ہڈیاں جمع ہو گئیں پھر دوبارہ آواز دے کر کہا اے ہڈیو اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ اپنے اوپر گوشت چڑھالو، تو ان پر گوشت آگیا اور وہ جسم بن گئے پھر آواز دی کہ اے روحو! اللہ تعالیٰ تمھیں حکم دیتا ہے کہ اپنے جسموں میں واپس لوٹ آؤ۔ چنانچہ ان کی روحیں واپس لوٹ آئیں اور وہ زندہ کھڑے ہو گئے اور مل کر اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔

دوسری روایت

بعض صحابہ سے اسی آیت یعنی ''الم تر الی الذین خرجو ا'' الخ کے تحت مروی ہے کہ واسطہ سے پہلے دوردان نامی ایک بستی تھی جہاں طاعون کی وبا پھیلی، بہت سے لوگ وہاں سے بھاگ گئے اور ایک کنارے میں جا کر

اترے جبکہ بستی میں رہنے والوں میں سے بہت ہلاک ہو گئے، کچھ زندہ بچ گئے، تمام ہلاک نہیں ہوئے۔ جب طاعون کی بیماری ختم ہوئی تو بستی چھوڑنے والے بھی واپس لوٹ آئے۔ بستی میں زندہ بچے جانے والے لوگوں نے کہا کہ یہ بھاگ جانے والے ہم سے زیادہ سمجھدار تھے۔ اگر ہم بھی وہی کام کرتے جو انہوں نے کیا تھا تو ہم سب کے سب بچ جاتے اب اگر کبھی طاعون آیا تو ہم بھی ایسا ہی کریں گے۔

ساری بستی کا طاعون سے فرار

اگلے سال پھر طاعون آ گیا اور یہ بھی بھاگ کھڑے ہو گئے ان کی تعداد تین ہزار سے زیادہ تھی یہاں تک کہ افیح نامی ایک وادی میں جا کر اترے اس وادی کے اوپر سے ایک فرشتے نے اور نیچے سے دوسرے فرشتے نے یہ آواز لگائی کہ تم سب مر جاؤ، وہ سب کے سب وہیں ہلاک ہو گئے ان کے اجسام بوسیدہ ہو گئے وہاں سے اللہ کے نبی حزقیلؑ کا گزر ہوا جب انہوں نے یہ منظر دیکھا تو وہاں سوچنے کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اپنی انگلی رخسار پر رکھ کر سوچ رہے تھے کہ وحی آئی اے حزقیل! کیا تو چاہتا ہے کہ میں تجھے دکھاؤں کہ میں انہیں کیسے زندہ کروں گا۔ عرض کیا جی ہاں۔ ان کا غور و فکر اس لئے تھا کہ انہیں اللہ رب العزت کی قدرت پر (یقین کے باوجود) کچھ تعجب ہوا۔ تو حکم ہوا کہ انہیں آواز دو۔

قدرتِ خدا

چنانچہ انہوں نے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ آپس میں جمع ہو جاؤ یہ ہڈیاں اڑ اڑ کر ایک دوسرے میں لگنے لگیں یہاں تک کہ ہڈیوں کے ڈھانچے تیار ہو گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ انہیں آواز دو کہ اے ہڈیو اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے اپنے اوپر گوشت چڑھالو۔ آواز دینے پر ہڈیوں پر گوشت اور خون آ گیا اور ان کے جسموں پر وہی کپڑے بھی آ گئے جن کپڑوں میں ان کا انتقال ہوا تھا۔ پھر کہا گیا کہ تیسری مرتبہ آواز دو۔ اب انہوں نے یہ آواز دی کہ اے جسمو! اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ تم کھڑے ہو جاؤ، پس وہ جسم کھڑے ہو گئے۔

مجاہد سے مروی ہے کہ جب وہ جسم دوبارہ زندہ ہوئے تو کہنے لگے **"سبحانک ربنا و بحمدک لاالٰہ الاانت"**۔ پس وہ اپنی قوم کی طرف زندہ ہو کر لوٹے البتہ ان کے چہروں پر موت کی زردی تھی نیز ان کے کپڑے بھی کفن کی طرح بوسیدہ ہو چکے تھے جس سے یہ اندازہ ہو رہا تھا کہ انہیں موت آئی ہے اور پھر ان پر حقیقی موت آ گئی جو ان کے لئے ہمیشہ تک کے لئے لکھی گئی تھی۔

عمرؓ کا واقعہ

سالم نصری سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ عمر بن خطاب نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کے پیچھے دو یہودی تھے جب آپ رکوع میں گئے تو اپنے ہاتھوں کو بغل سے جدا کر کے رکوع کیا۔ یہ دیکھ کر ایک یہودی نے دوسرے سے کہا کیا یہ وہی ہے؟ جب عمرؓ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ کیا تم میں سے کسی نے اپنے ساتھی سے یہ نہیں کہا کہ کیا یہ وہی ہے؟ وہ کہنے لگے ہمیں اپنی کتاب میں یہ ذکر ملتا ہے جو لوہے کا سینگ حزقیل کو دیا گیا جنہوں نے مردوں کو زندہ کیا وہ کسی اور کو بھی دیا جائے گا۔

عمرؓ نے فرمایا کہ ہم نے اپنی کتاب میں حزقیل کا ذکر نہیں پایا اور نہ ہی عیسیٰؑ کے علاوہ کسی اور نے مردوں کو زندہ

کیا۔ وہ کہنے لگے کہ کیا آپ کی کتاب میں یہ بات نہیں ہے کہ "بہت سے رسول ایسے ہیں جن کے حالات ہم نے آپ کے سامنے بیان نہیں کیئے" (النساء، ۱۶۴) حضرت عمر نے فرمایا کیوں نہیں، یہ آیات قرآن مجید میں ہے۔

تیسری روایت،

انہوں نے کہا اچھا تو ہم آپ کو بنی اسرائیل میں مردوں کے زندہ ہونے کا واقعہ بتلاتے ہیں۔ اس قوم پر وبا آئی تو وہاں سے کچھ لوگ بھاگ کر تقریباً ایک میل دور جا پہنچے، وہاں اللہ تعالیٰ نے ان پر ایک چار دیواری بنا دی اور ان کو موت دیدی یہاں تک کہ جب ان کی ہڈیاں بوسیدہ ہوگئیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس حزقیل کو بھیجا۔ اور جو اللہ نے چاہا وہ انہوں نے کہا پھر اللہ تعالیٰ نے ان سب کو زندہ کیا جس کا قرآن مجید میں اس طرح ہے "الم تر الی الذی خرجوا"۔

چوتھی روایت

وھب بن منبہ سے مروی ہے کہ یوشعؑ کے بعد جب کالبؑ کا بھی انتقال ہوگیا تو اس کے بعد حزقیل آئے جنہیں ابن العجوز کہا جاتا تھا۔ جن کی آواز پر مردوں کے زندہ ہونے کا وہ واقعہ پیش آیا جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے۔

پانچویں روایت

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ یہ لوگ طاعون یا کسی اور بیماری کے آنے پر موت کے ڈر سے وہاں سے بھاگے تھے حالانکہ ان کی تعداد ہزاروں میں تھی۔ یہاں تک کہ جب وہ کسی کھلے میدان میں اترے تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا مرجاؤ۔ وہ سب کے سب وہیں فوت ہوگئے۔ بستی والوں نے وہاں ایک بہت بڑا گڑھا کھودا اور ان سب کو اس میں ڈال دیا تاکہ پرندے انہیں نوچ نہ لیں اور اس میں چھوڑ کر آگئے، انہیں دفن اس لئے نہیں کیا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی اسی حال میں ان پر طویل عرصہ گزر گیا یہاں تک کہ ان کے جسم ہڈیوں کے ڈھانچے بن گئے پھر وہاں سے حزقیل کا گزر ہوا وہ وہاں کھڑے ہوئے اور یہ معاملہ دیکھ کر تعجب کرنے لگے، تو یہ آواز آئی کہ کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ انہیں زندہ کردے؟ فرمایا، جی ہاں پھر یہ آواز آئی کہ یوں آواز دو، اے بوسیدہ ہڈیو جو بوسیدہ اور پرانی ہوچکی ہو ہر ہڈی اپنے جسم کے ساتھ مل جائے، انہوں نے یہی آواز لگائی اور وہ ہڈیاں آپس میں مل گئیں۔ پھر کہا گیا کہ یہ آواز لگاؤ اے گوشت پٹھے اور کھال اپنے رب کے حکم سے ان ہڈیوں میں مل جاؤ۔ چنانچہ اس آواز سے ان ہڈیوں پر گوشت، پٹھے، کھال اور بال تک آگئے یہاں تک کہ وہ بے روح جسم بن گئے پھر آپ نے ان کے زندہ ہونے کی دعا کی۔ اس پر آسمان سے کوئی چیز اتری جس نے آپ کو گھیر لیا اور آپ بے ہوش ہوگئے۔ جب ہوش میں آئے تو وہ لوگ زندہ ہوکر سامنے کھڑے تھے اور یہ کہہ رہے تھے "سبحان الله فقد احیا هم الله." (سبحان اللہ تحقیق اللہ ہی نے انہیں زندہ کیا ہے۔ حزقیل بنی اسرائیل میں کتنے سال زندہ رہے، ہمیں اس کا ذکر نہیں ملا۔

الیاس اور یسع علیھما السلام

الیاسؑ کی بعثت

جب حزقیلؑ کا انتقال ہوا تو بنی اسرائیل میں مختلف قسم کے واقعات بکثرت رونما ہونے لگے اور انہوں نے تورات میں کیا ہوا اللہ تعالیٰ کی اطاعت کا وعدہ بھی توڑ دیا اور بتوں کی پوجا شروع کردی تو پھر اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف الیاس بن یاسین علیہ السلام کو مبعوث فرمایا۔

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حزقیل کی روح کو قبض کیا اور بنی اسرائیل میں فسادات بڑھنے لگے اور وہ اللہ تعالیٰ سے کیا ہوا وعدہ بھول گئے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کی پوجا کرنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے الیاسؑ کو نبی بنا کر بھیجا۔ بنی اسرائیل کے اندر موسیٰؑ کے بعد اس وقت نبی کو بھیجا گیا جب وہ تورات والے عہد کو بھول گئے۔

الیاسؑ کب مبعوث ہوئے؟

الیاس بنی اسرائیل کے احاب نامی بادشاہ کے ساتھ آئے۔ اس کی بیوی کا نام ازبل تھا۔ وہ آپ کی بات سنتا اور تصدیق کرتا تھا۔ الیاسؑ اس کے معاملات کو سلجھاتے تھے۔ اس وقت بنی اسرائیل اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر ''بعل'' نامی بت کی پوجا شروع کر چکے تھے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے کسی عالم سے سنا ہے کہ بعل دراصل ایک عورت تھی جس کی وہ پوجا کرتے تھے الیاسؑ اور ان کی قوم کا تذکرہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں بے شک الیاس بھی پیغمبروں میں سے تھا۔ الیاس کا وہ واقعہ قابل ذکر ہے جب کہ اس نے اپنی قوم سے کہا کیا خدا سے ڈرتے نہیں۔ کیا تم بعل نامی بت کی پوجا کرتے ہو اور اس کو چھوڑ بیٹھے ہو جبکہ سب سے بہتر پیدا کرنے والا معبود برحق تمہارا رب بھی ہے۔ اور تمھارے اگلے باپ دادوں کا بھی پروردگار ہے۔'' (الصافات، ۱۲۳ تا ۱۲۶)۔

الیاسؑ کی دعوت اور قوم کا ردّ عمل

الیاس انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف بلاتے رہے اور انہوں نے الیاس کی کوئی بات نہ مانی۔ سوائے اس بات کے جو اس بادشاہ کی طرف سے آتی۔ اور شام کے علاقے میں مختلف اور متفرق بادشاہ موجود تھے اور ہر بادشاہ ایک خاص علاقے پر قابض تھا۔ چنانچہ وہ بادشاہ جو الیاس کے علاقہ میں تھا اور دیگر لوگوں سے زیادہ حق کے قریب تھا ایک دن اچانک الیاسؑ سے کہنے لگا اللہ! اللہ کی قسم! میرا خیال یہ ہے کہ آپ جس چیز کی طرف دعوت دیتے ہیں وہ سراسر باطل ہے اور بنی اسرائیل کے فلاں فلاں بادشاہ بھی اب بتوں کی پوجا کرنے لگے ہیں جیسا کہ ہم کیا کرتے تھے۔ وہ اچھے کھاتے

پیتے اور گانوں کی محفلیں سجاتے ہیں لیکن اس سب کچھ کے باوجود جسے وہ باطل سمجھتے ہیں اس کی وجہ سے ان پر دنیا تنگ نہیں ہوئی اور ان پر اللہ کا فضل ہم سب دیکھ رہے ہیں۔

یہ سن کر (پریشانی وغصہ کی وجہ سے) حضرت الیاس کے جسم کے بال کھڑے ہو گئے، آپ اسے چھوڑ کر باہر نکل آئے اور وہ بادشاہ بھی دوسرے لوگوں جیسا کام کرنے لگا یعنی بتوں کی عبادت میں مشغول ہو گیا۔ اس وقت الیاسؑ نے یہ دعا کی، اے اللہ! بنی اسرائیل نے تیری نافرمانی کے علاوہ ہر چیز سے انکار کیا ہے اور تیرے غیر کی عبادت پر راضی ہوئے ہیں۔ پس ان پر اپنی نعمتوں کو بدل دے (نعمتیں چھین لے)۔

آپ کی قوم پر عذاب

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ الیاسؑ پر وحی آئی کہ ہم ان کے رزق کے معاملے کو تیرے ہاتھ میں دیتے ہیں یہاں تک کہ جو حکم آپ دیں گے وہی کام ہو گا۔

الیاسؑ نے یہ دعا کی کہ اے اللہ ان پر بارش کو روک دے تین سال تک بارش نہ آئی یہاں تک کہ ان کے جانور مویشی کیڑے مکوڑے، درخت وغیرہ سب کچھ ہلاک ہو گئے اور اور وہ لوگ شدید مشقت میں مبتلا ہو گئے۔

عذاب سے متعلق دوسری روایت

جب الیاسؑ نے ان کے خلاف یہ بددعا کی تو دل میں بنی اسرائیل سے کچھ خوف پیدا ہوا چنانچہ وہاں رہتے جہاں صرف کھانا موجود ہوتا۔ لیکن بنی اسرائیل کے لوگ جب کسی گھر میں روٹی کی خوشبو محسوس کرتے تو کہتے کہ اس گھر میں الیاسؑ داخل ہوئے ہیں۔ اسے نکالو اور پھر اس گھر والے کو تکلیف پہنچاتے۔

یسعؑ کا قصہ

ایک روز الیاسؑ نے بنی اسرائیل کی ایک عورت کے پاس رات گزاری جس کے بیٹے کا نام یسع بن اخطوب تھا اور اسے کچھ تکلیف تھی۔ اس نے آپ کو چھپایا اور معاملے کو پوشیدہ رکھا۔

الیاسؑ نے اس کے بیٹے کے لئے دعا مانگی تو اسے اس تکلیف سے نجات مل گئی۔ چنانچہ وہ لڑکا آپ پر ایمان لایا اور آپ کے ساتھ مل گیا آپ جہاں بھی جاتے وہ آپ کے ساتھ ہوتا۔ الیاسؑ بوڑھے تھے جب کہ وہ لڑکا جوان تھا۔

قوم الیاس پر دوبارہ کشادگی

ایک روز الیاسؑ پر وحی آئی کہ آپ نے بارش نہ ہونے کی دعا مانگ کر بہت جانور مویشی، پرندوں اور درختوں کو بلاوجہ ہلاک کروایا البتہ بنی اسرائیلیوں کو ان کے گناہوں کی وجہ سے ہلاک کیا گیا۔ یہ سن کر الیاس نے کہا اے اللہ! میں ان کے لئے دعا کروں اور ان کے لئے تنگی کے بعد خوشی لے آنے کا ذریعہ بنوں شاید اس کی وجہ سے وہ آپ کی طرف رجوع کرنے والے اور آپ کی عبادت کرنے والے بن جائیں۔ آپ کو یہ دعا کرنے کی اجازت دے دی گئی۔ آپ بنی اسرائیل کے پاس آئے اور ان سے یہ کہا کہ اگر تم یہ جاننا چاہتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تم پر ناراض ہے اور جس کی طرف میں نے تمھیں دعوت دی ہے وہ حق ہے تو تم ان بتوں کو نکال کر لاؤ جن کی تم عبادت کرتے ہو اور ان سے میرے خلاف دعا مانگو

اگر تمھاری دعا قبول ہوگئی تو اس کا مطلب یہ ہوگا کہ تمھارا مذہب حق ہے اور اگر ایسا نہ ہوا تو پھر تمھیں اس کا یقین کرنا ہوگا تم باطل پر ہو لہٰذا بت پرستی کو چھوڑنا ہوگا اور پھر میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تم سے اس پریشانی کو دور کردے انہوں نے جواب دیا کہ آپ نے انصاف کی بات کہی۔ چنانچہ وہ اپنے بتوں اور معبودوں کو نکال لائے اور دعا مانگی لیکن وہ قبول نہ ہوئی اور ان کی مصیبت بھی دور نہ ہوئی یہاں تک کہ ان پر یہ بات واضح ہوگئی کہ وہ گمراہی میں ہیں۔ پھر انہوں نے الیاسؑ سے کہا کہ ہم تو ہلاک ہو چکے آپ ہمارے لئے دعا کر دیجئے الیاسؑ نے ان کے لئے کشادگی اور سیرابی کی دعا کی۔

کشادگی آئی لیکن نافرمانی برقرار رہی

دعا مانگتے ہی آسمان پر ڈھال کی طرح کا بادل کا ٹکڑا آیا جو کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے سمندر کی سطح سے بلند ہوا تھا اس بادل کو دیکھ ہی رہے تھے کہ اور کئی بادل اٹھے اور آپس میں مل گئے پھر ان پر بارش ہوئی جس سے وہ سیراب ہوئے ان کے شہر آباد ہوگئے اور ان سے مصیبت اور پریشانی دور ہوگئی لیکن اس کے باوجود انہوں نے حق کی طرف رجوع نہ کیا اور بت پرستی پر برقرار رہے۔

الیاسؑ کا انتقال

جب الیاسؑ نے ان کی یہ حالت دیکھی تو یہ دعا مانگی کے اے اللہ ان سب پر موت طاری کر دے تاکہ مجھے ان سے نجات مل جائے۔ آپ سے کہا گیا کہ فلاں دن کا انتظار کرو جب وہ دن آجائے تو فلاں شہر چلے جانا اور وہاں جو چیز آئے۔ اس پر سوار ہو جانا اور وہ کسی کو نہ دینا۔ الیاس اور آپ کے ساتھ یسع دونوں مقررہ دن میں اس طرف چل پڑے اس شہر میں پہنچے تو سامنے آگ کا گھوڑا آیا۔ الیاسؑ چھلانگ لگا کر اس پر چڑھ گئے اور چل پڑے۔ یسع پکارنے لگے اے الیاسؑ! میرے لئے کیا حکم ہے؟ یہ آپ کا دنیا میں آخری دن تھا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو نور کا لباس پہنایا اور داڑھی لگائی اور آپ سے کھانے پینے وغیرہ کی لذات کو چھین کر فرشتوں میں داخل کر دیا اس کے بعد انسان نما فرشتے بن گئے اور آسمان پر زندگی گزارنے لگے۔

یسعؑ کی بعثت

وھب بن منبہ سے مروی ہے کہ الیاسؑ کے بعد یسعؑ بنی اسرائیل کے لئے نبی مقرر ہوئے اور جب تک اللہ تعالیٰ کو منظور رہا، یسع بنی اسرائیل میں رہے پھر ان کا انتقال ہوگیا اور وہاں نااہل لوگوں کی کثرت ہوگئی اور گناہ بہت بڑھنے لگے۔ ان کے پاس ایک تابوت تھا جو نسل در نسل چلتا آرہا تھا اس میں سکینہ اور آل موسیٰ اور آل ہارون کی باقیات تھیں۔ جب بھی کسی دشمن سے ان کا مقابلہ ہوتا تو اس تابوت کو سامنے رکھتے جس کی وجہ سے انہیں فتح اور ان کے دشمن کو شکست ہوتی۔ وھب بن منبہ نقل کرتے ہیں کہ "سکینہ" دراصل ایک مردہ بلی کا سر تھا۔ جب وہ تابوت کے سوراخ میں چلا تا تو انہیں فتح کا یقین ہو جاتا اور بالآخر انہیں فتح بھی ہوتی۔

بنی اسرائیل کی شکست

اس کے بعد ایلاف نامی بادشاہ آیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ایلیا نامی پہاڑ میں برکت دی کہ یہاں کوئی دشمن داخل نہیں ہوتا تھا۔ اور نہ ہی وہ کسی کے محتاج ہوتے تھے۔ یہاں تک کہ خوشحالی کا یہ عالم تھا کہ ان میں سے ایک شخص مٹی کا ایک ڈھیر لیتا اور اس میں بیج ڈال دیتا تو اللہ تعالیٰ اس سے اس کیلئے اور اس کے اہل وعیال کے لئے سال کی خوراک پیدا کر دیتے اسی طرح اگر کوئی اپنے پاس موجود زیتون کے پھل کو نچوڑتا تو اس سے اتنا تیل نکلتا جو اسے اور اس کے گھر والوں کے لئے ایک سال کے لئے کافی ہوتا لیکن جب ان میں حوادث اور فسادات کی کثرت ہوئی اور انہوں نے اللہ تعالیٰ سے کیے ہوئے وعدے کو بھلا دیا تو دشمن نے ان پر حملہ کر دیا تو انہوں نے تابوت بمعہ سامان نکالا لیکن دشمنوں نے یہ تابوت چھین لیا اور انہیں شکست ہوئی۔ ان کا بادشاہ ایلاف آیا تو انہیں اس احوال سے آگاہ کیا گیا۔ اس کی گردن وہیں جھک گئی اور ان کا انتقال ہو گیا۔ پھر ان میں باہمی اختلافات پیدا ہو گئے جس کی وجہ سے دشمنوں نے ان کو روند ڈالا یہاں تک کہ ان کے بچے اور عورتوں کو قتل اور گرفتار کیا گیا لیکن ان کے اختلافات باقی رہے وہ گمراہی اور ضلالت میں بڑھتے چلے گئے۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے ان دشمنوں سے انتقام لینے کا ارادہ کیا تو ان لوگوں کو توبہ کی طرف متوجہ کیا اور اللہ تعالیٰ نے دشمن کے شر کو روک لیا اور طالوت کو بادشاہ بنا کر بھیجا اور وہ تابوت میثاق لے کر واپس آیا۔

بنی اسرائیل پر آنے والے مختلف بادشاہ

اس کے بعد شمویل آئے۔ یوشع اور شمویل کا درمیانی عرصہ چار سو ساٹھ کا ہے۔ سب سے پہلے جو شخص ان پر مسلط ہوا تھا وہ لوطؑ کی نسل سے تھا، اس کا نام کوشان تھا جس نے انہیں آٹھ سال تک رسوا کیا پھر حکومت اس کے چھوٹے بھائی عتیل بن قیس کے ہاتھ آئی جو چالیس سال تک رہی۔ اس کے بعد جعلون اٹھارہ سال تک حکمران رہا اس کے بعد بنیامین کی اولاد میں سے اھود بن جیرا اسی سال تک مسلط رہا پھر کنفانی بادشاہ یافین بیس سال تک حاکم رہا پھر کسی دبورہ نامی عورت کے ہاتھ میں معاملات آئے اس کی جانب سے باراق نامی ایک شخص چالیس سال تک معاملات سلجھاتا رہا پھر نفتالی بن یعقوب کی اولاد میں سے ایک شخص جس کا نام جدعون بن یواش تھا اس نے چالیس سال تک امور سلطنت سنبھالے۔ اس کے بعد اس کے بیٹے ابی ملک نے تین سال تک حکومت کی اس کے بعد اس کے ماموں یا چچازاد بھائی نے تیس ۲۳ سال تک حکومت کی۔ پھر بنی اسرائیل کا ایک شخص یائیر بائیس ۲۲ تک حاکم رہا۔ پھر عمون کی اولاد جن کا تعلق فلسطین سے تھا، اٹھارہ تک حکومت کرتی رہی۔ پھر یفتح نے چھ سال تک معاملات سلجھائے۔ اس کے بعد بجشون سات سال تک اور الون دس سال تک اور کیرون آٹھ سال تک حاکم رہے۔ پھر چالیس سال تک ان پر فلسطینی بادشاہ مسلط رہے، پھر بنی اسرائیل کا شخص شمسون بیس سال تک حاکم رہا۔ اس کے بعد دس سال تک کوئی حاکم نہیں رہا۔ اس کے بعد عالی نامی کاہن نے معاملات اپنے ہاتھ میں لیے۔ اس دور میں اہل غزہ اور اہل عسقلان نے میثاق کا تابوت حاصل کر لیا۔ اور اس کو چالیس سال کا عرصہ گزرا تو شمویل مبعوث ہوئے جو ان میں بیس سال تک رہے۔ یہ دوران پر ذلت اور رسوائی کا دور تھا چنانچہ انہوں نے شمویل سے درخواست کی کہ وہ اللہ سے دعا کریں وہ ان کے لئے نجات مہیا کرے۔ اب شمویل کا آگے ذکر کیا جاتا ہے اور یہ واقعہ قرآن مجید میں بھی آیا ہے۔

شمویل، طالوت اور جالوت کے حالات

شمویل کی بعثت

جب بنی اسرائیل پر مصائب بڑھ گئے اور کئی بادشاہوں نے انہیں ذلیل اور رسوا کیا اور ان کے شہروں کو ویران کیا اور ان کے مردوں کو قتل اور عورتوں کو قید کیا اور ان سے وہ تابوت چھین لیا جس میں سکینہ اور آل موسیٰ و آل ہارون کے باقیات تھے اور اس تابوت کی وجہ سے وہ دشمنوں پر غلبہ حاصل کرتے تھے تو اس وقت انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ ان کے لئے نبی مبعوث ہو چنانچہ شمویلؑ بن بالی مبعوث ہوئے۔

شمعون (شمویل) کی پیدائش

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل نے عمالقہ قوم سے جنگ کی اور عمالقہ کے بادشاہ کا نام جالوت تھا انہوں نے بنی اسرئیل پر غلبہ حاصل کیا۔ ان پر جزیہ مقرر کیا اور ان سے تورات لے لی۔ اس وقت بنی اسرئیل نے دعا کی کہ اے اللہ! کوئی نبی بھیج تا کہ ہم اس کے ساتھ ملکر قتال کریں۔ اس وقت انبیاء کی نسل ختم ہو چکی تھی، البتہ صرف ایک عورت باقی تھی جو کہ حاملہ تھی انہوں نے اسے ایک کمرے میں بند کرلیا اور وہ یہ چاہتے تھے کہ اس کا لڑکا پیدا ہو۔ چنانچہ جب اس عورت نے ان کا یہ شوق دیکھا تو بیٹا پیدا ہونے کی دعا کی، اس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا جس کا نام شمعون رکھا گیا وہ عورت کہنے لگی کہ اللہ تعالیٰ نے میری دعا سن لی۔ (شمعون کا نام ہی شمویلؑ ہے)۔

شمویل کو نبوت ملنا

جب وہ بڑا ہوا تو اس عورت نے بیت المقدس میں تورات سیکھنے کے لئے اسے بھیجا اور وہاں موجود مشائخ میں سے کسی عالم نے اس کی کفالت کی اور اسے اپنا منہ بولا بیٹا بنالیا۔ جب وہ لڑکا اس عمر کو پہنچ گیا جب اسے نبوت ملنی تھی۔ تو ایک روز جبرائیلؑ آئے۔ جب کہ یہ لڑکا اس شیخ کے پہلو میں سو رہا تھا۔ اسے اس شیخ کے علاوہ ہر ایک سے خطرہ رہتا تھا لہذا فرشتے نے اسے اس کے شیخ کی آواز میں کہا اے شمویل! یہ لڑکا گھبراتا ہوا اس بزرگ کے پاس پہنچا اور کہا اے میرے ابا! آپ نے مجھے بلایا ہے۔ اس شیخ نے یہ کہنا مناسب نہ سمجھا کہ میں نے نہیں بلایا تا کہ وہ لڑکا گھبرا نہ جائے اور یہ کہا اے میرے بیٹے! واپس سو جاؤ چنانچہ شمویل آ کر سو گئے دوسری مرتبہ پھر یہی واقعہ پیش آیا اس مرتبہ بھی اس شیخ نے اسے سلا دیا اور یہ کہا کہ اگر میں تیسری مرتبہ بلاؤں تو جواب مت دینا۔ جب تیسری مرتبہ آواز آئی تو جبرائیل خود ظاہر ہو گئے اور کہا کہ اپنی قوم کی طرف جاؤ اور اپنے رب کا پیغام پہنچاؤ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان میں نبی بنا کر مبعوث کیا ہے۔ جب شمویل نے قوم میں جا کر دعوت دی تو انہوں نے آپ کی تکذیب کی اور کہا کہ اتنی جلدی آپ کو نبوت مل گئی حالانکہ آپ ابھی اس قابل نہیں ہوئے۔ اور اگر تم سچے نبی ہو تو ہمارے لئے ایک بادشاہ مقرر کرو کہ جس کے ساتھ مل کر ہم اللہ کے راستے میں قتال کریں اور اسے تیری نبوت کی علامت قرار دیں۔ انہوں نے جواب دیا کہ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ جب تم پر قتال فرض کرے تو تم جنگ نہ کرو۔ وہ کہنے لگے ہم اللہ کے راستے میں قتال کیوں نہیں کریں گے حالانکہ ہمیں ہمارے گھروں سے نکالا گیا اور ہماری اولاد سے جدا کیا گیا ہے اور ہم جزیہ ادا کر رہے ہیں۔

طالوت کا بادشاہ بننا

شمویلؑ نے دعا کی تو ایک عصا نمودار ہوا اور یہ کہا گیا کہ اس عصا کی لمبائی کے بقدر ایک شخص بادشاہ بن کر آئے گا۔ شمویل نے قوم کو بتلایا کہ ایک شخص جس کا قد اس عصا کے برابر ہوگا وہ تمھارا بادشاہ بن کر آئے گا۔ ان سب نے اپنے آپ کو اس عصا سے ناپنا شروع کیا لیکن کسی کا قد بھی اس عصا کے برابر نہ نکلا۔ طالوت بہشتی تھے (یعنی مشکیزے میں پانی بھر کر چھڑکاؤ کیا کرتے تھے اور) اپنے گدھے پر پانی بھر کر لاتے تھے۔ ایک روز ان کا گدھا راستہ بھول گیا اور اس راستہ پر جا نکلا جہاں وہ لوگ کھڑے ایک دوسرے کا قد ناپ رہے تھے انہوں نے طالوتؒ کا قد بھی ناپا تو وہ اس عصا کے برابر نکلا۔ یہ دیکھ کر ان کے نبی شمویل نے فرمایا "اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمھارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔" یہ سن کر قوم کہنے لگی ان وقت آپ نے جتنا بڑا جھوٹ بولا، اس سے بڑا جھوٹ کبھی نہیں بولا۔ ہم بادشاہوں کی اولاد میں سے ہیں جبکہ یہ نہیں۔ نیز اس کے پاس مال بھی نہیں۔ تو اس وقت نبی نے فرمایا "بلا شبہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے مقابلے میں اسی کو پسند فرمایا ہے اور اس کو علم کی وسعت اور قد وقامت کے پھیلاؤ میں بڑھایا ہے" (البقرہ، ۲۴۷)۔

طالوت کے بادشاہ بننے کی علامت

یہ سن کر قوم نے کہا کہ اس کے بادشاہ ہونے کی نشانی کیا ہے تو نبی نے فرمایا اس کے بادشاہ ہونے کی علامت یہ ہے کہ تمھارے پاس وہ صندوق آ جائیگا جس میں تمھارے رب کی جانب سے تسکین قلب کا سامان ہے اور کچھ وہ بقیہ اشیاء بھی ہیں جو حضرت موسیٰؑ اور ہارونؑ چھوڑ کر گئے تھے۔

"سکینہ" ایک سونے کی طشتری تھی جس میں انبیاء کرام کے دلوں کو دھویا جاتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ طشتری موسیٰ کو عطا کی تھی۔ اور اس میں تورات کی تختیاں رکھی گئیں تھیں۔ تورات کی تختیاں موتیوں، یاقوت اور زبرجد سے بنی ہوئی تھیں۔ اور بقیہ اشیاء سے مراد موسیٰ کا عصا اور ٹوٹی ہوئی تختیوں کا چورا ہے۔ یہ صندوق اپنے سامان سمیت طالوت کے گھر کے سامنے آ گیا۔ یہ منظر دیکھ کر وہ شمویل پر ایمان لائے اور طالوت کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ جب فرشتے اس صندوق کو آسمان وزمین کے درمیان سے لا کر طالوت کے گھر کے سامنے لے آئے تو وہ لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ ابن زید کہتے ہیں کہ فرشتے اس صندوق کو دن کے وقت سب کے سامنے لے آئے یہاں تک کہ سب کے سامنے مطلوبہ جگہ پر رکھا جس سے ماننے والوں کی آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں۔ اور نہ ماننے والے وہاں سے نکل گئے۔

جالوت سے مقابلہ کی روانگی

طالوت اپنے ساتھ اسی ہزار کا لشکر لے کر جالوت کے مقابلہ میں چل پڑے۔ جالوت لوگوں میں سب سے بڑا اور سخت مزاج آدمی تھا۔ اس نے جس سے بھی مقابلہ کیا فتح حاصل کی۔ جب طالوت قوم کو لے کر چلے گئے تو فلسطین کی نہر آنے پر فرمایا "یقیناً اللہ تعالیٰ تمھیں ایک نہر کے ذریعے آزمائے گا پس جو شخص اس نہر کا پانی پئے گا وہ میرا نہیں اور جس نے اس پانی کو نہ چکھا یقیناً وہ میرا ہے۔ مگر ہاں جو ایک ہاتھ چلو اپنے ہاتھ سے بھر لے تو اس کی رخصت ہے" یہ لوگ جالوت سے ڈرتے رہتے تھے۔ اس لئے اسی ہزار کے لشکر میں سے چھتر ۷۶ ہزار آدمیوں نے پانی پی لیا اور وہ پیچھے لوٹ

گئے۔ جبکہ صرف چار ہزار آدمی آگے بڑھے۔ اور خدا کا کرنا ایسا ہوا کہ جس نے اس نہر سے پانی پیا اسے پیاس لگ گئی اور جنہوں نے پانی نہیں پیا، صرف چلو بھر پیا وہ سیراب ہو گئے۔

طالوت کے لشکر کی تعداد

جب انہوں نے نہر پار کر کے جالوت کے لشکر کو دیکھا تو پیچھے ہٹنے لگے اور کہا ''ہم میں یہ طاقت نہیں کہ آج جالوت اور اس کے لشکر کا مقابلہ کر سکیں''۔ البتہ جو لوگ یہ سمجھتے تھے انہیں خدا کے سامنے جانا ہے تو وہ بولے کہ بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ چھوٹی چھوٹی جماعتیں اللہ کے حکم سے بڑی بڑی جماعتوں پر غالب آئی ہیں اور اللہ ثابت قدم رہنے والوں کے ساتھ ہے''۔ لیکن اس کے باوجود اس لشکر میں سے تین ہزار چھ سو اکیاسی (۳۶۸۱) واپس ہو گئے اور باقی صرف تین سو انیس افراد جو کہ بدر کی تعداد کے برابر ہیں، رہ گئے۔

شمویل کو نبوت ملنے سے متعلق دوسری روایت

وھب بن منبہ سے مروی ہے کہ عیلی جس نے شمویل کی تربیت کی تھی اس کے دو بیٹے تھے انہوں نے قربان گاہ میں ایسی چیز رکھی جو پہلے وہاں نہ تھی۔ یعنی کوڑے جس سے وہ آنکڑوں کا شکار کرتے تھے۔ جب وہ وہاں سے نکلے تو ان کا شکار کاہن کے لئے رکھا ہوا تھا اس نے اپنے دونوں بیٹوں کو یہ دے دیئے۔

شمویل کی نبوت اور ان کے استاد عیلی پر گرفت

ان کی دوسری عادت یہ تھی کہ بیت المقدس میں جب عورتیں نماز پڑھنے کے لئے آتی تو یہ ان کی نقل اتارتے تھے۔ ایک روز جب کہ شمویل اس طرف سوئے ہوئے تھے جہاں عیلی سوتے تھے تو اچانک آواز آئی ''شمویل'' یہ کود کر عیلی کی طرف چلے گئے اور کہا میں حاضر ہوں، آپ نے مجھے کیوں بلایا؟ عیلی نے جواب دیا میں نے نہیں بلایا اپنی جگہ پر جا کر سو جاؤ، یہ سو گئے پھر یہی واقعہ پیش آیا عیلی نے پھر اسے سلا دیا اور کہا کہ اگر اب آواز آئے تو یہ کہنا کہ مجھے حکم دو کہ میں اس پر عمل کروں۔ شمویل سو گئے پھر آواز آئی ''شمویل!'' یہ اٹھے اور کہا میں حاضر ہوں، مجھے حکم دو تا کہ میں اس پر عمل کروں فرشتہ بولا ''عیلی کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ اسے اپنی اولاد کی محبت نے اس بات سے روکا ہوا ہے کہ وہ اپنے بیٹوں کو میری قربان گاہ میں شرارت کرنے اور نافرمانی کرنے سے روکے۔ لہٰذا میں بطور سزا کے اس سے اور اس کی اولاد سے کہانت چھین کر انہیں ہلاک کر دوں گا۔

جب صبح ہوئی تو عیلی نے پوچھا کہ مزید کوئی واقعہ تو پیش نہیں آیا۔ شمویل نے اگلا واقعہ سنا دیا اس سے وہ بہت گھبرایا۔ اتنے میں دشمن نے ان کے گرد گھیراؤ ڈال لیا۔ عیلی نے اپنے بیٹوں سے کہا کہ تم بھی دوسرے لوگوں کے ساتھ جا کر جہاد میں حصہ لو اور دشمن سے لڑو۔ یہ دونوں گئے اور وہ صندوق بھی نکالا جس میں تختیاں اور موسیٰ کا عصا تھا تا کہ اس کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی نصرت حاصل کریں۔ جب جنگ ختم ہوئی تو عیلی نے پوچھا کہ صندوق کا کیا ہوا؟ بتایا گیا کہ دشمن سے چھین کر لے گیا۔ جب اسے یہ بتلایا گیا تو اس وقت وہ ایک کرسی پر بیٹھا ہوا تھا۔ یہ خبر سن کر وہ گھبرا گیا اور اسی کرسی سے گدی کے بل گر کر ہلاک ہو گیا۔

صندوق سے متعلق تفصیلی روایت

جنگ جیتنے والے دشمن اس صندوق کو اپنے ساتھ لے گئے۔ اور وہاں بت خانے میں اسے ایک بت کے نیچے رکھ دیا۔ جب اگلا دن ہوا تو انہوں نے دیکھا کہ بت نیچے ہے اور صندوق اوپر ہے انہوں نے پھر بت کو اوپر رکھا اور صندوق کو نیچے رکھ کر اس کے پائے باندھ دیئے۔ اگلے روز دیکھا تو بت کے ہاتھ پاؤں کٹ چکے تھے۔ اور وہ صندوق کے نیچے گرا پڑا تھا۔ یہ منظر دیکھ کر کسی نے کہا کہ بنی اسرائیل کے معبود کے آگے ہر کوئی چیز ٹھہر نہیں سکتی۔ اسے اپنے بت خانے سے نکالو اور بستی کے ایک کونے میں رکھ دو۔ جب لوگوں نے اس تابوت کو اٹھایا تو ان کی گردن کو درد ہونے لگا انہوں نے پوچھا یہ کیا ہوا؟ یہ منظر دیکھ کر بنی اسرائیل کی ایک باندی جو وہاں رہتی تھی اس نے کہا تم یہ ناموافق حالات اس وقت تک دیکھتے رہو گے جب تک یہ تابوت تمھارے پاس موجود رہیگا اسے اپنی بستی سے نکال دو انہوں نے اس سے کہا کہ تو جھوٹ بولتی ہے وہ کہنے لگی کہ اس کی نشانی یہ ہے کہ تم اس کے پاس دو ایسی حاملہ گائیں لے کر آؤ جن پر پہلے کبھی جوئے کا تیر نہ رکھا گیا ہو۔ پھر اس کے پاس ایک بچھڑا اٹھاؤ اور اس صندوق کو بچھڑے پر رکھو اور اس گائیں کو چلاؤ یہاں تک کہ وہ فرمانبردار ہو کر اس تابوت کو لے جائیں اور بنی اسرائیل کی زمین کے قریب پہنچ جائیں تو ان کے تیروں کو اٹھالو اور انہیں ان کی اولاد کی طرف متوجہ کر دو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور یہ صندوق بنی اسرائیل کی ایک ویران کھیتی میں پہنچ گیا یہ دیکھ کر بنی اسرائیل کے لوگ گھبرا گئے اب جو بھی اس کے پاس سے گزرتا وہ مر جاتا۔

اس وقت شموئیل نے فرمایا کہ تم اس کے قریب جا کر دیکھو کہ جو تم میں سے طاقتور ہے وہ اسے اٹھائے سب لوگوں نے اپنا اندازہ لگایا ان میں صرف دو آدمی طاقتور نکلے انہیں یہ صندوق اٹھانے کی اجازت دی گئی کہ وہ اسے اٹھا کر اپنی والدہ ارملہ کے گھر لے جائیں۔ یہ صندوق طالوت کے بادشاہ بننے تک وہاں رہا۔

طالوت کا بادشاہ بننا (دوسری روایت)

اس کے بعد بنی اسرائیل شموئیل کی اطاعت کے لئے تیار ہو گئے اور ان سے عرض کیا کہ ہمارے لئے کوئی بادشاہ مقرر کریں کہ اس کے ساتھ مل کر ہم اللہ کے راستے میں قتال کریں۔ شموئیلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ تمھاری طرف سے قتال کے لئے کافی ہے وہ کہنے لگے کہ ہم اپنے اردگرد کے لوگوں سے ڈرتے ہیں۔ اگر ہمارا کوئی بادشاہ ہوا تو ہم اس کی طرف رجوع کریں گے۔ شموئیلؑ پر وحی آئی کہ ان پر طالوت کو بادشاہ مقرر کر دو اور بیت المقدس کا تیل اسے لگاؤ۔ اتنے میں طالوت کا گدھا گم ہو گیا۔ وہ خود اپنے ساتھ ایک غلام لے کر گدھے کی تلاش میں چل پڑا یہاں تک شموئیل کے پاس آ پہنچا اور ان سے اپنے گدھے کے بارے میں پوچھا۔ شموئیلؑ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کا بادشاہ بنایا ہے وہ تعجب سے کہنے لگے کہ ''مجھے''! فرمایا، ہاں۔ کہنے لگے کہ اگر میرا خاندان بنی اسرائیل کے خاندان سے کم درجے کا ہو! فرمایا، ہاں پھر بھی۔ عرض کیا کیا آپ کو معلوم ہے کہ میرا کنبہ میرے قبیلے سے بھی کم درجے کا ہے تو کیا پھر بھی میں بادشاہ ہوں۔ فرمایا، ہاں۔ پھر عرض کیا کہ میرا گھر قبیلے کے تمام لوگوں سے گھٹیا گھر ہے۔ آپ نے فرمایا۔ پھر بھی تم بادشاہ ہو۔ عرض کیا کہ اس کی نشانی کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کی نشانی یہ ہے جب آپ لوٹیں گے تو آپ کے والد آپ کے گدھے کو لے کر آ چکے ہوں گے اور جب آپ فلاں مکان پر ہوں گے تو آپ پر وحی نازل ہو گی پس تو بیت المقدس کا تیل لگا لینا اور آپ نے بنی اسرائیل سے فرمایا ''اللہ تعالیٰ نے طالوت کو تمھارے لئے بادشاہ مقرر کیا ہے۔ اس پر وہ بولے کہ اس

طالوت کو ہم پر حکومت کرنے کا حق کس طرح حاصل ہو سکتا ہے اس کو تو مال کی وسعت بھی عطا نہ کی گئی۔ اس پر آپ نے جواب دیا کہ بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تمھارے مقابلے میں اسی کو پسند کیا ہے اور اس کو علم کی وسعت اور قد و قامت کے پھیلاؤ نے بڑھا دیا ہے''۔

داؤد کے والد کی اپنے بیٹوں سمیت جنگ میں شرکت

سدی کہتے ہیں کہ ''جب وہ لوگ جالوت اور اس کی فوجوں کے آمنے سامنے آئے تو انہوں نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے ہمارے پروردگار جتنا صبر ہے سب ہم پر انڈیل دے اور ہمیں ثابت قدم رکھ'' اس لشکر میں داؤدؑ کے والد اور ان کے تیرہ بیٹے بھی شریک تھے ان میں سب سے چھوٹے داؤدؑ تھے۔ انہوں نے بھی نہر پار کی تھی۔ ایک دن داؤدؑ نے آکر اپنے والد سے کہا جب بھی میں کسی نشانے پر تیر لگاتا ہوں تو یہ تیرا سے پچھاڑ دیتا ہے یہ سن کر باپ نے کہا اے بیٹے تجھے خوشخبری ہو کہ اللہ تعالیٰ نے تیرا رزق تیرے تیر کے نشانے پر رکھا ہے۔ داؤد ایک مرتبہ پھر اپنے والد کے پاس آئے اور کہا میں نے پہاڑوں کے درمیان ایک شیر کو بھاگتے ہوئے دیکھا میں اس پر سوار ہو گیا اور اس کے کان کو پکڑ لیا لیکن شیر نے مجھے کچھ تکلیف نہ پہنچائی۔ یہ سن کر باپ نے فرمایا اے بیٹے خوش ہو جاؤ یہ ایک خیر ہے جو اللہ تعالیٰ تجھے عطا کریں گے۔ داؤدؑ بکریاں چرایا کرتے تھے۔ آپ کے والد نے آپ کو پیچھے چھوڑ دیتے تھے تاکہ آپ اپنے والد اور بھائیوں کے لئے کھانا لایا کریں۔

داؤدؑ کا انتخاب

شمویل کے پاس ایک سینگ آیا جس میں تیل اور لوہے کا تنور تھا انہوں نے یہ طالوت کے پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرے گا یہ سینگ اس کے سر پر پورا آئے گا اور یہ تیل اس کے سر پر لگایا جائے گا لیکن اس کا کوئی قطرہ بھی نیچے نہیں گرے گا یہ سینگ اس کے سر پر اکلیل پرندے کی طرح لگے گا اور اس کا سر تنور میں داخل کیا گیا تو اُسے بھر دے گا۔ طالوت نے تمام بنی اسرائیلیوں کو بلوایا اور ان پر یہ تجربہ کیا لیکن کسی کے سر کو اس کے مطابق نہ پایا۔ جب سب فارغ ہو گئے تو طالوت نے داؤد کے والد سے کہا کہ کیا آپ کا کوئی آدمی ایسا ہے جو باقی رہ گیا ہے اور یہاں موجود نہیں؟ فرمایا، ہاں میرا بیٹا داؤد رہ گیا وہ ہمارے لئے کھانا لے کر آتا ہے۔ جب داؤدؑ آئے تو راستہ میں تین کنکریوں سے گزر ہوا، تینوں کنکریوں نے کہا اے داؤد! ہمیں پکڑ لو اور ہمارے ذریعے جالوت کو قتل کرو آپ نے انہیں اٹھا کر اپنی جیب میں ڈال لیا۔ طالوت نے یہ اعلان کر رکھا تھا کہ جو شخص جالوت کو قتل کرےگا اس سے اپنی بیٹی کا رشتہ دوں گا اور اس کے نام کی مہر اپنے ملک پر جاری کر دوں گا۔ جب داؤد آئے تو ان کے سر پر سینگ کو آزمایا گیا وہ پورا اترا تیل لگایا گیا تو اس کا کوئی قطرہ بھی نیچے نہیں گرا۔ آپ کچھ کمزور سے تھے اور رنگ بھی ذرا زرد تھا جس کی وجہ سے تنور دوسروں کو پورا نہ آسکا اور آپ کے سر پر خوب کس کر پورا آ گیا۔

داؤدؑ کا جالوت کو قتل کرنا

پھر آپ جالوت کی طرف بڑھے۔ جالوت بڑے ڈیل ڈول والا آدمی تھا۔ جب اس نے داؤد کو دیکھا تو اس کے دل میں قدر رعب بیٹھ گیا لیکن وہ کہنے لگا اے جوان تو واپس لوٹ، اس لئے مجھے تجھ پر رحم آ رہا ہے۔ اور میں تجھے قتل

نہیں کرنا چاہتا۔ داؤد نے فرمایا لیکن میں تجھے قتل کروں گا آپ نے کنکر نکالے اور اپنے غلیل میں رکھ کر اسے مارنا شروع کیا۔ جب بھی کوئی کنکر پھینکتے تو اس پر نام لیتے چنانچہ پہلے کنکر پر کہا یہ ابراہیم کے باپ کے نام پر، دوسرے پر کہا یہ اسحاق کے باپ کے نام پر، تیسرے پر کہا یہ اسرائیل کے نام پر۔ پھر آپ نے اپنی غلیل کو گھمایا اور ایک پتھر پھینکا، پھر ایک اور پھینکا جو اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان جا لگا جس سے اس کا سر پھٹ گیا پھر آپ نے اسے قتل کر دیا پھر اسی طرح آپ ان لوگوں کو قتل کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے ترکش میں کچھ نہ رہا اور ان کو شکست بھی ہوئی۔ داؤدؑ جالوت کو قتل کر چکے تھے۔ داؤدؑ واپس لوٹ آئے۔ طالوت نے اپنی بیٹی کا نکاح آپ سے کیا اور آپ کے نام کی مہر اپنے ملک میں جاری کی۔ یہ دیکھ کر لوگ داؤدؑ کی طرف مائل ہو گئے اور آپ سے محبت کرنے لگے۔

طالوت کا داؤدؑ سے حسد اور قتل کی کوشش

جب طالوت نے دیکھا کہ لوگ داؤدؑ سے محبت کرنے لگے ہیں تو اس کے دل میں حسد پیدا ہوا اور اس نے آپ کے قتل کا ارادہ کر لیا داؤدؑ کو پتہ چل گیا کہ طالوت انہیں قتل کرنا چاہتا ہے۔ آپ نے اپنی قیام گاہ میں شراب کا مٹکا رکھ دیا۔ طالوت جب قتل کرنے کے لئے اندر داخل ہوا تو آپ وہاں سے بھاگ گئے۔ اس نے مٹکے کو ایک ضرب لگائی جس سے وہ پھٹ گیا اور شراب کا ایک قطرہ اس کے منہ میں چلا گیا وہ کہنے لگا اللہ داؤدؑ پر رحم کرے وہ کس قدر شراب پینے والا ہے۔

داؤدؑ کی شجاعت اور فراخ دلی

پھر ایک مرتبہ داؤدؑ اس کے ساتھ مقابلے کے لئے اس کے گھر آ گئے۔ اس وقت طالوت سویا ہوا تھا۔ آپ نے دو تیر اس کے سر کے پاس، اور اس کے قدموں کی جانب، اور دو تیر دائیں اور بائیں جانب لگا دئے اور واپس چلے آئے جب طالوت کی آنکھ کھلی تو اس نے یہ سب دیکھ کر پہچان لیا کہ داؤدؑ آئے تھے اور کہا اللہ داؤد پر رحم کرے وہ مجھ سے بہتر ہے اگر میں اس پر قابو پا تا تو اسے قتل کر دیتا لیکن اس نے مجھ پر قابو پایا اور مجھے چھوڑ دیا۔

طالوت کا داؤدؑ کو قتل کی کوشش کرنا

پھر طالوت ایک روز سوار ہو کر جنگل میں جا رہا تھا کہ اس نے داؤد کو پیدل چلتے ہوئے دیکھا۔ آپ کو دیکھ کر اس نے کہا آج میں داؤد کو ضرور قتل کروں گا۔ داؤد جب بھاگتے تھے تو انہیں کوئی پکڑ نہیں سکتا تھا اب طالوت گھوڑے پر سوار ہو کر ان کے پیچھے ہو لئے اور داؤدؑ بھاگ کھڑے ہوئے یہاں تک کہ ایک غار میں داخل ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے مکڑی کو حکم دیا کہ وہ غار پر جالا بن لے جب طالوت غار کے دھانے پر پہنچا تو وہاں مکڑی کا جالا دیکھا اور کہنے لگا کہ اگر داؤد اس میں داخل ہوتا تو یہ جالا ٹوٹ جاتا لہٰذا وہ اس میں نہیں ہے۔ یہ سوچ کر وہاں سے چلا گیا۔

علماء کی طالوت سے نفرت

طالوت کے اس عمل کی وجہ سے علماء اکرام نے اسے اپنے طعن کا نشانہ بنایا۔ طالوت کی حالت یہ ہو گئی تھی کہ جو بھی اسے داؤدؑ کے قتل سے منع کرتا وہ اسے قتل کر دیتا۔ بہت سے لوگوں نے اسے قتل کرنے کی کوشش کی مگر کامیاب نہ ہو

سکے یہاں تک کہ ایک عورت آئی جسے اسم اعظم معلوم تھا۔ اس نے ایک نانبائی (یا ایک طاقت ور انسان) کو طالوت کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس خباز کو طالوت پر رحم آ گیا اور وہ کہنے لگا ہو سکتا ہے کہ ہمیں کسی عالم کی ضرورت پڑ جائے اور اسے چھوڑ دیا۔

طالوت کی ندامت

طالوت کو اپنے فعل پر ندامت ہوئی اور اس نے خوب توبہ کی لوگوں کو بھی اس پر رحم آ گیا وہ ہر روز قبرستان جاتا اور وہاں روتا اور یہ آواز لگاتا میں اس بندے کو اللہ کا واسطہ دیتا ہوں کہ جو مجھے بتلائے کے میرے لئے توبہ کا دروازہ کھلا ہے۔ جب اس کا رونا بڑھ گیا تو قبرستان سے کسی آواز دینے والے نے آواز دی کہ اے طالوت! کیا تو اس پر راضی ہے کہ تو نے زندگی میں ہمیں قتل کیا اور مرنے کے بعد بھی ہمیں تکلیف پہنچا رہا ہے۔ یہ سن کر اس کا غم اور رونا اور بڑھ گیا خباز کو اس پر رحم آیا اور اس نے پوچھا کہ کیا معاملہ ہے؟ طالوت بولا کیا تو زمین میں کسی ایسے عالم کو جانتا ہے جس سے میں یہ معلوم کروں کہ میری توبہ ہو سکتی ہے؟ خباز کہنے لگا کہ کیا تو جانتا ہے کہ تجھ جیسا اور کوئی نہیں؟ تیری مثال اس بادشاہ کی سی ہے جو ایک گاؤں میں رات کے وقت اترا تو ایک مرغے نے آواز نکالی۔ بادشاہ نے کہا اس بستی کے تمام مرغوں کو قتل کر ڈالو۔ پھر جب سونے لگا تو کہا کہ جب مرغ آذان دے تو ہمیں جگا دینا تاکہ ہم رات کے آخری حصہ میں سفر کریں لوگوں نے کہا کیا آپ نے کسی مرغ کو باقی چھوڑا ہے کہ جس کی آپ اذان سن سکیں! اور اے طالوت! کیا تو نے کوئی عالم چھوڑا ہے جس سے تم مسئلہ معلوم کر سکو۔ یہ سن کر اس کے غم میں اور اضافہ ہو گیا۔

طالوت کی توبہ قبول ہونے کا واقعہ

جب خباز نے دیکھا کہ طالوت واقعی شدید پریشان ہے اور سچی توبہ کرنا چاہتا ہے تو اس نے کہا کہ میں تمھیں ایک عالم کا پتہ بتاتا ہوں کیا تم اسے قتل تو نہیں کر دگے۔ طالوت نے کہا! نہیں۔ خباز نے اس کا پختہ عہد لیا اور پھر بتایا کہ اس کے ہاں ایک عالمہ رہتی تھی۔ طالوت بولا مجھے اس کے پاس لے جاؤ تاکہ میں اس سے معلوم کروں کہ میری توبہ قبول ہو سکتی ہے یا نہیں۔ بنی اسرائیل میں عورتوں کے اندر بھی اسم اعظم سیکھنے کا شوق تھا۔ چنانچہ جب مرد فوت ہو جاتے تو عورتیں یہ اسم اعظم سیکھتیں۔ جب یہ دونوں دروازے پر پہنچے تو خباز اندر داخل ہوا اور اس عورت سے کہا کہ کیا میں ایسا آدمی ہو جاؤں گا جس کا آپ پر سب سے زیادہ احسان ہو؟ میں نے آپ کو قتل سے بچالیا اور اپنے پاس پناہ دے دی۔ اس عورت نے کہا: کیوں نہیں، بتایئے۔ خباز نے کہا مجھے آپ سے ایک کام ہے۔ یہ طالوت آیا ہوا ہے اور وہ آپ سے پوچھنا چاہتا ہے کیا اس کی توبہ قبول ہونے کا کوئی راستہ ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم مجھے طالوت کی توبہ قبول ہونے کے راستے کا علم نہیں لیکن تمھیں یوشع بن نون نبی کی قبر معلوم ہے؟ انہوں نے کہا ہاں، فلاں جگہ پر ہے وہ عورت اور یہ دونوں اس کی قبر پر گئے۔ اس عورت نے دعا کی۔ یوشعؑ اپنے سر سے مٹی جھاڑتے ہوئے سے نکلے جب ان تینوں کو دیکھا تو پوچھا کیا بات ہے؟ کیا قیامت آ گئی؟ عورت نے کہا نہیں بلکہ طالوت آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہے کہ کیا اس کی توبہ قبول ہونے کی کوئی صورت ہے؟ یوشعؑ نے جواب دیا کہ مجھے اس کے علاوہ طالوت کی توبہ قبول ہونے کا کوئی راستہ معلوم نہیں کہ وہ خود اپنی اولاد کو لے کر اللہ کے راستے میں جہاد کرے۔ یہاں تک کہ وہ اللہ کے راستے میں قتل ہو جائے تو امید ہے کہ یہ عمل اس کی توبہ قرار پائے گا۔ یہ کہہ کر وہ مردہ ہو کر قبر میں گر گئے۔

طالوت کی شہادت اور داؤدؑ کی نبوت و بادشاہت

طالوت پہلے سے بھی زیادہ غمگین ہو کر لوٹا۔ اسے یہ خوف دامنگیر تھا کہ شاید اس کی اولاد اس کی بات نہ مانے وہ اتنا رویا کہ اس کی آنکھوں کی پلکیں گر گئیں اور اس کا جسم کمزور ہو گیا اس کے بیٹے جن کی تعداد تیرہ ۱۳ تھی وہ اس کے پاس آئے اور اس کے اس قدر کمزور ہونے کی وجہ پوچھی اس نے ساری بات بتائی تو اس کے سب بیٹے تیار ہو کر میدان جنگ میں گئے یہاں تک وہ سارے وہاں قتل ہو گئے۔ پھر یہ خود بھی جنگ میں گیا اور قتل ہوا۔ اس کے بعد داؤدؑ بادشاہ بنے اور اللہ تعالیٰ نے نبوت بھی عطا فرمائی۔ قرآن مجید میں ہے "اللہ تعالیٰ نے آپ کو بادشاہت اور حکمت عطا فرمائی" حکمت سے مراد نبوت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو شمعون (شموئیل) کی نبوت اور طالوت کی بادشاہت عطا کی۔

طالوت کا دور حکومت

سریانی زبان میں طالوت کا نام شاول بن قیس ہے۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جس نبی نے قبر سے اٹھ کر طالوت کی توبہ کا راستہ بتایا وہ یسع بن اخطوب تھے۔ یہودیوں کا خیال ہے کہ طالوت کا کل دور حکومت (یعنی شروع سے لے کر جنگ میں قتل ہونے تک کا زمانہ) چالیس سال پر مشتمل ہے۔

داؤدؑ کے حالات

داؤدؑ کا تعارف

وھب بن منبہ کی روایت ہے کہ حضرت داؤدؑ چھوٹے قد، نیلے رنگ، کم بالوں اور صاف پاکیزہ دل والے تھے۔

ابن زید اللہ تعالیٰ کے فرمان (**الم ترا الی الذی خرجو امن دیار هم وهم الوف حذر الموت الیٰ قوله والله علیم بالظالمین**) کے بارے میں کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ فلاں آدمی کی اولاد میں ایک جوان ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعہ جالوت کو قتل کریں گے، اور اس کی علامت یہ ہے کہ یہ سینگ اس کے سر پر رکھا جائے تو پانی بہنے لگے گا پھر نبیؑ اس کے پاس تشریف لائے اور فرمایا کہ اللہ عزوجل نے میرے پاس وحی بھیجی ہے کہ تیری اولاد میں ایک جوان ہے اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے جالوت کو قتل کریں گے، تو اس شخص نے کہا جی ہاں اے اللہ کے نبی۔

راوی کہتے ہیں اس نے بارہ جوان (بلائے اور) ان کے سامنے کیے، جو ستونوں کے مانند (مضبوط اور لمبے) تھے اور ایک نوجوان ان سب پر (علم وغیرہ میں) فائق تھا۔ تو وہ ان کو سینگ پر آزمانے لگے، انہیں کوئی چیز نظر نہ آئی۔ انہوں نے اس مضبوط جوان کو کہا کہ دوبارہ آؤ۔ تاکہ وہ اس کی آزمائش کریں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ ہم لوگوں کی صورتوں پر نہیں جاتے بلکہ ہم تو ان کے دلوں کی عمدگی کو دیکھتے ہیں اس نبیؑ نے اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے میرے پروردگار اس شخص کا دعویٰ تو یہ ہے کہ ان کے علاوہ ان کا کوئی بیٹا نہیں ہے، حق تعالیٰ نے فرمایا: اس نے جھوٹ بولا ہے۔ تو نبیؑ نے اس شخص کو کہا کہ میرے پروردگار نے تیری تکذیب کی ہے اور فرمایا ہے کہ ان کے علاوہ بھی تیرا بیٹا ہے

اس شخص نے کہا کہ اے اللہ کے نبی، اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا ہے، میرا ایک بیٹا اور ہے جو ٹھگنا ہے، مجھے شرم آتی ہے کہ لوگ اسے دیکھیں اور اسے میں نے بکریوں پر مقرر کر رکھا ہے۔ نبیؑ نے فرمایا: وہ ہے کہاں؟ اس نے جواب دیا کہ وہ فلاں پہاڑی کی فلاں گھاٹی میں ہے۔ چنانچہ وہ اس کی طرف نکلے۔ وہاں انہوں نے ایک ایسا نالہ دیکھا جو اس جوان اور اس گھاٹی کے درمیان بہہ رہا تھا جس کی طرف وہ ریوڑ لئے جا رہا تھا، اور اس جوان کو دیکھا کہ وہ دو دو بکریاں اٹھا اٹھا کر اس نالے سے پار لے جا رہا ہے، اور اٹھاتا بھی ایسے ہے کہ وہ بکریوں کو نالے کے پانی کے بہاؤ سے محفوظ رکھتا ہے۔ جب اس کو دیکھا تو فرمایا:- بے شک یہی وہ جوان ہے، یہ تو جانوروں پر رحم کھاتا ہے، انسانوں پر تو اور زیادہ رحم کھائے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ جب اس کے سر پر سینگ رکھا تو فوراً بہہ پڑا۔

اہل مدین سے طالوت کی جنگ

وھب بن منبہ راوی ہیں وہ کہتے ہیں کہ جب مملکت بنو اسرائیل نے طالوت کے حوالے کی، تو اللہ تعالیٰ نے بنو اسرائیل کے نبی کی طرف وحی بھیجی کہ آپ طالوت کو فرمائیں کہ وہ اہل مدین سے جہاد کرے اور ان میں سے کسی کو زندہ نہ چھوڑے بلکہ سب کو قتل کرے میں اس کو ان پر غلبہ دوں گا۔ تو طالوت لوگوں کو لیکر مدین کی طرف چلے اور وہاں پہنچے اور وہاں انہوں نے سارے اہل مدین کو تہ تیغ کیا۔ البتہ ان کے بادشاہ کو قتل کرنے کے بجائے قیدی بنا لیا۔ اور ان کے مویشیوں کو بھی ہانک لائے۔

طالوت کے لئے تنبیہ

اللہ تعالیٰ نے حضرت شمویلؑ کی طرف وحی بھیجی کہ کیا آپ طالوت پر نظر نہیں کرتے کہ میں نے اسے کام کا حکم دیا، اس میں اس نے پہلو تہی کی ہے ان کے بادشاہ کو قیدی بنا لیا اور ان کے مویشیوں کو لے آئے۔ آپ انہیں ملو اور میرا پیغام دو کہ میں آپ کے گھر سے بادشاہت ختم کر دوں گا اور قیامت تک پھر اس کے گھر میں حکومت واپس نہ لوٹے گی۔ جو میری اطاعت کرتا ہے میں اس کا اعزاز کرتا ہوں اور جو میری نافرمانی کرتا ہے میں اس کو ذلیل کرتا ہوں نبیؑ انہیں ملے اور فرمایا کہ آپ نے کیا کیا؟! آپ نے ان کے بادشاہ کو کیوں قیدی بنا لیا اور ان کے مویشیوں کو کیوں ھانک لائے؟ طالوت کہنے لگے کہ مویشی تو قربان کرنے کے لئے لایا ہوں تو شمویلؑ نے ان کو فرمایا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے تیرے گھر سے بادشاہت لے لی ہے اور اس میں قیامت تک واپس نہیں آئی گی۔

جالوت سے جنگ کے متعلق دوسری روایت

پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت شمویلؑ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ الیشی کی طرف جائیں وہ اپنے بیٹے کو آپ کے سامنے پیش کرے گا آپ میرے حکم کے مطابق قدس کے تیل سے اس کی مالش کریں وہ بنی اسرائیل کا بادشاہ بن جائے گا۔ آپ الیشی کے پاس تشریف لائے اور فرمایا اپنے بیٹے میرے پاس لاؤ الیشی نے اپنے بڑے بیٹے کو بلایا تو ایک خوب صورت اور مضبوط آدمی حاضر ہوا حضرت شمویلؑ نے اسے دیکھا تو وہ آپ کو پسند آ گیا اور آپ نے **الحمد اللہ، ان اللہ بصیر بالعباد** پڑھا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی طرف وحی بھیجی کہ آپ کی آنکھیں تو ظاہر کو دیکھ رہی ہیں اور میری نظر دلوں کی کیفیت پر ہے، یہ وہ نہیں ہے۔ تو حضرت شمویلؑ نے فرمایا یہ وہ نہیں کسی اور کو بلاؤ انہوں نے چھ اور پیش کئے۔ شمویلؑ نے

فرمایا! ان کے علاوہ اور بھی ہے؟ اس نے عرض کی جی ہاں! میرا ایک بیٹا سرخ جلد اور سرخ بالوں والا ہے اور وہ بکریوں کا چرواہا ہے آپ نے فرمایا اس کی طرف پیغام بھیجو۔ جب داؤدؑ آئے تو وہ ایسے ہی تھے تو اس کی قدس کے تیل سے مالش کی اس کے باپ سے فرمایا: اس کو چھپالو، اس بات کا اگر طالوت کو پتہ چل گیا تو وہ اسے مار دے گا۔ پھر جالوت اپنی قوم سمیت بنی اسرائیل کی طرف آیا اور لشکر ترتیب دیا اور طالوت بھی بنی اسرائیل کو لے کر چلے اور لشکر کو مرتب کیا دونوں لشکر جنگ کے لئے تیار ہو گئے اسی موقع پر طالوت نے جالوت کی طرف پیغام بھیجا کہ میری قوم اور تیری قوم کیوں قتل ہو۔ تو خود میرے مقابلے میں آ۔ یا جس کو تو چاہے میرے مقابلے میں بھیج۔ پھر اگر میں تجھے قتل کردوں گا تو بادشاہت میری ہو گی اور تو مجھے مار ڈالے تو حکومت تیری۔ طالوت نے اپنے لشکر میں بلند آواز آدمی بھیجا (جس نے اعلان کیا) جالوت کا مقابلہ کون کرے گا۔

پھر آگے راوی نے طالوت و جالوت اور داؤد کے اس کو قتل کرنے کا قصہ ذکر کیا ہے اور وہ باتیں بھی جو طالوت سے داؤد کو پہنچی۔

حضرت داؤد اللہ تعالیٰ کی طرف سے بادشاہ بنائے گئے تھے

ابوجعفر کہتے ہیں کہ اس واقعہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ طالوت کا جالوت کے قتل کا معاملہ داؤدؑ کے سپرد کرنے اور داؤدؑ کا جالوت کو قتل کرنے سے پہلے ہی اللہ تعالیٰ نے بادشاہت داؤدؑ کے سپرد کر دی تھی۔

اور ایک قول یہ ہے کہ داؤدؑ طالوت اور اس کے بیٹے کے قتل ہونے کے بعد بادشاہ بنے۔

بادشاہت کی سپردگی سے متعلق وہب بن منبہ کا قول

وہب بن منبہ سے مروی ہے کہ جب داؤدؑ نے جالوت کو قتل کر دیا اور اس کے لشکر کو شکست دی تو لوگوں نے کہا داؤدؑ ہی نے جالوت کو قتل کیا ہے اور انہوں نے طالوت کو معزول کر کے اس کی جگہ داؤدؑ کو اپنا بڑا بنایا یہاں تک کہ پھر کسی نے طالوت کا ذکر تک نہیں کیا۔

داؤدؑ پر زبور کا نزول اور دیگر معجزات و کمالات

جب بنی اسرائیل حضرت داؤد پر متفق ہو گئے تو اللہ تعالیٰ نے داؤدؑ پر زبور نازل فرمائی۔ اور اس کے ساتھ ان کو لوہا بنانے کا طریقہ سکھایا نیز ان کے لئے لوہے کو نرم کیا اللہ تعالیٰ نے پہاڑوں اور پرندوں کو حکم دیا کہ جب داؤدؑ (اللہ کی) تسبیح بیان کرے تو تم بھی ان کے ساتھ تسبیح کیا کرو۔

اور اللہ تعالیٰ نے ان جیسی خوش آوازی کسی کو نہیں دی جب آپؑ زبور کی تلاوت کرتے تو چرند پرند بھی آپؑ کے ساتھ گنگناتے اور وہ اپنے آپ سے اتنے بے خبر ہو جاتے کہ ان کو پکڑا جا سکتا تھا۔ وہ آپؑ کی آواز سن کر وجد میں آجاتے۔ شیطانوں نے بانسری سارنگی اور ستار آپؑ کی آواز کے طرز پر بنایا آپؑ عبادت میں بہت محنت اور مشقت فرماتے اور بہت زیادہ روتے تھے۔

داؤدؑ کی اطاعت و عبادت کا کچھ تذکرہ

آپؑ ایسی صفت کا مصداق تھے جو اللہ تعالیٰ نے (قرآن مجید میں) محمدؐ کو بیان کی ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے

(ترجمہ:- اور ہمارے بندے داؤد کو یاد کیجئے جو بڑا صاحب قوت تھا بے شک وہ داؤد خدا کی طرف بہت رجوع کرنے والا تھا ہم نے پہاڑوں کو اس کے تابع کر دیا تھا وہ پہاڑ داؤد کے ہمراہ شام و صبح تسبیح کیا کرتے تھے)۔

قتادہ سے باری تعالیٰ کے فرمان (وا ذکر عبدنا داؤ دذ الأید انه اوّاب) کے بارے میں مروی ہے کہ داؤدؑ کو عبادت میں قوت اور دین میں سمجھ بوجھ عطا کی گئی تھی۔

ایک روایت یہ ہے کہ آپؑ رات کو عبادت کرتے اور آپؑ نے آدھی زندگی روزہ رکھا۔ چار شب و روز چار ہزار (افراد) آپؑ کے گرد پہرا دیتے تھے۔

سدی سے باری تعالیٰ کے ارشاد (وشددنا ملکه) کے بارے میں مروی ہے کہ ہر شب و روز میں چار ہزار فوجیں ان کے گرد پہرا دیتی تھیں۔

داؤدؑ کی تمنا

کہا جاتا ہے کہ ایک روز داؤدؑ نے اللہ تعالیٰ کے سامنے تمنا ظاہر کی کہ انہیں بھی وہ رتبہ مل جائے جو ان کے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوبؑ کو ملا اور یہ سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ ان سے بھی وہی امتحان لے جو ان کے آباء سے لیا گیا اور پھر انہیں جیسی فضیلت عطا فرمائیں۔

سدی کہتے ہیں کہ داؤدؑ نے زندگی کے تین حصے کرے تھے۔ ایک روز لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے تھے اور ایک روز اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے تھے اور ایک روز بیویوں کے لئے فارغ کرتے تھے۔ آپ کی ننانوے ۹۹ بیویاں تھیں۔ جب آپ نے کتابوں کے اندر اپنے آباء ابراہیم، اسحاق اور یعقوبؑ کے فضائل پڑھے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی اے میرے رب! ساری بھلائی اور فضیلتیں میرے وہ آباء لے گئے جو مجھ سے پہلے گزرے، اے اللہ! مجھے بھی وہ عطا کر جو تو نے ان کو عطا کیا اور میرے ساتھ بھی وہ معاملہ کر جو تو نے ان کے ساتھ کیا۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جواب

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ میں نے ان سے ایسے امتحان لئے کہ کسی اور سے نہیں لئے۔ میں نے ابراہیمؑ کو اس کے بیٹے کی قربانی کے ذریعے آزمایا، اسحاق سے بینائی لے کر اسے آزمایا جب کہ یعقوب کو اس کے بیٹے کے غم میں مبتلا کر کے آزمایا، جب کہ تجھ سے وہ امتحان نہیں لیا گیا۔ داؤدؑ نے عرض کیا کہ اے اللہ! مجھ سے بھی وہ امتحانات لے لیں جو ان سے لئے۔ اور پھر مجھے بھی وہ مرتبہ عطا فرمائیں جو ان کو عطا فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہم آپ سے امتحان لیں گے کچھ صبر کریں۔

داؤدؑ کا امتحان

کچھ عرصہ گزرہ کہ آپ کے پاس شیطان سونے کی چڑیا کی شکل میں آیا۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے اور وہ آپؑ کے قدموں کے سامنے آ کر گرا۔ آپؑ نے اسے اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا تو وہ چڑیا وہاں سے ہٹ گئی آپ اس کے پیچھے ہو لئے وہ دوڑ ہوتی گئی یہاں تک کہ وہ ایک روشن دان میں جا بیٹھی۔ آپ اسے پکڑنے کے لئے روشن دان تک گئے وہ وہاں سے بھی اڑ گئی۔ آپؑ اسے دیکھنے لگے کہ یہ کہاں جا کر بیٹھتی ہے تا کہ اس کے پیچھے جا کر اسے پکڑیں۔

ایک عورت پر داؤدؑ کی نظر

پس آپ کی نگاہ ایک ایسی عورت پر جا پڑی جو اپنی گھر کی چھت پر نہا رہی تھی۔ آپ نے دیکھا کہ یہ عورت بہت خوب صورت ہے جب اس عورت نے آپؑ کی طرف دیکھا تو اپنے بال نیچے کر لئے تا کہ اپنے چہرے کو آپ سے چھپائے۔ اس سے آپ کے دل میں محبت اور بڑھ گئی۔

داؤدؑ کی تدبیر

آپ نے اس کے بارے میں معلوم کروایا کہ یہ کون عورت ہے؟ بتایا گیا کہ اس کا شوہر فلاں جنگ میں گیا ہوا ہے۔ آپ نے اس جنگ کے امیر لشکر کی طرف پیغام بھیجا کہ اس شخص کو دشمن کے مقابلے میں آگے آگے رکھو۔ جب اس جنگ میں فتح ہوگئی تو آپ نے پیغام بھیجا کہ اسے فلاں فلاں دشمن کے مقابلے میں بھیجو یہ دشمن پہلے سے زیادہ سخت تھے لیکن اس جنگ میں بھی فتح ہوگئی۔ جب آپ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ نے فرمایا کہ اب اسے فلاں فلاں دشمن کے مقابلے میں بھیجو، تیسری جنگ میں وہ شخص قتل ہو گیا اور آپ نے اس عورت سے شادی کر لی۔

فرشتوں کی تنبیہ

ابھی آپ اس کے پاس تھوڑی ہی دیر ٹھہرے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے انسانوں کی شکل میں بھیجے انہوں نے اندر جانے کی اجازت مانگی لیکن آپ کی عبادت کا دن تھا اس لئے پہرے داروں نے اندر جانے سے روک دیا۔ وہ فرشتے دیوار پھلانگ کر اندر چلے گئے آپ نماز میں مصروف تھے کہ یہ دونوں آپ کے سامنے آکر بیٹھ گئے آپ انہیں دیکھ کر گھبرا گئے دونوں نے کہا کہ ڈرنے کی ضرورت نہیں "ہم ایک جھگڑے میں دو فریق ہیں کہ ہم میں سے ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے پس آپ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلہ کیجئے اور بے انصافی نہ کیجئے اور ہمیں سیدھی راہ بتایئے" پھر ان میں سے ایک نے کہا "کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے پاس صرف ایک دنبی ہے لیکن یہ کہتا ہے کہ وہ اپنی ایک دنبی بھی میرے حوالے کر دو"۔ تا کہ اس کی پوری سو دنبیاں ہو جائیں۔ آپ نے دوسرے سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے؟ وہ بولا کہ میرے پاس ننانوے دنبیاں ہیں اور میرے بھائی کے پاس صرف ایک دنبی ہے میں چاہتا ہوں کہ اس سے ایک دنبی بھی لے لوں تا کہ میری پوری سو دنبیاں ہو جائیں۔

داؤد کا چالیس روز سجدہ میں رہنا

آپ نے پوچھا کہ کیا یہ آپ کی بات کو پسند نہیں کرتا اس نے کہا جی ہاں، نا گوار سمجھتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ تو پھر ہم آپ کو اور اسے نہیں چھوڑیں گے وہ کہنے لگا کہ آپ اس پر قادر نہیں ہو سکتے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر تمھارا ارادہ یہی ہے تو میں تجھے اور اس کو ناک اور چہرے پر ماروں گا تو فرشتہ کہنے لگا کہ اے داؤدؑ تو اس معاملے میں ہمیں مارنے کا زیادہ حق دار ہے؟ اس لئے آپ کی ننانوے بیویاں تھیں اور اہریا کی ایک بیوی تھی آپ اسے قتل کرانے کی کوششیں کرتے رہے یہاں تک کے وہ قتل ہو گیا اور آپ نے اس کی بیوی سے شادی کر لی آپ نے تھوڑا سا مڑ کر انھیں دیکھا تو وہاں کچھ نظر نہ آیا (وہ جا چکے تھے) آپ سمجھ گئے کہ یہی امتحان تھا آپ سجدہ میں گر گئے۔ اور خوب روئے۔ راوی کہتے ہیں کہ

آپ نے چالیس روز تک اپنا سر سجدے میں رکھا انتہائی مجبوری کے علاوہ سر نہ اٹھایا۔

داوٗدؑ کی توبہ

پھر دوبارہ آپ سجدے میں گر کر رونے لگے اور دعا مانگنے لگے یہاں تک کہ آپ کے آنسو گرنے کی جگہ پر گھاس اگ آیا۔ چالیس دن کے بعد وحی آئی کہ اے داوٗد! سر اٹھاوٗ، ہم نے تجھے معاف کیا۔ داوٗد نے عرض کیا کہ مجھے کیسے معلوم ہو کہ آپ نے معاف فرما دیا ہے حالانکہ آپ نے عدل والا فیصلہ کرنے والے ہیں اور فیصلے میں ہرگز خطا نہیں کرتے۔ جب قیامت کے روز اھر (آپؑ کی بیوی کا سابق شوہر) اپنے دائیں بائیں ہاتھ سے اپنے سر کو پکڑ کر آئے گا اور اس کے جسم سے خون بہہ کر تیرے عرش کی طرف آ رہا ہوگا اور وہ آپ سے کہے گا کہ اے میرے رب! اس سے پوچھے کہ اس نے مجھے کیوں قتل کروایا۔ اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ جب یہ واقعہ پیش آئے گا تو میں آپ کے لئے اس سے معافی کا حصہ چاہوں گا۔ وہ میرے لئے تجھے معاف کر دے گا اور اس کے بدلے میں اسے جنت میں داخل کر دوں گا۔ داوٗد نے عرض کیا کہ اب واقعی آپ نے مجھے معاف کر دیا۔ پھر حیا کی وجہ سے آپ کی آنکھ آسمان کی طرف نہ اٹھ سکی یہاں تک کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

عطا الخراسانی سے مروی ہے کہ داوٗد نے اس خطا کو اپنی ہتھیلی پر لکھ لیا تاکہ اسے بھول نہ جائیں۔ پھر جب اسے دیکھتے تو آپ کے ہاتھ گر جاتے اور کانپنے لگتے۔

امتحان لئے جانے کا سبب

ایک روایت یہ ہے کہ آپ سے امتحان لینے کا سبب یہ ہوا کہ آپ نے ایک روز دل میں کہا کہ وہ ایک ایسا دن گزار سکتے ہیں کہ اس میں کسی قسم کا گناہ نہ کریں۔ جس روز مذکورہ واقعہ پیش آیا تو اس روز کے بارے میں بھی آپ نے یہ خیال کیا تھا کہ یہ دن کسی قسم کی ناگواری اور گناہ وغیرہ کے بغیر گزر جائے گا۔

امتحان سے متعلق دوسری روایت

حضرت حسن سے مروی ہے کہ داوٗدؑ نے زندگی کے چار حصے کئے تھے ایک دن بیویوں کے لئے، ایک دن عبادت کے لئے، ایک دن بنی اسرائیل کے مقدمات کے فیصلوں کے لئے اور ایک دن بنی اسرائیل کے لئے۔ اس میں وعظ و نصیحت اور آخرت کو یاد کر کے رونے رلانے کا کام ہوتا تھا۔

داوٗدؑ کی نگاہ پڑنے والی عورت سلیمانؑ کی ماں بنی

ایک مرتبہ جب بنی اسرائیل کا دن آیا تو آپ نے فرمایا کہ کیا انسان پر کوئی دن ایسا آتا ہے جس دن وہ گناہ نہ کرے۔ داوٗدؑ دل میں یہ سوچ رہے تھے کہ وہ اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ جب آپ کی عبادت کا دن آیا تو آپ نے گھر کے دروازے بند کر لئے اور حکم دیا کہ کوئی شخص گھر میں داخل نہ ہو۔ آپ تورات لے کر اسے پڑھنے لگے۔ جب آپ اس کی تلاوت کر رہے تھے تو سونے کی ایک خوبصورت چڑیا آپ کے سامنے گری۔ آپ اس کو اٹھانے کے لئے اس کی طرف جھکے لیکن وہ اڑ کر قریب ہی جا بیٹھی آپ اس کے پیچھے گئے تو وہ تھوڑا اور اڑی اسی طرح اڑتی رہی یہاں تک کہ آپ کی نگاہ ایک عورت پر جا پڑی جو نہا رہی تھی آپ کو اس کا حسن پسند آیا جب اس عورت نے زمین پر آپ کا سایہ محسوس کیا تو

اپنے آپ کو بالوں سے چھپالیا۔ اس سے مزید آپ کے دل میں اشتیاق پیدا ہو گیا۔ آپ نے اس کے شوہر کو کسی لشکر کے ساتھ بھیجا ہوا تھا۔ آپ نے اس کی طرف خط لکھا کہ فلاں جگہ چلے جاؤ۔ وہ شخص اسی جگہ گیا اور وہاں قتل ہو گیا۔ آپ نے اس کی بیوی سے نکاح کر لیا۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یہی عورت سلیمانؑ کی والدہ تھی۔

فرشتوں کا آپ کے گھر در آنا

راوی کہتے ہیں کہ ایک روز جب کہ آپ گھر میں تھے تو فرشتے دیوار پھلانگ کر گھر میں داخل ہوئے اور کہنے لگے ''آپ خوف زدہ نہ ہوں'' ہم ایک معاملے میں ایک دوسرے کے فریق ہیں۔ آپ ہمارے درمیان انصاف کے ساتھ فیصلے کیجئے اور ناانصافی نہ کیجئے۔ پھر ایک نے کہا کہ یہ میرا بھائی ہے اس کے پاس ننانوے دنبیاں ہیں (داؤدؑ کی بھی ننانوے بیویاں تھیں) جب کہ میرے پاس صرف ایک دنبی ہے (اور اھریا کی ایک بیوی تھی) یہ مجھ سے کہتا ہے کہ وہ دنبی بھی میرے حوالے کر دو اور گفتگو میں مجھے دباتا ہے آپ نے فرمایا یہ تو تیری دنبی کو اپنی دنبیوں میں ملانے کی غرض سے مانگتا ہے تو واقعی تجھ پر ظلم کرتا ہے اور بے شک اکثر شرکاء ایک دوسرے پر زیادتی کیا کرتے تھے مگر ہاں جو لوگ ایمان رکھتے ہیں اور نیک کاموں کے پابند ہیں وہ زیادتی نہیں کرتے اور ایسے لوگ بہت کم ہیں اور داؤدؑ یہ سمجھ گئے ہیں کہ ہم نے اسے آزمایا ہے اور یہ سمجھتے ہی اپنے رب سے معافی مانگنے لگے اور سجدے میں گر پڑے اور رجوع کیا۔''

توبہ سے متعلق دوسری روایت

مجاہد سے مروی ہے کہ جب داؤدؑ سے غلطی سرزد ہو گئی تو چالیس روز سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں کے ساتھ اتنی گھاس اگ گئی کہ اس سے آپ کا سر چھپ گیا پھر آپ نے آواز دی: اے میرے رب میری پیشانی زخمی ہو چکی ہے اور میری آنکھیں خشک ہو گئی ہیں لیکن داؤدؑ کی پکار کا جواب نہ آیا۔ یہ آواز آئی کہ کیا کوئی بھوکا ہے کہ اسے کھانا کھلایا جائے یا کوئی بیمار ہے کہ اسے شفا دی جائے یا کوئی مظلوم ہے اس کی مدد کی جائے۔ داؤدؑ نے کہا : میں اتنی بلند آواز سے رونا پسند کرتا ہوں جو ہرا گی ہوئی چیز میں اشتعال پیدا کر دے۔ اس وقت آپ کو معافی دی گئی آپ کی خطا آپ کی ہتھیلی پر لکھی ہوئی تھی جسے آپ پڑھتے تھے آپ کے پاس برتن میں پینے کی چیز لائی جاتی تو آپ بمشکل اس کا آدھا یا تہائی تک پیتے۔ آپ اپنی خطا کو یاد کرتے تو اس قدر روتے کہ آپ کے جسم کے جوڑ ایک دوسرے سے الگ ہونے کے قریب ہوتے۔ پھر ابھی تک آپ پانی نہ پی چکتے کہ لوگ آپ کے آنسوؤں سے برتن بھر لیتے اور کہا جاتا ہے کہ داؤد کے آنسو تمام مخلوقات کے آنسوؤں کے برابر ہیں اور آدمؑ کے آنسو داؤدؑ اور تمام مخلوقات کے آنسوؤں کے برابر ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ داؤدؑ قیامت کے روز اس حال میں اللہ تعالیٰ کے پاس آئیگا کہ اس کی ہتھیلی پر خطا لکھی ہو گی اور کہے گا کہ اے میرے رب میں نے اپنے گناہ کو آگے بھیجا، آپ مجھے آگے بھیج دیں۔ آگے بھیجا جائے گا لیکن وہاں بھی امن نہ ہوگا پھر کہے گا کہ پیچھے بھیج دیجئے، پیچھے بھیجا جائے گا لیکن وہاں بھی امن نہ ہوگا۔

امتحان سے متعلق تیسری روایت

انس بن مالکؓ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ جب داؤدؑ کی نظر اس عورت پر پڑی اور وہ مہم پیش آئی تو آپ سے نبوت منقطع ہو گئی۔ آپ نے دوسرے نبی سے فرمایا کہ جب دشمن حملہ کرے تو صندوق

کو آگے رکھنا، یہ وہی صندوق ہے جسے وہ دشمن سے مقابلے کے وقت آگے رکھتے تھے اور اس وقت تک نہیں لوٹتے تھے جب تک کہ قتل نہ ہو جائیں یا شکست نہ کھالیں۔ اس عورت کا شوہر قتل ہو گیا اور دو فرشتے داؤدؑ کے مکان پر آ کر یہی واقعہ بیان کرنے لگے۔ داؤد ساری بات سمجھ گئے۔ اور فوراً سجدے میں گر گئے اور چالیس دنوں تک سجدے میں پڑے رہے یہاں تک کہ آپ کے آنسوؤں سے اتنا گھاس اگ آیا کہ اس میں آپ کا سر چھپ گیا۔ اور زمین نے آپ کے پسینے کو غذا بنایا اور آپ سجدہ میں یہ کہہ رہے تھے (راوی کہتے ہیں کہ مجھے صرف اتنے الفاظ یاد رہے) کہ اے میرے رب! داؤد نے ایسی ٹھوکر کھائی جو مشرق و مغرب سے بڑھ کر ہے۔ اے میرے رب! اگر تو نے داؤد کی کمزوری پر رحم نہ کیا اور اس کے گناہ کو معاف نہ کیا تو اس کا گناہ آئندہ آنے والے لوگوں میں بطور عبرت رہ جائے گا۔

توبہ سے متعلق تیسری روایت

چالیس دن کے بعد جبرائیل آئے اور کہا کہ اے داؤد! اللہ تعالیٰ نے آپ کے اس خیال کو معاف کر دیا ہے جو آپ نے کیا تھا۔ داؤد بولے! مجھے معلوم ہے کہ میرا رب میرے اس خیال کو معاف کر سکتا ہے لیکن یہ بات بھی ہے کہ اللہ عدل کرنے والا ہے۔ قیامت کے روز جب فلاں شخص اپنا جھگڑا لے کر آئے گا اور وہ یہ کہے گا کہ اے اللہ! میرا خون داؤد کے ذمہ ہے تو اس وقت کیا ہوگا؟ جبرائیل نے عرض کیا کہ اس کے بارے میں تو میں نے اللہ تعالیٰ سے معلوم نہیں کیا! اگر آپ چاہیں تو میں یہ بھی پوچھ کر آؤں۔ آپ نے کہا ضرور۔ جبرائیل اوپر چلے گئے اور داؤدؑ سجدہ میں گر گئے جب تک اللہ نے چاہا جبرائیل اوپر رہے اور پھر نیچے آئے اور کہا اے داؤد جس کام کے لئے آپ نے مجھے بھیجا تھا میں نے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے معلوم کیا تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ داؤد سے کہو کہ اللہ قیامت کے روز تم دونوں کو جمع کریگا اور اسے کہے گا کہ داؤد کے خون کا ذمہ مجھے دے دو۔ وہ کہے گا کہ اے اللہ! وہ تیرے سپرد ہے (یعنی میں نے معاف کر دیا) پھر اللہ اس سے فرمائے گا کہ اس کے بدلے میں تیرے لئے جنت ہے جہاں چاہو پھرو۔

بیٹے سے جنگ

بعض اہل کتاب کا خیال ہے کہ طالوت کے بعد داؤدؑ اس وقت تک نبوت پر برقرار رہے جب تک مذکورہ واقعہ پیش نہ آیا اور جب یہ واقعہ پیش آیا تو آپ توبہ میں مشغول ہو گئے اور بنی اسرائیل نے آپ سے منہ پھیر لیا اور آپ کے بیٹے ایشی نے لوگوں کو اپنی طرف دعوت دی۔ گمراہ لوگ اس کے گرد جمع ہو گئے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کی توبہ کو قبول فرمایا تو بنی اسرائیل کے ثابت قدم لوگ آپ کے ساتھ ہو گئے آپ نے اپنے بیٹے سے جنگ کی اور اسے شکست دی اور وہ بھاگا تو اس کی تلاش میں لشکر سے آگے ہو کر نکلے اور اس کی طرف بڑھے کہ وہ موت سے بچ جائے البتہ اس کے خاندان کے ساتھ نرمی کا برتاؤ رکھا۔ آپ آگے بڑھتے رہے یہاں تک کہ اس کے قریب ہو گئے اس نے اپنے آپ کو ایک درخت کے ساتھ چپکا لیا۔ اس کے بال بڑے بڑے تھے، اس لئے اس نے درخت کی ٹہنیوں کے ساتھ اپنے بال باندھ لئے لیکن داؤد کے لشکر کا قائد جب وہاں پہنچا تو اس نے داؤد کے حکم کی خلاف ورزی کرتے ہوئے اسے فوراً قتل کر دیا اس سے داؤد کو شدید افسوس ہوا اور آپ نے اس قائد کو برا بھلا کہا۔ اس وقت بنی اسرائیل طاعون کے مرض میں مبتلا ہو چکے تھے۔ آپ انہیں لے کر بیت المقدس گئے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ وہ اس مصیبت کو دور کرے۔ آپ کی دعا قبول ہوئی۔ آپ نے اسی جگہ مسجد تعمیر کی اس کی تعمیر گیارہ سال تک جاری رہی۔ اور اس کی تعمیر مکمل ہونے سے پہلے آپ

کا انتقال ہو گیا۔ آپ نے سلیمانؑ کو اس کی تکمیل کرانے کی وصیت کی۔ سلیمان نے اس قائد کو قتل کرا دیا جس نے آپ کے بھائی کو قتل کیا تھا۔ جب سلیمان اسے دفن کر چکے تو تعمیر مکمل کی۔

بنی اسرائیل پر عذاب

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ داؤد نے بنی اسرائیل کی تعداد معلوم کرنے کا ارادہ کیا۔ اس لئے آپ نے نقیب بھیجے اور انہیں حکم دیا کہ ان کی تعداد معلوم کر کے بتائیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے ناراضگی کا اظہار کیا اور فرمایا کہ تجھے معلوم نہیں کہ میں نے ابراہیم سے وعدہ کیا تھا کہ خواہ تمھاری اولاد کی تعداد ستاروں کے برابر ہو جائے پھر بھی میں ان میں برکت دوں گا اور ان کی تعداد ان گنت کر دوں گا۔ اور تو نے بنی اسرائیل کی تعداد معلوم کرنے کا ارادہ کیا جن کے بارے میں میں نے کہا ہے کہ وہ ان گنت ہیں۔

بنی اسرائیل کو عذاب منتخب کرنے کا اختیار

اب ان مصیبتوں میں سے کسی ایک کو اختیار کر لو کہ تین سال کے لئے بھوک برداشت کر و یا میں تین ماہ کے لئے تم پر دشمن کو مسلط کر دیتا ہوں۔ یا تین دن کے لئے موت طاری کر دیتا ہوں آپ نے بنی اسرائیل سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے اندر تین سال تک بھوکا رہنے کی اور نہ ہی تین ماہ تک دشمن کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر عذاب آنا ہی ہے تو صرف تین دن کی موت کا عذاب آجائے۔

موت کی وباء

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ اسی دن دوپہر کے وقت لامحدود لوگوں پر موت طاری کر دی گئی۔ جب داؤد نے یہ منظر دیکھا تو آپ کو بہت افسوس ہوا۔ انہوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ اے اللہ میں ترش چیزوں کو کھاتا ہوں اور بنی اسرائیل اسے داڑھوں سے پکڑتے ہیں جب مجھے اس کی ضرورت ہوتی ہے تو بنی اسرائیل فراہم کرتے ہیں۔ اے اللہ! انہیں بخش دے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا قبول فرمائی اور ان پر سے موت کو اٹھا لیا۔

بیت المقدس کی جگہ کا انتخاب

پھر داؤدؑ نے دیکھا کہ فرشتے اپنی نیاموں میں تلوار لئے آسمانوں کی طرف ایک چٹان سے بذریعہ سیڑھی بلند ہو رہے ہیں۔ داؤد نے فرمایا کہ اس جگہ مسجد بنانا مناسب ہے چنانچہ آپ نے وہاں مسجد تعمیر کرنے کا ارادہ کیا اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ اس جگہ بیت المقدس ہوگا آپ نے اپنے ہاتھوں کو خون سے رنگین کیا ہے لیکن آپ اس کی تعمیر مکمل نہیں کر سکیں گے لیکن آپ کے بعد ہم آپ کے بیٹے سلیمان کو بادشاہ بنائیں گے وہ اس تعمیر کو مکمل کرے گا۔

سلیمان کا دور حکومت

بعد میں جب سلیمانؑ بادشاہ بنے تو انہوں نے اس کی تعمیر مکمل کی۔ روایت میں آیا ہے کہ داؤدؑ کی عمر سو ۱۰۰ سال تھی۔ اور بعض اہل کتاب کا کہنا ہے کہ سلیمان کی عمر ستتر ۷۷ سال تھی اور ان کا دور حکومت چالیس سال پر مشتمل تھا۔

سلیمانؑ کے حالات

آپ کی حکومت کا تعارف

داؤد کے انتقال کے بعد ان کا بیٹا بنی اسرائیل کا بادشاہ بنا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے لئے جن وانس، پرندے اور ہوا سب کو تابع کر دیا تھا اور اس کے علاوہ نبوت بھی عطا فرمائی تھی۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگی تھی کہ مجھے ایسی حکومت عطا ہو کہ میرے بعد اس جیسی کسی اور کے لئے مناسب نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کی دعا کو قبول فرمایا۔

وھب بن منبہ سے مروی ہے کہ جب آپ اپنے گھر سے نکل کر مجلس میں تشریف لاتے تو اوپر سے پرندے سایہ کرتے ہوئے گھیر لیتے اور انسان اور جن کھڑے ہو جاتے یہاں تک کہ آپ اپنی نشست پر تشریف رکھتے۔

آپ کا ایک زبردست عدالتی فیصلہ

آپ سفید اور صاف ستھرے رنگ والے تھے، آپ کے جسم پر بال زیادہ تھے آپ سفید لباس پہنتے۔ جب آپ بالغ ہوئے تو آپ کے والد داؤدؑ بڑے لوگوں کی مجلس میں آپ کو بٹھا کر آپ سے مشورہ لیا کرتے تھے۔ قرآن مجید میں آپ کے اور آپ کے والد داؤدؑ کے ایک فیصلے کا ذکر ہے۔ جو بکریوں کے معاملے میں تھا۔ ارشاد باری ہے ''اور داؤد اور سلیمان کے اس واقعہ کا بھی تذکرہ کیجئے کہ جب وہ دونوں کسی کھیتی کے جھگڑے کا فیصلہ کر رہے تھے، اس کھیتی میں کچھ لوگوں کی بکریاں رات کے وقت گھس گئی تھیں، اور ہم اس فیصلے کو جو لوگوں کے متعلق ہوا تھا دیکھ رہے تھے اور ہم نے فیصلے کی آسان شکل سلیمان کو سمجھا دی اور ہم نے دونوں ہی کو فیصلہ کرنے کی صلاحیت اور علم عطا کیا تھا'' (الانبیاء، ۷۸، ۷۹)۔

ابن مسعودؓ سے اسی آیت کے تحت مروی ہے کہ یہ انگور کے درخت تھے جو ابھی تازہ پھل لائے تھے جسے بکریوں نے خراب کر دیا تھا۔ داؤد نے یہ فیصلہ کیا کہ یہ بکریاں انگور کی کھیتی والے کو دے دی جائیں۔

سلیمانؑ نے عرض کیا اے اللہ کے نبی! فیصلہ کوئی اور ہونا چاہیے۔ داؤد نے پوچھا وہ کیا ہے؟ فرمایا کہ یہ درخت بکریوں والے کے حوالے کئے جائیں کہ یہ ان کی پہلی حالت پر آنے تک ان کی نگہبانی کرے اور بکریاں درخت والے کے حوالے کی جائیں کہ وہ ان سے اپنا نقصان پورا کرے اور انگور کے درخت پہلی حالت پر آجائیں تو یہ بکریاں واپس کر دے اور اپنے درخت واپس لے لے۔

آپ کے سفر کی رفتار

سلیمانؑ بڑے جنگجو آدمی تھے۔ وہ زمین کے جس حصے میں بھی دشمن کے آنے کی خبر پاتے وہاں پہنچ جاتے اور حملہ کر کے اسے شکست دیتے۔ ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب آپ جنگ پر جانے کا ارادہ کرتے تو آپ کیلئے ایک لکڑی گاڑی جاتی پھر اس پر ایک لکڑی کا تخت رکھا جاتا پھر اس پر انسانوں، جانوروں اور تمام جنگی آلات کو سوار کیا جاتا

یہاں تک کہ سب مطلوبہ سامان سوار ہو جاتا تو آپ ہوا کو حکم دیتے تو وہ اس لکڑی کے تخت کو اٹھا کر لے جاتا۔ اور یہ تخت صبح سے دوپہر تک ایک ماہ کی اور پھر دوپہر سے شام تک ایک ماہ اور پھر دوپہر سے شام تک ایک ماہ کی مسافت طے کرتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں "ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ وہ اس کے حکم سے جہاں وہ جانا چاہتا خوشگوار رفتار سے چلتی" (ص، ۳۶) دوسری جگہ ارشاد ہے "ہم نے سلیمان کے لئے ہوا کو مسخر کر دیا کہ اس ہوا کا صبح کو چلنا اور شام کو چلنا ایک ایک مہینے کی مسافت تھی" (النسا، ۱۲)۔

آپ کا گھر کہاں تھا؟

راوی کہتے ہیں کہ مجھ سے یہ بات بھی بیان کی گئی ہے کہ آپ کا گھر دریائے دجلہ کے کنارے تھا جس پر یہ لکھا تھا کہ یہ تحریر سلیمان کے کسی ساتھی کی طرف سے ہے اور وہ ساتھی یا تو جنوں میں سے ہے یا انسانوں میں سے تحریر یہ ہے "ہم یہاں اترے ہیں لیکن ہم نے اس مکان کو بنایا نہیں بلکہ بنا پایا ہے ہم نے صبح اصطخر کے مقام پر کی ہے۔ اب ہم یہاں سے انشاء اللہ سفر کریں گے اور رات شام میں گزاریں گے" یہ بھی منقول ہے کہ ہوا آپ کے تابع تھی آپ جہاں چاہتے لشکر کو وہیں لے جاتی اور یہ ہوا کھیتی پر سے گزرتی لیکن اس کے پتے نہ ہلتے۔

آپ کے تابع مخلوقات

محمد بن کعب سے مروی ہے کہ سلیمانؑ کا لشکر سو فرسخ تک پھیلا ہوا تھا جس میں سے بیس فرسخ پر انسانوں کا لشکر اور پچیس پر جنوں کا لشکر تھا، تیسرے پچیس پر وحشی جانوروں کا اور چوتھے پچیس پر پرندوں کا لشکر تھا۔ آپ کے موتیوں کے بنے ہوئے ایک ہزار گھر تھے جس میں تین سو ساکن اور سات سو مختلف جگہوں پر آنے جانے والے یعنی گشتی گھر تھے۔ آپ ہوا کو حکم دیتے وہ ان کو اٹھاتی اور مطلوبہ جگہ پہنچاتی۔ ایک مرتبہ جب آپ آسمان وزمین کے درمیان سیر کر رہے تھے تو اللہ تعالیٰ نے وحی بھیجی کہ میں نے تیری بادشاہت میں اور اضافہ کیا ہے وہ یہ کہ جب بھی مخلوق میں سے کوئی بولے گا تو ہوا آپ تک اس کی خبر لائے گی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ سلیمان بن داؤدؑ کے دربار میں چھ سو کرسیاں تھیں پہلے انسانوں میں سے معزز لوگ آ کر آپ کے قریب بیٹھتے، پھر جنوں میں سے معززین آ کر انسانوں کے قریب بیٹھتے، پھر پرندے آ کر سایہ کرتے پھر ہوا انہیں اٹھاتی اور صبح سے دوپہر تک وہ ایک ماہ کا سفر کر لیتے۔

آپ کا مشہور غزوہ

آپ کے غزوات میں سے مشہور غزوہ وہ ہے جس میں آپ نے بلقیس کی طرف خط بھیجا۔ آپ کا خط جانے کے بعد جنگ وجدال کے بغیر بلقیس تابع ہو گئی۔ اہل انساب سے بلقیس کے درج ذیل نسب مروی ہیں:
بعض نے بلقمہ بنت الیشرح بیان کیا ہے۔ بعض نے کہا ہے کہ اس کے والد کا نام ایلی شرح تھا۔ بعض نے ذی شرح بتلایا ہے۔

بلقیس کو خط لکھنے کی وجہ

بلقیس کو خط لکھنے کا سبب یہ ہوا کہ ایک مرتبہ سفر کے دوران آپ کا ہدہد پرندہ گم ہوگیا (جو پانی تلاش کرنے کے کام آتا تھا) آپ کو پانی کی ضرورت محسوس ہوئی اور معلوم نہیں تھا کہ پانی کتنی دوری پر موجود ہے آپ یہ کام ہدہد سے لیتے تھے۔ آپ نے ہدہد کو تلاش کیا لیکن وہ نہ ملا۔ بعض نے کہا کہ سلیمانؑ نے ہدہد کے بارے میں اس لئے پوچھا کہ وہ اپنی باری پر نہیں تھا۔

جانوروں سے کام لینے کا طریقہ

ابن عباس سے مروی ہے کہ سلیمان جب سفر کا ارادہ کرتے ہیں تو اپنے تخت پر بیٹھ جاتے آپ کے دائیں بائیں کرسیاں رکھ دی جاتیں پہلے انسانوں اور پھر ان کے پاس جنوں کو بیٹھنے کی اجازت ہوتی پھر سرکش جنوں کو ان کے بعد بیٹھنے کی اجازت ملتی پھر پرندے آ کر سایہ کرتے پھر ہوا آپ کو اڑا کر لے جاتی جب کہ آپ تخت پر اور دوسرے لوگ کرسیوں پر موجود ہوتے۔ یہ تخت صبح سے دوپہر تک اور دوپہر سے شام تک ایک ایک مہینے کا سفر طے کرتا اور ہوا خوشگوار انداز سے چل کر منزل مقصود تک لے جاتی۔ نہ بہت تیز ہوتی اور نہ بہت آہستہ ہوتی اس طرح سلیمان سفر کرتے۔ آپ نے مختلف قسم کے پرندوں میں سے ایک ایک کو منتخب فرمایا تھا اور وہ پرندہ اپنی نسل کے دوسرے پرندوں پر سردار ہوتا تھا۔ جب آپ کو کسی نسل کے پرندوں کی ضرورت ہوتی تو آپ ان کے سردار کو بلاتے۔

ہدہد کی گمشدگی کا واقعہ

ایک مرتبہ آپ سفر کرتے ہوئے ایک جنگل میں جا پہنچے وہاں پانی نہیں تھا آپ نے انسانوں جنوں اور سرکش شیاطین سے پانی کے بارے میں پوچھا انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ سلیمان کو غصہ آگیا۔ آپ نے فرمایا کہ میں اس وقت تک یہاں سے سفر نہیں کروں گا جب تک کہ یہ معلوم نہ ہو کہ پانی کتنی مسافت پر ہے۔ سرکش جنات بولے کہ آپ غصہ نہ ہوں آپ کے پاس ایک پرندہ ہدہد ہے جو یہ بتا دیتا ہے۔

سلیمانؑ نے فرمایا: ہدہد کو بلاؤ، ہدہد نہ ملا۔ سلیمان نے غصے میں فرمایا مجھے کیا ہوگیا ہے کہ میں ہدہد کو نہیں دیکھتا یا وہ کہیں غائب ہوگیا ہے۔ یقیناً میں اس کو سخت سزا دوں گا یا اس کو ذبح کر ڈالوں گا یا وہ میرے روبرو کوئی معقول دلیل پیش کرے۔ (النحل، ۲۰، ۲۱) کہ وہ یہاں سے کیوں غائب ہوا۔ پرندوں کے لئے ان کی سزا یہ ہوتی ہے کہ اس کے پر کاٹ لئے جاتے اور اسے دھوپ میں بٹھایا جاتا تاکہ وہ اڑ نہ سکے اور وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کی طرح ہو جاتا یا اسے ذبح کر دیتے اور یہی اس کا عذاب ہوتا۔

ھد ھد کی واپسی

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہدہد (یہاں سے اڑ کر) بلقیس کے محل سے گزرا وہاں باغات دیکھے اور ان کے پیچھے محل تھا۔ وہ وہاں کے باغات میں داخل ہوا وہاں بلقیس کے باغ کے ہدہد سے ملاقات ہوئی۔ اس نے سمجھا کہ یہ بھی سلیمان کا ھد ھد ہے اس نے پوچھا کہ تم سلیمانؑ سے غائب ہو کر یہاں کیوں آئے اور یہاں کیا کرتے ہو؟ اس ھد ھد نے پوچھا کہ سلیمان کون ہے؟ سلیمانؑ کے ھد ھد نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک آدمی کو مبعوث کیا جس کا نام

سلیمان ہے اور وہ اللہ کا رسول ہے۔ اور ہوا، پرندوں، اور جن وانس کو اس کے تابع کیا ہے۔

وہ بولا: آپ کیا کہہ رہے ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ میں وہی کہہ رہا ہوں جو تم سن رہے ہو۔ وہ بولا، یہ بڑی تعجب کی بات ہے کہ یہاں اکثر لوگوں پر ایک عورت کی حکمت ہے اور اس عورت کو ہر چیز عطا کی گئی ہے اور اس کا ایک بہت بڑا تخت بھی ہے۔

اور یہ لوگ اللہ کا شکر اس طرح ادا کرتے ہیں کہ اللہ کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں۔ سلیمان کے ھدھد نے یہ باتیں سنیں اور اڑ کر واپس آ گیا۔ وہاں دوسرے پرندے سے ملاقات ہوئی تو انہوں نے بتلایا کہ اللہ کے رسول نے تمھیں دھمکی دی ہے۔ اس نے اپنا واقعہ کہہ سنایا۔

سلیمانؑ کا پرندوں کو عذاب دینے کا طریقہ

سلیمان کا عذاب یہ تھا کہ آپ پرندے کے پر کاٹ دیتے اور اسے دھوپ میں ڈال دیتے تا کہ وہ اڑ نہ سکے اور زمین کے کیڑے مکوڑوں کی طرح ہو جائے یا اسے ذبح کر دیتے تا کہ اس کی نسل ختم ہو جائے۔ اس ھدھد نے پوچھا کہ کیا سلیمانؑ نے اپنی دھمکی کے اندر کوئی استثناء بھی کیا تھا۔ انہوں نے جواب دیا ہاں یہ کہا تھا کہ اگر وہ معقول عذر پیش کرے (تو پھر عذاب نہیں دیا جائے گا)۔

ہدہد کا بیانِ واقعہ

جب سلیمان آئے تو انہوں نے ہدہد سے پوچھا کہ تو ہم سے دور کیوں رہا؟ وہ بولا" میں ایک ایسی بات معلوم کر کے آیا ہوں کہ آپ کو اس بات کی خبر نہیں اور میں قبیلہ سبا سے ایک تحقیقی خبر لے کر آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو دیکھا کہ وہ وہاں کے لوگوں پر حکومت کر رہی ہے اور اسے ہر قسم کا ضروری سامان دیا گیا ہے اور اس کے پاس ایک بہت بڑا تخت ہے۔ اور میں نے اس عورت کو اور اس کی رعایا کو دیکھا کہ وہ خدا کو چھوڑ کر سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو ان کے لئے خوش منظر بنایا ہے اور انہیں صحیح راہ سے روک دیا ہے لہٰذا وہ راہِ حق نہیں پاتے حتیٰ کے وہ اس خدا کو سجدہ نہیں کرتے کہ جو آسمان وزمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو باہر نکالتا ہے اور تم لوگ جو کچھ چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو، وہ اس سب کو جانتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ایسی ہے کہ اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔ اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ سلیمان نے فرمایا کہ ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹ بولنے والوں میں سے ہے۔ جا میرا یہ خط لے جا اور اس خط کو ان کے پاس ڈال دے، پھر ان کے پاس سے ہٹ جا اور دیکھتا رہ کہ وہ آپس میں کیا گفتگو کرتے ہیں۔ (النمل، ۲۸۔۳۸)۔

ھدھد کا خط لے جانا اور بلقیس کا مشورہ

یہ ھدھد وہاں گیا۔ بلقیس اپنے محل میں تھی۔ پرندے نے یہ خط لے جا کر اس کی گود میں ڈال دیا۔ وہ ڈر گئی اپنے اوپر کپڑے ڈالے اور اپنے تخت کو باہر نکالنے کا حکم دیا۔ باہر آ کر تخت پر بیٹھ گئی اور قوم کو بلا کر ان سے کہا" اے اہل دربار! تم مجھے میرے اس معاملے میں مشورہ دو میں اس وقت تک کسی بات کا قطعی فیصلہ نہیں کیا کرتی جب تک تم لوگ میرے پاس موجود نہ ہو" اہل دربار نے کہا ہم پورے طاقتور اور سخت جنگجو ہیں اور حکم کا اختیار آپ کو حاصل ہے۔ سو اب

آپ دیکھ لیں جو حکم آپ کو دینا ہو۔ بلقیس کہنے لگی بادشاہ جب کسی بستی میں فاتحانہ داخل ہوا کرتے ہیں تو وہاں کے عزت دار باشندوں کو ذلیل کر دیا کرتے ہیں اور یہ لوگ بھی ایسا ہی کریں گے۔

میں فی الحال ان لوگوں کے پاس کچھ تحفہ بھیجتی ہوں پھر دیکھتی ہوں کہ میرے فرستادے کیا پیغام لے کر واپس آتے ہیں۔ جب ہدیہ لے کر جانے والا سلیمانؑ کے پاس پہنچا تو سلیمانؑ نے فرمایا کیا تم لوگ مال و دولت سے میری امداد کرنا چاہتے ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے مجھے جو کچھ عطا کر رکھا ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جو تم کو دیا ہے۔ اے ایلچی تو انہیں اہل سبا کی طرف واپس لے جا۔ اب ہم ان پر ایسا لشکر لے کر پہنچتے ہیں کہ جس کا وہ مقابلہ نہ کر سکیں گے اور ہم ان کو شہر سبا سے بے عزت کر کے نکال دیں گے اور وہ ذلیل اور محکوم ہو جائیں گے'' (النمل، ۳۲۔ ۳۷)۔

بلقیس کا بغیر سوراخ والی سوئی کا سامنا

راوی کہتے ہیں کہ بلقیس نے سلیمانؑ کی طرف بغیر سوراخ والی سوئی بھیجی اور پیغام بھیجا کہ اس میں سوراخ کرو۔ آپ نے پہلے انسانوں کو حکم دیا لیکن کسی کو سوراخ نہیں کرنا آتا تھا، پھر جنات اور سرکش شیاطین کو حکم دیا، انہیں بھی سوراخ کرنے کا طریقہ معلوم نہ تھا البتہ انہوں نے یہ کہا کہ آپ لکڑی کے کیڑے (دیمک) کی طرف بھیجیں وہ سوراخ کریگا۔ دیمک آئی اس نے منہ میں ایک بال لیا اور اس میں داخل ہوگئی۔ کچھ دیر بعد سوراخ ہو گیا بلقیس کا قاصد یہ سوئی لے کر واپس آیا تو بلقیس اس سوئی کو دیکھ کر گھبرا گئی۔ اور دوسرے لوگ بھی حیران ہو گئے۔

بلقیس کا لشکر سلیمانؑ کی طرف

ابن عباس فرماتے ہیں کہ اس کے پاس ایک ہزار سردار (قیل) تھے۔ یمن کے لوگ سردار کو قیل کہتے تھے ہر سردار کے ماتحت دس ہزار افراد ہوتے تھے جب کہ حضرت علیؓ کا قول ہے کہ ایک کروڑ افراد ماتحت ہوتے تھے۔ شداد بن الھاد سے مروی ہے کہ بلقیس تین سو سردار کو لے کر سلیمانؑ کی طرف آئی اور ہر سردار کے ساتھ ایک ایک ہزار آدمی تھا۔

سلیمانؑ کا تختِ بلقیس منگوانا

ابن عباس سے مروی ہے کہ سلیمانؑ بارعب آدمی تھے۔ جب تک آپ سے کسی چیز کے بارے میں سوال نہ کیا جاتا آپ خود اس کے بارے میں نہ بولتے۔ اس روز آپ گھر سے نکل کر تخت پر بیٹھے تو سامنے دھول دکھائی دی آپ نے پوچھا یہ کیا ہے؟۔ حاضرین نے جواب دیا کہ اے اللہ کے رسول یہ بلقیس (اور اس کا لشکر) ہے۔ سلیمان کہنے لگے کہ وہ یہاں تک آگئی۔ (مجاہد کہتے ہیں کہ کوفہ اور حیرہ کے درمیان صرف ایک فرسخ کا فاصلہ تھا)۔ سلیمان اپنے لشکروں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا ''اے اہل دربار! کیا تم سے کوئی ایسا بھی ہے کہ اس سے پہلے کہ وہ لوگ میرے مطیع ہو کر میرے پاس آئیں۔ بلقیس کا تخت میرے پاس لے آئے۔ جنات میں سے ایک قوی ہیکل جن نے عرض کیا کہ اس سے قبل کہ آپ اس مجلس سے اٹھیں، میں اس تخت کو آپ کے پاس لاؤں گا (یہ مجلس دوپہر کے وقت ختم ہوتی تھی) سلیمان نے فرمایا کہ اس سے جلدی کون لائیگا'' تو ایک شخص نے جس کے پاس کتاب کا علم تھا، عرض کیا کہ میں اس تخت کو آپ کی خدمت میں آپ کی پلکیں جھپکنے سے پہلے یعنی چشم زدن میں حاضر کئے دیتا ہوں۔'' سلیمان نے نگاہ ہٹائی اور پھر ادھر دیکھا تو سامنے تخت تھا۔ جب سلیمان نے تخت کو اپنے سامنے روبرو رکھا ہوا دیکھا تو فرمایا یہ بھی میرے

پروردگار کا ایک فضل ہے تا کہ وہ مجھے آزمائے میں شکر کرتا ہوں یا ناشکری کرتا ہوں' یعنی شکر اس پر کہ اللہ تعالیٰ نے اتنی جلدی یہ تخت پہنچا دیا اور ناشکری اس پر کہ یہ میرے قبضہ میں آ گیا ہے اور اب میں اس کی وجہ سے نافرمانی تو نہیں کرتا۔

بلقیس کے سلیمانؑ سے سوالات

(پھر اس تخت میں تھوڑا سا ردو بدل کر کے) اسے بلقیس کے لئے رکھ دیا گیا۔ جب وہ آئی تو سلیمان کی جانب بیٹھ گئی۔ اس سے کہا گیا "تیرا تخت ایسا ہی ہے؟

اس نے دیکھا اور کہا "گویا ہو بہو وہی ہے" پھر کہنے لگی کہ میں اپنے تخت کو کئی قلعوں کے اندر چھوڑ کر آئی ہوں۔ اور ان قلعوں کے اندر بہت بڑی فوج ان کو گھیرے ہوئے ہے تو سلیمان اس تخت کو کیسے لے آئے!! میں اب آپ سے چند سوالات کرتی ہوں، آپ مجھے ان کا جواب دیں۔ سلیمانؑ نے فرمایا پوچھو۔

بلقیس نے کہا، مجھے ایسے بہتے پانی کے بارے میں بتاؤ جو نہ آسمان میں ہے اور نہ زمین میں۔ (سلیمانؑ کو جب کسی چیز کا علم نہ ہوتا تو آپ انسانوں سے سوالات کرتے اگر انہیں معلوم نہ ہوتا تو جنات سے اور اگر انہیں بھی معلوم نہ ہوتا تو سرکش جنات سے) اس مرتبہ بھی تینوں سے سوال کیا سرکش جنات نے کہا اے اللہ کے رسول! یہ سوال بہت آسان ہے آپ گھوڑے کو چلائیں اس کے پسینے سے برتن بھر جائے گا۔ یہ سن کر سلیمانؑ نے بلقیس سے کہا کہ اس بہتے پانی سے مراد گھوڑے کا پسینہ ہے۔ بلقیس بولی آپ نے سچ کہا۔ پھر اس نے کہا کہ مجھے بتاؤ کے اللہ تعالیٰ کا رنگ کونسا ہے؟ یہ سن کر سلیمان سجدے میں گر پڑے۔ حضرت حسن فرماتے ہیں کہ آپ پر غشی طاری ہوگئی اور آپ تخت سے گر گئے۔

پھر آپ کھڑے ہو گئے۔ آپ کے لشکر منتشر ہو چکے تھے، آپ کے پاس فرشتہ آیا اور اس نے کہا اے سلیمان! آپ سے اللہ تعالیٰ پوچھ رہے ہیں کہ آپ کا معاملہ کیا ہے؟ سلیمان نے کہا مجھ سے ایسا سوال کیا گیا ہے کہ جس کا دہرانا بہت مشکل ہے۔ فرشتے نے کہا اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم اپنے تخت پر بیٹھ جاؤ اور اپنے تمام لشکروں کو خواہ وہ یہاں موجود ہوں یا نہ ہوں کو بلاؤ اور بلا کر یہ سوال پوچھو۔ جب سب لشکر آ چکے تو آپ نے بلقیس سے فرمایا کہ تو نے مجھ سے کیا پوچھا تھا۔ وہ بولی میں نے پوچھا تھا کہ وہ جاری پانی بتاؤ جو زمین میں ہے نہ آسمان میں ہے۔ آپ نے بتلایا کہ وہ گھوڑے کا پسینہ ہے۔ بلقیس نے کہا آپ نے سچ کہا۔ سلیمانؑ نے کہا اس کے علاوہ اور کس چیز کے بارے میں سوال کیا؟ اور میں کس سوال کی وجہ سے بے ہوش ہوا۔ وہ کہنے لگی کہ وہ سوال مجھے معلوم نہیں۔

حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ وہ بھول گئی تھی۔ آپ نے لشکروں سے یہی سوال کیا انہوں نے بھی وہی جواب دیا جو بلقیس نے جواب دیا تھا آپ نے تمام لشکروں حتیٰ کہ انسان جنات پرندے وغیرہ کو جمع کر کے یہی سوال کیا۔ کسی کو بھی دوسرا سوال یاد نہ رہا۔ بلکہ انہوں نے بھی یہی کہا کہ اس نے آپ سے جاری پانی کے بارے میں سوال کیا تھا اور آپ کو فرشتے نے یہ کہا تھا کہ اپنی جگہ واپس آ جاؤ سلیمان نے سرکش جنات سے کہا میرے لئے ایک محل تعمیر کرو، وہاں بلقیس میرے پاس آئے گی۔ یہ سرکش جنات ایک دوسرے پر چڑھ گئے اور کہنے لگے اللہ کے رسول کے لئے اللہ تعالیٰ نے جو چاہا، مسخر کیا، ملکہ سبا بلقیس اس سے نکاح کرے گی، اس سے بچہ پیدا ہوگا اور ہم اس کی اطاعت سے کبھی الگ نہ ہوں گے۔

بلقیس کا شیشے کے محل سے گزرنا

راوی کہتے ہیں کہ بلقیس کی پنڈلی کے بال بڑے تھے۔ سرکش شیاطین نے کہا کہ اس کے لئے بلند محل تعمیر کرو تا کہ سلیمان اس کے بال دیکھیں اور اس سے شادی نہ کریں۔ چنانچہ انہوں نے آپ کے لئے سبز شیشے کا محل تعمیر کروایا اور اس پر مزید شیشہ چڑھایا تو وہ پانی کی طرح محسوس ہو رہا تھا۔ اس کی تہہ میں انہوں نے سمندری مخلوق خصوصاً مچھلیاں چھوڑ دیں اور پھر سلیمان سے کہا کہ اس میں داخل ہوں آپ نے اپنی کرسی محل کے کنارے پر ڈلوائی لیکن جب داخل ہونے لگے تو عجیب منظر دیکھا اور کرسی اندر منگوائی اور اس پر بیٹھ کر آ گئے۔ پھر فرمایا کہ بلقیس کو بلاؤ بلقیس کو کہا گیا کہ محل میں داخل ہو جاؤ۔ جب وہ آگے بڑھی تو وہاں مچھلیاں اور دیگر سمندری مخلوق دیکھی تو بلقیس نے اسے لہریں پڑتا ہوا پانی سمجھا اور اس نے اپنی دونوں پنڈلیاں کھول دیں اس کی پنڈلیوں کے بال ایک دوسرے پر چڑھے ہوئے تھے سلیمان نے اسے دیکھا تو اس سے نگاہ پھیر کر اسے آواز دی کہ یہ ایک محل ہے جس میں شیشے جڑے ہوئے ہیں یہ دیکھ کر بلقیس کہنے لگی اے میرے پروردگار! میں اپنی جان پر ظلم کرتی رہی اور میں سلیمان کے ساتھ ہو کر اللہ رب العالمین پر ایمان لائی ہوں''۔

بلقیس کے پنڈلی کے بالوں کا اتروانا

سلیمان نے انسانوں کو بلا کر کہا پنڈلی کے یہ بال بہت برے لگتے ہیں یہ کس طرح دور ہو سکتے ہیں انہوں نے جواب دیا کہ استرے کے ذریعے سے۔ آپ نے فرمایا کہ استرا تو عورت کی پنڈلیاں کاٹ دے گا۔ پھر آپ نے جنوں سے سوال کیا، انہوں نے لاعلمی کا اظہار کیا۔ پھر سرکش شیاطین سے پوچھا انہوں نے کہا کہ استرا کے ذریعے ہو سکتا ہے آپ نے فرمایا کہ استرا تو عورت کی پنڈلیاں کاٹ دے گا۔ پھر غور کر کے نورہ (چونا) تیار کیا گیا اور اس سے پنڈلیاں صاف کی گئیں۔

ابن عباس کہتے ہیں کہ سب سے پہلے اس موقع پر چونا استعمال کیا گیا اور پھر سلیمان نے اسے نکاح کا پیغام دیا۔

بلقیس کے سفر سے متعلق دوسری روایت

وھب بن منبہ سے مروی ہے کہ جب بلقیس کا قاصد لوٹ کر واپس آیا تو وہ کہنے لگی اللہ کی قسم! یہ بادشاہ نہیں ہے اور ہمارے اندر اس کا مقابلہ کرنے کی طاقت بھی نہیں ہے اور اس کی کثرت فوج کی وجہ سے ہم کچھ بھی نہیں کر سکتے ہیں۔ میں اس کی طرف پیغام بھیجتی ہوں کہ میں اپنے سرداروں کے ساتھ تمہاری طرف آ رہی ہوں تا کہ تمہارے حالات سے واقفیت حاصل کروں اور جس دین کی طرف آپ دعوت دیتے ہیں اس کا جائزہ لوں پھر اس کے حکم سے اس کا تخت جو سونے کا بنا ہوا تھا اور اس پر یاقوت زبرجد اور موتی تھے اسے سات مکانوں کے اندر محفوظ کر دیا گیا اور سب پر تالے لگا دیئے گئے۔ سات سو عورتیں اس کی خدمت کرتی تھیں۔ بلقیس نے پیچھے جس عورت کو بطور نگران مقرر کیا اس سے کہا ان سب کی اور میرے تخت کی حفاظت کرنا کہ کوئی ان تک پہنچ نہ سکے۔

پھر وہ دوبارہ یمنی سرداروں کو لے کر سلیمان کے پاس آئی۔ ہر سردار کے ماتحت ہزار لوگ تھے سلیمانؑ نے جنوں کو بھیجا جو ہر دن رات کے فاصلے کو ناپ کر لاتے کہ بلقیس کتنی دور ہے یہاں تک کہ وہ بلکل قریب پہنچ گئی تو آپ نے فرمایا ''اے اہل دربار اس سے پہلے کے وہ لوگ میرے مطیع ہو کر آئیں کون بلقیس کا تخت میرے پاس لائے گا۔

بلقیس کا قبول اسلام

پھر بلقیس نے اسلام قبول کیا اور پختہ اسلام اختیار کیا۔ اس وقت سلیمان نے اس سے فرمایا کہ اپنی قوم میں سے کسی آدمی کو منتخب کرلو میں اس سے تمہارا نکاح کردیتا ہوں۔ وہ کہنے لگی مجھ جیسی عورتیں تو بڑے مردوں سے نکاح کرتی ہیں جب کہ میری برادری میں کوئی شخص بادشاہ نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اسلام بھی اس کی رعایت کرے گا اور جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے تیرے لئے حلال کیا ہے اسے حرام رکھنا مناسب نہیں۔ بلقیس نے کہا اگر آپ میرا نکاح کرنا ہی چاہتے ہیں تو ھمدان کے بادشاہ ذو تبع سے کردیں، آپ نے فرمایا ٹھیک ہے، پھر آپ نے ھمدان کے بادشاہ سے نکاح کردیا اور اسے یمن بھیج دیا اور آپ نے یمن کے تبع پر جن مقرر کیا جن کو بلا کر کہا اس تبع کیلئے ہر طرح کی خدمات انجام دو۔ چنانچہ جن اس کا تابعدار ہوگیا، اس کے بعد وہ جو ارادہ کرتا جن اتباع کرتا حتیٰ کہ سلیمانؑ کا انتقال ہوگیا۔

سلیمانؑ کا انتقال

جب آپ کے انتقال کو ایک سال کا عرصہ گذر گیا تو جنات کو آپ کی وفات کا علم ہوا ایک جن تہامہ کی طرف چلا یہاں تک کہ جب وہ یمن کے درمیان میں پہنچا تو بلند آواز میں پکار کر کہا اے جنات! سلیمان بادشاہ کا انتقال ہوچکا اپنا ہاتھ کام سے ہٹالو۔ سرکش جنات نے دو پتھر اٹھائے اور ان پر یہ لکھا کہ ہم نے صرواح اور مرواح، بینون کے محلات اپنے ہاتھوں سے تعمیر کئے اسی طرح ہندہ، ھنیدہ اور تلثوم کو بھی تعمیر کیا۔ اگر تہامہ سے آواز نہ آتی تو ہم کام کرتے رہتے۔

راوی کہتے ہیں کہ سلحین (صرواح) مراح، بینون، ہندہ، ہنیدہ اور تلثوم یمن کے قلعے ہیں جنہیں سرکش شیاطین نے تبع کے لئے تیار کیا تھا۔ پھر انہوں نے اس سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ ذی تبع اور بلقیس کی حکومت سلیمانؑ کی حکومت کے ساتھ ختم ہوگئی۔

سمندر پار ملک کی فتح

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ سلیمان نے سمندر کے جزیروں میں واقع ایک شہر کے بارے میں سنا کہ وہاں صیدون نامی بادشاہ ہے اور درمیان میں سمندر ہونے کی وجہ سے لوگ اس تک نہیں پہنچ سکتے اللہ تعالیٰ نے سلیمان کو ایسی حکومت عطا فرمائی تھی کہ وہ جہاں جانا چاہتے چلے جاتے۔ سمندر اور خشکی آپ کے لئے رکاوٹ نہیں بنتے تھے آپ ہوا پر سوار ہوکر مطلوبہ جگہ چلے جاتے لہذا آپ ہوا کے دوش پر سمندر کے پانی کے اوپر سے ہوتے ہوئے اس شہر کی طرف تشریف لے گئے۔ اور وہاں جن وانس کے لشکر بھی اتارے آپ نے وہاں کے بادشاہ کو قتل کیا اور لوگوں کو قید کرلیا۔ اس بادشاہ کی لڑکی بہت زیادہ حسین تھی۔ آپ نے اسے اپنے لئے منتخب کیا اور اسے اسلام کی دعوت دی۔ اس عورت نے اسلام قبول کرلیا۔ آپ کو اس سے محبت ہوگئی اور اس کے دل میں آپ گھر کرگئے۔

شہزادی کو نکاح کا پیغام

وہ عورت بہت پریشان رہتی اور غم کی وجہ سے اس کے آنسو تھمتے نہیں تھے۔ آپ نے اس کے غم و رنج کی یہ حالت دیکھ کر ایک روز اس سے کہا تیرا ناس ہو کہ یہ کیا غم ہے کہ جاتا نہیں اور یہ کیسے آنسو ہیں جو تھمتے نہیں وہ بولی کہ میں

اپنے والد اور اس کی بادشاہت کو یاد کرتی ہوں اور اس مصیبت کو سوچتی ہوں جو ان کو آ پہنچی۔
آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی جھوٹی بادشاہت کو ایک بڑی بادشاہت میں بدل دیا اور تجھے اسلام کی دولت عطا فرمائی لیکن اب تو ہر حال میں بہتر ہے۔اس نے جواب دیا کہ یہ بات تو صحیح ہے لیکن میں جب اپنے والد کی مصیبت کو یاد کرتی تو مجھ پر غم کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔اگر آپ سرکش جنات کو حکم دے دیں کہ وہ میرے گھر میں میرے والد کی تصویر بنائیں جسے میں صبح وشام دیکھتی رہوں تو ہو سکتا ہے کہ میرا غم کم ہو جائے۔آپ نے جنات کو حکم دیا کہ اس کے والد کی تصویر اس کے گھر میں اس طرح بناؤ کہ حقیقت سے سرمو اختلاف نہ ہو۔انہوں نے وہ تمثیل بنا ڈالی۔اس نے اپنے باپ کی تصویر کی طرف نظر ڈالی، اس میں روح نہیں تھی لیکن پھر بھی شہزادی نے اسے وہ کپڑے چادریں اور قمیصیں وغیرہ پہنائے جو وہ زندگی میں پہنتا تھا۔

بت پرستی کا آغاز

سلیمانؑ جب اس کے گھر سے چلے گئے تو اس کے لڑکے اور لڑکیاں اسے سجدہ کرنے لگیں جیسا کہ اس کے بادشاہ ہونے کے زمانے میں اسے سجدہ کرتے تھے۔ ہر روز شام وہ ایسا کیا کرتے تھے۔چالیس روز تک سلیمان کو اس کا علم نہ ہوا البتہ آپ کے دوست آصف بن برخیا کو اس کا پتہ چلا۔سلیمانؑ کے دروازے کسی وقت بند نہیں ہوتے تھے۔ بلکہ جس وقت بھی کوئی شخص آنا چاہے اس کو اجازت ہوتی تھی۔خواہ سلیمان وہاں موجود ہوں یا نہ ہوں۔آصف آپ کے پاس آیا اور کہا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ میں موت سے پہلے قوم میں کھڑا ہو کر انہیں وہ باتیں بتلاؤں جو پہلے انبیاء کے متعلق ہوئیں اور لوگوں کو ایسی بہت سی باتیں بتاؤں جس سے وہ ناواقف ہیں۔سلیمانؑ نے اسے اجازت دے دی۔اور اس کے لیے لوگوں کو جمع کیا۔

آصف بن برخیا کا خطاب

آصف بن برخیا خطاب کرنے کے لیے کھڑا ہوا۔ پہلے اس نے گزشتہ انبیاء کی تعریف کی اور ان کے فضائل بیان کیے اور ان کے بارے میں قوم کے رویے کا تذکرہ کیا یہاں تک کہ سلیمان کا تذکرہ بھی کیا اور کہا کہ آپ بچپن میں بہت زیادہ امین متقی تھے آپ سے بڑھ کر کوئی امین متقی، نیک، حکم میں مضبوط اور گناہوں سے بچنے والا کوئی نہ تھا۔ یہ کہہ کر اس نے تقریر ختم کر دی۔

تصویر کا توڑنا

سلیمانؑ کو اس پر غصہ آیا۔ جب سلیمانؑ گھر آئے تو اسے بلوا بھیجا جب وہ آیا تو اس نے کہا کہ اے آصف! تو نے تمام انبیاء کی تعریف کی اور ان کے زمانوں کی فضیلت بیان کی اور ان کے ہر حال کو اچھا گنوایا لیکن جب تم نے میرا تذکرہ کیا تو میرے بچپن کی تو تعریف کی اور باقی زمانے کے بارے میں خاموشی اختیار کی۔اس کی کیا وجہ ہے؟
اس نے جواب دیا کہ آپ کے گھر میں ایک عورت کی خواہش پر چالیس روز سے غیر اللہ کی عبادت ہو رہی ہے؟ سلیمان تعجب سے بولے: میرے گھر میں! اس نے جواب دیا جی ہاں آپ کے گھر میں۔فرمایا انا للہ وانا الیہ راجعون اور فرمایا کہ تم نے جس بات کی طرف اشارہ کیا ہے وہ میں سمجھ چکا ہوں۔پھر آپ گھر آئے اور اس تمثال (تصویر) کو توڑ

ڈالا اور اس عورت اور اس کے بچوں کو سزا دی۔

سلیمان کی توبہ

پھر آپ نے پاکیزہ کپڑے منگوائے۔ یہ وہ کپڑے تھے جنہیں صرف کنواری لڑکیاں کاتتی، بنتی اور دھوتی تھیں حیض والی عورت اسے ہاتھ بھی نہیں لگاتی تھی۔ ان کپڑوں کو پہن کر اکیلے میدان میں تشریف لے گئے اور وہاں ریت کا فرش بچھوایا پھر اس ریت پر بیٹھ کر توبہ کرنے لگے آپ تذلیل کے طور پر اس میں آلتی پالتی مارے روتے اور گھر میں ہونے والے گناہ پر استغفار کرتے۔ ان کی دعا کے کچھ الفاظ یہ ہیں۔

توبہ کے الفاظ

اے اللہ تیرے اس امتحان کی وجہ سے آل داؤد نے تیرے علاوہ کسی اور کی عبادت کی اور اپنے گھروں میں غیر اللہ کی عبادت کو باقی رکھا اور گزشتہ روز تک ایسا ہوا آپ روتے رہے اور تضرع وزاری کرتے رہے اور استغفار کرتے رہے اور پھر آپ اپنے گھر لوٹ آئے۔

انگوٹھی گم ہونے کا واقعہ

آپ کی بیوی اور بچے کی والدہ کا نام امینہ تھا جب سلیمانؑ اس کے پاس جاتے یا کسی بھی بیوی سے مباشرت کا ارادہ کرتے تو اپنی انگوٹھی کو اتار دیتے اور پاک ہونے تک اسے نہ پہنتے اور آپ طہارت کی حالت کے علاوہ اس انگوٹھی کو نہ چھوتے۔ آپ کی بادشاہت اس انگوٹھی میں تھی۔ ایک روز آپ اپنے راستے پر چل رہے تھے اور انگوٹھی گھر میں اتار کر رکھی تھی کہ سمندر کا شیطان سلیمانؑ ں کے گھر آیا جس کا نام صخر تھا۔ وہ سلیمان کی شکل میں تھا۔ آ کر کہنے لگا اے امینہ! یہ میری انگوٹھی دے دو اس نے وہ انگوٹھی دے دی۔

شیطان نے وہ انگوٹھی پہنی اور سلیمان کی جگہ پر بیٹھ گیا۔ پرندے اور جن وانس اس کے آگے جھک گئے سلیمان جب واپس آئے تو آپ کی حالت تبدیل ہو چکی تھی۔

آپ نے امینہ سے کہا کہ میری انگوٹھی دے دو امینہ نے پوچھا تم کون ہو؟ آپ نے جواب دیا کہ میں سلیمان بن داؤد ہوں وہ بولے تم جھوٹ بولتے ہو۔ تم سلیمان بن داؤد نہیں ہو سلیمان تو آ کر اپنی انگوٹھی لے جا چکے ہیں اور اب وہ اپنی جگہ پر بیٹھے ہیں۔

سلیمانؑ کی پریشانی

سلیمان جان گئے کہ ان کی خطا پکڑی گئی۔ آپ باہر آئے اور بنی اسرائیل کے گھروں کے باہر کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے میں سلیمان بن داؤد ہوں لوگ آپ پر مٹی پھینکتے اور گالیاں دیتے اور کہتے کہ اس مجنوں کو دیکھو یہ کیا کہتا ہے، اس کا خیال ہے کہ وہ سلیمانؑ بن داؤد ہے جب سلیمانؑ نے لوگوں کا یہ ردعمل دیکھا تو سمندر کی طرف چلے گئے اور وہاں سے کچھ مچھلیاں پکڑ کر شہر میں فروخت کرنے لگے۔ آپ ہر روز دو مچھلیاں پکڑتے ایک مچھلی کو روٹیوں کے بدلے میں فروخت کرتے اور دوسری کو بھون لیتے اس طرح کھانا کھا لیتے۔ اسی حال میں چالیس دن گزر گئے اتنے ہی دن آپ

کے گھر بت کی عبادت کی گئی تھی۔

دوسرے لوگوں اور اہل خانہ کی پریشانی

آصف بن برخیا اور بنی اسرائیل کے سرداروں نے حالات کو بھانپ لیا کہ چالیس دن تک اللہ کا دشمن شیطان کا حکم چلتا رہا آصف نے کہا! اے بنی اسرائیل کیا تم نے سلیمانؑ بن داؤد کے معاملے کے اختلاف کو ملاحظہ کیا انہوں نے کہا ہاں، آپ نے کہا مجھے اجازت دو کہ میں گھریلو عورتوں کے پاس جا کر حالات معلوم کروں کہ یہ عجیب حالت ہم سب محسوس کرتے ہیں یا صرف گھریلو عورتیں ہی محسوس کرتی ہیں۔ آپ گھر آئے اور عورتوں سے پوچھا کہ سلیمانؑ کے معاملے میں یہ انوکھا پن ہم ہی محسوس کر رہے ہیں یا تم بھی محسوس کرتی ہو۔ انہوں نے کہا ہم اس سے بھی شدید محسوس کرتی ہیں کہ وہ عورت کو حیض کی حالت میں نہیں چھوڑتا اور جنابت کا غسل بھی نہیں کرتا۔ آصف بن برخیا نے اس پر افسوس کا اظہار کیا اور فرمایا کہ یہ بہت بڑا امتحان ہے۔ پھر بنی اسرائیل کے پاس آ کر فرمایا کہ خاص اور عام ہر قسم کے افراد اس میں مبتلا ہیں۔

انگوٹھی کا ملنا

جب چالیس دن گزر گئے تو شیطان اس جگہ سے غائب ہو گیا سمندر کے پاس سے گزرا اور اس میں انگوٹھی پھینک دی جسے ایک مچھلی نے نگل لیا جسے بعض شکاریوں نے دیکھا اس دن کے شروع میں سلیمان نے ان کے ساتھ کام کیا تھا جب شام ہوئی تو انہوں نے وہ مچھلی سلیمان کو دے دی۔ آپ نے اس دن کی دو مچھلیوں میں سے جس مچھلی کے پیٹ میں انگوٹھی نہیں تھی اسے روٹیوں کے بدلے بیچا اور اس مچھلی کو ذبح کر دیا۔ دیکھا کہ اس کے پیٹ میں انگوٹھی موجود ہے یہ دیکھ کر آپ سجدے میں گر گئے۔

مکار شیطان کا انجام

اور پھر لوگ اور جن اور پرندے وغیرہ آپ کے گرد جمع ہو گئے۔ اور پہچان گئے کہ آپ سلیمانؑ ہیں آپ اپنی بادشاہت کی طرف لوٹ آئے اور اپنے گناہوں کی اعلانیہ توبہ کی آپ نے سرکش جنات کے ذریعے اس شیطان کو بلوایا جب وہ آیا تو آپ نے ایک پتھر پھاڑا اور اس میں اس شیطان کو داخل کر دیا اور پھر اس پر ایک اور پتھر رکھ دیا پھر اس پر پتھر اور سیسہ بھر دیا اور پھر آپ کے حکم سے اسے سمندر میں پھینک دیا گیا۔

مذکورہ واقعہ کی دوسری روایت

سدی سے مروی ہے کہ شیطان آپ کی کرسی پر چالیس دن تک بیٹھا رہا۔ سلیمان کی سو بیویاں تھیں ایک بیوی کا نام جرادہ تھا جسے آپ دوسری بیویوں سے زیادہ ترجیح دیتے تھے جب آپ جنابت کی حالت میں ہوتے یا بیوی کے پاس مباشرت کے لئے آتے تو اس عورت کے پاس انگوٹھی رکھتے۔ اس کے علاوہ آپ کو کسی اور پر اطمینان نہ تھا ایک روز جب آپ اس کے پاس آئے تو وہ کہنے لگی کہ میرے بھائی اور فلاں آدمی کے درمیان جھگڑا ہے میری خواہش ہے کہ جب وہ آپ کے پاس آئے تو آپ اس کا فیصلہ کریں آپ نے فرمایا ہاں، لیکن فیصلہ نہ فرمایا جس کی وجہ سے آپ امتحان میں

مبتلا ہوئے آپ نے اسے اپنی انگوٹھی دے دی اور اپنے کام کے لئے چلے گئے، شیطان آپ کی صورت میں آیا آپ کی بیوی سے کہنے لگا کہ مجھے انگوٹھی دے دو۔ اس نے انگوٹھی دے دی شیطان جا کر سلیمانؑ کی جگہ پر بیٹھ گیا تھوڑی دیر بعد سلیمانؑ نے انگوٹھی مانگی تو بیوی نے جواب دیا کہ ابھی آپ لیکر گئے نہیں تھے؟ آپ نے فرمایا نہیں لی تھی اور گھبرا کر باہر نکل آئے شیطان چالیس روز لوگوں پر حکومت کرتا رہا۔ لوگوں کو اس کے معاملات انوکھے محسوس ہوئے چنانچہ بنی اسرائیل کے علماء اور پڑھے لکھے لوگ جمع ہوئے اور گھروں میں جا کر عورتوں سے کہا کہ ان معاملات کو انوکھا محسوس کرتے ہیں لہذا اگر یہ سلیمانؑ ہے تو ان کی عقل جا چکی ہے۔ اور ہمیں اسکے احکام بھی عجیب معلوم ہوتے ہیں۔ یہ سن کر گھر کی عورتیں رونے لگیں۔ یہ واپس چلے آئے اور اس شیطان کے پاس جا پہنچے۔ اُسے چاروں طرف سے گھیر لیا اور تورات پڑھنا شروع کی۔ شیطان یہ دیکھ کر وہاں سے اڑ گیا انگوٹھی بھی اسی کے پاس تھی وہاں سے سمندر کی طرف گیا اور انگوٹھی سمندر میں ڈال دی کسی مچھلی نے اسے نگل لیا۔

شکاری کے مارنے کا واقعہ

راوی کہتے ہیں کہا سلیمانؑ اسی بدلی ہوئی حالت میں سمندر کے شکاریوں کے پاس آئے۔ آپ کو شدید بھوک لگی ہوئی تھی آپ نے ان سے کھانا مانگا اور کہا کہ میں سلیمان ہوں۔ یہ سن کر ایک شکاری نے آپ کو اپنے ڈنڈے سے مارا یہاں تک کہ آپ کے سر میں زخم ہو گیا آپ زخم کا خون دھونے کے لئے سمندر کے کنارے بیٹھ گئے ادھر اس شکاری کے ساتھیوں نے اسے ملامت کی اور کہا تم نے اسے مار کر بہت برا کیا ہے۔ وہ کہنے لگا کہ یہ سلیمان ہونے کا دعویٰ کرتا ہے اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اس مارنے کے بدلے میں بھی تم اسے دو مچھلیاں دو تا کہ اس کا بدلہ ہو جائے۔ اس نے دو مچھلیاں دے دیں سلیمان نے ان کا پیٹ چاک کیا اور انہیں دھونے لگے تو ان میں سے ایک کے اندر انہیں اپنی انگوٹھی ملی آپ نے اسے پہن لیا جس کی وجہ سے آپ کی پہلی حالت واپس آ گئی پرندے آپ کے گرد جمع ہو گئے اور لوگوں نے بھی پہچان لیا کہ آپ سلیمانؑ ہیں اور پھر سب لوگ آپ سے معذرت کرنے لگے۔ آپ نے فرمایا کہ نہ میں تمہاری معذرت قبول کرتا ہوں اور نہ میں تمہارے فعل پر ملامت کرتا ہوں، یہ سب کچھ ایک عمل تھا جو ہونے والا تھا۔

اس شیطان کا نام؟

پھر آپ اپنی سلطنت میں واپس آئے اس وقت سے ہوا اور سرکش جنات وغیرہ آپ کے تابع کر دیئے گئے۔ اس سے پہلے تابع نہیں تھے۔ آپ نے اس شیطان کو بلوایا۔ اور اسے لوہے کے ایک صندوق میں ڈلوایا اور اوپر سے بند کر کے تالا لگوایا۔ اور اس میں مہر لگا اور پھر اسے سمندر میں ڈال دیا وہ قیامت تک اس میں رہے گا اس کا نام حبقیق تھا۔

آپ کے انتقال کا واقعہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ بادشاہت واپس ملنے کے بعد سلیمان واپس لوٹ آئے۔ آپ کے لئے جنات اونچی اونچی عمارتیں، تصویر اور بڑے بڑے لگن جیسے حوض اور بڑی بڑی دیگیں وغیرہ تیار کرتے اور دوسرے کام بھی کرتے۔ آپ جس سرکش جن کو سزا دینا چاہتے سزا دیتے اور جسے چھوڑنا چاہتے چھوڑ دیتے حتیٰ کہ جب آپ کی موت کا وقت قریب آیا تو اس وقت کے بارے میں ابن عباس آنحضرتؐ کا ایک ارشاد نقل کرتے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ سلیمانؑ جب کبھی نماز پڑھتے تو آپ کے سامنے درخت اگ آتا۔ آپ اس سے پوچھتے

تیرا نام کیا ہے؟ وہ اپنا نام بتاتا۔ آپ پوچھتے تو کس لئے ہے؟ اگر وہ اگانے کے لئے ہوتا تو آپ اسے لکھ لیتے۔

جنات غیب نہیں جانتے

ایک دن آپ نماز پڑھ رہے تھے کہ سامنے سے درخت نمودار ہوا آپ نے اس کا نام پوچھا اس نے کہا میرا نام خروب ہے۔ آپ نے پوچھا تو کس لئے ہے؟ اس نے جواب دیا کہ اس گھر کو خراب کرنے کے لئے۔ سلیمانؑ نے اللہ سے عرض کیا کہ اے اللہ میری موت کی خبر کو جنات سے پوشیدہ رکھنا تا کہ انسانوں کو معلوم ہو جائے کہ جنات غیب نہیں جانتے۔ آپ نے ایک عصا پکڑا اور اسی حال میں آپ کا انتقال ہوا۔ ایک سال تک آپ عصا کا سہارا لے کر کھڑے رہے اور جنات اپنا کام کرتے رہے۔

یہاں تک کہ دیمک نے اس عصا کو کھالیا جس سے آپ گر گئے۔

اس واقعہ سے انسانوں پر یہ بات واضح ہوگئی کہ اگر جنات غیب جانتے تو اس سخت عذاب میں مبتلا نہ ہوتے۔ قرآن مجید میں اس کے لئے "مالبثوا فی العذاب المھین" کے الفاظ استعمال ہوتے ہیں (یعنی وہ عذاب میں رہتے) جب کہ ابن عباس "حولافی العذاب المھین" پڑھتے تھے (یعنی ایک سال تک عذاب میں نہ رہتے) اس کے بعد جنات نے اللہ کا شکر ادا کیا اور یہ لکڑی اور دیمک پانی میں بہہ گئے۔

خروب درخت کا اگنا، انتقال کا واقعہ

بعض صحابہ سے مروی ہے کہ سلیمانؑ مختلف اوقات میں بیت المقدس جاتے اور وہاں تنہائی میں کبھی ایک سال، دو سال کبھی ایک دو ماہ وغیرہ رہتے اور کھانے پینے کا بندوبست وہیں ہوتا۔ جب آپ اس مرتبہ داخل ہوئے کہ جس مرتبہ میں آپ کا انتقال ہوا تو آپ جب بھی صبح کے وقت وہاں نماز پڑھاتے ایک درخت سامنے اگ آتا۔ آپ اس سے اس کا نام پوچھتے اور یہ بھی پوچھتے کہ تو کس لئے ہے۔ پھر اسے کٹوا دیتے۔ اگر وہ لگانے کے لئے ہوتا تو کسی جگہ لگوا دیتے اگر دوائی کے لئے ہوتا تو اس سے دوائی تیار کرواتے۔ آپ اس طرح کرتے رہے یہاں تک کہ ایک روز "خروبہ" درخت سامنے اگا۔ آپ نے پوچھا تیرا نام کیا ہے؟ اس نے کہا خروبہ۔ آپ نے پوچھا تو کس کام کے لئے ہے؟ اس نے کہا کہ اس مسجد کو خراب کرنے کیلئے۔ سلیمانؑ نے فرمایا جب تک میں زندہ ہوں اسے کوئی خراب نہیں کرے گا۔ تیرے چہرے پر میری موت اور بیت المقدس کا خراب ہونا لکھا ہے۔ آپ نے اسے کٹوایا اور گھر کی دیوار میں لگوا دیا۔

شیطان کی شرارت

پھر آپ بیت المقدس کے محراب میں داخل ہوئے اور عصا پر ٹیک لگا کر نماز پڑھنے لگے اسی حال میں آپ کا انتقال ہو گیا اور جنات کو اس کا علم بھی نہ ہوا وہ اس ڈر سے کام کرتے رہے کہ کہیں آپ باہر نکل آئیں اور انہیں سزا نہ دیں یہ جنات محراب کے اردگرد جمع ہوتے۔ اس کے دو روشندان آگے پیچھے تھے۔ جب کوئی جن کچھ دیر کے لئے کام چھوڑنا چاہتا تو وہ محراب کے پاس آ کر کہتا کہ کیا میں اس میں داخل ہو کر دوسری جانب سے نکل سکتا ہوں مجھے سزا تو نہیں ملے گی؟ یہ کہہ کر وہ اس میں داخل ہوتا اور دوسری جانب سے بغیر ادھر ادھر دیکھے نکل جاتا اگر دیکھتا تو وہ جل جاتا تھا۔ یہاں تک کہ ایک بڑا جن بھی وہیں سے نکلنے لگا۔ وہ پیچھے داخل ہوا اور آگے سے نکل گیا اس کو شرارت سوجھی وہ بار بار داخل

ہوااور نکلا، اس بات نے اسے حیران زدہ کر دیا کہ میں نے کتنی شرارت کی لیکن میں جلا نہیں اور نہ میں نے اندر سلیمانؑ کی آواز سنی۔ پھر وہاں سے اس نے سلیمانؑ کو جھانکا تو دیکھا کہ آپ مردہ ہو کر گر پڑے ہیں۔

دیمک نے کتنے عرصہ میں عصا کو کھایا

اس نے یہ خبر تمام جنات کو دی۔ انہوں نے اپنا کام چھوڑ دیا۔ آ کر آپ کے عصا کو دیکھا تو اسے دیمک چاٹ چکی تھی۔ انہیں معلوم نہ تھا کہ دیمک کتنے عرصے سے اسے چاٹتی رہی۔ اس کو معلوم کرنے کے لئے انہوں نے عصا کو زمین پر رکھا اور اس پر دیمک چھوڑی اور دیکھا کہ ایک دن رات میں وہ کتنا کھاتی ہے؟ اس سے اندازہ لگا کر کہا یہ تو ایک سال سے اسے چاٹ رہی ہے۔

ابن مسعود کی قرآت

ابن مسعود کی قرآت میں ہے کہ جنات آپ کے انتقال کے ایک سال بعد تک کام کرتے رہے۔ اس وقت لوگوں کو یقین ہو گیا کہ جنات جھوٹ بولتے ہیں اگر انہیں غیب کا علم ہوتا تو وہ ایک سال تک مسلسل محنت نہ کرتے۔ قرآن مجید میں ہے "جب ہم نے سلیمانؑ پر موت کا حکم جاری کر دیا تو اس کی موت پر جنات کو کسی نے بھی آگاہ نہ کیا مگر ایک گھن کے کیڑے نے جو سلیمان کی لکڑی کو کھا رہا تھا۔ پھر جب سلیمان گر پڑا تو تب جنات کو اس امر کی حقیقت ظاہر ہوئی کہ وہ اگر غیب کی باتیں جانتے ہوتے تو اس ذلت آمیز تکلیف اور مصیبت میں نہ رہتے" (سبا:۱۴) اور لوگوں پر بھی واضح ہو گیا کہ جنات غیب نہیں جانتے۔

جنات کا دیمک کے ساتھ سلوک

پھر ان جنات نے دیمک سے کہا کہ اگر تو کھانا پسند کرتی ہے تو ہم تجھے بہترین کھانا دیتے ہیں اور اگر پینا پسند کرتی ہے تو تجھے بہترین پینے کی چیز دیتے۔ اب تیرے منہ میں پانی اور مٹی ڈالیں گے۔ چنانچہ انہیں جہاں بھی دیمک ملتی اس کے منہ میں پانی اور مٹی ڈالتے۔ ابن مسعود فرماتے ہیں کہ دیمک کے منہ میں جو پانی اور مٹی نظر آتی ہے یہ جنات کی وجہ سے ہے جو انہوں نے شکریہ کے طور پر ڈالی۔

سلیمانؑ کی عمر

سلیمان کی عمر پچاس سال سے کچھ زیادہ تھی، آپ کی بادشاہت کے چوتھے سال بیت المقدس کی تعمیر کا آغاز ہوا۔

کیقباذ کے بعد آنے والے فارسی بادشاہوں کے حالات

ابو جعفر کہتے ہیں کہ اب ہم فارس کے علاقے بابل اور مشرق کے ان بادشاہوں کا ذکر کرتے ہیں جو کیقباذ کے بعد آئے۔

کیقاوس کا بادشاہ بننا

کیقباذ کے بعد کیقاوس فارس کا بادشاہ بنا۔ جس دن وہ بادشاہ بنا اس نے قوم سے خطاب کرتے ہوئے کہا:
اللہ تعالیٰ نے زمین اور اس کے خزانے ہمیں عطا کیئے ہیں تاکہ ہم اس کی اطاعت کے لئے کوشاں ہوں۔ اس نے اردگرد کے بعض بڑے شہروں میں سرداروں کی ایک جماعت کو قتل کیا گیا۔

اپنی چراگاہوں کی حفاظت کی اور رعیت کی دشمن سے حفاظت کے لئے بہت سے کام کیئے۔ وہ بلخ میں پیدا ہوا۔ اس کا ایک بیٹا پیدا ہوا جو حسن و جمال اور کمال کے اعتبار سے اپنے زمانے میں بے مثال تھا۔ اس کا نام سیاوخش رکھا گیا۔ اور اسے رستم بن دستان کے ساتھ ملا دیا۔

کیقاوس کے بیٹے سیاوخش کی پرورش

سجستان اور اس کے اردگرد کے علاقوں کے سردار نے اس کی پرورش کی اور اسے رستم کو دینے کی وصیت کی۔ رستم نے اسے لے لیا۔ رستم نے اس کی تربیت کی وہ اسی کی گود میں پلا بڑھا۔ دودھ پلانے والی عورتوں نے اسے دودھ پلایا۔ جب وہ بڑا ہوا تو اس کی تعلیم کے لئے مختلف اساتذہ مقرر کیئے گئے۔ ان میں بہترین استاد مقرر کیئے گئے۔ اور جب سواری کے قابل ہو گیا تو اسے سواری کے آداب سکھائے گئے، یہاں تک کہ وہ تمام فنون میں قابل ہو گیا اور شہسواری میں کامل ہو گیا تب وہ اپنے والد کے پاس آیا۔ اس نے ہر چیز میں بیٹے کا امتحان لیا اور اسے ماہر پایا جس سے اسے بہت خوشی ہوئی۔

ترکی کی بیٹی سے شادی

اس کے والد کیقاوس نے ترکی کے بادشاہ فراسیاب کی بیٹی سے شادی کی تھی۔ بعض نے کہا کہ وہ یمن کا بادشاہ تھا اور لڑکی کا نام سودابہ تھا۔ وہ جادوگر تھی۔

سیاوخش کی بدنیتی

عورت کا جادو

سیاوخش کو اس باپ کی بیوی سے محبت ہو گئی لہذا اسے اپنی طرف بلایا لیکن اس عورت نے اسے اپنے اوپر قابو نہ ہونے دیا۔ ان کا ایک طویل قصہ بھی ہے۔ البتہ مجھے ان کا یہ قصہ معلوم ہے۔

ایک روز سیاؤخش نے رستم سے کہا کہ وہ اس کے والد کو کہے کہ وہ ترکوں کے مقابلے کے لئے جائے کیونکہ اس کی وجہ سے ترکوں سے صلح ہوئی اور اس نے اس بادشاہ کی بیٹی سے شادی کی۔ اس سے سیاوخش کا ارادہ یہ تھا کہ اس کا باپ دور سے دور چلا جائے تا کہ وہ سوذابہ کے ذریعے اپنا مذموم مقصد پورا کرے۔

رستم نے ایسا ہی کیا اور کیقاوس کو ترکوں کے مقابلے میں جانے کی اجازت دی۔ لیکن کیقاوس کے جانے سے بھی جنگ نہ ہوئی اور صلح برقرار رہی۔ سیاؤخش نے اپنے والد کے نام خط لکھا کہ وہ صلح کے اسباب بتائے اور اسے ان سے لڑنے کے لئے ابھارا۔ لیکن جب اس نے دیکھا کہ اگر اس کا والد وہ کام کر گزرے جو وہ چاہتا ہے تو اس سے اس کی بدنامی ہوگی لہٰذا وہ اپنے ارادے سے باز آ گیا اور فراسیاب سے مل کر باپ سے لڑنے کا ارادہ کیا چنانچہ اس نے فراسیاب کو خط لکھا جس میں اس سے امان مانگی اور درخواست کی کہ میں اپنے والد کو چھوڑ کر آپ سے ملنا چاہتا ہوں۔ آپ اس کی اجازت دے دیں۔ فراسیاب نے یہ درخواست قبول کر لی۔ اس سے پہلے دونوں لشکروں کے درمیان ایک ترکی شخص فیران سفیر تھا۔ جب سیاوخش ترکوں کے ساتھ مل گیا تو جو لوگ ان کے والد کیقاوس کے لشکر میں تھے وہ اس سے جدا ہو گئے۔

سیاؤخش فراسیاب کے پاس اور سیاؤخش کا قتل

جب سیاوخش فراسیاب کے پاس آیا تو اس نے اسے اپنے پاس عمدہ ٹھکانہ دیا اس کی تکریم کی اور اپنی بیٹی کا نکاح اس سے کر دیا۔ اس لڑکی کا نام وسفافرید تھا۔ بادشاہ اس کا اکرام کرتا رہا یہاں تک کہ جب اس کا ادب، ذہانت، شہسواری میں مہارت جیسے اوصاف سامنے آ گئے تو اس کی طرف سے مطمئن ہو گیا۔ اس وقت سیاوخش نے فساد پھیلایا۔ اس کے اس فعل پر اس کے دو بیٹے اور ایک بھائی نے اسے قتل کرنے کا ارادہ کیا کیوں کہ انہیں اس سے شدید خطرہ محسوس ہوا۔ اس کا قصہ بہت طویل ہے جس کی تفصیل کتابوں میں موجود ہے۔

خلاصہ یہ کہ انہوں نے جب اس کو قتل کرنے پر قدرت حاصل کر لی تو اسے قتل کیا اور اس کا مثلہ کیا (یعنی اس کا حلیہ بگاڑ دیا)۔

سیاوخش کی بیوی پر ظلم

اس وقت اس کی بیوی حاملہ تھی اور اس کے پیٹ میں کیخسرو نہ تھا۔ انہوں نے اس کا حمل گرانے کی کوشش کی لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔ فیران جس نے فراسیاب اور سیاوخش کے درمیان صلح کرائی جب اس نے دیکھا کہ فراسیاب نے سیاؤخش کو قتل کرایا تو اس نے اس فعل پر نکیر کی اور اسے بغاوت کے انجام سے ڈرایا۔ اور اس کے والد کیقاوس سے مقابلہ کرنے سے روکا اور اس سے کہا کہ حاملہ لڑکی ہمیں دے دو تا کہ اطمینان سے اس کا حمل وضع ہو جائے (یعنی بچہ پیدا ہو جائے)۔

سیاوخش کی بیوی اور بیٹے کو غلام بنانا

فراسیاب نے ایسا ہی کیا۔ جب اس کا بچہ پیدا ہو گیا تو فیران نے اسے اور اس کے بچے کو غلام بنالیا۔ اس کے بچے کو قتل نہ کیا اور عورت کو گھر میں رکھا یہاں تک کہ وہ بچہ بڑا ہو گیا۔ جب اس کے والد کیقاوس کو حالات کا علم ہوا تو وہ

ترکی کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے اس بچے کو تلاش کرنے کا حکم دیا تا کہ اسے والدہ سمیت اپنے پاس لے آئے۔ وہ اسے ایک عرصے تک تلاش کرتا رہا لیکن اسے کامیابی نہ ہوئی۔

عورت اور بچے کی بازیابی

اور روزا سے اپنے بیٹے کے بیٹے اور اس کی والدہ کے حال کا علم ہو گیا اور وہ انہیں وہاں سے نکال لایا۔ کہا جاتا ہے کہ جب اسے اپنے بیٹے کے قتل کی اطلاع ملی تو اس نے سرداروں کی ایک جماعت تیار کی جن میں رستم بن دستان اور طوس شامل تھے جو بہت طاقتور اور مضبوط تھے۔ انہوں نے ترکوں سے سخت مقابلہ کیا اور ان کے کئی آدمیوں کو قتل کیا اور بہت سوں کو قیدی بنالیا۔ رستم کے ہاتھ سے فراسیاب کے بیٹے شہر اور شہرہ قتل ہوئے اور طوس کے ہاتھوں فراسیاب کا بھائی کندر قتل ہوا۔

جنات کیقاوس کے تابع تھے

کہا جاتا ہے کہ سرکش جنات کیقاوس کے تابع تھے اور تاریخ قدیم سے معلوم ہوتا ہے کہ جنات اس کی اس لئے تابعداری کرتے تھے کیوں کہ وہ سلیمان کے تابع تھے۔ کیقاوس نے انہیں شہر بنانے کا حکم دیا جس کا نام کنکدر یا قیقدون تھا۔ اس کی ایک دیوار تانبے کی، ایک پکی مٹی کی ایک چاندی کی اور ایک دیوار سونے کی تھی۔ سرکش شیاطین نے زمین و آسمان میں موجود جانور، خزانے، اموال اور لوگوں کو لا کر اس میں منتقل کر دیا۔ کہا گیا کہ کیقاوس کھانے یا پینے کے دوران بات نہیں کرتا تھا۔

کنکدر شہر کی تباہی

پھر اللہ تعالیٰ نے اس آباد شہر کو تباہ کرنے والا بھیجا۔ کیقاوس نے سرکش جنات کو حکم دیا کہ اس کا مقابلہ کریں لیکن وہ مقابلہ نہ کر سکے۔ جب کیقاوس نے دیکھا کہ یہ ان کا مقابلہ نہیں کر سکے اور اب بچنے کی کوئی صورت نہیں تو اس نے شہر کے سرداروں کو قتل کرا دیا۔ کہا گیا ہے کہ اس سے پہلے کیقاوس کا جب بھی کسی سے مقابلہ ہوا تو اسے دشمن پر فتح ہوئی اور یہ غالب آیا۔ جب اس کی فتوحات کا یہ حال ہوا تو اس کے دل میں خیال آیا کہ دنیا میں جتنے بھی علاقے ہیں ان سب پر پہنچے گا اور پھر آسمان پر جائے گا۔

کیقاوس کا تکبر

هشام بن محمد سے مروی ہے کہ وہ خراسان آیا اور پھر بابل میں اترا اور کہا کہ میں زمین کی ہر چیز کا مالک بن چکا ہوں۔ اب میرے لئے ضروری ہے کہ میں آسمان اور ستاروں کے معاملات بھی دیکھوں۔ اللہ تعالیٰ نے اسے یہ قوت عطا کر رکھی تھی کہ وہ خود اپنے ساتھ دیگر افراد کو لے کر اڑ کر بادلوں میں جا سکتا تھا۔ جب اس نے یہ ارادہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے یہ قوت چھین لی جس سے وہ گر گئے اور ہلاک ہو گئے البتہ وہ بچ گیا لیکن اس کی حکومت ختم ہو گئی اور زمین کئی ٹکڑوں میں بٹ گئی۔ اور مختلف علاقوں میں الگ الگ بادشاہ بن گئے۔ اب اس کے ان سے مقابلے ہوئے کبھی اسے فتح ہوتی اور کبھی شکست ہوتی۔

اہل یمن سے جنگ

راوی کہتے ہیں کہ وہ یمن کے علاقے میں جنگ کرنے کے لئے گیا۔ اس وقت یمن کا بادشاہ ذوالاذ غار تھا جب کیقاوس یمن میں داخل ہوا تو ذوالاذ غار مقابلے کے لئے آیا۔ ذوالاذ غار فالج زدہ تھا اور اس سے پہلے اس نے کبھی جنگ بھی نہیں کی تھی۔ جب کیقاوس نے اس کے گرد گھیرا ڈالا اور اس کے شہروں کو روندا تو وہ خود قحطان کے بیٹے کے ساتھ آیا اور کیقاوس پر فتح حاصل کی، اسے قید کیا اور اس کے لشکر کا قتل عام کیا اور اسے کنویں میں بند کیا۔

کیقاوس کے خلاف اتحاد

بجستان سے ایک آدمی آیا۔ اس کا نام رستم تھا وہ بڑا طاقتور آدمی تھا اور لوگ اس کی بات مانتے تھے۔ لوگوں نے یہ سمجھا کہ وہ یمن کے شہروں میں داخل ہوگیا ہے اور کیقاوس کو جیل سے نکال لیا۔ راوی کہتے ہیں کہ اہل یمن کا خیال ہے کہ جب ذوالاذ غار اور رستم آمنے سامنے ہوئے اور اس پر ایک نے دوسرے لشکر پر حملہ کیا تو انہیں یہ خوف ہوگیا کہ اگر دونوں میں قتل و غارت ہوئی تو دونوں کی فوج ہلاک ہو جائی گی چنانچہ انہوں نے کیقاوس کے خلاف اتحاد کرایا پھر کیقاوس سے جنگ ہوئی۔ رستم نے کیقاوس کو بابل کی طرف نکال دیا۔ کیقاوس نے رستم کو لکھا کہ وہ اسے چھوڑ دے اور اپنے آپ کو اس کے تابع کرنے کے لئے تیار ہوگیا۔ اور اسے سونے کی بنی ہوئی ٹوپی دی جس پر موتی لگے ہوئے تھے اور اسے اپنے تخت پر بیٹھنے کے لئے کہا جو چاندی کا بنا ہوا تھا اور اس کے پائے سونے کے تھے۔ کیقاوس کی موت تک اور اس کے بعد بھی ایک عرصہ تک یہ علاقے رستم کے زیر نگین تھے۔

سب سے پہلے کالا لباس کس نے پہنا

فارس کے علماء کا خیال ہے کہ سب سے پہلے جس نے سوگ کے طور پر کالا لباس استعمال کیا وہ شادوس بن جودرز ہے جس نے سیاوخش کے سوگ میں یہ لباس پہنا۔ اس نے کالا لباس اس روز پہنا جس روز کیقاوس نے اس کی موت کی خبر سنائی اور یہ بتلایا کہ فراسیاب نے اسے قتل کرایا ہے اور اس سے دھوکہ کیا ہے۔ وہ کالا لباس پہن کر کیقاوس کے پاس آیا اور اسے بتایا کہ میں نے یہ لباس اس لئے پہنا ہے کہ آج کا یہ دن اندھیروں اور سیاہیوں پر مشتمل ہے۔

کیخسرو کا بادشاہ بننا

کیقاوس کے بعد اس کا پوتا کیخسرو بن سیاوخش بادشاہ بنا۔ کیقاوس اسے اور اس کے والدہ وسفافرید بن فراسیاب کو ترکی سے لایا تھا جب یہ اپنے دادا کے بعد بادشاہ بنا تو سر پر ایک خوبصورت تاج رکھا اور رعایا سے ایک بلیغ خطاب کیا

کیخسرو کا والد کے انتقال کی تیاری کا کرنا

اس خطاب میں اس نے بتایا کہ وہ اپنے والد سیاوخش کے خون کا بدلہ فراسیاب سے لینا چاہتا ہے۔ پھر اس نے جودرز کو لکھا کہ وہ اس کے پاس آئے۔ جب وہ آیا تو اسے اپنے ارادے سے مطلع کیا اور اسے ایک لشکر تیار کرنے کا حکم دیا جس میں تیس ہزار جنگجو ہوں اور ان کے ساتھ طوس بن نوذران کو بھی ملایا۔ وہ ان میں زیادہ مضبوط آدمی تھا اور اس کے ساتھ برزافرہ بن کیقاوس کو بھی بلایا جو کیخسرو کا چچا تھا۔ اور اپنے بہت سے بھائی ملائے۔ کیخسرو طوس کی طرف گیا اور

اسے بتایا کہ میرا ارادہ فراسیاب اوران کے سرداروں کے قتل کا ہے وہاں اس کا بھائی فروز بن سیاوخش رہتا تھا جو برزافرید کا بیٹا تھا۔ سیاوخش نے ترکی کے کسی شہر میں اس سے شادی کی تھی۔ اور پھر جب وہ حاملہ ہوگئی تو اس سے جدا ہو گیا۔ اس کا بچہ پیدا ہوا اور وہ جوانی تک وہیں رہا۔

طوس اور فروز میں جنگ کا تزکرہ

جب فروز جوان ہوگیا تو ایک مرتبہ جب طوس اس کے شہر میں جارہا تھا تو اس کے اور طوس کے درمیان جنگ ہوئی جس سے فروز ہلاک ہو گیا۔ جب اس کا علم کیخسرو کو ہوا تو اس نے اپنے چچا برزافرہ کے نام سخت خط لکھا جس میں طوس اور فروز کی باہمی جنگ کے حالات اور فروز کے قتل ہونے کا ذکر کیا اور اسے حکم دیا کہ وہ طوس کو قید کر کے اور بیڑیاں ڈال کر لائے۔

سخت جنگ

جب یہ خط برزافرہ کو ملا تو اس نے جنگجو اور سپہ سالاروں کو جمع کیا اور یہ خط انہیں پڑھ کر سنایا اور انہیں طوس کے پکڑنے کا حکم دیا اور اپنے معتبر قاصد کیخسرو کی طرف بھیجے اور خود لشکر کی کمانڈ کی اور کاسبروز نامی نہر کو عبور کیا۔ یہ خبر فراسیاب تک پہنچ گئی۔ وہ بھی اپنے بھائیوں اور جنگجوؤں پر مشتمل ایک لشکر لے کر آیا دونوں کا آمنا سامنا ترکی کے شہر واشن میں ہوا وہاں سخت جنگ ہوئی۔ برزافرہ جنگ کی شدت اور مقتولین کی کثرت دیکھ کر گھبرا گیا یہاں تک کہ وہ اپنا جھنڈا لے کر پہاڑوں کی طرف چلا گیا۔ اس جنگ میں بہت زیادہ لوگ مارے گئے اور صرف ایک لمحے میں ستر ۷۰ آدمی قتل ہوئے۔

برزافرہ اپنے لشکر کو لے کر کیخسرو کی طرف گیا ان پر غم اور مصیبت چھائی ہوئی تھی اور کیخسرو کا خوف بھی تھا جو اس سے بڑھ کر تھا۔ جب وہ کیخسرو کے پاس آئے تو اس نے برزافرہ کے ساتھ سختی کا معاملہ کیا اور کہا: تم نے میری نصیحت کو پیچھے چھوڑ دیا اور بادشاہوں کی وصیت کی مخالفت کی، میں تمھارے ساتھ برا سلوک کروں گا اور تمھیں صرف افسوس اور ندامت حاصل ہوگی۔

کیخسرو کی پریشانی

جب اسے لشکر کے نقصان کی خبر دی گئی تو اسے اس سے بہت پریشانی ہوئی یہاں تک کہ اسے کھانا اور سونا بھی اچھا نہ لگا جب اس واقعہ کو کئی روز گزر گئے تو اس نے جوذر کو بلوایا جب وہ آیا تو اس پر اپنا درد ظاہر کیا۔ جوذر نے برزافرہ کی شکایت کی کہ وہ شکست کا سبب بنا۔

کیخسرو نے اسے کہا کہ اے! ہمارے آباء کی خدمت کرنے کی وجہ سے تو اس جنگ کے کمانڈر کا زیادہ مستحق ہے۔ یہ ہمارے لشکر اور خزانے تیرے لئے حاضر ہیں اور پھر اسے لشکر تیار کر کے فراسیاب کے مقابلے میں جانے کے لئے کہا۔ جب جوذر نے کیخسرو کی یہ بات سنی تو جلدی سے اس کے ہاتھ چومے اور کہا اے: کامیاب بادشاہ! ہم آپ کی رعایا اور غلام ہیں اگر کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ رعایا اور غلاموں پر آنی چاہیے نہ کہ بادشاہوں پر اور میری مقتول اولاد آپ پر فدا ہے اور ہم فراسیاب سے انتقام لینے اور ترکی بادشاہوں سے نجات حاصل کرنے کے لئے تیار ہیں۔ بادشاہ گزشتہ

واقعات سے پریشان نہ ہوں اور اپنے مشاغل کو نہ چھوڑیں کیوں کہ جنگ تو ڈول کی طرح ہے (جو کبھی ایک طرف جھکتا ہے اور کبھی دوسری طرف) اور یہ کہا کہ آپ کے حکم پر عمل ہوگا اور پھر خوشی خوشی دربار سے نکل گیا۔

لشکروں کی ترتیب

اگلے دن کیخسرو نے لشکروں کے کمانڈروں اور مملکت کے بڑے بڑے سرداروں کو بلوایا۔ جب وہ آ گئے تو انہیں اپنے ارادے سے آگاہ کیا کہ وہ ترکیوں سے مقابلہ کرنا چاہتا ہے اور اپنے تمام دوسرے سرداروں کو بذریعہ خط بھی اس کی اطلاع بھیجی اور انہیں ایک مقررہ وقت پر بلخ کے قریب واقع استون نامی صحرا میں جمع کیا۔ وہاں سب کمانڈر جمع ہو گئے کیخسرو بھی اپنے ساتھ سرداروں کو لے کر وہاں پہنچا نیز ان میں برزافرہ اس کا چچا اور اس کے گھر والے جوذرز اور اس کے گھر کے باقی ماندہ افراد بھی تھے۔ جب لشکر کے فوجی پورے ہو گئے اور تمام سردار بھی اکٹھے ہو گئے۔ تو کیخسرو نے خود اس کے احوال معلوم کئے۔ ان کی تعداد شمار کرائی پھر جوذرز، میلاز، اعض بن بہذان اور اعض بن وصیفہ کو بلایا۔ اور ان سے کہا کہ میں ترکی پر چاروں طرف سے حملہ کرنا چاہتا ہوں تا کہ خشکی اور تری ہر طرف سے انہیں گھیرا جا سکے، اس نے خود ان لشکروں کی رہنمائی کی جوذرز کو سپہ سالار اعلیٰ بنایا اور انہیں خراسان کے راستے سے جانے کا حکم دیا اس کے ساتھ برزافرہ، اس کے چچا، بی بن جوذرز اور سرداروں کی ایک بہت بڑی جماعت کو ملایا اور اسے اس دن سب سے بڑا جھنڈا دیا جس کا نام درفش کا بیان تھا۔ کہا جاتا ہے کہ یہ جھنڈا اس نے اس سے پہلے کسی سپہ سالار کو نہیں دیا تھا۔ بادشاہوں کی اولاد جب کہیں جاتی تو یہ جھنڈا اپنے پاس رکھتی۔

میلاز کو چین کی طرف سے داخل ہونے کا حکم دیا اس کے ساتھ بھی ایک بہت بڑا لشکر روانہ کیا البتہ اس کے لشکر کی تعداد جوذرز کے لشکر سے کم تھی۔ اور اعض کو خزر کے علاقے سے داخل ہونے کا حکم دیا اور اسکے ساتھ اس کے بھائی، چچازاد بھائی اور دیگر افراد پر مشتمل تیس ہزار کا لشکر روانہ کیا اور انہیں جوذرز اور میلاز کے درمیانی راستے سے داخل ہونے کا حکم دیا۔ (شومہان عورت تھی) کہا جاتا ہے کہ کیخسرو نے شومہان کے سیاوخش کے بدلے کے لئے بطور خاص بھیجا تھا اور اس نے بھی منت مانی تھی کہ وہ ضرور سیاوخش کے خون کا بدلہ لے گی۔

لشکروں کی روانگی اور جوذرز کی طرف سے آغاز جنگ

سارے لشکر اپنی سمت پر روانہ ہو گئے جوذرز خراسان کے راستے سے ترکی میں داخل ہوا۔ اس کا مقابلہ فیران کے لشکر سے ہوا دونوں کے درمیان شدید معرکہ ہوا اس جنگ میں بیژن اور ریعان جنگ کے شروع میں قتل ہوئے اور جوذرز نے فیران کو بھی قتل کیا۔

پھر جوذرز نے فراسیاب کا رخ کیا۔ ادھر سے متین اور لشکر بھی آ چکے تھے اور ان کے پیچھے کیخسرو خود بھی تھا۔ اور اس کا رخ بھی اس طرف تھا جدھر جوذرز تھا۔ وہ اسے راستے میں داخل ہوا اور اس کا لشکر جوذرز کے ساتھ مل گیا۔

جوذرز کی فتح

خوب خونریز جنگ ہوئی، ترکوں کے بہت سے سپہ سالار جیسے خمان جلباد، سیامق، بہرام دغیرہ مارے گئے فراسیاب سے آگے ان کے بھائیوں کی جماعت تھی جس میں اس کے بھائی رندادی، اندرمان، الفخرم، اخست شامل تھے

اور سیاوخش کے قاتل بروا کو قیدی بنایا گیا۔

مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد

جوذرز نے مقتولین اور زخمیوں کو گنا، اسی طرح مالِ غنیمت میں اموال اور جانور ملے، انہیں بھی شمار کیا تو معلوم ہوا کہ قیدیوں کی تعداد تیس ۳۰ ہزار جب کہ مقتولین کی تعداد پانچ لاکھ چھتیس ہزار (۵۳۶۰۰۰) ہے اور مال و دولت اور مویشی تو لاتعداد ملے۔ اس نے اپنے سرداروں سے کہا کہ ترکی مقتولوں اور زخمیوں کی تعداد اپنے علم میں رکھیں تا کہ کیخسرو سے ملاقات کے وقت اسے بتائی جا سکے۔

کیخسرو میدان جنگ میں

جب کیخسرو لشکر کے پاس میدان جنگ میں پہنچا تو جوذرز اور دوسرے سرداروں سے ملاقات ہوئی۔ جب لشکر والوں سے ملاقات ہوئی تو ہر ایک اپنے علم کے مطابق زخمیوں اور مقتولوں کی تعداد بتانے لگا۔ اس نے خود معائنہ کیا تو سب سے پہلے اسے جوذرز کے جھنڈے کے پاس فیران کی تلاش نظر آئی اسے دیکھا تو کھڑا ہو گیا اور بے ساختہ ہو کر بولا۔

فیران کی لاش پر

اے مضبوط اعصاب والے پہاڑ! کیا میں نے تجھے اس جنگ سے روکا نہیں تھا اور یہ نہیں کہا تھا کہ فراسیاب کو چھوڑ کر ہمارے ساتھ مل جاؤ۔ کیا میں نے تیرے لئے اپنی جان خرچ نہیں کی تھی اور تیرے آگے اپنی بادشاہت پیش نہیں تھی لیکن تو نے عمدہ چیز کو اختیار نہ کیا۔ کیا میں سچا، اپنے بھائی کی حفاظت کرنے والوں اور رازوں کو چھپانے والا نہیں ہوں؟ کیا میں نے تجھے فراسیاب کے مکر اور اس کی بے وفائی سے آگاہ نہیں کیا تھا لیکن تو نے میری بات نہ مانی بلکہ خوب غفلت میں رہا یہاں تک کہ ہمارے بہادر جنگجو اور ہمارے ہم وطنوں کے ہاتھوں قتل ہوا، فراسیاب تیرے کچھ کام نہ آیا۔ وہ دنیا سے چلا گیا اور ویسغان کی نسل ختم ہوگئی۔ تمہاری عقل اور سوچ پر افسوس! تمہاری سخاوت اور سچائی پر افسوس! آج کے روز ہم تیری وجہ سے دردناک ہیں۔

بروا کو ملامت کرنا

کیخسرو فیران پر اظہار افسوس کرتا رہا یہاں تک کہ بی بن جوذرز کے جھنڈے کے پاس آیا۔ وہاں دیکھا تو بروا بن نشنجان بی کے ہاتھوں زندہ حالت میں قیدی ہے۔ کیخسرو نے اس کے بارے میں پوچھا تو بتایا گیا کہ یہ سیاوخش کا قاتل ہے۔ کیخسرو اس کے قریب ہوا اور اللہ کا سجدہ ادا کرنے کے لئے سجدہ میں گر گیا اور پھر بروا سے خطاب کر کے کہا اے بروا! اس اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے تجھ پر قدرت دی۔ کیا تو نے سیاوخش کو قتل کر کے اس کا حلیہ بگاڑا۔ کیا تو نے اس کی زینت کو چھینا اور اسے ترکیوں کے درمیان پھینک دیا۔ کیا تو نے ہمارے درمیان دشمنی کا بیج بویا اور اس جنگ میں ہمیں ابھارا؟ تو نے دونوں فریقوں کے درمیان بھڑکتی ہوئی آگ روشن کی، تو وہ شخص ہے جس نے اپنے ہاتھوں سے سیاوخش کا چہرہ خراب کیا اور اس کی قوت کو کمزور کیا اے ترکی النسل شخص کیا تو اس کے حسن سے مرعوب نہ ہوا! تو نے اس کے چہرے پر چمکتے ہوئے نور کو باقی کیوں نہ رہنے دیا آج تیرے ساتھی اور تیری طاقت کہاں ہے؟ تیرا جادوگر بھائی

آج تیری مدد کرنے والا کہاں؟ آج میں تجھے اس کو قتل کرنے کی وجہ سے قتل نہیں کروں گا بلکہ تجھے ختم کر کے اس آدمی کو لاؤں گا جو تجھ سے بہتر ہوا ہو جس نے اسے اس کے جرم کی وجہ سے قتل کیا، اسے قتل کروں گا۔

بروا کا قتل

پھر کیخسرو نے حکم دیا زندہ حالت میں اس کے اعضاء کاٹ لئے جائیں اور پھر اسے ذبح کر دیا جائے چنانچہ اس کے ساتھ ایسا ہی کیا گیا۔ پھر کیخسرو ہر ہر جھنڈے اور ہر ہر سردار کے پاس گیا اور ہر ایک کے پاس جا کر وہ کلمات کہے جو پہلے ہم ذکر کر چکے ہیں۔

انعام واکرام

پھر وہ اپنے کیمپ میں آیا اور برزافرہ کے چچا کو بلوا بھیجا۔ جب وہ آ گیا تو اسے اپنے دائیں طرف بٹھایا اور مبارزت کے اندر جلیاذ کو قتل کرنے پر اس کے لئے خوشی کا اظہار کیا۔ پھر اسے انعام دیا اور کرمان، مکران اور اس کے گرد و نواح کا گورنر بنایا۔

پھر جوذرز کو بلوایا، جب وہ آیا تو اس نے کہا: اے سمجھدار سردار اور مشفق انسان! ہمیں جو بھی فتح ہوئی ہے یہ اللہ رب العزت کی طرف سے ہے اس کے علاوہ کسی کے اندر ہمیں فتح عطا کرنے کی قوت نہیں۔ اور تو نے جو اپنے آپ کو اور اپنی اولاد کو ہمارے لئے استعمال کیا اس کی وجہ سے تمہارا ہمارے اوپر حق ہے اور وہ حق ہمارے پاس محفوظ ہے ہم تجھے بروز جعفر مزار کا مقام یعنی وزارت دیتے ہیں اور تجھے اصبہان، جرجان اور ان کے پہاڑوں کا گورنر بناتے ہیں۔ وہاں کے لوگوں کا خیال رکھنا۔ جوذرز نے اس کا شکریہ ادا کیا اور وہاں سے خوشی خوشی نکل گیا۔

پھر اس نے ان سرداروں کو بلوایا جو جوذرز کے ساتھ تھے اور انہوں نے مختلف ترکی سرداروں جیسے فشنجان ، ویسغان کی اولاد جرمین، شادوس، وخام وغیرہ کو قتل کیا۔ وہ ایک ایک کر کے اس کے پاس آئے ان میں سے بعض کو مختلف شہروں کا گورنر بنایا اور بعض کو اہم عہدے دیئے۔

باقی لشکروں کی فتح

ابھی وہ وہیں ٹھہرا ہوا تھا کہ اس کے پاس میلاز، اعض اور شومہان کے خطوط آئے جس میں مذکور تھا کہ ترکیوں کے ساتھ خونریز جنگ کے بعد فراسیاب کے لشکروں کو شکست ہوئی ہے۔ اس نے جوابی خط میں لکھا تھا کہ وہ جنگ جاری رکھتے ہوئے فلاں مقام پر آ کر اس سے ملیں۔

شیدہ سے مقابلہ

ان کا خیال یہ تھا کہ جب چاروں طرف سے لشکروں نے فراسیاب کا احاطہ کر لیا ہے اور بہت سے لوگ قتل اور زخمی ہو چکے ہیں اور وہاں بہت تباہی پھیل چکی تھی اور ان پر راہیں بند ہو چکی تھیں اور اب صرف اس کا بیٹا شیدہ جو کہ جادوگر تھا وہ باقی رہ گیا تھا تو اسے کیخسرو سے مقابلہ کرنا چاہیے۔ لہٰذا وہ کیخسرو کے مقابلے کے لئے تیار ہوا اور اپنے ساتھ مختلف سرداروں کو ملا کر مقابلے کے لئے آیا۔

شیدہ کو شکست

کہا گیا ہے کہ اس روز کیخسرو شیدہ سے ڈر گیا اور یہ خیال کیا کہ اس کے اندر شیدہ سے مقابلہ کرنے کی طاقت نہیں، جنگ چار روز سے جاری تھی۔ کیخسرو کا ایک خاص سردار، اس کا نام جرد بن جرمہان تھا، اس نے خوب اچھے انداز سے جنگ کی۔ دونوں طرف سے کئی لوگ قتل ہوئے یہاں تک کہ شیدہ کے حوصلے پست ہو گئے۔ اور اسے یقین ہو گیا کہ اس میں مقابلہ کی طاقت نہیں بالآخر اسے شکست ہوئی۔ کیخسرو اور دوسرے لوگوں نے اس کا پیچھا کیا۔ جرد نے اسے پکڑ لیا اور اس کے سر پر اس زور سے تلوار ماری کہ وہ فوراً مردہ ہو کر گر گیا۔

فیصلہ کن جنگ

کیخسرو اس کی لاش کے پاس کھڑا ہوا اور اس کی قباحت و شناعت کا معائنہ کیا۔ جب فراسیاب کو ان سب حالات کا علم ہوا تو اس نے ایک فیصلہ کن جنگ کرنے کا ارادہ کیا۔

اس نے اپنے سرداروں کو جمع کیا۔ جب اس کی اور کیخسرو کی فوجوں کا آمنا سامنا ہوا تو ایسی شدید جنگ ہوئی کہ روئے زمین میں اس سے پہلے اس جیسی خونریز جنگ ہمارے علم میں نہیں۔ یہ جنگ جاری رہی یہاں تک کہ جوذرز اور دوسرے کمانڈروں نے خوب قتل کیئے اور گرفتاریاں بھی کیں۔ فراسیاب نے دیکھا کہ لوگ کیخسرو کو گھیرے ہوئے ہیں گویا ایک بہت بڑا لشکر ہے۔ فراسیاب وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اس روز مقتولین کا شمار کیا گیا۔ اور ان کی تعداد ایک لاکھ تھی۔ کیخسرو اور اس کے ساتھیوں نے فراسیاب کا تعاقب کیا۔ وہ اکیلا بھاگتا رہا ایک شہر سے دوسرے شہر جاتا یہاں تک کہ وہ آذربائیجان پہنچ گیا اور وہاں فاسف نامی ایک کنویں میں چھپ گیا لیکن وہاں سے پکڑا گیا۔

ترکوں کی شکست

جب اسے کیخسرو کے پاس لایا گیا تو اس نے اسے لوہے کی زنجیروں سے باندھ دیا پھر اسے تین دن تک آرام کرنے کے لئے رکھا تین دن کے بعد بلوایا اور اس سے سیاوخش کے قتل کا عذر معلوم کیا اس کے پاس نہ کوئی عذر تھا اور نہ دلیل۔ کیخسرو نے اس کے قتل کا حکم دے دیا۔ بی بن جوذرز نے اسے بھی اس طرح قتل کیا جس طرح سیاوخش کو ذبح کیا تھا پھر اس کا خون کیخسرو کے پاس لایا گیا۔ اس نے اپنا ہاتھ اس خون میں ڈبویا اور کہا یہ سیاوخش کا بدلہ ہے اور اس ظلم و تعدی کا بدلہ ہے جو ساوخش پر کیا گیا پھر کیخسرو کامیاب و کامران آذربائیجان سے واپس آیا۔

کیخسرو کے ساتھ جنگ میں کون شریک تھا

کہا گیا ہے کہ کیخسرو کے جد امجد کیبیہ کی اولاد اس جنگ میں کیخسرو کے ساتھ تھی۔ ان میں کی ارش بن کیبیہ تھا جو خوزستان اور اس کے گرد نواح کا حاکم تھا۔ کی بن ارش تھا جو کرمان اور اس کے نواحی علاقے کا حاکم تھا کی او جی بن کیبنوش تھا جو فارس کا حکمران تھا کی او جی کی ھراسف کا باپ تھا۔

کی شراف کب بادشاہ بنا

کہا جاتا ہے کہ جب فراسیاب کو کیخسرو نے قتل کر دیا تو اس کا بھائی کیشراسف نامی ترکی چلا گیا اور وہاں کا

حکمران بنا۔ اس کے بیٹے کا نام خرزاسف تھا جو اس کے بعد حاکم بنا وہ بڑا سخت مزاج اور حد سے بڑھنے والا تھا۔ یہ فراسیاب کا بھتیجا تھا۔

جوذرز کا نسب نامہ

جوذرز کا نسب نامہ یہ ہے جوذرز بن جشو اغان بن ببجرہ بن قرحین بن حیر بن سود بن اورب بن تاج بن رشیک بن ارس بن وندرح بن دعر بن لوورا حابن مسواغ بن نوذرین منوشہر۔

کیخسرو کی حکومت سے علیحدگی

جب کیخسرو اپنے باپ کے خون کا بدلہ لے چکا اور اپنے ملک واپس آ گیا تو اس نے حکومت چھوڑ دی اور معاملات سے الگ ہو گیا۔ اس سے لوگوں کی پریشانی اور غم میں اضافہ ہوا۔ انہوں نے اسے دوبارہ حکومت سنبھالنے کی درخواست کی اور اس کے لئے ہر ممکن تدبیر اختیار کی لیکن وہ کامیاب نہ ہو سکے۔ جب وہ ناامید ہو گئے تو کہنے لگے کہ اگر آپ بادشاہت سے دستبردار ہو گئے ہیں تو اس شخص کا نام بتاؤ جسے ہم آپ کے بعد بادشاہ بنائیں ل۔

لھراسف وہاں موجود تھا۔ اس نے اسی کی طرف اشارہ کیا لھراسف وہاں کے عوام وخواص میں سب سے بڑا عالم تھا۔ لوگ لھراسف کی طرف متوجہ ہوئے۔ اتنے میں کیخسرو غائب ہو گیا۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ عبادت کرنے کے لئے کہیں چلا گیا اور یہ معلوم نہ ہو سکا کہ اس کا انتقال کہاں ہوا اور نہ یہ پتہ چلا کہ اس کا انتقال کیسے ہوا۔ اس کے علاوہ اور بھی اقوال ہیں۔

کیخسرو کے بیٹے

پھر لھراسف کو بادشاہ بنا کر اس کی بیعت کی گئی۔ کیخسرو کے چار بیٹے تھے۔ ۱، جاماس ۔۲، اسکر ۔۳ رمی ۔۴، رمین۔ کیخسرو نے ساٹھ سال تک حکومت کی۔

سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل کے حالات

اب ہم سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل کے حالات پر توجہ کرتے ہیں۔

رجبعم اور ابیا کی حکومت

سلیمانؑ کے بعد بنی اسرائیل نے ان کے بیٹے رجبعم کو بادشاہ بنایا اس کی حکومت سترہ سال تک جاری رہی اس کے بعد بنی اسرائیل کے ممالک متفرق ہو گئے جس میں دو قبیلوں پر رجبعم کا بیٹا ابیا بادشاہ بنا اور دیگر حصوں میں رجبعم بادشاہ بنا۔ یورنجمہ سلیمانؑ کا غلام تھا، اسے یہ مقام سلیمانؑ کی بیوی کی وجہ سے حاصل ہوا، جس بیوی کے گھر میں سونے کے ٹڈی تھی، جس کی پوجا کی گئی جس پر اللہ تعالیٰ نے حکومت چھین لینے کی دھمکی دی۔ ایک قول کے مطابق رجبعم کی حکومت تین سال تک رہی۔

اس کا بادشاہ بننا

ابیا کے بعد اس کا بیٹا بھی انہیں دو قبیلوں کا حکمران بنا۔ یعنی یہودا اور بن یامین کی اولاد کا۔ یہاں تک کہ اکتالیس سال تک کی عمر میں اس کا انتقال ہو گیا۔

اسا بن ابیا اور زرح کے حالات

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ بنی اسرائیل کا ایک بادشاہ جس کا نام اسا بن ابیا تھا، وہ بہت نیک آدمی تھا۔ ایک ٹانگ سے معذور تھا۔ ہندوستان میں زراح نامی ایک بادشاہ تھا یہ بڑا ظالم اور فاسق حکمران تھا لوگوں کو اپنی عبادت کی طرف بلاتا تھا۔

بت پرست کی موت، خدا پرست کی جلاء۔ اسا کا اعلان

ابیا بت پرست انسان تھا وہ اللہ کو چھوڑ کر دو بتوں کی پوجا کرتا تھا اور لوگوں کو بھی ان کی پوجا کی طرف بلاتا تھا جس کی وجہ سے اکثر بنی اسرائیل کے لوگ گمراہ ہو گئے تھے۔ وہ موت تک بتوں کی عبادت کرتا رہا اس کے بعد اس کا بیٹا بادشاہ بنا تو اس نے یہ اعلان کرایا کہ کفر اپنے ماننے والوں کے ساتھ ختم ہو گیا۔ بتوں کو توڑ دیا گیا اور ایمان اپنے پیروکاروں کے ساتھ زندہ ہو گیا بتوں کو توڑ دیا گیا اور ان کی عبادت کا خاتمہ کر دیا اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت نظر آنے لگی۔ آج سے کوئی کافر میری بنی اسرائیل حکومت کے اندر سر اٹھائے گا تو اسے قتل کر دوں گا طوفان دنیا والوں کو غرق نہیں کر سکتا اور بستیوں کو تباہ نہیں کر سکتا آسمان سے آگ اور پتھروں کی بارش اس وقت ہوئی ہے جب اللہ تعالیٰ کی اطاعت ترک کر دی جائے اور اس کی نافرمانی عام ہو جائے اس لئے اب ہمیں اللہ کی نافرمانی پر قائم نہیں رہنا چاہیئے اور اس کی اطاعت مقدور بھر کرنی چاہیے تا کہ زمین اپنی نجاست سے پاک اور گندگیوں سے صاف ہو جائے اور وہ اللہ جو ہماری مخالفت کرے گا ہم اس کے ساتھ جہاد کریں گے اور اسے اپنے شہر سے نکال دیں گے۔

قوم کا ردعمل

جب قوم نے یہ اعلان سنا تو انہوں نے شور و غل مچایا اور اس اعلان کو ناپسند کیا۔ وہ اسا کی والدہ کے پاس آئے اور اس سے شکایت کی کہ اسا کا رویہ ان کے معبودوں کے بارے میں سخت ہے اس نے انہیں بتوں کو چھوڑنے کی اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی دعوت دی ہے۔ اس کی والدہ نے سن کر انہیں بتوں کی عبادت سے متعلق بات کرنے کی حامی بھری۔

بادشاہ کی والدہ اس کے دربار میں اور اس کی تقریر

ایک روز جب بادشاہ بیٹھا ہوا تھا اور اس کے ساتھ قوم کے سردار، معززین اور رعایا کے لوگ بیٹھے تھے کہ اس کی والدہ وہاں آئی۔ بادشاہ کھڑا ہو گیا اور اسے بطور عزت و احترام بیٹھنے کے لئے کہا لیکن والدہ نے بیٹھنے سے انکار کر دیا اور کہا:

"تو میرا بیٹا نہیں، تو میری بات نہیں مانتا اور جس چیز کی تجھے دعوت دوں اس کی اطاعت نہیں کرتا

۔اگر تو نے میری بات مان لی تو تو ہدایت پا گیا اور تو نے سعادت کا اپنا حصہ لے لیا اور اگر تو نے میری بات نہ مانی تو تو سعادت سے محروم رہا اور اپنے اوپر ظلم کرنے والا بن گیا۔اے میرے بیٹے !مجھ تک یہ بات پہنچی ہے کہ تو نے اپنی قوم کو ایک بڑے امتحان میں مبتلا کیا ہے اور انہیں ان کے دین کی مخالفت کرنے کا اور اپنے معبودوں کا انکار کرنے کا حکم دیا اور ان میں ایک نیا طریقہ اور بدعت جاری کی ہے جس سے تو اپنی شان بڑھانا اور اپنے وقار میں اضافہ کرنا چاہتا ہے اور اپنی حکومت کو مضبوط کرنا چاہتا ہے۔اے میرے بیٹے تو نے غلطی کی اور بدنمائی کو لیا اور تمام لوگوں کو اپنے سے جنگ کرنے اور قتال کرنے کی طرف اکیلے دعوت دی۔اس لئے تو نے آزاد لوگوں کو غلام بنانے اور مضبوط کو کمزور کرنے کا ارادہ کیا ہے۔اس سے تو نے علماء کی رائے کو غلط جانا حکماء کی مخالفت کی اور پاگل لوگوں کی اتباع کی۔میری جان کی قسم مجھے اس عمل پر تمہارے شدید غصے ،تو عمری اور کم علمی نے ابھارا۔اگر تو نے میری بات کو ٹھکرایا اور میرے حق کو نہ پہچانا تو تو اپنے باپ کی نسل سے نہیں ،تو بادشاہت کا مستحق نہیں۔

اے بیٹے !تو نے کس وجہ سے اپنی قوم کو چھوڑ دیا شاید تجھے بھی وہ کلمات دیئے گئے جو موسیٰ کو دیئے گئے ،جو فرعون کے پاس گیا یہاں تک کہ اس نے فرعون کو غرق کیا اور اپنی قوم کو ظلم سے نجات دلائی۔یا شاید تجھے داؤد جیسی قوت دی گئی کہ شیر اپنی قوم سے لڑ پڑا اور لومڑی کتے ملے تو اس کی باچھیں پھٹ گئیں۔اور ظالم جالوت کو تنہا قتل کیا یا شاید تجھے سلیمان بن داؤد جیسی بادشاہت اور حکمت عطا کی گئی کہ اس کی حکمت آنے والے لوگوں کے لئے ضرب المثل بن گئی۔

بادشاہ کا ردعمل

جب بادشاہ نے یہ باتیں سنیں تو وہ غصے سے بھر گیا ،اس کا سینہ تنگ ہونے لگا ،اس نے جواب دیا۔اے امی جان !جس طرح یہ مناسب نہیں کہ میرے دستر خوان سے دوست دشمن دونوں کھانا کھائیں ،اسی طرح یہ بھی مناسب نہیں کہ میں اپنے رب کو چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کروں۔اس معاملے کی طرف کہ اگر تو بات مان لے گی تو ہدایت پائے گی ورنہ تو گمراہ ہو جائیگی۔اگر تو غیروں کو چھوڑ کر صرف اللہ کی عبادت کرے گی تو پھر مجھے اس معاملے میں صرف وہی ملامت کرے گا جو اللہ کا دشمن ہوگا اور میں اللہ کا ضاڑ اور اس سے مدد کا خواستگار ہوں کیوں کہ میں اس کا غلام ہوں۔

ماں کا جواب

ماں نے کہا !میں اپنے بتوں کو اور اپنے آباء کے مذہب کو تیرے کہنے کی وجہ سے نہیں چھوڑوں گی۔اور جس رب کی طرف تو مجھے دعوت دے رہا ہے ،میں اس کی عبادت نہیں کروں گی۔

خدا کیلئے ماں کو چھوڑنا

بادشاہ نے کہا !اے امی جان آپ کی اس بات نے میرے اور آپ کے درمیان رشتہ داری کا تعلق ختم کر دیا ہے۔
پھر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے دربار سے نکال کر دور کسی جگہ لے جایا جائے اور پولیس والے کو حکم دیا اگر وہ ضد

کرے تو اسے قتل کر دو۔

عوام کی پریشانی اور ملک چھوڑنے کا ارادہ

جب وہاں کے موجود لوگوں نے یہ بات سنی تو ان کے دلوں میں بادشاہ کا رعب بیٹھ گیا۔ وہ بادشاہ کے مطیع ہو گئے اور ان کا ہر قسم کا حیلہ ختم ہو گیا وہ کہنے لگے کہ جب اس نے اپنی والدہ کے ساتھ یہ سلوک کیا ہے تو اگر ہم اس کی مخالفت کریں گے تو ہمارے ساتھ کیا سلوک کرے گا۔ ان لوگوں نے اور بھی بہت سی تدابیر اختیار کیں لیکن اللہ تعالیٰ نے ان سے حفاظت کی اور ان کی تدبیریں ناکام ہو گئیں جب وہ اپنے پروگرام میں بری طرح ناکام ہو گئے تو انہوں نے مل جل کر یہ فیصلہ کیا کہ اب اس ملک کو چھوڑ کر کسی دوسرے ملک میں رہنا چاہیے۔

ہندوستان کے بادشاہ کو حملے کی دعوت دینا

چنانچہ عوام اپنے مشورے کے مطابق ہندوستان میں زرح نامی بادشاہ کے پاس آئے تاکہ اسا کے خلاف بھڑکا کر پناہ حاصل کریں جب وہ زرح کے دربار میں حاضر ہوئے تو سجدے میں گر گئے۔ اس نے پوچھا تم کون ہو؟ یہ بولے ہم آپ کے غلام ہیں اس نے کہا تم میرے کون سے غلام ہو؟ انہوں نے کہا ہم آپ کی سرزمین ملک شام سے آئے ہیں ہم آپ کی بادشاہت کا احترام کرتے تھے یہاں تک کہ ہمارے ہاں ایک نوعمر اور کم عقل بادشاہ بنا، جس نے ہمارے دین کو چھوڑ دیا اور ہماری عبادت کو غلط اور ہمارے آباء کو گمراہ کہا۔ اور اس کی سختیاں ہم پر بڑھ گئیں ہم آپ کی خدمت میں اس کی اطلاع دینے کے لئے آئے ہیں آپ ہمارے بادشاہ بننے کے زیادہ لائق ہیں۔ ہم اس ملک کے سرداروں میں سے ہیں اس ملک میں مال بہت زیادہ ہے وہاں کے لوگ بہت کمزور ہیں اس کی معیشت بہت مضبوط ہے اور باغات بہت زیادہ ہیں اس میں خزانے بہت سے ہیں اب تک وہاں تیس بادشاہ حکومت کر چکے ہیں۔ یہ وہی جگہ ہے جہاں موسیٰ کے خلیفہ یوشع رہتے تھے ہم انہیں کی قوم ہیں ہم اور ہماری زمین آپ کے لئے حاضر ہے اس زمین میں ایسا کوئی بھی نہیں جو آپ کا مقابلہ کر سکے وہ لوگ جنگ کے لئے اپنے اموال آپ کے حوالے کر دیں گے۔

بادشاہ کا فیصلہ

زرح نے کہا، میری جان کی قسم! میں تمہاری دعوت کو قبول نہیں کروں گا اور میں ان سے جنگ بھی نہیں کروں گا ہو سکتا ہے کہ وہ تم سے بھی میرے زیادہ فرمانبردار ہوں۔ اس لئے پہلے میں اپنے جاسوس بھیجوں گا اگر معاملہ ویسا ہی ہوا جیسا کہ تم نے کہا ہے تو میں تمہیں اس زمین کا حاکم بنا دوں گا اور اگر تمہارا جھوٹ ظاہر ہوا تو تمہیں سخت سزا دوں گا۔

بادشاہ کا جاسوس کو بھیجنا

ان لوگوں نے کہا کہ آپ نے عدل کی بات کی اور انصاف کا فیصلہ کیا۔ ہم اس پر راضی ہیں بادشاہ نے ان کے لئے وظیفہ جات جاری کر دیئے۔ اور اپنی قوم میں سے چند دیانتدار آدمیوں کو منتخب کر کے انہیں جاسوس بنا کر بھیجا انہیں کچھ نصیحتیں کیں اور کہا کہ اگر انہوں نے جھوٹ بولا تو انہیں سخت سزا دی جائے گی اور سچ بولا تو انہیں انعام دیا جائے گا اور یہ بھی کہا کہ میں تمہاری امانتداری، دین داری اور اچھی رائے کی بنیاد پر بھیج رہا ہوں تاکہ تم اس کا صحیح مطالعہ کرو، اس کے

حالات جانو اور وہاں کی حکومت، عوام، فوج، دوبا، داخلی اور خارجی راستوں، سہولیات، مشکلات کے بارے میں اس طرح آگاہ کرو گویا کہ میں اس ملک کو دیکھ رہا ہوں وہاں کے دیہاتی اور شہری لوگوں کو پرکھو۔ اپنے ساتھ یاقوت، مرجان اور قیمتی کپڑے لے جاؤ تاکہ جب وہ انہیں دیکھیں تو مرعوب ہوں اور دیکھتے ہی انہیں خریدنے لگ جائیں۔

جاسوس اساء کے ملک میں

چناں چہ بادشاہ نے انہیں اپنے خزانے سے بہت سا مال دیا انہیں خشکی اور بحری سفر کا سامان دیا اور اس قوم کے کچھ حالات بیان کیے اور انہیں اپنے مقاصد سے آگاہ کیا اور انہیں تاجروں کے روپ میں روانہ کر دیا۔ یہ لوگ ساحل سمندر پر آئے۔ وہاں کشتی پر سوار ہو کر ایلیاء کے ساحل پر اترے وہاں سے چل کر شہر میں گئے۔ انہوں نے اپنا سامان اتارا اور لوگوں کے سامنے ظاہر کیا اور انہیں خریدنے کی دعوت دی لیکن لوگ ان کے سامان کی طرف متوجہ نہ ہوئے۔ ان کی تجارت کھٹائی میں پڑ گئی۔ اب انہوں نے مہنگی اور عمدہ چیزوں کو کم داموں میں فروخت کرنا شروع کیا تاکہ وہاں کے لوگ انہیں رہنے دیں ملک سے نہ نکالیں اور یہ ان کے حالات معلوم کرلیں اور بادشاہ کی ہدایات کے مطابق تحقیقات مکمل کیں۔

عورتوں کا ان جاسوسوں سے چیزیں خریدنا

اسا بادشاہ نے یہ قانون بنایا تھا کہ جن عورتوں کا خاوند نہیں وہ خاوند والی عورتوں کی حالت میں نہ نکلیں ورنہ انہیں قتل کیا جائے گا یا سمندر کے جزیروں کی طرف بھیج دیا جائے گا کیوں کہ شیطان اہل دین پر عورتوں کی شکل بنا کر سب سے زیادہ سخت حملہ کرتا ہے۔ چنانچہ ایسی عورتیں دن کو معمولی اور گدلی حالت میں نکلتی تاکہ ان کی پہچان نہ ہو۔

جاسوسوں کا طریقہ

یہ لوگ اپنا سامان معمولی قیمت پر بیچتے رہے یہاں تک کہ جس کی قیمت سو درہم ہوتی، اسے ایک درہم میں بیچ دیتے۔ بنی اسرائیل کی عورتیں رات کے وقت جا کر ان سے سامان خریدتیں۔ شہر والوں کو اس کا علم نہ تھا۔ یہاں تک کہ عورتوں نے اپنا کافی سامان خرچ کے بہت زیادہ سامان خرید لیا اور پھر یہ خبر وہاں کے شہروں، قلعوں اور دوسری آبادیوں تک پہنچی۔

جاسوس بادشاہ کے حالات معلوم کرتے رہے

ان جاسوسوں نے اپنا عمدہ سامان اور موتی ہیرے اور یاقوت بادشاہ کو ہدیہ دینے کے لئے چھپا رکھے تھے۔ یہ وہاں لوگوں سے بادشاہ کے حالات پوچھتے اور کہتے کہ بادشاہ کو کیا ہو گیا ہے کہ وہ ہم سے کوئی چیز نہیں خریدتا۔ اگر وہ غنی ہے تو مختلف قسم کا عمدہ سامان ہے جو اس کے خزانے میں بھی موجود نہیں اور اگر وہ محتاج ہے تو وہ ہمارے پاس کیوں نہیں آتا تاکہ ہم اسے یہ چیزیں بلا معاوضہ دے دیں۔

مسلمان بادشاہ کی مالداری

لوگوں نے جواب دیا کہ وہ بہت مالدار ہے اور اس کے پاس ایسے خزانے ہیں جو اور کسی کے پاس نہیں، اس

کے پاس وہ خزانے بھی ہیں جو موسیٰ مصر سے لے کر آئے تھے اور وہ زیورات بھی ہیں جو بنی اسرائیل کے لوگوں کے پاس تھے اور جو خزانہ یوشع بن نون کے پاس تھا اور رئیس الحکما سلیمان نے جو خزانہ جمع کیا تھا اور اسی طرح اور بہت سے بادشاہوں کے ہاں جو خزانہ تھا وہ سب اس کے پاس ہے اور ایسے برتن اس کے پاس ہیں کہ کوئی بھی ان برتنوں کی قدرت نہیں رکھتا۔

مسلمان بادشاہ کی جنگی حالت

ان جاسوسوں نے پوچھا کہ ان کا جنگی انداز کیا ہے؟ اور کس چیز کی وجہ سے اس کی اتنی عظمت ہے؟ اور اس کے لشکر کتنے ہیں؟ اگر کوئی بادشاہ اس پر حملہ کرے اور اس کا ملک چھین لے تو کیا کرے گا؟ کتنے لشکروں کو استعمال کرے گا۔ گھوڑوں اور شہسواروں کے ذریعے مقابلہ کرے گا؟ یا اس کے کثیر خزانوں اور مال و دولت کا رعب دوسروں پر پڑ جائیگا

ایک عظیم دوست

لوگوں نے جواب دیا کہ بادشاہ کا لشکر کم اور اس کی قوت کمزور ہے البتہ اس کا ایک دوست ہے جسے یہ پکارتا ہے تو وہ اس کی مدد کرتا ہے اور اگر پہاڑ بھی اپنی جگہ سے ہٹانا ہو تو وہ اسے ہٹا دیتا ہے۔ جب تک اس کا دوست اس کے ساتھ ہے اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔

انہوں نے پوچھا وہ دوست کون ہے؟ اور اس کے لشکر کتنے ہیں؟ اس کے جنگجو اور بہادر کتنے ہیں سوار اور پیدل فوجی کتنے ہیں؟ اور وہ کہاں رہتا ہے؟

لوگوں نے جواب دیا کہ وہ آسمان سے اوپر رہتا ہے، عرش پر مستوی ہے، اس کے لشکر ان گنت ہیں، تمام مخلوقات اس کی عبادت کرتی ہیں اگر وہ سمندروں کو حکم دے دے تو وہ خشکی کو تباہ کر دیں اور اگر دریاؤں کو حکم دیں تو وہ تباہی پھیلا دیں نہ وہ نظر آتا ہے اور نہ اس کا ٹھکانہ صحیح طرح معلوم ہے۔ وہ اس کا دوست اور مددگار ہے ۔ یہ جاسوس ان ساری باتوں کو لکھتے رہے۔

جاسوس بادشاہ کے دربار میں

پھر ایک روز بادشاہ کے دربار میں آئے اور کہا اے بادشاہ ہمارے پاس اپنے ملک کے کچھ ہدایا ہیں ہم انہیں آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتے ہیں یا اگر آپ ہم سے خریدنا چاہیں تو کم داموں میں فروخت کرنے کے لئے تیار ہیں۔

مجھے ان چیزوں کی ضرورت ہے جن کی رونق ختم نہ ہو

بادشاہ نے کہا کہ مجھے دکھاؤ، جب انہوں نے سب کچھ کھول کر سامنے کر دیا تو بادشاہ نے پوچھا کہ کیا یہ چیزیں اور ان کے استعمال کرنے والے ہمیشہ باقی رہیں گے۔ وہ بولے: ایسا تو نہیں بلکہ یہ بھی فنا ہو جائیں گے اور ان کو استعمال کرنے والے بھی فنا ہو جائیں گے۔ یہ سن کر بادشاہ نے جواب دیا کہ پھر مجھے ان کی کوئی ضرورت نہیں مجھے ان چیزوں کی ضرورت ہے جن کی رونق ختم نہ ہو اور اس کے پہننے والے باقی رہیں۔

جاسوس واپس اپنے ملک میں

یہ واپس آ گئے بادشاہ نے ان کے ہدیے ان کو لوٹا دیئے۔ بیت المقدس سے سفر کا آغاز کر کے واپس زرح کے پاس پہنچے۔ اور جو کچھ انہوں نے حالات لکھے وہ سب کھول کر سامنے کر دیئے۔ اور سارے حالات زبانی بھی سنائے۔ اور اسا کے کے بارے میں بھی آگاہ کیا۔ جب زرح نے ان کی یہ باتیں سنیں تو انہیں اپنی اور سورج و چاند کی قسمیں اٹھانے کے لئے کہا کہ یہ قسمیں اٹھا کر بتلاؤ کہ تم نے کوئی بات غلط نہیں کی اور نہ ہی کوئی بات چھپائی ہے۔ انہوں نے ایسا قسم اٹھالی۔

بادشاہ کی کم بختی

جب یہ معاملہ ختم ہوا تو زرح نے کہا کہ بنی اسرئیل کو جب اس بات کا علم ہوا تو کہا کہ تم جاسوس ہو اور اور تم ان کی پوشیدہ باتیں معلوم کر رہے ہو۔ تو انہوں نے جھوٹ بول کر اسا کے لئے ایک دوست کا تذکرہ کیا جس سے ان کا مقصود تمہیں ڈرانا تھا۔ اس کا دوست مجھ سے زیادہ ہے کہ وہ مجھ سے زیادہ سخت دل والا ہے اور اس کی قوم میری قوم سے زیادہ جنگجو بھی نہیں۔ اگر وہ ایک ہزار کا لشکر لے کر آیا تو میں اس سے بڑا لشکر لے کر مقابلہ کروں گا۔

پھر اس نے اپنے تمام سامنے والوں کو خط لکھا کہ ہر شہر سے لشکر تیار کیا جائے یہاں تک کہ اس نے یاجوج و ماجوج، ترک، فارس اور دیگر لوگوں سے بھی مدد طلب کی ان کی طرف یہ خط لکھا۔

زرح کا خط

> یہ ہندوستان کے بارے میں زرح کا خط ہر اس شخص کے نام ہے، جس تک پہنچے۔ اما بعد میری کچھ زمین ہے، جب اس کی کھیتی پک گئی اور پھل لگ گئے اور میں نے ارادہ کیا کہ آپ آدمی بھیج کر میرے اس کام میں مدد کریں۔ اس لئے کہ میرے گرد ایسی قوم رہتی ہے جو مجھے یہ کام نہیں کرنے دیتی۔ وہ میری زمین کے اردگرد غالب آ چکی ہے اور میرے غلاموں پر ظلم کرتی ہے۔ جو ان کا مقابلہ کرنے کے لئے میرا ساتھ دے گا میں اس پر احسان کروں گا۔ اگر تمہاری قوم کم ہے تو میرے پاس بھی قوت ہے اور میرے خزانے کم نہیں ہوتے۔

بہت بڑے لشکر کا تیار ہونا

اس خط کے جواب میں لوگ ہر طرف سے اکٹھے ہو گئے اور اونٹ سواروں، گھڑ سواروں پیادوں اور دیگر لشکروں کے ساتھ اس کی مدد کے لئے تیار ہو گئے۔ جب تمام اسلحہ اور فوجیں تیار ہو گئیں تو اس نے ان کی تعداد گننے کا حکم دیا تو اس کے اپنے شہر کے لوگوں کے علاوہ دس کروڑ آدمی تھے۔ اس نے سو لشکر ترتیب دینے کا حکم دیا اس کے لئے خچر تیار کئے گئے۔ ہر چوتھے خچر پر ایک تخت اور قبہ رکھا گیا اور ہر قبے میں لڑکی بٹھائی گئی۔ اور ہر سوار کے ساتھ ساخرام اور پانچ ہاتھی بان مقرر کئے گئے اس طرح ہر لشکر ایک لاکھ کا بنایا گیا، اور خاص لشکر جو اس کے ساتھ تھا سو سواروں پر مشتمل تھا۔ ہر لشکر کا ایک کمانڈر بنایا گیا جو انہیں جنگ پر آمادہ کرتا اور ترغیب دیتا۔

زرح بادشاہ کا غرور

جب اس لشکر کو دیکھا اور سفر شروع کیا تو اس کی عزت اور عزمت لوگوں کے دلوں میں بیٹھ گئی۔ پھر زرح نے کہا، اسا کا دوست کہاں ہے؟ کیا وہ مجھ سے بچ سکتا ہے؟ یا مجھ پر غلبہ پا سکتا ہے؟ اگر اسا اور اس کا صدیق مجھے اور میرے لشکر کو دیکھ لیں تو میرے ساتھ جنگ کرنے کی جرات نہ کریں میرے پاس اس کے ایک فوجی کے بدلے ایک ہزار فوجیں ہیں۔ عنقریب اسا قیدی بن کر میری زمین پر داخل ہوگا اور میں اس کی قوم کو اپنے فوجیوں کے ہاتھوں قیدی دیکھوں گا۔

اسا بادشاہ کی دعا وانکساری

زرح اسا کے بارے میں نازیبا الفاظ استعمال کرتا رہا یہاں تک کہ یہ سارے حالات اسا تک پہنچے۔ اس نے اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کی:

اے اللہ! آپ نے اپنی قوم سے آسمان وزمین اور ان کے درمیان موجود چیزوں کو بنایا اور وہ سب آپ کے قبضہ میں ہیں، آپ حوصلہ والے، بلند و برتر اور شدید غضب والے ہیں۔ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں کہ آپ ہمیں گناہوں کی سزا نہ دیجئے اور ہماری نافرمانی پر پکڑ نہ فرمایئے بلکہ ہم آپ سے آپ کی اس رحمت کا سوال کرتے ہیں کہ جو تمام مخلوقات پر عام ہے۔ آپ ہماری کمزوری اور دشمن کی تعداد کو دیکھئے، ہماری قلت اور دشمن کی کثرت کو دیکھئے، ہماری تنگی اور پریشانی ملاحظہ فرمایئے اور دشمن کی عیش وراحت کو دیکھئے۔ اپنی قدرت سے جس طرح آپ نے فرعون اور اس کے لشکر کو سمندر میں ہلاک کیا اور موسیٰ کو نجات دی۔ اسی طرح زرح اور اس کے لشکر کو بھی ہلاک کر دیجئے۔ میں آپ سے سوال کرتا ہوں کہ آپ زرح اور اس کی قوم پر دردناک عذاب نازل فرمایئے۔

اسا کا خواب

خواب میں اسا کو یہ دکھایا گیا کہ میں نے تیری بات سن لی ہے اور تیری پکار مجھ تک پہنچ گئی ہے۔ میں عرش پر ہوں اگر میں نے زرح اور اس کے لشکر کو سمندر میں غرق کر دیا تو بنی اسرائیل اور دوسری قوموں کو صحیح علم نہ ہو سکے گا کہ میں نے ان کے ساتھ کیا کیا اس لئے عنقریب میں اپنی قدرت کے ساتھ زرح اور اس کے لشکر کے ساتھ ایسا معاملہ کروں گا جو ظاہر اور واضح ہوگا۔ تیری طرف سے ان کو کافی ہو جاؤں گا، ان کا مال غنیمت تیرے لئے حلال کر دوں گا اور ان کے لشکروں کو تیرے آگے ذلیل کروں گا تا کہ زرح کو پتہ چل جائے کہ اسا کے دوست کا مقابلہ کرنا اور اس کے لشکر کو شکست دینا آسان نہیں۔ اور اس کی اطاعت کرنے والا ناکام نہیں ہوتا۔ میں اسے مہلت دیتا ہوں کہ وہ اپنی ضرورت سے فارغ ہو جائے اور پھر اسے غلام بنا کر تیرے سامنے لاؤں گا اور اس کے جنگجو تیرے اور تیری قوم کے خادم ہوں گے۔

زرح کی لشکر کشی

زرح اپنے ساتھ لشکروں کو لے کر آگے بڑھا یہاں تک کہ ترشیش کے ساحل پر آیا۔ اور جب وہاں سے ایک دن کے فاصلے پر رہ گیا تو وہاں کی ساری نہریں بند کر دیں اور راستوں کے نشانات مٹا دیئے یہاں تک کہ ان سے آ کر

خوراک لیتے اور وحشی جانور بھی ان کی دسترس میں آ گئے۔

اور جب زرح ایلیاء سے دو مراحل کی مسافت پر پہنچ گیا تو اس نے اپنے لشکر کو ایلیاء کی طرف متفرق انداز میں بھیج دیا ان کے لشکروں سے وہاں کے میدان اور پہاڑ سب بھر گئے اور اہل شام کے دل مرعوب ہو گئے، انہیں اپنی ہلاکت نظر آنے لگی۔

جب اسا کو اس کی اطلاع دی گئی تو اس نے چند جاسوس بھیجے تا کہ ان کی تعداد اور حالت کا اندازہ لگائے ان لوگوں نے جا کر ایک ٹیلے کی چوٹی سے ان کو دیکھا اور پھر واپس آ کر کہا کہ ہم نے اتنے زیادہ لوگ کبھی نہیں دیکھے اور اتنے دستوں، ہاتھی بانوں، گھڑسواروں اور شہسواروں کے بارے میں کبھی نہیں سنا اور ہمارا یہ خیال بھی نہیں تھا کہ لوگوں میں کچھ ایسے بھی ہو سکتے ہیں، جس کا لشکر اتنا بڑا ہو، ہماری عقلیں انہیں شمار کرنے سے عاجز آ گئیں اور ہماری تدابیر ان کا مقابلہ کرنے سے عاجز ہیں ہماری ساری امیدیں خاک میں مل گئیں۔

عوام کی پریشانی

جب وہاں کے لوگوں نے یہ باتیں سنیں تو انہوں نے اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور انہوں نے اپنے سروں پر خاک ڈال لی۔ اور اپنے بازاروں اور گلیوں میں شور مچاتے ہوئے اور آہ و زاری کرتے ہوئے گھومنے لگے اور ایسے حال میں بادشاہ کے پاس آئے اور کہا ہم سب کے سب ان کے پاس جاتے ہیں وہ ہماری کمی اور کمزوری کو دیکھ کر ہمیں اس جگہ رہنے کی اجازت دے دیں۔ بادشاہ نے کہا، معاذ اللہ ہم اپنے آپ کو کفار کے آگے نہیں پھینک سکتے اور ہم اللہ کے گھر اور اس کی کتاب کو نافرمانوں کے لئے خالی نہیں کر سکتے۔ انہوں نے کہا تو پھر کوئی راستہ نکالو۔ اپنے دوست اور رب سے مدد مانگو جس کی نصرت کا تو ہم سے وعدہ کرتا تھا اور جس پر ایمان لانے کی دعوت دیتا تھا اگر وہ ہم سے یہ مصیبت دور کر دے تو ٹھیک، ورنہ ہم اپنے آپکو دشمنوں کے آگے ڈال دیں گے۔ شاید وہ ہم پر رحم کھا کر ہمیں قتل نہ کریں۔

اسا کا تسلی دینا

اسا بادشاہ نے جواب دیا کہ میرا رب اس وقت تک مدد نہیں کرتا جب تک خوب گڑگڑا کر اس سے دعا نہ مانگی جائے اور اس کے آگے تذلیل اور آہ و زاری نہ کی جائے۔ انہوں نے کہا یہ کام آپ کر لیں گے شاید وہ آپ کی دعا قبول کر کے ہمارے کمزوروں پر رحم کر لے اس لئے کہ ایک دوست دوسرے دوست کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔

اسا اپنے عبادت والے کمرے میں گیا، اپنا تاج اتار کر ایک طرف رکھا عمدہ کپڑے اتارے اور عام کپڑے پہن کر ریت پر بیٹھ گیا پھر ہاتھ اٹھا کر غمزدہ دل سے دعا مانگی اس دعا میں آہ و پکار زیادہ تھی اور آنسو مسلسل گر رہے تھے۔

اسا کی دعا

دعا کے الفاظ یہ ہیں:

اے ساتوں آسمانوں اور عرش عظیم کو بنانے والے اے ابراہیم، اسماعیل، اسحاق، یعقوب اور ان کی اولاد کے رب! تو اپنی مخلوق کو جہاں چاہتا ہے ٹھکانہ دیتا ہے۔ تیرے ٹھکانوں کو کوئی جانتا نہیں اور تیری عظمت کی حقیقت کسی کو معلوم نہیں تو ایسا بیدار ہے جسے کبھی نیند نہیں آتی اور تو ایسا جدید ہے کہ راتوں اور دن کا گزارنا تجھے پرانا نہیں کرتا میں بھی

آپ سے وہی سوال کرتا ہوں جس کے بارے میں ابراہیم نے دعا کی اور تو نے جلتی آگ کو بجھا دیا اور اسے نیکو کاروں میں شمار کیا اور میں تجھ سے وہی دعا کرتا ہوں جو موسیٰ نے کی اور تو نے اسے اور بنی اسرائیل کو ظلم سے نجات دی اور انہیں غلامی سے آزاد کیا جب کہ فرعون اور اس کے پیروکاروں کو غرق کیا۔ اور وہی تضرع کرتا ہوں جو داؤد نے کی اور آپ نے اسے بلند مقام فرمایا اور کمزوری کے بعد اسے طاقت دی اور جالوت جیسے ظالم کے مقابلے میں اس کی مدد کی جس سے جالوت کو شکست ہوئی۔ میں آپ سے وہی سوال کرتا ہوں جو سلیمان بن داؤد نے کیا اور آپ نے اسے حکمت و عزت اور تمام مخلوقات پر بادشاہت عطا کی، آپ مردوں کو زندہ کرنے والے، دنیا کو فنا کرنے والے ہیں۔ آپ ہمیشہ رہیں گے آپ کبھی فنا نہیں ہوں گے، کبھی بوسیدہ نہیں ہوں گے، اے میرے اللہ! میں آپ سے رحم کا سوال کرتا ہوں، آپ مجھ پر رحم فرمائیں میں لنگڑا مسکین اور تیرا کمزور بندہ ہوں میرے پاس کوئی تدبیر نہیں ہم پر بڑا کڑا وقت آ پہنچا ہے ہمیں شدید پریشانی کا سامنا ہے تیرے علاوہ کوئی اس مصیبت کو دور نہیں کر سکتا۔ تیرے بغیر نیکی پر قدرت اور گناہوں سے بچنا ممکن نہیں۔ اے اللہ تو جس طرح چاہے ہماری کمزوری پر رحم فرما بلاشبہ تو جس طرح چاہتا ہے جس پر چاہتا ہے رحم کرتا ہے۔

بنی اسرائیل کے علماء کی دعا

بنی اسرائیل کے علماء باہر دعا کر رہے تھے وہ کہہ رہے تھے کہ اے اللہ! آج اپنے بندے کی دعا قبول فرما کیوں کہ اس نے صرف تجھ ہی پر بھروسہ کیا ہے اسے دشمنوں کے حوالے نہ کر، دیکھ وہ تجھ سے کتنی محبت کرتا ہے اور وہ اپنی والدہ اور تمام لوگوں کو چھوڑ کر صرف تیری بات مانتا ہے۔

خواب میں خوشخبری ملنا

اسا سجدہ کی حالت میں تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر نیند طاری کر دی پھر اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی منادی آیا اور اس نے کہا: بلاشبہ دوست دوست کو بے یار و مددگار نہیں چھوڑتا۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں میں نے تمہارے دل میں اپنی محبت ڈالی اور تیری مدد کو میں نے اپنے اوپر لازم کر لیا ہے۔ میں تمہارے دشمنوں کے لئے کافی ہو جاؤں گا جو مجھ پر بھروسہ کرتا ہے وہ کبھی کمزور نہیں ہوتا اور جو مجھ سے قوت مانگتا ہے وہ کبھی ضعیف نہیں ہوتا۔ میں تیرے خوف کی حالت میں تیری مدد کروں گا۔ اور اللہ تعالیٰ یہ بھی فرماتے ہیں کہ اگر آسمان و زمین میں موجود تمام مخلوقات تیرے خلاف تدابیر اختیار کریں تو میں تیرے لئے خلاصی کی صورت نکال دوں گا۔ میں وہ ہوں جو گھسیٹنے والے فرشتوں (زبانیہ) کو طوق دے کر بھیجتا ہے جو میرے دشمنوں کو قتل کرتے ہیں۔ میں تیرے ساتھ ہوں میں تیرے ساتھیوں کو نجات دوں گا۔

اسا کا قوم کو خوشخبری سنانا

اسا اپنی عبادت گاہ میں نکلا، وہ مسکرا رہا تھا اس نے قوم کو خوشخبری سنائی، ایمان والوں نے اس کی تصدیق کی منافقین نے اسے جھٹلایا اور ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ اسا داخل ہوا تھا تو لنگڑا تھا اب نکلا ہے تو بالکل لنگڑا ہے اگر یہ سچا ہوتا تو اللہ اس کی ٹانگوں کو صحیح کر دیتا یہ ہمیں دھوکہ دے رہا ہے اور بلا وجہ کی امیدیں دلا رہا ہے تاکہ جنگ کے اندر ہم سب ہلاک ہو جائیں۔

زرح کا خط اسا کے نام

جب یہ بادشاہ انہیں یہ خوشخبری سنا رہا تھا اس وقت زرح کے قاصد ایلیاء آئے ان کے پاس ایک خط تھا جو زرح نے اسا کے نام لکھا تھا۔ اس خط میں اس نے اسا کی قوم کو گالیاں دی گئی تھیں اور اللہ تعالیٰ کی تکذیب کی گئی اور یہ درج تھا "اپنے اس دوست کو بلاؤ" جس کی وجہ سے تو نے اپنی قوم کو گمراہ کیا تا کہ تیرا وہ دوست میرا مقابلہ کرے تا کہ یہ بات واضح ہو جائے کہ نہ وہ، نہ کوئی اور میرا مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا ہے اس لئے کہ میں ہندوستان کا بادشاہ زرح ہوں۔

اسا کا ردعمل اور دوبارہ دعا

جب اسا نے یہ خط پڑھا تو اس کی آنکھوں میں آنسو اتر آئے وہ روتا ہوا پھر اپنی عبادت گاہ میں داخل ہوا اور ان خطوط کو اللہ تعالیٰ کے آگے پھیلایا اور یہ دعا کی: اے اللہ! مجھے آپ سے ملاقات کرنے سے بڑھ کر کوئی عمل پسندیدہ نہیں لیکن مجھے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں قتل ہو گیا تو جو روشنی میں نے ان دنوں میں پھیلائی ہے یہ بجھ جائیگی۔ میں یہ خطوط لے کر آیا ہوں اور مجھے معلوم ہے کہ ان میں کیا ہے اگر وہ مجھے شکست دینا چاہتے ہیں تو ان کے لئے آسان ہے لیکن اے اللہ! تیرے بندے زرح نے تیرے ساتھ مکر اور چال بازی کی، سب کے بغیر فخر کیا اور جھوٹ بولا، تو اس کے ظاہر اور باطن کو جانتا ہے"۔

دوبارہ خوشخبری اور غیبی رہنمائی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی آئی کہ میری باتیں تبدیل نہیں ہوتیں، میں اپنے وعدہ کی خلاف ورزی نہیں کرتا میرے حکم میں تبدیلی نہیں آتی تم اپنی عبادت گاہ سے نکلو اپنے شہسواروں کو حکم دو کہ وہ جمع ہو جائیں اور پھر تم اپنے پیرو کاروں کو لے کر زمین کے بلند حصے پر جا کر کھڑے ہو جاؤ۔

اسا کا لشکر دشمن کے مقابلے میں

اسا باہر آیا قوم کو دیئے گئے حکم سے آگاہ کیا۔ چنانچہ بارہ سردار آپ کے ساتھ نکلے ہر ایک کے اس کے قبیلے کے چند چند افراد تھے جب وہ شہر سے باہر نکلے تو وہاں کے لوگوں نے انہیں اس طرح رخصت کیا کہ گویا یہ پھر دنیا میں نہیں آئیں گے یہ زرح کے سامنے بلند جگہ پر کھڑے ہو گئے جہاں سے زرح اور اس کا لشکر نظر آ رہا تھا۔

زرح کا طنز

جب زرح نے اس لشکر کو دیکھا تو بطور طنز سر کو جھٹکا دیا اور کہا کہ میں نے صرف ان لوگوں کے لئے شہر کو چھوڑا اور اتنا مال خرچ کیا پھر ان جاسوسوں اور مقدمین کو بلایا جنہوں نے ان کے سامنے اسا اور اس کی قوم کی تعریف کی اور ان سے کہا کہ تم نے مجھ سے جھوٹ بولا اور تم نے یہ کیا حال بیان کیا تھا کہ ان کی تعداد بہت زیادہ ہے پھر غصے میں آ کر ان کے قتل کا حکم دیا چنانچہ ان سب کو قتل کر دیا گیا۔

ادھر اسا کی یہ حالت تھی کہ وہ مسلسل آہ و زاری کر رہا تھا اور اپنے رب پر بھروسہ کئے ہوئے تھا زرح نے کہا

مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آ رہی کہ میں اس قوم کے ساتھ کس طرح جنگ کروں! اور مجھے نہیں معلوم کہ ان کی تعداد ہمارے لشکر کے مقابلے میں کتنی زیادہ کم ہے میں ان سے جنگ کرنا مناسب نہیں سمجھتا۔

اسا کا جواب

اسا نے جواب دیا، اے بدبخت! تجھے معلوم نہیں تو کیا کہہ رہا ہے اور تجھے کچھ بھی معلوم نہیں۔ کیا تو اپنی کمزوری کے ساتھ اپنے رب پر غلبہ حاصل کرنا چاہتا ہے یا اپنے مقتولوں میں اضافہ کرنا چاہتا؟ وہ اللہ ہر ایک سے زیادہ معزز اور برتر ہے اور ہر ایک پر غالب اور قاہر ہے جب کہ اس کے بندے ذلیل اور کمزور ہیں۔ اس جنگ میں وہ میرے ساتھ ہے اور جس کے ساتھ اللہ ہو اس پر کوئی غالب نہیں آ سکتا۔ اے بدبخت! تو اپنی پوری کوشش کر لے تا کہ مجھے معلوم ہو جائے کہ تیرے ساتھ کیا ہونے والا ہے۔

جنگ کا آغاز

چنانچہ جب زرح کا لشکر جنگ کے لئے تیار ہو گیا اور انہوں نے اپنی پوزیشنیں سنبھال لیں تو اس وقت زرح نے تیراندازوں کو حکم دیا کہ وہ تیر پھینکیں۔ اتنے میں اللہ تعالیٰ نے اسا کی مدد کے لئے آسمان سے فرشتے اتار دیئے وہ اسا کے لشکر کے سامنے کھڑے ہو گئے اور لشکر کے سامنے سورج کی روشنی آ گئی جب کہ اس کے لشکر کو یوں معلوم ہوا کہ جیسے بادل بن گئے۔ پھر ان فرشتوں نے زرح کی قوم پر تیراندازی کی۔ ہر تیر اپنے نشانے پر جا کر لگا جس سے زرح کے تمام تیرانداز ہلاک ہو گئے اسا اور اس کے ساتھی اس پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتے رہے۔

زرح کی شکست فاش

اب اسے فرشتے نظر آنے لگے۔ جب بدبخت زرح نے فرشتوں کو دیکھا تو وہ سخت مرعوب ہوا اور جو کچھ اس کے ہاتھ میں تھا وہ گر گیا وہ کہنے لگا: اس کا مکر بڑا سخت ہے۔ اس کا جادو چل چکا اور بنی اسرائیل کا بھی یہی حال ہے کہ ان کے جادو اور مکر پر کوئی غالب نہیں ہو سکتا ہو انہوں نے یہ جادو مصر سے سیکھا اور اسی سے سمندر پار کیا۔

پھر اس نے لشکر والوں کو آواز دی کہ اپنی تلواریں نکال لو اور یکدم حملہ کر دو اور اسا کے لشکر کو بھگا دو جب انہوں نے تلواریں نکالی تو فرشتے آ گئے اور انہوں نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ اب زرح اس کی بیوی اور غلام کے علاوہ کوئی باقی نہ رہا۔

زرح بھاگ اٹھا

جب زرح نے یہ حالت دیکھی تو پیٹھ پھیر کر وہ اور اس کے ساتھ والے بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اسا خود ظاہر اً غدار ہوا اور آپ کے دوست نے چھپ کر مجھے ہلاک کیا۔ میں اب بھی دیکھ رہا ہوں کہ اسا اور اس کے لشکر کے اندر میرا مقابلہ کرنے کی جرات نہیں۔

زرح کے بھاگنے پر اسا کی دعا

جب اسا نے دیکھا کہ زرح پیٹھ پھیر کر بھاگ رہا ہے تو اللہ تعالیٰ سے عرض کی کہ اے اللہ! زرح تو زندہ بچ کر

بھاگ رہا ہے اگر تو نے اسے ہلاک نہ کیا تو پھر یہ دوبارہ ہم پر حملہ کردے گا۔

اللہ کی طرف سے جواب

اللہ تعالیٰ نے جواب دیا کہ ان کے جتنے لوگ قتل ہوئے انہیں تم نے قتل نہیں کیا بلکہ میں نے قتل کیا ہے تو اپنی جگہ پر کھڑا رہ اگر میں نے تجھے اور ان کو آمنے سامنے کر دیا تو تم سب کو ہلاک کر دیں گے۔ زرح میرے قبضے میں ہے اور میرے مقابلے میں اس کی کوئی مدد نہیں کرسکتا اور زرح ایسی جگہ پر ہے جہاں اس کے لئے بچ نکلنے کا کوئی راستہ نہیں میں نے تجھے اور تیری قوم کو اس کا لشکر اور مال غنیمت عطا کیا یہ میری طرف سے تمھارے لئے مجھ پر بھروسہ کرنے کا بدلہ ہے اور میں نے جو تیری مدد کی ہے اس کا میں تجھ سے کوئی بدلہ نہیں لیتا۔

زرح کا غرق ہونا

زرح بھاگ کر سمندر پہنچا، وہاں سے بھاگنا چاہتا تھا اس کے ساتھ ایک لاکھ آدمی بھی تھے۔ انہوں نے کشتیاں تیار کیں اور ان میں سوار ہو گئے جب کشتیاں سمندر میں داخل ہو گئیں تو خشکی اور تری چاروں طرف سے تیز ہوائیں چلنے لگیں اور ہر طرف سے موجیں اٹھنے لگیں کشتیاں ایک دوسرے سے ٹکرا کر ٹوٹ گئیں۔ زرح اور اس کے ساتھی ہلاک ہو گئے۔ اس کے بعد سمندر کی موجیں موجیں آنے لگیں جس سے بستی والے بہت گھبرا گئے اور زمین حرکت میں آ گئی۔ اس وقت یہ وحی آئی کہ اے اسا تم اپنے ساتھ قوم کو لے کر سمندر کے پاس جاؤ اور جو اللہ نے تمھیں مال غنیمت دیا ہے، اسے لو اور اللہ کا شکر ادا کرو۔ لشکر میں سے جو شخص جس چیز کو اٹھالے وہ اسی کی ہو گئی وہ اللہ کا شکر ادا کرتے ہوئے وہاں اترے اور ملنے والے مال کو تین ماہ تک اپنی بستی میں منتقل کرتے رہے۔

اسا کے بعد آنے والے حکمران

اسا کے بعد اس کا بیٹا یہوشاط (یا یہوشافاط) بادشاہ بنا، پچیس ۲۵ سال میں اس کا انتقال ہوا۔ اس کے بعد اس کی چچازاد بہن عتلیاء بادشاہ بنی اسے غزلیا کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ اس کے بعد بنی اسرائیل کے بادشاہوں کی بہت سی اولاد قتل ہو گئی۔ صرف یواش بن اخزیا باقی رہا۔ یواش اور اس کے ساتھیوں نے عتلیا کو قتل کر دیا۔ اس کی حکومت سات سال تک رہی۔

اس کے بعد یواش بادشاہ بنا، یہاں تک کہ اس کے ساتھیوں نے اسے قتل کر دیا اس کی حکومت چالیس سال تک رہی۔ اس کے بعد یوتام بن عوزیا نے اپنے انتقال تک حکومت کی جو کہ سولہ سال پر مشتمل ہے۔ پھر اس کا بیٹا اجاز بن یوتام اپنی موت تک بادشاہ رہا اس کا دور حکومت بھی سولہ سال پر مشتمل رہا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا حزقیا بادشاہ بنا اور وہ بھی زندگی بھر بادشاہ رہا کہا جاتا ہے کہ یہ شعیا کا ساتھی تھا۔ شعیا نے اس کی عمر بتلادی۔ اس نے آہ و زاری کر کے عمر کی زیادتی کی درخواست کی اسے مزید مہلت مل گئی اس نے شعیا سے کہا اس کا اعلان کرو۔

محمد بن اسحاق کا خیال یہ ہے کہ شعیا کے ساتھ جس کا قصہ پیش آیا اس کا نام صدیقہ تھا۔

شعیا علیہ السلام اور سخاریب کا واقعہ

بنی اسرائیل کے بارے میں نازل ہونے والی آیات

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ موسیٰ کے بعد بنی اسرائیل کے حالات کے بارے میں یہ آیات نازل فرمائیں ''اور ہم نے تورات میں بنی اسرائیل کو یہ بات صاف بتادی کہ تم ضرور ملک میں دو مرتبہ فساد کرو گے اور تم بڑی سخت سرکشی کرو گے پھر جب ان دو بار میں پہلی بار کا وقت آیا تو ہم نے تمھارے مقابلے میں اپنے وہ بندے بھیجے جو بڑے سخت جنگجو تھے سو وہ تمھارے شہروں میں پھیل پڑے اور وہ وعدہ پورا ہونا ہی تھا پھر تم کو ان دشمنوں پر ہم نے دوبارہ غلبہ دیا اور تمھارے مال سے اور بیٹوں سے مدد کی اور تم کو لشکر کے اعتبار سے زیادہ کر دیا اگر تم اچھے عمل کرو گے تو اس کا فائدہ تمھارے ہی لئے ہوگا اور اگر تم برا کرو گے تو بھی اپنے لئے کرو گے پھر جب دوسری بار کا وقت آیا تو ہم نے دوسرے بندے بھیجے تا کہ وہ تمھارے چہرے بگاڑ دیں اور جس طرح پہلی مرتبہ کے حملہ آور مسجد میں گھس گئے تھے اس طرح یہ بھی مسجد میں گھس پڑے نیز اس لئے کہ جس چیز پر وہ حملہ آور قابو پالیں اس کو بالکل برباد کر ڈالیں۔ عجب نہیں کہ تمھارا رب تم پر رحم فرمائے اور اگر تم نے پھر وہی کیا تو ہم بھی پھر وہی کریں گے اور ہم نے جہنم کو کافروں کا قید خانہ بنایا ہے۔ (بنی اسرائیل،۴۔۸)

بنی اسرائیل کے بادشاہ اور نبی کا ذکر

چنانچہ بنی اسرائیل میں حوادث کا ظہور ہوا اور ان میں گناہ بکثرت ہونے لگے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے گناہوں کو معاف فرمایا اور ان پر رحم فرمایا۔ (لیکن جب انہوں نے گناہوں پر اصرار کیا تو ان پر اللہ کا عذاب آیا) ان کے گناہوں کی وجہ سے جو عذابات ان پر آئے یہ وہی ہیں جو موسیٰ کی زبان سے بیان ہوئے۔ ان میں سے پہلا عذاب یہ آیا کہ جب صدقیا (یا صدیقہ) نامی شخص بادشاہ بنا تو اس وقت ایک نبی مبعوث ہوا جو راہ حق دکھاتا تھا اور ان کے معاملات کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے باتیں کرتا تھا۔ اس پر کوئی کتاب نازل نہیں ہوئی البتہ وہ انہیں تورات کے احکام پر عمل کرنے کی دعوت دیتے، گناہوں سے منع کرتے اور جن نیک اعمال کو انہوں نے چھوڑ دیا تھا، انہیں اپنانے کی ترغیب دیتے۔ اس نبی کا نام شعیا بن ارمیا تھا۔ اس کی بعثت عیسیٰ، ذکریا اور یحییٰ کی بعثت سے قبل تھی۔ شعیا نے آنحضور ﷺ اور عیسیٰ کے آنے کی بشارت دی۔

سخاریب کا حملہ

جب اس بادشاہ کی حکومت کا دور ختم ہوا اور ان کی بداعمالیاں بڑھ گئیں حالانکہ شعیا اس وقت موجود تھے تو اللہ تعالیٰ نے بابل کے بادشاہ سخاریب کو بھیجا جس کا لشکر چھ لاکھ جھنڈوں پر مشتمل تھا۔ وہ سارے علاقوں کو فتح کرتا ہوا بیت المقدس پہنچا۔ اس وقت بنی اسرائیل کا بادشاہ بیمار تھا اور اس کی پنڈلی میں زخم تھا۔ شعیاؑ اس کے پاس گئے اور کہا: اے بنی

اسرائیل کے حاکم بابل کا حکمران سخاریب پر اترا ہے اور اس کا لشکر چھ لاکھ جھنڈوں پر مشتمل ہے جس سے لوگ بہت گھبرا چکے ہیں اور ڈرے ہوئے ہیں۔

بادشاہ کی پریشانی

بادشاہ یہ سن کر بہت پریشان ہوا۔ اس نے کہا: اے اللہ کے نبی! ان حالات کے بارے میں کیا آپ کے پاس کوئی وحی نہیں آئی کہ جس میں بتلایا گیا ہو کہ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ کیا معاملہ کرے گا اور اس سخاریب اور اس کے لشکر کا انجام کیا ہوگا۔ اللہ کے نبی نے جواب دیا کہ فی الحال اس معاملے کے متعلق کوئی وحی نہیں آئی۔

اللہ تعالیٰ کی طرف سے وحی

ابھی وہ اسی حال میں تھے کہ اللہ تعالیٰ نے شعیاؑ کی طرف وحی بھیجی، کہ تم بنی اسرائیل کے بادشاہ کے پاس جاؤ اور اس سے کہو کہ خود حکومت چھوڑ کر اپنے خاندان میں سے جسے وہ چاہے حکومت سپرد کرنے کی وصیت کر دے۔ شعیاؑ بادشاہ کے پاس آئے اور اسے کہا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف یہ حکم آیا ہے کہ تم خود حکومت چھوڑ دو اور اپنے خاندان میں سے جس کے لئے مناسب سمجھو، وصیت کر دو اس لئے کہ تجھے موت آنے والی ہے۔

بادشاہ کی دعا

جب بادشاہ نے یہ بات سنی اور بیت المقدس آیا نماز پڑھی اور تسبیح و تقدیس کی پھر رو رو کر دعا کرنے لگا، وہ آہ و زاری، اللہ پر بھروسے اور سچے دل کے ساتھ یہ دعا کر رہا تھا:

اے سب کے پروردگار، اے سب کے معبود، اے پاکیزہ اور مقدس ذات، یا رحمان یا رحیم، اے وہ مہربان ذات جسے نا نیند آتی ہے نہ اونگھ! میرے فعل، عمل اور بنی اسرائیل کے ساتھ میرے حسن سلوک کا خیال کیجئے، یہ سب آپ کی توفیق سے ہوا، آپ میرے پوشیدہ و ظاہر کو جانتے ہیں۔

دعا کی قبولیت

یہ بادشاہ نیک آدمی تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی دعا قبول فرمائی اور شعیاؑ کی طرف وحی بھیجی کہ صدیقہ (بادشاہ) کو بتلا دو کہ میں نے اس کی دعا قبول کر لی ہے اور اس پر رحم فرمادیا اور اس کی عمر میں پندرہ سال کا اضافہ کر دیا ہے اور اسے اس کے دشمن سخاریب سے بچا لیا ہے۔

بادشاہ کا شکر ادا کرنا

جب شعیاؑ نے اسے یہ خوشخبری سنائی تو اس کا غم اور دکھ دور ہوا۔ وہ فوراً سجدہ میں گر گیا اور کہا: اے میرے اور میرے آباؤ اجداد کے معبود! میں نے تجھے سجدہ کیا اور تیری تسبیح کی، تیری عزت کی اور تیری بزرگی کو تسلیم کیا، تو جسے چاہتا ہے حکومت دیتا ہے اور جس سے چاہتا ہے حکومت چھین لیتا ہے۔ تو ظاہر اور باطن کو جاننے والا ہے، تو اول و آخر ہے، تو ظاہر و باطن ہے تو بے قراروں پر رحم کرتا ہے اور ان کی دعا قبول کرتا ہے، تو نے ہی میری دعا کو قبول کیا اور میرے حال پر رحم فرمایا۔

دشمنوں کے متعلق مدد کا الٰہی وعدہ

جب بادشاہ نے سجدے سے سر اٹھایا تو اللہ تعالیٰ نے شعیاؑ کی طرف وحی بھیجی کہ صدیقہ سے کہو کہ وہ میرے بندوں میں سے کسی بندے کو کہے کہ اس کے لئے انجیر کا پانی لائے اور پھر اس پانی کو صبح و شام اپنے زخم پر ملے تو وہ صحت یاب ہو جائے گا، چنانچہ اسنے ایسا ہی کیا اور اس کا زخم دور ہو گیا۔

بادشاہ نے شعیاؑ سے کہا کہ اللہ تعالیٰ سے پوچھئے کہ وہ ہمارے دشمنوں کے ساتھ کیا معاملہ کرنے والا ہے۔ شعیاؑ نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا تو یہ جواب آیا کہ اسے میں تمھاری طرف سے تمھارے دشمن کے لئے کافی ہوں اور میں تمھیں ان سے نجات دوں گا۔ سخاریب اور خطابت کرنے والوں میں سے پانچ آدمیوں کے علاوہ باقی تمام لوگوں کو ہلاک کر دوں گا۔

بادشاہ کا لشکر بچالانا

اگلے دن جب صبح ہوئی تو آواز لگانے والے نے شہر کے دروازے پر کھڑے ہو کر یہ آواز لگائی کہ اے بنی اسرائیل کے بادشاہ! اللہ تعالیٰ تمھاری طرف سے تمھارے دشمنوں کے لئے کافی ہو گیا، اب باہر آؤ بے شک سخاریب اور اس کا لشکر ہلاک ہو گیا۔ جب بادشاہ باہر آیا اور سخاریب کو تلاش کیا تو مردہ لوگوں میں اسے نہ پایا اس کی تلاش میں آدمی بھیجے ان تلاش کرنے والوں میں سخاریب اور اس کے ساتھ پانچ محررین کو تلاش کر لیا ان میں سے ایک بخت نصر تھا انہیں ایک بڑی مسجد میں جمع کیا جب بادشاہ نے آ کر انہیں دیکھا تو فوراً سجدے میں گر گیا اور سورج طلوع ہونے سے لے کر عصر تک سجدہ میں پڑا رہا۔

دونوں بادشاہوں کی باہم گفتگو۔

پھر اس نے سخاریب سے کہا۔ ہمارے خدا نے تمہارے ساتھ جو معاملہ کیا تم اسے کیسا سمجھتے ہو؟ کیا اس نے اپنی طاقت اور قوت سے تم کو ہلاک نہیں کیا حالانکہ ہم اور آپ غفلت میں تھے۔ سخاریب نے جواب دیا مجھے اپنے شہر سے نکلنے سے پہلے تمھارے رب کی مدد و نصرت اور تم پر اس کی رحمت کی اطلاع دی گئی لیکن میں نے اس خبر کی پیروی نہ کی اور میری عقل کی کمی نے میری بدبختی میں اضافہ کے سوا کچھ نہ کیا اگر میں اس خبر پر توجہ کرتا اور سمجھ سے کام لیتا تو تم سے جنگ نہ کرتا لیکن میری بدبختی مجھ پر اور میرے ساتھیوں پر غالب آگئی۔

بنی اسرائیل کے بادشاہ نے کہا تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جو ہماری طرف سے تمھارے لئے کافی ہو گیا۔ اس نے تمھیں اور تمھارے پانچ ساتھیوں کو اس لئے زندہ نہیں چھوڑا کہ تمھیں ہم پر کوئی فضیلت حاصل ہے بلکہ اس لیے تمہیں بچایا کہ وہ تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے ساتھ اور بہت برا سلوک کرنا چاہتا ہے تاکہ دنیا کے اندر تمھاری بدبختی اور آخرت میں تمھارے عذاب میں اضافہ ہو اور تاکہ تم آنے والوں کو اس معاملہ کی خبر دو اور انہیں ہمارے سامنے آنے سے ڈراؤ، اگر یہ بات نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ تمھیں باقی نہ رکھتا۔ تمھارے اور تمھارے ساتھیوں کے خون کی قیمت ایک ٹڈی کے خون کے برابر بھی نہیں۔

سخاریب اور اسکے ساتھیوں کی رہائی

پھر بنی اسرائیل کے بادشاہ نے انہیں حکم دیا انہیں بیت المقدس کے گرد گھمایا جائے اور روزانہ ستر چکر لگوائے جائیں۔ چنانچہ ان کے ساتھ یہی معاملہ کیا جاتا اور خوراک کے طور پر روزانہ ان میں سے ہر آدمی کو جو کی دو روٹیاں دی جاتیں۔ یہ دیکھ کر سخاریب نے بنی اسرائیل کے بادشاہ سے کہا اس سلوک سے تو بہتر یہی ہے کے تم مجھے قتل ہی کرادو۔ چنانچہ بنی اسرائیل کے بادشاہ نے ان سب کو قتل گاہ لے جانے کا حکم دیا۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے شعیاؑ کی طرف وحی بھیجی کہ سخاریب اور اس کے ساتھیوں کو چھوڑ دو تا کہ یہ دوسرے لوگوں کو ڈرائیں اور ان کا اکرام کر کے اور سواری کا انتظام کر کے انہیں روانہ کر دو تا کہ یہ اپنے شہر پہنچ جائیں۔ شعیاؑ نے یہ خبر بادشاہ کو سنائی، اس نے اسی کے مطابق عمل کیا۔

سخاریب کے بابل پہنچنے پر لوگوں کا ردّ عمل

سخاریب اور اس کے ساتھی رہائی حاصل کر کے کابل پہنچے۔ وہاں لوگوں کو جمع کر کے حالات سنائے کہ کس طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے لشکروں کو تباہ کیا۔ اس وقت بابل کے جادوگروں اور کاہنوں نے کہا: اے بابل کے بادشاہ !ہم نے پہلے ہی آپ کو ان کے رب اور ان کے نبی کی خبر دی تھی لیکن آپ نے ہماری بات نہ مانی، وہ ایسی قوم ہے ان کے رب کے ساتھ کوئی مقابلہ نہیں کر سکتا۔

سخاریب کا انتقال

سخاریب کے اس انجام سے لوگ اور پریشان ہو گئے اور اس کا وجود دوسرے لوگوں کیلئے عبرت بن گیا۔ سخاریب اس کے بعد سات سال تک زندہ رہا اور پھر فوت ہو گیا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق دوسرا قول

بعض اہل کتاب کا کہنا ہے کہ بنی اسرائیل کے جس بادشاہ پر سخاریب نے حملہ کیا تھا وہ لنگڑا تھا اسکا لنگڑا پن عرق النساء بیماری کی وجہ سے تھا سخاریب نے اس کے لنگڑے پن اور کمزوری کی وجہ سے اس پر حملہ کرنے کی خواہش کی۔ سخاریب سے پہلے بابل کے ایک اور بادشاہ جسکا نام لیفر تھا، اس نے بھی حملہ کیا تھا۔ اور بخت نصر اسکا چچازاد بھائی اور کاتب تھا۔ لیکن اللہ تعالیٰ نے ان پر تیز ہوا بھیجی جس سے اسکا لشکر ہلاک ہو گیا۔ وہ اور اس کا کاتب بھاگ آئے۔ بابل واپس آئے تو اسکے بیٹے نے اسے قتل کر دیا۔ بخت نصر نے غصے میں آ کر اسے قتل کر دیا۔ اس کے بعد سخاریب بادشاہ بنا اس کا تعلق آذر بائیجان کے علاقے نینویٰ سے تھا آذر بائیجان کے بادشاہ کا نام سلیمان الاعسر تھا سخاریب اور سلیمان کے درمیان اختلافات ہوئے، دونوں کے درمیان جنگ ہوئی دونوں کے لشکر تباہ ہو گئے اور ان کا مال غنیمت بنی اسرائیل کے ہاتھ آیا۔

تیسرا قول

تیسرا قول یہ ہے کہ سخاریب سے جنگ کرنے والے بادشاہ کا نام حزقیا تھا جو شعیاؑ کے دور میں تھا۔ جب

سخاریب نے بیت المقدس کو چاروں طرف سے گھیر لیا تو اللہ تعالیٰ نے ایک فرشتہ بھیجا جس نے اسے اور اس کی فوج کے چھیاسی ہزار آدمیوں کو ایک رات میں قتل کر دیا۔ اس کی حکومت انیس سال تک رہی۔

بعد میں آنے والے بادشاہ

حزقیا کے بعد اس کا بیٹا منشا بادشاہ بنا۔ اس کا انتقال پچپن ۵۵ سال کی عمر میں ہوا۔ اس کے بعد اس کا بیٹا امون بادشاہ بنا۔ بادشاہ بننے کے بارہ سال بعد اس کے ساتھیوں نے اسے قتل کر ڈالا اس کے بعد اس کا بیٹا یوشیا بن امون بادشاہ بنا جسے اکتالیس سال بعد مصر کے بادشاہ فرعون الاجدع نے قتل کیا اس کے بعد اس کا بیٹا یاھو حاز بن یوشیا بادشاہ بنا۔ فرعون الاجدع نے اس سے بھی جنگ کی اور اسے قید کر کے مصر لے آیا اور اس کی جگہ اس کے بیٹے یوقاقیم کو بادشاہ بنایا اور اس پر خراج عائد کر دیا۔ یوقاقیم اسے بارہ سال تک خراج ادا کرتا رہا۔

اس کے بعد اس کا بیٹا یویاحین بن یویاقیم بادشاہ بنا۔ اس کی حکومت کے تین ماہ بعد بخت نصر نے اس سے جنگ کی اور اسے قید کر کے بابل لے آیا۔ اور اس کی جگہ پر اس کے چچا صدیقیا (یا صدقیا) کو بادشاہ بنایا۔ صدیقیا نے اس کی مخالفت کی تو اس نے جنگ کی اور اس پر کامیابی حاصل کی پھر اسے پکڑ کر بابل لایا سب سے پہلے اس کے بیٹے کو اس کی آنکھوں کے سامنے ذبح کیا پھر اس کی آنکھیں نکالیں اور ایلیا شہر اور ھیکل سلیمانی کو تباہ کیا اور بنی اسرائیل کو قید بنا کر بابل لے آیا بنی اسرائیل کے لوگ بابل ہی میں رہے یہاں تک کہ کیرش بن جاماسب نے ان سب کو چھڑوایا کیوں کہ اس کی اور بنی اسرائیل کی باہمی قرابت تھی کیوں کہ اس کی والدہ نے اویل اسرائیل سے اس کی بیٹی خریدی اور اس کے ساتھ نکاح کیا تھا۔

اس کے بعد بیت المقدس اور شام یشتاسب بن لھراسب کے قبضہ میں آ گیا اور اس کا عامل بخت نصر مقرر کیا گیا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق ابن اسحاق کی روایت

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ جب بنی اسرائیل کے بادشاہ صدیقہ میں لنگڑا پن ظاہر ہوا تو وہاں کے لوگوں میں بادشاہت حاصل کرنے کا جذبہ پیدا ہوا تو اس مقصد کے لئے ان کے درمیان باہمی قتال شروع ہو گیا اور کئی لوگ قتل ہو گئے۔ شعیاؑ اس وقت اس قوم میں موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے شعیاؑ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم میں کھڑے ہو جاؤ اور ہماری وحی کو اپنی زبان سے پڑھ کر سناؤ۔ شعیاؑ قوم کے سامنے کھڑے ہوئے، اللہ تعالیٰ نے ان کی زبان پر وحی کے الفاظ جاری کئے جس میں وعظ و نصیحت اور اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر تھا اور انہیں آپس میں لڑنے کے بجائے دشمن سے لڑنے کا حکم دیا گیا تھا۔

شعیاؑ کا قتل

جب شعیاؑ یہ کہہ کر واپس ہوئے تو قوم کے لوگ انہیں قتل کرنے کے لئے دوڑے۔ یہ وہاں سے بھاگ کھڑے ہوئے اور ایک درخت میں جا کر پناہ حاصل کی، درخت پھٹ گیا اور یہ اس میں داخل ہو گئے شیطان نے آپ کو جا لیا اور آپ کے کپڑے کے کونے کو پکڑ لیا تا کہ ان لوگوں کو دکھا سکے کہ شعیاؑ یہاں ہے۔ جب وہ آئے اور شعیاؑ کو یہاں دیکھا تو آپ پر آرا چلا دیا یہاں تک کہ آپ کے جسم کے دو حصے ہو گئے

لھراسب اور اسکے بیٹے یشتاسب کے حالات اور بخت نصر کا بیت المقدس پر حملہ

بادشاہ بننے کے بعد لھراسب کا خطاب

فارس کے اندر کیخسرو کے بعد لھراسب بادشاہ بنایا گیا۔ کیونکہ کیخسرو نے اسے بادشاہ بنانے کے لیے کہا تھا۔ جب اسکے سر پر تاج رکھا گیا تو اس نے جواب دیا: ''ہم حسن سلوک کو دوسری چیزوں پر ترجیح دیتے ہیں'' اسکا تخت سونے کا بنایا گیا اور اس پر مختلف قسم کے جواہر اور موتی لگائے گئے اس کے حکم سے خراسان کے اندر بلخ شہر تعمیر کیا گیا، اس نے اس شہر کا نام الحسناء رکھا۔ اس نے سرکاری ریکارڈ مرتب کرائے اور جنگ کیلئے فوج مخصوص کر کے اپنی حکومت کو مضبوط کیا زمین کو آباد کیا اور لشکر کی تنخواہوں کے لئے خراج مقرر کیا اور بخت نصر کی طرف بڑھا۔ بخت نصر کا فارسی نام بخت رشہ ہے۔

لھراسب کی اہل شام کے خلاف جنگ

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ لھراسب قبوس کا بھتیجا تھا اس نے بلخ شہر تعمیر کیا۔ اس کے دور میں ترکیوں کی شوکت بہت بڑھ گئی اس کا دارالخلافہ بلخ تھا وہ ترکیوں سے جنگ کرنا چاہتا تھا، بخت نصر بھی اسی کے زمانے میں تھا اس کا گورنر اھواز سے روم کے علاقے تک حکمران تھا۔ وہ دمشق تک آیا اور وہاں کے لوگوں سے اس کی صلح ہوئی۔ پھر بیت المقدس آیا اس وقت وہاں داؤدؑ کی اولاد میں سے کوئی حکمران تھا اس سے بطور رھن کچھ افراد لئے اور واپس چلا گیا جب وہ طبریہ پہنچا اور بنی اسرائیل کی حالت کچھ بہتر ہوئی تو انہوں نے اس پر حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ اور کہا کہ تو نے اہل بابل کو رھن رکھا اور ہمیں ذلیل کیا۔ لشکر کے کمانڈر نے تمام حالات سے بخت نصر کو آگاہ کیا، بخت نصر نے یہ پیغام دیا کہ وہ اپنی جگہ پر رہیں یہاں تک کہ وہ خود آکر ان سے ملے۔ اور آکر مرھون لوگوں کو قتل کرے چنانچہ بخت نصر بیت المقدس آیا اور اس نے جنگ سے شہر فتح کیا۔ جنگجوؤں کو قتل کیا اور ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کیا۔

جیل میں ارمیاؑ کا قید ہونا

راوی کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ بنی اسرائیل کی قید کے اندر ایک نبی ارمیاؑ تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں نبی بنا کر بھیجا تھا۔ بعد میں بخت نصر نے ان کے ساتھ جو سلوک کیا، یہ انہیں اس کے متعلق ڈراتا تھا اور کہتا تھا کہ اگر تم نے بداعمالیوں کو ترک نہ کیا تو اللہ تعالیٰ تم پر ایسے شخص کو مسلط کرے گا جو تمہارے جنگجوؤں کو قتل کرے گا اور عورتوں اور بچوں کو قید کریگا۔

بخت نصر کا ارمیاؑ کو آزاد کرنا

مذکورہ جنگ ہونے کے بعد بخت نصر نے ارمیاؑ سے پوچھا: آپ کا معاملہ کیا ہے۔ آپ نے بتایا کہ اللہ تعالیٰ

نے انہیں اس قوم کی طرف بھیجا ہے تا کہ انہیں وہ اس آنے والی مصیبت سے ڈرائے لیکن انہوں نے اسے جھٹلایا اور قید میں ڈال دیا۔ بخت نصر نے کہا: کتنی بری ہے وہ قوم جس نے اپنے رب کے بھیجے ہوئے پیغمبر کی نافرمانی کی، اور پھر ارمیاؑ کو چھوڑ دیا اور ان کے ساتھ حسن سلوک کیا۔

بنی اسرائیل کی توبہ کا حال

ارمیاؑ کے پاس بنی اسرائیل کے باقی ماندہ کمزور لوگ آئے اور کہا کہ بے شک ہم نے برا کیا اور اپنے اوپر ظلم کیا اب ہم اپنے گناہوں پر اللہ تعالیٰ سے معافی مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کریں کہ وہ ہماری توبہ قبول فرمائیں۔ نبی نے دعا کی تو وحی آئی کہ یہ لوگ اپنی توبہ میں سچے نہیں۔ اگر یہ واقعی سچے ہیں تو یہ آپ کے ساتھ اسی شہر میں ٹھہرے رہیں۔ اور پھر آپ انہیں اللہ تعالیٰ کے احکام بتائیں۔ جب نبی نے انہیں اسی شہر میں رہنے کے لئے کہا تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم ایسے شہر میں کیسے رہ سکتے ہیں جسے تباہ کر دیا گیا اور اس کے رہنے والوں پر ظلم ڈھایا گیا اور یہ کہہ کر اس شہر میں رہنے سے انکار کر دیا۔

بخت نصر کا مصر کے بادشاہ کے نام خط

بخت نصر نے مصر کے بادشاہ کے نام خط لکھا میرے غلام بھاگ کر تمھارے علاقے میں آ گئے ہیں انہیں میری طرف واپس بھیج دو ورنہ میں تمہارے ساتھ جنگ کرونگا اور تیرے شہروں کو روند ڈالوں گا۔ مصر کے بادشاہ نے جواب دیا کہ وہ تمہارے غلام نہیں بلکہ وہ آزاد ہیں اور آزاد لوگوں کی اولاد ہیں۔ بخت نصر نے اس سے جنگ کی اور اسے قتل کر دیا اور مصر کے لوگوں کو قید کر لیا۔ پھر وہ مغربی علاقوں کی طرف بڑھا یہاں تک کہ وہ انتہائی مغربی کنارے تک پہنچ گیا۔

بنی اسرائیل کا یثرب وغیرہ آنے کا ذکر

اس وقت بنی اسرائیل کئی گروہوں میں بٹ گئے۔ اور حجاز، یثرب، وادی القری اور دیگر علاقوں میں آباد ہو گئے۔

ارمیاؑ پر سو سالہ نیند

پھر اللہ تعالیٰ نے ارمیاؑ کی طرف وحی بھیجی کہ میں بیت المقدس کو آباد کرنے والا ہوں تم اس علاقے میں آ جاؤ ارمیاؑ چل کر وہاں آئے یہ ویران حالت میں تھا دل میں کہنے لگے "سبحان اللہ! اللہ تعالیٰ نے مجھے اس شہر میں آنے کا حکم دیا اور یہ بتلایا کہ وہ اسے آباد کرنے والا ہے لیکن اسے کب آباد کرے گا اور اس کے مردہ ہونے کے بعد اسے کب زندہ کریگا۔ پھر اپنا سر زمین پر رکھا اور سو گئے۔ آپ کے پاس ایک گدھا اور ایک ٹوکری تھی جس میں کھانا تھا نیند کی حالت میں ان پر ستر سال گزر گئے یہاں تک کہ بخت نصر اور اس کی بادشاہت ختم ہو گئی۔ اور اس کے اوپر بڑے بادشاہ لھراسب کی حکومت بھی ختم ہو گی اور لھراسب کی حکومت ایک سو بیس سال تک رہی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا یشتاسب بادشاہ بن چکا تھا وہ شام کے علاقے سے گزرا تو یہ علاقہ ویران پڑا تھا' فلسطین کی علاقے میں درندے آباد ہو چکے تھے۔ کوئی انسان باقی نہیں رہا تھا تو اس نے بابل جا کر یہ علان کیا کہ بنی اسرائیل میں سے جو شخص شام جانا چاہے جا سکتا ہے اور ان پر داؤدؑ کی اولاد میں سے ایک شخص کو حاکم بنا دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ بیت المقدس کی تعمیر کرے اور اس کی مسجد بنائے بنی اسرائیل

کے لوگ واپس آ گئے اور اس علاقے کو آباد کیا اس وقت اللہ تعالیٰ نے ارمیا کو نیند سے بیدار کیا وہ یہ دیکھ کر حیران ہوئے اور سوچنے لگے کہ یہ شہر کیسے آباد ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں پھر سلا دیا یہاں تک کہ آپ پر پورے سو سال گزر گئے اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے انہیں دوبارہ اٹھایا تو وہ سوچ رہے تھے کہ وہ ایک گھنٹے سے زیادہ نہیں سوئے جب وہ سوئے تھے تو شہر ویران تھا اب شہر کو آباد دیکھ کر کہنے لگے میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے بنی اسرائیل بیت المقدس میں رہنے لگے انکی حکومت واپس لوٹ آئی اور انکی تعداد بہت بڑھنے لگی یہاں تک کہ پھر جب نافرمان بادشاہ آ گئے تو ان پر روم غالب ہو گئے اور انکی جماعت باقی نہ رہی۔

یشتاسب اور زرتشت کون تھے؟

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ یشتاسب کے دور حکومت میں زرادشت (زرتشت) ظاہر ہوا جس کے بارے میں مجوسیوں کا خیال ہے کہ وہ ان کا نبی تھا بعض اہل کتاب کا خیال ہے کہ زرادشت کا تعلق فلسطین سے تھا اور وہ ارمیاؑ کے خاص طلبہ کا خادم تھا اس کے پاس رہتا تھا کہ اچانک ان کے ساتھ خیانت کی اور ان پر جھوٹ باندھا جس پر اللہ کے نبی نے ان کے خلاف بددعا کی وہ وہاں سے بھاگ کر آذربائیجان آ گیا اور وہاں مجوسیت کی بنیاد رکھی۔ پھر وہاں سے یشتاسب کی طرف آیا جو اس وقت بلخ میں تھا۔ جب اس کے پاس پہنچا اور اس کے سامنے اپنے دین کی تشریح کی تو اسے بہت پسند آئی اور اس نے ان لوگوں کو اس مذہب میں داخل ہونے کا حکم دیا۔ لوگوں نے مخالفت کی کہ تو اس کی وجہ سے اس کی رعیت میں جنگ چھڑ گئی۔ اور کئی قتل ہو گئے۔ اس وقت یشتاشب کی عمر ایک سو بارہ سال تھی۔

دوسرا قول

دیگر مؤرخین کا کہنا ہے کہ یشتاسب اپنے ملک میں ایک پسندیدہ حکمران تھا۔ ایران شہر (یعنی عراق، فارس اور خراسان وغیرہ) کے حکمران کے بارے میں بہت سخت تھا اور اپنے ساتھیوں کا بہت خیال رکھتا تھا، بہت باہمت تھا اور عمارتیں تعمیر کرنے، نہریں کھودنے، شہر آباد کرنے کا بہت اہتمام کرتا تھا روم، مغرب، ہندوستان اور دیگر بہت سے ممالک کے بادشاہ ہر سال اُسے مقرر ٹیکس ادا کرتے تھے اور خط و کتابت میں اس کی بہت تعظیم کرتے اور اس کا اقرار کرتے کہ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو ہیبت اور رعب والا ہے

تیسرا قول

ایک قول یہ ہے کہ بخت نصر نے یروشلم سے بہت سا خزانہ اور مال دولت لھراسب کی طرف بھیجا لیکن جب اس محسوس کیا کہ اسکی حکومت کمزور ہو چکی ہے تو اس نے اپنے بیٹے یشتاسب کو حکمران بنایا اور خود حکومت سے دستبردار ہو گیا کہا جاتا ہے کہ اسکی حکومت ایک سو بیس سال تک رہی۔

بخت نصر کون تھا

یہ بھی خیال کیا جاتا ہے کہ بخت نصر (یا بخت رشہ) جس نے بنی اسرائیل سے جنگ کی، یہ عجمی شخص تھا، اس کے والد کا نام جوذرز تھا یہ تین سو سال سے زیادہ عرصہ تک زندہ رہا۔ یہ یشتاسب کے والد لھراسب کی خدمت میں رہا

کرتا تھا۔لھر اسب نے اسے شام اور بیت المقدس کی طرف بھیجا تا کہ وہاں سے یہودیوں کو نکالے۔ یہ وہاں گیا اور پھر واپس آیا۔ پھر لھراسب کے بعد یہ یشتاسب کی خدمت رہا۔ اس کے بعد یمن کے پاس رہا۔ اس وقت بہمن بلخ (جسے الحسنا بھی کہتے تھے) میں رہتا تھا۔ اس نے بخت نصر کو دوبارہ بیت المقدس کی طرف بھیجا تا کہ وہاں سے یہودیوں کو جلا وطن کرے۔

بخت نصر کو شام کیوں بھیجا گیا؟

بخت نصر کو بھیجنے کا سبب یہ تھا کہ وہاں کے لوگوں نے بہمن بادشاہ کے قاصدوں کو قتل کیا۔ جب بہمن کو اس کی اطلاع ملی تو اس نے بخت نصر کو بلا کر اسے بابل کا حکمران بنایا پھر اسے بیت المقدس اور شام کے علاقے میں جانے کا حکم دیا اور اسے یہودیوں کے جنگجوؤں کو قتل کرنے اور بچوں اور عورتوں کو قیدی بنانے کا حکم دیا۔ اور اسے مملکت میں سے اپنی پسند کے افراد منتخب کرنے کا اختیار دیا۔ اس نے اپنی پسند سے دارایوش بن مہری کو کہ ماذی بن یافث بن نوح کی اولاد سے تھا اور بخت نصر کا بھتیجا تھا، اسے منتخب کیا۔ اس کے علاوہ بیت المال کے خازن کیرش کیکوان اور اس کے بیٹے اخشو یرش بن کیرش اور لہرام بن کیرش کو منتخب کیا اور ان کے ساتھ ان کے اہل خانہ اور خاص لوگ بھی شامل کیے گئے اور ان میں ہر ایک کے ساتھ تین سو آدمی ملائے اس کے علاوہ سرکاری فوج سے پچاس ہزار آدمی لئے۔ بادشاہ نے اسے مناسب حال جنگ کرنے کی اجازت دی۔ اور پھر اس کے ساتھ بابل آیا اور وہاں ایک سال تک لشکر تیار کراتا رہا یہاں تک کہ ایک بہت بڑی مسلح جماعت تیار ہوگئی فوج میں سخاریب کا دہ بیٹا بھی تھا جس نے حزقیا بن احاز سے جنگ کی۔ حزقیا وہ بادشاہ ہے جو شعیا کے دور میں شام اور بیت المقدس کا حکمران تھا اور سلیمان بن داؤد کی اولاد میں سے تھا۔

بخت نصر کا نسب نامہ

بخت نصر کا نسب نامہ یہ ہے بخت نصر بن نیوزرادان بن سخاریب بن رابیا بن سلامون بن داؤد بن طامی بن ھامل بن ھرمان بن فودی بن ھمول بن درمی بن قمائل بن صاما بن رغما بن غرود بن کوش بن حام بن نوح علیہ السلام۔

بیت المقدس آنے کا سبب

بیت المقدس آنے کا سبب یہ تھا کہ حزقیل اور بنی اسرائیل نے اس کے دادا سخاریب کے ساتھ جنگ کی تھی۔ اسی کو حیلہ بنا کر اس نے ایک بڑا لشکر بیت المقدس کی طرف بھیجا اور خود بھی اس کے پیچھے آیا۔ جب دونوں طرف کے لشکر آپس میں ملے اور جنگ ہوئی تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بخت نصر کی مدد کی گئی۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کے لوگوں کو ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے سزا دینے کا ارادہ کیا تھا۔ چنانچہ بخت نصر نے انہیں قید کیا، بیت المقدس کو شہید کیا۔ اور بابل واپس لوٹ آیا۔ اس وقت اس کے ساتھ بنی اسرائیل کا بادشاہ یوحنا (یویاحن) بن یویاقیم بھی تھا جو کہ سلیمان کی اولاد میں سے تھا اور یہ اپنے چچا متینا کے بعد بادشاہ بنا۔ اس نے اس کا نام صدقیا رکھا تھا۔

بخت نصر کا دوبارہ حملہ

جب بخت نصر واپس بابل آ گیا (اور صدقیا وہیں ٹھہر گیا) تو صدقیا نے بخت نصر کی مخالفت کی جس کی وجہ سے

بخت نصر نے ایک بار پھر حملہ کیا، شہر اور ھیکل سلیمانی کو تباہ کیا اور صدقیا کو باندھ دیا اور اسی حالت میں اسے بابل لے آیا۔ اس کے بیٹے کو ذبح کیا اور اسکی آنکھوں میں لوہے کی سلاخیں ڈالی اور بنی اسرائیل کو بھی ساتھ لایا۔ بنی اسرائیل ایک عرصہ تک بابل میں رہے اور پھر واپس لوٹ گئے۔ بخت نصر کا غلبہ اس کی موت تک رہا جو کہ چالیس سال کے عرصہ پر محیط ہے

بخت نصر کے بعد بننے والا بادشاہ

بخت نصر کے بعد اس کا بیٹا اولمرودخ بادشاہ بنا۔ اس کی حکومت تیس ۲۳ سال تک رہی۔ اس کے بعد اس کا بیٹا بلتشصر بن اولمرودخ ایک سال تک بادشاہ رہا۔ جب وہ بادشاہ بنا تو اس کے امور نے کچھ تبدیلی کی چنانچہ اس نے بہمن کو معزول کر دیا اور اس کی جگہ پر بابل اور اس کے گردونواح میں داریوش الماذوی کو گورنر بنایا۔ یہ تبدیلی اس وقت عمل میں آئی جب وہ مشرقی ممالک کی طرف جا رہا تھا۔ پھر یہ بھی قتل ہو گیا اور اس کی جگہ بہمن بادشاہ بنا تو اس نے داریوش کو معزول کر کے اسکی جگہ کیرش کو گورنر بنایا۔

بنی اسرائیل کی رہائی

کیرش نے بہمن سے سفارش کی کہ وہ بنی اسرائیل کو چھوڑ دے اور جہاں وہ رہنا چاہیں، انہیں وہیں رہنے کی اجازت دے دے یہ انہیں اپنی زمین (شام) کی طرف جانے دے اور جسے وہ پسند کریں، اسے ان پر حکمران بنادے۔ چنانچہ بہمن نے ایسا ہی کیا۔ انہوں نے دانیال کو اپنے لئے پسند کیا تو اسے ان پر حکمران بنادیا۔ کیرش کی حکومت بابل اور اس کے گردونواح میں تین سال تک رہی۔ بخت نصر کے انتقال سے لے کر کیرش کے انتقال کا زمانہ ستر ۷۰ برس کا ہے جس میں بیت المقدس ویران رہا۔ اور یہ سب وقت بخت نصر کی حکومت کے آغاز و اختتام اس کی اولاد اور کیرش کے دور حکومت پر مشتمل ہے۔

اخشنوارش کا گورنر بننا

کیرش کے بعد بابل اور اس کے گردونواح کے لئے بہمن نے اپنے رشتہ دار اخوارش بن کیرش کو منتخب کیا اور وہ عالم کے لقب سے پہچانا جاتا تھا۔ اخوارش ان چار آدمیوں میں سے ہے جنہیں بخت نصر نے شام جاتے ہوئے منتخب کیا تھا۔ اخوارش کامیاب ہو کر بخت نصر سے بہمن کے پاس آیا۔ اس نے اسے بابل اور اس کے گردونواح کا گورنر بنادیا۔

گورنر بننے کی وجہ

اس کے گورنر بننے کا سبب یہ ذکر کیا جاتا ہے کہ بہمن کی طرف سے ایک شخص ہندوستان اور سندھ کے علاقے کا حاکم تھا جس کا نام کراردتھا، اس نے بہمن کی مخالفت کی اور اس کے پاس چھ لاکھ فوج بھی تھی۔ اس وقت بہمن نے اخشورش کو گورنر بنایا اور اسے کراردشیر کے مقابلے میں بھیجا۔ اخشورش نے اس سے مقابلہ کیا، اسے اور اس کے بہت سے ساتھیوں کو قتل کیا۔

گورنری کی حدود میں اضافہ

بہمن نے اس کی گورنری کی حدود میں اضافہ کر دیا اور کئی شہر مزید دے دیئے۔ وہ سوس میں اترا۔ وہاں بہت

سے سرداروں کو جمع کیا اوران کی گوشت اور شراب سے ضیافت کی۔اب اس کا دائرہ حکومت بابل سے لے کر ہندوستان ،حبشہ اور سمندر کے قریبی علاقوں تک پھیل گیا تھا اس نے ایک فوج تیار کی جس میں ایک سو بیس کمانڈر تھے اور ہر کمانڈر کے ماتحت ایک ہزار بہادر جنگجو تھے کہ ان میں سے ہر جنگجو سو آدمیوں سے مقابلہ کرنے کی طاقت رکھتا تھا۔اس نے بابل کو وطن بنایا(یعنی دارالخلافہ قرار دیا)البتہ اکثر اوقات سوس میں رہتا تھا۔

اخشورش کی شادی اوراس کا سبب

اخشورش نے بنی اسرائیل کی ایک عورت اشتر سے شادی کی اشتر کی پرورش اس کے چچازاد بھائی مروخی نے کی تھی جو اس کا رضاعی بھائی بھی تھا اس لئے کہ مروخی کی والدہ نے اشتر کو دودھ پلایا تھا۔اس سے شادی کرنے کی وجہ یہ ہوئی کہ بنی اسرائیل کے اندر وشتا نامی ایک عورت تھی جو بہت خوبصورت اور حسین تھی۔اخشورش نے اسے حکم دیا کہ وہ باہر نکلے تا کہ لوگ اسے دیکھیں اور حسن وجمال کو پہنچانیں لیکن اس نے نکلنے سے انکار کر دیا تو اخشورش نے اسے قتل کر ڈلا اس قتل کی وجہ سے بہت گھبراہٹ اور خوف پھیل گیا چنانچہ اس نے بنی اسرائیل کی ساری عورتوں کو اس کے سامنے کر دیا ،ان میں سے اسے اشتر پسند آئی اوراس نے اس سے نکاح کر لیا۔

اخشورش بنی اسرائیل کے مذہب میں داخل ہو گیا

نصاریٰ کا خیال ہے کہ جب اخشورش بابل جا رہا تھا تو اس وقت اشتر سے اس کا بیٹا پیدا ہوا جس کا نام کیرش رکھا گیا۔اخشورش کی حکومت چودہ سال تک رہی۔اس نے مروخی سے تورات پڑھی اور بنی اسرائیل کے دین میں داخل ہو گیا۔دانیال اوراس کے ساتھیوں جیسا حننیا ،میثائل اور عازریا وغیرہ سے دینی احکام سیکھے۔انہون نے اخشورش سے بیت المقدس جانے کی اجازت چاہی لیکن اس نے انکار کر دیا اور کہا کہ اگر میرے پاس ہزار نبی بھی ہوں تو اپنی زندگی تک انہیں اپنے سے جدا نہیں کروں گا پھر اس نے دانیال کو قاضی مقرر کیا اوراسے تمام معاملات خصوصاً بیت المقدس سے آئے وہ خزانے جنہیں بخت نصر لے کر آیا تھا،ان کا نگران بنایا اورانہیں واپس کرنے کا حکم دیا بیت المقدس کی تعمیر شروع کی گئی ۔اوراس کی تکمیل کیرش بن اخشورش کے دور میں ہوئی۔کیرش کا دور حکومت بائیس سال پر مشتمل تھا۔اس کے دور حکومت میں بہمن اور خمانی اس کے اوپر حکمران رہے۔

جب کیرش کی حکومت کے تیرہ سال پورے ہوئے تو بہمن کا انتقال ہو گیا اور خمانی کے دور حکومت میں چار سال تک گورنر رہا اور کل عرصہ حکومت بائیس سال کا تھا۔

بخت نصر سے متعلق دیگر روایات

یہ تفصیل ان واقعات سے متعلق تھی جو بخت نصر ،بنی اسرائیل اوران کے درمیان جنگی حالات وغیرہ کے بارے میں تھی۔

ایک اسرائیلی کا واقعہ

سعید بن جبیر سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل کا ایک شخص قرآن مجید کی تلاوت کر رہا تھا جب وہ اس آیت پر پہنچا تو

"وبعثنا علیکم عباداً لنا اولی باس شدید"۔
(ہم نے تمہارے مقابلے میں اپنے ایسے بندے بھیجے جو بڑے جنگجو تھے) (بنی اسرائیل)

وہ رونے لگا اور اسکی آنکھوں سے آنسو بہہ پڑے، اس نے قرآن مجید کو بند کر دیا اور کہا: جب تک اللہ تعالیٰ نے چاہا ان پر یہ عرصہ گزرا پھر اس نے یہ دعا کی: اے اللہ! جس شخص کے ہاتھوں بنی اسرائیل کی ہلاکت واقع ہوئی، مجھے وہ دکھا دیجئے۔ اسے خواب میں دکھایا گیا کہ وہ ایک مسکین تھا جس کا نام بخت نصر تھا۔ اور ایک بنی اسرائیل کا مال دار آدمی تھا، اپنے ساتھ وہ سامان و دولت لے کر بابل کی طرف چل پڑا تو لوگوں نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ تجارت کرنا چاہتا ہوں بابل پہنچ کر اس نے ایسی جگہ کرائے پر لی جہاں اور کوئی نہیں رہتا تھا۔ پھر وہاں سے مساکین کو بلوایا ان کے ساتھ حسن سلوک کیا اور انہیں مال عطا کرتا رہا یہاں تک کہ کوئی مسکین ایسا نہ تھا جو اس کے پاس آیا ہو اور اس نے اسے مال نہ دیا ہو۔ اس نے کہا کیا کوئی اور مسکین بھی باقی ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں قبیلہ کا مسکین باقی ہے جو کہ بیمار ہے اس کا نام بخت نصر ہے اس نے اپنے خادم سے کہا کہ مجھے اس کے پاس لے جاؤ۔ جب یہ اس کے پاس پہنچا تو اس کی تیمارداری کی اور اس کا خیال کیا یہاں تک کہ وہ صحت مند ہو گیا، اسے لباس پہنایا اور بہت سا مال بھی دیا پھر اس سے واپس آنے کی اجازت مانگی تو بخت نصر رو پڑا۔ اس اسرائیلی نے کہا کہ تو کیوں روتا ہے؟ اس نے جواب یا کہ آپ نے میرے ساتھ اتنا حسن سلوک کیا ہے لیکن میرے پاس اس کا بدلہ دینے کے لئے کچھ موجود نہیں وہ بولا: ایک چیز ہے وہ یہ کہ جب تو بادشاہ بنے گا تو مجھے عطا کرے گا۔ بخت نصر نے جواب میں کہا کیا آپ میرے ساتھ استہزاء کرتے ہیں۔ تجھے تیرے سوال کے مطابق عطا کرنے سے کوئی چیز مانع نہیں مگر بات یہ ہے کہ تم میرے متعلق کر رہے ہو اسرائیلی یہ سن کر رونے لگا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ جس کے کرنے کا ارادہ کرتا ہے وہ کر گزرتا ہے اور اسے اپنی کتاب میں لکھ دیتا ہے۔

اسرائیل کی طرف جاسوس کی روانگی

حوادثات زمانہ نے اپنا رنگ دیکھا اور فارس کے حکمران صیحون نے کہا: اے کاش ہم شام کی طرف جاسوس بھیجتے حاضرین نے کہا ایسا کرنے میں آپ کو کیا نقصان ہے؟ وہ بولا: تمہاری رائے کیا ہے کہ کس کو بھیجا جائے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں کو۔ چنانچہ اس نے ایک لاکھ درہم دے کر ایک آدمی کو روانہ کیا وہ شخص چل کر شام آیا۔ وہاں جا کر اس نے دیکھا کہ اس کے لشکر کے گھوڑں اور فوجیوں کی تعداد بہت زیادہ ہے، جس سے اسکا دل مرعوب ہو گیا۔ اس نے اس وقت کسی سے کوئی بات نہ کی اور وہاں رہنے لگا وہ اہل شام کی مجالس میں بیٹھتا اور ان سے کہتا کہ کیا بات ہے کہ تم بابل کے حکمران سے جنگ کیوں نہیں کرتے؟ اگر تم اس سے جنگ کرو تو اس کے بیت المال میں کچھ بھی نہ رہے گا انہوں نے جواب دیا ہمیں اچھی طرح لڑنا نہیں آتا اور ہم اس وقت تک نہیں لڑیں گے جب تک اہل شام کی مجالس قائم ہیں۔ اس نے واپس آ کر بادشاہ کو سارے حالات بتا دیئے۔

بخت نصر کا حالات معلوم کر کے آنا

پھر بخت نصر فارس کے بادشاہ کی خدمت میں آیا اور کہا کہ مجھے بھیجا جائے تو اس کے علاوہ دوسری خبریں لاؤں گا اور میں ان کی ہر مجالس میں بیٹھوں گا، بادشاہ نے اسے بھیجا واپس آ کر اس نے تمام حالات بتلائے اور بتایا کہ میں ان کی ہر مجالس میں بیٹھا میں نے ان سے فلاں فلاں سوال کئے انہوں نے اس کے فلاں فلاں جواب دیئے۔

بخت نصر کے متعلق تیسرا قول

تیسرا قول یہ ہے کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل پر اس وقت حملہ کیا جب انہوں نے یحیٰؑ بن زکریا علیہما السلام کو قتل کیا۔ سدی اپنے طریق سے روایت کرتے ہیں کہ صیحون نے بخت نصر کو بنی اسرائیل پر حملہ کرنے کے لئے اس وقت بھیجا جب بنی اسرائیل نے یحیٰؑ بن زکریا کو قتل کیا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہم تک یہ بات پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے شعیاؑ کے بعد بنی اسرائیل ہی کے ایک شخص یاشیہ بن اموص کو مبعوث فرمایا اور خضرؑ کو بھی بھیجا۔ اور وھب بن منبہ کا خیال ہے کہ یاشیہ کے بجائے ارمیا بن حلقیا تھے جو کہ ہارون کی اولاد میں سے تھے۔

اللہ تعالیٰ کا ارمیا علیہ السلام سے خطاب

وھب بن منبہ سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے جب ارمیا کو بنی اسرائیل کی طرف نبی بنا کر بھیجا تو ان سے کہا: اے ارمیا! میں نے تجھے پیدا کرنے سے پہلے نبوت کے لئے منتخب کر لیا تھا۔ تیری والدہ کے پیٹ میں تیری تصویر بنانے سے پہلے تیری تعریف کی تھی۔ اور تیرے ماں کے پیٹ سے نکلنے سے پہلے تجھے پاک کر دیا تھا، تیرے چلنے پھرنے کے قابل ہونے سے پہلے تجھے نبی بنا دیا تھا اور بالغ ہونے سے پہلے تیرا امتحان لیا تھا (ایک روایت کے مطابق تجھے چن لیا تھا) اور تجھے ایک بہت بڑے کام کے لئے منتخب کر لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارمیا کو بنی اسرائیل کے بادشاہ کی طرف بھیجا تا کہ آپ انہیں راہ ہدایت دکھائیں اور اس کی اصلاح کریں اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے آنے والی وحی اسے سنائیں۔

ارمیاؑ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان طویل گفتگو

وھب بن منبہ کہتے ہیں کہ پھر بنی اسرائیل میں فسادات پھیل گئے، انہوں نے محارم کو حلال کیا اور اللہ تعالیٰ نے ان پر جو احسانات کیئے تھے خصوصاً سخاریب اور اس کے لشکر سے نجات دینے کے احسانات وغیرہ بھول گئے تو اللہ تعالیٰ نے ارمیاؑ کی طرف وحی بھیجی کہ اپنی قوم بنی اسرائیل کے پاس جاؤ انہیں میرے احکام بتلاؤ میری نعمتیں ان کو یاد دلاؤ اور انہیں ان کے اعمال کے سبب آنے والے عذاب سے آگاہ کرو۔ ارمیاؑ نے عرض کیا کہ اللہ میں کمزور ہوں اگر آپ مجھے قوی نہ کریں، میں عاجز ہوں اگر آپ میرے اندر طاقت پیدا نہ کریں، میں غلطی کرنے والا ہوں اگر آپ مجھے سیدھی راہ نہ دکھائیں، میں شکست خوردہ ہوں اگر آپ میری نصرت نہ کریں اور میں ذلیل ہوں اگر آپ مجھے عزت عطا نہ کریں اللہ تعالیٰ نے جواب دیا:

> ''کیا تجھے معلوم نہیں کہ تمام امور میری مشیت کے تابع ہیں اور تمام دل اور زبانیں میرے قبضے میں ہیں۔ میں اللہ ہوں میرا جیسا کوئی نہیں۔ آسمان وزمین میرے ایک کلمے کی وجہ سے برقرار ہیں میں سمندروں سے بات کرتا ہوں وہ میرے قول کو سمجھتے ہیں۔ میں انہیں حکم دیتا ہوں تو وہ میرے حکم کا مفہوم سمجھ کر اس پر عمل کرتے ہیں میں نے ان کے گرد خشکی کی حدیں مقرر کی ہیں، وہ ان حدود سے تجاوز نہیں کرتے وہ پہاڑوں جیسی موجیں لے کر آتے ہیں لیکن جب میری مقرر

کردہ حدود تک پہنچتے ہیں تو میری اطاعت کے آگے اور میرے حکم کے اعتراف کی وجہ سے رک جاتے ہیں۔

میں تیرے ساتھ ہوں لہذا میرے ہوتے ہوئے تجھ تک کوئی نہیں پہنچ سکتا میں نے تجھے اپنی مخلوقات میں سے بہت بڑی مخلوق کی طرف بھیجا ہے تاکہ تو میرا پیغام پہنچائے اور جو لوگ تیری اتباع کریں ان کے اجر کا مستحق قرار پائے اور اس اتباع کی وجہ سے ان کے اجر میں بھی کمی نہیں ہوگی۔ اور اگر تو اپنے کام میں کوتاہی کرے تو اس کوتاہی کی وجہ سے پائی جانے والی کمی کا بوجھ اٹھانے اور اس کی وجہ سے کوتاہی کرنے والوں کے بوجھوں میں بھی کمی نہ ہوگی۔ اپنی قوم کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ اللہ تعالیٰ تمھارے آباء اجداد کا تقویٰ یاد دلاتا ہے کہ تم اسے یاد کر کے پرہیز گاری اختیار کرو اور اس کا اجر حاصل کرو۔ اس نے تمھارے آباء کو اپنی اطاعت میں اور تمھیں اپنی نافرمانی میں مصروف پایا، کیا تم کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جس نے میری اطاعت کی اور وہ بد بخت ٹھرا یا کسی ایسے آدمی کو جانتے ہو جس نے میری نافرمانی کی اور اس کے باوجود خوش بخت بن گیا۔

یہ قوم تباہی کے دھانے پہنچ گئی، اس کے پادریوں اور بڑوں نے میرے بندوں کو اپنا غلام بنالیا کہ وہ مجھے چھوڑ کر ان کی عبادت کرتے ہیں میری کتاب کو چھوڑ کر ان سے فیصلے کرواتے ہیں یہاں تک کہ وہ میرے حکم سے ناواقف ہیں اور میری یاد کو بھول چکے ہیں اور میرے طریقوں کو تبدیل کر چکے ہیں یہ بندے ان کی ایسی عبادت کرتے ہیں جو میرے سوا کسی اور کو لائق نہیں ،وہ میری نافرمانی کر کے ان کی اطاعت اور میرے احکام کو چھوڑ کر انکی پیروی کرتے ہیں یہ مجھ پر جرات اور میرے بارے میں دھوکے کا شکار ہوتے ہیں اور میرے اور میرے رسول پر بہتان باندھتے ہیں۔

مجھے میرے جلال، بلند مرتبہ ہونے اور بلند شان والے ہونے کی قسم! میرے بندے کے لئے جائز نہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر کسی اور کی عبادت کرے اس کے لئے مناسب نہیں کہ وہ مجھے چھوڑ کر بندوں کو اپنا معبود بنالے۔

ان کے فقہا اور علماء مساجد میں عبادت کرتے ہیں اور اس عبادت کے ذریعے دنیا طلب کرتے ہیں وہ علم کے علاوہ کسی اور چیز سے تعلق حاصل کرتے اور عمل کے علاوہ وہ کسی اور چیز کے لئے علم حاصل کرتے ہیں۔ انبیاء کی اولاد بہت زیادہ ہے لیکن وہ قہر زدہ اور دھوکے میں پڑی ہوئی ہے۔ اور دنیا کی محبت میں گھری ہوئی ہے۔ وہ مجھ سے وہی تمنا کرتی ہے جو ان کے آباء کرتے تھے اور مجھ سے وہی اکرام چاہتی ہے جو اکرام میں نے انکے آباء کا کیا تھا اور وہ یہ سمجھتے ہیں کہ ان چیزوں کا ان کے علاوہ اور کوئی مستحق نہیں حالانکہ نہ ان میں سچائی ہے، نہ تفکر ہے اور نہ تدبیر ہے۔ اور نہ ہی وہ اس بات کو یاد کرتے ہیں کہ میں نے کن اعمال کی بنیاد پر ان کے آباء کی مدد کی۔ جب لوگوں نے میرے احکام میں تبدیلی کرنے کی کوشش کی تو ان کے آباء نے اس وقت

میرے احکام کو برقرار رکھنے اور ان پر عمل پیرا ہونے کے لئے کس قدر محنت کی۔ انہوں نے اپنی جان اور خون لگایا مشکلات پر صبر کیا اور صدق دل سے محنت کرتے رہے یہاں تک کہ میرا کلمہ بلند ہوا اور میرا دین غالب آ گیا۔

اللہ تعالیٰ کا ارمیا کو بنی اسرائیل پر عذاب اتارنے سے مطلع کرنا

تم یہ باتیں قوم کو بتاؤ کہ وہ شاید مجھ کو مان لیں تو میں ان کی دعائیں قبول کروں ان کے دشمنوں کو ان سے دور کروں! شاید وہ میری طرف لوٹ آئیں تو ان کی عمروں میں اضافہ کروں، کہ وہ غور فکر کریں اور میں ان کے عذر کو قبول کروں۔ ان اعمال کے بعد میں ان پر آسمان سے بارش برساؤں گا اور ان کے لئے زمین سے کھیتیاں اگاؤں گا، انہیں عافیت کا لباس دوں گا لیکن اگر میری ان نعمتوں کے بعد میری نافرمانی اختیار کریں اور مجھ سے دور ہوں تو میں زندہ ہوں اسے کب تک برداشت کروں گا اور وہ میرے مقابلے میں آنے والے ہوں گے یا مجھے دھوکہ دینے کی کوشش کرنے والے ہوں گے۔ پس مجھے میری عزت کی قسم! میں انہیں ایسے فتنے میں مبتلا کر دوں گا کہ ان کا بردبار شخص بھی حیران ہو جائیگا، اور صاحب رائے اور دانا شخص بھی گمراہ ہو جائیگا پھر میں ان پر ظالم اور نافرمان بادشاہ مسلط کروں گا اسے ہیبت اور رعب عطا کروں گا اور اس سے محبت شفقت اور نرمی چھین لوں گا۔ اس کے پیروکار اتنے ہوں گے کہ جتنے اندھیری رات کے بادل، اسکے لشکر کی تعداد بادل کے ٹکڑوں کے برابر ہوگی۔ اور ان کے سواروں کی دھول دھوئیں کی طرح ہوگی، اس کے جھنڈوں کے کنارے پھڑ پھڑاتے ہوں گے، اور ان کے گھڑ سواروں کی آوازیں عقاب کی طرح ہوں گی۔

ارمیا کی پریشانی

پھر اللہ تعالیٰ نے ارمیاؑ کی طرف وحی بھیجی کہ میں بنی اسرائیل کو بابل کے بادشاہ یافث کے ذریعے ہلاک کرنے والا ہوں جو کہ یافث بن نوح کی اولاد میں سے ہے۔ جب ارمیاؑ نے یہ وحی سنی تو خوب روئے اور چلائے اور اپنے کپڑے پھاڑے اور اپنے سر پر مٹی ڈالی اور فرمایا وہ دن اللہ کی رحمت سے دور تھا جس دن مجھے تورات دی گئی۔ میری زندگی کا بہترین دن وہ تھا جس دن میں پیدا ہوا، بنی اسرائیل کا آخری نبی ہونا میرے لئے شر ہے اگر اللہ تعالیٰ میرے ساتھ خیر کا ارادہ کرتا تو مجھے آخری نبی نہ بناتا میری وجہ سے بنی اسرائیل پر بدبختی اور ہلاکت آئی۔

اللہ تعالیٰ کا جواب اور ارمیاؑ کا خوش ہونا

جب اللہ تعالیٰ نے آپکی آہ و پکار دیکھی تو آواز دی اے ارمیا! جو وحی میں نے تیری طرف بھیجی ہے کیا وہ تجھ پر شاق گزری ہے۔ عرض کیا جی ہاں! اے اللہ بنی اسرائیل پر وہ غمی والا دن آنے سے پہلے مجھے موت دے دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا: مجھے اپنی عزت اور جلال کی قسم میں بیت المقدس اور بنی اسرائیل کو اس وقت تک ہلاک نہیں کروں گا جب تک کہ اس کی ابتداء تمھاری طرف سے نہ ہو۔ ارمیا اللہ رب العزت کا یہ جواب سن کر خوش ہوئے اور عرض کیا: ہرگز

نہیں، اس ذات کی قسم جس نے موسیٰ اور اپنے دوسرے انبیا کو حق کے ساتھ مبعوث کیا میں بنی اسرئیل کی ہلاکت کی کبھی دعا نہیں کروں گا۔ پھر آپ بنی اسرائیل کے بادشاہ کے پاس آئے اور اسے خوشخبری سنائی اور فرمایا کہ اگر اللہ تعالیٰ ہمیں عذاب دے تو یہ ظلم نہیں کیوں کہ ہمارے گناہ بہت زیادہ ہو چکے ہیں اور اگر اللہ تعالیٰ ہمیں معاف کر دے تو یہ اس کی قدرت ہے۔

بنی اسرائیل کی دوبارہ نافرمانی

اس کے بعد تین سال تک بنی اسرائیل مسلسل نافرمانی اور سرکشی میں بڑھتے رہے جب انہوں نے آخرت کو یاد کرنا چھوڑ دیا اور گناہوں پر جمے رہے تو ان پر وحی آنا بند ہوگئی۔ ان کے بادشاہ نے ان سے کہا:

''اس سے پہلے کہ اللہ تعالیٰ کا تم پر عذاب آئے یا اللہ تعالیٰ تم پر کوئی ایسی قوم مسلط کرے جو بے رحم ہو، تم توبہ کر کے ان گناہوں کو چھوڑ دو اس لئے تمہارا رب جلدی توبہ قبول کرنے والا اور خیر کے دونوں ہاتھوں کو پھیلانے والا ہے اور جو اس کے سامنے توبہ کرتا ہے اس کی توبہ قبول کرتا ہے'' لیکن وہ قوم پھر بھی گناہوں سے باز نہیں آئی۔

اس وقت اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کے دل میں یہ بات ڈالی کہ وہ بیت المقدس کی طرف جائے اور وہاں جا کر وہی کام کرے جس کا ارادہ اس کے دادا سخاریب نے کیا تھا۔ چنانچہ یہ چھ لاکھ کے افراد پر مشتمل لشکر لے کر بیت المقدس کی طرف چل پڑا تو بنی اسرائیل کے بادشاہ کو اس کی خبر ملی کہ بخت نصر لشکر لے کر آ رہا ہے۔ بادشاہ نے ارمیاؑ کی طرف پیغام بھیجا کہ آپ نے تو یہ کہا تھا کہ اللہ کی طرف سے وحی آئی ہے کہ جب تک آپ خود بنی اسرائیل کے لئے عذاب کی بددعا نہیں کریں گے۔ اس وقت بنی اسرائیل ہلاک نہ ہوں گے اب اس دعوے کی حقیقت کہاں رہی؟ ارمیا نے کہا میرا رب وعدہ خلافی نہیں کرتا اور مجھے اس کا پورا یقین ہے۔

ارمیاؑ کے پاس فرشتے کا پہلی بار آنا

جب ان کی حکومت ختم ہونے کا وقت قریب آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان کی ہلاکت کا فیصلہ فرما لیا اور اللہ تعالیٰ نے ارمیاؑ کی طرف ایک فرشتہ بھیجا اور اسے کہا کہ ارمیاؑ کی طرف جاؤ: اور اس سے فتویٰ طلب کرو اور جس معاملے کے مطابق فتویٰ دیں اسی کے مطابق پھر اسے کام کرنے کے لئے کہو۔ یہ فرشتہ بنی اسرائیل کے کسی آدمی کی صورت میں ارمیاؑ کے پاس آیا۔ ارمیاؑ نے پوچھا! تو کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں ایک بنی اسرائیل کا آدمی ہوں آپ سے ایک فتویٰ معلوم کرنا چاہتا ہوں، آپ نے اسے اجازت دے دی۔ وہ بولا میں آپ سے صلح رحمی کے بارے میں سوال کرنا چاہتا ہوں میں اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلح رحمی کرتا ہوں، ان کے ساتھ بھلائی اور حسن سلوک سے پیش آتا ہوں لیکن میرے اس حسن سلوک کے باوجود وہ میرے ساتھ برا سلوک کرتے ہیں اور مجھ سے ناراض رہتے ہیں۔ اے اللہ کے نبی مجھے بتائیے میں کیا کروں فرمایا ان سے عمدہ سلوک کرتے رہو اور جس رشتے کو اللہ تعالیٰ نے جوڑنے کا حکم دیا ہے اسے جوڑتے رہو اور خیر کی خوشخبری سنو۔ فرشتہ چلا گیا۔

دوسری بار آنا

چند روز بعد پھر اسی شکل میں آیا جس شکل میں پہلے آیا تھا اور آ کر آپ کے سامنے بیٹھ گیا۔ ارمیاؑ نے پوچھا تو

کون ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں وہی ہوں جس نے کچھ عرصے پہلے اپنے رشتہ داروں کے بارے میں سوال کیا تھا ، ارمیاؑ نے پوچھا کہ کیا ان کے اخلاق ابھی تک درست نہیں ہوئے اور ان کی طرف سے محبت ظاہر نہیں ہوئی اس نے جواب دیا اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا وہ بھلائی جو ایک شخص اپنے رشتہ داروں کے ساتھ کر سکتا ہے وہ میں نے ان کے ساتھ کی لیکن ان کا رویہ نہیں بدلا۔ ارمیاؑ نے فرمایا: واپس جاؤ، حسن سلوک کو برقرار رکھو اور اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کرو کہ وہ ان کے احوال کی اصلاح فرمائے اور انہیں اپنی رضا والے اعمال کرنے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق نصیب فرمائے۔ فرشتہ پھر چلا گیا۔ اور چند روز تک نہ آیا۔ اس دوران بخت نصر کا لشکر بیت المقدس کے گرد گھیرا ڈال چکا تھا اور ان کی تعداد ٹڈیوں کی طرح بہت زیادہ تھی جس سے بنی اسرائیل بہت گھبرا گئے اور ان کے بادشاہ کو بھی اس سے بہت پریشانی ہوئی، اس نے ارمیاؑ کو بلا کر ان سے کہا: اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ نے آپ سے جو وعدہ کیا تھا، وہ کہاں ہے؟ آپ نے کہا مجھے اپنے رب پر اعتماد ہے۔

فرشتے کا تیسری بار آنا

پھر ایک روز جب کہ ارمیاؑ بیت المقدس کی دیوار پر بیٹھے ہوئے مسکرا رہے تھے اور اپنے اللہ کی اس مدد و نصرت کی خوشخبری سنا رہے تھے جس کا اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کر رکھا تھا تو یہ فرشتہ حاضر ہوا۔ ارمیاؑ نے اس سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ میں وہی شخص ہوں کہ جس نے اس سے پہلے دو مرتبہ اپنے رشتہ داروں کے بارے میں سوال کیا تھا۔ ارمیاؑ نے پوچھا: کیا ان کے رویے میں ابھی تبدیلی نہیں آئی۔ فرشتے نے عرض کیا: اے اللہ کے نبی! اس سے پہلے مجھے ان کی طرف سے جتنی تکلیفیں بھی پہنچیں میں نے ان پر صبر کیا لیکن اس کے باوجود وہ مجھ سے نالاں رہے اور وہ آج ایسے کام کر رہے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں اللہ کے نبی نے پوچھا: تو نے ان کو کیا عمل کرتے ہوئے دیکھا جس پر اللہ تعالیٰ ناراض ہوتے ہیں۔ اے کاش کہ وہ اس جیسے برے اعمال نہ کرتے اس سے پہلے تو میں صبر کرتا رہا لیکن آج مجھے بہت غصہ آیا میں آپ کی خدمت میں ان کے حالات بیان کرنے کے لئے حاضر ہوا ہوں اور میں اس اللہ کا واسطہ دے کر بیان کرتا ہوں جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ آپ ان کے خلاف بددعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو ہلاک کر دیں۔ اس وقت ارمیاؑ نے یہ دعا کی:

اے اللہ آسمانوں اور زمینوں کو پیدا کرنے والے اگر وہ لوگ حق اور راہ راست پر ہیں تو انہیں باقی رکھ اور اگر وہ ایسے عمل کر رہے ہیں جن سے تو ناراض ہوتا ہے تو انہیں ہلاک کر دے۔

بنی اسرائیل پر بجلی کی کڑک

جب ارمیاؑ کے منہ سے یہ نکلا تو آسمان پر کڑک دار بجلی آئی جس سے قربانی کی جگہ پر آگ بجھ گئی اس کے ساتوں دروازے زمین میں دھنس گئے۔ جب ارمیاؑ نے یہ منظر دیکھا تو رو پڑے اور اپنے کپڑے پھاڑ ڈالے اور اپنے سر پر مٹی ڈالنے لگے اور اللہ تعالیٰ سے عرض کیا: اے آسمانوں کے بنانے والے، اے ارحم الراحمین، اب وہ وعدہ کہاں گیا جو آپ نے مجھ سے کیا تھا۔؟ آواز آئی اے ارمیاؑ! اس قوم پر یہ عذاب اس فتویٰ کی وجہ سے آیا جو تو نے ہمارے قاصد کو دیا تھا۔ اس وقت آپ کو یقین ہو گیا کہ آنے والا شخص جس نے تین مرتبہ سوال کیا تھا یہ فرشتہ تھا جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا گیا تھا۔

ارمیاؑ کا جنگل میں جانا اور بخت نصر کا حملہ

ارمیاؑ وہاں سے بھاگ کر جنگل میں چلے گئے۔اس کے بعد بخت نصر نے سخت حملہ کیا۔شام کو روند ڈالا اور بنی اسرائیل کا قتل عام کیا اور بیت المقدس کو ویران کیا پھر اس نے اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ ہر شخص اپنی ڈھال میں مٹی بھر لے اور اسے بیت المقدس میں ڈال دے۔چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا اور بیت المقدس مٹی سے بھر گیا۔پھر نصر واپس بابل آ گیا اور اپنے ساتھ بنی اسرائیل کے قیدیوں کو بھی لایا۔وہاں آ کر اس نے حکم دیا کہ بنی اسرائیل کے سارے قیدیوں کو ایک جگہ جمع کیا جائے۔اس نے ان میں سے ایک لاکھ بچوں کو منتخب کر لیا۔

بنی اسرائیل کے بچوں کی تقسیم

اس کے بعد جب مال غنیمت نکالا گیا اور بخت نصر اسے تقسیم کرنے لگا تو اس کے ساتھ جنگ میں شریک سرداروں نے کہا: اے بادشاہ! سارا مال غنیمت آپ لے جائیں اور ان بچوں کو ہمارے درمیان تقسیم کر دیں۔بخت نصر نے ان کی بات مان لی اور بچے ان کے درمیان تقسیم کر دیئے۔ہر ایک آدمی کے حصے میں چار بچے آئے انہی بچوں میں دانیالؑ،حنانیاؑ،عزاریاؑ اور میشائیلؑ شامل تھے۔ان کے علاوہ داؤدؑ کی اولاد میں سے سات ہزار بچے،یوسف کی نسل میں سے گیارہ ہزار بچے اشر بن یعقوبؑ کی اولاد میں سے آٹھ ہزار بچے،زبالون بن یعقوبؑ کی نسل میں سے چودہ ہزار،روبیل کی اولاد میں سے چار ہزار یہوذا کی نسل میں سے چار ہزار بچے شامل تھے اور بقیہ بنی اسرائیل کے دوسرے خاندانوں کے بچے تھے۔

یہ بنی اسرائیل پر پہلا عذاب تھا

بخت نصر نے بنی اسرائیلؑ کے تین حصے کئے تھے۔ایک تہائی کو شام میں باقی رکھا اور ایک تہائی کو قیدی بنایا اور ایک تہائی کو قتل کیا اور بیت المقدس کے زیورات بابل میں لے آیا اور ان کے علاوہ ایک لاکھ سے زائد بچے بھی لایا(جن کا واقعہ بیان ہو چکا ہے)۔بنی اسرائیل کی بدعملی کی وجہ سے ان پر آنے والا یہ پہلا عذاب تھا۔

ارمیاؑ کا واپس آنا

جب بخت نصر یہ تباہی پھیلا کر بنی اسرائیل کے قیدیوں کو اپنے ساتھ لے کر بابل چلا گیا تو ارمیاؑ ایک گدھے پر سوار ہو کر ایلیا کی طرف آئے،آپ کے ساتھ ایک برتن میں انگور کا شیرہ اور ٹوکرے میں انجیر کے پھل تھے۔جب آپ ایلیا کے پاس پہنچے تو ویرانی کا عالم تھا تو ایک بے یقینی کی سی کیفیت طاری ہو گئی اور یہ کہہ کر اٹھے اللہ تعالیٰ اس کو ویران ہونے کے بعد دوبارہ کیسے آباد کریں گے۔

ارمیاؑ کی سوسالہ نیند کا واقعہ

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے سو سال کے لئے موت طاری کر دی۔جہاں آپ کا انتقال ہوا انجیر کا پھل اور انگور کا شیرہ بھی وہیں رہ گیا اور آپ کا گدھا بھی وہیں مر گیا۔اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی آنکھوں کو آپ سے پھیر دیا کوئی بھی آپ کو دیکھ نہ سکا۔سو سال کا عرصہ گزرنے کے بعد اللہ تعالیٰ نے آپ کو دوبارہ زندہ کیا اور پوچھا: تو کتنی مدت اس حالت میں رہا

آپ نے جواب دیا: میں ایک دن رہا ہوں گا یا ایک دن سے بھی کچھ کم اللہ تعالیٰ نے فرمایا نہیں تو بلکہ اس حالت میں سو سال تک رہا ہے۔ اب تو کھانے پینے کی چیزوں کو دیکھ لے کہ ان میں ذرا تغیر نہیں ہوا اور اپنے گدھے کو بھی دیکھ۔ اور اس تمام کاروائی سے مقصد یہ ہے کہ ہم تجھ کو اس زمانے کے لئے ایک نشانی بنائیں۔ اور تو اپنے گدھے کی ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم انہیں کس طرح جوڑتے ہیں اور پھر ان پر کس طرح گوشت چڑھاتے ہیں'' (البقرہ ۲۵۹)۔

ارمیا کے گدھے کا واقعہ

آپ نے گدھے کی طرف دیکھا کہ اس کے جسم کے حصے ایک دوسرے سے ملنا شروع ہو گئے ان میں پٹھے اور رگیں پیدا ہو گئیں پھر گوشت مل گیا اور صحیح سالم گدھا بن گیا۔ پھر اس میں روح ڈالی گئی اور پھر وہ کھڑا ہو کر آوازیں نکالنے لگا۔ اور پھر آپ نے انجیر کے پھل اور انگور کے شیرہ کی طرف دیکھا تو وہ اسی حالت میں تھے ان میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ جب آپ نے اپنی آنکھوں سے اللہ تعالیٰ کی اس قدرت کا مشاہدہ کیا تو فرمایا کہ میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس کے بعد کئی سال تک ارمیاؑ کو زندہ رکھا۔

بخت نصر کا خواب اور بچوں سے تعبیر بتانے کا مطالبہ

بابل آنے کے کچھ عرصے بعد بخت نصر نے ایک عجیب وغریب خواب دیکھا لیکن اسے وہ بھول گیا۔ اس نے دانیال، حنانیا، عزاریہ اور میشائیل (جو انبیاء کی نسل سے تھے) انہیں بلوایا اور کہا بتاؤ میں نے کیا خواب دیکھا ہے اور اس کی تعبیر بھی بتاؤ، اور خواب میں جو چیز عجیب وغریب تھی وہ بھی بتاؤ۔ انہوں نے کہا آپ اپنے خواب میں کچھ بتائیں تو ہم اس کی تعبیر بیان کریں گے۔ بخت نصر نے کہا، مجھے وہ خواب یاد نہیں رہا۔ اگر تم نے میرا خواب اور اس کی تعبیر نہ بتائی تو میں تمہارے کندھے اتار دوں گا۔ یہ سن کر وہ بادشاہ کے دربار سے باہر نکل آئے اور اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری سے دعا کی کہ ہمیں بادشاہ کے مطلوبہ سوال کا جواب بتلا دیجئے۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں بخت نصر کا خواب اور اس کی تعبیر بتا دی۔

خواب کی تعبیر

یہ سب بخت نصر کے پاس آئے اور اس سے کہا: تم نے خواب میں ایک جانور دیکھا ہے۔ وہ بولا: تم نے صحیح کہا۔ انہوں نے مزید وضاحت کرتے ہوئے کہا اس کے پاؤں اور پنڈلیاں ٹھیکری مٹی کی تھیں اس کے گھٹنے اور رانیں تانبے کی، اس کا پیٹ چاندی کا، سینہ سونے کا اور اس کی گردن اور سر لوہے کا تھا۔ بخت نصر بولا: تم نے سچ کہا۔ انہوں نے کہا جس چیز نے تجھے تعجب میں ڈالا وہ یہ تھی کہ آسمان سے ایک پتھر گرا اور اس نے اسے کچل دیا اور یہی وہ بات ہے جسے تو بھول گیا۔ بادشاہ بولا: تم نے سچ کہا لیکن اس خواب کی تعبیر کیا ہے۔ انہوں نے جواب دیا۔ اس کی تعبیر ہے کہ تم کئی بادشاہوں کو دیکھو گے۔ ان میں سے بعض دوسروں کے مقابلے نرم ہوں گے، بعض دوسروں سے زیادہ خوبصورت ہوں گے اور دوسروں کے مقابلے میں زیادہ سخت ہوں گے۔ سب سے پہلے آپ نے ٹھیکری مٹی والا حصہ دیکھا اس لئے سب سے پہلے نرم دل اور کمزور بادشاہ ملے گا، اس کے بعد تانبے والا حصہ اس سے بہتر بادشاہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے اس کے اوپر چاندی اس سے زیادہ خوبصورت بادشاہ کی طرف اور اس کے بعد سونا اس سے بھی زیادہ خوبصورت بادشاہ کی طرف اشارہ کر رہا ہے۔ اور اس کے بعد لوہے کا حصہ سخت دل بادشاہ ہے جو پہلے تمام بادشاہوں سے زیادہ سخت اور طاقتور ہوگا

اور جو چٹان آ کر ان پر گری وہ اللہ کا نبی ہوگا جسے اللہ تعالیٰ مبعوث کریں گے وہ ان سب کو کچل ڈالے گا۔اور پھر سارے معاملات اس کے ہاتھوں میں آ جائیں گے۔

چار بچوں کے علاوہ تمام بچوں کو قتل کر دیا گیا

اہل بابل نے یہ تفصیل سن کر بخت نصر سے کہا آپ ان بچوں کو دیکھتے نہیں جن کے بارے میں ہم نے آپ سے سوال کیا اور آپ نے وہ ہمیں دے دیئے۔اللہ کی قسم ان کے آنے کے بعد ہماری عورتیں ہم سے کافی قدر اجنبی ہو چکی ہیں اور ہم یہ سمجھتے ہیں کہ وہ ان کی وجہ سے حاملہ ہو چکی ہیں ان عورتوں نے اپنی توجہ ان لڑکوں کی طرف پھیر دی اس لئے ان کو یہاں سے نکال دو یا قتل کر دو۔

بادشاہ نے کہا: تم جو معاملہ کرنا چاہو تمہیں اس کی اجازت ہے۔اور جو انہیں قتل کرنا چاہے اسے بھی اجازت ہے۔لوگ انہیں قتل کرنے کے لئے قتل گاہ کی طرف لے گئے۔جب اس کے قریب پہنچے تو ان بچوں نے کہا اے اللہ! ہمیں کسی جرم کے بغیر اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا ہے۔اللہ تعالیٰ کی رحمت کو ان پر جوش آیا اور اللہ تعالیٰ نے ان سے وعدہ کیا کہ قتل ہونے کے بعد وہ انہیں ضرور زندہ کریگا۔چنانچہ انہوں نے سب بچوں کو قتل کر دیا سوائے ان بچوں کے جن کو باقی رکھنے کا بخت نصر نے حکم دیا۔اور بخت نصر نے چار لڑکوں (دانیال، حنانیا، عزاریا اور میشائیل) کے باقی رکھنے کا حکم دیا۔

بخت نصر کی ہلاکت کا آغاز

پھر اللہ رب العزت نے جب بخت نصر کو ہلاک کرنے کا ارادہ کیا تو اس کی یہ صورت فرمائی کہ ایک روز بخت نصر نے اسرائیلیوں کو بلا کر ان سے کہا: کیا تمہیں معلوم ہے کہ میں نے جس گھر کو ویران کیا وہ کس کا گھر تھا اور جن لوگوں کو میں نے قتل کیا وہ کون لوگ تھے؟ لوگوں نے جواب دیا یہ اللہ کا گھر اور مساجد میں سے ایک مسجد تھی اور جن لوگوں کو قتل کیا وہ انبیاء کی اولاد تھے۔جب انہوں نے گناہ کئے، ظلم کیا اور حد سے بڑھ گئے تو اللہ تعالیٰ نے تجھے ان پر مسلط کر دیا حالانکہ ان کا پروردگار آسمان اور زمین کا بنانے والا اور تمام مخلوقات کو پیدا کرنے والا ہے۔وہ عزت دینے والا اور چھیننے والا ہے۔جب انہوں نے ناپسندیدہ اعمال کئے تو اللہ تعالیٰ نے انہیں قتل کر دیا۔

بخت نصر کی سرکشی اور اللہ کا عذاب

بخت نصر کہنے لگا مجھے بتاؤ کہ بلند آسمانوں میں کس کی حکومت ہے اگر میں اس سے واقف ہوں تو اسے قتل کر کے وہاں اپنی حکومت کرلوں گا کیوں کہ زمین والوں سے تو میں فارغ ہو چکا ہوں۔لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کے اندر اتنی طاقت نہیں اور نہ ہی مخلوقات میں سے کسی کے اندر یہ طاقت ہے کہ وہ آسمان والے سے مقابلہ کرے۔بخت نصر بولا: تم میری بات کا جواب دو ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا۔یہ سن کر وہ رونے لگے اور آہ وزاری کرنے لگے۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کا مظاہرہ فرمایا اور ایک مکھی بھیجی جو اس کے ناک سے ہوتی ہوئی دماغ تک پہنچ گئی۔ وہاں جا کر اس کے دماغ کی رگ کو کاٹ دیا جس کی وجہ سے نہ اسے قرار آتا اور نہ چین ملتا، ہر وقت سر درد رہتا تھا۔یہاں تک کہ اس مسلسل درد کی وجہ سے جب وہ زندگی سے ناامید ہو گیا اور موت نظر آنے لگی تو اس نے اپنے خاص آدمی سے کہا

: جب میرا انتقال ہو جائے تو میرے سر کو پھاڑ کر دیکھنا کہ مجھے کس چیز نے قتل کیا اس کی موت کے بعد لوگوں نے اس کے سر کو پھاڑا تو دیکھا کہ ایک کاٹنے والی مکھی تھی جس نے دماغ کی رگ کو کاٹ دیا تھا۔ جس سے اللہ تعالیٰ کی قدرت لوگوں پر ظاہر ہوگئی۔

بنی اسرائیل کی واپسی

باقی ماندہ بنی اسرائیل کے لوگ ہلاکت سے بچ گئے اور واپس ایلیا اور بیت المقدس چلے گئے۔ واپس جا کر انہوں نے بیت المقدس کو تعمیر کیا وہاں رہنے لگے یہاں تک کہ ان کی تعداد بہت بڑھ گئی اور پھر وہ عمدہ حالت پر لوٹ آئے۔ اور یوں سمجھنے لگے کہ گویا جو قتل ہوئے تھے وہ بھی زندہ ہو گئے ہیں جن کی وجہ سے اتنی تعداد ہو چکی تھی۔

عزیرؑ کی پریشانی

جب یہ لوگ شام آئے تو ان کے پاس اللہ تعالیٰ کی کوئی کتاب اور صحیفہ وغیرہ نہ تھا، تورات پہلے ہی سے ان کے ہاتھوں سے چھن چکی تھی جسے آگ لگا کر جلا دیا گیا تھا۔ عزیر ان لوگوں میں سے تھے جنہیں قیدی بنا کر بابل لایا گیا تھا وہ واپس شام آئے تھے آپ دن رات روتے رہتے تھے وہ لوگوں سے الگ ہو کر وادیوں اور میدانوں میں تنہا چلے جاتے اور وہاں روتے رہتے۔

عزیرؑ کے پاس فرشتے کا آنا

ایک روز جب کہ وہ اسی طرح غم کی حالت میں بیٹھے تھے اور تورات ضائع ہونے پر رو رہے تھے کہ ایک شخص آپ کے پاس آیا۔ اس نے کہا اے عزیر! آپ کیوں رو رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ کی کتاب ضائع ہونے پر رو رہا ہوں۔ وہ کتاب ہمارے پاس موجود تھی لیکن ہمارے گناہوں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ہم سے ناراض ہو گیا ہے اس نے ہمارے دشمن کو ہم پر مسلط کر دیا جس نے ہمارے مردوں کو قتل کیا، ہمارے شہروں کو تباہ کیا اور ہماری کتاب کو آگ لگا دی۔ اب اس کے بغیر ہم اپنی دنیا و آخرت کیسے سنوار سکتے ہیں۔ اگر میں اس پر نہ روؤں تو پھر کس صدمے پر روؤں گا۔ اس شخص نے کہا کیا آپ چاہتے ہیں کہ وہ کتاب آپ کو واپس مل جائے؟ آپ نے فرمایا اس کی کیا صورت ہوگی۔ اس نے کہا: ابھی چلے جاؤ روزہ رکھو اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک کرو اور کل اسی جگہ آنا۔ عزیر واپس چلے آئے روزہ رکھا اپنے جسم اور کپڑوں کو پاک کیا اور پھر اگلے روز اسی جگہ پر تشریف لائے اور وہاں بیٹھ گئے، وہی شخص دوبارہ آیا اس کے پاس ایک پانی سے بھرا ہوا برتن تھا۔ یہ شخص دراصل ایک فرشتہ تھا۔ اس نے برتن کا پانی عزیرؑ کو پلایا جس کی وجہ تورات آپ کے سینے میں آ گئی۔

آپ کا تورات زبانی لکھوا دینا

آپ بنی اسرائیل کی طرف لوٹ کر آئے تو انہیں تورات لکھوا دی جس سے وہ حلال و حرام، سنن و فرائض اور شرعی حدود و احکام جاننے لگے اس سے لوگوں کو آپ سے بہت محبت ہو گئی۔ آپ نے تورات کے احکام ان پر جاری کئے ، ان کے احوال کی اصلاح کی۔ اس طرح عزیرؑ نے اپنی ذمہ داریوں کو ادا کیا۔ اس کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ آپ کی

وفات کے بعد لوگوں نے کہا: عزیر اللہ کے بیٹے تھے اور پھر وہ بداعمالیوں میں مصروف ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس نبی بھیجا جو انہیں نیک کاموں کا حکم دیتا، برائی سے منع کرتا اور ان کے احوال کی اصلاح کی کوشش کرتا انہیں تورات کے احکام سکھاتا۔

بخت نصر اور بنی اسرائیل کے مذکورہ واقعات سے متعلق اور بھی بہت سی روایت ہیں۔ لیکن طوالت کے خوف سے ہم انہیں ذکر نہیں کرتے۔

بخت نصر اور عربوں کے درمیان ہونے والی جنگ کا تذکرہ

برخیاؑ پر وحی

ھشام بن محمد فرماتے ہیں کہ ہماری معلومات کے مطابق عربوں کا آغاز سرزمین عراق سے ہوا جہاں انہوں نے حیرہ اور انبار کو اپنا وطن بنایا اور اللہ تعالیٰ برخیا بن احنیا کی طرف وحی بھیجی کہ بخت نصر کے پاس جاؤ اور اسے کہو ان عربوں سے جنگ کرو جن کے گھروں کے نہ دروازے ہیں اور نہ تالے ہیں اور لشکروں کو لے کر ان کے شہروں کو روند ڈالو، ان کے جنگجوؤں کو قتل کرو اور ان کے مال کو اپنے لئے مباح کرو (یعنی اسے استعمال کرو) اور ان پر واضح کرو کہ میری نافرمانی کرنے، مجھے چھوڑ کر دوسروں کو خدا بنانے اور میرے انبیاء اور رسولوں کو جھٹلانے کا انجام کیا ہوتا ہے۔

برخیا کا بخت نصر کو پیغام الٰہی دینا

بخت نصر کا اصل نام ''نبوخذ نصر''

برخیاؑ نجران سے چل کر بابل میں بخت نصر کے پاس آئے۔ بخت نصر کا اصل نام ''نبوخذ نصر'' تھا، عرب نے اسے عربی میں بخت نصر سے تبدیل کر دیا برخیاؑ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی وحی اور اس کا حکم سنایا۔ یہ معد بن عدنان کا دور تھا اس وقت عرب بخت نصر کے علاقے میں، گندم، کھجور اور کپڑے وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔

بخت نصر کا عرب تاجروں سے سلوک

بخت نصر نے ان عرب تاجروں کو پکڑنے کا حکم دیا۔ جو ہاتھ میں آئے انہیں پکڑ لیا گیا اور ایک قلعہ میں بند کر کے وہاں پہرے دار مقرر کر دیئے اور پھر لوگوں کو ان سے جنگ کرنے کی دعوت دی جس سے وہ گھبرا کر اٹھے اور جب یہ خبر دوسرے عربوں تک پہنچی تو وہ گروہ در گروہ آ کر امن مانگنے لگے۔ بخت نصر نے برخیا سے مشورہ کیا۔ آپ نے فرمایا کہ آپ ان کے شہر میں جا کر حملہ کرتے اس کے ان کا یہاں آنا اپنی بدعملیوں کی وجہ سے باز آنے کی نشانی ہے۔ لہذا آپ انہیں امن دے دیں اور ان کے ساتھ حسن سلوک کریں۔

عرب تاجروں کے لئے بخت نصر کا حکم

بخت نصر نے انہیں عراق کے قریبی علاقے میں دریائے فرات کے کنارے اترنے کے لئے کہا اور ان کے اترنے کی جگہ پر ایک بہت بڑی عمارت تعمیر کرائی اور اس جگہ کا نام ''انبار'' پڑ گیا۔ اور ''حیرہ'' کو بھی ان کے لئے کھول دیا

گیا جہاں وہ عرب تاجر ٹھہرنے لگے لیکن بخت نصر کے انتقال کے بعد وہ سب انبار آ گئے اور حیرہ ویران ہو گیا۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق دیگر مورخین کی رائے

ھشام بن محمد کے علاوہ دیگر مورخین کا کہنا ہے کہ جب معد بن عدنان پیدا ہوا تو اس وقت بنی اسرائیل کے انبیاء کے قتل کی ابتداء ہو چکی تھی۔ اصحاب الراس نے بھی اپنے نبی کی نافرمانی کر کے اسے قتل کیا تھا، اسی طرح یمن کے علاقے حضر کے رہنے والوں نے بھی اپنے نبی کو قید کیا تھا۔ سب سے آخر میں قتل ہونے والے نبی یحیٰی بن زکریاؑ ہیں۔ جب اس معد بن عدنان کے دور میں انبیاء کرام کے قتل پر بنی اسرائیل کو جرات ہو گئی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو بنی اسرائیل پر مسلط کیا اور جب وہ مسجد اقصیٰ اور مدائن کو تباہ کرنے اور بنی اسرائیل کی عمارت کو ہلاک کرنے کے بعد بابل پہنچا تو اسے خواب دکھائی دیا (یا کسی نبی کے ذریعے بتلایا گیا) کہ اب عرب ممالک میں پہنچ جاؤ وہاں کسی انسان، جانور حتیٰ کہ کسی عمارت کا اثر بھی نہ چھوڑو۔

بخت نصر نے ایلہ اور ائیلہ تک ایک لشکر تیار کیا اور عرب پر حملہ کر کے ہر اس زندہ چیز کو قتل کر دیا جس پر اسے قدرت حاصل ہوئی۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے ارمیا اور برخیاؑ کی طرف وحی بھیجی کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں قوم کو ڈرانے کے لئے بھیجا لیکن وہ بدعملی سے باز نہ آئی پس اب وہ بادشاہ بننے کے بعد غلام اور مالدار ہونے کے بعد فقیر بن چکے ہیں کہ اور لوگوں سے بھیک مانگتے ہیں، ان سے پہلے اہل عرب بھی ایسا کر چکے ہیں۔ اب میں نے ان پر بخت نصر کو مسلط کیا ہے تا کہ ان سے انتقام لوں۔ پس تم دونوں معد بن عدنان کے پاس جاؤ جس کی اولاد میں محمد پیدا ہونگے ان کی ذات پر میں نبوت ختم کروں گا۔ اور اس کی وجہ سے ثواب کئی گنا بڑھا دوں گا۔

معد کو اٹھایا جانا

ارمیا اور برخیاؑ دونوں نے سفر شروع کیا۔ ان کے لئے زمین لپیٹ دی گئی یہاں تک کہ یہ بخت نصر سے پہلے عدنان سے جا ملے، وہاں سے معد کو اٹھایا (اس وقت معد کی عمر بارہ سال تھی) برخیا نے اسے اٹھا کر براق پر بٹھایا ارمیا پیچھے بیٹھ گئے اور اس وقت ان دونوں نے معد کو حران کے علاقہ میں پہنچا دیا کیوں کہ ان کے لئے زمین کو لپیٹ دیا گیا ذات عرق کے مقام پر عدنان اور بخت نصر کا مقابلہ ہوا۔

بخت نصر نے عدنان کو شکست دی اور عرب ممالک کی طرف بڑھا یہاں تک کہ عدنان کا پیچھا کرتے ہوئے ''حضور'' نامی مقام تک پہنچا۔ وہاں عرب کے بہت سے جنگجو آ گئے، وہاں دونوں فریقوں نے جنگ کی اور بخت نصر نے عربوں پر تیر چلایا کہا جاتا ہے کہ یہ سب سے پہلا تیر تھا جو چلایا گیا۔ پھر آسمان سے آواز آئی: اے انبیاء کا بدلہ لینے والے! ان کو اگلی اور پچھلی دونوں طرف سے گھیر کر ان پر تلواریں چلاؤ۔ اس وقت عربوں کو اپنے گناہوں پر ندامت ہوئی اور وہ اپنے اوپر افسوس کرنے لگے۔ جس کی وجہ سے عدنان کو بخت نصر سے اور بخت نصر کو عدنان سے روک دیا گیا۔ البتہ عربوں کا قتل عام ہوا اور کئی لوگ قیدی بنائے گئے۔

مذکورہ واقعہ سے متعلق قرآنی آیات

اسی واقعہ کے متعلق قرآن مجید کی یہ آیات نازل ہوئیں۔

اور ہم نے بہت سی بستیوں کو جن کے رہنے والے ظالم تھے چورا چورا کر دیا اور ان بستیوں کو تباہ کرنے کے بعد دوسری قوم کو پیدا کیا، پس جب ان ہلاک ہونے والوں نے ہمارے عذاب کی آہٹ پائی تو اس بستی سے بھاگنے لگے۔ان سے کہا گیا بھاگو مت اور اسی سامان عیش وعشرت کی طرف جو تمہیں دیا گیا تھا۔لوٹ جاؤ نیز اپنے گھروں کی طرف واپس جاؤ شاید تم پوچھے جاؤ، وہ لوگ کہنے لگے ہائے ہماری خرابی بے شک ہم ہی ظالم تھے،ان کی پکار میں یہی ہائے خرابی رہی یہاں تک کہ ہم نے تنی ہوئی کھیتی اور بجھی ہوئی آگ کی طرح انہیں ڈھیر کر دیا'' (الانبیاء ۱۱۔۱۵) اور وہ تلواروں سے قتل کیے گئے۔

عرب قیدی انبار میں

بخت نصر عرب قیدی کو لے کر واپس لوٹا اور انہیں انبار مقام پر ڈال دیا، اس کی وجہ سے انبار کو انبار العرب کہا جانے لگا اور بعد میں وہاں نبطی لوگ بھی آ گئے۔

بخت نصر کے بعد پیدا ہونے والے حالات

بخت نصر کی زندگی میں عرب علاقے ویران ہی رہے اور جب بخت نصر بابل پہنچا تو کچھ عرصے بعد عدنان کا انتقال ہوا۔اور جب پھر بخت نصر کا انتقال ہوا تو عدنان کا بیٹا معد ظاہر ہوا، اس کے ساتھ انبیاء کرام کی ایک جماعت تھی یہ تمام انبیاء بنی اسرائیل کے تھے، مکہ مکرمہ میں داخل ہوا انبیاء کرام کی جماعت کو ساتھ جمع کیا پھر ریسوب کے علاقے میں آیا اور وہاں کے لوگوں کو اپنے وطن لایا پھر اوس الحق کے قاتل حارث بن مضاض کی نسل کے بارے میں معلوم کیا اسے بتایا گیا کہ ان میں سے اکثر فوت ہو چکے ہیں البتہ ایک شخص جوشمہ بن جلھمہ زندہ ہے۔معد نے اس کی بیٹی سے نکاح کیا جس سے نزار بن معد پیدا ہوا۔

یشتاسب کی حکومت اور اس زمانے کے حالات کا ذکر

یشتاسب کے مجوسی ہونے کا ذکر

عرب وعجم کے حالات مرتب کرنے والے مؤرخین نے لکھا ہے کہ جب یشتاسب بن کی لھراسب بادشاہ بنا تو اس نے کہا کہ ہم گناہوں سے پھرنے والے ہیں، ہم نے عمل کیا اور اس بات کو سیکھا جس سے نیکی حاصل کی جاتی ہے کہا جاتا ہے کہ اس نے فسا نامی شہر اور ہندوستان کے اور بہت سے شہروں میں آگ جلانے کے لیے آتش خانے تعمیر کروائے اور ان کے جلانے کا اہتمام کرنے کے لیے خدام مقرر کیے۔اس نے اپنی مملکت کے سرداروں کے لئے سات مراتب مقرر کیے اور ہر ایک کے لئے ایک علاقہ خاص کیا۔زرداشت بن اسفیمان اس کی حکومت کے تیس سال بعد ظاہر ہوا اور اس نے نبوت کا دعویٰ کیا۔اس نے اس کے مذہب (یعنی مجوسیت) کے قبول کرنے کا ارادہ کیا، پھر رک گیا اور بالآخر اسے قبول کر لیا۔وہ اپنے ساتھ ایک کتاب لایا جس کے بارے میں یہ دعویٰ کیا کہ یہ وحی پر مشتمل ہے۔اس کتاب کو بارہ ہزار گایوں کی کھال پر لکھا گیا اور اس پر سونے کا پانی چڑھایا گیا۔

یشتاسب اور خرزاسف کی شرائط صلح

یشتاسب وہیں ایک جگہ جسکا نام دربشت تھا رہنے لگا۔ وہاں اس نے آگ جلانے کے لئے خدام مقرر کئے اور عام تعلیم سے ممانعت کردی۔ ان دنوں یشتاسب نے ترکی کے بادشاہ فراسیاب کے بھائی فراسف کے ساتھ صلح کی تھی صلح کی شرائط میں سے ایک شرط یہ تھی کہ یشتاسب کا خرزاسف کے دروازے پر ایک جانور ہوگا جو بادشاہوں کے دروازوں پر ہوتے ہیں۔ زرداشت نے یشتاسب کو ترکی کے بادشاہوں کی بداعمالی سے متعلق مطالعہ کیا تو یشتاسب نے اس نصیحت کو قبول کیا اور اسکے پاس جانور نہیں بھیجا۔

شرائط کی خلاف ورزی اور جنگ کا اعلان

جب خرزاسف کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو اسے بہت غصہ آیا اور ویسے بھی وہ بہت بڑا جادوگر تھا اس نے یشتاسب کے خلاف جنگجو جمع کئے اور اسے ایک سخت نازیبا الفاظ پر مشتمل خط لکھا اور اسے بتایا کہ تم نے بہت بڑی غلطی کی خصوصاً زرداشت کی بات ماننے پر بہت سخت تنبیہ کی اور پھر اس کی طرف فوج روانہ کرنے کا حکم دیا اور یہ قسم اٹھائی کہ جب تک اس کا اور اس کے گھر والوں کا خون نہ بہہ جائے وہ جنگ کرتا رہے گا۔

جب قاصد یشتاسب کے پاس یہ خط لکھ کر آیا تو اس کے اپنے اہل خانہ اور مملکت کے اہم سرداروں کو جمع کیا ان میں ایک بہت بڑے عالم جاساسف بھی تھے اور لھراسب کا بیٹا بھی تھا۔ ان سے مشورہ کرنے کے بعد یشتاسب نے سخت جواب بھیجا اور اسے حملہ کرنے کی اجازت دی اور اسے کہا کہ اگر وہ جنگ بند بھی کرے گا تو میں جنگ سے نہیں رکوں گا۔

دونوں فریقوں میں جنگ

دونوں فریق بڑے بڑے لشکروں کو لے کر ایک دوسرے کی طرف چل پڑے۔ یشتاسب کے ساتھ اس کا بھائی زرین نسطور بن زرین، اسفندیار، یشوتن اور آل لھراسب تھے اور خرزاسف کے ساتھ جوحرمز، اندرمان اس کے بھائی اور اس کے اہل خانہ اور بیدرفش تھے۔ زرین جنگ میں مارا گیا جس سے یشتاسب کو بہت پریشانی ہوئی البتہ اسفندیار نے اس کا بدلہ لیا اور بیدرفش کو مبارزت کے دوران قتل کردیا، پھر عام جنگ شروع ہوئی خرزاسف بھاگ گیا اور یشتاسب بلخ واپس آگیا۔

اسفندیار کی گرفتاری

جب اس جنگ کو کئی سال گزر گئے تو قرزم نامی شخص نے ایک روز یشتاسب کو اسفندیار کے خلاف بھڑکایا جس کی وجہ سے یشتاسب نے اسے گرفتار کیا اور ایسی جیل میں ڈال دیا جہاں قیدی عورتوں کو رکھا جاتا تھا۔ کچھ روز بعد یشتاسب بلخ میں لھراسب کو اپنا نائب بنا کر خود کرمان اور بجستان کے علاقے میں چلا گیا پھر وہاں دینی معلومات کا احکام معلوم کرنے کے غرض سے طمیذر نامی پہاڑی علاقے میں گیا جاتے ہوئے اپنا سارا مال و دولت اور عورتیں وغیرہ وہیں چھوڑ کر گیا تھا۔

خرزاسف کا اچانک حملہ

خرزاسف کے جاسوسوں نے یہ خبر اس تک پہنچا دی جب خرزاسف کو یہ اطلاع ملی تو اس نے ایک بہت بڑا لشکر تیار کر کے بلخ کا رخ کیا۔ اس مرتبہ اسے امید تھی کہ وہ یشتاسب اور اس کی حکومت کو تباہ کر دے گا۔ جب وہ فارس کے قریب پہنچا تو اس نے اپنے بھائی جوہرمز کو لشکر کے ساتھ آگے بھیج دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ چلتا رہے یہاں تک کہ شہر میں داخل ہو کر حملہ کرے اور شہروں اور بستیوں کو الٹ دے، چنانچہ جوہرمز نے ایسا ہی کیا سخت حملہ کر کے خوب خون ریزی کی۔ اس کے پیچھے خرزاسف بھی آ گیا اس نے وہاں کی کتابوں خصوصاً شعری مجموعوں کو آگ لگا دی لھراسب اور آتش خانہ کے خدام کو قتل کیا آتش خانے کو گرا دیا، سارے خزانے اور اموال اپنے قبضے میں لے لئے اور یشتاسب کی دو بیٹیوں کو قید کر کے لایا جن میں سے ایک کا نام خمانی اور دوسری کا نام باذافرہ تھا پھر ان کے سب سے بڑے جھنڈے ''درفش کا بیان'' اپنے قبضے میں لے لیا اور پھر یشتاسب کا تعاقب کیا یشتاسب بھاگ کر طمیذر نامی پہاڑی کے قریب ایک قلعہ میں چھپ گیا۔

اسفندیار کا رہا ہو کر ترکی پر حملہ کرنا

جب یشتاسب اس مصیبت کی وجہ سے سخت پریشان ہوا تو اس نے اسفندیار کو قید خانے سے نکلوا کر اپنے پاس بلایا جب اسفندیار آ گیا تو اس سے معذرت کی اور اس سے وعدہ کیا کہ اگر وہ لشکر کی کمانڈ سنبھال کر خرزاسف کا مقابلہ کرے تو اس کے سر پر حکومت کا تاج رکھے گا اور اس کے ساتھ وہی مقابلہ کرے گا جو لھراسب کے ساتھ کیا۔

جب اسفندیار نے یہ بات سنی تو بادشاہ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہو گیا۔ وہاں سے اٹھ کر آیا اور لشکر کو ترتیب دینے لگا اور پھر اس کا کمانڈر بن کر مطلوبہ رخ کی طرف چل پڑا ساری رات سفر کرتا رہا جب صبح ہوئی تو اس نے بگل بجانے اور تمام فوجیوں کو جمع کرنے کا حکم دیا پھر انہیں جمع کر کے ترکیوں کے سامنے جا پہنچا جب ترکیوں نے اس لشکر کو دیکھا تو وہ مقابلے کے لئے باہر نکل آئے۔ ان کے لشکر میں جوھرمز اور اندرمان بھی تھے۔

اسفندیار کی فتح

دونوں فوجوں کے درمیان جنگ شروع ہو گئی اسفندیار کے ہاتھ میں ایک تیز، آنکھوں کو اچکنے والا نیزہ تھا، وہ اسے لے کر لشکر کے اندر گھس گیا اور تھوڑی ہی دیر میں ان کے کئی فوجیوں کو ڈھیر کر دیا۔ ترک فوج میں یہ بات مشہور ہو گئی کہ اسفندیار قید سے رہا ہو چکا ہے اور وہ لشکر کی قیادت کر رہا ہے تو وہ گھبرا گئے اور واپس بھاگنے لگے اسفندیار ان کے سب سے بڑے جھنڈے کو لئے ہوئے فاتح بن کر واپس آیا۔ یشتاسب کے پاس پہنچ کر اسے فتح کی خوشخبری سنائی۔ یشتاسب نے اسے وصیت کی کہ اگر لھراسب کو ملا کر کسی طرح خرزاسف کو قتل کر سکے تو اس سے دریغ نہ کرے، اور جوہرمز اور اندرمانی کو بھی قتل کرے (کیوں کہ ان دونوں نے اس کے بچوں کو قتل کیا تھا) اور ترکی کے قلعوں کو بھی گرا دے اور شہروں کو آگ لگا دے جنگجوؤں کو قتل کر دے اور عورتوں اور بچوں کو قید بنا لے۔

کہا جاتا ہے کہ اسفندیار یہ حکم پا کر ترکی میں ایسے راستے سے داخل ہوا کہ اس سے پہلے کوئی اس راستہ سے داخل نہیں ہوا۔ اس نے خود رات کے وقت لشکر کا پہرا دیا اور جو درندے رات کے وقت لشکر کی طرف بڑھے انہیں خود قتل

کیا۔سفر کرتے ہوئے یہ ترکی شہر دز روئین (جسے عربی میں ''صفریہ'' کہا جاتا ہے) میں داخل ہوا۔اچانک حملہ کر کے بادشاہ اس کے بھائیوں اور اس کے جنگجوؤں کو قتل کیا،اس کا مال لوٹا اور عورتوں کو قیدی بنالیا اپنی بہنوں کو رہا کرایا اور اپنے باپ کی طرف فتح کی خوشخبری لکھ کر بھیجی۔کہا جاتا ہے کہ اس جنگ کے اندر اسفند یار کے بعد سب سے بڑا کارنامہ اس کے بھائی لفشوتن اور اس کے بھتیجے اور نوش اور مہرین کا تھا جنہوں نے شہر میں داخل ہونے سے پہلے ترکی کی بڑی بڑی نہریں جیسے کاسوز اور مہروز وغیرہ کاٹ دیں۔

اسفند یار رستم کے مقابلے میں

اسفند یار فراسیاب کے شہر دھشکند میں داخل ہوا اور تمام شہروں میں گھومتا ہوا ملک کی آخری حدود تبت اور باب صول تک پہنچا اور پھر شہر کے لوگوں پر ایک خراج مقرر کیا کہ وہ خراج یشتاسب کو ادا کریں گے اور پھر واپس بلخ آ گیا۔ پھر یشتاسب کو اپنے بیٹے اسفند یار کی یہ فتح دیکھ کر اس سے حسد پیدا ہو گیا اور اس سے اسے بجستان کے حروف کمانڈر رستم سے مقابلہ کرنے کے لئے بھیجا۔

اسفند یار کا قتل اور یشتاسب کا انتقال

ھشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ یشتاسب نے اپنے بعد اپنے بیٹے کے لئے بادشاہ بننے کا اعلان کر دیا اسے ترکوں کے مقابلے میں بھیجا وہ جنگ میں فتح حاصل کر کے لوٹا اور آ کر باپ سے کہا رستم ہمارے ملک کے قریب رہتا ہے لیکن وہ ہماری اطاعت نہیں کرتا آپ مجھے اس سے جنگ کرنے کے لئے بھیجیں۔یشتاسب نے اسے بھیج دیا رستم سے مقابلہ ہوا جنگ میں اسفند یار قتل ہو گیا۔اس کے کچھ عرصے بعد یشتاسب کا بھی انتقال ہو گیا۔یشتاسب کی حکومت ایک سو بارہ ۱۱۲ سال تک رہی۔

یشتاسب کی طرف آنے والے نبی

بعض مؤرخین کہتے ہیں بنی اسرائیل کے سمی نامی ایک نبی یشتاسب کی طرف مبعوث ہوئے وہ بلخ میں داخل ہوئے۔وہاں مجوسیوں کا سردار زرداشت اور ان کا ایک عالم جاماسب بھی رہتے تھے۔ان کی آپس میں ملاقات ہوتی سمی عراقی بولتے تھے اور زرداشت کو یہ الفاظ دہرائے اور سکھائے جاتے جس سے وہ ان کا مفہوم سمجھ کر پھر انہیں فارسی میں لکھتا۔الفاظ سکھانے کا کام جاماسب کرتا تھا اسی لئے اسے عالم کہا جانے لگا۔

جاماسب اور یشتاسب کا نسب نامہ

بعض نے جاماسب کا نسب نامہ یہ بیان کیا ہے جاماسب بن فخد بن ھو بن حکاو بن ندکاو بن فرس بن رج بن خوراسرو بن متوشہر۔اور زرداشت کا نسب نامہ یہ بیان کیا ہے۔زرداشت بن یوسلیف بن فردواسف بن ارحد بن منجد سف بن بخشنش بن فیافیل بن الحدی بن ھردان سغمان بن ویدس بن ادر بن رج بن خوراسرو بن منوشہر۔

کہا جاتا ہے یشتاسب اور اس کا باپ لھراسب مجوسی تھے یہاں تک کہ سمی اور زرداشت اس کے شہر میں آئے اور اس وقت اس کی حکومت کو تیس سال گزر چکے تھے۔

یشتاسب کا دورِ حکومت

ایک قول یہ ہے کہ یشتاسب نے ایک سو پچاس سال حکومت کی اور اس نے اپنے سرداروں کو سات مختلف درجات میں مراتب کے اعتبار سے تقسیم کیا اور انہیں عُظما کا لقب دیا۔ مثلاً دھستان کا بھکاوند ماہ نہاوند کا قارن الغلھوی ،بجستان کا سورین اور رس کا اسفندیار اس کے سردار تھے۔

بخت نصر کو لالچ دیا جانا

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ اہل شام کے لشکر کے کمانڈروں نے بخت نصر سے کہا: تو نے ہمیں رسوا کر دیا۔ ہم تمھیں ایک لاکھ درہم دیتے ہیں اور تم ان باتوں سے برات ظاہر کرلو اور انہیں واپس لے لو۔ اس نے کہا کہ اگر مجھے بابل کا بیت المال دے دیا جائے تو میں ان باتوں کو لینے کے لئے تیار نہیں۔

شام پر دوبارہ حملہ

زمانے نے پلٹا کھایا اور فارس کے بادشاہ نے کہا اے کاش! ہم شام کی طرف کوئی لشکر بھیجتے کہ اگر انہیں حملے کا موقع ملتا تو وہ حملہ کرتے ورنہ جس پر قدرت حاصل کرتے اسے چھین کر لاتے۔ حاضرین نے کہا: ایسا کرنے کے لئے آپ کے لئے کیا مانع ہے؟ بادشاہ نے پوچھا کہ تمھاری رائے کس شخص کے لئے مناسب ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ فلاں شخص کو۔

بادشاہ نے کہا نہیں بلکہ اس شخص کو بھیجوں گا جس نے مجھے شام کے حالات سے آگاہ کیا۔ چنانچہ اس نے بخت نصر کو بلوایا اور اسے عمدہ قسم کے چار ہزار شہسوار دے کر شام کی طرف روانہ کیا۔

بخت نصر کا بادشاہ بننا

یہ لشکر شام جا پہنچا۔ حملہ کیا اور لوگوں کے گھروں میں جا گھسے۔ کئی لوگوں کو قیدی بنایا البتہ نہ کسی کو قتل کیا اور نہ کسی عمارت کو تباہ کیا۔ ادھر صیحون کے انتقال کے بعد لوگوں نے اس کو نائب بنانے کیلئے اصرار کیا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے چھوڑ دو یہاں تک کہ شام پر حملہ کرنے والا لشکر لوٹ آئے کیونکہ وہ شاہسوار لوگ ہیں وہ لوگ رک گئے۔ یہاں تک کہ بخت نصر اپنے لشکر اور ان قیدیوں سمیت آگیا۔ یہ قیدی لوگوں میں تقسیم کیئے گئے۔ لوگوں نے کہا: بخت نصر سے بہتر کوئی شخص نہیں جو حاکم بننے کا اہل ہو، چنانچہ بخت نصر کو بادشاہ بنا دیا گیا۔

قابوس کے بعد آنے والے یمنی حکمران

اس بات کا تذکرہ پہلے گزر چکا ہے قابوس سلیمانؑ کے دور میں گزرہ تھا اور سلیمان کے دور کی ملکہ بلقیس کا تذکرہ بھی گزر چکا ہے۔

ھشام بن محمد الکلبی کہتے ہیں کہ یمن میں بلقیس کے بعد یاسر بن عمرو بادشاہ بنا۔ اسے یاسر النعم کہا جاتا تھا۔ اسے یاسر النعم کہنے کی وجہ یہ تھی کہ اللہ تعالیٰ نے اس پر بہت انعامات کیئے اور اس کی حکومت کو مضبوط بنایا۔

بلقیس کے بعد آنے والے بادشاہ

اہل یمن کا خیال ہے کہ یاسر مغرب کی طرف حملہ کرنے کے لئے بڑھا، چلتے چلتے وادی رمل میں پہنچا تھا۔اس سے پہلے اس وادی میں کوئی بھی نہیں پہنچا تھا۔ یہاں ریت اتنی زیادہ تھی کہ اس سے آگے کوئی آبادی نظر نہ آتی۔ ایک روز اسے خواب میں ریت نظر آئی، اس نے اس کی تعبیر پوچھی تو کہا گیا کہ اس میں یہیں رہنے کی طرف اشارہ ہے اس نے وہاں ''نحاس'' نامی بت بنانے کا حکم دیا۔ جب بت بن گیا تو اسے وادی کے روبرو ایک چٹان پر گاڑ دیا گیا اور اس کے سینے میں یہ الفاظ لکھے گئے۔

''یہ بت یاسر النعم کا ہے، یہاں سے آگے کوئی راستہ نہیں لہذا اس سے آگے بڑھنے کی کوئی مشقت نہ اٹھائے ورنہ وہ ہلاک ہو جائے گا''۔

یاسر کے بعد تبان اسعد (المعروف بہ تبع) بادشاہ بنا۔ اس کا نسب نامہ یہ ہے کہ ابوکرب بن ملکی کرب تبع بن زید بن عمرو بن تبع۔ اور وہ ذو الاذعار بن ابرھہ تبع ذی المنار بن الرائش بن قیس بن صیفی بن سبا ہے۔ سبا کو رائد بھی کہتے تھے۔

''حیرہ'' کی وجہ تسمیہ

یہ آخری تبع بہمن بن اسفندیار کے دور میں یمن کا حکمران تھا۔ یہ تبع یمن سے چلا اور ان راستوں سے ہوتا ہوا جن سے رائش گزرا تھا طبی نامی پہاڑ پر پہنچا وہاں سے انبار کی طرف بڑھا، جب ''حیرہ'' کے مقام پر پہنچا تو رات کا وقت تھا، وہ اس جگہ حیران و پریشان ہو گیا اس لئے جگہ کا ''حیرہ'' نام پڑ گیا۔ پھر وہ خود وہاں سے چلا البتہ پیچھے ازد لخم، جزام، عاملہ اور قضاعہ قبیلے کے افراد چھوڑے، انہوں نے وہیں مکانات بنائے اور رہنے لگے ان کے بعد طی، کلب اور سکون وغیرہ قبیلے کے افراد بھی آ گئے۔

تبع کا ترکوں کو شکست دینا

تبع یہاں سے انبار پہنچ گیا، وہاں سے موصل پھر آزر بائیجان کے علاقے میں پہنچ گیا۔ وہاں ترکوں سے اس کا مقابلہ ہوا اس نے ترکوں کو شکست دی ان کے جنگجوؤں کو قتل کیا اور عورتوں اور بچوں کو قیدی بنایا اور یمن لوٹ آیا۔ اس فتح کے نتیجے میں دنیا کے اندر اس کا ایک رعب اور دبدبہ چھا گیا۔

چین پر حملہ

ایک روز ہندوستان کے بادشاہ کا قاصد اس کے پاس ھدیہ اور تحفے لایا جن میں ریشم، مشک، عود وغیرہ جیسی قیمتی اشیاء تھیں۔ اس نے ان چیزوں کو پہلے نہیں دیکھا۔ ان تحائف کو دیکھ کر قاصد سے کہا تمہارا ناس ہو! کیا یہ سب چیزیں تمہارے ملک میں ہیں۔ اس نے جواب دیا کہ ہمارے ملک میں یہ چیزیں کم ہیں البتہ چین میں بہت زیادہ ہیں پھر اس نے چین کے حالات، وہاں کی سرسبزی وسعت اور نعمتوں کا ذکر کیا۔ یہ تفصیلات سن کر تبع نے قسم اٹھائی کہ وہ ضرور چین پر حملہ کرے گا۔ چنانچہ وہ حمیر وغیرہ کے علاقوں کو روندتا ہوا چین کی طرف بڑھا۔ اپنے ایک کمانڈر جس کا نام

ثابت تھا کو آگے بھیجا اور خود اس کے پیچھے سفر کرتا رہا یہاں تک کہ چین داخل ہوا۔

اچانک حملہ کر کے ان کے بہت سے جنگجوؤں کو قتل کیا اور جو کچھ وہاں ملا اس کا صفایا کر دیا۔ کہا جاتا ہے کہ اسے وہاں تک سفر کرنے وہاں پر رہنے اور واپس ملک آنے تک سات سال کا عرصہ لگا۔ اور پھر اس نے تبت میں بارہ ہزار حمیری شہسواروں کو چھوڑا جو اصلاً تبت کے تھے۔ ان کے بارے میں بھی یہ کہا جاتا ہے کہ وہ عرب تھے اس لئے ان کا چہرہ اور رنگ عربوں جیسا تھا۔

یمن واپسی

موسیٰ بن طلحہ سے مروی ہے کہ تبع جب عرب کے علاقے میں داخل ہو گیا تو کوفہ کے قریب ہی وہ حیرت میں پڑ گیا، جس کی وجہ سے لشکر کے کمزور لوگوں کو وہیں چھوڑ دیا اس کے حیرت میں پڑنے کی وجہ سے اس جگہ کا نام ''حیرہ'' رکھا گیا۔ پھر اگلا سفر کیا (جو اوپر بیان ہوا) پھر واپس آیا اور وہیں رہا۔ یمن میں اس کے ساتھ عرب کے بہت قبائل مثلاً بنی لحیان، ہذیل، تمیم، جعفی، طی اور کلب وغیرہ بھی رہنے لگے۔

اردشیر بہمن اور اس کی بیٹی کے حالات

اردشیر کب حکمران بنا؟

بشتاسب کے بعد اس کا پوتا اردشیر بہمن حکمران بنا، جس دن وہ بادشاہ بنا، اس روز اس نے کہا ''ہم وفا کرنے والے اور اپنی رعایا کے ساتھ بھلائی کرنے والے ہیں'' اسے ''طویل الباع'' (بڑے بازو والا) کے لقب سے پکارا جاتا تھا۔ اس لقب کی وجہ یہ تھی کہ اس نے اپنے ہاتھ ارد گرد کے ممالک تک پھیلائے اور ان سب پر قبضہ کر لیا۔

یہ بھی کہا گیا ہے کہ اس نے عراق میں ایک شہر تعمیر کیا اور اس کا نام ''آباد اردشیر'' رکھا جو بہمینا کے نام سے معروف ہوا۔ اور دریائے دجلہ کے کنارے ایک شہر آباد کیا، اس کا نام ''بہمن اردشیر'' رکھا جسے آج کل ''اُبلہ'' کہا جاتا ہے

اردشیر بہمن نے باپ کے قتل کا بدلہ کس طرح لیا؟

وہ اپنے باپ کے قتل کا بدلہ لینے بجستان گیا، رستم اس کے باپ دستان، اس کے بھائی آزوارہ اور اس کے بیٹے فرمرز کو قتل کیا۔

اس نے فوجیوں کی تنخواہوں، آتش خانے کے خادموں کے معاوضوں اور آتش خانوں کے جلانے کے لئے بڑا سرمایا مقرر کیا، اسے ابو دارا الاکبر بھی کہا جاتا ہے۔ اور اردشیر بن بابل کو ابوساسان کہا جاتا ہے۔ خمانی بنت بہمن ام دارا کے نام سے مشہور ہوئی۔

اردشیر بہمن کے اخلاق

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ بشتاسب کے بعد اردشیر بن اسفندیار حاکم بنا۔ یہ بڑا متواضع اور اچھے اخلاق والا آدمی تھا۔ اس نے اپنے بارے میں یہ لکھوا رکھا تھا'' اللہ کا بندہ، اللہ کا خادم اور عوام کے معاملات کی نگہبانی کرنے والا

''۔اس نے روم میں داخل ہو کر وہاں کے دس لاکھ فوجیوں سے جنگ کی۔

ھشام کے علاوہ دیگر مؤرخین کی رائے

ھشام کے علاوہ دیگر مؤرخین کا کہنا یہ ہے کہ بہمن نے دارا کو اس کی والدہ کے پیٹ ہی میں ہلاک کر دیا چنانچہ بہمن کے بعد لوگوں نے اس کی بیٹی خمانی کو بادشاہ بنایا۔ بہمن بڑا سمجھدار اور زیرک حکمران تھا اور فارس کے بادشاہوں میں بلند مرتبہ اور بہترین تدابیر کرنے والا شمار ہوتا تھا۔ اس کے دور کے دیوان اردشیر کے دیوانوں پر فوقیت رکھتے تھے۔ اس کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے، استاد بنت یائیر بن شمعی بن قیس بن میشا بن طالوت بادشاہ بن قیس بن ابل بن صارور بن بحرث بن اثح بن الیشی بن بنیامین بن یعقوب بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام۔

ان کی امّ ولد کا نام راحب بنت فنس تھا جو کہ رحبعم بن سلیمان کی اولاد میں سے تھی۔ بہمن نے بنی اسرائیل پر زربابل کو حکمران بنایا اور اسے جالوت کی ریاست عطا کی۔ پھر جب راحب کا مسئلہ درپیش ہوا تو اسے شام بھیج دیا۔ جب بہمن کا انتقال ہوا تو اس کی درج ذیل اولاد زندہ تھی، دو بیٹے، ۱۔ دارالاکبر، ۲۔ ساسان۔ تین بیٹیاں، ۱۔ خمانی جو اس کے بعد بادشاہ بنی، ۲۔ فرنک، ۳۔ بہمن دخت۔

بہمن کا مطلب

بہمن کا مطلب ہے ''اچھی نیت والا''۔ اس کی حکومت ایک سو بارہ سال تک رہی۔ ھشام بن الکلبی کا خیال ہے کہ اسی سال تک رہی۔

بہمن کی بیٹی کا حکمران بننا

اس کے بعد اس کی بیٹی خمانی بادشاہ بنی، اسے اس کے والد بہمن کے احسانات اور اس کی ذہانت و فطانت، اعلیٰ شہسواری اور اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے بادشاہ بنایا گیا۔ اس کا لقب ''شہر زاد'' تھا۔

ساسان کی دنیا سے کنارہ کشی

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ جب بہمن کی تاج پوشی کی گئی تو اس وقت حاملہ تھی اس کے پیٹ میں دارا تھا۔ اسے اس شرط پر حکومت دی گئی کہ جو بچہ اس کے پیٹ میں سے پیدا ہوگا یہ اپنے بعد اسے حکومت دے گی۔ اس وقت بہمن کا بیٹا ساسان کافی عمر کا تھا اور وہ بادشاہ بننے کا امیدوار بھی تھا لیکن جب اس نے بہمن کا رویہ دیکھا تو دنیا سے کنارہ کشی اختیار کر کے ''اصطخر'' کے علاقے میں چلا گیا۔ وہاں پہاڑوں میں عبادت کر کے زندگی گزارنے لگا، وہ اپنی بکریاں خود چراتا تھا جس کی وجہ سے اس کا لقب راعی (چرواہا) پڑ گیا۔ اس کی والدہ کا نسب نامہ یہ ہے: ام ساسان بنت شالتیال بن یوحنا بن اوشیا بن امون بن منشی بن حازقیا بن احاذ بن یوثام بن عوزیا بن یورام بن یوشافط بن ابیا بن رحبعم بن سلیمان بن داؤد علیہ السلام۔

خمانی کے بیٹے کو دریا میں ڈالنا

کہا گیا ہے کہ جب بہمن کا انتقال ہوا تو دارا اپنی والدہ خمانی کے پیٹ میں تھا خمانی کے بادشاہ بننے کے چند ماہ

بعد دارا پیدا ہوا۔ اس نے بیٹے کی پیدائش کو ظاہر کرنا مناسب نہ سمجھا لہٰذا اسے ایک صندوق میں ڈالا اور اس کے ساتھ قیمتی جواہرات رکھ کر اصطخر کی نہر گر (یا بلخ کی نہر) میں ڈال دیا۔ اصطخر کا ایک شخص جو چکی چلاتا تھا اس کے قریب سے یہ صندوق گزرا۔ اس شخص کا ایک چھوٹا بچہ بچپن ہی میں فوت ہو چکا تھا جب اس نے اس صندوق کے اندر اس بچے کو دیکھا تو اپنی بیوی کے پاس لے آیا اور اس کے حسن و جمال اور خوبصورتی کی وجہ سے بہت خوش ہوا۔ اس نے اس کی پرورش کی لیکن جب وہ بڑا ہو گیا تو اس کا معاملہ واضح ہو گیا اور خمانی کو بھی معلوم ہو گیا کہ میرا بیٹا فلاں جگہ ہے۔

دارا کی تاج پوشی اور رومیوں سے جنگ

خمانی نے اگرچہ اس کو اچھا نہ سمجھا لیکن جب وہ بادشاہ بننے کے قابل ہو گیا تو اس کے سر پر بادشاہت کا تاج رکھ دیا۔ حکومت کے معاملات اس کے سپرد کئے اور خود رومیوں سے جنگ کرنے کے لئے چل پڑی۔ رومیوں سے جنگ میں اسے فتح ہوئی اس نے دشمن کا قلع قمع کیا ان کے بہت سے لوگوں کو قیدی بنا کر اپنے ملک لے آئی۔

مختلف تعمیرات

یہاں آ کر اس نے روم کے معماروں کو حکم دیا کہ وہ یہاں مختلف قسم کی تعمیرات تیار کریں۔ انہوں نے مختلف جگہوں پر رومی طرز کی عمارتیں تعمیر کیں۔ ان میں پہلی مشہور عمارت اصطخر کے اندر ہے۔ دوسری عمارت وہ خوبصورت سیڑھی ہے جس پر دارا چڑھ کر محل کے اوپر جاتا تھا، تیسری عمارت اس سیڑھی سے چار فرسخ کے فاصلے پر خراسان کے قریب تھی۔

خمانی کا دور حکومت

خمانی نے اللہ رب العزت کی رضا حاصل کرنے کے لئے اپنے آپ کو خوب تھکایا کامیابی اور نصرت نے اس کے قدم چومے، اس نے اپنی رعایا سے خراج کی مقدار میں کمی کی۔ اس کی بادشاہت تیس سال تک برقرار رہی۔

بنی اسرائیل کے حالات اور بیت المقدس کی دوبارہ تعمیر تک گزرنے والا عرصہ

بیت المقدس کتنے سال بعد دوبارہ تعمیر ہوا؟

گزشتہ صفحات میں ہم یہ بات بیان کر چکے ہیں کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل کے جن لوگوں کو قیدی بنایا تھا، وہ واپس بیت المقدس کیوں آئے۔ جب یہ لوگ واپس آئے تو اس وقت کیرش بن اخشورش کی حکومت تھی۔ اسے بابل میں بہمن کی طرف سے گورنر بنایا گیا تھا۔ بہمن کے مکمل دور حکومت میں اور اس کے بعد خمانی کے دور میں چار سال تک وہ بابل کا گورنر رہا۔ کیرش کے بعد خمانی کی حکومت چھبیس سال تک رہی۔ کیوں کہ اس کا دور حکومت تیس سال پر مشتمل ہے بیت المقدس کے تباہ ہونے اور اس کے دوبارہ تعمیر ہونے میں کل ستر سال کا عرصہ لگا۔ اس میں سے کچھ بہمن کے دور حکومت کا ہے اور بقیہ عرصہ خمانی کے دور حکومت پر مشتمل ہے۔

کیرش کون تھا؟

بعض مؤرخین کا خیال ہے کہ کیرش کا نام ہی بشتاسب تھا جب کہ دیگر مؤرخین نے اس قول کو پسند نہیں کیا اور کہا ہے کہ کیرش بشتاسب کے دادا کا چچا تھا۔ اور اس کا نسب نامہ یہ ہے کہ کیرش بن کیبیہ بن کیفیا والا کبر۔ جب کہ بشتاسب کا نسب نامہ اس طرح ہے۔ بشتاسب بن کیلھراسب بن کیوجی بن کیمنوس بن کیقاوس بن کیبیہ بن کیقباذ الا کبر۔

کیرش کبھی بادشاہ نہیں بنا البتہ وہ کیقاوس اور کیخسر وکی جانب سے خوزستان کا گورنر رہا ہے۔ لھراسف نے بھی اسے اسی علاقے کا گورنر برقرار رکھا۔ وہ بلند مرتبہ شخص تھا اس نے بڑی عمر پائی۔

یونانیوں کا غلبہ

جب بیت المقدس آباد ہوا اور بنی اسرائیل کے لوگ واپس لوٹ آئے اور ان پر فارس کی طرف سے حکمران مقرر ہوا (یہ گورنر فارسی بنی اسرائیل کا کوئی آدمی تھا) تو اس وقت اہل فارس کے ایک حصے میں یونانیوں کی حکومت آگئی کیوں کہ اِسکندر نے دارا بن دارا کو قتل کر کے اس علاقے پر غلبہ حاصل کر لیا تھا۔ اس پوری تبدیلی میں اٹھاسی ۸۸ سال کا عرصہ گزرا۔

دارا اکبر، دارا اصغر اور ذوالقرنین کے حالات

دارا نے اپنے بیٹے کا نام دارا کیوں رکھا؟

دارا ابن بہمن اپنے دورِ حکومت میں جہرازاد (یعنی کریم الطبع) کے لقب سے مشہور تھا۔ وہ بڑا منتظم حکمران تھا اردگرد کے حکمرانوں پر بھی اس کا رعب تھا اور وہ حکمران اسے جزیہ دیا کرتے تھے۔ اس نے فارس میں ''جرد'' نامی شہر آباد کیا۔ اس نے جانوروں کی دموں کو کاٹ ڈالا۔ اسے اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی، اسی محبت کی وجہ سے اس نے اپنے بیٹے کا نام اپنے نام پر رکھا تھا۔ اس کے انتقال کے بعد اس کا بیٹا حکمران بنا۔ اس کا رستین نامی ایک وزیر تھا جو بہت عقلمند انسان تھا۔ ایک روز رستین اور بادشاہ کا غلام ''بری'' کے درمیان جھگڑا ہو گیا۔ رستین نے ''بری'' کے خلاف بادشاہ کے دربار میں شکایت کر دی۔

دارا اکبر کا انتقال

ایک قول یہ ہے کہ بری نے بادشاہ کو زہر پلا دیا جس سے اس کا انتقال ہو گیا۔ رستین نے اپنے ساتھ ایک جماعت کو بلایا اور بری کے خلاف ایک کارروائی کر کے اسے قتل کر ڈالا۔ دارا کی حکومت بارہ سال تک رہی۔

دارا اصغر کا بادشاہ بننا

دارا کے بعد اس کا بیٹا دارا (اصغر) بادشاہ بنا۔ اس کی والدہ کا نام ھند بنت ھزارمرو تھا۔ جب اس کی تاج پوشی کی گئی تو اس نے کہا ہم کسی کو ہلاکت کے گڑھے میں نہیں ڈالتے، لیکن جو اس میں چھلانگ مارے اس سے ہم اسے

روک سکتے بھی نہیں، اس نے جزیرہ کے قریب ''دارا'' نامی ایک شہر آباد کیا۔ اور بری کے بھائی کو اس علاقے کا گورنر بنایا لیکن بعد میں اس کے مصاحبین کے بارے میں اس کا دل خراب ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے ان میں سے بعض کے قتل کا ارادہ کیا، جس سے خواص و عوام میں بددلی پھیلی اور لوگ اسے چھوڑ کر چلے گئے، دارا غیرت مند، طاقتور اور جوان آدمی تھا۔

دارا اصغر کا رعایا کے ساتھ طرز عمل

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ دارا (اصغر) چودہ سال تک حاکم رہا اس نے اپنی رعایا کے قیدیوں کے ساتھ برا سلوک کیا بہت سے سرداروں کو قتل کیا، انہی دنوں سکندر نے اس سے جنگ بھی کی۔ چونکہ اس کے طرز عمل کی وجہ سے بہت سے لوگ اس سے اکتا چکے تھے، اس لئے انہوں نے سکندر کا ساتھ دیا اور دارا کے پوشیدہ حالات کی مخبری کر کے سکندر کو قوت فراہم کی۔ دونوں کے درمیان ایک سال جنگ ہوتی رہی۔ بالآخر دارا کے بعض لوگوں نے اسے قتل کر کے اس کا سر سکندر کے سامنے پیش کیا۔ سکندر نے ان لوگوں کو قتل کرا دیا اور کہا کہ جو اپنے بادشاہ کے خلاف جرات کرتے ہیں ان کا بدلہ یہی ہے۔

سکندر کا نکاح

سکندر نے دارا کی بیٹی روشنک سے نکاح کیا۔ اس نے ہندوستان اور مشرقی ممالک میں بھی جنگ کی پھر وہ اسکندریہ پر حملہ کرنے کے ارادے سے آگے بڑھا لیکن راستے ہی میں اس کا انتقال ہو گیا البتہ اس کی لاش کو سونے کے صندوق میں ڈال کر سکندریہ لایا گیا، اس کی حکومت چودہ سال تک رہی۔ اس کے دور سے پہلے روم کی حکومت منتشر تھی اس کے آنے سے پہلے مجتمع ہو گئے جب کہ فارس کی حکومت اس سے پہلے مجتمع تھی اور اس کے آنے کے بعد متفرق ہو گئی۔

دارا کا خط سکندر کے نام

ھشام کے علاوہ دیگر مؤرخین کا کہنا ہے کہ جب دارا بادشاہ بنا تو اس نے جزیرہ کے ایک شہر تعمیر کرنے کا حکم دیا جس کا نام دارانوا رکھا گیا، آج کل وہ دارا کے نام سے مشہور ہے۔ اس نے اسے آباد کیا اور تمام ضروریات زندگی وہاں پہنچائیں۔ اس وقت یونان کے علاقے مقدونیا میں سکندر کے والد فیلفوس کی حکومت تھی۔ دارا نے اس سے اس شرط پر صلح کی تھی کہ وہ ہر سال خراج ادا کریگا۔ جب فیلفوس کا انتقال ہو گیا اور سکندر بادشاہ بنا تو اس نے خراج دینے سے انکار کر دیا جس پر دارا کو غصہ آیا اور اس نے سکندر کے نام ایک خط لکھا جس میں اسے خراج نہ دینے پر بہت برا بھلا کہا اور اسے دوبارہ خراج ادا کرنے کا حکم دیا خط کے ساتھ اس کی طرف ہاکی، گیند اور ایک بوری تل بھیجے۔ اور کہا کہ تو ابھی بچہ ہے لہذا فی الحال تو ہاکی اور گیند کے ساتھ کھیل اور بادشاہت کا تاج اتار دے۔ اور آخر میں یہ لکھا کہ اگر تو نے میری باتوں پر عمل نہ کیا اور نافرمانی کی تو میں تیرے پاس ایک لشکر بھیجوں گا جو تجھے گرفتار کر کے یہاں لائیگا اور میرے لشکر کی تعداد اتنی ہے جتنے یہ تل ہیں جو میں بھیج رہا ہوں۔

سکندر کا جواب

سکندر نے جواب میں لکھا کہ میں تمہارے خط کا مفہوم سمجھ گیا۔ خط کے اندر ہا کی اور گیند کے تذکرے پر غور کر کے اس نتیجے پر پہنچا کہ خط بھیجنے والے نے اپنی زمین میرے حوالے کر دی ہے۔ گیند کی مثال زمین کی ہے گویا آپ نے خود اپنے ہاتھ سے یہ زمین میری طرف پھینک دی ہے اب یہ میری حکومت کا حصہ بنے گی۔ اور تلوں پر غور کرنے کا نتیجہ بھی وہی ہے جو ہا کی اور گیند پر غور کرنے کا تھا کہ تمہاری سلطنت بکھر جائے گی اور تجھے بڑے تلخ اور مشکل حالات کا سامنا کرنا ہوگا۔ اسکے خط کے ساتھ اس نے رائی کے دانے ایک گٹھڑی میں باندھ کر بھیجے اور کہا کہ جو سامان میں نے بھیجا ہے ، یہ بہت کم ہے البتہ اس کے بعد میری طرف سے تمہیں جو پریشانی ، مصیبت اور تلخی دیکھنی ہوگی ، وہ بہت زیادہ ہوگی اور میری فوج بھی ان صفات پر مشتمل ہے جو تمہاری فوج کے اندر ہیں۔

دونوں کے درمیان جنگ اور دارا کو شکست

جب دارا کے پاس خط آیا تو اس نے لشکر کو جمع کیا اور حملے کی تیاری شروع کر دی۔ ادھر سکندر نے تیاری کر کے دارا کا رخ کیا۔ دارا بھی لشکر لے کر آگے بڑھا۔ دونوں لشکروں درمیان خونریز جنگ ہوئی۔ دارا کے لشکر کو شکست ہوئی اور وہ بھاگنے لگے۔ دارا کے دو پہرے دار جن کا تعلق ھمدان سے تھا ، انہوں نے جب معاملہ دیکھا تو دارا کو طعنہ دیا جس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ دارا سکندر کے پاس جا کر اس سے پناہ حاصل کر لے۔ ادھر سکندر نے یہ اعلان کیا کہ دارا کو گرفتار کیا جائے ، قتل نہ کیا جائے۔ کچھ دیر بعد سکندر کو دارا کے ٹھکانے کا علم ہوا تو وہ خود چل کر اس کے پاس آیا اور اس کے سرہانے بیٹھ کر کہا میں ہرگز تجھے قتل نہیں کرنا چاہتا جو کچھ تجھے نقصان پہنچا ہے ، اتنا نقصان پہنچانا میری خواہش بھی نہیں تھی۔

اب جو تیرے دل میں آتا ہے ، وہ مانگ ، میں تجھے عطا کروں گا۔ دارا نے کہا میری دو خواہشات ہیں پہلی یہ کہ جن لوگوں نے مجھے گرفتار کیا ، انہیں قتل کر دو ، دوسری یہ کہ میری بیٹی کے ساتھ نکاح کر لو ، سکندر نے ایسا ہی کیا اور پھر اس کا ملک اسی کے حوالے کر کے واپس آ گیا۔

سکندر کون تھا؟ پہلا قول

بعض مؤرخین کا خیال یہ ہے کہ سکندر جس نے دارا کو شکست دی ، وہ دارا کا بھائی تھا۔ اس کے باپ دارا اکبر نے سکندر کی والدہ سے نکاح کیا۔ اس کی والدہ بادشاہ روم کی بیٹی تھی اس کا نام ھلای تھا۔ اس نے دارا اکبر سے نکاح کیا لیکن جب دارا اکبر نے دیکھا کہ اس کے جسم اور پسینے سے بو آتی ہے۔ تو اس نے اس کا علاج کرنے کے لئے مختلف اطباء اور حکماء سے رابطہ کیا جنہوں نے ''سندر'' استعمال کرنے کا مشورہ دیا۔ چنانچہ سندر لے کر اسے پکایا گیا اور پھر اس کے پانی میں اسے غسل دیا گیا جس سے اس کے جسم کی بو کافی حد تک ختم ہوگئی البتہ مکمل طور پر ختم نہیں ہوئی۔ دارا اکبر نے اس سے جان چھڑانے کے لئے اسے واپس اس کے گھر بھیج دیا ، کیوں کہ اس کے لئے یہ بدبو برداشت کرنا بھی مشکل تھا۔ جب وہ واپس گئی تو وہ حاملہ تھی۔ بعد میں اس کا لڑکا پیدا ہوا اس نے اپنے اور اس درخت کے مجموعہ سے بیٹے کا نام رکھا جس نے اسے غسل دیا گیا چنانچہ بچے کا نام ''ھلای سندروس'' رکھا گیا۔ ''الاسکندروس'' کی اصل یہی ہے۔

پھر دارا اکبر فوت ہو گیا اور دارا اصغر بادشاہ بن گیا۔ اس وقت روم کے بادشاہ سکندر کے نانا ابو ہلائی کا انتقال ہو گیا تو دارا اصغر کے پاس خراج نہ پہنچا۔ اس نے یہ خط لکھا۔ جو خراج تم اور تمھارے پہلے حکمران ہمیں ادا کرتے تھے، تم نے اس کی ادائیگی میں تاخیر کر دی، اپنے ملک کا خراج ہمارے پاس بھیجو ورنہ ہم تم پر حملہ کر دیں گے۔

سکندر نے جواب دیا: تو نے مرغی کو ذبح کر کے اس کا گوشت کھایا اور اس کا کوئی حصہ بھی نہ چھوڑا۔ اب اس کے اطراف باقی رہ گئے۔ اگر تو چاہے تو ہم تمھارے ساتھ صلح کر لیتے ہیں ورنہ ہم جنگ کے لئے بھی تیار ہیں۔ دارا یہ جواب سن کر ناراض ہو گیا اور جنگ کی تیاری کرنے لگا۔ سکندر نے دارا کے دربانوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ اسے گرفتار کریں۔ وہ دونوں اس پر غیر مشروط پر تیار ہو گئے۔

دارا اور سکندر کی جنگ کے متعلق دوسری روایت

جب جنگ شروع ہو گئی تو ان دونوں نے اچانک دارا کو نیزہ مارا اور زخمی حالت میں اسے سکندر کے پاس لے آئے۔ جب دارا سکندر کے پاس پہنچا تو وہ آخری سانس لے رہا تھا، سکندر نے اس کے چہرے سے مٹی ہٹائی اور اس کا سر اپنی گود میں رکھ کر کہا: اے بہت بڑے شریف، آزاد اور بادشاہ! تجھے تیرے دربانوں نے قتل کیا حالانکہ میں تجھے قتل نہیں کرنا چاہتا تھا۔ اب مجھے جو وصیت کرنا چاہتے ہو، کرو۔ دارا نے یہ وصیت کی کہ میری بیٹی روشنک سے نکاح کر لو اور اسے اپنے پاس ہی رکھنا اور فارس کے لوگوں کو آزاد رکھنا۔ کسی اور کو اس پر حکمران نہ بنانا۔ سکندر نے وصیت کے مطابق عمل کیا۔

سکندر کا عجیب فیصلہ

جن دو آدمیوں نے دارا کو زخمی کر کے سکندر کے پاس پہنچایا تھا، جب وہ سکندر کی خدمت میں انعام لینے آئے تو سکندر نے وعدہ کے مطابق انعام دینے کے بعد ان سے کہا: میں نے تمھاری شرط کے مطابق تمھیں انعام دیدیا۔ تم نے اپنی جان کے تحفظ کی شرط نہیں لگائی تھی۔ اب تمھیں قتل کر دیتا ہوں۔ اس لئے جو شخص اپنے بادشاہ کو قتل کرے، اس کا زندہ رہنا درست نہیں۔ چنانچہ انہیں قتل کرا دیا۔

تیسری روایت

بعض مؤرخین نے یہ واقعہ اس طرح بیان کیا ہے کہ روم کا بادشاہ دارا اکبر خراج دیا کرتا تھا۔ اس لئے انتقال کے بعد سکندر بادشاہ بنا، وہ بڑا ہوشیار، عقلمند اور مکار حکمران تھا۔ اس نے بعض عربوں سے جنگیں کیں جن میں اسے فتح ہوئی جس کی وجہ سے اس کی قوت میں اضافہ ہو گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اس نے دارا اصغر کو خراج دینے سے انکار کر دیا اس کے طرز عمل سے دارا کو بہت غصہ آیا۔ اس نے ایک سخت خط بھیجا جس میں خراج کی ادائیگی کا حکم تھا۔

اس خط کی وجہ سے دونوں کے باہمی حالات کشیدہ ہو گئے اور دونوں نے ملکی حدود میں فوجیں جمع کرنا شروع کر دیں۔ دونوں کے درمیان خط و کتابت درست ہوئی۔ سکندر دارا سے جنگ کرنے سے گھبرا گیا اور اسے جنگ نہ کرنے کی پیش کش کی۔ دارا نے اپنے مصاحبین سے مشورہ کیا تو انہوں نے جنگ کرنے کے فوائد و ثمرات بتلائے کیوں کہ وہ اندرونی طور پر جنگ کے خواہش مند اور دارا کے مخالف تھے۔

دونوں ممالک کی فوجوں کے ملنے کے مقام کے بارے میں مؤرخین کا اختلاف ہے کہ دونوں فوجیں خزر کے

قریب خراسان میں آمنے سامنے ہوئیں۔ دونوں کے درمیان شدید جنگ ہوئی اس جنگ میں سکندر کے پاس ایک زبردست گھوڑا تھا جس کا نام "بوکفراسب" تھا۔ فارس کا شہسوار صفوں کو چیرتا ہوا رومی لشکر میں داخل ہوا اور سکندر پر ایسی سخت ضرب لگائی جس کی وجہ سے اس کی زندگی خطرے میں پڑ گئی۔ اس کے بعد اس فعل کو حیرت اور تعجب کی نگاہ سے دیکھا گیا۔ کہا گیا ہے کہ یہ فارس کی فوج میں مضبوط فوجی سمجھا جاتا تھا۔ دارا اصغر کے پہرے دار دو آدمی تھے جن کا تعلق ھمدان سے تھا۔ دونوں نے سکندر سے رابطہ کیا اور بتلایا کہ وہ دارا کو زخمی کر کے تیرے پاس لانے کے لئے تیار ہیں۔ چنانچہ انہوں نے ایک روز اسے نیزہ مارا جس کے زخم سے دارا کی موت واقع ہوئی۔ یہ دونوں وہاں سے بھاگ گئے۔

کہا گیا ہے کہ جب سکندر کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو وہ سوار ہو کر دارا کے پاس آیا۔ جب اس کے پاس پہنچا تو وہ آخری سانس لے رہا تھا۔ سکندر نے اس کا سر اپنی گود میں رکھا اور روتے ہوئے اس سے کہا: تجھے تیری جائے پناہ میں اس حالت میں پہنچایا گیا اور تیرے بااعتماد ساتھیوں نے تیرے ساتھ دھوکا کیا اور تو اپنے دشمن میں اکیلا رہ گیا۔ تو مجھ سے اپنی خواہشات ظاہر کر، میں قرابت داری کا لحاظ کرتے ہوئے انہیں پورا کروں گا۔ (راوی کا خیال ہے کہ افریدون کے بیٹے سلم اور ایرج کی وجہ سے ان دونوں میں قرابت تھی)۔ دارا جو اپنے زخموں پر جزع فزع کر رہا تھا، جب اس نے سکندر کا یہ طرز عمل دیکھا تو اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کی اور اس سے درخواست کی کہ میری بیٹی سے نکاح کر لو۔ اور اسکے حقوق کا خیال رکھنا اور اس کی قدر پہچاننا اور میرے قتل کا بدلہ لینا۔ سکندر نے ان پر عمل کرنے کی حامی بھر لی۔

جن دو آدمیوں نے دارا کو زخمی کر کے ہلاک کیا تھا، جب وہ سکندر کے پاس آئے تو انہیں قتل کر کے پھانسی پر لٹکوایا اور یہ اعلان کرایا "یہ بدلہ ہے اس شخص کا جس نے اپنے بادشاہ کے خلاف بغاوت کی اور اپنے ہم وطنوں کو دھوکہ دیا

کہا جاتا ہے کہ سکندر اہل فارس کی کتابیں جو علم نجوم اور حکمت پر مشتمل تھیں انہیں اپنے ساتھ روم لایا پھر سریانی سے رومی زبان میں ان کا ترجمہ کیا۔

دارا کے قتل سے متعلق دیگر روایت

بعض نے کہا ہے کہ دارا کو اس کے بیٹے اشک بن ذارا نے قتل کیا۔ اس کی ایک بیٹی کا نام روشنک تھا۔ اسکی حکومت چودہ سال تک رہی۔

بعض نے کہا کہ جو خراج سکندر کے بادشاہ فارسی بادشاہوں کو دیتے تھے، وہ سونے کا ایک انڈا ہوتا تھا۔ جب سکندر بادشاہ بنا تو دارا نے یہ خراج منگوایا، اس کے جواب میں سکندر نے لکھا "میں نے اس مرغی کو ذبح کر دیا ہے جو وہ انڈا دیتی تھی اور اسکا گوشت کھا لیا ہے۔ اب جنگ کے لئے تیار ہو جاؤ" پھر دارا اصغر کے بعد اس علاقے کا بادشاہ سکندر بنا۔ یہ ساری تفصیل اس قول کے مطابق ہے جس میں یہ کہا گیا کہ سکندر دارا اصغر کا بھائی تھا۔

سکندر کون تھا؟ دیگر اقوال

جب کہ اہل روم اور علم الانساب کے بہت سے ماہرین کا خیال ہے کہ سکندر فیلقوس کا بیٹا تھا۔ بعض کا کہنا ہے کہ وہ بیلیوس بن مطربوس کا بیٹا تھا۔ اور تیرے قول کے مطابق اس کا شجرہ نسب یہ ہے، سکندر بن مصریم بن ھرمس بن ھردس بن میطون بن رومی بن لیطی بن یونان بن یافث بن تو بہ بن سرحون بن رومیہ بن زنط بن توقیل بن رومی بن الاصفر بن الیفر بن العیص بن اسحاق بن ابراہیم علیہ السلام اس دارا کی ہلاکت کے بعد اس کے علاقوں کو بھی اپنی حکومت میں

شامل کر لیا۔ پس یہ عراق، روم، شام اور مصر کا بادشاہ بن گیا اور دارا کی ہلاکت کے بعد اس کے فوج کی تعداد چودہ لاکھ ہوگئی۔ جس میں سے اس کی فوج آٹھ لاکھ جب کہ دارا کی فوج چھ لاکھ پر مشتمل تھی۔

سکندر کا پہلا اعلان

مروی ہے کہ جس دن وہ پایہ تخت پر بیٹھا تھا تو اس نے کہا: اللہ تعالیٰ نے دارا کا علاقہ ہمارے زیر نگین کر دیا اور ہمیں ملنے والی دھمکیوں کے برخلاف ہمیں یہ چیزیں عطا کیں اور اللہ نے فارس کے شہروں، قلعوں، آتش خانوں اور آتش خانے کے خدام کو ہلاک کیا دارا کے رجسٹروں اور دیوانوں کو جلا دیا۔

سکندر کا مختلف علاقوں کو فتح کرنا

سکندر نے دارا کے مفتوحہ علاقوں میں کسی عامل کو مقرر کیا اور خود ہندوستان روانہ ہوا وہاں کے بادشاہ کو قتل کر کے اس علاقے کو فتح کیا۔ پھر چین جا پہنچا، وہ ملک بھی اسی طرح فتح ہوا تھا۔ اس طرح بہت سے ممالک اس کے زیر نگیں ہو گئے، پھر یہ چار سو آدمیوں کے ساتھ قطب شمالی کے علاقے میں گیا۔ اٹھارہ روز تک وہاں رہا۔ وہاں سے نکل کر عراق کی طرف بڑھا اور اس علاقے کو بھی زیر نگین کیا، واپسی پر راستے میں شہر زور نامی مقام پر اس کا انتقال ہو گیا اور اس کی والدہ کے پاس سکندر یہ اس کی لاش لائی گئی۔ بعض کا کہنا ہے کہ اس کی عمر صرف چھتیس سال تھی۔ اہل فارس کا خیال ہے کہ سکندر کا دور حکومت چودہ سال پر مشتمل ہے جب کہ نصاریٰ کا کہنا ہے کہ تیرہ سال اور چند مہینوں پر مشتمل ہے دارا کا قتل اس کی حکومت کے تیسرے سال کے شروع میں ہوا۔

مختلف شہروں کو آباد کرنا

کہا گیا ہے کہ اس نے کئی شہر آباد کرنے کا حکم دیا۔ چنانچہ بارہ شہر تعمیر کئے گئے ان سب کے مجموعے کا نام سکندریہ رکھا گیا ان میں ایک شہر اصبہان کے اندر ہے جس کا نام "حی" ہے۔ "حی" کا مطلب سانپ، یہ شہر سانپ نما بنایا گیا۔ تین شہر ملائین میں آباد کئے گئے۔ ۱۔ھرات۔ ۲۔مرو۔ ۳۔سمرقند۔ ۴۔بابل میں دارا کی بیٹی کے نام پر اور شنک نامی شہر تعمیر کیا گیا۔ یونان میں ھیلاقوس نامی شہر آباد کیا گیا ان کے علاوہ دیگر مختلف شہر بھی بنائے گئے۔

سکندر کے بعد بننے والے حکمران

جب سکندر کا انتقال ہوا تو اس کے بیٹے اسکندروس کو بادشاہ بننے کی پیش کش کی گئی اس نے قبول کرنے سے انکار کر دیا اور عبادت گزاری کے لیے گوشہ نشینی اختیار کر لی کہ اس کے بجائے یونانیوں نے بطلیموس کو بادشاہ بنایا اس کی حکومت بتیس سال تک رہی۔ کافی عرصے تک یونانیوں کی حکومت رہی۔ پھر یہ حکومت قدومیوں کی طرف منتقل ہو گئی جنہوں نے یونانیوں، بنی اسرائیل، بیت المقدس اور اس کے گرد نواح پر حکومت کی یہاں تک کہ بیت المقدس پر اہل فارس اور رومیوں نے حملہ کر کے اسے ویران کیا اور یحییٰ کو قتل کیا۔

اس کے بعد شام، مصر اور مغربی ممالک میں بطلیموس بن لوغوس کی حکومت چالیس سال تک رہی۔ اس کے بعد غاطس کی حکومت چوبیس سال تک رہی، فیلافطر کی گیارہ سال تک، افیفانس کی بائیس سال تک، غاطس کی انتیس

سال تک، ساطر کی سترہ سال تک، اصند کی گیارہ سال تک پھر ایک غیر معروف بادشاہ کی آٹھ سال تک پھر دونسیوس کی سولہ سال تک پھر قالوبطری کی سترہ سال تک حکومت رہی۔

یہ سارے بادشاہ یونانی تھے ان میں ہر ایک کے شروع میں بطلیموس کا لفظ استعمال ہوتا ہے، جیسا کہ فارس کے بادشاہوں کے لئے کسریٰ لقب معروف تھا۔ قالوبطری کے بعد مصاص شام کا حاکم بنا ان حکمرانوں میں سے سب سے پہلے جس نے پانچ سال تک حکومت کی اس کا نام ہایوس یولیوس تھا۔ اس کے بعد شام پر اغطوسطوس نے ترپن ۵۳ سال حکومت کی اس کے بعد بیالیس سال کا عرصہ گزرا تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے اس طرح عیسیٰؑ کی پیدائش اور سکندر اعظم کا دور حکومت کے درمیان تین سوتین سال کا فاصلہ بنتا ہے

اسکندر اعظم کے خلاف ایران کے بادشاہوں کا تزکرہ

اب ہم سکندر اعظم کی ہلاکت کے بعد تاریخ کی روشنی میں ایران کے دوسرے بادشاہوں کی حکمرانی کا تزکرہ کرتے ہیں اہل علم کا اس بات میں اختلاف ہے کہ اسکندر اعظم کے بعد عراق کے خلاف اطراف واکناف میں کس کی حکمرانی تھی نیز ان مذہب کے پیروکار بادشاہوں کی تعداد میں بھی اختلاف ظاہر کیا ہے جنہوں نے سکندر کے بعد بابل کے صوبے اردشیر بابکان کے آنے تک حکمران کی۔

ھشام بن محمد کہتے ہیں سکندر کے بعد ملاقس سلقیس کی حکومت آئی اس کے بعد نطیحس کی اور انہی سے مروی ہے کہ انطاکیہ کا شہر نطیحس نے ہی آباد کیا تھا۔ یہ حکمران عرب، اہواز اور فارس پر لشکر کشی کر رہے تھے۔ کہ دارا اکبر کا بیٹا ''اشک'' نامی ان کے مقابلے میں نکل گیا ''اشک'' مقام ''ری'' میں پیدا ہوا اور وہیں پروان چڑھا، اس نے نطیحس کے خلاف ایک عظیم لشکر جمع کیا۔ نطیحس نے بھی اس کے مقابلے کی ٹھان لی اور لشکر لے کر روانہ ہوا دونوں لشکروں کا مقابلہ ''موصل'' کے مقام پر ہوا نطیحس قتل کیا گیا۔ ''اشک'' کا اس سرزمین پر قبضہ ہوا۔ اب موصل سے ری اور اصبہانی تک اشک کی حکومت قائم ہوگئی۔

مذہب کے پیروکار تمام بادشاہوں نے اشک کے حسب ونسب کی وجہ سے بڑی تعظیم کی۔ اس کے کاموں کی تائید کی اور اس کو بڑی قدر و منزلت کی نگاہ سے دیکھا۔ وہ اپنے خطوط کی ابتداء اس کے نام سے کرتے تھے جب کہ اشک اپنے ہی نام سے ابتدا کرتا تھا تمام نے اس کو بادشاہ بنادیا۔ اور اس کو تحفے تحائف بھیجے حالانکہ اب تک نہ اس نے کسی کو اپنے عہدہ سے معزول کیا اور نہ ہی عہدہ سے نوازہ تھا۔

جوذر بن اشکان کی حکومت

اشک کے بعد جوذر بن اشکان کی حکومت آئی، ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ یہی وہ شخص ہے جس نے بنی اسرائیل کے خلاف دوسری مرتبہ لشکر کشی کی اور غالب آگئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بنی اسرائیل پر ان کے اس جرم کی پاداش میں مسلط کیا کہ انہوں نے حضرت یحیٰی بن زکریا کو ظلماً قتل کیا تھا۔ بنی اسرائیل بے تحاشہ قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں سے نبوت کو اٹھا لیا اور وہ ذلیل وخوار ہوگئے۔ اور ان میں پہلے انبیاء کے قتل ہونے کی وجہ سے انبیاء کی جماعت نہیں آئی۔

ھشام بن محمد سے مروی ہے کہ اہل روم فارس کی سرزمین پر حملہ آور ہوئے جنگی قیادت ان کا بڑا بادشاہ کر رہا تھا

اور وہ انطیخس (بابل کا سابق حکمران) کے خون کا قصاص لینا چاہ رہے تھے۔ ان دنوں بابل کا حکمران بلاش ابوار دوان تھا۔ جس کو بعد میں اردشیر بن بابک نے قتل کیا۔ بلاش نے اپنے تمام ہم عقیدہ بادشاہوں کو خطوط ارسال کئے کہ اہل روم ان کی سلطنت پر حملہ آور ہو رہے ہیں اور یہ کہ اہل روم کی فوج کا بہت بڑا مجمع اس کے پاس پہنچا چکا ہے۔ کہ جن کے برابر ان کے پاس فوج اور ساز و سامان نہیں۔ اور یہ بھی ان کو لکھ بھیجا کہ اگر میں (یعنی بلاش) شکست کھا گیا تو رومی تمام بادشاہوں پر غالب آ جائیں گے۔

ملوک طوائف کی طرف سے جنگ کی تیاری

پس ہر بادشاہ نے بقدر استطاعت مال و دولت، اسلحہ ساز و سامان اور جنگجو بلاش کو بھیجے یہاں تک کہ اس کے پاس چار لاکھ فوجیوں کا اجتماع ہو گیا۔ بلاش نے اس لشکر کا حاکم صاحب الحضر کو بنایا۔ جو قریبی علاقے میں مذہب کے پیرو کار، بادشاہوں میں سے تھا۔ وہ ان کو لے کر چل پڑا۔ یہاں تک کہ رومی بادشاہ اور اس کے لشکر سے ملاقات ہو گئی نزولہ کا معرکہ ہوا۔ اس دوران رومی بادشاہ کام آ گیا۔ اور اس کے لشکر کی بیخ کنی ہو گئی۔

اس معاملے کے پیش نظر رومیوں نے قسطنطنیہ تعمیر کرایا، اور اپنے بادشاہ کو رومیوں نے وہاں منتقل کیا تا کہ محفوظ رہے۔ جس رومی بادشاہ کو پہلی مرتبہ اس شہر اور قلعہ پر لایا گیا وہ پہلا رومی بادشاہ تھا جو عیسائی بنا اس بادشاہ نے بنی اسرائیل کو فلسطین اور اردن سے بے دخل کر دیا کیوں کہ اس کو یقین ہو گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ کو ان بنی اسرائیل نے قتل کر دیا بنی اسرائیل سے صلیب کی وہ لکڑی بھی چھین لی جو بزعم ان کے حضرت عیسیٰؑ کی پھانسی میں استعمال ہو گئی تھی۔

اہل روم نے اس لکڑی کی بڑی تعظیم کی اور اس کو اپنے خزانے میں رکھوایا۔ یہ لکڑی آج تک ان کے پاس ہے۔ شاہان ایران یوں بکھرے رہے یہاں تک کہ اردشیر بن بابک آ گیا۔ جس نے ان تمام چھوٹی چھوٹی بادشاہتوں کو یکساں ختم کر دیا۔ ہشام کی روایت پوری ہو گئی تاہم انہوں نے ان سلطنتوں کے وقت اور ایام کا تذکرہ نہیں کیا۔

فارس کی تاریخ کے متعلق دوسرے اہل علم کی رائے

بعض اہل علم نے ایران کی تاریخ کی بارے میں کہا ہے کہ سکندر اعظم کے بعد دارا فارس حکمران بنا جو کہ غیر ایرانی بادشاہ تھا تاہم وہ اس کو مانتے اور اس کے باجگزار ہوتے، جس کی حکمرانی بلند بل (یعنی) عرب سرزمین پر ہوتی اہل علم سے مروی ہے کہ یہ لوگ سلاطین اشغان یا اسعان کہلاتے تھے۔ جو مذہب کے پیرو کار بادشاہوں کو زبردستی ہٹاتے تھے۔ ان لوگوں کی حکومت تقریباً ۲۶۶ سال رہی۔ اسی دوران اشکر بن اشجان نے دس سال حکومت کی، اس کے بعد سابور بن اشغان نے ساٹھ سال تک حکمرانی کی۔ اس کے دور حکومت کے اکتالیسویں سال حضرت عیسیٰ بن مریم فلسطین کی سرزمین پر رونما ہوئے۔

حضرت عیسیٰؑ کے آسمان پر اٹھائے جانے کے تقریباً چالیس سال بعد روم کے بادشاہ ططوس بن اسفیانوس نے بیت المقدس پر حملہ کیا۔ اہل شہر کو قتل کیا اور ان کی اولاد کو قید کیا اس کے حکم سے شہر کو تباہ کر دیا گیا اور اس کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی۔

پھر دس سال تک جوذرز بن اشغان الاکبر نے حکومت کی۔ اس کے بعد بیزن الاشغانی نے اکیس ۲۱ سال تک حکمرانی کی۔ پھر نرسی الاشغانی نے چالیس سال حکمرانی کی۔ پھر ہرمز اشغانی نے سترہ ۱۷ سال حکمرانی کی۔ پھر

اردان الاشغانی نے بارہ سال حکومت کی پھر کسریٰ الاشغانی نے چالیس سال حکمرانی کی، پھر بلاش الاشغانی نے چوبیس سال حکمرانی کی، پھر اردان الاصغر الاشغانی نے تیرہ ۱۳ سال حکمرانی کی۔ ان تمام کے بعد اردشیر بن بابک کی حکومت آئی

تاریخ فارس کے متعلق اہل علم کی تیسری رائے۔

بعض مؤرخین کہتے ہیں کہ سکندر کے بعد ایران کی سلطنت میں مذہب کے پیروکار بادشاہوں نے حکمرانی کی کیوں کہ سکندر نے اپنی حکومت کے ٹکڑے کر کے ان میں بانٹ دی تھی۔ ان میں سے ہر ایک اپنے حصے کی حکمرانی کے ساتھ الگ ہو گیا تھا، سوائے عراق اور اس کے اطراف واکناف کے، کیونکہ یہ علاقہ سکندر کی ہلاکت کے بعد روم کے زیر نگین رہا۔

مذہب کے پیروکار بادشاہوں میں سے ایک شخص تھا جس کو جبال اور اصبہان کا حکمران بنا دیا گیا تھا، اس کے بیٹے نے عراق پر قبضہ کر لیا تھا پس یہ خاندان ماھات، جبال اور اصبہان کا حکمران بنا جس طرح کہ ملوک الطوائف میں ایک نگراں اور صدر ہوتا تھا کیوں کہ یہ طریقہ پہلے سے مروج تھا۔ یہی وجہ ہے کہ بادشاہوں کی کتابوں میں اس خاندان کا تذکرہ ملتا ہے۔ ان کے علاوہ اور کسی کا نہیں ملتا۔

کہا جاتا ہے کہ عیسیٰ بن مریمؑ ملوک طوائف کے ۵۱ سال بعد اور یشلم کے مقام پر پیدا ہوئے ان بادشاہوں نے سکندر کے بعد اردشیر بن بابک کے کھڑے ہونے اور آخری بادشاہ اردوان کے قتل تک اپنی بادشاہت برقرار رکھی، یہ تقریباً ۲۶۶ سال کا عرصہ بن جاتا ہے، ان کے بعد اردشیر حکمران بنا۔

مؤرخین کا کہنا ہے کہ وہ بادشاہ جنہوں نے مملکت جبال پر حکمرانی کی۔ پھر اپنی اولاد کے لئے اپنی حدود سلطنت بڑھانے کی کوشش کیں ان میں سے ایک اشک بن حرہ بن رسبیان ہے۔ اہل فرس اس کو اشک بن دارا سمجھتے ہیں۔ جب کہ بعضوں کی تحقیق کے مطابق یہ اشک بن اشکان الکبیر تھا۔ جو کیبیہ بن کیقباذ کی اولاد میں سے تھا جس کی حکمرانی دس سال رہی۔ اس کے بعد سابور بن اشک بن اشکان نے اکیس ۲۱ سال حکمرانی کی۔ پھر جوذرز الاکبر بن سابور بن اشکان نے دس سال حکمرانی کی پھر بیرن بن جوذرز نے اکیس سال حکمرانی کی۔ پھر جوذرز الاصغر نے انیس سال تک حکمرانی کی پھر نرسہ بن جوذرز الاصغر نے چالیس سال حکمرانی کی۔ پھر ہرمز بن بلاش بن اشکان نے سترہ سال حکمرانی کی۔

پھر اردوان اکبر جو اردوان بن اشکان ہے، نے بارہ سال حکمرانی کی۔

اس کے بعد کسریٰ بن اشکان نے چالیس سال تک حکومت کی۔ پھر فرید الاشکانی نے نو سال حکمرانی کی۔ اس کے بعد بلاش اشکانی نے چوبیس سال حکمرانی کی۔ پھر اردوان اصغر کی حکومت آئی۔ جو اردوان بن بلاش فیروز ہے جس کا جد بھی کیبیہ بن کیقباذ تھا، کہا جاتا ہے کہ وہ اشکانی خاندان سب سے بڑا فرمانبردار تھا۔ عزت اور شہرت میں بڑھ کر تھا ملوک طوائف پر بھی بڑی سختیاں کرتا تھا۔ اس نے اصطخر صوبے پر اس لئے قبضہ جما لیا تھا کہ وہ اصبہان سے متصل تھا پھر اسے بھی پار کر کے فارس میں مقام جور کی طرف نکل گیا۔ اس پر بھی قبضہ کر لیا۔ آس پاس کے بادشاہ اس کے مزاج سے ڈر کر اس کے قریب ہوتے تھے۔ اس کی حکمرانی تیرہ سال رہی۔ اس کے بعد اردشیر کی حکومت شروع ہو گئی۔

مؤرخین کی چوتھی رائے

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ عراق، شام اور مصر کے درمیان علاقے پر سکندر کے بعد نوے ۹۰ بادشاہ آئے نوے

گروہوں میں، وہ سب کے سب مدائن کے بادشاہ کی تعظیم کرتے تھے۔ وہ سب اشکانی تھے۔ پس اشکانی بادشاہوں میں سے افقوہ شاہ بن بلاش بن سابور نے باسٹھ ۶۲ سال حکمرانی کی۔ سابور من افقوہ نے ۵۳ سال حکمرانی کی اسی کے دور حکومت میں حضرت عیسیٰ اور یحییٰ موجود تھے۔ پھر جوذرز بن سابور بن افقور کا دور آیا اس کی حکومت ۵۹ سال رہی۔ اسی نے بنی اسرائیل سے حضرت یحییٰ کے خون کے قصاص کے لئے جنگ کی تھی۔ پھر اس کے بھتیجے ابزان بن بلاش بن سابور کی حکومت ۴۷ سال رہی۔ پھر جوذرز بن ابزان بن بلاش کی حکمرانی ۳۱ سال تک رہی۔ پھر اس کے بھائی نرسی بن ابزان کی حکومت ۳۴ سال رہی۔ اس کے چاچا ہرمزان بن بلاش کی حکومت ۴۸ سال رہی۔ پھر اس کے بیٹے فیروزان بن ہرمزان بن بلاش کی حکمرانی ۳۹ سال رہی۔ تو اس کے بیٹے اردوان بن بلاش کی حکومت آئی۔ جسکو اردشیر بن بابک نے قتل کیا یہ اس خاندان کا آخری تاجدار تھا۔ جسکا دور حکومت ۵۵ سال رہا۔

مؤرخین کا خیال ہے کہ اسکندر اور مضافات کے تمام ملوک طوائف نے تقریباً ۵۲۳ مسلسل تک حکمرانی کی۔

ان واقعات کا ذکر جو ملوک طوائف کے دوران حکومت پیش آئے

عیسیٰ علیہ السلام

اہل فارس کا گمان ہے کہ حضرت مریم بنت عمران اور حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کی پیدائش کا واقعہ بابل پر سکندر کے غلبہ کے ۶۵ سال بعد، جب کہ اشکانی بادشاہوں کے ۵۱ سال بعد پیش آیا لیکن نصاریٰ کا خیال ہے کہ حضرت عیسیٰ کی پیدائش کا واقعہ سکندر کے غلبے کے تین سو تین سال بعد پیش آیا اور ان لوگوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت یحییٰ بن ذکریا کی ولادت حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ قبل ہوئی تھی۔ جب حضرت مریم حضرت عیسیٰ کے لئے امید سے ہوئیں تو ان کی عمر ۱۳ سال تھی۔

حضرت عیسیٰ اپنی ولادت کے بعد سے ارتفاع تک ۳۲ سال اور بتیس ۳۲ دن اس دنیا میں رہے۔ ان کے ارتفاع کے بعد حضرت مریم چھ سال زندہ رہیں۔ حضرت مریم کی عمر ۵۰ سال سے کچھ اوپر رہی۔

عیسائیوں کا یہ بھی خیال ہے کہ حضرت یحییٰ اور عیسیٰ نے تیس سال کی عمر میں نہر اردن میں صبغ کیا۔ اور حضرت یحییٰ ان کے ارتفاع سے قبل قتل کیے گئے تھے۔

حضرت ذکریا بن برخیا جو حضرت یحییٰ کے والد تھے اور عمران بن ماثان جو حضرت مریم کے والد تھے، ان دونوں کے حرم میں دو بہنیں تھیں ایک حضرت یحییٰ کی والدہ تھیں جب کہ دوسری حضرت مریم کی والدہ تھیں۔ جب حضرت مریم کی ولادت ہوئی تو ان کی والدہ کے انتقال کے بعد حضرت ذکریا نے ان کی پرورش کی۔ اس لئے کہ حضرت ذکریا حضرت مریم کے خالو لگتے تھے۔ حضرت مریم کی والدہ کا نام حنہ بنت فاقود تھا۔ جب کہ ان کی بہن کا نام اشباع بنت فاقود تھا۔

ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہم تک جو روایت پہنچی ہے۔ اس کے مطابق حضرت مریم کا نسب اس طرح ہے، مریم بنت عمران بن یاسہم بن امون بن منشا بن حزقیا بن احزیق بن یوثام بن عزریا بن امصیا بن یاوش بن احزیہو بن یارم بن یہشافاط بن اسیا بن ابیا بن رحبعم بن سلیمان۔

حضرت ذکریا کے ہاں حضرت یحییٰ کی ولادت ہوئی۔ بچپن ہی میں ان کو نبوت ملی۔ وہ لوگوں کو دعوت دیتے ہوئے شام میں داخل ہو گئے، وہاں حضرت یحییٰ اور عیسیٰ اکٹھے ہو گئے تھے۔ پھر اپنے قصد سے جدا ہو گئے۔

حضرت عیسیٰؑ کا تبلیغی وفد

مروی ہے کہ حضرت عیسیٰ نے بارہ حوارین (ساتھی) کا ایک وفد تیار کیا۔ ان میں حضرت یحییٰ کو بھی شامل کیا تا کہ لوگوں کو دین کی تعلیم دیں۔ ان کے ہاں ممنوع چیزوں میں سے بھتیجیوں سے نکاح بھی تھا۔ حضرت ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ نے اپنے بارہ حوارین میں حضرت یحییٰ کو بھی بھیجا تھا۔ تا کہ لوگوں کو تعلیم دیں۔

یحییٰ کا قتل

چونکہ بھتیجیوں کے ساتھ نکاح ان کے ہاں جائز نہ تھا۔ لیکن علاقے بادشاہ کی ایک بھتیجی تھی۔ جس کو وہ پسند کرتا تھا، اور اس کے ساتھ شادی رچانے کا ارادہ کیا۔ اب کیا تھا کہ روزانہ اس لڑکی کو پیغام بھیجا۔ اس لڑکی کی والدہ نے اس کو سمجھایا۔ کہ اب اگر بادشاہ تم سے شادی کی بات کرے تو اس کے سامنے ایک شرط رکھو، کہ اس وقت تک تم سے شادی نہ کروں گی کہ جب تک تم حضرت یحییٰ کو قتل نہ کرو۔ موقع آنے پر لڑکی نے بادشاہ کے سامنے بات کہہ ڈالی، بادشاہ نے بولا کہ تم کوئی اور شرط رکھو اس کو چھوڑ دو، لیکن لڑکی اسی پر مصر رہی۔ اب اپنے مذموم ارادے کے پیش نظر بادشاہ نے حضرت یحییٰ علیہ السلام کو بلوایا اور قتل کرا دیا اس کے اس ظلم کی پاداش میں اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کو ان پر مسلط کیا۔ اللہ تعالیٰ نے بخت نصر کے دل میں اس ظلم کا بدلہ لینے کی بات ڈالی۔ چنانچہ اس نے ایک سال میں تقریباً ۷۰ ہزار افراد مار ڈالے۔

بنی اسرائیل میں سے ایک شخص کا جواب

بعض صحابہ کرامؓ سے منقول ہے کہ بنی اسرائیل کے ایک آدمی نے خواب دیکھا کہ ایک یتیم غلام کے ہاتھوں بیت المقدس اجاڑ دیا گیا اور بنی اسرائیل قتل کیے گئے، اس غلام کا نام ابن ارملہ اور لقب بخت نصر تھا، خوابوں میں ان لوگوں کا بڑا اعتقاد تھا چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ خواب دیکھنے والا شخص اس یتیم غلام کے پیچھے نکل گیا تا کہ اس سے پوچھے۔ جب اس کے گھر پہنچا تو وہ لکڑیاں چننے جنگل گیا تھا۔ کچھ دیر کے بعد لکڑیاں سر پر اٹھائے آ گیا۔ گھر میں ایک طرف لکڑیاں ڈال کر بیٹھ گیا اب اس آدمی نے اس سے بات شروع کی۔ پھر اس آدمی نے اس یتیم غلام کو تین دراہم (روپے) دیئے تا کہ کچھ خرید لائے چنانچہ وہ بازار سے گوشت، روٹی اور شراب خرید کر لے آیا۔ دوسرے اور تیسرے دن بھی یہی کیفیت رہی تیسرے دن اس غلام یتیم سے کہا کہ اگر زندگی کے کسی گوشے میں تم بادشاہ بنا دیئے جاؤ تو میں آج ہی اس دن کی امان تم سے مانگ رہا ہوں، وہ بولا۔ کیا تم مجھ سے مذاق کر رہے ہو؟ اس شخص نے کہا کہ میں مذاق نہیں کر رہا ہوں۔ پس آپ مجھے امان کا پروانہ لکھ کر دے دیجئے۔ اس کی امی نے بھی بولا کہ لکھ دینے میں کیا حرج ہے۔ اگر ہو جاتا ہے تو آپ پر کوئی بوجھ نہیں ورنہ کوئی نقصان نہیں۔ چنانچہ اس نے امان کا پروانہ لکھ کر دے دیا۔ اب جاتے جاتے اس نے پوچھا کہ بادشاہ بننے کے بعد میں آپ کے پاس آ جاؤں گا اور آپ کے ارد گرد لوگوں کا وسیع حلقہ ہو، تو آپ مجھے کیسے پہچان لیں گے؟ اس نے جواب دیا کہ اپنے اس پروانے کو کسی ڈنڈی میں اٹکا کے اونچا کر دیں میں پہچان لوں گا۔

چنانچہ اس نے اس غلام کو بہت کچھ دیا۔

حضرت یحییٰ کی مظلومانہ شہادت

بنی اسرائیل کے بادشاہ حضرت یحییٰ کا بہت زیادہ احترام کرتے تھے۔ اپنے ہر معاملات میں ان سے مشورے لیتے تھے۔ اور ان کی مجالس میں شرکت کرتے تھے۔ ایک ایسا ہی عقیدت مند بادشاہ اپنی سوتیلی بیٹی کے ساتھ شادی رچانا چاہ رہا تھا۔ چنانچہ حضرت یحییٰ علیہ السلام سے مشورہ لینے پر انہوں نے اسے منع کر دیا۔ اور فرمایا کہ یہ تمھارے لئے جائز نہیں۔ یہ بات اس بادشاہ کی بیوی اور لڑکی کی والدہ کو پہنچی۔ اس کو حضرت سے بغض ہو گیا، اب وہ کسی طریقے سے حضرت یحییٰ کو قتل کروانا چاہ رہی تھی چنانچہ اس نے یہ سفارش کی کہ بادشاہ کی شراب کی محفل میں بنی لڑکی کا بناؤ سنگھار کر کے، زرق برق لباس پہنا کر بڑی پرکشش کر کے بھیج دی۔ اور ساتھ ہی سمجھا دیا کہ بادشاہ کو رعب دلا کر اپنے اور قدرت نہ دینا اگر وہ تمھاری طرف خوب متوجہ ہو تو یہ شرط رکھنا کہ مجھے حضرت یحییٰ کا سر چاہیے۔

چنانچہ لڑکی نے یہی فرمائش کی۔ بادشاہ کے ہزار بار منع کرنے پر بھی لڑکی اسی پر اڑی رہی۔ جب لڑکی اس شرط پر مصر رہی کہ مجھے حضرت یحییٰ کا سر اس طشت پر چاہیے ورنہ میں تمھیں اپنے قریب نہیں آنے دوں گی۔ آخر کار بادشاہ اس لڑکی کے دام میں پھنس گیا۔

لو آپ اپنے دام میں صیاد آ گیا۔

حضرت یحییٰ کو ذبح کروا کر طشتری میں اس لڑکی کے سامنے اس کا سر رکھوا دیا۔ اب بھی وہ سر بول رہا تھا' تمھارے لئے سوتیلی بیٹی سے نکاح جائز نہیں۔

جب صبح ہوئی تو دیکھا کہ اس سر سے خون ٹھاٹھیں مار کر بہہ رہا ہے اس پر مٹی ڈالی گئی۔ لیکن اب خون اس کے اوپر بھی جوش مارنے لگا۔ پھر مٹی ڈالی گئی، لیکن خون کیا تھا کہ تھمنے کا نام ہی نہیں لے رہا تھا یہاں تک کہ شہر کی چار دیواری کی دیواروں تک پہنچ گیا۔ اور وہ اب بھی جوش ہی مار رہا تھا۔

بخت نصر کا حملہ اور ستر ۷۰ ہزار آدمیوں کا قتل

یہ جانکاہ خبر جب صیحائین بادشاہ کو پہنچی تو اس نے شہر میں منادی کرائی۔ اور ایک لشکر بھیجنے کا فیصلہ کیا۔ باہمی مشاورت سے بخت نصر کو امیر جیش بنا دیا گیا۔ اب بخت نصر ایک عظیم لشکر لے کر اس شہر پر حملہ کے ارادے سے نکلا جب یہ لشکر اس مقام پر پہنچا اہل شہر نے اپنے شہر میں محصور ہو کر تمام داخلے کے مقامات کو بند کر کے رکھ دیا۔ چنانچہ بخت نصر اور اس کا لشکر سخت مشکلات کا شکار ہو گیا، اس پر سخت تنگی ہوئی اور سخت بھوکے ہو گئے۔ اب وہ واپس لوٹنے کا سوچنے لگے۔

اچانک بنی اسرائیل میں سے ایک عورت نکلی اور پوچھا کہ امیر لشکر کہاں ہے؟ چنانچہ امیر سے ملاقات کرائی گئی اس بوڑھی عورت نے کہا کہ مجھے علم ہوا ہے کہ آپ لوگ شہر کے فتح ہونے سے پہلے واپسی کا ارادہ کر رہے ہیں امیر لشکر نے کہا ہاں ایسا ہی ارادہ ہے۔ کیوں کہ یہاں پر ہمیں بہت ہی مشکلات کا سامنا ہے۔

اس بوڑھی عورت نے کہا کہ اگر میں اس شہر کو فتح کر کے تمھیں دوں تو مجھے کیا دو گے۔ کیا جس چیز کا میں مطالبہ کروں گی وہ دو گے اور کیا میرے کہنے پر تم حملہ کرو گے۔ اور میرے ہی کہنے پر رک جاؤ گے۔ امیر لشکر نے جواب دیا کہ ہاں ایسا ہی کریں گے۔

تو اس عورت نے اس لشکر کو ایک ترکیب سکھائی کہ تم اپنے لشکر کو چار حصوں میں تقسیم کرو۔ پھر ان کو شہر کے چار کونوں میں کھڑا کر دو۔ اور پھر اللہ کی طرف ہاتھ اٹھا کر دعا کرو۔ کہ یا اللہ ہم آپ سے فتح کی امید کرتے ہیں، حضرت یحیٰ کے خون کے عوض جو عنقریب گرنے ہی والا ہے۔ چنانچہ صبح ہونے پر امیر لشکر کے حکم پر ایسا ہی کیا گیا۔ اب شہر کی فصلیں گر پڑیں اور یہ لشکر چاروں طرف شہر میں داخل ہوا۔ اس عورت کے اشارے میں بعضوں سے ہاتھ روکا گیا۔ اور بعضوں کو قتل کیا گیا۔ اب وہ عورت اس لشکر کو اس مقام پر لے گئی جہاں حضرت یحیٰ کو قتل کیا گیا تھا۔ اور جہاں پر ابھی خون ابل رہا تھا۔ اس مقام پر ستر ۷۰ ہزار آدمیوں کو قتل کیا گیا۔ جب جا کے وہ خون تھم گیا۔

بیت المقدس کی دوبارہ تباہی

اس کے بعد اس عورت نے کہا کہ اب قتال بند کریں کہ اللہ تعالیٰ کسی نبی کے ناحق قتل پر اس وقت تک راضی نہیں ہوتا جب تک کہ اس قاتل اور قتل میں رضامند لوگوں کو بھی قتل نہ کیا جائے۔ اس کے بعد ایک شخص یحیٰ کا صحیفہ اٹھا کر حاضر ہوا تو اس کو اور اس کے گھر والوں کو زندہ چھوڑ دیا گیا۔ اس کے بعد بخت نصر نے بیت المقدس کو تباہ کیا اور اس کے اندر کوڑا کرکٹ اور دیگر مردار وغیرہ ڈالنے کا حکم دیا۔ یہاں تک کہ اس میں کوڑا کرکٹ ڈالنے والوں کے لئے ایک سال کا جزیہ وصول نہ کرنے کا اعلان کیا۔ اس معاملے میں اہل روم نے بھی اس کا ساتھ دیا کیوں کہ بنی اسرائیل نے حضرت یحیٰ کو قتل کر دیا تھا۔ اور یہ بنی اسرائیل کا مقدس مقام تھا۔ بیت المقدس کو تباہ کرنے کے بعد بخت نصر بنی اسرائیل کے لوگوں کو قید کر کے اپنے ساتھ لے گیا۔ اور ساتھ ہی دنیال، علیا، عزریا اور میشائیل وغیرہ کو بھی لے گیا جو کہ انبیاء کی اولاد میں سے تھے۔ جالوت کا سر بھی اپنے ہمراہ ہی لے گیا۔ جب اس معرکہ کو سر کرنے کے بعد بخت نصر واپسی میں بابل کے مقام پر پہنچ گیا تو صیحائین کے انتقال کی خبر سنی۔ اب اس کی جگہ خود ہی بادشاہ بنا۔ بادشاہت ملنے کے بعد دانیال کی شخصیت اس کی نظر میں بہت ہی معزز اور محترم تھی۔ یہ بات مجوسیوں کے دل کو نہیں بھائی۔ چنانچہ ان کے دل میں حسد کی بھڑک اٹھنے لگی۔ آگ نے ان کو دانیال کے خلاف چغل خوریاں کرنے پر مجبور کیا۔ آ کر کہنے لگے کہ دانیال اور ان کے ساتھی آپ کے معبود کی عبادت نہیں کرتے۔ اور نہ ہی آپ کا ذبیحہ کھاتے ہیں۔

چنانچہ بخت نصر نے ان کو بلایا اور پوچھا کہ کیا واقعی ایسی ہی بات ہے؟ انہوں نے بے دھڑک جواب دیا کہ ہاں [illegible] نہیں۔ ہم تو اپنے رب کی عبادت کرتے ہیں، اور کافر کا ذبیحہ بھی نہیں کھاتے۔ بادشاہ بخت نصر نے گڑھا کھودنے کا حکم دیا۔ بہت بڑی خندق کھود دی گئی۔ ان کو جو کہ چھ آدمی تھے اس خندق میں ڈال کر چیر پھاڑ کرنے والے بھوکے جانور ان پر چھوڑ دیے گئے تا کہ آن ہی آن میں ان کو نوچ ڈالیں۔ یہ معاملہ کر کے وہ گھروں کو چلے گئے اور اپنے بھی فاسد زعم میں کہ یہ جانور جو کہ کئی دنوں سے بھوکے ہیں ان کا بھرکس نکال دیں گے۔ بڑے اطمینان سے گئے۔ صبح کو جب واپس آئے تو چھ کے بجائے سات آدمی اس خندق میں بیٹھے ہوئے ہیں جب کہ وہ چیرنے والا جانور بھی پاؤں پھیلائے درمیان میں بیٹھا ہوا تھا۔

ان میں سے کسی ایک کو ادنیٰ سی خراش نہیں آئی تھی۔ صبح ان کو خندق سے جب نکالا گیا تو سات آدمی ایک جانور تھا۔ ایک ان میں سے دراصل ایک فرشتہ تھا جو ان کی حفاظت میں مامور تھا۔ اس فرشتے نے نکلتے ہی بخت نصر کو اس زور سے تھپڑ لگایا کہ وہ جانور بن گیا اور سات سال تک ان میں موجود رہا۔

مؤرخین کے مابین ایک اختلاف

ابوجعفر کہتے ہیں کہ مذکورہ قول میں یعنی حضرت یحییٰ کے قتل کی وجہ سے ہی بخت نصر نے بنی اسرائیل کو تہ تیغ کیا یہ بات چاہے جس سے بھی یہ مروی ہو مؤرخین، سیرت نگار اور ماضی کے شناساؤں کے نزدیک ہے۔تاہم اہل ملک وغیرہ کے نزدیک یہ بات غلط ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام اس بات پر متفق ہیں کہ بخت نصر نے بنی اسرائیل سے جنگ اس وقت کی جب کہ انہوں نے اپنے نبی شعیا کو قتل کیا اور یہ ارمیا بن حلقیا کے دور کی بات ہے ارمیا کے دور حکومت اور بخت نصر کے بیت المقدس کی تخریب اور یحییٰ بن زکریاؑ کی پیدائش کے درمیان ۴۶۱ سال کا فرق ہے۔اور یہ یہود و نصاریٰ کا قول ہے۔

اس کی تفصیل یوں بیان کی جاتی ہے کہ بقول ان یہود و نصاریٰ کے بیت المقدس کی بخت نصر کے ہاتھوں تخریب اور اس کی تعمیر کیرش بن اخشورش کے دور میں ہوئی جو کہ اردشیر بہمن میں اسفندیار بن یشتاسب کی طرف سے بابل کا گورنر تھا۔اردشیر کے بعد اس کی بیٹی کی طرف سے ستر سال تک اپنے عہدہ پر رہا۔پھر اس کی تعمیر کے بعد سکندر کے امور سلطنت سنبھالنے تک تقریباً ۸۸ سال لگے سکندر کی بادشاہت کے بعد سے حضرت یحییٰ کی ولادت تک ۳۰۳ سال لگے۔یہ سب ملا کر ۴۶۱ سال بنتے ہیں۔

مجوسیوں کا یہود و نصاریٰ سے اختلاف

مجوسی بیت المقدس کے انہدام کی مدت، بخت نصر کے واقعہ، بنی اسرائیل کے بعد سکندر کا بیت المقدس شام و دیگر پر قبضہ اور دارا کی ہلاکت کی مدتوں میں یہود و نصاریٰ سے متفق ہیں۔لیکن سکندر کے بعد سے حضرت یحییٰ کی ولادت کے مابین مدت میں اختلاف کرتے ہیں۔بقول مجوسیوں کے یہ مدت صرف ۵۱ سال کی تھی۔

نصرانیوں کا نظریہ

نصرانیوں کا خیال ہے کہ حضرت یحییٰ حضرت عیسیٰ سے چھ ماہ قبل پیدا ہوئے۔حضرت یحییٰ کے قاتل بادشاہ کا نام ھیرودس تھا۔یہ بادشاہ اپنے بھائی جس کا نام فیلفوس تھا، کی بیوی پر عاشق تھا۔ایک دن اس کے ساتھ زنا کرنا چاہا تو حضرت یحییٰ نے روک دیا، اور کہا کہ یہ حرام ہے۔یہ اس عورت کی بیٹی تھی جس کا نام دمنی تھا۔وہ بھی بادشاہ کے دل کو کھٹک رہی تھی ایک دن اس لڑکی نے بادشاہ کے دل کو ورغلایا۔پھر بادشاہ سے اس کی خواہش کے بارے میں سوال کیا۔تو بادشاہ بولا مجھے تیری بڑی خواہش ہے۔اس کے بعد لڑکی نے اپنی ایک حاجت کا بادشاہ سے تزکرہ کیا۔بادشاہ نے اپنے ماتحتوں سے اس لڑکی کی حاجت پوری کرنے کا حکم دیا۔اس لڑکی نے ان کو کہا کہ مجھے حضرت یحییٰ کا سر چاہیے۔تو ان لوگوں نے حضرت یحییٰ کو شہید کر کے اس کا سر پیش کیا۔جب بادشاہ اس سے مطلع ہوا تو سر پیٹنے لگا اور بہت زیادہ رویا دھویا۔تاہم جو ہونے والا تھا وہ ہو چکا۔

بنی اسرائیل کا ایک عبرت آموز واقعہ

محمد بن اسحاق سے مروی ہے کہ بنی اسرائیل جب بابل سے واپس بیت المقدس لوٹے تو بیت المقدس کی نئی تعمیر کی۔اللہ تعالیٰ نے ان پر کرم کیا اور انبیاء کا سلسلہ جاری فرمایا لیکن انہوں نے اپنی نافرمانیاں پھر سے شروع کیں کچھ

لوگوں نے انبیاء کی تکذیب کی اور کچھ کو قتل کیا۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے ان میں آخری پیغمبر حضرت یحییٰ اور عیسیٰؑ کو مبعوث فرمایا اور یہ سب آل داؤد میں سے تھے۔

روایت ہے کہ جب اللہ تعالیٰ نے حضرت عیسیٰؑ کو ان میں سے اٹھالیا، اور حضرت یحییٰؑ کو انہوں نے قتل کر دیا بعضوں کے نزدیک حضرت زکریاؑ کو قتل کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر بابل سے ایک بادشاہ بھیجا جس کا نام خردوس تھا۔ یہ بادشاہ بابل کے لوگوں کو لے کر ان کی طرف چل پڑا اور ملک شام میں جہاں پر یہ لوگ بستے تھے۔ یہ داخل ہوا۔ جب بنی اسرائیل کے علاقے میں پہنچ گیا تو اپنے ایک سردار سے جو کہ جلاد تھا اور نبوزرازان کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ کہا کہ میں نے اپنے پروردگار کے سامنے یہ حلف اٹھایا ہے کہ اگر میں اہل بیت المقدس پر غالب آ گیا تو اس کے بعد اس انداز میں قتل کروں گا کہ خون میرے لشکر کے وسط میں بہہ پڑے۔ یہاں تک کہ میں کسی اور کو قتل کرنے کے لئے نہ پاؤں، یہ کہہ کر اس جلاد سردار سے بولا کہ تم ان کو خوب قتل کرو۔ اب کیا تھا کہ نبوزرازان بیت المقدس میں داخل ہوا۔ اور اس مقام پر کھڑا ہو گیا جہاں وہ لوگ اپنی قربانیاں کیا کرتے تھے، تو دیکھا کہ خون ابل رہا تھا اور کھول رہا تھا۔ اس نے لوگوں کو بلا کر پوچھا کہ لوگو بتاؤ یہ کس کا خون ہے؟ اور مجھے سچ بتاؤ۔

لوگوں نے بتایا کہ یہ ہماری ایک قربانی کا خون ہے جو قبول نہ ہو سکی اسی وجہ سے یہ کھول رہا ہے۔ ہم آٹھ سو سال سے قربانیاں کرتے رہے ہیں سب قبول ہوتی رہیں مگر یہ قربانی قبول نہ ہو سکی۔ جلاد نے کہا تم جھوٹ بول رہے ہو اس پر لوگوں نے کہا کہ پہلے زمانے میں ہماری ہر قربانی قبول ہوا کرتی تھی لیکن جب سے ہمارے اوپر فرشتہ، نبوت اور وحی کے آنے کا سلسلہ ختم ہو گیا ہے۔ ہماری قربانی قبول نہیں ہو رہی ہیں۔

بنی اسرائیل کے ستر ۷۰ ہزار آدمیوں کے قتل کا واقعہ (دوسری روایت)

نبوزرازان کی تیور چڑھی ہوئی تھی۔ بنی اسرائیل کے تمام میلے بہانوں کو یکساں مسترد کر دیا اور قتل گاہ کو گرم کیا روایت میں ہے کہ اس نے بنی اسرائیل کے ۷۰ سرداروں کو قتل کیا لیکن خون نہ تھم سکا اس کے بعد اس کے حکم سے ۷۰۰ لڑکوں کو بلایا گیا اور تہ تیغ کیا گیا۔ تاہم کھولنے والا خون ٹھنڈے ہونے کا نام نہ لیتا تھا پھر سات ہزار آدمیوں کو ان کی عورتوں کے ساتھ قتل کرنے کا حکم جاری کر دیا۔ تاہم خون تھا کہ کھولتا ہی جارہا تھا۔ جب نبوزرازان نے جائزہ لیا کہ خون تھمنے والا نہیں۔ تو اس نے بنی اسرائیل کو مخاطب کر کے پوچھا۔

کہ اے بنی اسرائیل مجھے سچی خبر دو اور اپنے رب کے حکم پر صبر کرو۔ قبل اس کے کہ میں ایک بھی آگ پھونکنے والا مذکر یا مؤنث کو اس سرزمین پر نہ چھوڑوں گا اور سب کو قتل کر ڈالوں گا۔ حالانکہ تم لوگوں نے اس سرزمین پر حکومت کی اور تمام سیاہ وسفید کے مالک بنے رہے۔ جب معاملہ کو زیادہ بگڑتے ہوئے دیکھا اور قتال کی شدت کو محسوس کیا۔ تب انہوں نے سچی بات بتا دی اور کہا کہ یہ ہمارے ایک پیغمبر کا خون ہے۔ جو ہمیں اللہ کو ناراض کرنے والے کاموں سے روک دیتا تھا۔ اگر ہم اس کی پیروی کرتے تو ہم راہ یاب ہو جاتے۔ اور وہ ہمیں ہمارے بارے میں بتا دیتے تھے تو ہم ان کو جھٹلاتے تھے تو یہ اس کا خون ہے۔

نبوزرازان نے پوچھا کہ اس پیغمبر کا کیا نام تھا؟ تو لوگوں نے بتایا کہ یحییٰ بن زکریا تھا۔ جلاد نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے اور اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ تم سے انتقام لے رہا ہے۔

نبوزرازان کا قبول اسلام

جب نبوزرازان نے محسوس کیا کہ ان لوگوں نے سچ بولا تو سجدے میں گر پڑا اور اپنے فوجیوں کو حکم دیا کہ شہر کے دروازوں کو بند کر دو اور فردوس کی فوج کو شہر سے باہر نکال دو۔ اب وہ بنی اسرائیل کے ساتھ تنہا ہو گیا۔ اب اس نے یحییٰ بن زکریاؑ کو خطاب کیا اور کہا کہ اے یحییٰ! میرا اور آپ کا رب جانتا ہے کہ آپ کی وجہ سے آپ کی قوم کو کتنی تکلیف پہنچی، لہٰذا آپ تھم جایئے۔ اپنے رب کے حکم سے۔ قبل اس کے کہ میں آپ کی قوم کے ایک فرد کو بھی نہ چھوڑوں۔ اب اللہ کے حکم سے یحییٰ کا خون رک گیا۔ اور نبوزرازان نے اپنا قتال ختم کر دیا، اور کہنے لگا کہ میں اس رب پر ایمان لاتا ہوں جیسا کہ بنی اسرائیل نے ایمان لایا، اور اس کی تصدیق کرتا ہوں اور اس پر یقین کرتا ہوں کہ اس کے سوا کوئی اور رب نہیں اگر کوئی اور رب ہوتا تو یہ آسمان وزمین اپنی جگہ نہ تھمتے۔

پس اللہ ایک ہے وہ بابرکت ذات ہے، حمد، تکبیر، اور تعظیم والی ذات ہے، وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے جو اپنے علم، حکمت، عزت اور جبروت سے ساتوں آسمان پر حکومت کر رہا ہے۔

اور وہ ذات ہے جس نے زمین کو پھیلایا۔ اور اس میں بھاری پہاڑ رکھ دیئے تا کہ وہ ہلنے نہ پائے۔ اور یہی صفات میرے رب کے مناسب ہیں۔ اور ایسی ہی بادشاہت اس کے لائق ہے۔

اس وقت انبیاء کے سردار پر یہ وحی آئی کہ نبوزرازان سچے اور نئے ایمان والے ہیں۔ اور نبوزرازان نے بنی اسرائیل سے کہا کہ اللہ کے دشمن فردوس نے مجھے یہ حکم دیا تھا کہ میں تمھیں اس طرح قتل کروں گا کہ تمھارا خون اس کے لشکر میں بہہ پڑے۔ اب مجھے یہ کرنا ہی تھا کیوں کہ میں اس کی نافرمانی نہیں کر سکتا تھا، اور اب بھی مجھے یہی حکم ہے۔ اس پر بنی اسرائیل نے اس سے کہا کہ جو کچھ تمھیں کرنا ہے کر ڈالو۔ چنانچہ اس نے خندق کھودنے کا حکم دیا۔ اور ان کے مویشیوں کو منگوایا، جن میں گائے، بیل، خچر، اونٹ، گھوڑے اور بھیڑ بکریاں شامل تھیں۔ ان کو ذبح کروایا۔ یہاں تک کہ خون لشکر میں بہہ پڑا پھر ان مقتولین کی لاشیں منگوائیں جو اس سے پہلے قتل کیے گئے تھے۔ یہ ان جانوروں پر ڈال دیں گئیں۔ جس سے وہ خندق بھر گئی۔ جب فردوس نے دیکھا تو اس نے یہ سمجھا کہ یہ سب بنی اسرائیل کی لاشیں ہیں، تو اس کا دل ٹھنڈا ہو گیا۔

جب ان جانوروں اور انسانوں کا خون بہہ کر فردوس کے لشکر تک پہنچا تو اس نے قتل روکنے کا حکم دیا۔ اور کہا کہ بنی اسرائیل کا خون ہم تک پہنچ گیا ہے اور میرا انتقام پورا ہو گیا۔ پھر وہ اپنے لشکر کو لے کر بابل کی طرف چلا گیا۔

یہ بنی اسرائیل میں دوسرا اہم واقعہ تھا کیوں کہ اس سے قبل بخت نصر کا واقعہ تفصیل سے گزر چکا ہے ان دونوں واقعات میں بنی اسرائیل کو تہہ تیغ کیا گیا۔ ان کے شہروں کو اجاڑ دیا گیا۔ ان کے بچوں اور عورتوں کو قید کیا گیا۔ قرآن قریم نے ان دونوں واقعات کا تذکرہ مختصراً ۱۵ پندرواں پارے کے پہلے رکوع میں "**وقضینا الی بنی اسرائیل فی الکتاب**" سے "**ویتبروا ماعلوتتبیرا**" سے کیا ہے۔

حضرت یوسف اور حضرت مریمؑ کا ایک دلچسپ واقعہ

حضرت یوسف حضرت مریمؑ کے چچازاد بھائی تھے وہ دونوں مل کر کنیسہ کی خدمت کرتے تھے جب پانی ختم ہوتا تو دونوں اپنے اپنے مشکیزہ اٹھا کر چلتے اور ایک میٹھے پانی کے چشمے سے پانی لاتے۔ ایک دن حضرت جبرئیل کی

ملاقات حضرت مریم سے ہوگئی۔ وہ دن سال کا طویل ترین گرم دن تھا۔ اس دن حضرت مریم کے پاس پانی ختم ہوگیا تو انہوں نے حضرت یوسف سے کہا کہ آؤ چلیں پانی کے لئے، میرے پاس پانی ختم ہوگیا ہے، حضرت یوسف نے کہا کہ میرے پاس اضافی پانی موجود ہے آپ بھی اس پر گزارا کریں انشاء اللہ کل لے کر آئیں گے۔

حضرت مریم نے اپنا مشکیزہ اٹھایا اور اکیلی چل پڑیں یہاں تک کہ پانی کی اس گھاٹ تک پہنچ گئیں جہاں سے پانی لانا روز کا معمول تھا۔ تو وہاں حضرت جرائیل کو پایا۔ وہ انسانی شکل میں وہاں موجود تھے حضرت جرائیل نے ان سے کہا اے مریم! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کی طرف بھیجا ہے۔ تاکہ میں آپ کو ایک پاکیزہ لڑکا دوں۔ وہ کہنی لگی کہ میں اللہ کی پناہ میں آتی ہوں آپ سے اگر آپ پاکباز ہیں، کیوں کہ حضرت مریم کا خیال تھا کہ یہ کوئی انسان ہے۔

اس پر حضرت جرائیل نے فرمایا "انما انا رسول ربک" کہ میں آپ کے رب کا فرشتہ ہوں۔ حضرت مریم کہنے لگیں کہ "انی یکون لی غلام ولم یمسسنی بشر ولم اکُ بغیا قال کذالک قال ربک هو علی هین ولنجعله آیة للناس ورحمة منا و کان امر مقضیا.

(ترجمہ) کہ میرا لڑکا کس طرح ہوسکتا ہے جب کہ مجھے کسی انسان نہیں چھوا اور نہ ہی میں نافرمان ہوں حضرت جرائیل نے فرمایا، کہ ایسا ہی ہوگا۔ تیرے پروردگار نے فرمایا ہے کہ یہ ہم پر آسان ہے اور یہ کہ تاکہ ہم اس کو لوگوں کے لئے نشانی بنائیں اور اپنی طرف سے رحمت اور یہ معاملہ فیصلہ شدہ ہے۔

اس کے بعد حضرت جرائیلؑ نے حضرت مریم کے گریبان میں پھونک ماری اور چلے گئے۔ تب حضرت مریم نے اپنا مشکیزہ بھرا۔

وھب سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت جرائیلؑ کو حضرت مریم کے پاس بھیجا تو انہوں نے حضرت مریم کے لئے انسان کا روپ اختیار کیا۔ حضرت مریم نے کہا، میں اللہ کی پناہ میں آتی ہوں آپ سے اگر آپ پاکباز ہیں ۔ پھر حضرت جرائیل نے ان کے گریبان میں پھونک ماری اور وہ پھونک ان کے رحم تک پہنچ گئی۔

حضرت مریم کا تفصیلی واقعہ

حضرت مریم کا ایک قریبی رشتہ دار یوسف النجار کے نام سے تھا۔ یہ دونوں جبل صھیون کے قریب واقع ایک نہایت محترم مسجد چلے جایا کرتے تھے۔ اور اس مسجد کی خدمت کیا کرتے تھے اس مسجد کی خدمت کو بڑا ہی اعزاز سمجھا جاتا تھا۔ تو یہ دونوں یعنی حضرت مریم اور یوسف النجار اس مسجد کے تمام معاملات کو پورا کرتے۔ اس کو دھونی دینا، اس کی صفائی کرنا اور اس میں پانی وغیرہ بھرنا۔ یہ تمام معاملات اپنے ذمہ پوری کرتے۔ اس زمانے میں ان دو افراد سے زیادہ کوئی اس مسجد کی خدمت کرنے والا اور اس مسجد میں عبادت کرنے والا نہ تھا۔

حضرت مریم جب حاملہ ہوئیں تو اس کے حمل کا سب سے پہلے یوسف النجار نے ہی انکار کیا وہ سمجھتے تھے کہ ایسا ہو ہی نہیں سکتا۔ کیوں کہ حضرت مریم کی چوبیس گھنٹے کی زندگی ان کے سامنے تھی۔ بہر حال پہلے تو انہوں نے صاف انکار کیا۔ لیکن جب حضرت مریم کی طرف دیکھا تو معاملہ کے سچ ہونے نے ان کو حیرت میں ڈال دیا اور یہ واقعہ ان کی سمجھ سے بالاتر ہونے کے باعث ان کو بہت ہی مشکل میں ڈال دیا، اور ان پر بڑا ہی گراں گزرا۔ ان کو اس واقعہ کی حقیقت سمجھ میں نہیں آرہی تھی۔

یوسف جب حضرت مریمؑ پر تہمت اور الزام لگانے کا ارادہ کرتے تو حضرت مریم کی پاکدامنی، عظمت اور پاکیزہ فطرت ان کے آگے کوہ گراں بن کر حائل ہو جاتی۔ کیوں کہ حضرت مریمؑ کی زندگی کا ایک لمحہ بھی ان کی آنکھ سے اوجھل نہیں تھا۔ لیکن اس کے برعکس جب پیش آمدہ حالت کو دیکھتے تو ان کی برات کا اظہار نہیں کر پاتے، یوں ایک عظیم کشمکش میں مبتلا ہو گئے۔

جب یہ کشمکش ان کی بڑھ گئی تو انہوں نے حضرت مریمؑ سے بات کی ان کی پہلی بات جو حضرت مریمؑ سے ہوئی یہ تھی کہ آپ کے متعلق میرے دل میں ایک کھٹک پیدا ہو گئی ہے۔ جب میں اس کو دل ہی دل میں دبانے کی کوشش کروں اور چھپانے کی کوشش کروں تو وہ مجھ پر غالب آ جاتی ہے تو میں نے سوچا کہ اس کے متعلق کھلی گفتگو ہی میرے دل کو تسکین بخش سکتی ہے۔

حضرت مریمؑ اور یوسف النجار کے مابین گفتگو

حضرت مریمؑ نے یوسف سے کہا اچھا بات کریں۔ یوسف نے جواب دیا کہ میں وہی بات کر سکتا ہوں جو حقیقت میں ہے۔ آپ ہی مجھے بتلایئے کہ کیا بغیر بیج کے فصل ہو سکتی ہے؟ حضرت مریمؑ کا جواب تھا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کہ کیا بغیر بارش کے درخت اگ سکتے ہیں؟ حضرت مریمؑ کا جواب تھا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کہ مذکر کے بغیر کیا کوئی بچہ ہو سکتا ہے؟ حضرت مریمؑ کا پھر وہی جواب تھا کہ ہاں کیوں نہیں۔ کیا آپ نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے فصل اس دن اگائی تھی جب بیج کا وجود نہ تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے بغیر بارش کے درخت اگائے۔ اور اپنی ہی قدرت سے بارش کو درخت کی زندگی کے لئے وسیلہ بنایا۔ یوسف نے کہا میں یہ نہیں کہہ رہا بلکہ میرا مقصد یہ ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کا کسی چیز کو کرنے کا ارادہ ہوتا ہے تو "کن" کے امر سے وہ چیز وجود پذیر ہو جاتی ہے۔ حضرت مریمؑ بولی کہ کیا اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم اور ان کی بیوی کو بغیر ماں باپ کے پیدا نہیں فرمایا۔ یوسف نے جواب دیا کہ ہاں۔ اب یوسف کے دل میں بات آ گئی کہ اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم کا دخل ہو سکتا ہے۔ چنانچہ آگے سوال کرنے کی ان کو ہمت نہ ہوئی۔

پھر یوسف نے مسجد کی خدمت کی ساری ذمہ داری اپنے اوپر لے لی۔ حضرت مریمؑ کی جو ذمہ داریاں تھیں انہیں ان سے روک دیا اور یہ اس وجہ سے کیا کیوں کہ وہ حاملہ ہونے کے بعد بوجھل ہو گئی تھی۔ اور ان کا رنگ پیلا ہو گیا تھا ان کے چہرے سے تکلیف کے آثار نمایاں تھے۔ ان کا پیٹ بڑھ گیا تھا اور ان کی طاقت کمزور ہو گئی تھی۔

حضرت عیسیٰؑ کی ولادت

جب حضرت مریمؑ کے ہاں ولادت کا وقت قریب آ گیا تو ان کو حکم ہوا کہ آپ اپنی قوم سے ذرا جدا ہو جایئے کیوں کہ اگر وہ ولادت کے وقت آپ کے قریب ہوں تو آپ کے ساتھ کوئی مکر کریں گے۔ اور آپ کے بچے کو قتل کریں گے۔ چنانچہ انہوں نے اپنی بہن کے پاس جانے کا فیصلہ کیا۔ ان کی بہن بھی ان دنوں حضرت یحییٰ کے لئے امید سے تھیں۔ جب یحییٰ کی والدہ نے اپنی بہن سے ملاقات کی تو خوشی سے پھولے نہیں سما رہی تھیں۔ چنانچہ وہ سجدے میں گر پڑیں۔ حضرت مریمؑ کو یوسف مصر کی طرف لے گئے۔ اپنے گدھے پر سوار کر کے جاتے وقت حال یہ تھا کہ سواری کے دوران حضرت مریمؑ اور گدھے کی پالان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ تھی۔ بہر حال یوسف ان کو لے کر روانہ ہو گئے۔

جب اپنی قوم سے جدا ہو کر مصر کی نشیبی زمین پر پہنچ گئی تو حضرت مریمؑ کو خون آنا شروع ہو گیا۔ تو یوسف نے

ان کو ایک کھجور کے درخت کے قریب بٹھا کر گدھے کے اوپر پالان وغیرہ سے ان کے لئے پردے کا انتظام کیا۔ چونکہ موسم سردی کا تھا اس لئے حضرت مریم کا دردزہ بھی شدید تھا۔ جب تکلیف کی شدت آئی تو درخت سے چمٹ گئی۔ اب فرشتوں نے ان کو گھیر لیا اور حفاظت کا سامان بہم پہنچایا اور صف باندھ کر کھڑے ہو گئے۔

اب جب بچے کی ولادت ہوئی تو حضرت مریم بڑی غمگین تھیں۔ ان کو حکم ہوا کہ آپ غمگین مت ہوں کیوں کہ تیرے رب نے تیرے نیچے نہر جاری کر دی۔ (یہ ایک پورا رکوع نازل ہوا) اور آخر میں ان کو ہدایت دی گئی کہ اگر لوگ آپ سے اس بچے کے بارے میں پوچھیں تو کہہ دیجئے کہ میں روزے سے ہوں اور کسی انسان سے بات نہیں کروں گی بچے کی ولادت کے وقت سردی کا موسم تھا لیکن ان پر تازہ تازہ کھجوریں گرنے لگیں۔

شیاطین کی پریشانی

اس واقعہ کے رونما ہونے کے بعد روئے زمین پر موجودہ تمام بت جن کی پوجا ہوتی تھی اوندھے منہ گر گئے شیطان گھبرا گیا لیکن وجہ کسی کو سمجھ میں نہ آئی۔ سب وجہ تلاش کرنے لگے یہاں تک کہ سب ابلیس کے پاس آئے۔ وہ سمندر میں تخت پر بیٹھا ہوا تھا۔ وہ تخت اس تخت کے مشابہ تھا جو ابتداء میں پانی میں تھا۔ ابلیس اللہ تعالیٰ کے نور کے علاوہ نور دھارے ہوئے تھا۔ یہ سارے شیطان اس ابلیس کے پاس آئے جو کئی دنوں سے سرگرداں پھر رہے تھے۔ جب بڑے ابلیس صاحب نے ان شیطانوں کی جماعت کو دیکھا تو گھبرا گیا۔ کیوں کہ جب اس نے ان کو بکھیر دیا تھا آج تک ایک ساتھ ان کو نہیں دیکھا تھا پھر ابلیس لعین نے ان سے ماجرا پوچھا تو انہوں نے جواب دیا کہ روئے زمین پر کوئی اہم واقعہ پیش آیا، کیوں کہ سارے بت اوندھے منہ پڑ گئے ہیں ان بتوں سے بڑھکر بنی آدم کو ہلاکت کی طرف پہنچانے والا کوئی نہیں ہے کیوں کہ ہم ان بتوں کے پیٹ میں داخل ہو کر بولتے تھے۔ اور عقیدت مندوں کے معاملات کو سلجھانے کی کوشش کرتے تھے۔ وہ سمجھتے تھے کہ بت ہی سارا کچھ کرتے ہیں۔

اب جب یہ واقعہ پیش آیا ہے تو ان کی اہمیت بنی آدم کے ہاں کم ہوگئی ہے اور انہوں نے ان کو کمتر اور ذلیل سمجھا ہے۔ اب اندیشہ ہے کہ لوگ آئندہ ان بتوں کی پوجا چھوڑ دیں گے۔

پھر وہ شیطان کہنے لگے کہ ہم نے پوری روئے زمین کو چھان مارا ہے تمام سمندروں کو الٹ پلٹ کیا ہے غرض ہم سے جو کچھ ہو سکا ہم نے کر لیا ہے۔ تاہم اب تک کسی چیز کا پتہ نہیں چل سکا۔

ابلیس کی روانگی

ابلیس نے کہا یہ حادثہ بہت بڑا ہے لیکن مجھے معلوم تھا کہ ایسا واقعہ میری نظروں سے بھی اوجھل رہے گا۔ لہذا یہیں میرا انتظام کرو، یہ کہہ کر ابلیس اڑا، اور تقریباً تین گھنٹے تک غائب رہا اپنی پرواز میں اس مقام پر پہنچا جہاں حضرت عیسیٰ کی ولادت ہوگئی تھی۔ تو کیا دیکھتا ہے کہ فرشتے صف باندھ کر کھڑے ہیں اس کی سمجھ میں آیا کہ یہاں کوئی واقعہ رونما ہوا ہے اب معلومات لینے کے لئے وہاں آنا چاہا تو فرشتوں کا آسمان تک تانتا بندھا ہوا تھا۔

جب نیچے سے آنے کی کوشش کی تو فرشتوں کے قدم اس مقام سے بھی نیچے جمے ہوئے تھے جہاں تک ابلیس کی رسائی تھی۔ جب بیچ سے آنا چاہا تو فرشتوں نے اسے دھکے دیئے اور باہر نکالا۔

ابلیس کی واپسی

پھر ابلیس اپنے ساتھیوں میں لوٹ آیا اور ان سے کہا میں پوری روئے زمین پر گھوما ہوں مشرق، مغرب، بر و بحر، نیچے اور اوپر کی فضا میں ان تمام مقامات پر میں صرف تین گھنٹوں میں گھوما ہوں۔ مجھے جو رونما ہونے والا اہم واقعہ نظر آیا وہ حضرت مسیح یعنی عیسیٰ کی ولادت ہے اور اس کی وجہ ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت کے تمام مراحل کو مجھ سے پوشیدہ رکھا گیا۔ حالانکہ اس سے قبل کسی عورت کے رحم میں بچے کی آفرینش کی ابتداء کے مراحل ہوتے ہیں وہ میرے علم میں ہوتے ہیں۔ اور کوئی عورت بچہ جنم نہیں دیتی مگر میں وہاں حاضر ہوتا ہوں، اور میں امید کرتا ہوں کہ ان کے ذریعے سے ہدایت یافتہ لوگوں سے زیادہ کو میں گمراہ کردوں گا۔ اور ساتھ یہ بھی بتاؤں گا کہ کوئی نبی اس سے زیادہ نہ مجھ پر گراں ہے اور نہ تم پر۔

حق کا متلاشی گروہ

اسی رات کچھ لوگ نکلے جو اس اہم ولادت کے مقام کی تلاش میں جا رہے تھے ایک ستارے کی وجہ سے جو طلوع ہوا تھا اس سے پہلے یہ باتیں کافی مشہور تھیں کہ اس خاص ستارے کا طلوع ہونا نہایت اہم شخصیت کی نشاندہی کرتا ہے اور یہ بات حضرت دانیالؑ کی کتاب میں بھی تھی۔ یہ لوگ حضرت عیسیٰؑ کی تلاش میں نکلے۔ ان کے پاس سونا، رسی اور اینٹ تھی۔ وہ شام کے ایک بادشاہ کے پاس سے گزرے۔ اس نے پوچھا کہ یہ لوگ کہاں جا رہے ہیں؟ انہوں نے بات بتلا دی۔

تو بادشاہ نے پوچھا کہ اس سونے، رسی اور اینٹ کا کیا کام؟ کیا یہ چیزیں ان کو ہدیہ کرو گے۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ اہم چیزوں کی امثال ہیں۔ کیوں کہ سونا تمام اہم چیزوں کا سردار ہے اسی وجہ سے نبی بھی تمام اہل زمانے کے سردار ہیں۔ اور اسی لئے کہ اس سے زخم کو اور ٹوٹے ہوئے مقام کو باندھا جاتا ہے اسی طرح نبی بھی ہر بیمار اور مریض کی شفا کا باعث بنتا ہے، اور اینٹ اس لئے کہ اس کو پکاتے وقت دھواں آسمان سے باتیں کر رہا ہوتا ہے کوئی اور دھواں اس کو نہیں پا سکتا۔ اسی طرح نبی کو اللہ تعالیٰ اس طرح اٹھاتا ہے اور مقام عطا کرتا ہے کہ دوسرا اس کے قریب بھی نہیں پھٹک سکتا۔

جب یہ ساری باتیں اس بادشاہ سے ہوئیں تو اس نے اپنے دل میں سوچا کہ یہ آدمی تو خطرناک ہو سکتا ہے لہٰذا اس کو قتل کرنا چاہیے۔ یہ سوچ کر ان لوگوں سے کہا کہ تم جاؤ اور واپسی میں اس مقام کا پتہ مجھے بھی دو تا کہ میں بھی ایسا ہی کروں۔ یہ لوگ چلے اور وہ ہدایا حضرت مریمؑ تک پہنچا دیئے۔ واپسی پر ان لوگوں نے ارادہ کیا کہ اس بادشاہ کو بھی پتہ دیں۔ لیکن راستے میں ان کو ایک فرشتہ ملا اور اس نے ان کو روک دیا اور بتایا کہ اس بادشاہ کے عزائم اچھے نہیں لہٰذا تم اپنا راستہ تبدیل کر لو۔ چنانچہ انہوں نے ایسا ہی کیا۔

اب حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰؑ کو اس گدھے پر بٹھا دیا جس پر کہ حضرت یوسف ان کو لیکر یہاں سے لیکر آیا تھا پھر دونوں مصر آ گئے۔

حضرت مریم عیسیٰؑ کو بارہ سال تک لوگوں سے چھپائے پھرتی رہیں۔

حضرت عیسیٰ کی پہلی کرامت اور معجزہ

حضرت عیسیٰ کی پہلی کرامت اور معجزہ یہ ظاہر ہوا کہ ان کی والدہ ان کے ساتھ ایک صالح رئیس کے ہاں ٹھیری ہوئی تھیں۔ اس کی چوری ہوگئی۔ اس کے ہاں مساکین اور محتاج وضعفاء لوگوں کا بھی ٹھکانہ رہا کرتا تھا۔ صالح رئیس چوری کی وجہ سے پریشان ہوا۔ حضرت مریم بھی اس کی پریشانی کی وجہ سے پریشان ہوگئیں۔

حضرت عیسیٰ نے اپنی والدہ کو پریشان دیکھا تو آپ سے رہا نہ گیا آپ نے والدہ ماجدہ کو کہا کہ آپ مساکین کو اکٹھا کروایئے میں چور کا پتہ بتادوں گا۔ حضرت مریم نے صالح رئیس کو کہہ کر ان تمام ضعفاء ومساکین کو اکٹھا کروادیا۔

ان میں ایک اندھا اور ایک ٹانگوں سے معذور شخص بھی تھا۔ حضرت عیسیٰ نے اندھے سے فرمایا کہ تو اس معذور شخص کو اٹھا اور اپنے کندھے پر بٹھا۔ اندھے نے عاجزی ظاہر کی اور کہا کہ میں اس کو اٹھانے کی طاقت نہیں رکھتا۔ حضرت عیسیٰ نے فرمایا: کہ پھر رات اس کو کیسے سر پر اٹھالیا تھا۔ اندھا یہ سن کر پریشان ہوگیا پھر آپ نے اس معذور سے کہا کہ تم اس کے کندھے پر بیٹھ کر اوپر الماری تک ہاتھ پہنچاؤ۔ وہ بھی ہڑ بڑا کر انکار کرنے لگا حضرت عیسیٰ نے اسے بھی وہی کہا۔ پھر لوگوں نے اندھے کو مجبور کیا اور بالآخر اس نے معذور کو اپنے کندھے پر اٹھالیا اور معذور نے اوپر ہاتھ پہنچا کر دکھادیا۔ پھر انہوں نے چوری کیا ہوا مال بھی حاضر کردیا۔

رئیس کا مریم کو مال کی پیش کش کرنا

رئیس نے مریم کو مال کی پیش کش کرتے ہوئے کہا کہ اب آپ اس مال میں سے نصف لے لیں۔ حضرت مریم نے انکار کردیا۔ پھر رئیس نے حضرت عیسیٰ کیلئے لینے پر اصرار کیا تو مریم نے اس سے بھی منع کردیا۔ اس سے رئیس کے دل میں دونوں کی عظمت کا سکہ جم گیا۔ پھر اس نے عیسیٰ کے استقبال میں ایک عظیم الشان دعوت کا اہتمام کیا۔ جس سے حضرت عیسیٰ کی شہرت مصر کے علاقوں میں پہنچ گئی۔

دوسرا معجزہ

ایک مرتبہ رئیس کے ہاں ملکِ شام سے کچھ مہمان آکر قیام پذیر ہوئے۔ اس وقت رئیس کے ہاں شراب کا اہتمام نہ تھا سب مٹکے خالی پڑے تھے۔ جس سے رئیس کو کچھ سبکی کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت عیسیٰ نے اس معاملہ کو بھانپ لیا۔ آپ شراب خانے میں گئے اور جو بھی مٹکے خالی رکھے ہوئے تھے ان سب کے مونہوں پر اپنا دستِ مسیحائی پھیرتے گئے اور سب مٹکے عمدہ وخالص شراب سے لبریز ہوتے گئے۔

عیسیٰ کو شام لے جانا

پھر خدا کی طرف سے مریم کو داعیہ پیدا ہوا کہ ہمارے اس برگزیدہ بچہ کو شام لے جاؤ۔ آپ کی عمر اس وقت بارہ سال تھی۔ پھر آپ تیس سال تک شام میں رہے۔ حتیٰ کہ وہاں باقاعدہ وحی کا سلسلہ شروع ہوگیا۔ اور تین سال تک نبوت کا سلسلہ جاری رہا۔ پھر آپ کو آسمانوں پر اٹھالیا گیا۔

(اب ہم اجمالاً حضرت عیسیٰ کی زندگی کے متعلق بیان کریں گے۔)

ان کو آسمان پر اٹھانے کے بعد فاخرانہ لباس پہنایا گیا اور ان کو نور میں ملبوس کر دیا گیا۔ کھانے پینے اور ان کے تقاضوں کو ان سے روک دیا گیا۔ اب وہ عرش کے اردگرد فرشتوں کے ساتھ اڑتے ہیں۔ پس ان میں انسانی' ملکوتی' آسمانی اور زمینی غرض ہر طرح کے اوصاف موجود ہیں۔ حضرت عیسیٰ کے ارتفاع کے بعد تمام حواری پوری روئے زمین پر پھیل گئے۔

اس رات میں جس رات حضرت عیسیٰ کو اتارا گیا تھا۔ عیسائی دھونی دیتے ہیں۔

حوارین کی تبلیغ

حضرت عیسیٰؑ کے ارتفاع کے بعد تمام حوارین ان کے فرمان کے مطابق دنیا میں پھیل گئے۔ ان میں سے چند کا ذکر ہم کرتے ہیں۔ (۱) فطرس جو کہ حواری تھا اور ان کے ساتھ بولس بھی اتباع پر تھا لیکن وہ حواری نہیں تھا یہ دونوں تبلیغی مشن لے کر روم چلے گئے۔ (۲) اندرابیس اور متی یہ دونوں آدمی اس سرزمین کی طرف چلے جس کے مکین وحشی تھے اور وہ انسانوں کو کھا جاتے تھے۔ (۳) توماس یہ مشرق میں بابل چلے گئے تھے۔ (۴) فیلبس یہ قیروان کی طرف گئے تھے۔ (۵) قرطاجنہ افریقی اور یحنس یہ دونوں دفسوس چلے گئے تھے جو کہ اصحاب کہف کا علاقہ تھا۔ (۶) یعقوبس اور یشلم یعنی یروشلم (بیت المقدس) چلے گئے تھے۔

دو بڑے پتھر

ابن سلیم انصاری سے روایت ہے کہ ہمارے ہاں ایک عورت پر یہ نذر تھی کہ وہ جمع پہاڑ کو سر کرے گی۔ یہ پہاڑ مدینہ کے قریب واقع ہے راوی کہتے ہیں کہ میں اس عورت کے ساتھ اس پہاڑ پر چڑھا جب ہم اس کی آخری چوٹی پر پہنچے تو وہاں ایک قبر ہمیں نظر آئی۔ جس پر دو بڑے بڑے پتھر پڑے ہوئے تھے۔ ایک پتھر سرہانے کی طرف جب کہ دوسرا پاؤں کی طرف پڑا ہوا تھا۔ ان پر بنوحمید کی طرز تحریر پر کتابت کی گئی تھی۔ میری سمجھ میں نہیں آیا یہ کس کی قبر ہے۔

چنانچہ دونوں پتھر اپنے ساتھ میں اٹھا کر لایا۔ پہاڑ کے اوپر سے تھوڑا سا نیچے آیا تو وہ مجھے بہت بھاری لگے۔ ایک کو وہیں چھوڑ دیا۔ جب کہ دوسرا پتھر اپنے ساتھ نیچے لے آیا۔ اس پتھر کو سریانی زبان کے ماہرین کے سامنے پیش کیا تو وہ اس کو نہ پڑھ سکے۔ پھر کاتب زبور جو کہ یمنی تھا کے سامنے پیش کیا۔ وہ بھی نہ پڑھ سکا۔ پھر حمیری زبان کے ماہر کے پاس لے گیا تاہم اس نے بھی جواب دیدیا۔ غرض اس کتاب کو جاننے والا کوئی نہ ملا۔

عیسیٰؑ کی قبر

پھر میں گھر میں صندوق کے نیچے اس پتھر کو رکھ دیا۔ کئی سال وہاں رہا۔ پھر اچانک ہمارے ہاں ابن مان میں سے کچھ لوگ گھوڑوں پر آئے۔ جو کہ تسبیح کے دانے اور مہرے وغیرہ خرید رہے تھے۔ ان سے میں نے پوچھا کہ کیا تمھاری کوئی کتاب ہے یا تمھاری زبان کا کوئی ماہر ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں ہے۔ میں نے پتھر ان کو دکھایا تو وہ اس کو پڑھنے لگے۔ اس میں لکھا ہوا تھا کہ یہ قبر رسول اللہ حضرت عیسیٰ بن مریم کی ہے۔ جو یہاں کے رہنے والوں کے لئے آیا تھا۔ اس زمانے کے لوگوں کے پاس وہ نبی بن کر آیا اور جب وہ فوت ہو گئے تو پہاڑ کی چوٹی پر ان کو دفن کیا۔

روم کے بادشاہ کی کاروائی

ابن اسحاق سے مروی ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کے ارتفاع کے بعد یہودی حواریین کے اوپر ٹوٹ پڑے۔ان کو تپتی دھوپ میں ڈال دیتے اور طرح طرح کی تکلیفیں ان کو پہنچاتے۔ان کی بات روم کے بادشاہ کو پہنچی۔بنی اسرائیل اس وقت روم کے کنٹرول میں تھے۔وہ بادشاہ خود ستارہ پرست تھا۔

عیسیٰؑ کے اوصاف

اس بادشاہ کو یہ بات بتائی گئی کہ بنی اسرائیل میں ایک نبی آیا تھا وہ کمالات کا مجموعہ تھا۔وہ پیغمبر تھا۔عجیب و غریب چیزیں دکھاتا تھا۔مردوں کو زندہ کرتا تھا بیماروں کو شفا دیتا تھا، گارے سے پرندے بناتا تھا اوران میں جب اللہ کے حکم سے پھونک مارتا تو سچ مچ پرندے بن کر اڑنے لگتے۔غیب کی خبریں ان کو بتاتا تھا۔لیکن بنی اسرائیل نے ایسے نبی کو قتل کر ڈالا۔

بادشاہ کا عیسائیت قبول کرنا

بادشاہ نے افسوس کرتے ہوئے درباریوں سے کہا کہ تمھارے لئے ہلاکت ہو تم لوگوں نے پہلے کیوں نہیں بتایا۔خدا کی قسم اگر پہلے مجھے معلوم ہوتا میں ان کو یہ کام نہیں کرنے دیتا اب بادشاہ نے پھنسے ہوئے حواریین کی طرف اپنے بندے بھیجے چنانچہ اس مصیبت سے ان کو چھڑایا گیا۔بادشاہ نے ان سے حضرت عیسیٰؑ کے دین اور ان کے احکامات کے متعلق سوالات کیے۔انہوں نے تفصیلات ساری بتادیں۔بادشاہ متاثر ہوا اور حضرت عیسیٰؑ پر ایمان لایا۔اب اس نے بنی اسرائیل پر چڑھائی کی اور بہت سوں کو قتل کیا۔اس بادشاہ کے طفیل آج تک روم میں عیسائیت رائج ہے۔

بعض مؤرخین کی رائے

بعض مؤرخین کا کہنا ہے کہ حضرت عیسیٰؑ کی ولادت انموسطوس کے دور حکومت میں ہوئی۔انموسطوس کا کل دور حکمرانی ۵۶ سال رہا۔اس کی بادشاہت کے بیالیسویں سال حضرت عیسیٰؑ پیدا ہوئے۔

جب حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش ہوئی تو اس وقت بیت المقدس پر اہل روم کی بادشاہت تھی چنانچہ رومی بادشاہ قیصر کی طرف سے ھیر دوس کبیر بیت المقدس کا بادشاہ تھا۔اس دوران اس کے پاس شاہ ایران کا ایک وفد آیا۔یہ وفد حضرت مسیح کے مقام پیدائش کی طرف جارہا تھا۔غلطی سے اس کے پاس آگیا۔ایک کے پاس سونا، رسی اور اینٹ بطور تحفہ کے تھے۔ان لوگوں نے ھیر دوس کو یہ خبر دیدی کہ یہاں ایک بچہ پیدا ہونے والا ہے۔جس کا ستارا طلوع ہو چکا ہے وہ بچہ بہت اہم ہے۔ہم شاہ ایران کی طرف سے اس بچے کے ساتھ اپنی ہمدردی کا اظہار کرنے اور اس کی قربت حاصل کرنے کے لئے آئے ہیں۔

عیسیٰؑ مصر میں

ھیر دوس نے دل میں اپنے اقتدار کا خطرہ محسوس کیا۔چنانچہ اس نے اس بچے کو طلب کیا تاکہ ابھی سے اپنا راستہ ہموار کر لے۔فرشتے نے یوسف کو ھیر دوس کے عزائم سے آگاہ کیا جو کہ حضرت مریم کے ساتھ ہی کنیسہ میں رہتا تھا

اور اس کو حکم دیا کہ بچے اور اس کی ماں کو لے کر مصر کی طرف بھاگ جاؤ۔ چنانچہ یوسف نے ایسا ہی کیا۔

عیسیٰ شام میں

ایک عرصے کے بعد فرشتے نے پھر یوسف کو خبر دی کہ اب ان کو لے کر آ جاؤ کیوں کہ ھیر دوس مر گیا ہے اب اس کی جگہ اس کا بیٹا ارکلاؤس تخت نشین ہے۔ یہ شخص خطرناک نہیں ہے۔

بعد میں ارکلاؤس بھی مر گیا تو اس کی جگہ ھیر دوس صغیر بادشاہ بنا۔ اس کو یہودیوں نے حضرت عیسیٰ سمجھ کر سولی چڑھا دیا تھا۔ یہ لوگ سب قیصر کی طرف سے بطور گورنر یہاں کام کرتے تھے۔ ھیر دوس صغیر کے وقت قیصر طیباریوس تھا۔

ایک روایت ہے کہ حضرت عیسیٰ کا ہم شکل شخص جو سولی چڑھا اسرائیلی آدمی تھا۔ اس کا نام تھا الیشوع بن فنذیرا۔

طیباریوس کی حکمرانی ۲۳ سال رہی۔

رفع عیسیٰ کے بعد سے آنحضرت ﷺ تک کے شاہان روم کا تذکرہ

ابو جعفر کہتے ہیں کہ نصاریٰ کا خیال ہے کہ شام پر حکومت فلسطین کی طرف سے طیباریوس سے جایوس بن طیباریوس کے بعد قائم ہوئی جایوس کی حکمرانی چار سال تک رہی۔ جایوس کے بعد قلودیوس کی حکومت چودہ سال رہی۔

پھر نیرون حکمران بنا۔ اس نے فطرس اور بوس کو الٹا کر کے سولی چڑھایا تھا۔ اس کی حکومت بھی چودہ سال رہی پھر بوطلایوس کی حکمرانی چار سال رہی۔ پھر اسفسیانوس کی حکومت آئی۔ یہ شخص بیت المقدس کو منہدم کرنے اور بنی اسرائیل کو تہ تیغ کرنے تک اقتدار میں رہا۔

پھر طوطوس بن اسفسیانوس کی حکمرانی دو سال رہی اس کے بعد دومطیانوس نے اکیس سال تک حکومت کی پھر ططورس بن سفیانوس نے ۲۲ سال حکمرانی کی۔ پھر مرقوس اور اس کی اولاد نے انیس سال حکومت کی۔ پھر قوزموس نے تین سال حکومت کی۔ پھر فرطناجوس نے چھ ماہ حکومت کی۔ پھر سبروس نے چودہ سال حکومت کی اس کے بعد انطیاؤس نے سات سال۔ مرقیانوس نے چھ سال اور انطیانوس نے چار سال، حسندوس نے تین سال، نمسیانوس نے تین سال، جوردیانوس نے چھ سال، فلیفوس نے سات سال، داقیوس نے چھ سال، قالوس نے چھ سال، الریانوس اور فالینوس نے پندرہ سال، قلودیوس نے ایک سال، قریطالیوس نے دو ماہ، اور لیانوس نے پانچ سال، طیقطوس نے چھ ماہ، فولوریوس نے ۲۵ دن فرابوس نے چھ سال، قوروس اور اس کے بیٹوں نے دو سال، قلطبانوس نے چھ سال، محسیانوس نے ۲۰ سال قسطنطینوس نے ۳۰ سال، قسطنطین نے ۳۰ سال، پھر قسطنطین نے ۲۰ سال، الیانوس منافق نے دو سال، یویانوس نے ایک سال، مطیانوس اور غرطیانوس نے ۲۰ سال، خرطانوس اور نطیانوس صغیر نے ایک سال، تیاداسیس اکبر نے سات سال، ارقدیوسا ورانوریوس نے ۲۰ سال، تیاداسیس اصغر اور نطیانوس نے چھ سال، مرقیانوس نے سات سال، لدٗ نے چھ ماہ، زانون نے اٹھارہ سال، انسطاس نے ۲۰ سال یوسطیاس نے سات سال، یوسطیانوس الشیخ نے ۲۰ سال، یوسطنیس نے ۱۲ سال، طیباریوس نے چھ سال، مریقیس وتاذاسیس جو کہ اس کا بیٹا تھا نے بیس سال، فوقا نے سات سال، چھ ماہ پھر وہ قتل کیا گیا۔ آخر میں ہرقل کی حکومت آئی جس کی طرف آنحضرت ﷺ نے دعوت نامہ بھیجا تھا۔ اس نے تیس سال حکمرانی کی۔

اس طرح سے بقول ان کے بیت المقدس کے بخت نصر کے ہاتھوں انہدام کے بعد سے ہجرت تک تقریباً ایک ہزار سے کچھ اوپر سال بن جاتے ہیں، اور سکندر کی حکومت سے ہجرت تک تقریباً ۹۲۰ سال سے کچھ اوپر بن جاتے ہیں۔ اس حساب سے سکندر کے ظہور کے بعد سے حضرت عیسیٰؑ کی ولادت تک ۳۰۳ سال بن جاتے ہیں۔

مؤرخین کا قول ہے کہ بنی اسرائیل نے حضرت یحییٰؑ کو اردشیر بن بابک کے دور میں شہید کیا تھا۔ اور ان کا یہ بھی کہنا ہے کہ بخت نصر کو شام کا حکمران یہودیوں کو قتل کرنے کے لئے بنایا گیا تھا۔ اور وہ سابور الجنود بن اردشیر بابک کی طرف سے حکمران بنا تھا۔

قبائل عرب کا حیرہ اور انبار میں قیام

ملوک طوائف سے لے کر اردشیر بن بابک کی بادشاہت تک مختلف واقعات رونما ہوئے۔ ہشام بن محمد کے بقول ان میں سے ایک واقعہ قبائل عرب کا عراق وغیرہ کے آس پاس کے دیہاتوں سے حیرہ اور انبار اور اس کے مضافات میں بسنا بھی ہے۔

ہشام بن محمد سے مروی ہے کہ جب بخت نصر مر گیا تو وہ اہل عرب جن کو بخت نصر نے قتل کے غرض سے حیرہ میں ٹھہرایا تھا وہ انباریوں سے مل گئے۔ اب حیرہ ویران ہو گیا۔ ایک طویل زمانے تک وہ کھنڈر بن کر پڑا رہا۔ بلاد عرب میں سے کوئی شخص وہاں آنے جانے والا نہ تھا اس کے برعکس انبار میں خود انباری تھے ان کے علاوہ حیرہ سے آنے والے اہل عرب جن کا تعلق عرب قبائل بنو اسماعیل اور بنو معد بن عدنان سے تھا وہ لوگ بھی آ کر بسنے لگے۔

جب معد بن عدنان اور اس کے ساتھ جو قبائل عرب تھے ان کی اولاد زیادہ ہو گئی، تہامہ اور اس کے آس پاس کے علاقوں کو بھر دیا تو ان کے درمیان جنگ پھوٹ گئی۔ اور مختلف نزاع کے واقعات پیش آنے لگے۔

ان حوادث کے باعث وہ لوگ ٹکڑوں میں تبدیل ہو گئے۔ اور وسیع کشادہ جگہ تلاش کرنے نکل گئے۔ چنانچہ بلاد یمن اور مشارق شام اور ان علاقوں کے مضافات میں پہنچ گئے۔

کچھ قبائل ان میں سے بحرین آ کر آباد ہوئے وہاں پہلے سے ازد قبیلہ آباد تھا۔ یہ لوگ عمران بن عمرو کے زمانے میں یہاں آئے تھے۔ ان کا تعلق بنو عامر سے تھا۔ عامر کو ماء اسماء بن حارثہ کہتے ہیں۔ اور جو لوگ تہامہ سے آئے تھے وہ مالک اور عمرو تھے یہ دونوں فہم بن تیم اللہ کے بیٹے تھے۔ سلسلہ نسب یوں ہے۔ مالک وعمرو ابنا فہم ابن تیم اللہ بن اسد بن وبرۃ بن تغلب بن حلوان بن عمران بن الحاف بن قضاعہ۔

مالک بن زہیر بن عمرو فہم بن تیم اللہ بن اسد بن وبرہ یہ لوگ اپنی قوم کے ساتھ یہاں آئے۔ اسی طرح حیقار بن الحیق بن عمیر بن قنص بن معد بن عدنان اور عطفان بن عمرو بن الطمحان وزہر بن حارث بن مشلل وغیرہ سب لوگ یہاں آ کر بسنے لگے۔

جب بحرین میں بہت سارے قبائل کا اجتماع ہو گیا تو انہوں نے مل کر تنوخ کے مقام پر ایک سمجھوتہ طے کر لیا کہ ہم میں سے ایک دوسرے کی مدد کرے گا۔ گویا تنوخ نامی جگہ نے ان سب کو یکجا کر دیا۔

بعد میں نمارہ بن لخم کے کچھ بطون وہاں آ کر اترے مالک بن زہیر نے جذیمۃ الابرش بن مالک بن فہم بن نمانم بن دوس الازدی کو اپنے ساتھ تنوخ کی دعوت دی۔ اور اپنی بہن لمیس بنت زہیر کا نکاح اس سے کرا دیا۔ اب جذیمہ

بن مالک اور اس کی قوم نے جو پہلے سے وہاں تھی تنوخ سمجھوتہ میں شرکت کر لی۔ اب مالک اور عمرو جوفہم کے بیٹے ہیں از دقبیلہ ان کا حلیف ہوا۔

اجتماع کا زمانہ

قبائل عرب کا بحرین میں اجتماع، ان کا سمجھوتہ اور تحائف کا تبادلہ یہ سب کچھ ان ملوک طوائف کے دور حکمرانی میں ہوا جن کو سکندر نے اپنے بعد مختلف ٹکڑوں کا مالک بنایا تھا۔ یہ ملوک طوائف کا دور چلتا رہا یہاں تک کہ اردشیر بن بابک کی حکومت آئی تو اس نے ان پر غلبہ پالیا۔ اور یہ بادشاہ اس کے ہاتھ میں آ گئے۔

طوائف الملوک کی وجہ تسمیہ

ان چھوٹے چھوٹے بادشاہوں کو ملوک طوائف اس لئے کہتے ہیں کیوں کہ ان کی سلطنتیں بہت چھوٹی چھوٹی ہوتی تھیں۔ یہاں تک کہ چند محلات پر مشتمل بھی ہوتی تھیں۔ زمین کے اس چھوٹے سے ٹکڑے کے ارد گرد خندق کھود دی جاتی تھی۔ تاکہ دوسرا بادشاہ ان پر حملہ نہ کر سکے۔ اور وہ ایک دوسرے پر حملہ کرتے رہتے تھے۔ اور پسپائی یا فتح حاصل کرتے رہتے تھے۔ اس وجہ سے ان کا یہ نام پڑ گیا۔

روایت ہے کہ بحرین کے باشندوں نے عراق اور اس کے مضافات پر غلبہ حاصل کرنا چاہا، اور ساتھ ہی بلاد عرب کے آس پاس بسنے والے عجمیوں پر تسلط جمانے کی سوچی۔ چنانچہ انہوں نے ملوک طوائف کے باہمی نزاعات سے فائدہ اٹھایا۔ اہل بحرین اپنے اہل گرفت لوگوں کو عراق میں لے جانے میں کامیاب ہو گئے۔ ان منصوبہ بندیوں پر عمل درآمد کے لئے ایک جماعت کو تیار کر لیا۔ چنانچہ اپنے کو پیش کرنے والا پہلا قبیلہ حیقار بن الحلیق تھا۔ ان لوگوں نے بابل کی سرزمین پر جنگ کی اور فتح و کامرانی سے ہمکنار ہوئے۔ ان لوگوں نے وہاں کے باسیوں کو خوب قتل کیا جنہیں اردوانی یا ارمانی کہا جاتا تھا۔ یہ لوگ نفر کے مقام پر رہتے تھے۔

روایت ہے کہ قوم عاد کو ارم کہا جاتا تھا۔ جب وہ ہلاک ہو گئی تو ثمود کو ارم کہا جانے لگا۔ پھر انہیں کو ارمانین کے نام سے پکارا جانے لگا۔ یہ ارم کے باقی ماندہ لوگ تھے۔

مروی ہے کہ یہ لوگ پھر عراق کی سرزمین سے ہٹ گئے۔ بعد میں عرب انبار اور عرب حیرہ کے بھی حصہ دار ہو گئے تھے۔ اور اسی قنص بن معد کی طرف منسوب ہے عمرو بن عدی بن نو ابن ربیعہ بن عمرو بن الحارث بن سعود بن مالک بن عمر بن نمارہ بن لخم یہ قول معمر اور حماد کا ہے لیکن صحیح نہیں۔

پھر مالک و عمرو جوفہم بن تیم اللہ کے بیٹے تھے۔ مالک بن زہیر، عطفان بن عمرو بن الطمثان زہر بن الحارث اور صبیح ابن صبیح جو انبار کے مقام پر تنوخ سمجھوتے میں شامل تھے۔ ارمانی بادشاہوں پر غالب آ گئے پھر نمارہ بن قیس بن نمارہ اور بخذ اجن کا تعلق عمالیق کے ایک قبیلہ سے تھا، ملکان بن کندہ اور مالک و عمرو فہم کے بیٹے اور ان کے حلفاء یہ سب لوگ اردوانی بادشاہوں پر غالب آ گئے۔ ان سب کو مقام حیرہ میں اتارا جو بخت نصر نے ان عرب تاجروں کے لئے بنایا تھا۔ اور بخت نصر کی موجودگی میں، اہل عرب کے خلاف اعلان جنگ کے موقع پر یہ لوگ پکڑے گئے تھے۔

یہ لوگ اپنے علاقوں کو مضبوطی سے پکڑے ہوئے تھے۔ نہ وہ عجمیوں کے قریب ہوئے تھے اور نہ عجمی ان کے قریب ہوئے تھے۔ یہ سلسلہ چلتا رہا یہاں تک کہ تبع قوم آ گئی، یہ اسعد ابو کرب بن ملکیکرب اور اس کی قوم تھی۔ اس آدمی

نے یعنی اسعد ابو کرب نے کمزور لوگوں کو اپنا نائب بنایا۔ یہاں سے جانے کے بعد واپس لوٹا بھی نہیں۔ نائبین نے حیرہ اوران کے لوگوں کو بھی اپنے ساتھ ملالیا۔ اور یوں آپس میں مخلوط ہو گئے۔ اس بارے میں کعب بن جمیل نے شعر کہا ہے

و غدا تبع فی حمیر حتی نزل الحیرۃ من اھل عدن

تبع نکل گئے پھر سارے کے سارے لوٹ کر آ گئے اپنے مقبوضہ علاقے میں ٹھہرے، پھر اپنے نائبین کو اپنی جگہ برقرار رکھا، یمن کا رخ کیا اس قوم میں پہلے سارے قبائل تھے تاہم یہ سارے بنی لحیان میں سے تھے۔ جو کہ جرہم کی اولاد ہیں۔

تنوخ کی انبار اور حیرہ آمد

تنوخ معاہدے کے بہت سے شرکاء انبار، حیرہ، پھر حیرہ سے فرات کی بلندی اور مغرب تک اور انبار کے مضافات اور آس پاس آ کر یہودیوں کے خیموں کے قریب بستے تھے۔ ان دنوں وہ شہری آبادی یا مٹی کے بنے ہوئے گھروں میں نہیں بستے تھے اور نہ ہی اپنی بیویوں سے ہمبستری کرتے تھے۔

انبار اور حیرہ میں سکونت کے دوران ان کی جماعت کے کچھ اور لوگ بھی آ کر ان سے ملے جو عرب الضاحیۃ کہلاتے تھے۔ اس وقت ان کا پہلا بادشاہ مالک بن فہم تھا وہ انبار کے قریب رہتا تھا۔ مالک کے انتقال کے بعد اس کا بھائی عمرو بن فہم تخت پر براجمان ہوا۔ اس کے انتقال کے بعد جذیمۃ الابرش بن مالک بن فہم بادشاہ بنا۔

ابن کلبی کی روایت ہے کہ یہ بات بھی مشہور ہے کہ جذیمۃ الابرش عاربہ اولی میں سے تھا۔ تفصیل یہ ہے کہ وہ بنی وباء بن امیم بن لوذ بن سام بن نوح میں سے تھا۔

جزیمہ بادشاہ

روایت ہے کہ جذیمہ بڑا صاحب الرائے، امن پسند، دشمنوں پر غالب اور عقلمند آدمی تھا۔ یہ پہلا بادشاہ تھا کہ جس نے عراق کو بھی اپنی سلطنت عرب میں شامل کر لیا اور دشمنوں سے کئی جنگیں لڑیں۔

اس کو کوڑھ کی بیماری تھی۔ اہل عرب اس سے کتراتے تھے۔ لیکن اہل عرب میں اس کی عظمت شان تھی کہ کوڑھی ہونے کے باوجود وہ لوگ اس کو اس بیماری کی طرف منسوب نہیں کرتے تھے۔

روایت ہے کہ جذیمۃ الوضاح یا جذیمۃ الابرش کے محلات حیرہ اور انبار کے درمیان، بقہ، ہیت اور ان کے مضافات، عین التمر، خشکی کے اطراف میں غمیر، قطقطانہ اور ان کے آس پاس کی جگہوں پر تھے۔ اس کے پاس اموال کا ڈھیر لگتا تھا ہر طرف سے وفود آتے تھے۔

جذیمۃ طسم اور جدیس عرب قبائل سے ان کے علاقے میں جا کر لڑتا تھا۔ جب کہ طسم اور جدیس دونوں عربی بولتے تھے۔ یہ بات جب حسان بن تبع اسعد کو پہنچی تو اس نے ان قبائل کو فوجی امداد بھیجی تو جذیمۃ شکست کھا کر لوٹا۔ اور حسان بن تبع کے گھوڑوں نے جذیمہ کی فوج کا قلع قمع کیا۔ اس پر جزیمہ نے چند اشعار کہے۔

ابن کلبی کا کہنا ہے کہ ان میں سے تین اشعار حق ہیں باقی سب باطل ہیں۔ ابن کلبی نے زمانہ جاہلیت کے ایک اور شعر کا تزکرہ کیا ہے جو کہ گزشتہ زمانے میں لوٹ مار پر کہا گیا ہے۔

دو بتوں کی چوری

جزیمہ نے نبوت کا دعویٰ کیا اور غیب کی خبریں بتانے لگا اور ضیزنان کے نام کے دو بتوں کی پرستش کرنے لگا یہ دونوں بت حیرہ میں رکھے ہوئے تھے، وہ ان بتوں سے بارش مانگتا اور دشمن پر غلبہ اور فتح مانگتا تھا۔

قوم ایاد اباغ کے چشمے پر آباد تھی۔ اباغ عمالیق میں سے ایک شخص کا نام تھا۔ یہ لوگ جب یمن اباغ میں آکر بسے۔ تو جذیمہ نے ان سے جنگ شروع کی اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ ایک مرتبہ کا ذکر ہے کہ قوم ایاد کا ایک وفد ان دو بتوں کے مجاورین کے پاس آیا۔ انہوں نے ان مجاورین کو شراب پلائی۔ جب وہ شراب میں مست ہو گئے تو وفد کے لوگوں نے وہ دو بت چرا لئے۔ صبح کو جب پتہ چلا تو بت ایاد کے پاس تھے۔ قوم ایاد نے جذیمہ کو پیغام بھیجا کہ تمھارے بت ہمارے پاس ہیں۔ یہ بت آپ سے بیزار ہیں۔ اور اگر تم ہمیں یہ اطمینان دلا دو کہ آئندہ تم ہمارے ساتھ جنگ نہیں لڑو گے تو ہم بت تمہیں واپس کر دیں گے۔

قوم ایاد کے لڑکے کا شہزادی سے نکاح

ایاد قوم میں ایک لڑکا تھا جو بہت ہی حسین و جمیل تھا اس کا نام عدی بن نصر بن ربیعہ تھا۔ جزیمہ نے جنگ روکنے کی شرط میں اس لڑکے کو بھی شامل کر لیا چنانچہ دونوں بتوں کے ساتھ وہ لڑکا جذیمہ کے حوالے کیا گیا۔ جذیمہ نے جنگ روک دی۔ عدی کو اپنے ساتھ لے گیا۔ ایک مرتبہ شراب کا دور چل رہا تھا کہ بادشاہ کی بیٹی رقاش کی نظر اس حسین و جمیل لڑکے پر پڑی۔ چنانچہ پہلی ہی نظر میں وہ اس پر جان دینے لگی۔ اور اس لڑکے کو پیغام بھیجا کہ تم میرے ساتھ شادی کے لئے میرے گھر پر پیغام بھیجوا دو اس لئے کہ تم مجھے بہت اچھے لگتے ہو۔ لڑکے نے ڈر کے مارے صاف انکار کر دیا لیکن لڑکے کا جادو لڑکی پر چل چکا تھا۔ اس نے لڑکے کو طرح طرح کے گر سکھانا شروع کر دیئے۔

چنانچہ اس کو ایک ترکیب یہ بتائی کہ جب بادشاہ کی مجلس میں شراب کا دور چلے اور اس کے سارے ندماء حاضر مجلس ہوں تو تم بادشاہ کو خالص شراب پلا دینا اور باقی مجلس کو ملاوٹ والی شراب۔ جب بادشاہ مستی میں دھت ہو جائے تو اس کو میرا خطبہ نکاح دے دینا۔ اس وقت نہ وہ اس کی بات کو رد کرے گا اور نہ انکار۔ جب معاملہ طے ہو جائے اور شادی کی بات مکمل ہو جائے تو حاضرین مجلس کو گواہ بنا دینا۔ تو اس لڑکے نے وہی کچھ کیا جو لڑکی نے سکھایا تھا۔ سب سے پہلے بادشاہ کے چہرے پر شراب کا نشہ خوب چھا گیا تو لڑکے نے شادی کا پیغام دیا۔ بادشاہ نے جھٹ سے اقرار کر کے لڑکی کو اس کی ملکیت میں دیدیا۔

لڑکا خوشی خوشی اس رات لڑکی کے پاس گیا۔ شب زفاف ٹھاٹ سے گذاری۔ اس زمانے کے رواج کے مطابق شادی کے موقع پر ہاتھوں میں خلوق خوشبو ملنے سے اس کے اثرات رہ گئے تھے۔

دن کو جب جذیمہ نے اس کے ہاتھوں پر خلوق دیکھی تو پوچھا یہ کیا ہے؟

عدی نے جواب دیا کہ یہ شادی کے خلوق کے اثرات ہیں۔ جذیمہ کا دوسرا سوال تھا کہ کس کے ساتھ شادی ہوئی؟ لڑکے نے جواب دیا کہ رقاش کے ساتھ۔ اس پر جذیمہ نے پوچھا کہ کس نے تمہارا نکاح کرایا؟ جواب دیا کہ بادشاہ نے۔ اب جذیمہ کو ہوش آیا اس نے اپنا ہاتھ پیشانی پر مارا۔ اور افسوس کی وجہ سے زمین کی طرف جھک گیا۔ جب یہ کیفیت دیکھی تو عدی وہاں سے بھاگ کھڑا ہوا۔ اب اس پر جذیمہ نے یہ شعر پڑھا۔

ترجمہ: اے رقاش! سچ بتاؤ مجھ سے جھوٹ مت بولو۔ تم نے کسی آزاد سے زنا کیا ہے یا کمینے سے یا کسی غلام سے تم غلام ہی کی اہل ہو۔ یا اس سے بھی کم تر؟ یقیناً تم تو اس سے بھی کمتر ہو۔

رقاش نے جواب دیا کہ نہیں آپ نے ہی میری شادی ایک عربی آدمی سے کرادی جس کا حسب نسب معروف تھا۔ میرا اس پر کوئی اقرار نہ تھا اور نہ ہی میں اپنے نفس کی مالک تھی۔ چنانچہ اس نے اس عذر کو معقول سمجھا۔

عدی بن نصر کے قتل کا واقعہ

مذکورہ واقعہ کے رونما ہونے کے بعد عدی بن نصر اپنی قوم ایاد کے پاس لوٹ آیا۔۔ اور انہی کے پاس رہنے لگا اک دن عدی ایک لڑکی کے ساتھ نکلا۔ تو اس کی اپنی قوم کے ایک نوجوان لڑکے نے اس پر تیر اندازی کی اور اس کو قتل کر ڈالا۔ اب رقاش جس کے ساتھ اس کی شادی ہوگئی تھی چونکہ حاملہ تھی کچھ دنوں کے بعد اس کے ہاں لڑکا ہوا۔ جس کا نام عمر رکھا گیا۔ ماں اس بچے کی تربیت کرتی رہی۔ جب پروان چڑھ کر جوان ہوا تو ایک دن رقاش اس کو نیا خوبصورت لباس پہنا کر خوشبو لگا کر جذیمہ کے پاس لے آئی۔ جذیمہ دیکھ کر بہت ہی خوش ہوا اور بچے کے ساتھ اس کو محبت ہوگئی۔

اب جذیمہ کی اس بچے سے بڑی محبت تھی۔ جب بھی کہیں جانا ہوتا اپنے ساتھ رکھتا۔ ایک مرتبہ بڑی بارشوں ،سبزہ زار اور گل گلزار والا سال تھا۔ جذیمہ اپنے تمام اہل خاندان کو لے کر صحرا کی طرف چل نکلا۔ ان کے ساتھ عمر بھی تھا وہاں پہنچ کر ایک باغ میں ٹھہرے جو بڑے پھولوں اور تالاب والا تھا۔ اس باغ میں ڈیرہ ڈالنے کے بعد جذیمہ کے بیٹے اور عمر کھمبیاں تلاش کرنے اور چننے کے لئے نکلے۔ جب اچھی کھمبی ہاتھ لگتی تو جذیمہ کے بیٹے اسے کھا جاتے لیکن عمر نے ایک بھی ضائع نہیں کی۔ بلکہ سب کو لا کر جذیمہ کے ہاتھ میں ڈال دیا۔ اور یہ اشعار گنگنا کر پڑھا۔

هذا جناى و خياره فيه		اذ كل جان يده الى فيه

اس پر جذیمہ بہت ہی خوش ہوا۔ اس بچے کو اپنے ساتھ چمٹا لیا۔ اور اس کے لئے چاندی اور طوق کا جوڑا تیار کرنے کا حکم دیا۔ یہ پہلا عربی بچہ تھا جس نے طوق پہن لیا۔ بعد میں اس کا نام ہی عمر ذوالطوق پڑ گیا۔ عمر بڑے ہی ناز ونعم میں پل رہا تھا کہ اچانک اس پر جن حاوی ہوگئے۔ اور اس کو اٹھا کر لے گئے۔ اب کیا تھا کہ جذیمہ نے اس کی تلاش شروع کردی۔ تمام شہروں اور ملکوں میں تلاش کی تاہم اس کو کہیں بھی بچے کا سراغ نہیں مل سکا۔

عمرو بن عدی کا سراغ ملنا

مالک اور عقیل جن کا تعلق بلقین سے تھا۔ یہ دونوں جذیمہ کے پاس جارہے تھے تا کہ اسے کچھ ہدایا اور تحائف دیدیں۔ یہ دو آدمی شام سے آرہے تھے۔ درمیان سفر ایک جگہ کھانے کے لئے ٹھہرے۔ ام عمرو کے نام سے ان کی ایک لونڈی تھی۔ اس نے ان کو کھانا پیش کیا۔ اب یہ کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک ایک نوجوان بڑا گندہ حال، بکھرے ہوئے بال، لمبے لمبے ناخن اور مٹی سے اٹا ہوا ان کے پاس پہنچا۔ پہنچتے ہی بغیر پوچھے کھانے کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اور کھانا کھایا لونڈی نے اس کو جانور کے پائے دیئے۔ وہ بھی کھا گیا لونڈی نے ان دونوں کو شراب دی اور پھر مشکیزہ کا منہ بند کر دیا اس پر اس نوجوان نے شکوے کے انداز میں اشعار پڑھے۔

مالک اور عقیل نے اس نوجوان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس پر جواب تھا کہ میں عمرو بن عدی ہوں۔ چونکہ یہی وہ گمشدہ بچہ تھا جس کی تلاش جاری تھی۔ اور ہر علاقے میں اس کا چرچا تھا یہ جواب سنتے ہی وہ دونوں کھڑے ہوگئے

اس کو غسل کرایا۔ اپنے پاس موجود کپڑوں میں سے کپڑے پہنائے۔ اس کے ناخن تراشے۔ اور اس کے بال وغیرہ درست کئے۔ اب انہوں نے سوچا کہ اگر جذیمہ کو یہ بچہ ہمارے ہاتھوں مل جاتا ہے تو یہ ہماری کامیابی اور ترقی کا راز ہو سکتا ہے۔

چنانچہ نوجوان کو لے کر جذیمہ کے دروازے پر پہنچ کر دستک دی۔ اور نوجوان کو بازیاب کرنے کی خوش خبری سنادی۔ سن کر جذیمہ بڑا ہی خوش ہوا۔ اور اس کو اس کی ماں کے پاس بھیج دیا۔ اب وہ اپنی ماں کے پاس ہی رہنے لگا۔ کچھ عرصے کے بعد ماں اس کو لے کر آئی اور کہنے لگی کہ جاتے وقت اس پر ایک طوق تھا۔ اب وہ نہیں۔ اور کہا کہ جب سے یہ گم ہو گیا تھا تو آج یہ اس طوق کے ساتھ مجھے یاد آ رہا تھا۔ چنانچہ جذیمہ نے ایک اور طوق دلوانے کا حکم دیا۔

اس بازیابی کی خوشی کے صلہ میں جذیمہ نے ان دو آدمیوں سے پوچھا کہ تمھیں کس چیز کی ضرورت ہے انہوں نے جواب دیا کہ آپ کے ساقی بننا چاہتے ہیں۔ چنانچہ وہ جذیمہ کے شراب پلانے والے بن گئے۔ ان کا تذکرہ اشعار عرب میں ملتا ہے۔

جزیرہ کی سرزمین ملک شام اور اس کے مضافات پر عمرو بن ظرب کی حکمرانی تھی۔ یہ عملیقی کہلاتا تھا کیوں کہ عمالیق کے عمال میں سے تھا۔ جذیمہ نے سرزمین عرب سے اس کے خلاف فوج جمع کی۔ اور لڑنے کی تیاری میں مصروف ہو گیا۔ اس طرف سے عمرو بن ظرب بھی خبر پا کر ملک شام سے ایک عظیم لشکر لے کر آیا۔ دونوں فوجوں کے مابین زور کا معرکہ ہوا۔ عمرو بن ظرب موقع پر ہی ہلاک ہو گیا۔ جب کہ اس کی فوج بھی تتر بتر ہو گئی۔ جذیمہ اور اس کی فوج نے کامرانی کا علم لہرایا اور مال غنیمت لے کر واپس لوٹے۔

زباء کی جذیمہ کی دعوت

زباء کی فوج عمالیق اور عاربہ اولی کی اولاد تھی۔ تزید اور سلیم بن حلوان اور ان کے تمام متعلقین قبیلہ قضاعہ سے تعلق رکھتے تھے۔ زبا کی ایک بہن زبیبہ نام کی تھی۔ زبا نے اس کے لئے فرات کے غربی کنارے میں ایک بہترین محل تعمیر کروایا۔ سردیاں وہ اپنی بہن کے ہاں گزارتی تھی۔ موسم بہار میں بطن نجار میں ہوتی تھی۔ زبا کے پاؤں جب اچھی طرح جم گئے اور امور مملکت ان کی چاہتوں کے مطابق چلنے لگے اور اس کی حکومت مستحکم ہو گئی۔ تو اپنے باپ کا قصاص لینے کے لئے جذیمہ ابرش کے خلاف فوج جمع کی۔ زبا کی بہن زبیبہ چونکہ عقل مند، حازم اور دانا خاتون تھی اس نے اس سے روکا اور کہا کہ جنگ ڈھال کے مانند ہوتی ہے۔ جو کبھی تیرے ہاتھ میں اور کبھی دشمن کے ہاتھ میں ہوا کرتا ہے۔ اب یہ نہیں معلوم کہ اچھی اور بری تقدیر اور انجام کس کا ہے۔ زبا اب بات سمجھ گئی۔ اور اپنے فیصلے پر نظر ثانی کرنے لگی۔

چنانچہ اپنی بہن کے مشورے کو سراہا اور بولا کہ آپ کی بات بالکل حق اور سچ ہے۔ اور اپنی تمام فوجیں واپس بلا لیں اب جنگ کا ارادہ ترک کر کے دھوکہ اور حیلوں بہانوں سے اپنا کام نکلوانے کی کوشش میں مصروف ہو گئی۔ چنانچہ اس نے جذیمہ کو اپنی اور اپنے ملک کی طرف دعوت دے کر ایک خط لکھا۔ جس میں جذیمہ سے کہا کہ آپ میرے ملک کو اپنے ملک کے ساتھ کر کے ایک حکومت بنائیں۔ کیوں کہ عورتوں کی حکمرانی کو اچھا نہیں سمجھا جاتا کیوں کہ ان کی طاقت کمزور ہوتی ہے اور مملکت میں کوئی نظم و نسق نہیں ہوتا لہذا آپ ہی کی ذات میں مجھے امیدوں کی کرن نظر آتی ہے۔ میری ذات اور مملکت کے لئے آپ ہی مناسب ہیں۔

لہذا آپ آئیے میرے ملک کو اپنے ملک سے ملائیے۔ اور میرے معاملات کو بھی سلجھائیے۔
یہ خط لکھ کر جذیمہ کے دربار میں ارسال کیا۔ جب قاصد خط لے کر جذیمہ کے دربار میں پہنچا تو پڑھ کر جذیمہ نے اسے کوئی خاص اہمیت نہ دی۔ اور نہ ہی کوئی خاص جوش وخروش ظاہر کیا۔ تاہم اس نے اپنے تمام ارکان سلطنت اور وزیروں، مشیروں کو بلایا۔ اور یہ خط ان کے سامنے رکھ دیا۔ اور تمام حالات کا تذکرہ کرنے کے بعد ان سے مشورہ طلب کیا

جذیمہ کی زبا کی طرف روانگی

سب نے مشورہ دیا کہ آپ کو اس کی طرف جانا چاہئے اور اس کے ملک کو اپنے کنٹرول میں لینا چاہیے۔ لیکن ایک آدمی قصیر بن سعد نے اس کی مخالفت کر دی یہ شخص بڑا ہی عقلمند، سمجھدار اور ذہین تھا۔ اس نے کہا کہ یہ مشورہ جو آپ کو دیا جا رہا ہے سراسر غلط ہے اور دھوکہ پر مبنی ہے۔ لہذا وہاں نہ جائیں بلکہ آپ اس کو ایک خط لکھیں کہ اگر اپنے اس ارادے میں سچی ہے تو آپ کی حکومت کو تسلیم کر لے۔ ورنہ آپ اپنی ذات اس کے حوالے کر کے اس کے جال میں نہ پھنسیں۔ کیوں کہ آپ نے اس کے والد کو قتل کر کے اس کو تنہا کر دیا ہے۔ ان تمام باتوں کی جذیمہ اور اس کے وزرائے نے مخالفت کی۔ اس پر قصیر نے یہ شعر پڑھا۔

الی امرء لایمیل العجز ترویتی　　اذا انت دون مثی مرة لوذم

جذیمہ نے کہا کہ آپ کے مشورے کے تمام پہلو واضح نہیں ہیں یہ باتیں چلتی رہیں اب جذیمہ نے اپنے بھانجے عمرو بن عدی کو بلایا اور اس سے اس معاملے میں مشورہ طلب کیا۔ اس نے جذیمہ کی چلنے میں ہمت افزائی کی اور کہا کہ نمارہ میری قوم ابھی زبا کے ساتھ ہے آپ کے جانے کے بعد وہ آپ کا ساتھ دے گی۔ چنانچہ ان باتوں کو سامنے رکھ کر جذیمہ نے زبا کی طرف چلنے کا فیصلہ کیا۔ قیصر نے کافی ناراضگی کا مظاہرہ کیا۔
اب اہل عرب کا مقولہ ہے کہ (سبقتہ ابرم الامر) یہ اسی یقین سے نکلا ہے۔ بہر حال جذیمہ اپنے جانے کے فیصلہ کے بعد عمرو بن عدی کو اپنا نائب بنایا امور سلطنت عارضی طور پر اس کے حوالے کی۔

جذیمہ زباء کے پاس

عمرو بن عبدالجن کو اپنے لشکر کا سپہ سالار بنایا، اور خود اپنے ساتھیوں کو لے کر روانہ ہوا۔ نہر فرات کے مغربی کنارے میں جب پہنچے تو قصیر کو بلا کر پوچھا کہ کیا خیال ہے آپ کا؟ قصیر کا جواب تھا وہ اس سے پہلے مشورہ دینا چھوڑ چکا ہے۔ کچھ آگے جانے پر زبا کے قاصدین نے ہدایا اور تحائف کے ساتھ جذیمہ کا پرتپاک استقبال کیا۔ اب قصیر سے پوچھا کہ کیا خیال ہے؟
اس نے جواب دیا کہ خطرے کی علامات موجود ہیں۔ باتیں ہوتی رہیں۔ اس کے بعد قصیر نے کہا کہ عنقریب گھوڑوں کا دستہ آپ کے سامنے آئے گا۔ اگر وہ آپ کے آگے آگے چلیں تو سمجھو کہ دعوت دینے والی عورت سچی ہے لیکن اگر وہ آپ کے پیچھے یا دو پہلوؤں میں چلیں تو سمجھو کہ کچھ دھوکہ ہے۔
اب قصیر عصا گھوڑے پر سوار ہوا جو کہ جذیمہ کا گھوڑا تھا۔ تھوڑی دیر بعد ہی گھوڑوں کے دستے اور لشکر نے جذیمہ کو آ گھیرا۔ قصیر اور جذیمہ کے درمیان حائل ہو گئے۔ جذیمہ نے مڑ کر قصیر کی طرف دیکھا اور بولا کہ عصا پر سوار عقلمند کی ماں کی ہلاکت ہو۔ باتیں چلتی رہیں۔ اب جذیمہ اپنے دھوکہ کھانے پر اظہار افسوس کرتا جا رہا تھا کہ زبا کے پاس پہنچ

گئے۔

زبا کا ردعمل

جب زبا نے اس کو دیکھا تو سامنے آئی تو اس کے اندام نہانی کے بال گندے ہوئے تھے۔ جذیمہ کو خطاب کر کے کہنے لگی کہ یہ آداب عروسی ہیں۔ جذیمہ نے کہا کہ مرد انتہائی دور پہنچ چکا ہے۔ سیاہی خشک ہوگئی ہے اور دھوکہ اپنی آنکھوں سے دیکھ رہا ہوں۔ یہ باتیں چلتی رہیں۔ زبا نے کہا کہ مجھے پتا چلا ہے کہ بادشاہوں کے خون میں شفا ہوتی ہے پھر جذیمہ کو ایک دستر خوان پر بٹھایا۔ اس کو شراب پیش کی۔ اس نے شراب پی لی۔ اس کے بعد وہ بے ہوش ہو گیا اب زبا نے ایک طشتری منگوائی وہ اس کے سامنے رکھوادی اور اس کے ہاتھ کی دو رگیں کاٹنے کا حکم دیا۔

زبا کو یہ نجومیوں سے یہ بات پہنچ چکی تھی کہ بادشاہ کے خون کا ایک قطرہ بھی اگر طشتری سے باہر گرا تو اس کا بدلہ لیا جاسکتا ہے اور یہ بھی پتا چلا تھا کہ بادشاہ کی گردن صرف لڑائی کے دوران میں ماری جاسکتی ہے اس کے علاوہ بادشاہ کی گردن زدنی نہیں ہوسکتی۔ چنانچہ دونوں ہاتھوں کی رگیں کاٹ دی گئیں۔ خون بہنا شروع ہوگیا۔ جب اس کے ہاتھ کمزور ہو گئے تو کچھ قطرے نیچے ٹپکے۔ اس پر کہنے لگی کہ بادشاہ کا خون ضائع مت کرنا۔

جذیمہ کے خون کا بدلہ لینے کی تیاریاں

اس پر جذیمہ نے جواب دیا کہ خون والے کو قتل کر کے خون کی حفاظت کرو۔ اس کے بعد بادشاہ ٹھنڈا ہو گیا۔ تو زبا نے اس کے خون کو ایک خاص برتن میں محفوظ کرلیا۔ اس کاروائی کے بعد قصیر وہاں سے نکل گیا۔ اور حیرہ کے مقام پر عمرو بن عدی کے پاس چلا آیا۔ اور ساری صورت حال کا تذکرہ کیا۔ پھر قصیر نے پوچھا کہ اب کیا خیال ہے؟ بدلہ اور قصاص لیں گے یا تلواریں زنگ آلود کر کے رکھ دیں گے۔ اس پر عمرو بن عدی نے برجستہ جواب دیا کہ چلیں گے اور قصاص لیں گے۔ لیکن عمرو بن عبدالجن نے اس کی مخالفت کی لیکن جلد ہی وہ بھی عمرو بن عدی کے ہمنوا بن گیا۔

عمرو بن عدی کے متعلق کاہن کی پیش گوئی اور زبا کا ردعمل

قصیر نے عمرو بن عدی سے کہا کہ جلدی تیاری کر، اپنے ماموں کے خون کو زیادہ طوالت میں نہ ڈال۔ اس نے جواب دیا کہ بلندیوں کو زیر کرنے والے عقاب کا بدلہ لینے سے کیا وہ عورت مجھے روک سکتی ہے۔ یہ باتیں چلتی رہیں۔ زبا کے درباریوں میں ایک کاہن تھا، زبا نے اس سے اپنی مملکت اور معاملات کے مستقبل کے بارے میں سوال کیا، تو اس نے جواب دیا کہ میں تمھاری ہلاکت ایک حسین غلام کے ہاتھوں دیکھتا ہوں۔ جو کوئی امانت دار بھی نہیں۔ اس کا نام عمرو بن عدی ہے۔ لیکن تمھاری موت اس کے ہاتھوں سے نہیں البتہ اس کی وجہ سے تمھارے اپنے ہاتھوں واقع ہو جائے گی۔

اب وہ عمرو سے ڈرنے لگی۔ اور اپنی نشست گاہ میں مجلس ختم کردی۔ اب وہ شہر کے فصیل کے اندر محصور ہو گئی۔ اور کہنے لگی کہ اگر کوئی اچانک واقعہ رونما ہو جاتا ہے تو اپنے محل میں پناہ لوں گی۔ پھر اپنے ملک کے ایک بہترین مصور کو بلوایا جو تصویر سازی کا موجد تصور کیا جاتا تھا۔ اس کو تمام اسباب سے تیار کیا اور اس پر انعام واکرام کیا اور اس سے کہا کہ تم چلو عمرو بن عدی کے پاس بھیس بدل کر۔ اس کے اراکین سلطنت، وزراء اور حشم و خدم میں گھل مل جاؤ۔ اپنی تصویر سازی کا علم ان کو سکھاؤ۔ ان کو تہذیب وثقافت سکھاؤ۔

پھر عمرو بن عدی کی پہچان کے لئے اس کی تصویر کا رخ بنالینا، کھڑے ہوتے ہوئے، بیٹھتے ہوئے، سواری کرتے ہوئے، اسلحہ پہنتے ہوئے، کپڑے پہنتے ہوئے اور اس کے مختلف کپڑوں کا رنگ وغیرہ یہ سارے مناظر اپنی تصویر میں محفوظ کرلینا۔ جب یہ سب چیزیں بنالو تو لے کر میرے پاس آجاؤ۔

اب مصور چلا آیا اور عمرو کے پاس پہنچا اور اس نے وہی کام کیئے جو زبا نے اس کو کرنے کو کہے تھے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد ان تمام تصویروں اور حالات ومعاملات کو لے کر زبا کے پاس واپس پہنچ گیا۔ ان تصویروں سے زبانے عمرو کو پہچاننے کی کوشش کی۔ جس کیفیت پر اس نے عمرو کو دیکھا اس پر خون طاری ہوگیا۔

قصیر کا منصوبہ

اس طرف قصیر نے ایک پلاننگ تیار کرنے کی کوشش کی، اس نے عمرو سے کہا کہ میری ناک کاٹ دو اور میری پیٹھ میں کوڑے لگواؤ پھر دیکھیں کہ میں زبا کے ساتھ کیا معاملہ کرتا ہوں عمرو نے ایسا کرنے سے صاف انکار کیا اور کہا کہ ایسا کرنے کے لئے میرے پاس کوئی جواز نہیں۔

ابن الکلبی کی روایت ہے کہ زبا کے والد نے اس کے اور اس کی بہن کے لئے ایک سرنگ تیار کروائی تھی۔ اور زبا کی بہن کا محل شہر کی فصیل کے اندر تھا۔

بہر حال عمرو نے قصیر کو پلاننگ تیار کرنے کی اجازت دیدی۔

اس پر قصیر نے پہلے اپنی ناک کٹوائی، اپنی پیٹھ پر مار کے نشانات ڈلوائے، اس طرح کہ اہل عرب کے ہاں یہ مقولہ مشہور ہوگیا۔

(المکر ماجد ع انف قصیر)

قصیر نے اپنی ناک اتروائی اور پیٹ پر زخم کے نشانات ڈلوائے اور ایک بھاگنے والے شخص کی طرح نکلا اور لوگوں کے سامنے یہ ظاہر کیا کہ عمرو نے اس کے ساتھ یہ معاملہ کیا ہے۔ کیوں کہ بقول اس کے قصیر نے اس کے ماموں کے ساتھ دھوکہ کیا تھا اور اس کو زبا کی طرف چلنے پر اکسایا تھا اس کیفیت کے ساتھ وہ زبا کے دروازے پر پہنچا۔

لوگوں نے بتایا کہ قصیر دروازے پر ہے زبا نے اندر لانے کا حکم دیا جب داخل ہوا تو اس کی ناک غائب تھی اور پیٹھ پر زخم کے نشانات تھے زبا نے پوچھا کہ یہ کیا ہوا تمھیں؟ اس نے جواب دیا کہ عمرو نے میرے متعلق یہ گمان کیا ہے کہ میں نے اسکے ماموں کو دھوکہ دیا تھا۔ اور اسے چلنے پر اکسایا تھا۔ اس پاداش میں عمرو نے میرے ساتھ یہ معاملہ کیا جو آپ دیکھ رہی ہیں۔

اور میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں کہ آپ سے زیادہ اس پر بھاری کوئی نہیں ہے۔ اس بات پر زبا خوش ہوئی اور قصیر پر بڑا انعام واکرام کیا اب وہ اپنے ملک کی نظم ونسق اور تجربہ قصیر سے حاصل کرنے لگی۔ جب قصیر کو یقین ہو گیا کہ زبا نے اپنی ساری قلعی اس کے سامنے کھول دی اور اس پر اعتماد کرنے لگی تو اس سے کہا کہ عراق میں میرا بہت زیادہ مال ودولت ہے۔ وہاں پر نئی اور عمدہ چیزیں، کپڑے اور عطریات ہیں آپ مجھے بھیج دیں کہ میں اپنا مال اٹھالاؤں اور آپ کے لئے کپڑے اور نئے وعمدہ تحائف لے آؤں اور مختلف قسم کے تجارتی سامان، خوشبو اور چیزیں لے آؤں تا کہ تجارت کا آپ کو بھی نفع ملے۔

عراق میں بعض ایسی چیزیں ہیں جو ہر بادشاہ کے پاس نہیں ملتیں، عراق کی سی عمدہ مصنوعات یہاں کہیں میں نے نہیں دیکھیں۔ قصیر نے زبا کے سامنے ایسے خوبصورت انداز میں یہ باتیں پیش کی کہ اس سے رہا نہ گیا اور ایک اونٹ پر سامان لاد کر اس کو دیا اور کہا کہ عراق لیجا کر بیچو اور جو مال ملے اس کے بدلے وہاں کے کپڑے اور عمدہ مصنوعات لے کر آ جاؤ۔

چنانچہ قصیر ان چیزوں کو لے کر چل پڑا یہاں تک کہ عراق پہنچ گیا اور بھیس بدل کر حیرہ میں آیا عمرو بن عدی کے پاس پہنچ کر ساری صورتحال بتائی اور اس سے کہا کہ مجھے کپڑے اور دوسرے ساز و سامان دے دو۔ شاید اللہ تعالیٰ تمہیں زبا پر قدرت دینے والا ہے تاکہ تو اپنے دشمن کو قتل کر کے اپنا قصاص لے لے۔ اس نے ساری مطلوبہ چیزیں قصیر کو بہم پہنچائیں یہ سارا سامان زبا کے پاس لے کر گیا اور اسکے سامنے پیش کیا جو سامان لایا گیا تھا وہ زبا کو بہت اچھا لگا اور قصیر پر اس کا اعتماد مزید بڑھ گیا۔

دوسری مرتبہ پھر قصیر کو عراق بھیجا وہ بھیس بدل کر عمرو کے پاس آیا اور صورتحال سے آگاہ کیا اور زبا کی توقعات سے بڑھ کر سامان اور تحائف لے کر گیا اور پیش کیا اب قصیر زبا کا دست وابستہ بن چکا تھا۔ کوئی کام اس کے مشورے کے بغیر نہیں کرتی تھی۔ قصیر پر اس کا مکمل اعتماد قائم ہو چکا تھا۔

اب تیسری مرتبہ تجارتی سامان لے کر قصیر عراق پہنچا تو اس کی منصوبہ بندی آخری مراحل پر تھی۔ منصوبہ کی تکمیل کے لئے عمرو کے پاس گیا۔ اور اس سے کہا کہ میرے لئے اپنے معتمد ترین ساتھیوں کا ایک لشکر بناؤ۔ ان سب کے لئے بالوں کے کمبل بناؤ اور سب کو بوریوں میں بند کر دو۔ دو آدمی ایک اونٹ پر سوار کرا دو۔ رات کے وقت جب میں سرنگ اور قلعہ کے دروازے پر پہنچوں گا تو کھڑے ہو کر بوریوں میں بند آدمیوں کو نکالوں گا۔ واقعہ سے آگاہ ہو کر اہل شہر شور مچائیں گے۔ تو جو قتال کے لئے آگے بڑھیں ان کو قتل کرنا ہے اگر زبا اپنی سرنگ میں چھپنے کے لئے آ جائے تو اس کا کام بھی تمام کرنا ہے۔ یہ پلاننگ عمرو کو سمجھا دی۔

چنانچہ عمرو نے قصیر کے مشورے کے مطابق اچھے اوصاف کے حامل معتمد ساتھیوں کا ایک گروپ بنایا اور ان کو ساری باتیں سمجھا کر اونٹوں پر سوار کرا دیا۔ ایک خاص اونٹ پر دو آدمیوں اور اسلحہ کے ساتھ زبا کے لئے خاص کر دیا جب شہر کے قریب پہنچے تو قصیر اندر گیا اور قافلہ کے آنے کی خوشخبری دی۔ اور ان سے نکل کر دیکھنے کو کہا اور اونٹ کی قطاریں دیکھنے کو کہا نیز زبا کو بھی خوشخبری دی گئی۔

قصیر کی یہ عادت تھی کہ وہ دن کو چھپا رہتا اور رات کو سفر کرتا، یہ پہلا شخص تھا جس نے یہ طریقہ ایجاد کیا۔ بہر حال زبا دیکھنے کے لئے نکل آئی۔ جب اونٹوں کو دیکھا کہ ان پر اتنا سامان لدا ہوا تھا کہ اونٹوں کے پاؤں زمین میں دھنسے جا رہے تھے۔ یہ دیکھ کر زبا نے اس قافلے کی تعریف کی۔

دیکھ بھال لینے کے بعد اونٹوں کو شہر کے اندر لانے کے لئے ہنکایا گیا۔ جب آخری اونٹ دروازے کے دربان کے پاس سے گزرا تو اس کو تیز چلانے کے لئے کوکھ پر منخسہ کی نوک لگائی۔ غلطی سے وہ بورے میں بند آدمی کی کوکھ میں لگی جس سے اس کی آواز نکل گئی۔ دربان چونکہ نبطی تھا اس نے اپنی زبان میں بولا بتسقا بتسقا جس کے معنی ہیں کہ بوریوں میں کوئی شرانگیز چیز ہے۔ بات آئی گئی ہو گئی۔ کسی نے اس پر توجہ نہ دی۔ سوچی سمجھی پلاننگ کے تحت جب قافلہ شہر کے وسط میں پہنچ گیا۔ تو اونٹوں کو بٹھایا گیا اور ایک دم ان بوریوں سے مسلح آدمی باہر نکل آئے جس سے ان میں بھگدڑ مچ گئی

زبا کو قتل کرنے کے خصوصی دستے میں عمرو خود بھی شامل تھا قصیر نے اس کو وہ سرنگ دکھائی جو زبا کے لئے بنائی گئی تھی تا کہ کسی ہنگامی صورت میں اس میں پناہ لے سکے۔ چنانچہ عمرو جا کر اس سرنگ کے دروازے پر جا کر کھڑا ہو گیا۔

جب شہر میں ہنگامے شروع ہو گئے تو زبا اپنی پناہ گاہ کی طرف بھاگی جب دروازے میں پہنچی تو وہاں عمرو تیار کھڑا تھا جس کی تصویریں مصور سے بنوائیں تھیں چنانچہ دیکھ کر ہی قاتل کو پہچان لیا۔

اس کے بعد اس نے انگوٹھی کا نگ چوس لیا جس پر زہر تھا۔ اور کہنے لگی کہ میری موت میرے اپنے ہاتھ سے آئے گی تیرے ہاتھ سے نہیں اس کے بعد وہ گر گئی تو عمرو نے جا کر اس کا کام تمام کر دیا اس طرح سے جذیمہ کا قصاص لیا اور ملک پر قبضہ کر لیا۔ اور فاتح بن کر واپس لوٹے۔

عمرو بن عدی کا بادشاہ بننا

بہر حال جذیمہ کے بعد اس کا بھانجہ عمرو بن عدی بادشاہ بنا یہ پہلا عربی بادشاہ تھا جس نے حیرہ کو اپنا پایہ تخت بنایا۔ اور یہ پہلا حکمران تھا کہ اہل حیرہ اور عراق نے اپنی کتاب میں تعظیما اس کا نام لکھ دیا۔ مرتے دم تک یہ بادشاہ رہا۔ اس نے اپنے دور حکومت میں بڑی بڑی جنگیں لڑیں اور فتوحات کیئے۔ یہ اپنی ذات میں گم تھا کہ یہ کسی بادشاہ کے پاس گیا اور نہ اس کے پاس کوئی آیا بالآخر اردشیر بن بابک کی حکومت قائم ہو گئی تو یہ چھوٹی چھوٹی بادشاہتیں سب ختم ہو گئیں۔

طسم اور جدلیس کا ذکر

ابو جعفر سے روایت ہے کہ اب ہم طسم اور جدلیس کا تزکرہ کریں گے کہ یہ لوگ بھی پیروکاران مذہب بادشاہوں کے دور میں آئے۔ جدلیس کے آس پاس کا علاقہ حسان بن تبع کے زیر قبضہ تھا۔ جس کا تزکرہ بالتبع حمیر کے ذکر میں گزر چکا ہے۔

علماء عرب سے روایت ہے کہ طسم اور جدلیس یمامہ میں رہا کرتے تھے۔ یہ علاقہ بڑا ہی سرسبز، خوبصورت ترقی یافتہ اور بھلائیوں سے بھر پور تھا۔ طرح طرح کے پھل باغات کا سلسلہ، اونچے اونچے محلات غرض ہر طرح سے خوشحالی تھی لیکن طسم قبیلے کا ایک بادشاہ تھا جو بڑا ظالم اور جابر تھا خواہشات کا پیروکار تھا۔ اس کا نام عملوق تھا۔ یہ بادشاہ فطری طور پر جدلیس سے عناد رکھتا تھا اور انہیں ہمیشہ ذلیل کرنے کی کوشش کرتا تھا۔

بادشاہ کے خلاف سازش

اس کے ظلم کی ایک ادنی مثال ہے کہ اس نے ایک حکم جاری کر رکھا تھا کہ اس کی بادشاہت میں جدلیس کی کوئی عورت اپنی شادی کے بعد اپنے شوہر کے پاس اس وقت تک نہیں جا سکتی جب تک کہ اس کو پہلی رات بادشاہ کے حوالے نہ کیا جائے۔

یوں وہ اس کی بکارت زائل کر دیتا۔ ایک مرتبہ جدلیس میں سے ایک شخص سمی اسود بن غفار نے اپنی قوم کے سرداروں کو عار دلاتے ہوئے کہا کہ کیا ہم ایسی ذلت رسوائی اور دیوثی کی زندگی نہیں گزار رہے ہیں جو کتوں کی زندگی سے بھی بدتر ہے؟ اس طرح کی باتیں کر کے لوگوں کو جوش دلایا اور ان سے کہا کہ اب کھڑے ہو جاؤ اس ذلت کے خلاف اور

ہمیشہ کی عزت حاصل کرنے کے لئے میرا ساتھ دو۔ چنانچہ اس نے لوگوں کو ایک ترکیب بتلائی کہ میں بادشاہ، اس کے ہمنشیں اور اس کی پوری قوم کی دعوت کروں گا جب وہ لوگ اپنے زرق برق لباس میں شان وشوکت کے ساتھ آئیں گے تو پہنچنے پر بادشاہ پھر اس کے وزراء اور عمال کو قتل کر دیں گے۔ یہ دیکھ کر عام لوگ خوف سے خود ہی بھاگیں گے۔

چنانچہ اس پر فیصلہ ہوا سب نے اپنی تلواریں تیز کر لیں ان کو چمکا کے قریب ہی ریت میں دفنا دیا۔ جب بادشاہ اپنی قوم کو لے کر پہنچا تو پہلے ہی اسود بن غفار نے بادشاہ کو ٹھنڈا کیا اب سب اپنی تلواریں نکال لائے۔ سب شرکاء اور رؤساء کو قتل کر دیا لیکن ایک شخص ریاح بن مرہ ان میں سے بچ نکلنے میں کامیاب ہو گیا۔ یہ شخص سیدھا حسان بن تبع کے پاس جا کر اس سے مدد کا طلب گار ہوا اور سارا واقعہ سنایا۔

یمامہ کی نظروں کی تیزی

یہ سن کر حسان بن تبع اپنے قبیلے حمیر کو لے کر بدلہ لینے کے لئے روانہ ہوا۔ درمیان راستے میں ریاح نے حسان سے کہا قبیلہ جدلیس پر میری ایک بہن ہے جو وہاں شادی شدہ ہے۔ اس کو یمامہ کہتے ہیں اس سے زیادہ تیز نظروں والا اس روئے زمین پر کوئی نہیں۔ وہ تین میل کی مسافت سے دیکھ کر پہچان لیتی ہے۔ مجھے اندیشہ ہے کہ وہ اپنی قوم جدلیس کو بتا دے گی۔ اس خطرے کے پیش نظر آپ ان لوگوں کو بتا دیں کہ ہر شخص ایک درخت کاٹ کر اس کی شاخوں اور لکڑیوں کو اپنے آگے اور دائیں طرف اوٹ بنا دیں تا کہ اس کی نظروں سے بچ جائے۔ چنانچہ حسان نے اپنی قوم کو حکم دیا

حسان کا حملہ اور فتح

یہ ترکیب بنا کر آگے چل پڑے تھوڑی ہی مسافت طے کرنے کے بعد یمامہ کی نظر ان پر پڑی۔ اور اپنی قوم جدلیس کو اس سے آگاہ کیا کہ دشمن کی فوج آ رہی ہے۔ لوگوں نے اس سے پوچھا کہ تمہیں کیا نظر آ رہا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ میں لوگوں کو درخت کی اوٹ میں دیکھ رہی ہوں۔ جو گوشت نوچ رہے ہیں یا جوتا صحیح کر رہے ہیں لوگوں نے اس کو جھٹلایا۔ حالانکہ حقیقت حال ایسی ہی تھی۔ چنانچہ صبح سویرے حسان نے حملہ کیا اور ان کے علاقے کو تہہ وبالا کیا اور محلات کو تباہ کیا۔ اس وقت یمامہ بنت مرہ کو حسان کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ اس کے حکم سے یمامہ کی آنکھیں پھوڑ دی گئیں اندر سے دو کالی رگیں ظاہر ہوئیں۔ یمامہ سے پوچھا گیا یہ کالی چیزیں کیا ہیں، تمھاری آنکھ ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ یہ کالا پتھر ہے۔ جس کا نام اثمد ہے۔ اس کو میں بطور سرمہ استعمال کرتی تھی۔ یہ پہلی عورت تھی جس نے اثمد پتھر کو بطور سرمہ استعمال کیا۔ حسان نے اس جگہ یمامہ کا نام جوالیمامہ رکھ دیا۔ عرب کے شعراء نے حسان کے واقعے کو اپنے اشعار میں بیان کیا ہے۔

فتح کے بعد کے احوال

حوالیٔ مدینہ میں آباد یہودیوں میں سے بہت لوگوں کا قتل کیا کیوں کہ اوس اور خزرج نے ان یہودیوں کی بری ہمسائیگی کی شکایت کی۔ اس نے حسان کو سندھ کی طرف بھیجا۔ اور سمر اور ذوالجناح کو خراسان کی طرف بھیجا اور دونوں کو چین پر قبضہ کرنے کا حکم دیا سمر اسمرقند گیا اور اس کو فتح کیا اور یوں وہاں سے چین کی طرف پیش قدمی کی۔ حسان نے بھی ان کو مدد دی۔ بعض اہل یمن کا خیال ہے کہ یہ دونوں چین میں مر گئے ہیں۔ اور بعضوں کا خیال ہے کہ یہ دونوں بھائی اپنے اموال اور غنائم لے کر اپنی قوم تبع کی طرف لوٹے تھے پھر وہیں فوت ہو گئے۔

اصحابِ کہف

اصحاب کہف چند نوجوان تھے جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تھے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کا حال بیان فرمایا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کریم ﷺ سے فرمایا۔

"ام حسبت أن اصحاب الكهف الرقيم كانوا من آيا تنا عجبا"

ترجمہ: کیا تم یہ خیال کرتے ہو غار اور کتبہ والے ہماری نشانیوں میں عجیب چیز تھے۔

یہ نوجوان جس قوم سے تعلق رکھتے تھے اس قوم کی جس کتاب میں ان نوجوانوں کے حالات لکھے تھے، الرقیم سے مراد وہ کتاب ہے۔ قوم کے لوگوں نے ایک تختی پر ان نوجوانوں کے حالات لکھ کر اسے اس غار کے دروازے پر لٹکا دیا تھا جس غار میں انھوں نے پناہ لی تھی یا ان لوگوں نے وہ تختی اس پہاڑ پر نصب کر دی تھی جس میں ان نوجوانوں نے پناہ لی تھی، یا قوم نے ایک لوح پر لکھ کر وہ لوح اس صندوق میں رکھ دی جسے وہ نوجوان قوم کے ہاتھ چھوڑ گئے تھے "اذ أوى الفتية إلى الكهف" جبکہ چند جوان اس غار میں آ بیٹھے۔

اصحاب کہف کی تعداد

حضرت ابن عباسؓ کی روایت کے مطابق ان نوجوانوں کی تعداد سات تھی اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔

آپؓ نے بیان کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان "ما يعلمهم الاقليل" ان کا اصلی حال تو بہت کم لوگ جانتے ہیں کہ بارے میں کہ "انا من القليل" یعنی میں ان کم لوگوں میں شامل ہوں جو اصحاب کہف کی صحیح تعداد سے واقف ہیں وہ سات تھے حضرت قتادہؒ نے فرمایا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کرتے تھے۔

"انامن أولئك القليل الذين استثنى الله تعالى" میں ان تھوڑے سے لوگوں میں سے ہوں کہ جن کو اللہ تعالیٰ نے مستثنیٰ قرار دیا ہے، اصحاب کہف سات تھے اور آٹھواں ان کا کتا تھا۔

اصحاب کہف کے اسماء گرامی

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا ان سات میں سے جوان کے لئے کھانا خریدنے کا کام سرانجام دیتا تھا یمسلیخ ہے، جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب وہ اپنی نیند سے اٹھے تو انھوں نے کہا

"فابعثوا أحدكم بورقكم هذهِ الى المدينة فلينظر ايهاازكىٰ طعاماًفليأتكم برزقٍ منهُ"

اب اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کر اس شہر میں بھیجو، پھر دیکھے تو کون سا کھانا ستھرا ہے پھر تمہارے پاس سے اس

میں سے کھانا لائے۔

سفیانؒ نے حضرت مقاتلؒ سے نقل کیا ہے کہ، **فابعثوا احدکم بورقکم ھذہ الی المدینۃ**"(اب اپنے میں سے ایک کو یہ روپیہ دے کر اس شہر میں بھیجو) اس کھانے لانے والے کا نام یملیخ ہے۔

حضرت سلمہ نے حضرت قتادہؒ سے نقل کیا ہے کہ اس نوجوان کا نام "یملیخا" ہے۔

ابن اسحٰق فرماتے ہیں کہ نوجوانوں کی تعداد آٹھ تھی، چنانچہ ان کے قول کے مطابق ان کا کتا نواں تھا۔

حضرت سلمہ نے بتایا کہ ابن اسحٰق کہف کے نام بتاتے ہوئے فرماتے تھے کہ ان میں سے جو سب سے بڑے تھے جنھوں نے بقیہ سب کی طرف سے بادشاہ سے بات کی تھی"ان کا نام "ملسملینا" تھا، دوسرے کا نام "محسلمینا" تیسرے کا نام "یملیخا" چوتھے کا نام "برطوس" پانچویں کا نام "کسوطونس" چھٹے کا نام "بیرونس" ساتویں کا نام" رسمونس" آٹھویں کا نام "بطونس" نویں کا نام "قانوس" تھا۔

اصحاب کہف کونسی شریعت کے پیروکار تھے

عبداللہ بن ابی نجیح نے مجاھد سے نقل کیا کہ مجھے یہ بتایا گیا ہے کہ اصحاب کہف میں بعض کم عمری کی وجہ سے چاندی کی طرح سفید تھے، رومیوں کی ایک بت پرست قوم سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام کی توفیق عطاء کی علماء سلف کی ایک جماعت کے قول کے مطابق وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت کے پیروکار تھے۔

اصحاب کہف کا واقعہ کب پیش آیا

عمرو یعنی ابن القیس الملائی نے اللہ تعالیٰ کے فرمان"ان اصحاب الکھف والرقیم"(غار اور کتبہ والے) کے بارے میں بتایا: یہ چند نوجوان تھے جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین پر تھے، ان کا حاکم کافر تھا، بعض علماء کا خیال یہ ہے کہ ان کا غار میں پناہ لینے کا واقعہ حضرت مسیح علیہ السلام سے پہلے کا ہے، حضرت مسیح علیہ السلام نے اصحاب کہف کے بارے میں اپنی قوم کو آگاہ کیا، کیونکہ اللہ عزوجل نے ان کو جب نیند سے بیدار کیا تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام آسمان پر اٹھائے جاچکے تھے اور یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فترت کا زمانہ تھا اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے کہ کونسی بات درست ہے۔

علماء اسلام جس موقف پر قائم ہیں وہ یہ ہے کہ ان کا واقعہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پیش آیا ہے، رہی یہ بات کہ یہ طوائف کے بادشاہوں کے زمانے کا قصہ ہے، تو لوگوں کی قدیم تاریخ سے واقفیت رکھنے والے کسی شخص نے بھی اس کا انکار نہیں کیا۔

حاکم وقت اور جس پہاڑ کی غار میں پناہ لی گئی اس کا نام

اس زمانے میں ان کا ایک بادشاہ تھا۔ جسے دقینوس کہا جاتا تھا اس بادشاہ کے جو حالات ذکر کئے جاتے ہیں ان کے مطابق وہ بت پرست تھا۔ اسے پتہ چلا کہ چند نوجوان ان کے دین کے خلاف ہیں، بادشاہ نے انھیں طلب کیا تو وہ اپنا دین بچانے کے خاطر بھاگ کھڑے ہوئے حتیٰ کہ ایک پہاڑ تک پہنچ گئے، حضرت مجاھد نے ابن عباسؓ سے نقل کیا ہے کہ اس پہاڑ کو بخلوس کہا جاتا تھا۔

بت کی تنصیب

اسمٰعیل بن سدرس نے وھب بن منبہ کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ اصحاب کہف کے ایمان اور اپنی قوم سے ان کی مخالفت کا سبب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے ایک حواری اصحاب کہف کے شہر کی طرف آئے انھوں نے شہر میں داخل ہونا چاہا تو انھیں بتایا گیا اس شہر کے دروازے پر ایک بت نصب ہے شہر میں داخل ہونے والا ہر شخص اسے سجدہ کرتا ہے، حواری نے شہر میں داخل ہونا گوارہ نہ کیا (کیونکہ بت کو سجدہ کرنا پڑتا تھا) چنانچہ وہ اسی شہر کے قریب ایک حمام میں آ گیا اور حمام کے مالک کے پاس اجرت پر کام کرنے لگ گیا، حمام کے مالک نے محسوس کیا کہ اس کی وجہ سے حمام کی آمدنی میں برکت ہو رہی ہے اور اسے فراخی کے ساتھ رزق ملنے لگا ہے،

حواری کی دعوت

چنانچہ اس حواری نے حمام کے مالک کو اسلام کی دعوت دینی شروع کر دی بے تکلفی کے ساتھ صاحب حمام اور اس سے ملنے جلنے والے چند جوانوں کے پاس آنا جانا شروع کر دیا ،انھیں آسمان، زمین، اور آخرت سے متعلق بتانے لگا، یہاں تک کہ وہ حواری کی باتوں پر ایمان لے آئے اور اس کی تصدیق کر دی اور حسنِ سیرت میں حواری جیسے ہو گئے ،حواری نے صاحب حمام سے یہ طے کر رکھا تھا کہ رات میری ہو گی، یعنی میں رات کو کام نہیں کرونگا بلکہ میں رات کو عبادت میں مصروف رہونگا، جب نماز کا وقت ہوگا تو آپ مجھے نماز پڑھنے سے منع نہیں کریں گے، چنانچہ حواری اپنی شریعت کے مطابق کام کرتا رہا۔

حواری اور شہزادہ

ایک روز شہزادہ ایک عورت کو لیکر آیا اور اس کو لیکر حمام میں داخل ہو گیا، حواری نے اسے شرم دلاتے ہوئے کہا ،"انت ابن الملک و تدخل و معک ھذہ الکذا" آپ بادشاہ کے صاحبزادے ہو کر حمام میں اس طرح داخل ہو رہے ہیں کہ آپ کے ساتھ یہ فاحشہ عورت ہے، حواری کے کہنے پر وہ دونوں شرما گئے شہزادہ چلا گیا، دوسری مرتبہ آیا تو حواری نے اسے پھر اسی طرح عار دلائی ،اسے برا بھلا کہا اور ڈانٹا، شہزادے نے اس کا کچھ اثر نہ لیا اور حمام میں داخل ہو گیا اس کے ساتھ وہ عورت بھی داخل ہو گئی دونوں حمام میں مر گئے، بادشاہ آیا تو اسے لوگوں نے بتایا کہ حمام کے مالک نے آپ کے بیٹے کو قتل کیا ہے اسے تلاش کروایا گیا تو اس کا کچھ پتا نہ چلا اور وہ بھاگنے میں کامیاب ہو گیا بادشاہ نے پوچھا اس کے ساتھی کون ہیں؟ لوگوں نے ان نوجوانوں کا نام لیا انھیں تلاش کروایا گیا تو وہ بھی شہر سے نکل گئے۔

کتے کی رفاقت

ان کا گزر اپنے ایک ساتھی کے پاس سے ہوا جو اپنے کھیت میں کام کر رہا تھا، اور اس کا حال بھی وہی تھا جو ان کا تھا، انھوں نے اسے بتایا کہ ہماری تلاش جاری ہے، وہ بھی انھیں کے ساتھ ہو لیا اس کا کتا بھی اس کے ساتھ تھا حتی کے وہ ایک غار کے پاس پہنچے تو رات ہو گئی، چنانچہ وہ غار میں داخل ہو گئے اور کہنے لگے کہ ہم رات یہاں گزار لیتے ہیں صبح ہو گئی تو انشاء اللہ آپس میں مشورہ کر لیں گے، کہ اب کہاں جائیں گے، پھر ان کے کانوں پر مہر لگ گئی یعنی اللہ نے ان

پر طویل نیند مسلط فرمادی۔

بادشاہ کا انتقام

بادشاہ اپنے ساتھیوں کے ساتھ ان کے تعاقب کے لئے نکل کھڑا ہوا یہاں تک کہ انھیں پتا چل گیا کہ یہ غار میں موجود ہیں جب بھی کوئی شخص غار میں داخل ہونا چاہتا تو اس پر ایسا رعب طاری ہوتا کہ اسے غار میں داخل ہونے کی ہمت نہ ہوتی، ایک شخص نے بادشاہ سے کہا کہ اگر آپ ان کو پکڑنے میں کامیاب ہوگئے تو کیا آپ ان کو قتل نہیں کریں گے، بادشاہ نے کہا یقیناً انھیں قتل کر دوں گا تو اس شخص نے کہا کہ پھر آپ غار کا دروازہ بند کر دادیں اور انھیں باہر نہ نکلنے دیں خود ہی بھوک پیاس کی وجہ سے مر جائیں گے بادشاہ نے اس تجویز پر عمل کیا غار کا دروازہ بند ہو جانے کے بعد وہ عرصہ دراز تک غار میں پڑے رہے،

ایک چرواہے کا غار کھولنا

ایک چرواہا اس غار کے پاس بکریاں چرا رہا تھا کہ بارش ہوگئی اس نے دل میں کہا کہ اگر میں اس غار کے دروازے کو کھولنے میں کامیاب ہو جاؤں تو بکریاں غار میں داخل کر دوں گا اور بارش سے بچاؤ ہو جائے گا چنانچہ وہ اس کام میں مصروف ہو گیا، آخر کار اس نے غار کا اتنا دروازہ کھول لیا جس کے ذریعے بکریاں غار میں داخل ہو سکتی تھیں۔

اصحاب کہف کی بیداری

اللہ تعالیٰ نے ایک صبح کو ان کی روحوں کو ان کے اجسام میں لوٹا دیا، چنانچہ انھوں نے اپنے ایک ساتھی کو پیسے دیکر کھانا لانے کے لئے بھیجا وہ جب بھی اپنے شہر کے کسی دروازے پر پہنچتا تو وہاں اسے کوئی ایسی چیز ضرور نظر آتی، جو پہلے نہیں تھی حتیٰ کہ وہ ایک آدمی کے پاس آیا اور اس سے کہا کہ ان درہم کے بدلے میں مجھے کھانا دیدیں، اس شخص نے کہا یہ درہم آپ کہاں سے لائے؟ اس نے کہا کل میں اور میرے چند ساتھی شہر سے باہر چلے گئے تھے، ہمیں وہیں رات ہوگئی، رات وہیں رہے، صبح ہوئی تو انھوں نے مجھے کھانا خریدنے کے لئے بھیجا ہے دکاندار نے بتایا کہ یہ درہم تو فلاں بادشاہ کے زمانے کے ہیں آپ کو کہاں سے ملے ہیں۔

شاہ وقت کا اصحاب کہف کے پاس آنا!

دکاندار نے یہ قصہ حاکم وقت تک پہنچا دیا، یہ ایک نیک حاکم تھا حاکم نے پوچھا یہ پیسے آپ کو کہاں سے ملے ہیں؟ اس نے بتایا میں اور میرے چند ساتھی شہر سے باہر چلے گئے تھے اس اس طرح ہمیں غار میں رات ہوگئی رات وہیں گزاری، اب انھوں نے مجھے کھانا خرید کر لانے کو کہا ہے، بادشاہ نے سوال کیا کہ آپ کے بقیہ ساتھی کہاں ہیں؟ اس نے کہا: غار میں، لوگ اس کے ساتھ چل دیئے یہاں تک کہ غار کے دروازے پر پہنچ گئے اس شخص نے کہا کہ پہلے مجھے اپنے ساتھیوں کے پاس جانے دیں، جب وہ ان کے قریب پہنچ گیا تو اس کو اور دوسرے ساتھیوں کو دوبارہ نیند نے آلیا، ان لوگوں نے انھیں اس حال میں دیکھا تو اندر داخل ہونا چاہا مگر جب بھی کوئی شخص اندر داخل ہونے لگتا تو اس پر ایسا رعب طاری ہوتا کہ اسے اندر جانے کی ہمت نہ ہوتی، چنانچہ انھوں نے اصحاب کہف کے پاس ایک کنیسہ تعمیر کر دیا اور اسے مسجد کا درجہ دے کر اس میں نماز پڑھنے لگے۔

اصحاب کہف کون تھے؟

حضرت عکرمہؒ کا خیال ہے کہ اصحاب کہف روم کے بادشاہوں کے صاحبزادگان تھے جن کو اللہ تعالی نے اسلام کی دولت عطا فرمائی تھی، انھوں نے اپنے دین کی حفاظت کی اور اپنی قوم سے الگ ہو گئے، حتیٰ کے وہ غار میں آ پہنچے اللہ تعالی نے ان پر طویل نیند مسلط فرمادی، اتنے عرصہ دراز تک وہ غار میں ہی رہے، یہاں تک کہ ان کی قوم ہلاک ہوگئی اور مسلمان قوم آ گئی ان کا بادشاہ مسلمان تھا۔

روح وجسد کے بارے میں اختلاف

ان کا روح اور جسد کے بارے میں اختلاف ہو گیا بعض نے کہا کہ قیامت کے روز روح اور جسم دونوں کو اٹھایا جائے گا بعض نے کہا صرف روح اٹھائی جائے گی جسد کو تو زمین کھا جاتی ہے اور وہ بالکل ختم ہو جاتا ہے بادشاہ کو یہ اختلاف بہت ناگوار گزرا، اس واسطے اس نے وہ اونی لباس پہن لیا جس کو زاہد لوگ بدحالی کی بناء پر پہنا کرتے تھے اور ریت پر جا بیٹھا پھر اللہ تعالی سے یوں دعا کی: اے میرے پروردگار، تو ان لوگوں کا اختلاف دیکھ رہا ہے تو ان کے سامنے کوئی ایسی دلیل پیش فرمادے کہ جس سے ان کے سامنے کی حقیقت واضح ہو جائے۔

شاہ وقت کی دعا کی قبولیت

چنانچہ اللہ تعالی نے اصحاب کہف کو اٹھا دیا انھوں نے اپنے ایک ساتھی کو کھانا لانے کے لئے بھیجا وہ بازار میں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ راستے تو وہی ہیں جو پہلے تھے اور ان سے وہ مانوس ہے مگر لوگوں کے چہرے وہ نہیں جو پہلے تھے اور ان سے وہ مانوس نہیں ہے اور اسے شہر میں ایمان کی بہار نظر آ رہی ہے، اس لئے وہ چھپتے چھپاتے ایک آدمی کے پاس کھانا خریدنے پہنچا جب اس شخص نے پیسے دیکھے تو وہ اسے عجیب سے لگے۔ راوی کا کہنا یہ ہے، کہ میرا خیال یہ ہے کہ عکرمہ نے یوں فرمایا تھا کہ وہ پیسے ایسے لگ رہے تھے جیسے اونٹنی کے بچے کی ٹاپ ہو، دکاندار سے اس نوجوان نے پوچھا کہ کیا آپ کا حاکم فلاں نہیں ہے؟ دوکاندار نے بتایا کہ نہیں بلکہ ہمارا حاکم تو فلاں ہے، ان کے درمیان گفتگو کا سلسلہ ایسا دراز ہوا کہ یہ بات بادشاہ تک پہنچ گئی، بادشاہ نے اس نوجوان۔ صورت حال معلوم کی تو اس نے بادشاہ کو اپنے بقیہ ساتھیوں کے حالات سے باخبر کیا، بادشاہ نے لوگوں میں جمع ہونے کا اعلان کروایا، انھیں جمع کر کے ان سے کہا۔

روح وجسد کے اختلاف سے متعلق بادشاہ کی فیصلہ کی تقریر

تم لوگ روح اور جسد کے بارے میں اختلاف کر رہے تھے تو اللہ نے تمہارے لئے ایک نشانی بھیج دی ہے، دیکھو یہ فلاں قوم اس فلاں بادشاہ کے زمانے کا آدمی ہے جو بہت پہلے گزر چکا ہے اس نوجوان نے کہا کہ مجھے میرے ساتھیوں کے پاس لے چلو اور غار کے پاس پہنچ گئے اس جوان نے کہا، پہلے مجھے اپنے ساتھیوں کے پاس جانے دو، جب یہ ان کے قریب پہنچا تو اللہ تعالی نے اس کو اور دوسرے ساتھیوں پر دوبارہ نیند مسلط فرمادی وہ غار سے باہر نہ آیا، بادشاہ نے جب محسوس کیا کہ اس نوجوان کو بہت دیر ہوگئی ہے، اور وہ اب تک غار سے باہر نہیں آیا، تو وہ غار میں داخل ہو گیا، لوگ بھی اس کے ساتھ داخل ہو گئے کہا دیکھتے کہ چند جسم ہیں جو بالکل صحیح سالم حالت میں ہیں صرف ان میں روح نہیں ہے، بادشاہ نے کہا یہ دلیل تمہارے لئے اللہ تعالی نے ظاہر کی ہے۔

ابن عباسؓ اصحاب کہف کے غار میں

حضرت قتادہؒ اس کے متعلق فرماتے ہیں: ابن عباسؓ نے حبیب بن سلمہ کے ساتھ جہاد کیا تو وہ اس غار کے پاس سے گزرے، دیکھا کہ اس میں ہڈیاں پڑی ہوئی ہیں ایک شخص نے بتایا کہ یہ اصحاب کہف کی ہڈیاں ہیں ابن عباسؓ نے فرمایا کہ ان کی ہڈیاں تو تین سو سال پہلے ختم ہوگئیں تھیں۔

یونس بن متی

یہ بات مشہور ہے کہ حضرت یونسؑ موصل کی ایک نینوی نامی بستی کے رہنے والے تھے، ان کی قوم بت پرست تھی، اللہ تعالی نے یونسؑ کو ان کے پاس بھیجا تا کہ وہ انھیں بت پرستی سے منع کریں وہ قوم اللہ تعالی کے حضور کفر سے توبہ کر کے توحید پر ایمان لائے حضرت یونسؑ اور ان کی قوم کا حال اللہ تعالی نے یوں بیان فرمایا ہے

"فَلَولَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّا آمَنُوْا كَشَفْنَا عَنْهُمْ عَذَابَ الْخِزْيِ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَمَتَّعْنَاهُمْ اِلٰى حِيْنٍ"

سو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا سوائے یونس کی قوم کے جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ہم نے انھیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا

''نیز اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا

"و ذالنون إذذهب مغاضبافظن أن لن نقدر عليه فنادىٰ في الظلمات أن لا إله إلا انت سبحانک انی كنت من الظا لمين فاستجبنا له ونجينا ه من الغم و كذالک ننجي المؤمنين"

مچھلی والے کو یاد کرو جب وہ غصہ ہو کر چلا گیا پھر خیال کیا کہ ہم اسے نہیں پکڑیں گے، پھر اس نے اندھیروں میں پکارا کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں ہے، تو بے عیب ہے، بیشک میں نا انصافوں میں سے تھا، پھر ہم نے اس کی دعا قبول کی اور اسے غم سے نجات دی اور ہم ایمانداروں کو یونہی نجات دیا کرتے ہیں''

مچھلی والا واقعہ کب پیش آیا

امت اسلامیہ کے علماء کا اس بارے میں اختلاف ہے کہ یہ واقعہ کب پیش آیا اس وقت تک حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کو دعوت نہیں دی تھی اور انھیں اپنے رب کا پیغام نہیں پہنچایا تھا، اس کی وجہ یہ تھی کہ حضرت یونسؑ کو جس قوم کا رسول بنا کر بھیجا گیا تھا، اس قوم پر جب عذاب آنے لگا تو حضرت یونسؑ کو اس قوم کے پاس جانے کا حکم ہوا تا کہ انھیں بتائے کہ ان پر عذاب کیوں آ رہا ہے تا کہ قوم اللہ تعالی کی نافرمانی چھوڑ کر اللہ تعالی کی خوشنودی حاصل کرنے میں لگ جائے، حضرت یونسؑ نے اپنی قوم کے پاس جانے کے سلسلے میں اللہ تعالی سے مہلت مانگی مگر اللہ تعالی نے انھیں مہلت نہ دی، حضرت یونسؑ کو یہ بات ناگوار گزری کہ اللہ تعالی نے انھیں مہلت نہیں دی، اپنے حکم کی تعمیل کا فرمان جاری کر دیا۔

ان حضرات کا ذکر جنھوں نے یہ بات کہی

ان حضرات نے فرمایا کہ حضرت یونسؑ کے پاس حضرت جبرئیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا: اھل نینوی کے پاس جایئے، اور انھیں اس بات کا خوف دلایئے کہ عذاب آچکا ہے، حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ سواری لے لوں، حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اس سے بھی جلد اس حکم پر عمل کرنا ہے، حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ جوتا لے لوں؟ حضرت جبرئیلؑ نے فرمایا کہ نہیں اس سے بھی جلد اس حکم پر عمل کرنا ہے۔

یونس کشتی میں

حضرت یونسؑ کو یہ بات اچھی نہ لگی، اس لئے وہ کشتی میں سوار ہو گئے، جونہی وہ کشتی پر سوار ہوئے تو کشتی رک گئی، نہ آگے جاتی ہے نہ پیچھے آتی ہے، اس لئے کشتی والوں نے قرعہ اندازی کی، جس میں حضرت یونس علیہ السلام کا نام نکل آیا، اچانک دیکھا کہ ایک مچھلی کشتی کے قریب دم ہلاتی ہوئی آ گئی۔ غیب سے مچھلی کو آواز دی گئی، اے مچھلی ہم نے یونس کو تمہارے لیئے رزق نہیں بنایا بلکہ تجھے یونس کے لئے حفاظت کی جگہ اور مسجد بنایا ہے، مچھلی نے حضرت یونسؑ کو اپنے پیٹ میں لے لیا، اور وہ انھیں اس جگہ سے لے کر چلی ''ایلہ'' مقام سے ہوتے ہوئے دجلہ جا پہنچی وہاں سے چلی تو نینوی بستی میں جا کر حضرت یونسؑ کو باہر اتار دیا۔

ابن عباسؓ کی روایت

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا، کہ جب مچھلی نے حضرت یونسؑ کو اپنے پیٹ سے باہر نکالا تو انھیں منصب رسالت ملا، دوسرے علماء نے فرمایا، کہ یہ واقعہ اس وقت پیش آیا جب حضرت یونسؑ اپنی قوم کو ایمان کی دعوت دے چکے تھے اور انھیں اپنے رب کا پیغام پہنچا چکے تھے حضرت یونسؑ کو اللہ تعالی کے عذاب سے ڈرایا گیا کہ فلاں متعینہ وقت میں تم پر اللہ تعالی کی طرف سے عذاب آنے والا ہے، اس وعید کے بعد بھی جب قوم نے کفر و شریک سے توبہ نہ کی اللہ تعالی کی اطاعت قبول نہ کی، اور اس پر ایمان نہ لائے تو حضرت یونسؑ انھیں چھوڑ کر وہاں سے چلے گئے، چنانچہ اللہ تعالی کا عذاب ان کے سروں پر مسلط ہو گیا، جب کہ قرآن کریم میں اس کا ذکر ہے، تو انھوں نے اللہ تعالی کے حضور توبہ کر لی، اللہ تعالی نے ان کو عذاب سے ہٹالیا حضرت یونسؑ کو جب اس کا پتا چلا کہ قوم پر عذاب نہیں ہوا، بلکہ وہ صحیح سالم عذاب سے بچ گئی ہے تو اس کی وجہ سے حضرت یونسؑ کو ناگواری ہوئی، انھوں نے کہا میں نے قوم سے ایک وعدہ کیا تھا، اللہ تعالی نے میرے وعدے کو جھٹلا دیا، تو وہ اپنے رب سے غصہ ہو کر چلے گئے اور اپنی قوم کے پاس لوٹنا پسند نہ کیا کیونکہ قوم کا تجربہ آپ کے بارے میں یہ ہو چکا تھا کہ آپ (معاذ اللہ) جھوٹ بولتے ہیں۔

اہلِ نینوی پر قیامت کا عالم

حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا: اللہ تعالی نے حضرت یونسؑ کو اپنی بستی کے لوگوں کی ہدایت کے لئے بھیجا، حضرت یونسؑ نے انھیں جو دعوت دی، انھوں نے اسے رد کر دیا اور اس پر عمل نہ کیا، جب انھوں نے ایسا کیا تو اللہ تعالی نے حضرت یونسؑ پر وحی نازل کی کہ میں ان پر فلاں دن عذاب نازل کرنے والا ہوں اس لئے آپ یہاں سے

چلے جائیں، حضرت یونسؑ نے اس قوم کو اللہ تعالیٰ کی وعید سے آگاہ کر دیا، قوم نے کہا: ان پر یعنی حضرت یونسؑ علیہ السلام پر نظر رکھو، اگر وہ تمھیں یہاں سے چھوڑ کر چلے گئے تو اللہ کی قسم جس عذاب کا تم سے انھوں نے وعدہ کیا ہے وہ ہو کر رہیگا ، جب رات آئی کہ جس کی صبح کو ان سے عذاب کا وعدہ کیا گیا تھا، تو حضرت یونسؑ قوم میں نظر نہ آئے جس کی وجہ سے لوگوں میں خوف و ہراس پھیل گیا چنانچہ سب لوگ بستی سے دور نکل کر ایک چٹیل میدان میں نکل کھڑے ہوئے اور انھوں نے بچوں کو ان کی ماؤں سے دور کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ کے حضور آہ وزاری کے ساتھ معافی مانگنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے انھیں معاف کر دیا۔

یونس کی خبر گیری و ناراضگی

حضرت یونسؑ اسی خبر کے منتظر تھے کہ جس سے انھیں پتا چلے کہ ان کی قوم کا کیا بنا؟ حتیٰ کہ ایک شخص کا وہاں سے گزر ہوا تو حضرت یونسؑ نے ان سے بستی والوں کے بارے میں پوچھا، اس نے بتایا کہ جب ان کے نبی ان کو چھوڑ کر چلے گئے، تو انھیں یقین ہو گیا کہ نبی نے انھیں جس عذاب کی خبر دی ہے وہ ضرور آئیگا، اس لئے وہ اپنے گھروں کو چھوڑ کر دور ایک چٹیل میدان میں جمع ہو گئے اور انھوں نے ہر بچے کو اس کی ماں سے دور کر دیا، پھر اللہ تعالیٰ، کے سامنے گڑگڑا کر توبہ کی، تو ان کی توبہ قبول کر لی گئی، اور اللہ تعالیٰ نے ان سے عذاب کو مؤخر کر دیا، حضرت یونسؑ نے یہ سنا تو غصہ میں بولے "واللہ لا ارجع الیھم کذاباً ابدا" اللہ کی قسم میں کبھی بھی جھوٹا بن کر اپنی قوم کے پاس واپس نہیں جاؤں گا میں نے ایک خاص دن میں ان سے عذاب کا وعدہ کیا تھا مگر اس دن ان پر عذاب نازل نہیں ہوا حضرت یونسؑ اپنے رب سے ناخوشی کی حالت میں جدھر رخ ہوا ادھر ہی چل دیئے تو شیطان نے انھیں ورغلانہ شروع کر دیا۔

ایک شخص کی روایت

حضرت ربیع بن انسؓ نے فرمایا کہ ہمیں حضرت یونسؑ کی قوم کے حالات ایسے شخص نے بتائے کہ جس نے حضرت عمر بن خطابؓ کے دور خلافت میں قرآن کریم زبانی یاد کر لیا تھا اس شخص نے بتایا کہ حضرت یونسؑ نے جب اپنی قوم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے ڈرایا تو قوم نے ان کی بات نہ مانی حضرت یونسؑ نے انھیں بتایا کہ تم پر عذاب آنے والا ہے اور انھیں چھوڑ کر چلے گئے جب قوم نے یہ صورت حال دیکھی اور عذاب اس پر مسلط ہونے لگا تو وہ سارے کے سارے اپنے گھر سے نکل کھڑے ہوئے ، اور ایک بلند جگہ پر چڑھ گئے اور اللہ تعالیٰ کے سامنے آہ وزاری شروع کر دی اور خالص اللہ تعالیٰ ہی کا اعتقاد کر کے اسے دعا کرنے لگے کہ یا اللہ ہمیں عذاب سے بچالے اور ہمارے پیغمبر کو واپس ہمارے پاس بھیجدے ہم اس کی اتباع کریں گے اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائیں:۔

فَلَوْلَا كَانَتْ قَرْيَةٌ آمَنَتْ فَنَفَعَهَا اِيْمَانُهَا اِلَّا قَوْمَ يُوْنُسَ لَمَّا اٰمَنُوْا كشفنا عنهم عذاب الخزى فى الحيٰوة الدنيا و متعناهم الى حين.

سو کوئی بستی ایسی کیوں نہ ہوئی جو ایمان لاتی تو اس کا ایمان اسے نفع دیتا سوائے یونس کی قوم کے کہ جب وہ ایمان لائے تو ہم نے دنیا کی زندگی میں ان سے ذلت کا عذاب دور کر دیا اور ہم نے انھیں ایک وقت تک فائدہ پہنچایا"

مجھے سمندر کی نذر کردو

یہ صرف حضرت یونسؑ کی ہی قوم تھی کہ جس پر عذاب آیا اور پھر اللہ نے اسے عذاب سے بچالیا، جب حضرت یونس علیہ السلام کو اس واقعہ کا علم ہوا تو وہ اپنے پروردگار سے ناخوش ہوکر غصے کے عالم میں وہاں سے آگے چلے گئے اور اس کا خیال یہ تھا کہ اس پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ان کی گرفت نہیں ہوگی حضرت یونس علیہ السلام چلتے رہے تا آنکہ ان کی ایک کشتی میں سوار ہوگئے کشتی کو تیز ہوا نے بھنور میں پھنسادیا کشتی کے سواروں نے کہا یہ ہم میں سے کسی کے گناہ کا نتیجہ ہے، حضرت یونس علیہ السلام کو چونکہ پتا چل چکا تھا کہ گناہ انھیں سے ہوا ہے اس لئے انھوں نے کہا کہ میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے، اس لئے تم مجھے سمندر میں پھینکدو سب نے قرع اندازی کیے بغیر انھوں نے حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر میں ڈالنے سے انکار کردیا۔

قرعہ میں ہر بار یونسؑ کا نام نکلنا

"فساهم فكان من المدحضين " پھر قرعہ ڈالا تو وہی خطا کاروں میں تھا،

حضرت یونس علیہ السلام نے کشتی کے مسافروں سے فرمایا کہ میں تو پہلے ہی کہہ چکا ہوں کہ یہ میرے گناہ کی وجہ سے ہے کشتی والوں نے اب بھی انھیں سمندر میں ڈالنے سے انکار کردیا یہاں تک دوبارہ قرع اندازی نہ کرلیں

"فكان من المدحضين" پھر وہی خطا کاروں میں تھا۔

حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں بتا چکا ہوں کہ یہ میری غلطی کی وجہ سے ہوا ہے، اب بھی انھوں نے اس سے انکار کردیا جب تک کہ تیسری مرتبہ قرعہ اندازی نہ کرلیں "فكان من المدحضين" پھر وہی خطا کاروں میں تھا۔

یونسؑ کا ازخود سمندر کی نذر ہونا

جب یونسؑ نے یہ ماجرا دیکھا تو خود ہی سمندر میں کود گئے، رات کا وقت ہے، مچھلی نے انھیں نگل لیا، فنادی في الظلمات " پھر حضرت یونسؑ نے اندھیروں میں پکارا اور انھیں اپنی غلطی کا پتا چل چکا تھا،

"ان لا إله انت سبحانك انى كنت من الظالمين"

کہ تیرے سوا کوئی معبود نہیں تو بے عیب ہے بیشک میں بے انصافوں میں تھا"

اس سے پہلے حضرت یونسؑ اعمال صالحہ کرچکے تھے اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت نازل فرمائی۔

یونس تسبیح نہ کرتا تو تا قیامت مچھلی کے شکم میں رہتا

پس فرمایا: فلولا انه كان من المسبحين للبث في بطنه يوم يبعثون " پس اگر یہ بات نہ ہوتی کہ وہ تسبیح کرنے والوں میں سے تھا تو وہ اس کے پیٹ میں اس دن تک رہتا جس میں لوگ اٹھائے جائیں گے"

اور یہ اللہ نے اس وجہ سے فرمایا کہ جب کسی نیک آدمی سے بھول چوک ہوجائے تو اس کے اعمال صالحہ اسے بچالیتے ہیں، فنبذنا بالعراء وهو سقيم" پھر ہم نے سمندر کے ساحل پر اتار دیا اور ساحل پر ایک بیل دار درخت اگادیا کہا جاتا ہے کہ یہ کدو کی بیل تھی جس پر دودھ کے قطرے ٹپکتے تھے حضرت یونسؑ نے اسے تناول فرمایا تو ان کی طاقت

بحال ہوگئی اور وہ صحت مند ہو گئے۔

یونسؑ کو پیار بھری تنبیہ

پھر ایک دن حضرت یونسؑ اس درخت کے پاس تشریف لائے تو دیکھا کہ وہ سوکھ چکا ہے اس پر حضرت یونسؑ کو بڑا غم ہوا اور وہ رونے لگے، انھیں تنبیہ کی گئی کہ آپ تو ایک درخت کے سوکھ جانے پر اتنے غمگین ہیں اور رو رہے ہیں جب کہ ایک لاکھ سے زیادہ لوگوں کے بارے میں آپ کو اتنا غم نہیں ہوا، جن سب کو آپ ہلاک کرنا چاہتے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کو اس لغزش سے بچالیا، اور انھیں حسب سابق صالحین میں ہی شمار فرمالیا پھر انھیں حکم ہوا کہ وہ اپنی قوم کے پاس آئیں اور انھیں یہ خبر سنائیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کی توبہ قبول فرمالی ہے حضرت یونسؑ اپنی قوم کے پاس جانے کے ارادے سے چل دیئے راستے میں ایک چرواہے سے ملاقات ہوگئی اس سے آپ نے یونس کی قوم کا حال دریافت فرمایا کہ اب وہ کس حالت میں ہیں، چرواہے نے فرمایا قوم خیریت سے ہے اور یہ امید لگائے ہوئے ہے کہ ان کے پیغمبر ان کے پاس واپس آجائیں گے، حضرت یونسؑ نے فرمایا کہ جاؤ، انھیں جا کر بتادو کہ میں یونس سے بات کر کے آیا ہوں۔

یونسؑ کی ملاقات کے گواہ

چرواہے نے کہا جب تک میری اس خبر کی تائید میں کوئی گواہی دینے والا نہیں ہوا اس وقت تک میں یہ کام انجام نہیں دے سکتا کیونکہ صرف میرے کہنے پر لوگ یقین نہیں کریں گے چنانچہ حضرت یونس علیہ السلام نے اس کے ریوڑ سے ایک بکری متعین فرمادی اور فرمایا کہ یہ بکری تمہارے حق میں گواہی دے گی کہ تم واقعۃً یونس علیہ السلام سے ملاقات کر کے آئے ہو چرواہے نے کہا کہ اور کوئی چیز جو میرے حق میں گواہی دے حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا زمین کا یہ حصہ جس پر تم موجود ہو تمہارے حق میں گواہی دے گا چرواہے نے کہا اور کوئی چیز، حضرت یونس علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ درخت بھی تمہارے حق میں گواہی دے گا کہ تم یونس علیہ السلام سے ملاقات کر کے آئے ہو، چرواہے نے اپنی قوم کے پاس پہنچ کر انھیں بتایا کہ وہ حضرت یونس علیہ السلام سے مل کر آیا ہے، قوم نے اسے جھٹلایا اور اسے تکلیف پہنچانے کا عزم کرلیا چرواہے نے کہا کہ تم مجھے جھٹلانے میں اتنی جلد بازی نہ دکھاؤ صبح ہو لینے دو جونہی صبح ہوئی تو وہ قوم کو اس جگہ لے گیا جہاں اس کی ملاقات حضرت یونس علیہ السلام سے ہوئی تھی چرواہے نے زمین کے اس ٹکڑے سے بولنے کو کہا اس نے فوراً بتایا کہ یہ شخص حضرت یونس علیہ السلام سے ملاقات کر چکا ہے، چرواہے نے بکری سے پوچھا تو بکری نے بھی بتایا کہ یہ شخص اپنے دعوے میں سچا ہے۔

یونسؑ اپنی قوم میں

اس کے بعد حضرت یونس علیہ السلام اپنی قوم کی طرف تشریف لائے، اللہ تعالیٰ نے فرمایا!

"وارسلناه الی مائة الف او یزیدون فامنوا فمتعناهم الی حین (۱) (ترجمہ) اور ہم نے اسے ایک لاکھ یا اس سے زائد لوگوں کے پاس بھیجا۔ پھر ہم نے ان کو ایک وقت تک زندگی کا نفع دیا۔

ابن مسعودؓ کی روایت

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا! حضرت یونس علیہ السلام نے اپنی قوم کو عذاب کی دھمکی دی اور انھیں بتایا کہ تین دنوں تک ان پر عذاب آ جائے گا یہ سنتے ہی وہ لوگ ہر ماں سے اس کے بچے کو الگ کر کے اپنے گھروں سے نکلے اللہ تعالیٰ نے انھیں عذاب سے بچالیا اور حضرت یونس علیہ السلام عذاب کے منتظر تھے مگر انھیں عذاب بالکل دکھائی نہ دیا اور وہ جھوٹے ہونے لگے ان کے پاس اپنی سچائی کی کوئی دلیل نہیں تھی اس لیے وہ ناگواری کے عالم میں وہاں سے چلے آئے "فنادی فی الظلمات" (ترجمہ) پھر انھوں نے اندھیروں میں پکارا۔

اندھیرے ہی اندھیرے

حضرت ابن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ظلمات سے مراد مچھلی کے پیٹ کا اندھیرا رات کا اندھیرا اور دریا کا اندھیرا مراد ہے۔

سمندری جانوروں کی تسبیح

ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا! جب اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ میں قید کرنے کا ارادہ کیا تو مچھلی کو حکم دیا کہ یونس علیہ السلام کو اپنے پیٹ میں لے لو، مگر انھیں کوئی خراش نہ آئے اور نہ ہی کوئی ہڈی ٹوٹے، مچھلی نے آپ کو پیٹ میں لے لیا اور انھیں سمندر میں اپنی رہائش گاہ پر لے گئی جب مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر کی گہرائی میں لے گئی تو حضرت یونس علیہ السلام نے آہستہ سی آواز سنی تو اپنے دل میں کہا: یہ کیا آواز ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام پر مچھلی کے پیٹ میں ہی وحی نازل کی کہ یہ سمندری جانوروں کی تسبیح ہے۔

یہ میرا بندہ یونس علیہ السلام ہے

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ سنتے ہی حضرت یونس علیہ السلام نے بھی مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی فرشتوں نے بھی مچھلی کے پیٹ میں اللہ تعالیٰ کی تسبیح بیان کی فرشتوں نے یہ تسبیح سنی تو کہنے لگے کہ، اے ہمارے رب ہم ایک کمزوری آواز عجیب سی زمین سے سن رہے ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ میرا بندہ یونس علیہ السلام ہے، اس نے میرا کہا نہیں مانا اس لیے میں نیا سے سمندر میں مچھلی کے پیٹ میں پہنچا دیا فرشتوں نے کہا یہ تو ایسے نیک بندے ہیں کہ جن کی طرف سے ہر رات اور ہر دن نیک عمل آپ کے حضور میں پہنچتا ہے اللہ تعالیٰ نے فرمایا جی ہاں،

فرشتوں کی یونسؑ کیلئے سفارش

چنانچہ اس موقعہ پر فرشتوں نے حضرت یونس علیہ السلام کے حق میں سفارش کی تو مچھلی کو حکم ہوا اور اس نے حضرت یونسؑ علیہ السلام کو دریا کے کنارے چھوڑ دیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وھو سقیم، وہ بیمار تھے، ان کا مرض یہ ہی تھا جسے اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ انھیں مچھلی نے دریائے ساحل پر لا اتارا اس وقت ان کی حالت نومولود بچے کی طرح تھی کہ گوشت اور ہڈیاں بالکل صاف نظر آ رہی تھیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ مچھلی حضرت یونس علیہ السلام کو سمندر میں لے کر چلتی پھرتی رہی حتی کے انھیں ساحل پر لا کر اتارا، اور انھیں ایسی حالت میں باہر چھوڑا کہ جیسے نومولود بچہ ہوتا ہے اور اس کے اعضا بالکل پورے اور صحیح سالم تھے کوئی بھی عضو ضائع نہیں ہوا تھا۔

یونسؑ کی از سر نو پرورش

حضرت ابوھریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضرت یونس علیہ السلام کو مچھلی کے پیٹ سے نکال کر ایک چٹیل میدان میں چھوڑ دیا گیا پھر اللہ تعالیٰ نے وہاں یقطینہ اگا دیا، کسی نے حضرت ابوھریرہؓ سے پوچھا کہ یہ یقطینہ کیا چیز ہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ یہ کدو کی بیل ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت یونس علیہ السلام کے لیے ایک جنگلی بکری پیدا کر دی جو کہ درختوں کے سوکھے پتے کھا کر حضرت یونس علیہ السلام کے سامنے اپنے دونوں پیر ایک دوسرے سے جدا کر کے کھڑی ہو جاتی تھی اور حضرت یونس علیہ السلام اس کا دودھ پی لیا کرتے تے جب تک حضرت یونس علیہ السلام کی جسمانی نشو ونما پوری نہیں ہوئی اس وقت تک وہ بکری انھیں روزانہ صبح شام دودھ پلاتی رہی۔

اللہ تعالیٰ کے تین پیغمبر

اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں ان کا ذکر فرمایا ہے:

"واضرب لھم مثلا اصحاب القریۃ اذ جاء ھاالمرسلون، اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث فقالو انا الیکم مرسلون (سورۃ یٰس)

(ترجمہ) ان سے بستی والوں کا حال مثال کے طور پر بیان کر جب ان کے پاس رسول آئے جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا، انھوں نے ان کو جھٹلایا، پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی پھر انھوں نے کہا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

یہ تین رسل کون تھے؟

سلف کا ان کے بارے میں اختلاف ہے بعض کا کہنا ہے کہ یہ تینوں جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیات میں کیا ہے اور جن کے حالات ان آیات میں بیان کیے ہیں انبیاء و رسل تھے جن کو اللہ تعالیٰ نے روم کے ایک بادشاہ انطیخس کی طرف بھیجا اور یہ بادشاہ جس بستی میں رہتا تھا اس کا نام انطا کیہ ہے۔ جن اسلاف نے مذکورہ بات فرمائی ہے وہ یہ ہیں

ایک بزرگ کوڑھی

محمد بن اسحاق نے فرمایا کہ کعب احبار اور وہب بن منبہ سے یمانی کی روایت ہے کہ انطا کیہ میں ایک شخص رہتا تھا جس کا نام حبیب بن مری تھا، ریشم کا کاروبار کرتا تھا بیمار رہتا تھا جلد ہی کوڑی کے مرض میں مبتلا ہو گیا، اس کا گھر شہر کے دور درانہ دروازے کے پاس تھا یہ شخص صاحب صدق و صفا مومن تھا۔ مورخین کے بقول شام کو وہ اپنی جمع شدہ کمائی کے دو حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل و عیال کی ضروریات پر خرچ کرتا تھا اور ایک حصہ صدقہ کر دیتا تھا اور اس کی

فطرت صحیح خطوط پر استوار ہوگئی تھی اس وقت اسے اپنی بیماری، اپنے کاروبار اور اپنے ضعف کی کوئی فکر نہ تھی،

انطاکیہ میں تین رسول

انطاکیہ نامی جس شہر میں وہ مقیم تھا اس میں اس وقت کے فرعونوں میں سے ایک فرعون رہتا تھا جس کا نام انطخیس بن انطخیس بن انطخیس تھا، یہ مشرک اور بت پرست تھا اللہ تعالیٰ نے صادق، صدوق اور شلوم نام کے تین رسولوں کو بھیجا اللہ تعالیٰ نے اس فرعون اور اس کے شہر والوں کی طرف مذکورہ تین رسولوں میں سے پہلے دو کو مبعوث کیا پھر تیسرے پیغمبر کو بھیج کر ان دو کی تائید فرمائی۔

یہ رسول نہیں بلکہ عیسیٰؑ کے حواری تھے

دوسرے بعض علماء نے فرمایا کہ یہ تین حضرات باقاعدہ اللہ تعالیٰ کے رسول نہیں تھے بلکہ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریوں میں سے تھے ان کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے بھیجا تھا لیکن چونکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے انھیں اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہی بھیجا تھا اس لیے بھیجنے کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دی گئی۔ اور فرمایا گیا!

اذ ارسلنا الیھم اثنین فکذبوھما فعززنا بثالث.

(ترجمہ) جب ہم نے ان کے پاس دو کو بھیجا انھوں نے ان کو جھٹلایا پھر ہم نے تیسرے سے مدد کی۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا (**واضرب لھم مثلا**) اس کے بارے میں حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ ہمیں یہ بتایا گیا ہے کہ روم کے ایک شہر انطاکیہ کی طرف حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے دو حواریوں کو بھیجا جب قوم نے ان دونوں کو جھٹلایا تو تیسرے رسول کو بھیج کر ان دو کی مدد کی۔ انھوں نے اپنی قوم سے فرمایا کہ ہم تمہاری طرف بھیجے گئے ہیں۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں ہے کہ جب ان پیغمبروں نے اس قوم کو دعوت دی، اسے اللہ تعالیٰ کے حکم سے پکارا وہ بات انھیں وضاحت سے بتائی جس کا انھیں حکم دیا گیا تھا جس دین وہ عمل پیرا تھے ان کے نقائص بیان کیے تو بستی والوں نے پیغمبروں کو جواب دیا:

(اناتطیرنا بکم لئن لم تنتھوا لنرجمنکم ولیمسنکم منا عذاب الیم (یٰس))

(ترجمہ) ہم نے تمھیں منحوس سمجھا ہے اگر تم باز نہ آؤ گے تو ہم تمھیں سنگسار کر دیں گے اور تمھیں ہمارے ہاتھ سے ضرور دردناک عذاب پہنچے گا۔

پیغمبروں نے ان سے فرمایا: **طائرکم معکم** تمہاری نحوست تو تمہارے ساتھ ہے یعنی تمہارے برے اعمال تمہارے ساتھ ہیں۔ **ائن ذکرتم بل انتم قوم مسرفون**، کیا اگر تمھیں نصیحت کی جائے تو (اسے نحوست سمجھتے ہو) بلکہ تم حد سے بڑھنے والے ہو،

حبیب بن مری کی نصیحت

جب اس فرعون اور اس کی قوم کا رسولوں کے قتل پر اتفاق رائے ہوگیا تو وہ دوڑتے ہوئے ان کے پاس پہنچے انھیں سمجھانے لگے اور انھیں رسول کی اتباع کی دعوت دینے لگے چنانچہ حبیب بن مری نے فرمایا:

یاقوم اتبعوا المرسلین ،اتبعوا من لا یسئلکم اجرا وھم مھتدون.

اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو، ان کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں یعنی وہ جو ہدایت تمہارے پاس لے کر آئے ہیں اس پر وہ تم سے کچھ طلب نہیں کرتے تمہارے خیر خواہ ہیں لہٰذا ان کی پیروی کرو ان کی ہدایت پر چلو گے تو ہدایت یافتہ ہو جاؤ گے۔

حبیب بن مری کا رسل سے سوال

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب'' حبیب بن مری'' رسولوں کے پاس پہنچے تو ان سے کہا کہ آپ اس دعوت پر کسی بھی اجرت کے طلب گار نہیں ہیں پیغمبروں نے فرمایا کہ نہیں اس موقعہ پر حبیب بن مری نے فرمایا! اے میری قوم رسولوں کی پیروی کرو جو تم سے کوئی اجر نہیں مانگتے اور وہ ہدایت پانے والے ہیں۔

حبیب بن مری کی اظہارِ حقانیت

ابن اسحاق کی روایت یہ ہے کہ اس کے بعد حبیب بن مری نے اپنی قوم کی بت پرستی کے خلاف آواز بلند کی اور ان کے سامنے اپنا برحق دین اور اپنے رب کی عبادت ظاہر کر دی انہیں خبردار کر دیا کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی ان کے نفع ونقصان کا مالک نہیں ہے چنانچہ حبیب بن مری نے اس سلسلے میں جو فرمایا اسے قرآن کریم نے'' **ومالی لااعبدالذی** سے **فاسمعون** 'سورۃ یاسین (۱۴،۱۳)۔ تک کے الفاظ میں نقل فرمایا ہے جس کا ترجمہ یہ ہے، اور میرے لیے کیا ہے کہ میں اس کی عبادت نہ کروں جس نے مجھے پیدا کیا ہے اور اسکی طرف تم لوٹائے جاؤ گے کیا میں اسکے سوا اوروں کو معبود بناؤں کہ اگر رحمٰن مجھے تکلیف دینے کا اردہ کرے تو ان کی سفارش میرے لیے کچھ کام نہ آئے اور نہ مجھے چھڑا سکیں گے بے شک میں تمہارے رب پر ایمان لایا پس میری بات سنو۔ سورۃ یاسین (۱۸)۔

حبیب کی شہادت

یعنی میں تمہارے اس رب پر ایمان لایا ہوں جس کا تم نے انکار کیا ہے تو میری بات سنو، جب حبیب نے اپنی قوم سے یہ بات کہی تو قوم نے یکدم حملہ کر کے انہیں شہید کر دیا حبیب اپنے ضعف اور کمزوری کی وجہ سے قوم کی نظروں میں بہت کمزور تھے۔ کسی نے بھی ان کا دفاع نہیں کیا۔

دردناک شہادت اور اس کا صلہ

حضرت عبداللہ بن مسعود فرمایا کرتے ہیں کہ لوگوں نے حبیب کو اپنے پیروں تلے اس طرح روندا کہ ان کی آنت دبر سے باہر نکل آئی اللہ تعالیٰ نے حبیب سے فرمایا جنت میں داخل ہو جاؤ چنانچہ حبیب زندہ جنت میں داخل ہوئے اور انہیں جنت میں رزق ملتا ہے اللہ تعالیٰ نے ان سے دنیا کی بیماری، دنیا کا غم اور دنیا کی تکلیف دفع فرما دی چنانچہ جب وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور عزت والی جنت میں پہنچے تو فرمایا!

''یالیت قومی یعلمون بما غفرلی ربی وجعلنی من المکرمین''

(ترجمہ) اے کاش میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا ہے اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔

قوم نے انہیں بے وقعت سمجھا تھا جس کی وجہ سے قوم پر اللہ تعالیٰ کا ایسا غضب نازل ہوا کہ ایسا غضب اس سے پہلے کسی

بھی قوم پر نازل نہیں ہوا انھوں نے حبیب کی ایذا رسانی اور قتل کو جائز سمجھا تو فوراً انھیں اس کی سزا مل گئی۔ اللہ تعالی نے فرمایا:

وما انزلنا علی قومه من بعده من جند من السماء وما کنا منزلین،

اور ہم نے اس قوم پر اس کے بعد کوئی فوج آسمان سے نہیں اتاری اور نہ ہم اتارنے والے تھے۔

اللہ تعالی فرمارہے ہیں کہ ہم نے ان کو کسی آسمانی لشکر کے ذریعے عذاب نہیں دیا یعنی انھیں سزا دینا تو آسمانی لشکر سے بھی زیادہ آسان ہے۔ اور یہ ہوا کہ

ان کانت الا صیحة واحدة فاذاهم خامدون

وہ صرف ایک ہی چیخ تھی کہ جس سے وہ بجھ کر رہ گئے۔

اللہ تعالی نے اس بادشاہ اور اہل انطاکیہ کو ہلاک کر دیا اور وہ صفحہ ہستی سے اس طرح مٹ گئے کہ ان کا کوئی بھی فرد باقی نہ رہا۔ حضرت عبداللہ ابن مسعود فرمایا کرتے تھے کہ سورۃ یاسین میں جن کا ذکر ہے ان کا نام حبیب ہے کوڑھ کے مریض تھے، ابی الخلد نے فرمایا کہ ان کا نام حبیب بن مری ہے۔

شمسون

شمسون روم کی ایک بستی کے رہنے والے تھے ان کی فطری صلاحیت کی وجہ سے اللہ تعالی نے انھیں ہدایت عطا فرمائی تھی ان کی قوم بت پرستی میں مبتلا تھی وھب بن منبہ ایمانی کی روایت یہ ہے کہ اس قوم میں شمسون ایک مسلمان آدمی تھے ان کی ماں نے انھیں اپنے عبادت خانے کا خادم بنا دیا تھا جس بستی میں یہ رہتے تھے ان کے باشندے کافر اور بت پرست تھے ان کا گھر بستی سے زیادہ میلوں کے فاصلے پر نہیں تھا۔

شمسون کی دلیری

یہ اکیلے ہی مشرکین سے مقابلہ کرتے تھے اور اللہ تعالی کی رضا کی خاطر ان سے جہاد کرتے تھے جب مال کی ضرورت ہوتی تو ان پر حملہ آور ہوتے تھے کسی کو قتل کر دیتے تھے اور کسی کو قید کرتے تھے کسی کا مال لے لیتے تھے جب بھی قوم سے لڑائی ہوتی تھی تو اونٹ کا ایک جبڑا ان کے پاس ہوتا تھا اس کے بغیر کسی سے بھی لڑائی نہیں کرتے تھے قوم ان سے لڑتی یہ قوم سے لڑتے جب یہ تھک جاتے اور انھیں پیاس لگتی تو جبڑے کے پاس جو پتھر تھا اس سے میٹھا پانی بہنے لگتا سیر ہو کر پیتے انھیں بڑی سخت گرفت عطا تھی لوہے جیسی مضبوط چیز بھی انھیں قابو نہیں کر سکتی تھی اس طرح وہ قوم سے جہاد کرتے تھے، قوم سے مال لے کر اپنی ضرورت پوری کر لیتے تھے۔

شمسون کی بیوی سے مدد لینا

قوم کا ان پر ذرا سا بھی بس نہ چلتا تھا حتی کے لوگوں نے یوں کہا ہم اس کی بیوی کی مدد کے بغیر ہرگز اس سے مقابلہ نہیں کر سکتے چنانچہ وہ ان کی بیوی کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ تم اپنے شوہر کو ہمارے حوالے کرنے میں ہماری مدد کرو، ہم تمھیں اس پر اجرت دیں گے بیوی نے کہا ٹھیک ہے، میں اسے تمہاری خاطر باندھ کر رکھوں گی چنانچہ انھوں نے

بیوی کو ایک مضبوط رسی دے دی اور کہا کہ یہ سو جائے تو اس کے ہاتھ اس کی گردن کے ساتھ باندھ دینا ہم آئیں گے تو اس کو پکڑ کر لے جائیں گے۔

بیوی کی بے وفائی اور مکاری

چنانچہ وہ جونہی سوئے تو ان کی بیوی نے ان کے ہاتھ گردن کے ساتھ باندھ دیئے جب وہ نیند سے اٹھے اور اپنے ہاتھ کھینچے تو ہاتھ گردن سے الگ ہو گئے۔ شمسون نے بیوی سے کہا تم نے یہ کام کیوں کیا؟ بیوی نے کہا کہ میں دراصل آپ کی طاقت آزمانا چاہتی ہوں میں آپ جیسا طاقتور آدمی اس سے پہلے نہیں دیکھا۔

بیوی اور قوم کی دوبارہ ناکام سازش

پھر بیوی نے قوم کے پاس پیغام بھیجا کہ میں نے تو اسے رسی سے باندھ دیا تھا مگر پھر بھی مجھ سے کچھ نہ ہو سکا کیونکہ رسی خود بخود کھل گئی پھر انھوں نے اس عورت کے پاس لوہے کا ایک طوق بھیجا اور کہلا بھیجا کہ جب وہ سو جائے تو وہ طوق اس کی گردن میں ڈال دینا چنانچہ جب وہ سوئے تو بیوی نے وہ طوق ان کے گلے میں ڈال دیا، پھر اسے مضبوط کر کے باندھ دیا جب وہ اٹھے تو انھوں نے طوق کو پکڑ کر کھینچا تو طوق ہاتھ اور گردن سے نیچے آ گرا۔

زلفِ خویش دامِ دشمن

شمسون نے بیوی سے پوچھا تم نے یہ کیوں کیا؟ کہنے لگی کہ میں اس سے آپ کی طاقت کا اندازہ کرنا چاہ رہی تھی۔ شمسون! میں نے دنیا بھر میں آپ جیسا طاقتور شخص نہیں دیکھا۔ کیا دنیا میں کوئی چیز ایسی ہے جو آپ پر غالب آ سکے شمسون نے کہا نہیں ہاں البتہ ایک چیز ہے بیوی نے کہا کہ وہ کونسی؟ شمسون نے کہا کہ وہ میں تجھے نہیں بتاؤں گا شمسون کے بال بہت زیادہ تھے، بیوی مسلسل ان سے اس چیز کے بارے میں پوچھتی رہی آخر انھوں بتا دیا کہ مجھے میری ماں نے عبادت خانے کا خادم بنایا تھا اس لیے مجھ پر کبھی کوئی چیز غالب نہیں آ سکتی اور سوائے میرے بالوں کے کوئی بھی چیز مجھے باندھ نہیں سکتی۔

بیوی کو پتا چل گیا چنانچہ جونہی انھیں نیند آئی۔ اس کی بیوی نے ان کے سر کے بالوں سے ان کے ہاتھ ان کی گردن سے باندھ دیئے بالوں نے انھیں مضبوطی سے جکڑ لیا۔ بیوی نے قوم کو اطلاع کی قوم کے لوگوں نے فوراً آ کر انھیں پکڑ لیا ناک کان کاٹ دیئے آنکھیں پھوڑ دیں شہر میں کئی ستونوں والا ایک مینار تھا لوگوں نے شمسون کو مینار کے درمیان میں لا کر بٹھایا۔

ان کا بادشاہ سب لوگوں کو لے کر اس مینار پر آ بیٹھا تا کہ لوگ شمسون کو اس سے ملنے والی سزا کا نظارہ کر سکیں جب لوگوں نے شمسون کے ناک کان کاٹ کر مینار پر بٹھایا تو انھوں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ یا اللہ تو مجھے ان سب پر غلبہ عطا فرما دے، اللہ تعالیٰ نے شمسون کو حکم دیا کہ مینار کے ستونوں میں سے ان دو کو پکڑ کر کھینچو جن پر بادشاہ اور دوسرے لوگ موجود ہیں شمسون نے ان دونوں ستونوں کو کھینچا تو اللہ تعالیٰ نے ان کی بینائی واپس کر دی اور ان کے جو اعضا کاٹ دیئے گئے تھے وہ بھی ٹھیک کر دیئے مینار بادشاہ اور دوسرے لوگوں سمیت زمین پر آ گرا سارے کے سارے نیچے دب کر ہلاک ہو گئے۔

جرجیس کے حالات

تاریخی روایات کے مطابق جرجیس فلسطین میں اللہ تعالیٰ کے ایک بندے تھے، انھوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے حواریین میں سے بہترین حضرات کا زمانہ پایا تھا یہ تاجر تھے اور تجارت کے ذریعے اتنا کما لیتے تھے کہ جس سے وہ لوگوں سے مستغنی رہ سکیں اور جو بچ جائے وہ مسکینوں پر خرچ کر سکیں۔

جرجیس کا شاہِ موصل کو مال روانہ کرنا

ایک دفعہ انھوں نے ''موصل'' کے بادشاہ کے پاس بھی سامان بھیجا جب کہ ابن اسحاق وھب بن منبہ اور دوسرے اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ ''موصل'' میں ایک داذانہ تھا، پورے ملک شام میں اس کی حکومت تھی، بڑا سرکش اور ظالم تھا اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی بھی اسکو قابو نہیں کر سکتا تھا ''جرجیس'' فلسطین کے ایک نیک آدمی تھے مومن تھے مگر ایمان ظاہر نہیں کیا تھا اور بھی کچھ نیک لوگ ان کے ساتھ تھے وہ بھی ایمان مخفی رکھے ہوئے تھے انھوں نے حواریوں کا زمانہ پایا تھا اور انکی باتیں سن رکھیں تھیں اور ان سے علم حاصل کر رکھا تھا جو جیس کثیر المال اور بڑی تجارت کے مالک تھے بہت صدقہ خیرات کرتے تھے ان پر ایک وقت ایسا بھی آتا تھا کہ جب وہ سارا مال صدقہ کر چکے ہوتے کہ ان کے پاس بالکل مال نہ رہتا تھا اور یہ فقیر ہو جاتے پھر ایک دفعہ تجارت کرتے تو پہلے کی طرح بہت زیادہ مال مل جاتا تھا مال کے بارے میں ان کا یہ ہی حال تھا انھیں مال حاصل کرنے اور کمانے کا شوق صرف اس لیے تھا کہ وہ مال کما کر صدقہ خیرات کر دیں اگر یہ غرض ان کی پیش نظر نہ ہوتی تو انھیں امیری سے زیادی فقیری محبوب تھی۔

جرجیس بادشاہ کے دربار میں

اس لیے کہ جرجیس کو ہر وقت یہ فکر لگی رہتی تھی کہ کہیں مشرکین انھیں ان کے دین کی وجہ سے تکلیف نہ پہنچائیں اور انھیں اس بارے میں پریشان نہ کریں چنانچہ وہ موصل بادشاہ سے ملنے کی غرض سے روانہ ہوئے باشاہ کو ہدیہ کرنے کے لیے اپنے ساتھ کچھ مال بھی لے گئے تاکہ بادشاہ کے پاس جانے سے کوئی روک نہ سکے جب وہ بادشاہ کے پاس پہنچے تو وہ اپنی مجلس میں نمایاں جگہ پر بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس قوم کے سربراہ اور دیگر لوگ اور مختلف حکمران بیٹھے ہوئے تھے بادشاہ نے آگ جلا رکھی تھی اس کے قریب ہی مخالفین کو طرح طرح کی سزائیں دینا کا انتظام تھا۔

''افلون'' نامی بت

بادشاہ کے حکم سے ''افلون'' نامی ایک بت نصب کیا گیا تھا لوگوں کو اس بت کے سامنے لایا جاتا تھا جو اس بت کو سجدہ نہ کرتا اسے آگ میں ڈال دیا جاتا اور طرح طرح کی سزائیں دی جاتیں تھیں جب جرجیس نے یہ صورت حال دیکھی تو وہ سخت گھبرا گئے اور دل ہی دل میں بادشاہ کے خلاف جہاد کا پروگرام بنالیا اللہ تعالیٰ نے جرجیس کے دل میں اس بادشاہ کا بغض اور اس کے خلاف لڑنے کا جذبہ پیدا کر دیا چنانچہ جو مال وہ بادشاہ کو ہدیہ کرنے کے لیے لائے تھے وہ اسے

ہدیہ کرنے کے بجائے سارا کا سارا اپنے ہم مذہب ساتھیوں میں تقسیم کیا اور مال کے بجائے خود اپنی جان کے ذریعہ بادشاہ کے خلاف جنگ کرنے کا پروگرام بنالیا۔

جرجیس کی تقریر

چنانچہ وہ انتہائی رنج اور غصہ کے عالم میں بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے کہ! یہ بات تمہارے علم میں رہنی چاہیے کہ تم ایک مملوکہ غلام ہو، نہ تم اپنے کسی نفع ونقصان کے مالک ہو اور نہ ہی کسی اور کے نفع ونقصان کا اختیار رکھتے ہو تیرے اوپر ایک پروردگار ہے جو تیرا بھی مالک ہے اسی نے تجھے پیدا کیا ہے اور اسی نے تجھے رزق دیا ہے وہی تجھے زندہ کرتا ہے اور وہی تجھے مارتا ہے، تجھے نقصان بھی پہنچا سکتا ہے اور نفع بھی پہنچا سکتا ہے تو نے اس پروردگار کی ایک ایسی مخلوق کو معبود بنالیا ہے جسے اس نے کہا کہ ہو جا سو وہ ہو گئی وہ مخلوق بہری اور گونگی ہے نہ بول سکتی ہے اور نہ ہی کچھ سن سکتی ہے نہ نقصان پہنچا سکتی ہے نہ نفع دے سکتی ہے نہ ہی اللہ تعالیٰ کے عذاب سے تجھے بچا سکتی ہے تو نے اس مخلوق کو سونے چاندی سے مزین کر دیا تاکہ عام لوگ اس کی وجہ سے فتنہ میں مبتلا ہوں پھر تو نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر اسکی عبادت شروع کر دی اور اس پر اللہ تعالیٰ کے بندوں کو مجبور بھی کیا اور اس مخلوق کو تو نے رب بنالیا۔

جرجیس اور بادشاہ کی باہم گفتگو

جرجیس نے بادشاہ کے ساتھ ایسی گفتگو کی کہ جس میں اللہ تعالیٰ کی تعظیم، اس کی بزرگی کو بیان کیا اور بت کی حقیقت اس کے سامنے واضح کر دی اور بتایا کہ بت عبادت کے لائق نہیں ہے، بادشاہ نے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ کہاں سے آیا ہے؟ جرجیس نے جواب میں کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اور اللہ کے بندے اور بندی کا بیٹا ہوں، اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے سب سے زیادہ عاجز اور سب سے زیادہ محتاج ہوں، مٹی سے پیدا ہوا ہوں اور مٹی ہی میں لوٹ کر جانا ہے۔

جرجیس نے بادشاہ کو اپنے آنے کی غرض اور حالات سے آگاہ کیا اور اسے اللہ تعالیٰ کی عبادت اور بت پرستی چھوڑنے کی دعوت دی، جسکی وہ پوجا کیا کرتا تھا بادشاہ نے جرجیس سے کہا! اگر واقعتہ تیرا رب موجود ہوتا کہ جس کے بارے میں تیرا خیال ہے کہ وہ بادشاہوں کا بادشاہ ہے تو وہ تجھے نظر آنا چاہیے تھا جب کہ تجھے میرے اردگرد بیٹھے ہوئے سرداروں پر میرا اثر نظر آ رہا ہے۔

جرجیس کی دوبارہ تقریر

جرجیس نے جواب میں کہا کہ اللہ تعالیٰ کی بزرگی اور اس کے حکم کی عظمت بیان کی اور دوران گفتگو کہا: تیرا ''طرقبلینا'' کے بارے میں کیا خیال ہے؟ وہ تیری حکومت میں شامل نہیں ہے، وہ تیری قوم کے ایک بڑے آدمی ہیں، الیاس کون ہیں؟ الیاس کو اللہ تعالیٰ سے تعلق نہیں تھا کیونکہ شروع میں تو وہ ایک عام آدمی تھے کھانا کھاتے تھے بازار میں جاتے تھے ان پر اللہ

تعالیٰ کا کرم تمام نہیں ہوا تھا جب تک انکی داڑھی نہ نکل آئی اللہ تعالیٰ نے انھیں نور کا لباس پہنا دیا اس لیے وہ انسانی شکل میں فرشتے ہو گئے آسمانی اور زمینی مخلوق دونوں میں شامل ہو گئے فرشتوں کے ساتھ اڑتے تھے، مجھے بتایئے کہ مجلطیس کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے اس نے بھی تیری حکومت میں شرکت نہیں کی، حالانکہ وہ تیری قوم کا بڑا آدمی ہے مسیح بن مریم کون ہیں؟ اللہ تعالیٰ سے ان کا جو تعلق ہے کیا وہ تمھیں معلوم ہے؟ اللہ تعالیٰ نے انھیں تمام جہان کے لوگوں پر فضیلت عطا کی ہے ان کو اور ان کی ماں کو اللہ تعالیٰ نے عبرت حاصل کرنے والوں کے لیے نشانی بنا دیا ہے۔

پھر جرجیس نے مسیح علیہ السلام کے وہ عمدہ حالات بیان کیے جو بطور خاص اللہ تعالیٰ نے انھیں عطا فرمائے تھے جرجیس نے یہ بھی کہا تم مجھے بتاؤ کہ تمہارا اس پاکیزہ روح کی ماں کے بارے میں کیا خیال ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے حکم کے لیے اختیار کیا تھا اور ان کے بطن کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی روح کے لیے پاک کر دیا تھا اور انھیں اللہ تعالیٰ نے اپنی تمام بندیوں کی سردار بنا دیا تھا تو تم حضرت مریم علیہا السلام کے بارے میں کیا کہو گے اور ان کا جو اللہ تعالیٰ سے تعلق تھا اس کے بارے میں کیا کہو گے: ازبیل کون ہے اس نے تیری حکومت کو اختیار نہیں کیا وہ بھی تیری جماعت اور تیرے دین پر تھی اس کی بڑی سلطنت کے باوجود اللہ تعالیٰ نے اسے اسی کے سپرد کر دیا تھا یعنی اللہ تعالیٰ نے ان کی حفاظت نہیں کی کتوں نے اس کے گھر میں داخل ہو کر اس پر حملہ کر دیا اور اس کا گوشت نوچ لیا اور خون چاٹ گئے لومڑیاں اور بچھو اس کی ہڈیاں کھینچتے پھر رہے تھے تو اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے ؟ اس نے تیری ولایت کو تسلیم نہیں کیا عمران کی بیٹی مریم کون ہیں؟ ان کا اللہ تعالیٰ سے جو تعلق تھا اس کے بارے میں تیرا کیا خیال ہے۔

بادشاہ کی دھمکی

بادشاہ نے جرجیس سے کہا تو ہمیں جن لوگوں کے حالات بتا رہا ہے ہم ان کے بارے میں بالکل کچھ نہیں جانتے، جن آدمیوں کا تو نے ذکر کیا ہے انھیں میرے پاس لے آ تا کہ میں انھیں دیکھوں اور ان سے عبرت حاصل کروں کیونکہ میں یہ ماننے کے لیے تیار نہیں ہوں کہ انسانوں میں بھی ایسے لوگ ہو سکتے ہیں۔

جرجیس نے جواب میں کہا! تو انکار اس وجہ سے کر رہا ہے کہ تجھے اللہ تعالیٰ کی ذات کا علم نہیں، رہا ان دو آدمیوں کا مسئلہ تو تو انھیں ہرگز نہیں دیکھ سکتا اور نہ وہ تجھے دیکھ سکتے ہیں ہاں اگر تو بھی ان کے اعمال کو پالے اور ان کے مرتبے کو حاصل کرے تو پھر تو انھیں دیکھ سکتا ہے، بادشاہ نے کہا کہ ہم تیرے سامنے اپنا عذر بیان کر چکے ہیں اور ہمیں تیرے جھوٹ کا پتا چل چکا ہے کیونکہ تو نے ایسی باتوں پر فخر کیا ہے کہ جن کا ثبوت پیش کرنے سے تو عاجز ہے اور تو نے ان باتوں کی تصدیق پیش نہیں کی پھر بادشاہ نے جرجیس کو دو باتوں میں سے ایک بات کو اختیار کرنے کا حکم دیا یا تو ''افلون'' کو سجدہ کر لے یا پھر عذاب سہنے کے لیے تیار ہو جائے۔

جرجیس کی ہمت و دلیری

جرجیس نے کہا! اگر افلون نے ہی آسمان کو بلند کیا ہے اور فلاں فلاں چیزیں پیدا کیں ہیں، پھر تو تو نے درست اور میری خیر خواہی کی بات کی ہے اگر افلون نے کچھ پیدا نہیں کیا تو دفع ہو پرے، نجس معلون!

عذاب کی انتہاء

بادشاہ نے جب یہ سنا کہ جرجیس اسے برا بھلا کہہ رہا ہے اور اس کے خداؤں کو بھی برا بھلا کہہ رہا ہے تو سخت غصہ ہو گیا اور حکم دیا کہ اس سزا دینے کے لیے زمین میں ایک لکڑی گاڑی جائے اور اس پر لوہے کی کنگھیاں لگائی جائیں ، جرجیس کا گوشت کھال اور رگیں سب کٹ نہ جائیں تو اس وقت تک مسلسل ان کنگھیوں سے اس کا بدن چھیلا جائے ، اس دوران اس پر سر کے اور رائی کے دانوں کا چھڑکاؤ کیا جائے۔

چنانچہ اس پر عمل کیا گیا مگر جب بادشاہ نے دیکھا کہ اس پر جرجیس کا کوئی اثر نہیں ہو رہا ہے ، اور اسے موت نہیں آ رہی تو حکم دیا کہ لوہے کی چھ کیلیں آگ میں تپائی جائیں چنانچہ انھیں تپایا گیا اور جب وہ آگ کی طرح تپ گئیں تو وہ کیلیں جرجیس کے سر میں گاڑ دی گئیں جس سے اس کا دماغ پگھل کر بہنے لگا جب بادشاہ نے دیکھا کہ اس سے بھی موت واقع نہیں ہوئی تو تانبے کا ایک حوض تیار کرنے کا حکم دیا اس میں آگ جلائی گئی جب آگ نے تانبے کو بھی آگ بنا دیا تو جرجیس کو حوض کے بالکل بیچ میں ڈال دیا گیا اور اوپر سے حوض کو بند کر دیا گیا جرجیس اس میں زندہ رہے یہاں تک کہ حوض کی گرمی ٹھنڈک میں تبدیل ہو گئی۔

جب بادشاہ نے دیکھا کہ اب بھی جرجیس نہیں مرا تو اسے بلا کر کہنے لگا یہ جو تجھے عذاب دیا جا رہا ہے کیا اس سے تجھے ذرا سی بھی تکلیف محسوس نہیں ہوئی؟

جرجیس نے جواب دیا کہ! کیا میں نے تجھے یہ بات نہیں بتائی کہ میرا ایک رب ہے جو جان سے بھی زیادہ قریب ہے بادشاہ نے کہا کہ ہاں! یہ بات تو تو نے مجھے بتائی ہے جرجیس نے کہا کہ اسی رب نے مجھے تیرے عذاب سے بچا لیا ہے اور مجھے صبر کی توفیق دی ہے تاکہ تیرے خلاف حجت تمام ہو جائے۔

بادشاہ کو جان کے لالے

جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو اسے اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا اور اسے اپنی جان اور اپنی حکومت کے بارے میں خطرہ لاحق ہو گیا اور اس نے اب جرجیس کو ہمیشہ کے لیے قید میں ڈالنے کا عزم کر لیا بادشاہ کی جماعت کے سرداروں نے کہا کہ قید میں ڈالنے کے بعد اگر آپ نے اس سے آزادانہ لوگوں سے بات چیت کرنے کی اجازت دے دی تو خطرہ یہ ہے کہ کہیں یہ لوگوں کو اپنے ساتھ ملا کر حملہ نہ کر دے اس لیے آپ قید خانے میں اسے ایسی سزا کا حکم جاری کریں کہ جس کی وجہ سے عام لوگوں سے بات چیت نہ کر سکے چنانچہ بادشاہ نے حکم دیا اور جرجیس کو قید خانے میں منہ کے بل لیٹا دیا گیا پھر ان کے دونوں ہاتھوں اور دونوں پیروں میں لوہے کی چار کیلیں گاڑیں ہر ہر عضو میں ایک ایک کیل تھی پھر حکم ہوا کہ ان کی کمر پر ایک بھاری پتھر رکھ دیا جائے یہ پتھر اتنا بھاری تھا کہ پہلے اسے سات آدمیوں نے اٹھانے کی کوشش کی مگر نہ اٹھا سکے پھر چودہ آدمیوں نے اٹھانے کی کوشش کی لیکن نہ اٹھا سکے آخر کار اٹھارہ آدمیوں نے وہ پتھر اٹھا کر جرجیس کی کمر

پر رکھ دیا پورے دن جرجیس کیلوں میں جکڑے ہوئے پتھر کے نیچے دبے رہے۔

خدا کی مدد

جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے پاس ایک فرشتہ بھیجا، جرجیس وہ پہلے شخص ہیں کہ جن کی اللہ تعالیٰ نے فرشتوں سے مدد کی اور یہ پہلے شخص ہیں جن کے پاس وحی آئی فرشتے نے جرجیس سے پتھر ہٹا دیا اور ان کے ہاتھوں اور پیروں سے کیلیں نکال دیں انھیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا انھیں خوشخبری دی اور تسلی دی صبح ہوئی تو فرشتے نے انھیں جیل سے باہر نکال دیا اور کہا کہ اپنے دشمن کے پاس چلے جایئے اور اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر اس سے جہاد کیجیے کیونکہ اللہ تعالیٰ آپ سے یہ فرما رہے ہیں کہ آپ خوش ہو جائیں اور صبر کریں کیونکہ میں تمھیں اپنے اس دشمن کے ذریعے سات سال تک آزمانا چاہتا ہوں۔

زندہ کرنے والا مارنے والے سے زیادہ طاقت ور ہے

وہ تمھیں تکلیف پہنچائے گا اور سات دفعہ تمھیں قتل کرے گا اور ہر مرتبہ تیری روح تیرے جسم میں لوٹا دوں گا جب چوتھی مرتبہ تمھیں قتل کیا جائے گا تو تمہاری روح کو قبول کرلوں گا اور اس پر تمھیں پورا پورا اجر دوں گا، بادشاہ کو اور دوسرے لوگوں کو جرجیس کی رہائی کی بالکل خبر ہی نہ تھی کہ اچانک جرجیس ان کے سروں پر جا کھڑے ہوئے اور انھیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دینے لگے بادشاہ نے حیرت میں ڈوب کر پوچھا! تمھیں قید خانے سے کس نے نکالا ہے جرجیس نے کہا کہ مجھے اس ذات نے نکالا ہے جس کی سلطنت تیری سلطنت پر غالب ہے جب بادشاہ نے یہ بات سنی تو غصہ میں بھر گیا فوراً عذاب کی جتنی صورتیں ہوسکتیں تھیں سب کا حکم دیا۔

جرجیس کے ٹکڑے ٹکڑے

جب جرجیس نے دیکھا کہ انھیں ہر طرح کی سزائیں دی جائیں گی تو وہ گھبرا گئے پھر وہ اس طرح زور زور سے اپنے آپ کو ملامت کرنے لگے کہ وہ سب لوگ سن رہے تھے جب اس سے فارغ ہوئے تو دو لوگوں نے انھیں دو لکڑیوں کے درمیان لٹا دیا اور سر کے بالکل درمیان میں تلوار رکھ دی پھر تلوار اس زور سے ماری کہ وہ جسم کو بالکل درمیان سے چیرتی ہوئی پیروں کے پاس آپڑی اور جرجیس کے دو ٹکڑے ہو گئے لوگوں نے ان کے دو ٹکڑوں کے مزید کئی ٹکڑے کر دیئے۔

جرجیس کی عزت اور زندگی کی جلاء

بادشاہ نے ایک کنوئیں میں شکاری شیر چھوڑ رکھے تھے یہ بھی ان کی سزاؤں میں سے ایک سزا تھی پھر انھوں نے جرجیس کے جسم کے ٹکڑے کنوئیں میں پھینک دیئے جب جرجیس ان کی طرف پھینکے جانے لگے تو اللہ تعالیٰ نے شیروں کو حکم دیا کہ وہ سب اپنے سر اور گردنیں جھکا کر پنجوں کے بل کھڑے ہو جائیں انھوں نے جرجیس کو بالکل تکلیف نہیں پہنچائی جرجیس نے یہ دن مردہ حالت میں گزارہ یہ انھیں پہلی دفعہ موت آئی تھی جب رات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ان کے جسم کے مختلف ٹکڑوں کو جمع کر کے صحیح سالم بدن بنا دیا اور پھر اس میں روح لوٹا دی۔

ایک فرشتہ کو بھیجا جس نے انھیں کنوئیں سے نکال دیا اور انھیں کھانا کھلایا اور پانی پلایا اور انھیں خوشخبری سنائی

اور تسلی دی۔ جب صبح ہوئی تو فرشتے نے کہا اے جرجیس! جرجیس نے کہا لبیک فرشتے نے کہا کہ بات آپ کے ذہن میں رہنی چاہیے کہ جس قدرت کے ذریعے آدم علیہ السلام مٹی سے پیدا کیے گئے تھے اس قدرت نے آپ کو کنوئیں کی تاریکی سے نکالا اس لیے اپنے دشمن کے پاس جا کر اس سے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر جہاد کیجیے کہ جس سے اس کا حق ادا ہو جائے اور آپ کو موت آئے اس طرح کہ آپ صبر کر رہے ہوں۔

جرجیس دوبارہ بادشاہ کے سامنے

لوگوں کو اس بات کا بالکل وہم وگمان بھی نہ تھا اچانک کیا دیکھتے ہیں کہ جرجیس ان کی طرف آرہے ہیں وہ سارے کے سارے اپنے اس میلہ میں منہمک تھے جسے انھوں نے خوشی منانے کے لیے منعقد کیا تھا انھیں جرجیس کی موت کا یقین ہو چکا تھا جب انھوں نے جرجیس کو آتے ہوئے دیکھا تو کہنے لگے کہ یہ شخص جرجیس کے ساتھ بڑی مشابہت رکھتا ہے لوگوں نے کہا کہ ایسا لگتا ہے کہ جیسے وہی ہو۔ بادشاہ نے کہا یقیناً یہ جرجیس ہے تم نہیں دیکھ رہے کہ کیسے بے خوف اور بڑے سکون کے ساتھ آرہا ہے، جرجیس نے قریب آ کر کہا کیوں نہیں میں یقیناً وہی ہوں بہت برے لوگ ہو تم، تم نے مجھے قتل کیا اور پھر میرے ٹکڑے ٹکڑے کیے، یعنی کہ میری ناک کان ہاتھ وغیرہ کاٹ دیئے اللہ تعالیٰ تم سے بہت زیادہ مہربان ہے اور اس کی شان کے لائق بھی یہ ہی ہے اس نے مجھے زندہ کیا اور میری روح میرے جسم میں لوٹائی اس بڑے پروردگار کے حضور حاضر ہو جاؤ جس نے تمھیں یہ سب کچھ دکھایا ہے۔

جرجیس کا جادوگر سے مقابلہ

جب جرجیس نے ان سے یہ کہا تو وہ آپس میں کہنے لگے کہ یہ ایک جادوگر ہے جس نے تمہارے ہاتھوں اور آنکھوں پر جادو کیا ہے، لہٰذا تمہارے ملک میں جتنے جادوگر ہیں ان سب کو اس کے مقابلے کے لیے جمع کرو، جب سب جادوگر آ گئے تو بادشاہ نے بڑے جادوگر سے کہا کہ تم جو سب سے بڑا جو جادو کر سکتے ہو وہ کر کے دکھاؤ تاکہ مجھے اسے دیکھ کر خوشی ہو۔

ایک بیل سے دو بیل

جادوگر نے بادشاہ سے کہا کہ ایک بیل منگالیں بیل لایا گیا تو جادوگر نے اس کے کان میں ایک پھونک ماری پھر دوسرے کان میں پھونک ماری تو وہ دو الگ الگ بیل بن گئے۔

آناً فاناً کھیتی تیار

پھر جادوگر نے بیج منگوایا بیج بویا تو کھیتی اگ آئی پک کر کٹ بھی گئی صاف بھی ہو گئی آٹا بھی بن گیا گوندھ کر جادوگر نے اس سے روٹی پکا کر کھا بھی لی اور یہ سارے کام آناً فاناً ہو گئے۔

وہ ایسا بادشاہ ہے جسے رام نہیں کیا جا سکتا

جادوگر نے کہا کیا خیال ہے؟ بادشاہ نے جادوگر سے کہا کہ کیا تم جرجیس کی صورت کو مسخ کر کے اسے کوئی جانور بنا سکتے ہو؟ جادوگر نے پوچھا آپ اسے کیا بنانا چاہتے ہیں، بادشاہ نے کہا کتا، جادوگر نے کہا کہ مجھے پانی کا ایک

پیالہ منگا کر دیں پیالہ لایا گیا تو جادوگر نے اس پر پھونک ماری پھر بادشاہ سے کہا کہ اسے اس پانی کے پینے کا حکم دیں ،جرجیس نے پانی پینا شروع کیا اور سارا پانی پی گئے پی کر فارغ ہوئے تو جادوگر نے ان سے کہا پانی کیسا لگا جرجیس نے کہا بہت اچھا تھا مجھے بہت پیاس لگی ہوئی تھی اللہ تعالیٰ نے بڑا لطف فرمایا اس پانی کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہارے خلاف مزید قوت عطا کر دی جب جادوگر نے جرجیس کی یہ بات سنی تو بادشاہ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگا! بادشاہ سلامت اگر آپ اپنے جیسے کسی شخص کا مقابلہ کر رہے ہوتے تو یقیناً آپ اس پر غالب آ چکے ہوتے مگر آپ آسمانوں کے مالک کا مقابلہ کر رہے ہیں اور وہ ایسا بادشاہ ہے جسے رام نہیں کیا جا سکتا۔

جرجیس کا عورت کی مدد کرنا

وہاں ایک مسکین عورت رہتی تھی جس نے جرجیس کے عجیب وغریب حالات وواقعات سن رکھے تھے وہ جرجیس کے پاس آئی ،جرجیس اس وقت سخت تکلیف میں تھے عورت نے جرجیس سے کہا میں ایک مسکین عورت ہوں میرے پاس کچھ نہیں ہے صرف ایک بیل تھا جس کے ذریعے سے میں کاشت کر لیا کرتی تھی وہ بھی مر گیا میں آپ کے پاس آئی ہوں آپ مجھ پر رحم کھا کر میرے حق میں یہ دعا کر دیں کہ اللہ تعالیٰ وہ بیل دوبارہ زندہ کر دے جرجیس نے عورت کی بات سنی تو آنکھوں میں آنسو بھر آئے پھر دعا کی کہ یا اللہ اس کا بیل زندہ کر دے جرجیس نے عورت کو ایک لاٹھی بھی دی اور فرمایا کہ! اپنے بیل کے پاس جاؤ اور یہ لاٹھی اس کو لگا کر کہو اللہ کے حکم سے زندہ ہو جا،اس عورت نے کہا کہ اے جرجیس! میرے بیل کو میرے ہوئے کافی دن لگ گئے ہیں تو وہ اب کیسے زندہ ہوگا جرجیس نے فرمایا کہ تجھے اگر اس کا ایک دانت بھی مل جائے اور تو اسے یہ چھڑی لگا دے تو اللہ تعالیٰ کے حکم سے وہ زندہ ہو جائے گا چنانچہ وہ عورت وہاں سے چلی اور جہاں بیل مرا تھا وہاں آ گئی وہاں اسے صرف بیل کا ایک سینگ ملا اور اس کی دم کے بال ملے یہ دونوں چیزیں جمع کر کے اس پر یہ لاٹھی ماری جو جرجیس نے اسے دی تھی اور وہی بات کہی جو جرجیس نے اسے بتائی تھی بیل فوراً زندہ ہو گیا وہ عورت اس سے کام لینے لگی ہوتے ہوتے عام لوگوں کو بھی اس واقعہ کا پتا چل گیا۔

جرجیس کا حمایتی

جادوگر نے جب بادشاہ سے یہ بات کہی جو پیچھے گزر چکی ہے تو بادشاہ کے ایک ایسے صاحب نے جو بادشاہ کے بعد سب سے زیادہ بلند مرتبے کا مالک تھا کہا لوگو میں جو بات تمھیں سنانا چاہتا ہوں اسے توجہ سے سنو لوگوں نے کہا سنائیے چنانچہ اس نے اپنی بات شروع کی اور کہا کہ تمہارا خیال یہ ہے کہ جرجیس جادوگر ہے اور اس نے تمہاری آنکھوں اور ہاتھوں پر جادو کر دیا ہے میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ تم اسے سزا دیتے ہو مگر سزا اس تک نہیں پہنچتی اور میں تمھیں دیکھ رہا ہوں کہ تم نے اسے قتل کیا مگر اسے موت نہیں آئی کیا تم نے کبھی ایسا جادوگر بھی دیکھا ہے جس نے اپنے آپ کو موت سے بچا لیا ہو یا اس نے کبھی مردہ کو زندہ کر دیا ہو اور پھر اسنے ساری باتیں بتائیں کہ جرجیس نے ان کے ساتھ کیا کیا اور لوگوں نے جرجیس کے ساتھ کیا کیا اس عورت اور اس کے بیل کا قصہ بھی انھیں سنایا اور ان سب باتوں سے یہ بات ثابت کیا کہ جرجیس جادوگر نہیں ہے۔

حمایتی کی سزا

لوگوں نے کہا! کہ تیری باتوں سے لگ رہا ہے کہ تو جرجیس کی طرف مائل ہو چکا ہے اس نے کہا کہ میں جب سے اس کے حالات دیکھ رہا ہوں مسلسل میں تعجب کر رہا ہوں لوگوں نے کہا کہ لگتا ہے کہ اس نے تمہیں متاثر کر لیا ہے، اس شخص نے کہا لو میں تو ایمان لایا اور اللہ تعالیٰ کو گواہ بنا کر کہتا ہوں کہ میں ان بتوں سے بری ہوں کہ جن کی تم عبادت کرتے ہو یہ سنتے ہی بادشاہ اور اس کے درباری خنجر لے کر اس پر ٹوٹ پڑے اور اس کی زبان کاٹ دی وہ شخص فوراً فوت ہو گئے لوگوں نے اس کے بارے میں یہ اعلان کر دیا کہ اسے طاعون کا مرض لگ گیا تھا اللہ تعالیٰ نے اسے بولنے سے پہلے ہی دنیا سے اٹھا لیا۔

جب لوگوں نے اس کی موت کا سنا تو بڑے پریشان ہوئے مارنے والوں نے یہ ساری صورت حال مخفی رکھی اور اسے عام لوگوں کے سامنے ظاہر نہ ہونے دیا۔

چار ہزار افراد جرجیس کی حمایت میں

جرجیس نے جب دیکھا کہ وہ اسے چھپا رہے ہیں تو انھوں نے یہ بات ظاہر کر دی سب لوگوں کو حقیقت کا پتا چل گیا اور جرجیس نے لوگوں کو بتا دیا کہ مقتول کیا کہہ رہا تھا اور کس بنیاد پر اسے قتل کیا گیا ہے چنانچہ چار ہزار افراد نے بھی مقتول کی بات مان لی کہنے لگے کہ اس مقتول نے سچ کہا تھا، اور بہت اچھی بات کہی تھی اللہ تعالیٰ اس پر رحم فرمائے بادشاہ نے انھیں بھی پکڑ کر باندھ دیا اور طرح طرح کے عذاب نے انھیں پھنسا کر مثلہ کر کے فنا کر کے گھاٹ میں اتار دیا۔

بادشاہ جب ان لوگوں کے قتل سے فارغ ہو گیا تو جرجیس کی طرف منہ کر کے کہنے لگا کہ تو نے اب اپنے رب کو کیوں نہیں پکارا وہ تیرے ساتھیوں کو زندہ کر دیتا یہ سب لوگ تیری وجہ سے قتل ہوئے ہیں جرجیس نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہیں اس لیے نہیں روکا کہ یہ ہی ان کے حق میں بہتر تھا۔

جرجیس سے ایک معجزے کا مطالبہ

مخالفین میں سے ایک بڑے آدمی جسے ''مجلطیس'' کہا جاتا تھا نے جرجیس سے کہا تمہارا خیال یہ ہے کہ تیرے خدا نے ہی مخلوق کو ابتداً پیدا کیا ہے اور وہی دوبارہ زندہ کرے گا میں تجھے ایک کام بتاتا ہوں تیرے خدا نے اگر کام کر دیا تو میں تجھ پر ایمان لے آؤں گا اور تیری تصدیق کر دونگا اور اپنی پوری قوم کے لیے تیری طرف سے کافی رہوں گا تجھے کچھ کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی تم دیکھ رہے ہو کہ ہمارے نیچے چودہ میز ہیں سات دستر خوان ہیں جس پر چھوٹے بڑے پیالے رکھے ہوئے ہیں یہ سب چیزیں مختلف درختوں کی سوکھی ہوئی لکڑی سے بنائی ہوئی ہیں تم اپنے رب سے یہ دعا کرو کہ وہ ان برتنوں، میزوں اور دستر خوان کو اسی حالت میں کر دے جس حالت میں انھیں شروع میں بنایا گیا تھا یہ سب چیزیں ہری بھری ہو جائیں کہ ان میں۔ سے ہر لکڑی اپنے رنگ، اپنے پتوں، پھولوں اور پھلوں کے ذریعہ سے پہچانی جا سکے جرجیس نے مجلطیس سے فرمایا تو نے ایک ایسا کام بتایا ہے میرے اور تیرے لیے تو واقعی بہت مشکل ہے مگر یہ کام اللہ تعالیٰ کے لیے بہت آسان ہے چنانچہ جرجیس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی وہ لوگ ابھی تک اپنی جگہ سے اٹھنے بھی نہ پائے تھے کہ سب میز اور برتن ہرے بھرے ہو گئے اور ان کی جڑیں زمین میں دھنس گئیں درختوں کی کھال ان سے چپک گئی

شاخیں پھوٹنے لگیں پھول اور پھل لگ گئے حتیٰ کے انھوں نے ہر لکڑی کو اس کے نام اور پھل کے ذریعہ سے پہچان لیا

ظالم نے نہ ماننا تھا

جب سب لوگوں نے یہ منظر دیکھا تو وہی مجلطیس جس نے یہ تمنا ظاہر کی تھی کہ اگر یہ کام ہو جائے تو میں ایمان لے آؤں گا فوراً اٹھا اور بولا میں تمہارے سامنے اس جادوگر کو ایسی سزا دوں گا کہ اس کا سارا مکر جاتا رہے گا۔

چنانچہ اس نے تانبے کے ایک بڑے پیٹ والا بیل تیار کروایا پھر اسے معدنی تیل، سیسہ، گندھک، اور ہڑتال سے بھر دیا پھر کچھ اور چیزوں کے ساتھ جرجیس کو بیل کے اس مجسمے میں داخل کر دیا، پھر مجسمے کے نیچے آگ لگا دی آگ مسلسل جلتی رہی یہاں تک کہ وہ سفید مجسمہ شعلہ کی طرح بھڑکنے لگا مجسمے میں جو کچھ تھا سب پگھل گیا اور ساری چیزیں ایک دوسرے سے گھل مل گئیں اور جرجیس مجسمہ کے پیٹ میں فوت ہو گئے۔

خدائی مدد

تو اللہ تعالیٰ نے ایک سخت ہوا بھیجی، جس نے آسمان کو کالے تاریکی پھیلانے والے بادلوں سے بھر دیا، بادلوں میں زوردار قسم کی کڑک ہے، چمک اور سخت آواز ہے جو رکنے کا نام ہی نہیں لیتی اللہ تعالیٰ نے ایک بگولہ بھیجا جس نے ساری زمین کو دھوئیں اور غبار سے پر کر دیا زمین و آسمان کے درمیان ساری فضا کالی اور تاریک ہو گئی کئی دنوں تک وہ لوگ اس اندھیرے میں حیران و پریشان پھرتے رہے رات اور دن کا کچھ پتا نہیں چلتا تھا اللہ تعالیٰ نے میکائیل علیہ السلام کو بھیجا جس مجسمے میں جرجیس تھے میکائیل علیہ السلام نے اسے اٹھا کر اس زور سے زمین پر پٹخا کہ اس کی خوفناک آواز کی وجہ سے سب بدبختوں کے دل دہل کر رہ گئے سب لوگ یہ آواز بیک وقت سن رہے تھے چنانچہ وہ اس سخت ہولناکی کی وجہ سے بے ہوش ہو کر زمین کے بل گر پڑے مجسمہ ٹوٹ گیا اور اس سے جرجیس زندہ ہو کر باہر نکلے

جرجیس سے دوبارہ معجزہ طلبی

جب انھوں نے لوگوں سے گفتگو شروع کی تو ظلمت ختم ہو گئی اور زمین و آسمان کی درمیانی فضا روشن ہو گئی اور لوگوں کو ہوش آ گیا ان میں سے طرقبیلنا نامی آدمی نے جرجیس سے کہا! اے جرجیس ہمیں نہیں معلوم کہ یہ عجیب عجیب کام تو کر رہا ہے یا تیرا رب کر رہا ہے؟ اگر تیرا رب ہی یہ کام کر رہا ہے تو اس سے یہ دعا کر دے کہ وہ ہمارے سامنے ہمارے مردوں کو زندہ کر دے کیونکہ یہ قبریں جو آپ کو نظر آ رہی ہیں ان میں ہمارے بہت سارے مردے دفن ہیں بعض کو تو ہم پہچانتے ہیں اور بعض ایسے ہیں کہ ہمارے دور سے پہلے ہی فوت ہو گئے تھے تو اللہ تعالیٰ سے یہ دعا کر کہ وہ انھیں زندہ کر دے تا کہ وہ ایسی حالت میں ہمارے پاس آ جائیں کہ جس میں ان کا انتقال ہوا تھا ہم ان سے گفتگو کریں گے اور جن کو ہم جانتے ہوں گے ان کو پہچان لیں گے اور جن کے بارے میں نہیں جانتے ہوں گے ان کے بارے میں تو ہمیں بتلا دے گا جرجیس نے ان سے کہا کہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ تم سے درگزر کر رہا ہے اور تمھیں عجائبات دکھا رہا ہے تا کہ تم پر اللہ تعالیٰ کی حجت تام ہو جائے اور تم اس کی وجہ سے اس کے غضب کے مستحق ہو جاؤ پھر جرجیس نے قبروں کو حکم دیا تو وہ کھل گئیں قبروں میں بوسیدہ ہڈیوں کے ریزے نظر آ رہے تھے

چار سو سال کا مردہ زندہ

جرجیس نے دعا کی تو لوگوں کو اسی جگہ فوراً سترہ انسان نظر، نو مرد پانچ عورتیں اور تین بچیاں۔ اچانک دیکھا کہ ایک بڑی عمر کے شخص بھی موجود ہیں ان سے جرجیس نے کہا شیخ صاحب آپ کا کیا نام ہے؟ انھوں نے کہا کہ میرا نام یوبیل ہے۔ جرجیس نے کہا کہ آپ کا انتقال کب ہوا تھا؟ انھوں نے بتایا کہ اتنا عرصہ ہو گیا ہے حساب لگایا تو انھیں فوت ہوئے چار سو سال گزر چکے تھے۔

بھوک کا عذاب

جب بادشاہ اور اس کے ساتھیوں نے یہ صورت حال دیکھی تو کہنے لگے کہ عذاب کی کوئی بھی قسم ایسی نہیں جس کے ذریعہ سے تم نے اس کو عذاب نہ دیا ہو ہاں البتہ بھوک اور پیاس کے ذریعہ اُسے نہیں ستایا گیا لہٰذا یہ سزا بھی اسے دے کر دیکھ لو وہاں ایک بوڑھی فقیر عورت کا ایک مضبوط گھر تھا اس عورت کا ایک ہی بیٹا تھا وہ بھی اندھا گونگا اپاہج تھا لوگوں نے جرجیس کو اس عورت کے گھر میں بند کر دیا کوئی بھی آدمی وہاں پر کھانے پینے کی چیز نہیں پہنچا سکتا تھا

بڑھیا کی ہمدردی

جرجیس کو جب بھوک لگی تو انھوں نے بوڑھی عورت سے کہا آپ کے پاس کچھ کھانے پینے کے لیے ہے ؟ بڑھیا نے کہا نہیں اس ذات کی قسم جس کے نام کی قسم کھائی جاتی ہے بہت عرصے سے ہمارے ہاں کھانے کی کوئی چیز نہیں ہے میں باہر جاتی ہوں اور تیرے لیے کچھ تلاش کر کے لاتی ہوں جرجیس نے اس سے کہا کہ کیا تو اللہ تعالیٰ کو جانتی ہے، اس نے کہا ہاں، جرجیس نے کہا کہ تو کیا تو اسی کی عبادت کرتی ہے اس نے کہا نہیں، جرجیس نے اسے اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی تو اس نے فوراً جرجیس کی تصدیق کر دی اور باہر کچھ تلاش کرنے کے لیے چلی گئی۔

جرجیس کا ایک اور معجزہ

گھر میں سوکھی ہوئی لکڑی کا ایک ستون تھا جس نے بقیہ کڑیوں شہتیروں کو سہارا دے رکھا تھا جرجیس نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تو وہ ستون فوراً سرسبز ہو گیا سب لکڑیاں اس طرح سرسبز ہو گئیں کہ یا تو ان پر پھل لگ گیا یا وہ ایسی ہو گئیں کہ وہ لکڑیاں جن درختوں کی تھیں وہ درخت دور سے پہچانے جا سکتے تھے یا ان کا نام لیا جا سکتا تھا حتی کے وہاں "لیا" اور لوبیا بھی اگ آیا۔ ابو جعفر نے فرمایا کہ لیا شام ملک میں ایک ایسا پودا ہے جس پر دانے لگتے ہیں اور وہ دانے کھائے جاتے ہیں ستون کی بڑی بڑی شاخیں نکل آئیں جن کی وجہ سے گھر اور ان کے ارد گرد چاروں طرف سایہ پھیل گیا بڑھیا واپس آئی تو اس نے دیکھا کہ جرجیس اپنی پسند کے پھل کھانے میں مصروف ہیں۔

اندھے بہرے کو درست کرنا

جب اس نے اپنے گھر میں یہ عجیب و غریب صورت حال دیکھی تو بول اٹھی کہ میں اس ذات پر ایمان لے آئی جس نے تجھے بھوک کے اس گھر میں کھلایا اس عظیم رب سے دعا کر کہ وہ میرے بیٹے کو صحت عطا فرما دے جرجیس نے کہا کہ اسے میرے قریب کر دیں بوڑھی عورت نے اپنا بیٹا جرجیس کے قریب کر دیا جرجیس نے اس کی آنکھوں میں اپنا

لعاب لگایا تو اس کی بینائی واپس آ گئی اس کے کانوں میں پھونک ماری تو وہ فوراً سننے لگا عورت نے کہا کہ اللہ تعالیٰ تجھ پر رحم کرے کوئی ایسا دم کرو کہ جس کی وجہ سے اس کی زبان اور پیر بھی ٹھیک ہو جائیں جرجیس نے کہا کہ اسے فی الحال رہنے دیں یہ کام کسی اور خاص دن میں ہوگا۔

بادشاہ کا بڑھیا کے گھر کو ڈھانے کا حکم

ایک دفعہ بادشاہ شہر میں گشت کر رہا تھا جونہی بوڑھی عورت والے گھر پر اس کی نظر پڑی تو اپنے ساتھیوں سے کہنا لگا میرا خیال یہ ہے کہ پہلے یہ درخت یہاں پر نہیں تھا ساتھیوں نے بتایا کہ یہ درخت اس جادوگر کی وجہ سے اگا ہے جسے آپ بھوک کی سزا دینے چاہتے تھے اب وہ جو پھل چاہتا ہے سیر ہو کر کھاتا ہے یہ عورت بھی سیر ہو کر کھاتی ہے اور اس نے اس کے بیٹے کو بھی شفایاب کر دیا ہے بادشاہ نے اس کے گھر کو گرا دینے کا حکم دے دیا۔ گھر گرا دیا گیا درخت کو کاٹنے کا حکم دیا جونہی لوگ اسے کاٹنے لگے تو اللہ تعالیٰ نے پھر اسے پہلے کی طرح سکھا دیا اس لیے لوگوں نے اسے چھوڑ دیا

جرجیس کو عذاب

جرجیس کو بادشاہ کے حکم کی تعمیل میں منہ کے بل لٹا دیا گیا اور بدن میں چار میخیں گاڑی گئیں ایک بچھڑے پر بوجھ لادا گیا بچھڑے کے نچلے حصے کی طرف خنجر اور بڑی بڑی چھریاں لگا دی گئیں پھر چالیس بیل لائے گئے انھوں نے ایک ساتھ بچھڑے کو اٹھا کر جرجیس کے اوپر رکھ دیا جسکی وجہ سے جرجیس کے تین ٹکڑے ہو گئے وہ ٹکڑے آگ میں جلائے گئے جب وہ راکھ بن گئے تو یہ راکھ سمندر میں پھینک آئے۔

خدا کی قدرت

جونہی انھوں نے راکھ سمندر میں پھینکی فوراً انھیں آسمان سے ایک آواز سنائی دی جو کہہ رہی تھی کہ اے سمندر! تیرے پانی میں جو پاکیزہ جسم آیا ہے اللہ تعالیٰ نے تجھے اس کی حفاظت کا حکم دیا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اسے دوبارہ اسی طرح زندہ کرنا چاہتا ہے جس طرح وہ پہلے زندہ تھا پھر اللہ تعالیٰ نے ہوا بھیج دی جس نے جرجیس کے ذرات سمندر سے نکال دیئے اور پھر انھیں یکجا کر دیا کہ راکھ کے ذرات پہلے کی طرح ایک ڈھیر کی شکل میں جمع ہو گئے وہ سب لوگ وہاں موجود تھے پھر انھوں نے دیکھا کہ راکھ کے ڈھیر میں حرکت ہوئی اور اس سے جرجیس غبار آلود سر جھاڑتے ہوئے نکل آئے سب لوگ واپس آ گئے جرجیس بھی ان کے ساتھ واپس لوٹ آئے۔

بادشاہ کی ہار

بادشاہ کے پاس پہنچے تو اس آواز کے بارے میں سارا قصہ بتایا جس نے راکھ کے ذرات کو جمع کر دیا بادشاہ نے جرجیس سے کہا کیا کوئی ایسی صورت نکل سکتی ہے جو میرے لیے بھی بہتر ہو اور تمہارے لیے بھی بہتر ہو اگر یہ بات نہ ہوئی تو لوگ کہیں گے کہ تو مجھ پر غالب آ گیا ہے تو میں ضرور تیری پیروی کرتا اور تجھ پر ایمان لے آتا تم یوں کرو کہ ''افلون'' بت کے سامنے ایک سجدہ کر لو یا اس کے سامنے ایک بکری ذبح کر دو پھر جو کام تمھیں اچھا لگے گا وہ میں کرنے کے لیے تیار ہوں۔

جرجیس کا حیلہ

جرجیس نے جب بادشاہ کی یہ پیشکش سنی تو انھیں یہ لالچ پیدا ہوا کہ جب وہ بت کے سامنے جائیں گے تو اسے توڑ دیں گے جب بت ریزہ ریزہ ہو جائے گا تو بادشاہ کے ایمان لانے کی امید پیدا ہو جائے گی اور بادشاہ بت سے مایوس ہو جائے گا میں اسے سجدہ کرنے کے لیے تیار ہوں بادشاہ یہ سن کر بہت خوش ہوا کھڑے ہو کر جرجیس کے ہاتھوں پیروں اور سر کو چوما نیز کہا کہ میں تمھیں قسم دیتا ہوں کہ یہ سارا دن اور یہ ساری رات تم میرے گھر میں بستر میں میرے گھر والوں کے ساتھ گزارو گے تاکہ تمھیں آرام ملے اور عذاب کی تکلیف تم سے جاتی رہے لوگ بھی دیکھیں کہ میں تمہارا کتنا اکرام کر رہا ہوں چنانچہ بادشاہ نے اپنا گھر جرجیس کے لیے خالی کروایا جو لوگ گھر میں تھے سب کو باہر نکال دیا جرجیس نے سارا دن وہیں گزارا، جب رات ہوئی تو وہ کھڑے ہوئے اور نماز پڑھنے لگے، نماز میں زبور پڑھنے لگے۔

جرجیس کی آواز کا جادو

جرجیس کی آواز سب لوگوں سے اچھی تھی بادشاہ کی بیوی نے یہ آواز سنی تو جرجیس پر فریفتہ ہو گئی فوراً روتے روتے جرجیس کے پیچھے پیچھے چلدی جرجیس نے اسے ایمان کی دعوت دی تو اس نے فوراً ایمان قبول کر لیا جرجیس نے اسے اپنا ایمان مخفی رکھنے کا حکم دیا تو اس نے اپنا ایمان مخفی رکھا۔

جرجیس بت کے آگے

صبح ہوئی تو بادشاہ جرجیس کو بت خانے میں لے گیا تاکہ جرجیس سجدہ کرے جرجیس اس سے پہلے بوڑھی عورت کے گھر میں قید رہ چکے تھے اسے کسی نے کہا کہ تجھے یہ بات معلوم ہے کہ جرجیس فتنہ میں مبتلا ہو چکا ہے اور دنیا کی طرف جھک چکا ہے بادشاہ نے اسے اپنی بادشاہت میں شامل ہونے کا لالچ دے دیا ہے اور اسے بت خانے میں سجدہ کرانے کے لیے اپنے بت خانے میں لے گیا ہے بوڑھی عورت سب کے سامنے نکل کھڑی ہوئی بوڑھی عورت کا بیٹا اس کے کندھے پر تھا وہ جرجیس کو ڈانٹ رہی تھی لوگ اس سے بے خبر تھے جب جرجیس بت خانے میں داخل ہوئے تو لوگ بھی ساتھ بت خانے میں داخل ہوئے اچانک دیکھا کہ بوڑھیا عورت اور اس کا بیٹا اس کے اتنے قریب ہیں کہ کوئی بھی اتنا قریب نہیں جرجیس نے عورت کے بیٹے کو آواز دی تو بیٹے نے فوراً جواب دیا حالانکہ اس نے اس سے پہلے کبھی زبان نہیں کھولی تھی وہ اپنی ماں کے کندھوں سے نیچے اتر کر اپنے اچھے بھلے پیروں پر چلنے لگا حالانکہ وہ اس سے پہلے کبھی بھی اپنے پیروں سے زمین پر نہیں چلا تھا

بتوں کو بلانے کا حکم

جب وہ جرجیس کے سامنے آیا تو جرجیس نے اس سے کہا جاؤ ان بتوں کو میرے پاس بلا کر لاؤ اس وقت بت سونے کے منبروں پر رکھے ہوئے تھے اکہتر (۷۱) بت تھے وہ لوگ بتوں کے ساتھ سورج اور چاند کی پرستش بھی کیا کرتے تھے اس لڑکے نے جرجیس سے کہا کہ میں ان بتوں کو جا کر کیا کہوں؟ جرجیس نے کہا کہ ان سے جا کر کہو جرجیس تمھیں اس ذات کی قسم دے کر کہہ رہا ہے جس نے تمھیں پیدا کیا ہے فوراً میرے پاس آ جاؤ۔

بتوں کی تابعداری

جب لڑکوں نے یہ بات بتوں سے جا کر کہی تو بت گھسٹتے ہوئے جرجیس کے پاس چلے آئے جب جرجیس کے پاس پہنچے تو جرجیس نے اپنی ایڑھی زمین پر ماری فوراً سارے بت اوران کے منبر زمین میں دھنس گئے۔

بت کے پیٹ میں ابلیس

دھنس جانے کے خوف سے ابلیس ایک بت کے پیٹ سے نکل کر بھاگا جب جرجیس کے پاس سے گزرنے لگا تو جرجیس نے اس کی پیشانی پکڑلی ابلیس فوراً اپنا سر اور گردن جھکا کر کھڑا ہو گیا جرجیس نے اس سے یوں گفتگو کی، اے ناپاک روح اور ملعون مخلوق مجھے بتاؤ کہ تم نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھ دوسرے لوگوں کو کیوں ہلاک کیا تجھے معلوم ہے کہ تو اور تیرا لشکر جہنم میں جائے گا ابلیس نے جرجیس سے کہا اگر مجھے ایک لحظے کے لیے بھی ساری مخلوق کو گمراہ کرنے کا اختیار مل جائے تو میں فوراً سب کو گمراہ کردوں گا۔ گناہوں کے ذریعے جتنی شہوت دوسرے لوگ کرتے ہیں اور جتنی لذت دوسرے لوگ حاصل کرتے ہیں وہ ساری شہوت اور ساری لذت مجھے بھی حاصل ہوتی ہے۔ جرجیس تمھیں معلوم نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو تیرے باپ آدم علیہ السلام کے سامنے سجدہ کرنے کا حکم دیا چنانچہ جبرئیلؑ، میکائیل، اسرافیل اور تمام مقرب فرشتوں نے سجدہ کیا اور آسمان کی تمام مخلوق نے سجدہ کیا میں نے سجدہ نہیں کیا میں نے اس وقت کہا تھا کہ میں اس مخلوق کو سجدہ نہیں کروں گا میں اس سے بہت بہتر ہوں جب ابلیس نے یہ کہا تو جرجیس نے اسے آزاد کر دیا اسکے بعد ابلیس کبھی بھی کسی بت کے پیٹ میں داخل نہیں ہوا کیونکہ اسے خطرہ تھا کہ کہیں بت کے ساتھ میں بھی زمین میں نہ دھنس جاؤں تاریخی روایات کے مطابق اب بھی کسی بت میں داخل نہ ہوگا۔

بادشاہ نے جرجیس سے کہا تم نے مجھے زبردست دھوکہ دیا ہے تو نے میرے خداؤں کو ہلاک کر دیا جرجیس نے بادشاہ سے کہا یہ سب کچھ میں نے جان بوجھ کر کیا ہے تا کہ تجھے عبرت ہو اور تجھے پتا چل جائے کہ اگر وہ بت بقول تیرے واقعتہ خدا ہوتے تو وہ مجھ سے اپنے آپ کو بچا لیتے، تیرا ناس ہو، تو نے ایسے خداؤں پر کیسے اعتماد کر لیا جو خود اپنا بچاؤ نہیں کر سکے میں تو ایک ضعیف مخلوق ہوں میں تو صرف انہی اختیارات کا مالک ہوں جو میرے رب نے مجھے عطا کیے ہیں

بادشاہ کی بیوی کا اظہار ایمان

جب جرجیس نے یہ بات کہی تو بادشاہ کی بیوی نے سب لوگوں کے سامنے اپنا ایمان ظاہر کر دیا اور ان کے سامنے جرجیس کے کارنامے گنوانے لگی جو جرجیس نے انھیں دکھائے تھے اس عورت نے لوگوں سے کہا تم لوگ اس شخص کی بددعا کے منتظر ہو جس کے نتیجے میں تمھیں زمین میں دھنسا کر ہلاک کر دیا جائے گا جیسا کہ تمہارے بت ہلاک ہو چکے ہیں۔

لوگو اپنی جانوں کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے بچالو، بادشاہ نے اس اپنی بیوی سے کہا افسوس ہے تجھ پر اسکندرہ! اس جادوگر نے کتنی جلدی تجھے ایک ہی رات میں گمراہ کر دیا جب کہ مجھے اس کا مقابلہ کرتے ہوئے سات سال گزر چکے ہیں یہ مجھ سے اپنی کوئی بھی بات نہیں منوا سکا بیوی نے جواب دیا کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے تیرے مقابلے میں کیسے کامیاب کیا اور تجھ پر کیسے غلبہ عطا کیا ہر جگہ یہ کامیاب ہوا اور تیرے خلاف دلیل قائم ہوئی ہے یہ سن کر بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے بھی اس لکڑی کے ساتھ باندھ دیا جائے کہ جس پر جرجیس کو لٹکا رکھا ہے چنانچہ اسے بھی لٹکا دیا گیا اور اس کے

بدن میں بھی وہی کنگھیاں گاڑ دی گئیں جو جرجیس کے بدن میں گاڑ دی گئیں تھیں جب اس عورت کو اس سزا کی وجہ سے شدید درد ہونے لگا تو اس نے کہا جرجیس اپنے رب سے دعا کرو کہ وہ میری سزا میں تخفیف کر دے مجھے شدید تکلیف ہو رہی ہے جرجیس نے کہا اوپر دیکھو اس نے اوپر دیکھا تو ہنسنے لگی جرجیس نے ہنسنے کی وجہ پوچھی تو کہنے لگی کہ مجھے اپنے اوپر دو فرشتے نظر آئے ہیں جن کے ہاتھ میں جنت کے زیورات کا بنا ہوا تاج ہے وہ میری روح نکلنے کا انتظار کر رہے ہیں جب روح نکل جائے گی تو اسے اس تاج کے ساتھ مزین کر کے جنت میں لے جائیں گے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے جب اس عورت کی روح قبض کر لی تو جرجیس نے یوں دعا مانگنی شروع کی کہ اے اللہ اس آزمائش میں تو نے ہی مجھے عزت بخشی ہے تا کہ تو اس کی وجہ سے مجھے شہدا کے فضائل عطا فرمائے یا اللہ تو نے دنیا کی جو آزمائش سے نجات دینے کا وعدہ کیا ہے ہوا ہے اس کے پورے ہونے کا وقت قریب قریب آ گیا ہے یا اللہ میں تجھ سے یہ درخواست کرتا ہوں کہ تو میری روح قبض فرما اور میں اپنی جگہ سے ہٹنے بھی نہ پاؤں کہ ان متکبر لوگوں پر ایسا قہر اور عذاب نازل فرما کہ جو اس سے پہلے ان پر نہ آیا ہو ایسا عذاب بھیج کہ جس سے میرا دل خوش ہو جائے اور میری آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں کیونکہ انھوں نے مجھ پر ظلم کیا ہے اور مجھے عذاب دیا ہے اے اللہ میں تجھ سے یہ سوال کرتا ہوں کہ میرے بعد جو بھی دین کے داعی کی مصیبت اور پریشانی میں مجھے یاد کر کے میرا نام لے کر تجھ سے دعا کرے تو تو اس کی ریشانی کو دور فرما، اس پر رحم فرما اور اس کی دعا کو قبول فرما، اور اس کے حق میں میری سفارش قبول فرما۔

قوم پر عذاب

جرجیس جونہی دعا سے فارغ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں پر آگ کی بارش کی دی جب وہ جلنے لگے تو مارے غصے کے انھوں نے جرجیس کو پکڑ کر اسے تلواروں سے مارنا شروع کر دیا یہ اس لیے ہوا کہ جرجیس کو اللہ تعالیٰ چوتھی مرتبہ شہید ہونے پر وہ انعام عطا فرمائیں جس کا اس سے وعدہ کیا تھا جب سارا شہر جل کر راکھ ہو گیا تو اللہ تعالیٰ اسے زمین سے اٹھا کر بہت بلندی تک لے گئے اور پھر اسے زمین سے اٹھا کر بہت بلندی تک لے گئے اور پھر اسے زیروزبر کر دیا عرصہ دراز تک اس دھواں سے بدبودار دھواں نکلتا رہا یہ دھواں جس کی ناک میں بھی گیا اسے سخت بیمار کر دیا دھوئیں کی وجہ سے لوگوں کو بیماریاں بھی طرح طرح کی لگ رہیں تھیں جرجیس پر ایمان لانے والے اور اس کے ساتھ شہید ہونے والے کل چونتیس ہزار افراد تھے بادشاہ کی بیوی بھی جرجیس پر ایمان لانے کی وجہ سے شہید ہوئی، رحمہا اللہ تعالیٰ۔

اردشیر بن بابک کے حالات

نصاریٰ اور قدیم اہل کتاب کے بقول ملک بابل میں اسکندر بادشاہ کی حکومت کو جب پانچ سو تمیں سال گزر گئے، اور مجوسیوں کے بقول دو سو چھیاسٹھ سال گزر گئے تو اردشیر بن بابک نے ملک فارس پر حملہ کر دیا جس کا مقصد بزعم خود اپنے چچازاد بھائی دارا بن دارا بن بھمن بن اسفندریا کے خون کا بدلہ لینا تھا جس نے شاہ اسکندر سے لڑائی کی تھی اور اسکندر کے دو محافظوں نے اسے قتل کر دیا تھا اردشیر کا مدعی یہ تھا کہ حکومت ان لوگوں کو واپس ملنی چاہیے جو حکومت کے اہل ہیں اور جن کے آباؤ اجداد کے پاس موجودہ بادشاہوں سے پہلے حکومت تھی ساری زمین ایک سلطنت ہونی چاہیے اور اس

کا ایک حاکم ہونا چاہیے۔

اردشیر بن بابک کا نسب

اردشیر بن بابک کا نسب یہ ہے! اردشیر بن بابک شاہ ملک خیر بن ساسان الاصغر بن بابک بن ساسان بن بابک بن مھرمس بن ساسان بن بھمن الملک بن اسفندریار بن بشتاسب بن مھراسب بن کیوجی بن کیمبش۔

اور بعض حضرات نے نسب یوں بیان کیا ہے! اردشیر بن بابک بن ساسان بن بابک بن ذرد ابن بھافرید بن ساسان الاکبر بن بھمن بن اسفندریار بن بشتاسب بن مھراسب۔

جائے مولد

بعض مورخین کا کہنا یہ ہے کہ اردشیر بن باک کی پیدائش اصطخر کی ایک بستی ''طیرودہ'' جو کہ اصطخر علاقے میں ایک مشہور محلہ ہے میں ہوئی۔

ارد کے دادا

ان کے دادا ساسان بڑے بہادر شخص تھے ان کی بہادری اور مردانگی کا ایک قصہ یوں مشہور ہے کہ انھوں نے تن تنہا ''اصطخر'' کے بڑے زور آور اور طاقت ور قسم کے اسی مردوں کا مقابلہ کیا تھا اور انھیں شکست دی تھی ان کی بیوی فارس کے شاہی خاندان سے تعلق رکھتی تھی۔

یہ خاندان ''باذرنخین'' کے نام سے معروف تھا بیوی کو ''رامبهشت'' کہا جاتا تھا یہ بہت جمال و کمال کی مالک تھی ساسان ''اصطخر'' کے آتشکدہ کے نگران تھے جسے ''بہت ناراناھیند'' کیا جاتا تھا۔

اردشیر کی پیدائش

انھیں شکار اور شہسواری کا بڑا جنون تھا ساسان کی بیوی ''رامبهشت'' سے ایک بچہ پیدا ہوا بوقت ولادت اس بچے کے بال ایک بالشت سے بھی زیادہ لمبے تھے جب یہ تجربہ کار ہو گئے تو اپنے باپ کے بعد عوام کے معاملات ان کے حوالے ہو گئے پھر ان کا ایک بیٹا پیدا ہوا جس کا نام اردشیر تھا۔

''اصطخر'' کا بادشاہ

ان دنوں ''اصطخر'' کا بادشاہ باذرنخین خاندان کا ایک شخص تھا۔

مجھے ہشام بن محمد سے جو روایت ملی ہے اس کے مطابق اس بادشاہ کا نام ''جوزہر'' تھا بعض کا کہنا ہے اسے ''جزہر'' کہا جاتا تھا۔

جوزہر کا ایک خادم تھا جسے تیری کہا جاتا تھا بادشاہ نے اسے داد بجرد میں ''ادجندا'' بنا رکھا تھا جب ارشیر کی عمر سات سال ہوئی تو اسے اس کا باپ جزہر کے پاس لے گیا جزہر بیضاء مقام پر موجود تھا اردشیر کے والد نے اسے بادشاہ کے سامنے کھڑا کر کے درخواست کی کہ اسے آپ تیری کے ساتھ کر دیں تاکہ یہ اس سے تربیت حاصل کرے اور اس کے بعد اسکی جگہ ''ارجبذ'' قرار پائے، بادشاہ نے اسکی درخواست قبول کر لی اور اس کے بارے میں ایک تحریر بھی لکھ دی،

اردشیر تیری کے حوالہ

اردشیر کا باپ اسے ''تیری'' لے گیا تیرا نے اسے خوشی سے قبول کرلیا اور اسے لے پالک بنالیا جب ''تیری'' ہلاک ہوا تو اس کی جگہ اردشیر نے کام سنبھال لیا اور اچھی کارکردگی کا مظاہرہ کیا نجومیوں نے اور ہاتھ کی لکیریں دیکھ کر غیب کی اطلاع کرنے والوں نے اسے بتایا کہ آپ کو ترقی ہوگی اور پورے علاقے کے مالک ہو جائیں گے اردشیر نے یہ سن کر اور زیادہ تواضع اور مسکنت کا مظاہرہ کیا اور روز بروز اسے استحکام نصیب ہوتا رہا

اردشیر کا خواب

ایک دن اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک فرشتہ اس کے سرہانے بیٹھا ہے جس نے اسے کہا! اللہ تعالیٰ آپ کو تمام علاقوں پر غلبہ عطا کرے گا اور تمہیں اس کے لیے تیار رہنا چاہیے، اردشیر جب بیدار ہوا تو اس خواب کی وجہ سے بہت خوش تھا اور وہ اپنے آپ کو پہلے سے زیادہ تندرست اور توانا محسوس کررہا تھا۔

اردشیر کی پہلی طالع آزمائی

اردشیر نے سب سے پہلا کام یہ کیا کہ وہ ''دار بجرذ'' میں ''جوبانان'' نامی ایک علاقے میں پہنچا اور وہاں کے فاسین نامی بادشاہ کو قتل کردیا پھر کونس نامی ایک اور جگہ گیا اور وہاں کے منوشہر نامی بادشاہ کو قتل کردیا پھر لرویر نام کی ایک اور جگہ پہنچا وہاں کے دارا نامی بادشاہ کو بھی قتل کردیا اور اپنے لوگوں کو ان علاقوں کا حاکم بنادیا

اردشیر کی جزہر کے خلاف کاروائی

پھر اپنے والد کو ان حالات سے مطلع کیا اور باپ کو کہا کہ ''جزہر'' بیضاء کے مقام پر موجود ہے آپ فوراً اس پر حملہ کردیں باپ نے ایسا ہی کیا ''جزہر'' کو قتل کرکے اس کے تاج پر قبضہ کرلیا اور پہاڑی علاقوں کے بادشاہ ''اردوان بہلوی'' کو خط لکھا اور خط میں بڑی لجاجت کے ساتھ اس سے درخواست کی کہ وہ جزہر کا تاج اپنے بیٹے سابور کو پہنانے کی اجازت دیں اردوان نے اسے بہت سخت جواب لکھا اور اسے خبردار کیا کہ تم نے ان بادشاہوں کو قتل کرکے وعدہ خلافی کی ہے مگر بابک نے اس کی کوئی پرواہ نہیں کی اور انہی دنوں میں وہ ہلاک ہوگیا اس کے بعد سابور بن بابک نے تاج پہن لیا اور اپنے باپ کی جگہ پر حاکم ہوگیا

سابور کا اردشیر کو طلب کرنا

اس نے اردشیر کو اپنے ہاں واپس آجانے کا لکھا تو اس نے اس کا کہا ماننے سے انکار کردیا اس کی وجہ سے سابور کو بڑا غصہ آیا بڑا لشکر تیار کرکے اردشیر کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے چل دیا، اصطخر سے نکلا تو وہاں اس کے کئی سارے بھائیوں سے ملاقات ہوگئی بعض بھائی سابور سے عمر میں بڑے تھے ان سب نے اپنے اتفاق سے تاج اور شاہی تخت سامنے رکھ دیا پھر سب نے مل کر وہ تاج اردشیر کے سپرد کردیا اس کی تاج پوشی ہوئی اور وہ شاہی تخت پر براجمان ہوگیا اس نے بڑی ہمت اور کوشش سے اس معاملے کو نمٹایا اور قوم کی درجہ بندی کرکے ''ابرسام بن رحفر'' نامی ایک شخص کو اپنا وزیر بنادیا، اسے خوب اختیارات دے کر معاملات اس کے سپرد کردیے اور ''فاہر'' نامی شخص کو موبذ ان کا موبذ بنادیا اسے

اپنے کچھ بھائیوں اور دیگر لوگوں سے اپنے بارے میں خطرہ محسوس ہوا تو اس نے ان میں سے بہت سارے لوگوں کو قتل کر دیا پھر اسے اطلاع ملی کہ دارابجرد کے لوگ اس کے خلاف ہیں چنانچہ وہ یہاں پر پہنچا اور وہاں کی ایک جماعت کو قتل کر کے شہر فتح کر لیا، پھر ''کرمان'' گیا وہاں بلاش نامی بادشاہ سے سخت جنگ ہوئی اردشیر نے خود جنگ میں حصہ لیا حتی کے بلاش کو قید کر لیا اور شہر میں اپنی حکومت قائم کر لی اردشیر نے کرمان پر اپنے بیٹے کو حاکم مقرر کر دیا بیٹے کا نام بھی اردشیر ہی تھا بحر فارس کے کسی ساحل پر ''ابتنو'' نامی ایک بادشاہ تھا جس کی تعظیم و پرستش کی جاتی تھی اردشیر اس کے پاس پہنچا اور پہنچتے ہی فوراً اسے قتل کر دیا اور اپنی تلوار سے اس کے دو ٹکڑے کر دیئے اور ان لوگوں کو بھی قتل کر دیا جو کہ اس کے پاس موجود تھے اور ان کے جو خزانے زمین میں دفن تھے وہ سب نکلوا لیے اردشیر کی طرف سے ہرک نامی شخص ابراھسان کا حاکم تھا اردشیر نے اسے اور اس جیسے لوگوں کو اپنی اطاعت کا حکم دیا تو انھوں نے اس سے انکار کر دیا اردشیر نے جا کر ہرک کو قتل کر دیا، پھر ''جور'' گیا اس کی بنیاد رکھی اور طربان کے نام سے معروف محل اور وہاں کے ایک آتش کدہ کی تعمیر شروع کر دی۔

اردوان کی اردکو دھمکی

اسی دوران ''اردوان'' کا قاصد اس کے پاس اردوان کا خط لے کر پہنچا اردشیر نے اس کی خاطر لوگوں کو جمع کیا اور ان کی موجودگی میں خط پڑھا اس میں لکھا ہوا تھا کہ تو نے اپنی حد سے تجاوز کیا ہے اور تو نے ہی اپنی موت کو دعوت دی ہے اور تیری اصل کردیوں کے خیموں میں پلنے والی کردی ہے تجھے اس تاج کو پہننے کی اجازت کس نے دی؟ ان علاقوں، وہاں کے بادشاہوں اور شہریوں پر غالب آنے کی اجازت تجھے کس نے دی ''جور'' کے صحرا میں تجھے اس شہر کو آباد کرنے کا کس نے کہا؟ اگر ہم تجھے اس محل کے بنانے کی اجازت دیں بھی تو یہ محل اس صحرا میں بناؤ جو شہر سے دس فرسخ کے فاصلے پر ہے، اس کا نام ''رام اردشیر'' رکھو اردشیر کو یہ بتا دو کہ اردوان، اھوان کے حاکم کو تمہاری گرفتاری کے لیے تمہاری طرف روانہ کر دیا گیا ہے۔

اردشیر کا جواب

اردشیر نے اسے جواب میں لکھا کہ! جو تاج اس نے پہن رکھا ہے یہ میرے اللہ نے مجھے دیا ہے جن شہروں کو میں نے فتح کیا ہے ان پر اللہ تعالیٰ نے مجھے غلبہ عطا کیا ہے جن ظالم و جابر حکمرانوں کو میں نے قتل کیا ہے ان کے قتل کرنے میں اللہ تعالیٰ نے ہی میری مدد کی ہے، رہا وہ شہر جس کی تعمیر کر رہا ہوں اور جس کا نام رام اردشیر رکھنا چاہتا ہوں مجھے امید ہے کہ میں اس کی حفاظت کر لوں گا تو اپنا سر اور اپنے خزانے ایک مرتبہ اس آتش کدے میں بھیج کر دیکھ جس کی بنیاد میں نے اردشیر میں رکھی ہے۔

اردشیر کی پیش قدمی

پھر اردشیر اصطخر کی طرف روانہ ہو گیا اردشیر نے ابرسام کو اپنا قائم مقام مقرر کیا کچھ ہی عرصے بعد اردشیر کے پاس ابرسام کا خط آیا کہ انھوں نے اھواز کے حاکم کو تسلیم کر لیا ہے اور بڑی ذلت کے ساتھ ان کو وہاں سے جانا پڑا پھر اردشیر اصبھان پہنچا اور پہنچتے ہی اصبھان کے حاکم ''ساز سابور'' کو قید کر کے قتل کر دیا، پھر واپس فارس آ گیا، اور اھواز کے والی نیروفر سے لڑنے کا ارادہ کیا رامہرمز کے مختلف علاقوں الرجان، بنیاں، اور طاشان سے ہوتا ہوا سراق تک جا پہنچا

جب یہاں پہنچ گیا تو اپنے ساتھیوں کی ایک جماعت کے ساتھ سوار ہو کر دجلہ کے کنارے جارکا اور شہر پر غالب آ گیا اور سوق اور اھواز نامی شہر کی بنیاد رکھی مال غنیمت ملک فارس لے گیا پھر جرہ اور کازروں کے راستے سے ملک فارس سے اھواز کی طرف سفر شروع کیا، پھر اھواز سے میسان گیا وہاں کے بندو نامی بادشاہ کو قتل کر دیا اور وہاں میسان کا محل تعمیر کر دیا

ارد کی اردوان سے جنگ طلبی

پھر ملک فارس واپس آ گیا اور اردوان کو پیغام بھیجا کہ وہ جگہ بتاؤ جہاں ہمارا تمہارا مقابلہ ہو اردوان نے پیغام میں جواب دیا کہ میں تمھیں ''ھرمزجاں'' صحرا میں ملوں گا۔

ارد کی زبردست فتح

اردشیر وہاں وقت سے پہلے ہی پہنچ گیا اور صحرا میں اپنے لیے جگہ منتخب کر لی اپنے اور اپنے لشکر کے بچاؤ کے لیے خندق کھود لی، وہاں کے چشمے پر قبضہ کر لیا اردوان بھی وہاں پہنچ گیا لوگوں نے لڑنے کے لیے صفیں بنالیں سابور بن اردشیر اردشیر کا دفاع کرنے کے لیے آگے بڑھا گھمسان کی جنگ شروع ہوگئی سابور نے اردوان کے منشی داربنداز کو اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔

ارد کا اردوان کے سر کو کچلنا

اردشیر اپنی جگہ سے چل کر اردوان کے پاس پہنچا اسے قتل کر دیا اردوان کے بہت سارے سپاہی بھی قتل ہو گئے جو بچ گئے وہ بھوگ کھڑے ہوئے کہا جاتا ہے کہ اردشیر نے اپنی سواری سے اتر کر اپنے قدموں سے اردوان کے سر کو کچلا اس دن سے اردشیر کو شہنشاہ کہا جانے لگا۔

اردشیر کی مزید فتوحات

پھر اردشیر وہاں سے روانہ ہو کر ھمذان پہنچا اور اسے فتح کر لیا پہاڑی علاقوں آذربائیجان اور مینہ، موصل کو زور بازو سے فتح کر لیا پھر ماصل سے سورستان گیا اس کو عراق کہا جاتا ہے اس پر غلبہ حاصل کیا اور طھبون شہر کے سامنے دجلہ کے کنارے پر ایک عجیب و غریب شہر بسایا اور اس کا نام اردشیر رکھا طھبون شہر، شرقی مدائن کا ایک شہر ہے، بہر سیر، ارمقان نہر درقیط، کوئی، نہر جوبر کو بھی اسی شہر میں ضم کر دیا اور ان علاقوں کے لیے گورنر مقرر کیے پھر عراق سے نکل کر اصطخر کی طرف متوجہ ہوا وہاں بجستان پھر جرجان چلا گیا پھر ابرشہر، مرو، بلخ خوزام سے ہوتا ہوا خراسان کے علاقوں میں جا داخل ہوا پھر واپس مرو آیا اور ایک جماعت کو قتل کر دیا اور ان کے سرداروں کو ''اناھید'' کے آتشکدے میں بھیج دیا پھر مرو سے ملک فارس آیا اور جور کے مقام پر رکا یہاں ''کوشان'' طوراں اور مکران کے بادشاہوں کے قاصدوں نے اس سے ملاقات کی اور اطاعت کا یقین دلایا پھر اردشیر جور سے بحرین کی طرف روانہ ہوا اور وہاں کے حاکم کا محاصرہ کر لیا اسے ایسا پریشان کیا کہ آخر اسے خود قلعہ کی دیوار سے چھلانگ لگانی پڑی جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔

ارد کی بیٹے کو تاج پوشی کرنا

پھر اردشیر مدائن آیا وہاں قیام کیا اور اپنے بیٹے سابور کو اپنی حیات میں ہی تاج پہنا دیا۔

خدائی کی دعویدار ملکہ کا ارد کے ہاتھوں حشر

مورخین کا کہنا ہے کہ سیف اردشیر خرۃ کے مصفات میں ''کوجبران'' نامی علاقے کی ''الار'' نامی بستی میں ایک ملکہ تھی جس کی تعظیم و پرستش کی جاتی تھی اس کے پاس بڑے مال خزانے اور سپاہی جمع تھے اردشیر نے اس ملکہ کے پجاریوں سے جنگ کی اور ملکہ کو قتل کر دیا اور اسے غنیمت میں بہت سارا مال، بڑے خزانے حاصل ہوئے۔

اردشیر کے آباد کردہ آٹھ شہر

اردشیر نے آٹھ شہر آباد کیے تھے۔

(۱) اردشیر خرۃ شہر کے پاس جور نامی شہر،

(۲) رام اردشیر نامی شہر،

(۳) ریوار نامی شہر،

(۴) اھواز میں ھرمزاد شیر نامی شہر، سوق اھواز بھی یہی ہے،

(۵) عراق میں ''بہ اردشیر'' اور یہ مدائن کی غربی جانب ہے،

(۶) استاباز اردشیر، ''کرخ میسان اسی کو کہا جاتا ہے،

(۷) بحرین میں فنیاز اردشیر، یہی مدینۃ الخط ہے،

(۸) موصل میں بوذا اردشیر ہے، یہی خزۃ ہے۔

ارد کا علم کبھی سرنگوں نہیں ہوا

مورخین نے ذکر کیا ہے کہ جب اردشیر غالب آیا تو انھیں اپنی اطاعت کی دعوت دی جب اس کا دور ختم ہونے لگا تو اس نے اپنا ولی عہد مقرر کر لیا اردشیر کو ہمیشہ فتح و ظفر نصیب ہوتا رہا کوئی بھی جماعت اسے شکست نہ دے سکی اور کبھی اس کا علم ناکام واپس نہیں لوٹا اس کی مملکت تمام حکمرانوں پر غالب آگئی اردشیر نے سب کو جھکا دیا، خوب خون ریزی کی سب علاقوں کو فتح کر لیا کئی شہر بسائے، لوگوں کو بلند منصب دیئے، بہت ساری عمارتیں بنوائیں۔

اردشیر نے جب اردوان کو قتل کیا اس کے بعد اردشیر کی حکومت چودہ سال رہی بعض کا کہنا یہ ہے کہ اردشیر کی حکومت چودہ سال دس مہینے رہی۔

اردشیر کی ارمانین سے جنگ

ھشام بن محمد کا بیان ہے کہ اردشیر اہل فارس کے ہاں آیا تو اس کا ارادہ عراق کے بادشاہ پر غلبہ پانے کا ہوا چنانچہ اس نے ارمانین کے بادشاہ ''بابا'' اور اردوانین کے بادشاہ اردوان کو دیکھا۔ ھشام نے کہا ارمانین عراق کے باشندے ہیں حکومت کی خاطر یہ ایک دوسرے سے لڑتے رہتے تھے پھر دونوں نے مل کر اردشیر کے خلاف لڑنے کا فیصلہ کیا مگر ان دونوں نے باری باری اردشیر سے لڑائی کی ایک دن یہ لڑتا تو دوسرے دن یہ لڑتا تھا جو دن بابا کے ساتھ لڑائی کا ہوتا اس دن اردشیر بابا کا مقابلہ کرنے کے لیے نہیں آتا تھا اور جو دن اردوان کے ساتھ لڑائی کا ہوتا تھا اس دن بابا اردشیر

کی خاطر لڑنے کے لیے تیار نہ ہوتا تھا۔

اردشیر کی مصالحت

جب اردشیر نے یہ صورت حال دیکھی تو اس نے بابا کے ساتھ اس شرط پر صلح کر لی کہ بابا اردشیر کے خلاف جنگ نہیں کرے گا اور ارشیر اور اردوان کو آپس میں لڑنے کی کھلی چھٹی دے دے گا اور اردشیر بھی بابا کو اس کے علاقوں کو اور ان کے علاقوں میں جو کچھ ہے کسی کو نقصان نہیں پہنچائے گا اردشیر اردوان کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے فارغ ہوا تو اس نے فوراً اسے قتل کر دیا اور اس کی تمام چیزوں پر قبضہ جمالیا اور عراق کے سارے حکمرانوں نے اس کے سامنے سر کو جھکا دیا جنھوں نے بات نہ مانی ان کو بزور بازو مغلوب کر دیا حتی کے اپنے مخالفین کو بھی اپنی رائے کے موافق بنالیا۔

اردشیر سے مفتوحین کی نفرت

جب اردشیر عراق کی سلطنت پر غالب آ گیا تو ''منوح'' قبیلہ کے بہت سارے لوگوں نے اسکی مملکت میں رہنا گوارا نہ کیا چناچہ قبیلہ قضاعہ کے وہ لوگ جو''فہم'' کے دو بیٹوں مالک اور عمرو کے ساتھ آئے تھے وہاں سے چلے گئے مالک بن زہیر وغیرہ بھی وہاں سے روانہ ہو گئے ملک شام میں قبیلہ قضائے کے جو لوگ پہلے سے رہ رہے تھے یہ بھی وہیں جا کر آباد ہو گئے۔

عرب کی نئی طرزِ زندگی

عرب کے کچھ لوگوں نے نیا طرز زندگی اپنانا شروع کر دیا اس لیے ان کا وہاں رہنا دشوار ہو گیا چناچہ وہ عراق کے سرسبز علاقوں کی طرف منتقل ہونے لگے اور وہ سرسبز علاقوں میں تین تہائی ہو کر رہنے لگے ایک تہائی تو تنوح کہلاتے تھے جو کہ دریائے فرات کی غربی جانب ''حیرۃ'' ''انبار'' اور ان کے آگے خیمے بنا کر رہنے لگے دوسری تہائی عباد تھے اور یہ لوگ حیرۃ میں مکانات تعمیر کر کے رہنے لگے تیسری تہائی احلاف تھے جو اہل حیرۃ کے ساتھ شامل ہو گئے تھے ان کا تعلق نہ تو تنوح یعنی نہ تو خیموں والوں سے تھا اور نہ ہی ان عباد سے تھا جنھوں نے اردشیر کی اطاعت کی تھی حیرۃ اور انبار دونوں علاقوں کی بنیاد بخت نصر بادشاہ کے زمانے میں رکھی گئی تھی۔

بخت نصر کی ہلاکت کے بعد حیرۃ کے باشندے وہاں سے انبار منتقل ہو گئے جس کی وجہ سے حیرۃ ویران ہو گیا انبار ساڑھے پانچ سو سال تک آباد رہا۔ یہاں تک کہ عمرو بن عدی نے اپنے زمانے میں حیرۃ میں اپنی قیام گاہ بنائی تو پھر حیرہ دوبارہ آباد ہو گیا حیرۃ پانچ سو تیس سال سے کچھ اوپر عرصے تک آباد رہا اس کے بعد کوفہ کی بنیاد رکھی گئی اور یہاں مسلمان آ کر آباد ہو گئے عمرو بن عدی کا کل دور حکومت ایک سو اٹھارہ سال ہے پچانوے سال اردوان اور طوائف کے زمانے میں حکومت کی، تیس سال ملاک فارس کے دور میں، چودہ سال دس ماہ اردشیر بابک کے دور میں اور اسی سال دو ماہ سابور بن اردشیر کے دور میں حکومت کی۔

اردشیر بن بابک کے بعد فارس کے حاکم کا ذکر

اردشیر جب دار فانی سے کوچ کر گیا تو اس کے بعد فارس کا حاکم اس کا بیٹا سابور بنا۔ اردشیر کو جب حکومت ملی تو اس نے اشکانیہ کے افراد کو جو کہ شاہی خاندان سے تعلق رکھتے تھے بے دریغ موت کے گھاٹ اتار دیا۔ اس ظالمانہ کاروائی کی وجہ یہ تھی کہ اسکے دادا اور اردشیر بن بہمن بن اسفندیار نے ایک قسم کھائی تھی اور اپنے بعد اپنی نسل میں یہ وصیت کر گیا تھا کہ اگر میری نسل کا کوئی بھی فرد برسر اقتدار رہا تو کسی اشکانی کو دنیا میں زندہ نہیں چھوڑے گا اب اس کی نسل سے سب سے پہلا حاکم اردشیر بن بابک بنا تو اس نے ارد کی وصیت کی وجہ سے سب اشکانیوں کو موت کی وادی میں دھکیل دیا

ایک اشکانی خاتون کی ڈانواں ڈول کشتی

کہا جاتا ہے کہ اردشیر نے اشکانیوں میں سے کسی کو اپنی دادا کی قسم پوری کرنے کے لیے زندہ نہ چھوڑا البتہ ایک لڑکی جو حسن و جمال میں آفتاب کو شرماتی تھی شاہی محل میں تھی اردشیر نے اس سے اس کے نسب کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ میرا تعلق اشکانی خاندان سے نہیں بلکہ میں اس خاندان کی شاہزادیوں کی نوکرانی تھی حالانکہ وہ اشکانی مقتول بادشاہ کی بیٹی تھی۔ جب اردشیر کو معلوم ہوا کہ وہ اشکانی عورت نہیں ہے تو اس سے پوچھا کہ کنواری ہے یا ثیبہ؟ تو اس لڑکی نے جواب دیا کہ کنواری ہے اس پر اردشیر اس سے ہم بستر ہوا اور حمل قرار پایا جب اس لڑکی کو اپنی جان کے سلسلے میں اطمینان ہو گیا کیونکہ اب اردشیر سے اسکو حمل ٹھہر گیا تھا تو اس لڑکی نے حقیقت کا اظہار کرتے ہوئے بتا دیا کہ اس کا تعلق اشکانی خاندان سے ہے۔ اب اردشیر سیخ پا ہو گیا اور ایک بوڑھے ھرجبذ ابرسام کو بلایا اور اسکو صورت حال سے آگاہ کیا اور پھر حکم دیا کہ اسکو لے جا کے قتل کر دو باوجود یہ کہ اردشیر کا دل اس کے قتل پر راضی نہ تھا تاہم اپنے دادا کی وصیت کو پورا کرنے کے سوا اور کوئی چارا نہ تھا۔

جب اس لڑکی کو شیخ قتل کے لیے لے گیا تو اس نے بتایا کہ وہ حاملہ ہے اس پر شیخ نے زمین میں ایک خفیہ غار میں اس لڑکی کو چھپا دیا اور اپنا عضو تناسل کاٹ کر ایک ڈبیہ میں بند کر کے مہر لگا کر اردشیر کے پاس لے آیا بادشاہ نے صورت حال پوچھی تو اس نے واقعہ بتا دیا اور پھر وہ ڈبیہ جس میں اس نے اپنے اعضائے تناسل کاٹ کر بند کیے تھے وہ اردشیر کو پیش کی کہ اس پر مہر لگائے اور کسی خزانہ میں اسکو رکھ دے چنانچہ اردشیر نے ایسا ہی کیا وہ لڑکی اس شیخ کی تحویل میں رہی یہاں تک کہ اس بچے کی ولادت ہوئی اب شیخ نے اسکو بادشاہ کا لڑکا کہنے سے بھی گریز کیا اور بادشاہ کو بھی اطلاع دینی مناسب نہ سمجھی جب تک کہ وہ بالغ نہ ہو اور ادب نہ سیکھ لے۔

شیخ ھرجبذ ابرسام کی دوررس نظر

شیخ نے بچے کی ولادت کے وقت علم نجوم کے حوالے سے اسکی سعادت کا پتا لگایا تو برج طالع نکلنے کی وجہ سے اسے یقین ہو گیا کہ یہ بادشاہ بنے گا تو اس نے اس بچہ کا ایسا نام رکھا جو نام اور صفت دونوں جہتیں رکھتا ہو اور اگر بادشاہ کو اس کا علم ہو تو اس کی قبولیت ہو چنانچہ اس نے بچے کا نام شاہ بور رکھا عربی میں اسکا معنی (بادشاہ کا بیٹا) ہے اور یہ پہلا لڑکا

ہے جس کا یہ نام رکھا گیا عربی میں اسکو سابور الجنود بن اردشیر کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔
بعض لوگوں نے کہا ہے کہ اس کا نام شاہ بور کے بجائے اشابور رکھا گیا جس کا معنی عربی میں اشک کا لڑکا ہے اس سے مراد وہ اشک ہے جس کی نسل سے اس لڑکے کی ماں تھی۔

اردشیر کا حزن وملال

کافی عرصہ گزر گیا کہ اردشیر کے ہاں اولاد ہی نہیں ہوئی تو ایک دن شیخ اس کے پاس گیا اور اردشیر کو غمگین پا کر اس سے پوچھا کہ بادشاہ سلامت کس وجہ سے غمگین ہیں؟ اردشیر نے جواب دیا کہ میں کیوں نہ غمگین ہوں جب کہ مشرق ومغرب پر میں نے اپنی تیغ زنی کے زور سے کامیابی کا علم لہرا دیا اور میرے آباء کا ملک میرے پاس بلاشرکت غیر رہا اور اب میں اس حالت میں مروں گا کہ میرا کوئی جانشین نہیں ہوگا۔

شیخ کی تسلی

شیخ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ بادشاہ سلامت کو خوش رکھے بادشاہ سلامت آپ کی عمر کی قسم! میرے پاس آپ کا ایک سعادت مند بچہ ہے آپ اس ڈبیہ کو منگوایئے جو میں نے آپ کو بطور امانت رکھوائی تھی اور آپ نے اس پر مہر بھی لگائی تھی پس میں اس کے ذریعے اپنے دعوے پر دلیل پیش کروں گا بوڑھے کی بات سننے کے بعد اردشیر نے وہ ڈبیہ منگوائی اور اپنی مہر کو دیکھ کر اس کو چاک کیا اور ڈبیہ کھولی تو اس میں شیخ کے اعضا مستورہ اور ایک خط پایا جس کا مضمون یہ تھا کہ جب ہم نے جان لیا کہ شک کی اس لڑکی کو لو جس کو حمل ٹھہرا تھا بادشاہ سلامت اردشیر نے ہمیں اس کے قتل کا حکم دیا تو ہم نے بادشاہ کے پاکیزہ بیج کو ہلاک کرنا حلال نہ سمجھا لہٰذا ہم نے اسکو زمین کے اندر بطور حفاظت کے رکھ دیا اور کسی طعنہ زن کے طعنہ سے بچنے کے لیے ہم نے اپنی برات کا یہ سامان کیا کہ اپنے اعضا تناسل کاٹ کر ایک ڈبیہ میں بند کر کے خزانہ میں رکھوا دیے پھر بادشاہ کے بیج کی حفاظت میں ہم نے اپنی کوشش صرف کی یہاں تک کہ وہ بارآور ہو گیا فلاں دن اور فلاں وقت۔

بادشاہ کی تدبیر

اس خط کے بعد اردشیر نے حکم دیا کہ بچوں کے جلوے میں اور بعض روایتوں میں ایک ہزار بچوں کے ساتھ جو شکل وقامت میں اس بچے کے برابر ہوں بادشاہ کے پاس حاضر کیے جائیں اس حالت میں کہ ان کے لباس وقامت و ادب میں کوئی فرق نہ ہو شیخ نے حکم کی تعمیل کی جب اردشیر نے ان بچوں کی طرف دیکھا تو بلا کسی اشارہ کے خود ہی اس کا نفس اس کے پیچھے مائل ہوا جو درحقیقت اسی کا بچہ تھا۔ پھر اردشیر نے حکم دیا اور وہ سب بچے ایوان شاہی کی طرف لے جائے گئے اور ان سب بچوں کو مٹھ دار ڈنڈے پکڑا دیئے گئے اور گیند سے کھیلنے لگے اردشیر ایوان شاہی میں اپنے تخت پر بیٹھا تھا اور سارا منظر دیکھ رہا تھا اس کھیل کے دوران کرہ (گیند) اس ایوان میں چلا گیا جہاں بادشاہ بیٹھا تھا تو سب بچے وہاں سے گیند لانے میں ہچکچائے لیکن سابور بلا تامل داخل ہوا اور گیند لے آیا اس ایوان میں داخلہ کی جرات کی وجہ سے اردشیر کو یقین ہو گیا کہ وہ اسی کا بیٹا ہے پھر اردشیر نے فارسی میں اس سے کہا کہ تیرا کیا نام ہے؟ بچے نے جواب دیا کہ (شاہ بور) اردشیر نے کہا کہ شاہ بور! جب یہ بات یقینی ہو گئی کہ وہ اردشیر کا بیٹا ہے تو اردشیر کے بعد تاج شاہی بھی اسی کو

پہنایا گیا۔

شاہ بور اور اہل فارس کی قدر دانی

سابور قبل اس کے کہ بادشاہ بنے اہل فارس نے اسکو عقل اور علم وفضل کی سخت گیری، فصاحت لسانی، عرایا کے ساتھ نرمی کے اعتبار سے آزمایا جب تاج شاہی اسکو پہنادیا گیا تو شرفاء اس کے پاس آئے اور اس کے حق میں طول عمر کی دعا کی اور اسکے والد کے فضائل بیان کیے سابور نے ان کو بتایا کہ میری جانب سے تم پر احسانات کی بارش کسی اور اچھائی کی وجہ سے نہیں بلکہ میرے والد کی تعریف اسکا اصل سبب ہے پھر ان لوگوں کے ساتھ اچھائی کا وعدہ کیا۔

سابور کی فراخدلی

سابور کے حکم کے مطابق اس کے خزانہ کو اشراف، اہل لشکر اور حاجت مندوں میں تقسیم کر دیا گیا اور اپنے گورنروں کو بھی اس نے خط لکھ بھیجا جو ملک کے مختلف صوبوں میں تھے کہ ان کے جو اموال ہوں وہ بھی انھیں تقسیم کر دیں اس سخاوت کی وجہ سے ان کے احسانات اور فضل ہر جگہ اور ہر آدمی گھٹیا اور دولت مند اور خاص و عام سب پر برسے انکی معیشت بلند ہوئی اسکے بعد سابور نے اچھے گورنروں کا انتخاب کیا اور رعایا کی بھلائی پر خوب توجہ دی ان اوصاف کی بدولت سابور کی فضیلت اور شہرت دور دور تک پہنچ گئی اور وہ تمام بادشاہوں میں احسانات سے بڑھ گیا۔

سابور کی جنگی مہمات

کہا جاتا ہے کہ سابور اپنی حکومت کے گیارہ سال گزرنے کے بعد نصیبین شہر سے روانہ ہوا اس شہر میں روم کا لشکر تھا سابور نے ان کا محاصرہ کیا پھر خراسان کے کسی واقعہ کی اطلاع سابور کو پہنچی جس کے سدباب کے لیے سابور کو حاضر ہونا ضروری تھا تو وہ اس طرف متوجہ ہوا یہاں تک کہ خراسانی معاملے کو درست کر دیا پھر دوبارہ نصیبین واپس آیا لوگوں کا خیال یہ ہے کہ نصیبین کی شہر پناہ ٹوٹی اور اس میں تھوڑا سا شگاف پڑ گیا جس سے سابور اس شہر میں داخل ہو گیا اور لڑنے والوں کو قتل کر ڈالا اور کچھ قید کیے اور قیصر کا پورا خزانہ لوٹ لیا پھر شام اور دیگر رومی شہروں کی طرف بڑھتا چلا گیا اور اسکے بہت سے شہر فتح کیے۔

سابور کے مفتوحہ علاقے اور بادشاہوں سے برتاؤ

کہا جاتا ہے کہ اسکے مفتوحہ علاقے جو تھے ان میں قالوقیہ قذقیہ بھی تھے اور اسنے روم کے بادشاہ کا محاصرہ انطاکیہ شہر میں کیا جس کا نام ریانوس تھا اسے قید کر کے دیگر افراد کے ساتھ جندی سابور میں ٹھہرا۔

یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ سابور نے شاذروان تستہ کی تعمیر کا ریانوس سے مطالبہ کیا کہ ایسی تعمیر ہو جس کی چوڑائی ایک ہزار گز ہو اس رومی بادشاہ نے رومی افراد سے جو اسکی قید میں شامل تھے مل کر اسکی تعمیر مکمل کر دی اس پر سابور نے اسکی رہائی کا حکم دے دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ سابور نے ایانوس سے بہت سا مال لے کر اسے چھوڑ دیا بعض نے کہا ہے کہ اس کو قتل کر دیا۔

دجلہ اور فرات کے درمیان تکریت کے پاس خضر شہر تھا اس پر ایک جراقی ساطرون نامی شخص حاکم تھا اسی کے

بارے میں ابوداؤد یاری کہتا ہے کہ۔ (شعر کا ترجمہ)
''میں دیکھ رہا ہوں کے موت حضر سے اپنے حاکم ساطرون پر لٹک رہی ہے''
اہل عرب اس کو ضیزن کہتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ ضیزن جرامقی نہیں بلکہ باجرمی تھا۔

ھشام بن کلبی کی روایت

ھشام بن کلبی کا خیال ہے کہ مذکورہ بادشاہ عرب کے قضاعہ قبیلے سے ہے اور اس کا نسب یوں ہے ضیزن بن معاویہ بن عبید بن اجرام بن عمرو بن نخع بن سلیح بن حلوان بن عمران بن حاف بن قضاعۃ اور اسکی ماں جھیلۃ نامی تزید بن حلوان کی بیٹی تھی اور وہ اپنی ماں کی وجہ سے مشہور تھا اور ھشام بن کلبی کا خیال ہے کہ بادشاہ جزیرہ کا حاکم تھا اور اسکے ساتھ بنو عبید بن اجرام اور قضاعۃ کے قبائل کے لاتعداد افراد تھے اور اسکی مملکت شام تک تھی اور اسکی غیر موجودگی میں اسکے بعض علاقوں پر سابور بن اردشیر قابض ہو گیا جب وہ خراسان کے سفر سے واپس آیا تو اسے سابور کے قبضے کی خبر دی گئی تو ضیزن کے اس عمل پر عمرو بن الہ بن جدی بن دھاؤ بن جشم بن ھلوان بن عمران بن کاف بن قضاعۃ نے اشعار کہے۔
(۱) ہم ان فارسیوں سے قبیلہ علاف اور قوی مذکر گھوڑے لے کر دست وگریبان ہوئے۔
(۲) فارس نے ہم سے ذلت وخواری حاصل کی اور ہم نے شھروز کے تمام کاہنوں کو میٹھی نیند سلا دیا۔
(۳) ہم عجمیوں کے لیے بہت دور چل کر آئے ایسا لشکر ساتھ لے کر جیسے آگ کی لپیٹ میں جزیرہ ہو۔

سابور کا محاصرہ کرنا

جب سابور کو اس واقعہ کا پتا چلا تو وہ اس رومی کی طرف متوجہ ہوا اور اس کے قلعہ پر جا کر پڑاؤ ڈالا۔ ضیزن بھی قلعہ بند ہو گیا۔
ابن الکلبی کا خیال ہے کہ سابور چار سال تک محاصرہ کیے رہا نہ قلعہ کو ڈھا سکتا تھا اور نہ ہی ضیزن تک پہنچ سکتا تھا البتہ اعشیٰ بن میمون نے سابور کی مدت قیام اپنے اشعار میں دو سال بیان کی ہے۔ وہ کہتا ہے۔
(۱) تم حضر شہر کو نہیں دیکھتے کہ اس کے باسی نعمتوں میں تھے لیکن کیا کوئی نعمت باقی رہتی ہے۔
(۲) شاہ بور نے حضر شہر پر اپنے لاؤ لشکر کو دو سال تک ٹھہرائے رکھا وہ اس قلعہ پر تیشے چلا رہے تھے۔
(۳) اس سے نہ اسکی قوت میں اضافہ ہوا اور اس جیسا قیام کرنے والا کبھی سیدھا نہیں ہوتا۔
(۴) جب اس کے مالک نے اسکے اس فعل کو دیکھا تو وہ اچانک رات کو اس کے پاس آیا لیکن بدلہ نہ لیا۔
(۵) اس نے اپنی قوم کو بلایا تھا کہ چلو اپنے معاملے کی طرف جس کو کاٹ دیا گیا ہے۔
(۶) اور اپنی تلواروں کے ساتھ عزت سے مرد میں موت کو دیکھتا ہوں کہ اسکو بادل ناخواستہ وہ آدمی قبول کرتا ہے جس پر سختی کی گئی ہو۔

ضیزن کی نالائق بیٹی

پھر ضیزن کی نضیرہ نامی لڑکی کو حیض آیا تو اسے شہر سے ملحقہ علاقے کی طرف نکال دیا گیا وہ اپنے زمانے کی سب سے حسین عورت تھی اس زمانے میں جب عورتوں کو حیض آتا تو انھیں علاقے سے دور نکال دیا جاتا تھا۔ سابور بھی

اپنے زمانے کا خوبصورت انسان تھا۔

نضیرہ کی تدبیر

نضیرہ اور سابور نے ایک دوسرے کو دیکھا تو ایک دوسرے پر لٹو ہو گئے اس لڑکی نے سابور کو پیغام بھیجا کہ اگر میں تجھے ایسی ترکیب بتاؤں جس سے تم اس قلعہ کی فصیل اور شہر پناہ تک کو توڑ دو گے اور میرے والد کو قتل کر دو گے تو اسکے عوض تم میری کیا آؤ بھگت کرو گے؟ سابور نے جواب دیا کہ میں اپنی دوسری بیویوں کی نسبت تمھیں ارفع مقام دوں گا اس پر اسنے یہ ترکیب بتائی کہ ایک کبوتر اور فاختہ لو اور اس کے پنجے میں لکھو "بحیض جاریہ بکرزرقا" پھر اسکو چھوڑ دو وہ اس شہر کی دیوار پر بیٹھ جائے گی۔

قلعہ کا مفتوح ہونا

یہ اس شہر کا خفیہ راز تھا اس کے بغیر وہ منہدم نہ ہو سکتا تھا۔ لڑکی کی اس تدبیر پر عمل کر کے سابور خود لشکر کے ساتھ تیار ہوا اس لڑکی نے یہ بھی کہا تھا کہ میں محافظوں کو شراب پلاؤں گی جب وہ مست ہو جائیں گے تو تم ان کو قتل کر دینا اور سیدھے شہر میں داخل ہو جانا اس نے اس تدبیر پر عمل کیا تو شہر منہدم ہو گیا اور اسے زبردستی فتح کیا۔

ضیزن کی تباہی پر اشعار

ضیزن کو قتل کیا ضیزن کے ساتھ قضاعۃ کے لوگوں کو اور ان کے علاقوں کو ایسے مٹا دیا کہ آج ان کو جاننے والا نہ رہا بنو حلوان کے قبائل پر بھی یہ مصیبت پڑی وہ بھی ختم ہو گئے عمرو بن الہ جو ضیزن کے ساتھ تھا اس واقعہ پر کہتا ہے کہ۔

(۱) یہ خبر مشہور ہے، تو کیا تجھے اس حادثے نے غمگین نہیں کیا جو بنو عبید کے سواروں کو پیش آیا۔

(۲) ضیزن اور بھائیوں کا بچھڑ جانے اور تزید کے وفادار بہادر لشکروں کے قتل ہونے نے۔

(۳) ان پر نہایت بہادر جنگجو اور ہاتھیوں کا ریلا لے کر سابور حملہ آور ہوا۔

(۴) اور سابور نے قلعے کی بنیادی چٹان ڈھا دی گویا کہ اس کا پلاٹ لوہے کی تختی تھی۔

نضیرہ کو باپ کے ساتھ کیئے کی سزا شوہر کے ہاتھ

سابور نے اس شہر کو کھنڈر بنا دیا اور نضیرہ کو اپنے ساتھ لے گیا اور عین التمر میں اسکے ساتھ رات گزاری۔ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ پوری رات بستر کے کھردرے پن کی وجہ سے تکلیف میں رہی حالانکہ وہ بستر خاص ریشم کا تھا جس میں خام ریشم بھرا ہوا تھا لہذا اسکی تکلیف کا سبب تلاش کیا گیا تو اسکے پیٹ کی سلوٹ کے ساتھ چپکا ہوا ایک کاغذ ملا جس کے نشانات پیٹ پر بھی تھے وہ لڑکی اتنی خوبصورت تھی کہ چہرے اور صاف جلد کی نرمی کی وجہ سے اس کے گودے کو باہر سے دیکھا جا سکتا تھا۔ سابور نے اس سے کہا کہ تیرا ناس ہو، کون سی چیز تیرا باپ تجھے کھلاتا تھا؟ اس نے کہا مکھن، مغز، نئی شہد کی مکھیوں کا شہد اور خالص شراب میری خوراک تھی۔ یہ بات سن کر سابور نے کہا کہ تیرے باپ کی قسم! میں نے تو ابھی تیرے ساتھ وصل حاصل کیا ہے تو کیا مجھے ترجیح ہو گی تیرے اس باپ پر جو تجھے ایسی غذا کھلاتا تھا یعنی جب تو نے ایسے باپ کو قتل کروایا تو آئندہ مجھے بھی نہ چھوڑے گی چنانچہ ایک تیز رفتار گھوڑ سوار کو حکم دیا تو اس نے اس کی مینڈھیاں گھوڑے کی دم سے

باندھیں اور اس بدبخت نضیرہ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے۔ اسی پر شاعر کا یہ قول ہے۔
(۱) قلعہ مرباغ ثرثا کا کنارے سب کے سب نضیرہ سے خالی ہو گئے۔
شعراء نے ضیزن کا ذکر اپنے اشعار میں کثرت سے کیا ہے عدی بن زید کی یہ ہی مراد ہے۔
(۱) اور حضر کا بھائی جس نے اس کو بنایا تھا اس حضر کی طرف خابور اور دجلہ بہہ کر آتے تھے۔
(۲) اس نے شہر کو مرمر کے ذریعے پختہ کیا اور چونا سے مضبوط کیا لیکن اب اس کے کھنڈرات میں پرندوں کے گھونسلے ہیں۔
(۳) حوادث زمانہ نے اس کو نہیں ڈرایا اچانک اس کے ہاتھ سے ملک نکل گیا اور اس کا دروازہ چھوڑ دیا گیا ہے۔

کہا جاتا ہے کہ سابور نے میسان میں شاز سابور تعمیر کیا جس کو نبطی زبان میں ریما کہا جاتا ہے سابور کے زمانے ہی میں مانی الزیق ظاہر ہوا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جب سابور جندی سابور کے مقام پر گیا تو وہاں ایک بوڑھا آدمی ملا تو سابور نے اسے سے پوچھا کہ یہاں پر شہر بنانا جائز ہے؟ اس نے سابور سے کہا دونوں کام جنھیں آپ مشکل سمجھ رہے ہیں ہو جائیں گے۔ تو سابور نے شہر کی بنیاد ڈالی اور بیل نامی بوڑھے کو ایک استاد کے سپرد کیا اور اس پر لازم کیا کہ اس کو حساب اور لکھائی ایک سال میں سکھا دو استاد اس بوڑھے کو لے کر گیا اور اس کی داڑھی اور سر مونڈھ دیا تا کہ ان بالوں سے نہ کھیلے اور پھر اچھے طریقے سے پڑھانا شروع کیا پھر سابور کے پاس اسکو واپس لایا جب کہ وہ ماہر بن چکا تھا اب سابور نے اس بوڑھے کو شہر کے خزانے کے حساب وکتاب کا ذمہ دار بنا دیا اور ایک شہر تعمیر کیا جس کا نام ھاز ندیو سابور رکھا جس کا مطلب یہ تھا کہ یہ انطاکیہ سے بہتر ہے اور سابور کے شہر کو جس کو جندی سابور کہا جاتا ہے اور اہل اھواز کو بیل کہتے ہیں اس کے گورنر کے نام کی وجہ سے۔ جب سابور کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنے بیٹے ھرمز کو حاکم بنا دیا اور عمل کی تاکید کے ساتھ ایک عہد نامہ اسکو لکھ دیا۔

اب مورخین کا اس میں اختلاف ہے کہ سابور کی حکومت کتنے سال رہی بعض نے تیس سال پندرہ دن اور بعض نے اکتیس سال چھ مہینے انیس دن مدت بیان کی۔

ھرمز بن سابور کا ذکر

سابور بن اردشیر بن بابک کے بعد اس کا بیٹا ھرمز حاکم بنا اسکو جری کا لقب دیا گیا یہ اپنے جسم اور صورت میں اردشیر سے مشابہ تھا البتہ رائے اور تدبیر میں اس جیسا نہ تھا لیکن جرات، بہادری، اور اخلاق میں اعلی درجے کا تھا۔

ہرمز کی ماں تذکرہ

اس کی ماں مھرک کی بیٹی تھی، جس کو اردشیر نے قتل کیا تھا اس قتل کا سبب یہ تھا کہ نجومیوں نے بتایا کہ مھرک کی نسل سے بادشاہ پیدا ہوگا اس خبر پر اردشیر نے مھرک کی نسل کا بیج مار دیا لیکن ھرمز کی ماں یعنی مھرک کی بیٹی بھاگ گئی اور وہ حسن صورت اور کمالات میں اپنا نظیر نہ رکھتی تھی وہ ایک دیہات میں چلی گئی اور بعض چرواہوں کے ہاں پناہ لی۔

سابور کے ام ہرمز سے نکاح کا واقعہ

سابور ایک دن شکار کے لیے نکلا اور شکار کی طلب میں ان تھک کوشش کی جس سے اسکو سخت پیاس لگی وہ خیمے جن میں ام ھرمز نے پناہ لی تھی وہ سابور کو نظر آئے تو ان کی طرف پانی کی تلاش میں چل پڑا وہاں گیا تو ام ھرمز کو اس نے دیکھ لیا اور اس وقت چرواہے غائب تھے اس نے اس سے پانی مانگا اس لڑکی نے پانی دے دیا سابور نے لڑکی کا عمدہ جمال خوبصورت چہرہ، اچھا ڈیل وڈول دیکھا۔ اتنے میں چرواہے آگئے سابور نے ان سے اس لڑکی کے بارے میں پوچھا تو ایک چرواہے نے اسے اپنی طرف منسوب کیا اس پر سابور نے مطالبہ کیا کہ اس سے میرا نکاح کردیں چرواہے نے سابور کی بات پوری کردی۔

سابور کی ام ہرمز سے قربت

سابور اسکو اپنے گھر لے آیا اور قربت کی خواہش ظاہر کی، لیکن اس لڑکی نے انکار کردیا۔ سابور کو اس کی اس بات سے حیرت ہوئی جب یہ سلسلہ دراز ہوا تو سابور کو ناگواری ہوئی اس نے اس لڑکی سے حقیقت دریافت کرنا چاہی تو اس پر عوت نے اسے بتادیا کہ وہ مھرک کی بیٹی ہے اور وہ یہ سختی اس لیے کررہی ہے کہ مبادا اسکے ساتھ جماع کو ناپسند کر کے اردشیر سابور کو قتل نہ کردے اس پر سابور نے اس سے وعدہ کیا اس معاملے کو وہ خفیہ رکھے گا پھر اس نے اس عورت سے جماع کیا اور ھرمز کی پیدائش ہوئی اور یہ معاملہ پوشیدہ رہا یہاں تک کہ کئی سال گزر گئے۔

حقیقت چھپی نہ رہ سکی

اردشیر ایک دن سوار ہوا اور پھر واپسی کسی کام کے لیے سابور کے گھر آیا گھر میں داخل ہوا جب وہاں ٹھہرا تو ھرمز ہاکی لیے باہر نکلا اور گیند سے کھیلنے اور اس کے پیچھے بھاگنے لگا اور بچوں کی طرح شور بھی مچارہا تھا۔ جب اردشیر نے اسے دیکھا تو اپنی قوم کی علامات اس میں نہ پائیں اس لیے اس کو ناگواری ہوئی کیونکہ اردشیر کی اولاد کسی پر پوشیدہ نہ تھی خاص نشانیوں کی وجہ سے مثلاً چہرے کی خوبصورتی، دراز قامت اور دیگر امور جو اسکی اولاد کے ساتھ خاص تھے۔ اردشیر نے اس کو اپنے قریب بلایا اور سابور سے اس کے بارے میں پوچھا سابور اپنے باپ کے سامنے اپنی غلطی کا اقرار کرگیا اور سچ بات بتادی یہ بات اردشیر کو اچھی لگی اور اسے بتایا کہ نجومیوں نے مھرک کی اولاد میں بادشاہت کی جو خبر دی تھی وہ ہوگئی اور ان کی مراد ھرمز ہی تھا جو مھرک کی اولاد میں ہوا تھا پھر اردشیر نے بتایا کہ میرا دل مطمئن ہے اور دل سے ساری رنجش نکال دی ہے۔

ھرمز کی حکومت کی ابتداء اور موافق اور ناموفق ملے جلے حالات

جب اردشیر مرگیا اور حکومت سابور کے پاس چلی گئی تو اس نے ھرمز کو خراسان کا گورنر بنادیا اور اس کی طرف روانہ کردیا ھرمز وہاں مستقل حاکم ہوا اور اردگرد کے بادشاہوں کا قلع قمع کردیا اور انتہائی سختی کا اظہار کیا اور تکبر دکھلایا جس پر چغل خوروں نے سابور کے پاس اسکی چغلیاں کیں اور یہ باور کرایا کہ اب اگر سابور اپنا حکم منوانا چاہے تو ھرمز اس پر تیار نہ ہوگا اور اطاعت نہ کرے گا اور مستقل حکومت قائم کررہا ہے۔

ہرمز کی دست بریدی

یہ ہی خبریں ھرمز کو پہنچ گئیں تو اس نے تنہائی میں اپنا ہاتھ کاٹ دیا اور کٹا ہوا ہاتھ عمدہ کپڑوں میں لپیٹ کر ٹوکری میں ڈال کر سابور کو بھیجا اور اسکے ساتھ لکھ بھیجا کہ یہ میرا یہ عمل مستقل حکومت کے قیام کی تہمت کے ازالے کے لیے ہے۔ کیوں کہ کسی آفت زدہ کو وہ حاکم نہیں بناتے تھے اب اس کا ہاتھ کٹنے کی وجہ سے وہ حاکم بننے کا اہل نہیں رہا تھا جب یہ خبر سابور کو پہنچی تو سخت غمگین ہوا اور غم سے چور ہو گیا۔

اور اپنے غم کی کیفیت ھرمز کو لکھ بھیجی اور یہ بھی لکھا کہ اگر ھرمز اپنے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دے تو تب بھی ھرمز پر کسی دوسرے کو حکومت کے سلسلے میں ترجیح نہ دے گا پھر سابور نے ھرمز کو حاکم مقرر کیا کہا جاتا ہے کہ جب ھرمز کے سر پر شاہی تاج رکھا گیا تو اسکے پاس اشراف آئے اور اسکے حق میں دعا کی ھرمز نے بھی ان کو اچھا سلجھا ہوا جواب دیا اشراف اس کی سچائی جان گئے پھر ھرمز نے اپنے طرز عمل کو ان کے بارے میں اچھا رکھا اور ان کے ساتھ انصاف کیا اور اپنے آباء کے نقش قدم پر چلا اور رام ھرمز نامی ایک شہر بسایا اس کی حکومت ایک سال دس دن رہی۔

بھرام بن ھرمز کا ذکر

ھرمز کے بعد ملک کی باگ دوڑ اسکے بیٹے بھرام کے ہاتھ میں آ گئی اسکا نسب یہ ہے بہرام بن ھرمز بن سابور بن اردشیر بن بابک۔

عمرو بن عدی بن نصر بن ربیعہ کی ہلاکت کے بعد ربیعہ و مضر عراق و حجاز کی سرحدوں پر عمرو بن عدی کا بیٹا عامل تھا۔

یہ آل نصر بن ربیعہ اور فارسی بادشاہوں کے عاملوں میں سے پہلا عامل تھا جس نے نصرانی مذہب قبول کیا تھا اور ھشام بن محمد روایت کرتے ہیں کہ اسکی حکومت ایک سو چودہ سال رہی، سابور کے زمانے میں تئیس سال ایک ماہ، ہر فرد کے زمانے میں ایک سال دس دن، بھرام کے زمانے میں تین سال تین ماہ تین دن اور بہرام بن بہرام کے زمانے میں اٹھارہ برس حاکم رہا۔

بہرام کا طرز عمل

بہرام بن ھرمز نرم دل اور حلیم الطبع انسان تھا لوگ اسکی حکومت خوش ہوئے اور اس نے اپنا کردار ان کے بارے میں اچھا رکھا لوگوں کی سیاست کے متعلق اپنے آبا کا پیرو کار رہا۔ مانی الزندیق اسے اپنے دین کی طرف بلاتا تھا لیکن بھرام نے اس سے برات کی اور اسے شیطان کی طرف بلانے والا سمجھا اور اسکے قتل کا حکم دے دیا اور یہ کہا کہ اسکی کھال اتار کر اس میں گھاس بھر کر جندی سابور کے دروازے پر لٹکائی جائے۔

اسکے ساتھ اسکے تمام چیلے بھی قتل کر دیئے گئے بھرام کی حکومت تین سال تین ماہ تین دن رہی۔

بھرام بن بھرام بن ھرمز کا ذکر

بھرام کے بعد اسکا بیٹا بھرام بن بھرام حکومت کا مالک بنا وہ بھی امور مملکت سے متعلق علم و دانش کا مالک تھا جب اسکے سر پر تاج رکھا گیا تو اسکو بھی اشراف مملکت نے آ کر دعا دی جس طرح اس کے آباء کو دیا کرتے تھے اس نے

بھی اچھا جواب دیا اور کہا کہ اگر زمانے نے ہماری موافقت کی تو ہم لشکر کے ساتھ اسکو قبول کریں گے ورنہ قسمت پر راضی ہیں اسکے سن حکومت اور مدت میں اختلاف ہے بعض نے اٹھارہ سال اور بعض نے سترہ سال اسکی حکومت بتائی۔

شاھنشاہ بن بھرام کا ذکر

پھر بھرام بن بھرام کا بیٹا بھرام جس کا لقب شاھنشاہ تھا حاکم بنا جب اسکو تاج پہنایا گیا تو اشراف اسکے پاس آئے اور دعا خیر کی اس نے بھی اچھا جواب دیا بادشاہ بننے سے قبل وہ سجستان کا گورنر تھا اسکی حکومت چار سال رہی۔

نرسی بن بھرام کا ذکر

پھر اس کے بعد ملک کا حکم نرسی بن بھرام بنا جو بھرام ثالث کا بھائی تھا جب اسکو تاج پہنایا گیا تو اشراف و عظماء اسکے پاس آئے اور اس کے حق میں دعائے خیر کی اس نے بھی ان سے بھلائی کا وعدہ کیا اور ان سے درخواست کی کہ حکومت کے واسطے میری مدد کریں اور انتہائی عدل سے پیش آیا اور ایک دن کہا کہ اللہ تعالی نے ہم پر جو احسان کیا ہے اس کا شکر ضائع نہیں کریں گے۔ اسکی حکومت نو سال تھی۔

ھرمز بن نرسی کا ذکر

نرسی کے بعد ھرمز بن نرسی بن بہرام بن بہرام بن ھرمز بن سابور بن اردشیر حاکم بنا۔ لوگ گویا اس سے مصیبت میں پھنس گئے اور اسکی نسبت سے شدت وسختی محسوس کی اس نے لوگوں کو بتایا کہ وہ اس سے کیوں ڈرتے ہیں اسے معلوم ہے تاہم اس نے اپنے اخلاق میں سختی وشدت کے بجائے نرمی اور رقت پیدا کردی ہے پھر اس نے انتہائی عدل کے ساتھ حکومت کی وہ بلاد کی تعمیر اور کمزوروں کی دستگیری پر حریص تھا پھر اسکی وفات اس حال میں ہوئی کہ اسکی اولاد نہ تھی لوگوں پر یہ بات شاق گزری تو انھوں نے اس کی ازواج سے بے رغبتی کی نسبت سوال کیا لیکن اس نے بتایا کہ اسکی بعض بیویاں حاملہ ہیں بعض نے کہا ہے کہ ھرمز نے اسی حمل کے بارے میں وصیت کی تھی اور اس عورت نے سابور ذوالاکتاف کو جنا۔

ھرمز کی حکومت بعض کے قول کے مطابق چھ سال پانچ ماہ اور بعض کے مطابق سات سال پانچ ماہ تھی۔

سابور ذوالاکتاف کا ذکر

پھر سابور ذوالاکتاف اس حال میں پیدا ہوا کہ اس کے والد نے اس کی حکومت کے متعلق وصیت کردی تھی لوگ اس کی ولادت سے خوش ہوئے اور اس کی خبر چاروں طرف پھیلادی۔ ملک کی تمام بستیاں اور کنارے خطوط وغیرہ کے ذریعے اسکی ولادت سے مطلع ہوگئے وزراء اور کتاب نے وہی اعمال شروع کیے جو اسکے والد کی حکومت میں سرانجام دیتے رہے تھے معاملہ اسی طرح چلتا رہا یہاں تک کہ یہ خبر مشہور ہوئی اور تمام اہل فارس کو پتا چلا کہ انکا کوئی بادشاہ نہیں اور وہ محض ایک بچے کے محکوم ہیں پتہ نہیں اسکا معاملہ کیا ہوگا لہذا اس وجہ سے ترکی اور رومیوں کو بلاد فارس میں لالچ پیدا کرنے کا موقعہ ملا۔

ملک فارس پر عربوں کی یلغار

عرب کے علاقے فارس کے سب سے زیادہ قریب تھے اور یہ عربی ساری قوموں میں اپنی تنگدستی اور خراب حالت کے باعث زیادہ محتاج تھے کہ اپنے معاش کا سامان کہیں سے تلاش کریں اسی وجہ سے عبدالقیس بحرین کاظمہ کی ایک بڑی تعداد سمندر کے راستے ابرشہر اردشیر خرہ کے سواحل اور دیگر فارس کے اطراف کے علاقوں پر آوارد ہوئی اور وہاں کے رہنے والوں کی زراعت، مویشی، مال اور دیگر اسباب پر قبضہ کرلیا اور ان علاقوں میں خوب فساد برپا کیا یہ غارتگر عرب اپنی اس جنگی حالت میں کافی عرصہ رہے انھیں فارس کی جانب سے کسی مزاحمت کا سامنا نہ کرنا پڑا کیونکہ فارس کا تاج شاہی ایک بچے کے سر پر تھا جس کی کوئی ھیبت ہی نہ تھی۔

سابور کی ذھانت

لیکن جب سابور جوان ہونے لگا تو اس کی سب سے پہلی حسن تدبیر یہ ظاہر ہوئی کہ وہ ایک دفعہ رات کو بیدار ہوا جب کہ وہ طیسبون میں شاہی محل میں تھا اور بیداری لوگوں کے شور و شغب کی وجہ سے تھی اس نے اس شور کا سبب پوچھا تو لوگوں نے بتایا کہ دجلہ کے پل پر لوگوں کے ہجوم کی وجہ سے شور ہو رہا ہے اس نے ایک دوسرا پل بنانے کا حکم دیا تا کہ آنے والوں کے لیے الگ اور جانے والوں کے لیے الگ پل ہو اور تکلیف سے لوگ بچ جوئیں اور بھیڑ ختم ہو جائے لوگوں نے اسکی کم عمری کے باوجود اس ذہانت کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کیا اس نے جو حکم دیا اسکی تعمیل شروع ہوگئی اور سورج غروب نہ ہوا تھا کہ پل تعمیر ہو گیا اور لوگوں کو ازدہام کی مشقت سے آرام مل گیا وہ لڑکا یعنی سابور ایک ایک دن میں اتنا بڑا ہوتا جتنا دوسرے بچے کافی عرصے میں ہوتے ہیں۔

وزرا اور اہل حکومت کا اس کے پاس آنا

وزرا اور اہل حکومت اس کے پاس اپنے معاملات کے تصفیے کے لیے آنے لگے۔ سب سے اہم جو معاملہ پیش ہوا وہ سرحدوں پر فوجیوں کا معاملہ تھا اور انکے مطابق اکثر جگہیں دشمن کے مقابل کمزور ہو رہی ہیں اور یہ معاملہ نہایت اہمیت سے پیش کیا

سابور کی ذہانت

لیکن سابور نے جواب دیا کہ اس پر پریشانی کی ضرورت نہیں کیونکہ اسکی تدبیر آسان ہے اور ان فوجیوں کو ایک خط لکھنے کا حکم دیا کہ تمہارا سرحدوں پر ٹھہرنا اور اقرباء سے دور رہنا طویل ہو گیا ہے لہذا جو اپنے گھر آنا چاہتا ہے آسکتا ہے اور جو صبر کے ساتھ باقی ایام پورے کرنا چاہے تو اسکی قدر کی جائے گی اور وہ آگے کی خالی جگہ چلے جائیں اور دشمن کے مقابل صفیں پوری کریں۔

جب وزراء نے اسکی یہ تدبیر سنی تو نہایت پسند کیا اور کہا کہ اگر اس لڑکے کو فوجی معاملات کا تجربہ بھی ہوتا تو اس سے بہتر رائے نہ ہوتی جو ہم نے اب سنی ہے۔ اسکی ذہانت اور حسن تدبیر کی خبریں سرحدوں اور شہروں میں مسلسل پہنچنے لگیں جس سے اسکے فوجیوں کے حوصلے بلند ہوئے اور دشمن رسوا ہو گئے اور انکا قلع قمع ہو گیا۔

سابور بادشاہ کا سولہ سال کی عمر میں خطاب

یہاں تک کہ اسکی عمر کے سولہ سال پورے ہو گئے اور وہ اسلحہ اٹھانے اور گھوڑے پر سوار ہونے کے قابل ہو گیا اس وقت اس نے فوجی افسران اور اشراف مملکت کو جمع کیا اور ان کے سامنے تقریر کی جس میں اپنے آبا و اجداد پر اللہ تعالیٰ کے انعامات کا ذکر کیا اور جو انھوں نے اپنی قوم کی بھلائی کے لیے اور دشمنوں کی رسوائی کے لیے جو کارنامے انجام دیئے ان کا ذکر کیا اسی طرح اس کے بچپن میں جو معاملات ڈھیلے پڑ گئے تھے سب کا ذکر کیا اور پھر انھیں بتایا کہ اب وہ اپنے ملک کی حفاظت از سر نو کرے گا دشمنوں سے مڈ بھیڑ کے لیے خود جانے کا ارادہ رکھتا ہے اور اسکے ساتھ جانے والوں کی تعداد ایک ہزار ہو گی۔

سابور کا جنگی قیادت کرنا

لوگ اسکو دعا دیتے ہوئے اور شکریہ ادا کرتے ہوئے اسکی اس تقریر پر کھڑے ہو گئے۔ اور انھوں نے یہ درخواست کی کہ بادشاہ سلامت یہاں ہی قیام فرمائیں اور لشکر کو روانہ فرمائیں وہ آپ کی طرف سے وہ مہم سر کر لے گا جس کا ارادہ کیا ہے لیکن اس نے وہاں ٹھہرنے سے انکار کر دیا اور پھر انھوں نے اس سے یہ مطالبہ کیا کہ اپنے ساتھ جانے والے فوجیوں کی تعداد کو بڑھائے لیکن وہ ایک نہ مانا پھر چوٹی کے ایک ہزار شہسوار منتخب کیے اور اپنے ارادے کی تکمیل کے لیے آگے بڑھا اور اپنے ہمراہی افواج کو حکم دیا کہ اپنے مخالف عربوں پر ترس نہ کھانا اور مال حاصل کرنے پر بھی متوجہ نہ ہونا۔

سابور کا عرب کو خوب تہ تیغ کرنا

چنانچہ انھیں ساتھ لے کر عربوں پر حملہ آور ہوا اس حال میں کہ وہ لوٹ کھسوٹ میں مصروف تھے ان کا بے دریغ قتل کیا اور عرب بے انتہا سختی کے ساتھ قید کیے، باقی بھاگ گئے اور علاقوں کی تقسیم کی کہ فلاں ٹولہ فلاں علاقے پر حملہ آور ہو، فلاں فلاں علاقے پر۔ اور وہ خود مقام خط اور تمام بلاد بحرین گیا اور سب کا بیج مار دیا نہ کسی سے فدیہ قبول کیا اور نہ ہی مال غنیمت کی طرف متوجہ ہوا اپنی اسی روش پر چلتا گیا، یہاں تک کہ حجر پہنچ گیا وہاں تمیم اور بکر بن وائل اور عبدالقیس کے بدو تھے ان کا بھی خوب قتل کیا اور ایسا خون بہایا کہ جیسے بارش برس رہی ہو یہاں تک کہ ان کا بھاگنے والا یہ گمان کرتا تھا کہ کوئی غار اور پہاڑ یا کوئی جزیرہ یا سمندر ان کو پناہ نہیں دے سکے گا۔ پھر عبدالقیس کے علاقوں کی طرف متوجہ ہوا اور وہاں کے لوگوں کو ہلاک کر دیا البتہ بھاگنے والے بچ گئے۔

پھر اس کے بعد مقام رمال جا پہنچا اس کے بعد یمامہ آیا اور یہی قیامت برپا کی مزید براں یہ کہ وہ عرب کے جس پانی کے کنوئیں سے گزرتا اسکو مٹی سے بھر کر اسکا پانی ختم کر دیتا تھا پھر وہ مدینہ کے قریب آیا اور وہاں بھی جتنے عرب رہتے تھے ان سب کو قتل کر دیا اور قید کیا اس کے بعد بکر و تغلب کے علاقوں کی طرف متوجہ ہوا جو فارس اور روم کے درمیانی علاقے تھے ملک شام میں وہاں بھی قتل اور قید اور بندش کے مظالم دہرائے۔ بحرین کے بنی تغلب کے لوگوں کو اس نے دارین اور خط میں بسایا اور عبدالقیس اور بنو تمیم و حجر اور بنو بکر بن وائل کے لوگوں کو کرمان میں جگہ دی انہی لوگوں کو بکر ابان کہا جاتا ہے اور بنو حنظلہ کے افراد کو اھواز کے رملی علاقوں میں بسایا۔

برج سابور کی تعمیر

اس نے ایک شہر بنانے کا حکم دیا جس کا نام برج سابور ہے اسکوانبار کہتے ہیں یہ ارض سواد میں تعمیر ہوا اور اھواز میں دو شہر تعمیر کیے۔ ایک ایران کرہ سابور جس کا مطلب یہ ہے کہ ایران اور اس کے شہر سریانی زبان میں اسکوکرخ کہا جاتا ہے۔ دوسرا شہر سوس آباد کیا یہ وہی شہر ہے جو اس قلعہ کے کنارے بنایا گیا، جس قلعے میں دانیال علیہ السلام کا جسد اطہر موجود ہے اس کے بعد اس نے روم کے علاقوں میں بھی جنگ کی بہت سوں کو قید کیا اور ایران خراسان میں لا بسایا عرب نے تخفیف کے بعد اس کو سوس کا نام دے دیا پھر سابور نے حکم دیا کہ تو باجری میں خنی سابور اور کور کورہ اور خراسان میں نیسابور اور کور کورہ نامی شہر تعمیر کیے گئے۔

رومیوں سے جنگ بندی اور اسکے برے نتائج

سابور نے قسطنطین شاہ روم کے ساتھ جنگ بندی کی تھی یہ وہی شاہِ روم ہے جس نے قسطنطنیہ شہر آباد کیا تھا اور رومی بادشاہوں میں سب سے پہلا بادشاہ تھا جس نے نصرانی مذہب قبول کیا تھا جب اسکی وفات ہوئی تو مملکت اسکے تین بیٹوں میں بٹ گئی۔ جب وہ بھی فوت ہو گئے تو حکومت اسکی آل میں سے ایک لیانوس نامی شخص کے پاس چلی گئی یہ شخص قدیم رومی مذہب کا پیروکار تھا البتہ اظہار عیسائیت ہی کا کرتا تھا جب وہ حکمران بنا تو اپنے سابق مذہب کا اعلان کر دیا اور رومی مملکت کو بھی اسی ملت پر لوٹایا عیسائی راھبوں اور دیگر مذہبی پیشواؤں کے قتل اور عبادت گاہوں کے ڈھانے کا حکم دیا اور روم خزر عرب کے افراد کو جمع کیا تا کہ انھیں ساتھ لے کر سابور پر حملہ آور ہو عرب چونکہ سابور کے ہاتھوں بے دردی سے قتل ہوئے تھے اس لیے بقیہ ماندہ اسکے خون کے پیاسے تھے انھوں نے انتقام کے لیے موقع کو غنیمت جانا اور یکدم تیار ہو گئے اور ملیانوس کے لشکر میں ایک لاکھ ستر ہزار سپاہی جمع ہو گئے اس نے ان سب کو ایک رومی افسر یوسانوس نامی کے ہمراہ مقدمے کے طور پر سابور سے مقابلے کے لیے روانہ کر دیا اور خود ملیانوس بھی فارس کے شہروں میں آ وارد ہوا جب سابور کو اس کے فوجیوں کی کثرت کا علم ہوا تو اسے نہایت پریشانی ہوئی اور حقیقت حال معلوم کرنے کے لیے جاسوس روانہ کیے تا کہ ان کی تعداد اور شجاعت وغیرہ کو معلوم کر سکیں جب وہ جاسوس خبر لائے تو باہم مختلف اور متضاد قسم کی خبریں تھیں اس لیے سابور کو اس سے ناگواری ہوئی اور وہ خود چند متعدد افراد کے ساتھ روانہ ہوا تا کہ رومی افراد کا معاینہ کر سکے جب ان کے لشکر کے قریب آیا تو اپنے گروہ کے چند افراد اور روانہ کیے تا کہ رومی لشکر کا حال معلوم کر سکیں لیکن رومی ان پر پل پڑے اور انھیں گرفتار کر کے سیدھا یوسانوس کے پاس لے آئے ان جاسوسوں سے جب آنے کی وجہ دریافت کی تو کسی نے کچھ نہ بتایا البتہ ایک نے سارا اگل دیا اور سابور کی آمد اور جائے قرار وغیرہ سب امور کی حقیقت اپنے دشمن یوسانوس کو بتا دی اور مزید یہ کہا کہ آپ میرے ساتھ اپنے کچھ فوجی بھیج دیں میں سابور کو ان کی تحویل میں دے دوں گا یہ سن کر یوسانوس نے اپنا ایک نہایت راز دار آدمی سابو کی طرف بھیجا تا کہ اسے ذرائے دھمکائے اور اس کے ساتھ پیش آنے والے واقعات کی اس کو خبر دے۔ سابور اس جگہ سے ہٹ کر واپس اپنی چھاؤنی میں آ گیا، لیانوس کے ساتھ جو افراد تھے انھوں نے سابور سے جنگ کی اجازت چاہی تو اس نے اجازت دے دی اس پر انھوں نے بلہ بول دیا اور انتہائی خون ریزی کی خود سابور بھاگ گیا اور اپنے بقیہ فوجیوں کے ساتھ طیسبون جو سابور کا محلّہ تھا اس پر لیانوس قابض ہو گیا اور اسکے بہت سارے اموال اور خزائن ہتھیا لیے اس شکست کے بعد سابور اپنے ملک کے اطراف میں اپنی داستان لکھ بھیجی اور

ساتھ ہی یہ حکم دیا کہ وہاں کے سارے جنگجو جمع ہوں تاکہ رومیوں سے مقابلہ کیا جا سکے اتنا لکھنا تھا کہ فارسیوں کا سیلاب امنڈ آیا جس کے ساتھ مل کر سابور نے لیانوس سے جنگ کی۔ طیسون کو واپس لے لیا۔ لیانوس نے اس کے بعد بھی اردشیر اور اسکے اردگرد کے علاقوں میں اپنی فوج کے ہمراہ ڈیرہ ڈال دیا اور اسی دوران ایک دن وہ اپنے حجرہ میں تھا کہ ایک انجانا تیر اسکے آ کے لگا اور وہ وہیں ڈھیر ہو گیا وہ بلاد فارس سے اپنے علاقے چھڑانے سے مایوس ہو گئے اور اب سارے بلاد بادشاہ اور قائد کے بغیر محض ایک بن چرواہے کے ریوڑ کی طرح ہو گئے۔ وہ سب یوسانوس کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ کو تاج شاہی پہنانے کی خواہش ہے لیکن اس نے انکار کیا وہ اصرار کرنے لگے تو اس نے بتا دیا کہ میں دراصل نصرانی ہوں اور اپنے دین کے مخالف لوگوں کی قیادت نہیں کر سکتا رومیوں نے اس پر جواب دیا کہ وہ خود بھی اسی ملت کے پیروکار ہیں البتہ لیانوس کے ڈر سے انھوں نے یہ بات چھپائے رکھی تھی اس حقیقت کی وضاحت کے بعد یوسانوس نے حکومت کی قبولی پر آمادگی کا اظہار کیا لوگوں نے اسکو حاکم بنا دیا اور عیسائیت کو ظاہر اور غالب کیا۔

سابور کا خط اور یوسانوس کی اطاعت

سابور کو جب لیانوس کی ہلاکت کا پتا چلا تو اس نے رومی افسر کو خط لکھا کہ تمہارے ظلم اور ہمارے علاقوں پر چڑھائی کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے تمھیں ذلیل کر دیا اور ہمیں تم پر قدرت عطا فرمائی اب ہمارا گمان تو یہ ہے کہ تم ہماری تلواروں اور نیزوں کے بغیر صرف بھوک سے ہی مر جاؤ گے اس لیے اگر تم نے کوئی حاکم مقرر کیا ہے تو اسے ہمارے پاس بھیج دو۔ اس خط کے سننے کے بعد یوسانوس نے سابور کے پاس جانے کا ارادہ کیا لیکن کوئی فوجی افسر اس کی رائے پر حامی نہ ہوا تاہم اس نے اپنی رائے پر عمل کرتے ہوئے اسی افراد کے ساتھ جو اشراف میں سے تھے مل کر سابور کے پاس حاضر ہوا اس حال میں کہ یوسانوس کے سر پر تاج موجود تھا اس نے آداب شاہی بجالائے۔ سابور نے اس کو گلے لگایا اور اطاعت کا شکریہ ادا کیا اس دن یوسانوس نے سابور کے ہاں کھانا کھایا پھر سابور نے رومی افواج کے سربراہ کو لکھ بھیجا کہ اگر یوسانوس کو حاکم مقرر کیا تو ان کو قتل کر دیا جائے گا البتہ یوسانوس کو حاکم مقرر کرنا ان کو سابور کی قوت اور پکڑ سے نجات دلا سکتا تھا اسکی کوشش سے یوسانوس کی قدر بلند ہوئی تو سابور نے اس سے کہا کہ رومیوں نے ہمارے علاقوں پر غارت گری کی ہمارے لوگوں کو قتل کیا اور ارض سواد کے درخت اور نخلستان کاٹ دیئے اور اس کی عمارات کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا اب یا تو اس تباہی کا معاوضہ ہمیں دیا جائے یا اسکے بدلے نصیبین اور اسکے آس پاس کے علاقے ہمارے حوالے کیے جائیں جب کہ یہ علاقے تو ہیں ہی فارس کے ان پر تو رومیوں نے ایسے ہی قبضہ جما لیا ہے یوسانوس اور دیگر افسران اسے عوض دینے پر راضی ہو گئے اور نصیبین کا علاقہ اسے دے دیا جب اس علاقے کے رہائشیوں کو پتا چلا تو وہ وہاں سے جلاوطن ہو گئے کیونکہ مخالف ملت کے حکم سے انہیں اپنی جانوں کا ڈر تھا اسکے بعد جب سابور کو انکی جلاوطنی کی خبر پہنچی تو اس نے اصطخر اصبہان اور دوسرے علاقے کے لوگوں کو جو تقریباً بارہ ہزار خاندان پر مشتمل تھے نصیبین میں بسا دیا یوسانوس اور اس کے ساتھ دیگر افسران واپس روم آئے پھر کچھ عرصے تک یوسانوس نے حکومت کی اور چل بسا سابور کو ذوالاکتاف اس وجہ سے کہا جاتا ہے کہ وہ عرب کے قتل پر سخت جری اور بے باک تھا یہاں تک کہ ان کے سرداروں کے کندھے اور مونڈھے اتار دیا کرتا تھا۔ اسی وجہ سے اسکو ذوالاکتاف ''یعنی کندھوں والا'' کا لقب ملا۔

سابور کی چال

بعض اہل تاریخ نے ذکر کیا ہے کہ جب فارس بحرین اور یمامہ اور فارس کے ساحلی علاقوں کے رہنے والے عربوں کا سابور نے بیدریغ کا قتل کیا تو پھر شام جا اترا اور وہاں سے روم کی سرحد چلا گیا اس کے بعد اپنے لوگوں کو بتایا کہ وہ رومیوں کے پاس جا کر ان کے لشکر کی تعداد معلوم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے اس ارادہ کی تکمیل کے لیے وہ رومی علاقوں میں گھس گیا اور ایک عرصے تک وہیں گھومتا رہا۔

سابور قیصر کی قید میں

ایک دن اسے پتا چلا کہ قیصر کے ولیمے میں داخل ہو گیا تا کہ قیصر کو پہچان لے اور اسکے کھانے کی کیفیت بھی معلوم کرے لیکن لوگ سابور کو پہچان گئے اس لیے اسے گرفتار کر لیا گیا اور قیصر کے حکم سے اسے بیل کی کھال میں بند کر دیا گیا۔

پھر قیصر بلاد فارس پر حملہ آور ہوا اور سابور اس کے ساتھ اسی طرح قید تھا وہاں درختوں کو کاٹنے اور لوگوں کے خون خرابے میں قیصر نے کوئی کسر نہیں چھوڑی حتی کے جندی سابور تک جا پہنچا وہاں کے باشندے قلعہ بند ہو گئے قیصر نے منجنیقیں نصب کیں اور قلعے کا کچھ حصہ ڈھا دیا۔

سابور کی رہائی

ایک دن سابور کے محافظ کچھ اسکی حفاظت سے غافل ہو گئے اور سابور جہاں قید تھا وہیں اھواز کے کچھ اور قیدی بھی تھے سابور نے انھیں حکم دیا کہ زیتون جوان کے قریب کے مشکیزوں میں ہے اسے اس پر لپٹی بیل کی کھال پر بہا دیں انھوں نے ایسا ہی کیا تو وہ کھال پگھل گئی اور نرم ہوگئی وہ آہستہ آہستہ کھسکتے ہوئے شہر کے دروازے کے قریب آ گیا اور اس کے شہر کے محافظوں کو اپنا نام بتایا۔ جب اپنے اس شہر میں داخل ہوا تو اہل شہر انتہائی خوش ہوئے اور تسبیح و تکبیر و تحمید سے انکی صدائیں بلند ہوئیں۔

قیصر کے لوگ ان آوازوں سے چونک گئے اسکے بعد سابور نے لشکر جمع کیا اور اسی رات پچھلے حصے میں قیصر پر شب خون مارا اور اسکی فوج کو قتل کر کے اسے قید کر لیا اور اموال اور عورتیں غنیمت کے طور پر حاصل کر لیں پھر قیصر کو نہایت سختی سے قید کیا اور قیصر نے جو فارس کے علاقے تباہ کیے تھے انکی تعمیر کا مطالبہ کیا بعض لوگوں نے کہا ہے کہ قیصر روم کی سرزمین مدائن اور جندی سابور سے مٹی نقل کروائے تا کہ وہاں ویران شدہ عمارتیں دوبارہ تعمیر کرے نیز سابور نے یہ بھی مطالبہ کیا کہ ہمارے جو درخت و نخلستان میں کاٹے گئے ہیں ان کی جگہ اب زیتون لگانا ہے پھر اسکے بعد اسکی ایڑھی کاٹ ڈالی پھر اسے ٹانکا لگا کر اسے ایک گدھے پر بٹھا کر رومیوں کے پاس بھیج دیا اور کہا کہ ہم پر بغاوت کا تجھے یہ بدلہ ملا ہے۔

پھر سابور اپنے ملک میں کچھ عرصہ رہا اسکے بعد رومیوں سے لڑا اور قید و قتل کا وہی سلسلہ چلا جن لوگوں کو قید کیا انھیں اپنے ایک شہر جسے اس نے تعمیر کیا تھا اور سوس کے کنارے پر واقع تھا ابرانشہر سابور نامی میں بسایا اس کے بعد عربوں سے صلح کی اور بعض تغلب، عبدالقیس، بکر بن وائل کے قبائل کو کرمان توج اور اھواز میں بسایا اور نیسابور اور دوسرے شہر تعمیر کیے سند اور سجستان میں اسکے بعد ھند سے ایک طبیب کو ایک سوس کے علاقے کرخ میں منتقل کیا جب اس طبیب کا انتقال ہوا

تو اہل سوس طب میں اسکے وارث ہوئے اور اسکی طب حاصل کی اس لیے اس طرف طب میں وہ تمام عجمیوں پر فائق تھے سابور کی حکومت ۷۲ سال تھی اس نے اپنے بعد حکومت کی وصیت اپنے بھائی اردشیر کے لیے کی۔

سابور کے زمانے میں مغرو بیہ پر اسکا عامل امرؤالقیس البلد ابن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر جب فوت ہوا تو اس نے اپنے بیٹے عمرو بن امری القیس کو عامل مقرر کیا اور سابور کے بقیہ زمانے میں اور اسکے بھائی اردشیر کے عہد حکومت میں اور سابور بن سابور کے عہد میں بھی وہی عامل رہا اسکی ولایت اور عربوں پر گورنری کی مدت ھشام بن محمد الکلبی کی روایت کے مطابق تیس سال تھی۔

اردشیر بن ھرمز کا ذکر

سابور ذوالاکتاف کے بعد اسکے بھائی اردشیر بن ھرمز نے ملک کی باگ دوڑ سنبھالی جب تاج اسکے سر پر رکھا گیا تو یہ عظماء کے لیے بیٹھ گیا وہ اسکے پاس آئے اور اس کے بھائی سابور کا شکریہ ادا کیا اس نے بھی انھیں اچھا جواب دیا اور بھائی کے شکریہ سے اسے جو خوشی ہوئی وہ بھی اس نے بتادی جب اسکی حکومت اچھی طرح جم گئی تو وہ اشراف اور اصحاب ریاست کی طرف متوجہ ہوا اور اکثر کو قتل کر دیا اس پر چار سال کے بعد لوگوں نے اسے معزول کر دیا۔

سابور بن سابور کا ذکر

اردشیر کے بعد سابور بن سابور ذوالاکتاف حاکم بنا لوگوں کو اسکی حکومت سے خوشی ہوئی اور اس سے بھی کہ اسکے باپ کی حکومت اس کے پاس آگئی وہ بھی لوگوں کیساتھ اچھا رہا اور گورنروں اور وزراء اور دیگر افسران کو خطوط لکھے کہ رعیت کے ساتھ نرمی اور اخلاق سے پیش آئیں اور انتہائی بلیغ تقریر بھی کی وہ ہمیشہ رعایا کے ساتھ عادل رہا اور لوگوں کی محبت اور اطاعت کی وجہ سے ان سے شفقت کرتا رہا اسکے بعد اسکا معزول چچا اردشیر بن ھرمز بھی اسکا مطیع ہو گیا ایک مرتبہ کچھ اشراف اور گھر والوں نے اسکے حجرے میں لگی خیمے کی طنابیں کاٹ دیں جس وہ خیمہ اس پر گر گیا اسکی حکومت پانچ سال رہی۔

بھرام بن سابور کا ذکر

اسکے بعد اسکا بھائی بہرام بن سابور ذوالاکتاف جس کا لقب کرمان شاہ تھا وہ حاکم بنا اسکے کرمان شاہ کے لقب کی وجہ یہ تھی کہ اسکے والد نے اپنی زندگی میں اسکو کرمان کا والی بنالیا تھا اس نے اپنے افسران کو خط لکھا جس میں انھیں اپنی اطاعت پر ابھارا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرنے اور ملک کی مصلحت کے کاموں کا حکم دیا اور کرمان میں ایک شہر تعمیر کیا یہ بھی اپنی رعیت کی سیاست سے متعلق اچھا آدمی تھا اور اپنے امور میں محمود تھا۔

اسکی حکومت گیارہ سال رہی ایک مرتبہ کچھ لوگوں نے اس پر بلہ بول دیا اور ایک آدمی نے اسکو تیر مارا جس سے وہ ہلاک ہو گیا۔

یزدجرد الاثیم کا ذکر

بھرام بن سابور کے بعد یزدجرد الاثیم کا بادشاہ بنا فارس کا نسب جاننے والے بعض لوگ کہتے ہیں کہ یہ یزدجرد

الاثیم بھرام کرمان شاہ کا بھائی تھا بیٹا نہ تھا اور اس کا صحیح نسب یوں ہے کہ یزدجرد بن سابور ذوالاکتاف۔ یہ قول ھشام بن محمد کا ہے۔

یہ آدمی نہایت ہی ترش رو اور عیوب کا مجموعہ تھا اسکا سب سے بڑا عیب یہ تھا کہ یہ اپنی ذہانت و مکاری میں کایاں تھا اور ادب اور مختلف اقسام کے علوم کو ان کے مقاصد سے دوسری جگہ استعمال کرتا تھا۔ اس طرح اپنی تمام صلاحیتیں برتری، فریب دہی اور چکر دینے میں خرچ کی اور اسکے ساتھ اسکو شر کی جہات میں خاصی ذکاوت تھی اسی طرح اپنے پاس کی چیزوں اور کمالات پر ناز کرتا تھا اور دوسروں کے کمالات کو حقیر جانتا تھا اور اپنے علوم کے ذریعے ان لوگوں پر اظہار برتری کرتا تھا۔ ان عیوب کے ساتھ وہ بد اخلاق بھی تھا اس کی بد اخلاقی یہاں تک زیادہ تھی کہ چھوٹی غلطی اور لرزش اسکے ہاں بڑا گناہ سمجھی جاتی تھی اور اس طرح اگر کوئی کسی غلطی کا مرتکب ہو جاتا تو کوئی شخص بھی سفارش نہ کر سکتا تھا اگر چہ وہ بادشاہ کا کتنا ہی مقرب کیوں نہ ہو۔

وہ اپنی پوری زندگی لوگوں کو متہم سمجھتا رہا اور کسی پر اعتبار نہ تھا اور کسی کو کوئی بدلہ بھی نہیں دیتا تھا نہ کسی اچھائی کا اور نہ مصیبت میں کسی کا مدد کرتا۔ اگر کوئی شخص اس کے بارے میں بطور سفارش اس سے بات کرتا تو فوراً اس پر تہمت لگا دیتا اور کہتا کہ آپ نے کیا اور کتنی مقدار میں رشوت وصول کی ہے اسی وجہ سے بادشاہوں کے ایلچیوں اور وفود کے علاوہ اس سے کوئی بھی بات نہ کرتا تھا اسکی اتنی برائیوں کے باوجود اسکی رعیت اپنے پرانے اخلاق اور آداب کی وجہ سے اسکی پکڑ سے بچ گئی وہ اسکی برائیوں کے باوجود اسکی نصرت میں کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھتے اس بد اخلاقی کی یہ ہی وجہ تھی کہ اگر اس کے ہاں کسی سے کوئی لغزش ہو جائے تو اسے ایسی سزا دی جائے جو آئندہ تین سو سال میں ایسی سزا نہ ہوا سی لیے مجرم کو کوڑے سے نہیں مارا جاتا تھا اس انتظار میں کہ اس سے سخت سزا کا حکم بھی آئے گا تو وہ کافی ہوگا اسی طرح اگر اسکا کوئی خاص اور معتمد آدمی اہل صنعت وغیرہ سے کچھ تعلق بناتا تو وہ اسے بھی اپنی خدمت سے معزول کر دیتا۔

یزدجرد کی اصلاح سے ناامیدی اور اسکی ہلاکت

یزدجرد اراثیم نے اپنے زمانے کے حکیم زسی کو اپنا وزیر بنایا تھا زسی کامل الادب تمام مذاہب کا عالم اپنے زمانے کا فائق انسان تھا لوگ اسے مھر نرسی مھر نرسہ کا نام ھزار بندہ کے لقب سے یاد کرتے تھے لوگوں کو امیدی ہوئی کہ اس وزیر کی وجہ سے شاید یزدجرد کی وجہ سے شاید یزدجرد اپنے برے اخلاق سے باز آجائیگا لیکن وہ حکومت پر مضبوط ہوا تو عظماء اشراف کی اہانت شروع کر دی اور صغناء کا خون بہا دیا اور عوام ایسی مصیبت میں مبتلا ہو گئی کہ اس سے پہلے اس کا تصور تک نہ تھا جب سرداران ملک اور ارباب حل وعقد نے دیکھا کہ اس کے اخلاق بد اور ظلم و زیادتی میں اور اضافہ ہو رہا ہے تو وہ ایک جگہ جمع ہو گئے اور اسکے ظلم سے نازل ہونے والے مصائب کا تذکرہ کر کے پروردگار سے آہ وزاری کی کہ اس سے انھیں خلاصی مل جائے۔

مظلوموں کی آہ کا اثر

لوگوں کا خیال ہے کہ وہ اس وقت جرجان میں تھا کہ ایک بھگوڑا گھوڑا جو حسن وصورت میں بے مثال تھا اچانک اس کے دروازے پر آ کھڑا ہوا لوگوں کو اس سے تعجب ہوا اور یزدجرد کو اس کی خبر دی اس نے حکم دیا کہ اسکو لگام دی جائے اور زین ڈالی جائے چناچہ اسکے حکم کی تعمیل میں اسکے جانوروں کی دیکھ بھال کرنے والے افراد اس میں مشغول ہو گئے تاہم کامیابی

نہ ہوئی یہ بات اسے شاق گزری چنانچہ وہ خود آ گیا اور اس پر زین ڈالی اور تنگ کسی گھوڑا بالکل نہ ہلا جب یزدجرد گھوڑے کو دمچی ڈالنے پیچھے گیا تو اس گھوڑے نے اس کے جگر پر ایسی دولتی ماری کہ بادشاہ سلامت وہیں ڈھیر ہو گیا پھر گھوڑا غائب ہو گیا اور نظر نہ آیا اس عجیب واقعہ کا سبب کسی کو پتا نہ چل سکا تاہم لوگوں نے اس میں قیاس آرائیاں کی ہیں بعض نے کہا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہماری مدد اور ہمارے ساتھ شفقت کا یہ مظہر تھا یزدجرد کی حکومت بعض کے قول کے مطابق بائیس سال پانچ ماہ سولہ دن اور بعض کے نزدیک ایک سال پانچ ماہ اٹھارہ دن تھی۔

عرب کے عمائدین کی تبدیلیاں اور ہلاکتیں

سابور کے عہد حکومت میں عمرو بن امری القیس البلد مر گیا تو اس نے هشام کی روایت کے مطابق اوس بن قلام کو عامل مقرر کیا یہ اوس بن عمرو بن عملیق میں سے ہی تھا۔ جحجی بن عتیک بن لخم اس پر حملہ آور ہوا اور اسے قتل کر دیا اور اسکی کل مدت ولایت پانچ برس ہوئی۔

بھرام بن سابور کی ہلاکت ذوالا کتاف یزدجرد الاثیم کے زمانے میں ہوئی پھر یزدجرد نے اس کی جگہ اس کے بیٹے نعمان بن امری القیس کو گورنر بنایا اسکی ماں شقیقہ ابنۃ ابی ربیعہ بن ذهل بن شیبان تھی یہ حلیمہ کا فارس اور خورنق کا مالک تھا۔

خورنق کی تعمیر کا سبب اور بانی کا حشر

خورنق کی تعمیر کا سبب یہ تھا کہ یزدجرد الاثیم کی اولاد نہ بچتی تھی چنانچہ اس نے ایسی جگہ جو کہ تمام بیماریوں سے خالی ہو کے بارے میں دریافت کیا لوگوں نے حیرۃ کے پاس ایک جگہ کا نام بتایا اس نے اپنے بیٹے بھرام جور کو نعمان بن امری القیس کے حوالے کیا اور اسکی رہائش کے لیے خورنق کی تعمیر کا حکم دیا اور فی الحال عرب کے دیہاتوں کی طرف لے جانے کا حکم دیا۔

خورنق کی تعمیر سنمار نامی شخص نے کی جب تعمیر مکمل ہوگئی تو لوگ اسکی خوبصورتی اور عمدگی سے متعجب ہوئے سنمار نے کہا اگر میری اہلیت کے مطابق تم مجھے اجرت دیتے تو میں ایسا گھر بناتا جو سورج کے ساتھ گردش کرتا اس پر بادشاہ نے کہا کہ تو اس تعمیر سے عمدہ پر قادر تھا پھر بھی عمدہ محل نہ بنایا لہذا طیش میں آ کر خورنق کے اوپر سے اسے گرانے کا حکم دیا اور اس طرح سے اسے ہلاک کر دیا

ابو الطمحان اسی کے بارے میں کہتا ہے کہ خدا اور لات وعزیٰ کی قسم سنمار کا جو بدلہ دیا وہ ناشکرے انسان کا بدلہ ہے۔

مسلیط بن سعد کہتا ہے۔

اس کے بیٹوں نے اسکی اچھائی عمل اور بڑھاپے کے باوجود اس سے ایسا بدلہ لیا کہ جیسا کہ سنمار کو دیا گیا تھا۔

یزید بن ایاس نھشلی نے کہا۔

اللہ تعالیٰ کمال کو اس کے برے فضل کی وجہ سے پورا بدلہ دے جیسے سنمار کو بدلہ دیا گیا۔

هشام نے کہا اس نعمان نے شام پر کئی حملے کیے اور مصائب کے پہاڑ توڑے مال غنیمت حاصل کیا اور لوگ قیدی بنائے یہ اپنے دشمن سے سختی اور غارت گری میں انتہائی سخت انسان تھا فارس کے بادشاہ نے اس کے ساتھ دو قسم کے لشکر اسکی

تحویل میں دے رکھے تھے ایک تنوح کے لیے دوسرا نامی لشکر اور دوسرا فارس کے لیے شہباز نامی، ان دونوں کو قبیلتان کہا جاتا تھا ان کے ذریعے وہ شام اور عرب کے غیر مطیع افراد سے لڑتا تھا۔

نعمان کی گوشہ نشینی کا عجیب واقعہ

ھشام کہتے ہیں کہ ہم سے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ ایک دن نعمان قصر خورنق پر بیٹھا نجف اور اسکے اردگرد کی نہریں اور باغات جو مغرب سے متصل ہیں دیکھ رہا تھا اسی طرح مشرق میں فرات کے قریب کے علاقے کی طرف دیکھ رہا تھا۔ موسم بہار کا تھا۔ اسے نہریں اور سبزہ اور کلیاں بہت اچھی لگیں تو اس نے اپنے وزیر سے کہا کہ آپ نے اس جیسا منظر دیکھا؟ اس نے جواب دیا کہ نہیں لیکن کاش یہ منظر باقی رہتا! نعمان نے کہا کہ باقی رہنے والی چیز کیا ہے؟ وزیر نے کہا کہ جو اللہ تعالی کے پاس آخرت میں ہے وہ ہی باقی رہنے والی ہے نعمان نے کہا کہ اسکو کس طرح حاصل کیا جاسکتا ہے وزیر نے کہا کہ دنیا کو ترک اور اللہ تعالی کی عبادت اور اسکی نعمتوں کے طلب سے آخرت حاصل ہوتی ہے یہ بات سن کر نعمان نے حکومت چھوڑی اور ٹاٹ کے کپڑے پہنے اور ایسا گم ہوا کہ کسی کو پتا نہ چلا۔

صبح کو لوگ اس کے دروازے پر آئے لیکن عام دنوں کی طرح اس دن انھیں اندر آنے کی اجازت نہ ملی جب کافی دیر ہوئی تو انھوں نے اسکے بارے میں تفتیش کی تو اسے نہ پایا اسی کے بارے میں عدی بن زید کہتا ہے۔

(۱) خورنق کے مالک کو یاد کر جب وہ چھت پر چڑھا اور ہدایت کے لیے دیکھنے کی چیزیں ہوتی ہیں۔

(۲) اسے اپنے مال کی کثرت اور اپنی عمدہ حالت پسند آئی اور یہ کہ سمندر اور محل اس کو بھا گئے۔

(۳) لیکن اچانک اس کا دل پلٹا اور اس نے کہا کہ کسی زندہ انسان پر کیا رشک جس کا انجام موت ہے۔

(۴) ایسے ہی لوگ جو نعمتوں، حکومت اور دنیا کی کامیابی میں ممتاز تھے لیکن انھیں قبروں نے چھپالیا۔

(۵) اب وہ ایسے ہوگئے جیسا سوکھا ہوا پتہ کہ بادصبا اور پچھم نے اسے مروڑ دیا۔

نعمان کی حکومت اسکی گوشہ نشینی تک انتیس سال چار ماہ تھی۔ ابن کلبی نے کہا کہ یزدجرد کے زمانے میں پندرہ سال، بھرام جور بن یزدجرد کے زمانے میں ۱۴ سال۔

بھرام جور کی حکومت کا ذکر

یزدجرد الاثیم کے بعد اسکا بیٹا بھرام جور حکمران بنا کہا جاتا ہے کہ اس کی ولادت ماہ ربیع کے ابتداء میں ہوئی جو اہل فارس کے ہاں شمسی سال کا پہلا مہینہ ہے اور ولادت کے وقت دن کی سات گھڑیاں گزر چکی تھیں اسکے باپ یزدجرد الاثیم نے اسکی ولادت کے وقت اپنے ہاں نجومیوں کو بلایا اور ان سے یہ مطالبہ کیا کہ صحیح حساب کے ذریعے آئندہ اسکی قسمت کا حال بتائیں۔

شاہ فارس کی تربیت عرب کے ہاں

انھوں نے ستاروں اور سورج کے ذریعے علم کرنے کے بعد یہ بتایا کہ بھرام کو اپنے باپ کی حکومت ملے گی اور یہ کہ دودھ اھل فارس کے ہاں نہیں پیے گا اس لیے مشورہ یہ ہے کہ وہ اسے تربیت کے لیے کسی دوسرے علاقے میں بھیج دے یزدجرد الاثیم نے اپنے ماتحت رومیوں اور عربوں پر نظر انتخاب دوڑائی اور آخری فیصلہ یہ ہوا کہ بھرام کی تربیت

عربوں کے ہاں ہوگی۔

منذر کا اکرام

چنانچہ منذر بن نعمان کو بلایا اور بھرام کو تربیت و پرورش کے لیے اس کے سپرد کیا اور منذر کا خوب اکرام کیا اور اسے گورنر بھی بنا دیا اور اپنے ہاں کے دو بڑے مرتبے ایک مرتبہ رام ابزوذیز دجرد یعنی یزدجرد کا راز داں اور دوسرا مھشت یعنی حشم وخدم کا سربراہ۔ یہ مرتبے اسے عطا کیے گیے۔ اسی طرح اس کے مرتبے کے مطابق اسے دیگر اشیا عنایت فرمائیں اور اس سے درخواست کی کہ وہ بھرام کو عرب کے علاقوں میں لے جائے۔

بہرام کی تربیت

منذر بھرام کو اپنے علاقے میں لے گیا اور اسکی رضاعت کے لیے تین عورتوں کا انتخاب کیا جو صحیح جسم، ذہین ترین اور اچھے آداب کے مالک اشراف کی لڑکیاں تھیں عورتوں کا تعلق عرب اور عجم سے تھا اور انکے بارے میں کپڑوں، بستر، کھانے، پینے اور دیگر ضروریات کی اشیاء مہیا کرنے کا حکم دیا انھوں نے باری باری تین سال تک اسے دودھ پلایا اور چوتھے سال اسکا دودھ چھڑایا گیا

جب وہ پانچ سال کا ہوا تو اس نے منذر سے کہا کہ میری تعلیم کے لیے لکھنے پڑھنے اور تیراندازی کے ماہرین کو جمع کرو تاکہ مجھے یہ علم وفنون سکھائیں۔ منذر نے اس سے کہا کہ ابھی تم بچے ہو ابھی تعلیم کا وقت نہیں آیا لہذا اس عمر میں بچوں کو جیسی کھیل کود کرنا ہوتی ہے تم بھی وہی کرو۔ جب تمہاری لکھنے پڑھنے اور ادب سیکھنے کی عمر ہو جائے گی میں ماہرین کو حاضر کردوں گا بھرام نے منذر سے کہا میں اگرچہ میں چھوٹا ہوں لیکن میری عقل بڑی تجربہ کاروں کی سی ہے اور تم اگرچہ بڑے ہو لیکن تمہاری عقل بچوں والی ہے۔ کیا تم کو معلوم نہیں کہ جس چیز کو وقت سے حاصل کرنا شروع کرو وہ وقت پر مل جاتی ہے اور جسے وقت پر تلاش نہیں کیا جاتا وہ وقت کے بعد ہی ملتی ہے اور جس کی طلب میں سستی کی جائے وہ حاصل نہیں ہوتی۔ میں بادشاہ کا بیٹا ہوں اور حکومت انشاءاللہ مجھے ملے گی اور بادشاہوں کو جو سب سے پہلے حاصل کرنا ضروری ہے وہ اچھا علم ہے کیونکہ علم ہی انکی زینت ہے اور انکی حکومت کا رکن ہے جس سے وہ قوت کے ساتھ حکومت کر سکتے ہیں لہذا جن افراد کا میں نے مطالبہ کیا ہے انھیں جلدی لے کر آؤ منذر نے جب بھرام کی یہ گفتگو سنی تو اس وقت چند لوگوں کو بادشاہ کے پاس روانہ کیا اور فارس کے فقہاء خاص کو مودبین اور تیراندازی اور شہسواری کے ماہرین کی ایک جماعت حاضر کر دی گئی۔ اسی طرح فارس کے اور روم کے حکما اور عرب کے اہل علم حاضر کیے گئے اور بہرام کو ان کے سپرد کر دیا اور ایک مدت مقرر کی کہ اس مدت میں اسکی ہر اعتبار سے تربیت کر کے اس کو ہمارے پاس لایا جائے اسکے بعد مذکورہ علوم وفنون کے حصول کے لیے یکسو ہو گیا اور اہل حکمت اور اصحاب حدیث سے بھی حکمت و حدیث سننے لگا جو چیز سنتا فوراً یاد کر لیتا اور جو کچھ اسے سکھایا گیا وہ آسانی سے حاصل کر لیا جب وہ بارہ سال کا ہو گیا تو سب علم وفنون کا جامع ہو کر اپنے اساتذہ پر سبقت لے گیا جس کا اقرار خود اساتذہ نے بھی کیا۔

گھڑ سواری

بھرام نے منذر اور اپنے اساتذہ کو بدلہ دیا اور واپس جانے کی اجازت دے دی البتہ گھڑسواری اور تیراندازی

کے ماہرین کو ابھی اپنے پاس ہی رکھا تا کہ ان فنون کی باریکیوں تک رسائی حاصل کر سکے اور اس میں پختگی پیدا ہو جائے پھر نعمان بن منذر کو بلایا اور اسے حکم دیا کہ وہ اہل عرب کو حکم دے کہ وہ سب اپنے مذکر و مونث گھوڑوں کو حاضر کریں چنانچہ نعمان نے حکم کی تعمیل کی نعمان کو پتا چلا کہ بھرام ان میں سے اپنے لیے کوئی گھوڑا پسند کرنا چاہتا ہے لہذا نعمان نے بھرام سے کہا کہ اہل عرب کو ان کے گھوڑے دوڑانے پر مامور نہ کرنا بلکہ سب گھوڑوں کو اپنے پاس حاضر کر کے اپنی مرضی سے کسی کو اختیار کر لے بھرام نے کہا کہ بات تو آپ کی اچھی ہے لیکن میں لوگوں میں سب سے زیادہ شرف اور عزت والا آدمی ہوں اور میرے لیے گھوڑا بھی سب سے عمدہ ہونا چاہیے اور گھوڑے کی عمدگی کا پتا تجربہ سے چلتا ہے اور تجربہ تو ان کے دوڑائے بغیر نہیں ہو سکتا اس لیے آپ کی رائے پر عمل کرنا دشوار ہے اگرچہ فی نفسہ اچھی رائے ہے۔

نعمان نے بھرام کی جب یہ بات سنی تو اس پر راضی ہو گیا عربوں نے اپنے گھوڑے حاضر کیے اور نعمان اور بھرام دونوں سوار ہو کر مسابقت کے میدان میں آ گئے مقابلہ شروع ہوا گھوڑوں کو دو فرسخ دوڑایا گیا نعمان کا بھورے رنگ کا گھوڑا سب سے آگے نکل گیا باقی گھوڑے اس کے بعد باری باری پہنچے بعض دو اور بعض نے تین فرسخ اور بعض نے میدان مسابقت تک اپنا دور مکمل کیا منذر کا گھوڑا چونکہ سب سے آگے نکل گیا تھا لہذا منذر نے اسے اپنے ہاتھ سے بھرام کی خدمت میں پیش کیا اور کہا کہ! اللہ تعالیٰ آپ کے لیے اس میں برکت دے بھرام نے اسکی وصولی کا حکم دیا اور نہایت خوش ہوا اور منذر کا شکریہ ادا کیا۔

بھرام کے شکار کا عجیب واقعہ

منذر نے جو گھوڑا بھرام کو دیا تھا وہ ایک دن اس پر سوار ہو کر شکار کے لیے نکلا اچانک اس نے جنگلی گدھوں کی ایک جماعت دیکھی اس نے اس پر تیر مارا اور اس جانب چلا اچانک اس نے دیکھا کہ ایک شیر اس ریوڑ کے ایک گورخر پر حملہ آور ہو کر اسکی پشت اپنے منہ میں لے کر پھاڑنا چاہتا تھا بھرام نے اسکی پشت میں ایک تیر مارا تیر اسکی پیٹھ اور گورخر کی پیٹھ اور سرین سے آر پار ہو کر زمین میں دو تہائی تقریباً گھس گیا اور کافی دیر اس میں ہلتا رہا یہ عجیب معاملہ بھرام کے محافظوں اور عربوں کے سامنے پیش آیا بھرام نے اس معاملہ کو اپنی بعض مجالس میں تصویری شکل میں پیش کیا۔

بھرام کی واپسی

کافی عرصہ دیارِ غیر میں گزارنے کے بعد بھرام نے منذر کو بتایا کہ وہ اپنے باپ کے پاس واپس جانا چاہتا ہے اور پھر اجازت کے بعد والد کے پاس واپس آ گیا لیکن اسکا باپ یزدجرد اپنے اخلاق بد کی وجہ سے اپنے بیٹے کی طرف توجہ ہی نہ کرتا تھا بلکہ اسے اپنے خادم کے طور پر خدمت کے لیے رکھ لیا جس سے بھرام کو بہت زیادہ مشقت لاحق ہوئی۔

قیصر روم کا وفد

قیصر روم سے مصالحت کے سلسلے میں اسکی جانب سے اسکا بھائی ایک وفد کے ساتھ یزدجرد کے پاس آیا جس کا نام ثیاذوس تھا بھرام نے اس وفد سے کہا کہ وہ یزدجرد سے درخواست کرے کہ بھرام کو عرب کے قلعوں میں جانے کی اجازت مل جائے اور وہ منذر کی خدمت میں جانا چاہتا ہے چنانچہ جب اجازت ملی تو وہ عرب کے علاقوں میں آ کر ناز و نعمت کا دلدادہ ہو گیا۔

کسریٰ کی حکومت

جب یزدجرد مر گیا تو اشراف اور اہل حل وعقد جمع ہوئے اور سب نے رائے دی کہ اب یزدجرد کی اولاد میں سے کسی کو بادشاہ نہ بنایا جائے کیونکہ وہ بداخلاقی کا اثر اسکی اولاد میں بھی ہوگا البتہ اسکا بیٹا بھرام حکومت کا اہل تھا لیکن اس کی پرورش فارس میں نہیں ہوئی تھی بلکہ عرب میں ہوئی تھی تو وہ انھیں کے طور طریق اور اخلاق کا حامل ہے اس لیے اسے حکومت دینا مناسب نہیں چنانچہ اس پر متفق ہوگئے کہ حکومت اردشیر بن بابک کی اولاد میں سے کسریٰ کو دی جائے اور اس کے بعد انھوں نے بالآخر اسے حاکم بنا ہی دیا۔

یزدجرد کی ہلاکت اور کسریٰ کی حکومت کی خبر بھرام تک پہنچی جب کہ وہ عرب کے ایک دیہات میں تھا اس نے یہ خبر سن کر نعمان اور منذر اور عرب کے سربرآوردہ افراد کو بلا کر کہا کہ اے اہل عرب میرے والد کی خصوصیات اور اسکے جو احسانات اہل عرب پر ہیں شاید تم اسکا انکار نہ کرو گے۔ حالانکہ وہ اہل فارس پر کتنی سختی کیا کرتا تھا اور بداخلاقی سے پیش آتا تھا اسکے باوجود وہ تم پر احسانات کی بارش کرتا تھا اور اب اسکی وفات ہوگئی ہے اور لوگوں نے کسریٰ کو حاکم بنا لیا ہے لہٰذا تمھیں میرے بارے میں کچھ سوچ وبچار کرنی چاہیے تھی۔

منذر کی چال

منذر نے کہا کہ آپ اس خبر سے پریشان نہ ہوں میں ایک عجیب حیلہ کر کے آپ کو بادشاہ بنا دوں گا اس کے بعد منذر نے اپنے بیٹے کے ہمراہ دس ہزار بہادروں کا لشکر بھیجا کہ فارس کے دارالخلافہ طیسبون اور بھاردشیر کے قریب جا کر پڑاؤ ڈالیں۔ اور وہاں سے کچھ دستے طلیعے کے طور پر فارس کی طرف روانہ کرے اگر فارس میں کوئی ان سے مقابلہ کرنے کی کوشش کرے تو ان سے سختی سے مقابلہ کر کے انھیں قید کر لیا جائے تاہم خون ریزی سے منع کر دیا چنانچہ نعمان مدین کے قریب جا پہنچا اور کچھ دستے حسب حکم روانہ کر دے البتہ فارس سے لڑنا اچھا نہ سمجھا۔ ادھر سے اہل فارس کو جب نعمان کی آمد کا پتا چلا تو اشراف مملکت نے یزدجرد کے خطوط ورسائل پر مامور جوانی نامی آدمی کو خط دے کر منذر کے پاس بھیجا وہ آیا اور منذر کے پاس خط پڑھا نعمان نے کہا آپ بھرام سے ملیں چنانچہ منذر نے ایک آدمی جوانی کے ساتھ روانہ کیا تاکہ وہ اسے بھرام کے پاس پہنچا دے جب جوانی بھرام کے پاس گیا تو بھرام کی حسن وصورت دیکھ کر مرعوب ہوگیا اور شاہی آداب کے مطابق سجدہ کرنا بھی بھول گیا بھرام سمجھ گیا کہ رعب کی وجہ سے وہ آداب شاہی بجا نہ لاسکا اور پھر اس سے بات چیت کی اور اچھے وعدے کے ساتھ اسے منذر کے پاس بھیج دیا اور منذر کو یہ پیغام بھی بھیجا کہ وہ جوانی کے لائے ہوئے خطوط کا جواب بھی دے۔ منذر نے جوانی سے کہا میں نے تمہارے لائے ہوئے خطوط کو بغور پڑھا ہے بات دراصل یہ ہے کہ نعمان کو تم پر جنگ مسلط کرنے کے لیے بادشاہ بھرام نے بھیجا ہے کیونکہ اسکے باپ کی وفات کے بعد ملک کا بادشاہ اللہ تعالیٰ نے اسے بنایا ہے اور تمہارا نگہبان اسے مقرر کیا ہے۔

جوانی کا مشورہ

جب جوانی نے یہ بات منذر کی زبانی سنی اور بھرام کو پر رونق اور پروقار چہرہ بھی دیکھا تو اس کے دل میں یہ بات آگئی کہ جن لوگوں نے حکومت کا فیصلہ بھرام کے علاوہ کسریٰ کے حق میں کیا وہ ناحق ہیں اور ان کے خلاف حجت قائم

ہو سکتی ہے چنانچہ اس نے منذر سے کہا میں جواب لے کر نہیں جانا چاہتا اگر آپ چاہتے ہیں تو خود اشراف فارس کے پاس جائیں ان سے مشورہ کریں کہ اور اچھا مشورہ کریں وہ آپ کے مشورہ سے سرمو تجاوز نہ کریں گے۔

منذر کا سفر اور اہل فارس کے پاس آمد

جب جوانی نے یہ مشورہ دیا تو منذر نے جوانی کو واپس انہی لوگوں کے پاس بھیج دیا جنھوں نے اسے منذر کے پاس بھیجا تھا اور جوانی کی روانگی کے ایک دن بعد خود منذر بھرام کے ساتھ تیس ہزار عرب شہسواروں کو لے کر درالخلافہ طیسبون اور بھاردشیر آوارد ہوا جب وہاں پہنچا تو لوگ جمع ہو گئے موتیوں سے جڑے ہوئے سوے کے تخت پر بھرام بیٹھا اور منذر اسکے دائیں طرف بیٹھا فارس کے اہل حل وعقد اشراف نے تمام تفصیلات بتانی شروع کیں اور یزد جرد کی بد خلقی بھی بیان کیں اور یہ کہ اس نے اپنی بری رائے سے ملک کو تباہ برباد کر دیا اور جن علاقوں میں اسکی حکومت کی وہاں ظلماً بے دریغ قتل کیا اس کے علاوہ اور بھی بہت سے ہولناک کرتوت ہیں اسی وجہ سے انھوں نے یزدجرد کی اولاد سے حکومت دوسروں کی طرف منتقل کی۔ لہذا منذر سے درخوست کی کہ وہ انھیں کسی ایسے امر پر مجبور نہ کرے جو انھیں ناپسند ہو۔

بھرام کی جواب دہی

منذر نے اشراف فارس کی تمام گفتگو سن کر بھرام سے کہا کہ آپ جواب دینے کے زیادہ مستحق ہیں بھرام نے جواب دینا شروع کیا اور کہا:

> اے بات کرنے والے گروہ جو بات تم مجھ سے یزدجرد کے بارے میں بتا رہے ہو وہ سب مجھے پہنچی ہیں اس لیے میں تمھیں جھٹلاتا نہیں ہوں میں خود اسکی بدسیرتی اور روش کے بارے میں اسے ناپسند کرتا تھا اور اللہ تعالی سے دعا مانگتا تھا کہ وہ اس سے حکومت چھین کر مجھے عطا فرمائے تا کہ اس نے جو خرابیاں پیدا کیں ہیں میں انھیں درست کردوں اور اس کے کیے ہوئے شگافوں کو بھردوں اب تم مجھے حاکم بنادو اگر میری حکومت کو ایک سال گزر جائے اور میں کہے ہوئے وعدے پورے نہ کروں تو بصد خوشی حکومت سے ہاتھ کھینچ لوں گا اور اپنی اس بات کا اللہ تعالی اور ملائکہ اور موبذان (مذہبی پیشوا) کو گواہ بناتا ہوں اور میرے اور تمہارے درمیان وہی فیصلہ کنندہ ہے ان سب وعدوں کے بعد میں تم پر یہ واضح کرنا چاہتا ہوں کہ دو شیروں کے درمیان تاج شاہی رکھ دو اسے ان کے سامنے سے اٹھالے اسے حاکم بنادو۔

بھرام کے جواب پر لوگوں کا اثر

جب لوگوں نے بھرام کی یہ بات سنی تو وہ خوش ہو گئے اور انکی امیدیں پھیلنے لگیں چنانچہ آپس میں کہنے لگے کہ ہم بھرام کی بات کو رد نہیں کر سکتے اور اگر ہم اس بادشاہ کو پھیرنا چاہیں اور کسی اور کو حاکم بنانے کی جسارت کریں تو ہم سخت ہلاکت کا سامنا کریں گے کیونکہ عرب کے شہسواروں کی ایک بڑی تعداد اسکی پشت پناہی کر رہی ہے البتہ اسکی کیے ہوئے وعدے سے ہم اس کا امتحان لیتے ہیں اور اسکی قوت آزمائی کرتے ہیں اگر اپنی بیان کردہ صفت کے مطابق ہو تو ہمیں

حکومت اس کو دینی پڑے گی اور اگر اس دوران شیروں نے اسے پھاڑ کر ہلاک کر دیا تو ہم اسکے شر سے بچ جائیں گے اور اس کی ہلاکت سے بھی بری ہیں کیونکہ یہ مطالبہ اس نے خود رکھا ہے۔

بھرام کی دوسری مجلس اور کڑی آزمائش بسلسلہ حصول تاج شاہی

لوگوں کے درمیان اس رائے میں کچھ اختلاف ہوا تو دوسرے دن بھرام نے ایک اور مجلس قائم کی کل کی طرح نشست تھی اور وہی باتیں کی اور کہا کہ یا تو میری کل والی بات کا جواب دو ورنہ میرے مطیع تابع دار بن جاؤ لوگوں نے کہا کہ ہم تو ملک کی باگ ڈور کسری ہی کو دیں گے کیونکہ اس نے وہ کام کیے ہیں جو ہمیں پسند ہیں تاہم پر بھی ہم تاج کو دو شیروں کے درمیان رکھتے ہیں آپ اور کسری اسے لینے کی کوشش کرو جو اسے حاصل کر لے گا ہم اس کی حکومت تسلیم کر لیں گے بھرام ان کی بات سے راضی ہو گیا چنانچہ موبذان موبذ بادشاہوں کا تاج شاہی پہنا تا تھا تاج لے آیا اور تاج اور زینت کو ایک جگہ رکھ دیا اور بسطام اصبھذ دو بھوکے خونخوار شیروں کو لے کر آ گیا اور تاج کے آمنے سامنے دو شیروں کو چھوڑ دیا بھرام نے کسری سے کہا کہ آپ تاج اور زینت کے حصول کے لیے آگے بڑھیں لیکن کسری نے جواب دیا کہ ابتدا تو آپ کو کرنی چاہیے کیونکہ آپ کی حکومت کو میراث میں لینے کا دعوی کر رہے ہیں اور مجھے غاصب سمجھ رہے ہیں بھرام نے اس کی بات کو برا نہ مانا کیونکہ اسے اپنی قوت پر انتہا درجے کا اعتماد تھا چنانچہ وہ لوہے کا ایک گرز اور لٹھ لے کر تاج اور زینت کی طرف بڑھا۔

بہرام کا دو شیروں کو موت کے گھاٹ اتر نا

موبذان موبذ نے کہا آپ جس کام پر اقدام کرنا چاہ رہے ہیں اور اس میں اپنے آپ کو ہلاک کرنا چاہتے ہیں وہ آپ ہی کی طرف سے ہے کسی فارس کے سردار کی طرف سے نہیں ہے لہذا اگر آپ اس دوران ہلاک ہو گئے تو ہم اللہ تعالی کے نزدیک بری ہوں گے بھرام نے کہا بالکل تم بری ہو اور تم پر کوئی گناہ نہیں اور پھر تیزی سے شیروں کی طرف دوڑا جب موبذان موبذ نے دیکھا کہ وہ اس معاملے میں سنجیدہ ہے تو وہ موبذان موبذ چیخا کہ اپنی ہلاکت سے پہلے اپنے گناہوں سے توبہ کرلو اور پھر آگے جاؤ اگر جانا ہے تو اس پر بھرام نے کچھ دیر رک کر اپنے گناہوں کی معافی مانگی اور توبہ کی اور پھر شیروں کی طرف چل پڑا جب شیروں نے اسے دیکھا تو ایک شیر اسکی طرف لپکا جب بھرام کے قریب پہنچ گیا تو بھرام نے چھلانگ لگائی اور شیر کی پشت پر سوار ہو کر اسے اپنی رانوں سے ایسا دبایا کہ زخمی کر دیا اور گرز سے اس کا سر پیٹنا شروع کر دیا اس کے بعد دوسرے شیر نے اس پر حملہ کیا تو بھرام نے اسے کونوں سے پکڑ کر کان مروڑے اور پھر دونوں شیروں کے سر ایک دوسرے سے بھڑا کر انھیں خون آلود کر کے آخر میں دماغ تک نکال چھوڑا اور پھر اپنے لوہے کے لٹھ سے انھیں مکمل سلا دیا۔ اسکی یہ بہادری کسری اور تمام حاضرین مجلس کے سامنے تھی اس کے بعد بھرام نے تاج اور زینت اٹھا لی۔

کسری نے اس کی اس بہادری پر اسے مبارک باد دی اور چیخ کر کہا اے بھرام! اللہ تعالی تجھے لمبی عمر عطا کرے اسکے ارد گرد کے لوگ اسکی بات سن رہے تھے اور اسکے مطیع تھے چنانچہ کسری نے اقالیم سبعۃ کی حکومت اسکے سپرد کی اس کے بعد تمام حاضرین بیک زبان ہو کر بلند آواز سے پکارا اور کہا کہ ہم بھرام کے مطیع ہیں اور بادشاہت کے لیے اس پر راضی ہیں اور اسے خوب دعائیں دیں اس کے بعد اشراف مملکت اور وزراء اس کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ بھرام

سے درخواست کریں کہ وہ ہماری برائی کو معاف کرے اور ان سے درگزر کا معاملہ فرمائے۔

منذر نے بھرام سے اس سلسلے میں بات کی اور یہ کہ جو کچھ وہ اپنے ساتھ لایا تھا وہ سب ان لوگوں کو دے چنانچہ بھرام نے منذر کی مراد پوری کی اور لوگوں کی امیدوں کو پورا کیا اور مزید بڑھا دیا بھرام بیس سال کی عمر میں بادشاہ بنا اور اسی دن حکم دیا کہ اس کی رعیت کے لیے راحت و آرام کا سامان کیا جائے اور اسکے بعد متواتر سات دن لوگوں کے لیے ایک جگہ بیٹھا ان سے خیر کے وعدے کرتا اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتا اور اپنی اطاعت کا حکم دیتا۔

بھرام کی حالت کی تبدیلی اور خاقان ترک کی لالچی نگاہ

جب بھرام کو حکومت مل گئی تو وہ لہولعب میں زیادہ مشغول ہو گیا اور ہر چیز پر اسے ترجیح دینے لگا چنانچہ اس کی رعایا کی جانب سے اسے سخت ملامت کا سامنا کرنا پڑا۔ اور اغیار اسکی حکومت پر قبضے کے لیے اپنی لالچی نگاہ میں دراز کرنے لگا سب سے پہلے اس کی حکومت پر قبضے کے لیے خاقان شاہ ترک کھڑا ہوا اور ڈھائی لاکھ فوج لے کر اپنے علاقوں سے آگے پیش قدمی کی جب اہل فارس کو خاقان کی آمد کا علم ہوا تو ان پر یہ بات بہت شاق گزری اور خوف زدہ ہو گئے پھر ان میں سے جو رعایا کے لیے مصلحت کے خواہاں اور صاحب رائے تھے وہ بھرام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ بادشاہ سلامت اس دشمن کی یلغار نے وہ وقت آپ پر لایا ہے کہ اب آپ کو اپنے لہولعب کو چھوڑ کر اسکے لیے تیاری کرنی چاہیے تاکہ آئندہ کسی ذلت اور عار کا سامنا آپ کو نہ کرنا پڑے۔

" بھرام نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ جو ہمارا رب ہے۔ وہ ہی قوی ہے ہم اسکے بندے اور ولی ہیں یہ جواب دے کر لہوولعب اور شکار میں پہلے سے زیادہ مشغول ہو گیا اور اس مشغلہ پر مداومت کی۔

بھرام کا سفر آذربائیجان اور خاقان کی ہلاکت

ملک فارس کی اس تشویشناک صورت حال کی پروا نہ کرتے ہوئے بھرام نے ارادہ کیا کہ وہ آذربائیجان جا کر اپنے آتش کدے میں عبادت کرنا چاہتا ہے اور وہاں سے آرمینہ کے جنگلات میں شکار کھیلے گا چنانچہ ارکان دولت اور اشراف کے سات گروہوں اور اپنے تین سو بہادروں کی خاص جماعت لے کر اپنے اسی ارادہ کی تکمیل کے لیے نکل پڑا اور اپنی مملکت کی انجام دہی کے لیے اپنے بھائی نرسی کو اپنا نائب مقرر کیا جب لوگوں کو اس کے سفر اور نرسی کی نیابت کا علم ہوا تو انھیں یقین ہو گیا کہ بھرام نے یہ اپنے دشمن خاقان سے بھاگنے کے لیے سارا ڈھونگ رچایا ہے چنانچہ انھوں نے ایک وفد تیار کیا جو خاقان کے پاس جائے اور خراج پر مصالحت کرے یہ اس ڈر سے کیا تاکہ خاقان فارس کے افراد اور فوجوں کو بیدریغ قتل نہ کرے مگر وہ اسکی اطاعت نہ کریں گے۔

جب خاقان کو فارس کے ارادہ کا پتا چلا تو اس نے ان کے علاقوں کو محفوظ رکھا اور اپنی فوج کو خون ریزی سے بچنے کا حکم دیا ادھر بھرام نے ایک جاسوس خاقان کی خبر لینے کے لیے بھیجا تھا وہ آیا اور خاقان کے ارادے سے بھرام کو مطلع کیا چنانچہ بھرام نے اپنے ساتھ ان افراد کو جو شکار کے لیے تیار کیے تھے لے کر رات کو اچانک خاقان پر حملہ آور ہوا اور اسے اپنے ہاتھوں سے قتل کیا اور اس کی فوج کو نہایت ہی برے دن دکھائے جو اس کی فوج میں قتل سے بچ گئے وہ پسپا ہو گئے اور اپنے اہل و عیال اور سامان کو چھوڑ کر فرار ہو گئے بھرام انکی طلب میں لگ گیا اور جسے پاتا قتل کرتا اور

مال غنیمت بھی لوٹتا جاتا اور عورتوں کو قید کرتا اسکے بعد خود اپنی ہمراہی فوج کے ساتھ صحیح سلامت واپس آ گیا بھرام کو خاقان کا تاج بھی مل گیا تھا اس کے بعد خاقان کے ترکی علاقوں پر قابض ہو گیا اور اپنی واپسی پر ایک مرزبان کو وہاں کا گورنر بنایا اور اسے تخت عنایت فرمایا جو چاندی کا بنا ہوا تھا اس کے بعد قرب و جوار کے وفود بھی اطاعت شعاری کا پیغام لے کر بھرام کی خدمت میں حاضر ہوئے جب اس نے بلاد ترک پر قبضہ کر لیا تو آنے والے وفود پر مطالبہ کیا کہ ہمارے اور فارس کے درمیان کوئی سرحد مقرر کی جائے جس سے ہم نہ آگے بڑھیں نہ فارسکے افراد اس سے تجاوز کریں چنانچہ بھرام نے ایک منارہ تعمیر کرایا جو حد بندی کی علامت تھا یہ وہ منارہ ہے جسے فیروز الملک ابن یزدجرد کے حکم سے بلاد ترک کی طرف بڑھا دیا گیا اسکے بعد بھرام نے اپنے ایک کمانڈر کے ہمراہ کچھ فوج ماوراء کی جانب روانہ کی اور انھیں لڑنے کا حکم دیا چنانچہ انھوں نے تعمیل حکم کے جذبے میں خون ریزی کر کے وہاں کے باشندوں کو اطاعت اور اداء جزیہ پر آمادہ کیا۔

بھرام کی آذربائیجان کے سفر کی مزید تفصیل

بھرام اپنے علاقے سواد سے آذربائیجان کی طرف روانہ ہوا تو خاقان کے تاج میں جتنے یاقوت اور موتی اور جواہر تھے سب کے بارے میں یہ حکم تھا کہ آذربائیجان کے آتش کدے میں ان کو لٹکایا جائے پھر اس کے بعد طیسون آیا اور شاہی محل میں قیام کیا پھر اسکی رعایا اور فوج کو خاقان کی ہلاکت کی اور اپنی مختصری فوج کی روائد لوگوں کو سنائی اور اپنے بھائی نرسی کا خراسان کا والی بنا دیا

بہرام کا دورانِ شکار خود شکار ہو جانا

اس کے بعد بھرام اپنے دور حکومت کے آخری ایام میں مقام ماہ کی طرف شکار کے لیے چلا گیا وہاں اس نے ایک گورخر پر حملہ کیا اور اس کی طلب میں خوب کوشش کی اور ایک کنوئیں میں گر پڑا اسکی دلدل میں پھنس گیا اسکی والدہ کو جب واقعہ کا علم ہوا تو وہ بہت سا مال لے کر روانہ ہوئی اور اس کنوئیں کے قریب قیام کیا اور بھرام کو اس کنوئیں سے نکالنے والوں کے لیے وہ سارا مال خرچ کر دینے کا حکم دیا چنانچہ لوگوں نے بہت سارا کیچڑ نکالا یہاں تک کہ نکلے ہوئے کیچڑ کے بڑے بڑے تودے بن گئے تاہم بھرام کا جثہ نہ ملا اور اسے نکال نہ سکے۔

بھرام کی غزوہ ترک سے واپسی اور عوام کے سامنے تقریر

کہا جاتا ہے کہ جب بھرام خاقان سے لڑ کر اپنے ملک واپس آیا تو لوگوں کو کئی روز مسلسل تقریر کرتا رہا جس میں انھیں اپنی اطاعت پر ابھارتا تھا کہ اسکی نیت لوگوں پر کشادگی اور خیر پہنچانے کی ہے اور اگر وہ لوگ اسکی اطاعت سے انکار کریں گے تو وہ تکالیف جو اس کے باپ سے پہنچی ہیں اس سے زیادہ اس سے پہنچیں گی۔

اور یہ کہ اسکے باپ نے ان سے نرمی اور عدل کا معاملہ کیا لیکن ان سب نے یا بعض نے اسکی اطاعت سے انکار کیا اور غلاموں کی طرح اس کے سامنے نہ جھکے اس بات نے اس کے باپ کو خون ریزی اور ظلم پر مجبور کیا بھرام کی واپسی ترک کے غزوہ کے بعد آذربائیجان کے راستے سے تھی اور آذربائیجان کے آتش کدے کو خاقان کے تاج کے جواہر و یواقیت اور اسکے موتیوں سے مالا مال کیا اور بہت سے زیورات سے مرصع تلوار اس کے لئے وقف فرمائی اور خاقان کی بیوی خاتون کو آتش کدے کی خدمت پر مامور کیا اور خاقان پر اسے جو فتح حاصل ہوئی تھی اسے لشکر کے وظیفہ

کے طور پر لوگوں سے تین سال کا خراج معاف کر دیا فقراء اور مساکین میں بہت سامال تقسیم کیا اور شاہی خاندان اور ذوحسب لوگوں میں بیس بیس ہزار درہم تقسیم کیے اور خاقان کے بارے میں لوگوں کو چاردانگ عالم اور اطراف ملک کی خبریں بھیجیں اور لوگوں کو بتایا کہ خاقان کی خبر اسے جب پہنچی تو اس نے شاہی خاندان اور باعزت لوگوں کے سات گروہوں اور تین سواپنے خاص شہسواروں کے ساتھ ہو کر چل دیا اور اسکا یہ سفر آذر بائیجان اور جبل القبق کے راستے سے تھا یہاں تک کہ اس نے خورازم کے صحرا اور جنگلات عبور کیے جس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اسے بہترین بدلہ عنایت فرمایا اور لوگوں کو بھی یہ بتایا کہ اس نے تین سال کا خراج لوگوں کو معاف کر دیا ہے جب بھرام کو حکومت ملی تو اس نے لوگوں پر بقیہ خراج بھی معاف کرنے کا حکم دیا تو اسے بتایا گیا کہ بقیہ ستر کروڑ ہے اس نے اسکی معافی اور مزید تین سال کے خراج کی معافی کا حکم دے دیا۔

بھرام کی ھند کی زمین کے حصول کے لیے ایک سازش

جب بھرام خاقان ترکی سے جنگ کے بعد طیسبون واپس آیا تو اپنے بھائی نرسی کو خاقان کا حاکم مقرر کیا اور بلنخم میں اس کو رہنے کی ہدایت کی اور مھر نرسی بن برازہ کو وزیر مقرر کیا اسے اپنا معتمد خاص بزرجمہر کا عہدہ یعنی وزیر الوزراء یا رئیس الرؤساء عنایت کیا اور اسے بتایا کہ وہ ھند جانے والا ہے تاکہ وہاں کے حالات معلوم کر سکے اور وہاں کی مملکت سے اپنی حکومت کے لیے کوئی زمین کا حصہ حاصل کر سکے تاکہ اس کے ذریعے اپنے ملک کے لوگوں سے مشقت کو کم کرے چنانچہ وہ اپنے اس ارادہ کی تکمیل کے لیے ارض ھند میں اجنبی بن کر داخل ہو گیا۔

کافی عرصہ وہاں رہا وہاں کے باشندے بھی اسکی آمد اور حالت دریافت کرنے نہ آتے تھے البتہ وہ دیکھتے تھے کہ وہ ایک زبردست شہسوار ہے اور درندوں کو قتل کرتا ہے اور اس کے اخلاق اور حسن و جمال اور ڈیل وڈول سے بڑے حیران ہوتے تھے۔

ایک ہاتھی سے مقابلہ

وہ اسی طرح وقت گزار رہا تھا ایک دن اسے پتا چلا کہ وہاں کسی ہاتھی نے لوگوں کا راستہ روک لیا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہلاک بھی کر دیا ہے ان میں سے کسی آدمی سے پوچھا کہ اس ہاتھی کے باریمیں بتائیں وہ اسے ہلاک کریگا اس کی یہ بات بادشاہ تک پہنچی، بادشاہ ھند نے ایک آدمی روانہ کیا تاکہ اسے ہاتھی کے بارے میں بتائے اور واپسی پر خبر لائے کہ ہاتھی کو اس شخص نے ہلاک کیا یا نہیں چنانچہ وہ آدمی بھرام کو لے کر اس جنگل تک پہنچ گیان جہاں وہ ہاتھی تھا وہ آدمی تو ایک درخت پر چڑھ گیا تاکہ بھرام اور ہاتھی کا معاملہ دیکھ سکے بھرام ہاتھی کے مسکن کے قریب جا کر زور سے چیخا وہ ہاتھی انتہائی ہولناک منظر میں دھاڑتا ہوا اور منہ سے جھاگ پھینکتا ہوا باہر نکلا بھرام نے ایک تیر اسکی آنکھوں کے بیچ میں مارا یہاں تک کہ تیر اسکی آنکھوں کے درمیان گھس کر غائب ہونے کے قریب ہو گیا پھر اس نے جال پھینک کر ہاتھی کو اس میں پھنسالیا اور کود کر اسکو اس کی سونڈ اور ہونٹ سے ایسے پکڑ کر ایسا کھینچا کہ ہاتھی اوندھے منہ گھٹنوں کے بل گر گیا اسکے بعد بہرام اسے مسلسل نیزے مارتا رہا یہاں تک کہ جب اس پر مکمل قابو پالیا تو اس کا سر کاٹ کر اپنی پیٹھ پر لاد کر اسے راستے میں لے آیا۔ بادشاہ کا فرستادہ یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا جب وہ فرستادہ بادشاہ کے پاس پہنچا اور اسے ساری کہانی سنائی۔

بہرام کی رسائی شاہِ ہند کے دربار میں

بادشاہ اسکی جرات اور قوت سے سخت حیران ہوا اور اسے خوب انعام دیا اس کے بعد اس کی حقیقت جاننی چاہی اس نے یعنی بھرام نے بتایا کہ وہ فارس کے عظماء کا آدمی ہے اور فارس کا بادشاہ اس سے ناراض ہو گیا ہے لہذا وہ شاہ ھند کے پڑوس میں پناہ لینے کے لیے آیا ہے۔

اس بادشاہ کا ایک دشمن تھا وہ ملک گیری کے لیے شاہ ھند پر بڑے لشکر کے ساتھ حملہ آور ہوا بادشاہ کی گھبراہٹ بھڑ گئی اور اپنے دشمن کے قوت کی وجہ سے اس کے سامنے خضوع واطاعت اور خراج کی ادائیگی پر وہ شاہ ھند تیار ہو گیا لیکن بھرام نے اسے منع کیا اور یہ ضمانت دی کہ وہ یعنی بھرام اس شاہ ھند کی جانب سے اس کے دشمن کے لیے کافی ہے شاہ کو اس کی بات سے کچھ اطمینان ہوا۔

بھرام کی بہادری

چنانچہ بھرام تیار ہو کر حملہ آور دشمن سے مقابلے کے لیے چل پڑا جب دونوں لشکروں کی مڈ بھیڑ ہوئی تو بھرام نے ھند کے سرداروں اور فوجی افسروں سے کہا کہ تم میری پشت پناہی کرو باقی میں خود دشمن سے لڑوں گا چناچہ اگر وہ دشمن کی فوج میں سے کسی کے سر پر تلوار مارتا تو من تک کاٹ کر جاتی اور اگر بیچ میں لگتی تو دو ٹکڑے کر دیتی اسی طرح وہ ہاتھی کے پاس آکر مونڈھ اور ہونٹ پر تلوار کی ضرب لگا کر اسے کاٹ ڈالتا۔ ھندی لوگ تیر اندازی سے بھی ناواقف تھے اور اکثر پیدل تھے اسی طرح سواروں کو ان کی زین سے جدا کر دیتا جب مخالف فوجوں نے اس کی بہادری دیکھی تو بھاگ کھڑے ہوئے اور ایسے حواس باختہ تھے کہ کسی طرف نہ مڑتے تھے سیدھے بھاگے چلے جا رہے تھے بھرام کے ساتھی شاہ ھند نے دشمن کے لشکر کے اموال غنیمت کو بھی حاصل کیا اور خوشی خوشی واپس لوٹا۔ بھرام بھی اسکے ساتھ تھا اور بھرام کو اس بہادری اور شجاعت کے صلے میں اپنی بیٹی نکاح میں دے دی اور دیبل حکمران اور اس کے قریب سند کے علاقے اسے عطا کیے گئے اور دستاویز بھی لکھ دی اور کئی گواہ بھی مقرر کیے پھر ان شہروں اور علاقوں کے بارے میں حکم دیا اور وہ عجم کے علاقوں سے ملا دیئے گئے اور ان سے حاصل ہونے والا خراج بھی بھرام کے لیے مختص ہو گیا۔ چناچہ بھرام خوش خوش اپنے وطن فارس لوٹ گیا۔

بلاد روم کے ساتھ جنگ

بلاد ھند سے واپسی کے بعد بھرام نے مھر نرسی بن بزرارہ کو چالیس ہزار جنگجو دے کر بلاد روم کی طرف روانہ کیا اس نے اس کی تاکید کی تھی کہ رومیوں کے سربراہ کو سب سے پہلے ٹیکس اور لگان کے معاملے پر آمادہ کرنا اور ایسے دیگر معاملات جو مھر نرسی کے ماتحت ہیں ان سب کا مطالبہ عظیم الروم سے کرنا چناچہ مھر نرسی اس تعداد کے ساتھ جا اترا اور قسطنطنیہ میں داخل ہو گیا اور مشہور جگہ قیام کیا۔ عظیم الروم نے اس سے صلح کی اور بھرام کو جو ارادہ تھا اس کی تکمیل کے ساتھ مھر نرسی واپس ہوا۔

مہر نرسی کا ذکر

بھرام مھر نرسی کا ہمیشہ اکرام کرتا تھا کبھی اس کے نام کو مخفف کر کے نرسی اور کبھی مھر نرسی بھی کہا جاتا تھا اس کا

نسب یوں ہے مہر نرسی بن نبزاہ بن فرخزاد بن خورھباز بن سیفاذ ابن سیسناہ بردہ بن اشک بن دارا بن بھمن بن اسفندیار بن بشتاسب۔

مہر نرسی تمام ملوک فارس کیلئے ہاں اپنے حسن وادب اور رائے کی عمدگی کی وجہ سے معظم تھا اس کے بہت سے بیٹے تھے جو مرتبہ کے لحاظ سے بہت قریب تھے انھوں نے بھی بادشاہوں کی ایسی خدمت کی کہ اپنے والد کے مرتبے سے ملحق ہونے کے قریب ہوگئے البتہ سب میں سے تین بیٹے سبقت لے گئے ایک زوراندازتھا مہر نرسی نے فقہ اور دین میں اسکی ایسی تربیت کی تھی کہ بھرام جور نے اسے ھربذان ھربذ کا مرتبہ دیا جو موبذان موبذ سے قریب کا مرتبہ ہے اور اس سے ملتا جلتا ہے دوسرے بیٹے کا نام ماہ جشنس تھا وہ دیوان الخراج کا والی رہا۔ بھرام جور کے پورے عہد میں اس مرتبہ کا نام فارسی میں راستر ری وشانسلان ہے اور تیسرے بیٹے کا نام کارد تھا جو بڑے لشکر کا سربراہ تھا جسے فارسی میں اسطران سلار کہا جاتا ہے یہ اصبھذ سے اوپر کا مرتبہ ہے اور ارجند سے قریب ہے مہر نرسی کے مرتبے کا فارسی میں بزر بن جفر ماندار نام ہے جس کا مطلب وزیر الوزراء یا رئیس الروسا ہے۔ وہ کورہ ضلع اردشیر خرہ کے رستاق دشتبارین کے ابرون نامی گاؤں سے تعلق رکھتا تھا چنانچہ اس نے اپنے علاقے اور دشتبارین اور کورہ سابور کے جرہ نامی علاقے میں بلند عمارتیں تعمیر کرائیں اور وہاں آتش کدہ بنایا جسے مہر نرسیان کہا جاتا ہے اور ابروان کے قریب چار بستیاں بنائیں۔

اور ہر بستی میں ایک آتش کدہ بنوایا ایک ان میں اپنے لیے مخصوص کیا جس کا نام فراز مرا آور خدایان یعنی اے میرے میرے آقا میری طرف متوجہ ہو یا اس کا آگ کو خطاب ہے آگ کی تعظیم کی وجہ سے اور دوسرا آتش کدہ زروانداز کے لیے مخصوص کیا جس کا نام کاردازان رکھا اور تیسرا کارد کے لیے مخصوص کیا جس کا نام ماجشنسفان رکھا اور اس علاقے میں تین باغات لگائے ایک میں بارہ ہزار درخت کھجور کے ایک میں بارہ ہزار زیتون کے اور ایک میں بارہ ہزار سرو کے درخت لگائے یہ باغات اور بستیاں اور آتش کدے اسکی اولاد میں رہے اور آج تک اچھی حالت میں موجود ہیں۔

بہرام یمن میں

ذکر کیا گیا ہے کہ بھرام روم اور خاقان ترکی کے معاملے سے فارغ ہو کر یمن کے متصل علاقے سوڈان میں حملہ آور ہوا اور قیامت بپا کردی بے دریغ قتل کیا اور بہت سو کو قید کیا اور اپنے علاقے میں واپس آگیا اس کی ہلاکت کی وجہ اور تفصیل ہم پہلے بیان کرچکے ہیں اسکی مدت حکومت میں اختلاف ہے بعض نے کہا ہے کہ اسکی حکومت اٹھارہ سال دس ماہ بیس دن رہی اور بعض نے کہا کہ تیس سال دس ماہ بیس دن تک اس کی حکومت رہی۔

یزدجرد بن بھرام جور کا تذکرہ

بھرام جور کی وفات کے بعد اسکا بیٹا یزدجرد ملک کا حاکم بنا جب اسکے سر پر تاج شاہی رکھا گیا تو اشراف اس کے پاس آئے اور اس کے حق میں دعا کی اور اسے ملک کی مبارک باد دی اس نے بھی ان کو اچھا جواب دیا اور اپنے والد کے مناقب ذکر کیے اور اس کی شفقت جو رعایا کے ساتھ تھی اس کا بھی ذکر کیا اور انھیں بتایا کہ وہ اپنے باپ کی طرح رعیت کو زیادہ وقت نہیں دے سکتا تاہم اس کی خلوت رعایا کی مصلحت کی وجہ سے ہے اور دشمنوں کو ناکوں چنے چبوانے کی وجہ سے اسے عزلت اختیار کرنی پڑیگی۔ لہذا رعایا اس کو محسوس نہ کرے اور یہ بھی بتایا کہ اس نے مہر نرسی بن بزارہ جو اس کے باپ کا وزیر تھا اس نے بھی اسے ہی وزیر بنایا ہے اور یہ بھی بتایا کہ وہ اپنی رعایا کے ساتھ حسن سیرت سے پیش آئے گا اور

اچھے طریقے جاری کرے گا چنانچہ وہ اپنی پوری زندگی میں اپنی رعیت کے ساتھ مہربان اور محسن اور دشمنوں کا قلع قمع کرتا رہا
۔

اس کے دو بیٹے تھے ایک ھرمز جورجستان کا والی تھا اور دوسرا فیروز۔ ھرمز اپنے والد یزدجرد کی وفات کے بعد پورے فارس پر قابض ہو گیا اسکا بھائی فیروز اس سے ڈر کے مارے بھاگ کر ترکوں کے پاس جا پہنچا اور وہاں کے بادشاہ سے درخواست کی کہ اس کی مدد کرے اور فوج اسے عنایت فرمائے تا کہ وہ اس فوج کے ذریعے اپنے بھائی ھرمز سے جنگ کر کے اپنے باپ کے ملک پر قبضہ جمائے کیونکہ وہ اپنے بھائی سے زیادہ اس ملک کا مستحق ہے۔ لیکن ترکوں کے بادشاہ نے اسکی درخواست ماننے سے انکار کر دیا تاہم جب اسے بتایا گیا کہ ھرمز ظالم بادشاہ ہے تو اس پر ترکوں کے بادشاہ نے کہا کہ اللہ تعالیٰ ظلم پر راضی نہیں ہوتا اور وہاں کے رہنے والوں کے طور طریقے بھی درست نہیں ہوتے کیونکہ ظالم بادشاہ کے ملک میں کوئی عمل کرنا یا انصاف مانگنا بھی ظلم کے بغیر نہیں ہو سکتا چنانچہ اس نے فیروز کو ایک لشکر دیا جب کہ فیروز کو طالقان بھی دے دیا گیا وہ اس لشکر کو لے کر ھرمز پر حملہ آور ہوا اور اسے قتل کر ڈالا اور اسکی جمعیت کو بکھیر دیا اور خود ملک پر قابض ہو گیا۔

اہل روم نے یزدجرد بن بھرام کو وہ جزیہ جو وہ اسکے باپ کو دیا کرتے تھے دینے سے انکار کر دیا چنانچہ یزدجرد نے مھر نرسی کو اتنی تعداد دے کر رومیوں کی طرف روانہ کیا جو بھرام نے اپنے زمانے میں بھیجی تھی چنانچہ مھر نرسی نے یزدجرد کا ارادہ پورا کر لیا۔ یزدجرد کی حکومت اٹھارہ سال چار ماہ تھی اور دوسرے قول میں سترہ سال تھی۔

فیروز بن یزدجرد کا قصہ

فیروز نے جب اپنے بھائی ھرمز اور اسکے اہل بیت میں سے تین افراد کو قتل کیا تو خود ملک کا حاکم بن گیا۔

مجھے ھشام بن محمد سے خبر دی گئی ہے کہ فیروز خراسان سے تیار ہوا اور طخارستان اور اسکے اردگرد کے علاقے کے لوگوں سے مدد لے کر اپنے بھائی ھرمز بن یزدجرد کی طرف چلا وہ اسی وقت ری میں تھا ان دونوں کی ماں ایک تھی جس کا نام دینک تھا وہ مدائن میں رہ کر اسکے اردگرد کے علاقوں کے نظام کو چلایا کرتی تھی۔ فیروز جنگ میں اپنے بھائی پر غالب آیا اور اسے قید کر لیا اسکے بعد جب کوئی حکومت اس کے پاس آئی تو وہ اپنی رعایا کے ساتھ حسن سیرت پر کار بند رہا اور وہ مضبوط اور اور متصلب فی الدین تھا لوگ اس کے زمانے میں سات سال قحط میں مبتلا رہے اس نے اس دوران اچھی تدبیر کی اور تمام بیت المال کے مال تقسیم کر دیئے اور ٹیکس معاف کر دیا اور بہترین سیاست سے لوگوں پر حکومت کی اس قحط کے طویل عرصے میں سوائے ایک آدمی کے کوئی بھی ہلاک نہیں ہوا۔

ترکوں سے جنگ

اس کے بعد وہ ترکوں کی ایک قوم سے لڑنے کے لیے روانہ ہوا جو طخارستان پر قابض ہو گئی تھی ان کی آمد کا سبب یہ تھا کہ انھوں نے فیروز کی اسکے بھائی کے خلاف مدد کی تھی اور پھر اسکے بعد ان علاقوں پر قابض ہونے لگے لیکن عام لوگوں کا خیال تھا کہ وہ جنس پرستی کے مرض بد میں مبتلا ہیں لہذا فیروز نے ان کے ہاتھوں میں ملک کو چھوڑنا مناسب نہ سمجھا اور اس کے مذہب کے اعتبار سے یہ حلال نہ تھا اس نے اس سے لڑائی کی لیکن انھوں نے اس کے چار بیٹوں اور چار بھائیوں سمیت معرکہ میں قتل کر دیا ان مقتولین میں سے ہر ایک کو ملک کا نام دیا جاتا۔ اسکے بعد وہ ترک خراسان کے اکثر

حصے پر قابض ہو گئے یہاں تک کہ فارس کا عظیم شخص جو شیراز کا باشندہ اور سوخرا نامی آدمی تھا وہ اپنے متبعین کے ساتھ مل کر ھیاطلہ (ترکوں کا بادشاہ) سے جا ملا اور اسے خراسان کے علاقوں سے باہر نکالا پھر صلح میں دونوں متفق ہو کر ایک دوسرے سے جدا ہوئے اور ملک ھیاطلہ نے فیروز سے جو مال اور قیدی حاصل کیے تھے وہ سوخرا نے واپس لیے اور خود ستائیس سال تک حکومت کی۔

فیروز دوسروں کے خیال میں

ھشام بن محمد کے علاوہ دوسرے اہل تواریخ نے کہا! فیروز ایک محروم الرزق اور نا مبارک انسان تھا اپنی رعیت کے حق میں منحوس آدمی تھا اس کے اکثر اقوال وافعال اسکے اہل ملک کے حق میں ضرر اور آفت ہوتے تھے اس کے زمانے میں سات سال تک متواتر قحط رہا جس سے نہریں نالیاں اور چشمے سوکھ گئے۔

اسی طرح جنگلات اور باغات خشک ہو گئے اور ہموار اور نشیبی زمین اور پہاڑ اور کھتیاں سب کے سب سوکھ گئے جنگلی پرندے وغیرہ سب کے سب ہلاک ہو گئے جانوروں کا یہ حال ہو گیا کہ بھوک کی وجہ سے کوئی بھی سواری کے قابل نہ تھا دجلہ کا پانی کم ہو گیا اور وہاں کے رہنے والوں پر شدائد بھوک اور سختیاں عام ہو گئیں۔

اس نے ان حالات کو دیکھتے ہوئے اپنی رعایا کو لکھا کہ ان پر کوئی خراج اور جزیہ نہیں اور نہ ہی بیگار اور وہ اپنے نفوس کے مالک ہیں لہذا انھیں حکم دیا کہ اپنی غذا حاصل کرنے کی کوشش کریں پھر دوبارہ خط لکھا کہ زمین دوز کوٹھی اور شاہی گودام میں طعام اور اسکے علاوہ جو کچھ ہو نکالا جائے جو لوگوں کی غذا میں کام آئے اور انھیں اس سے تسلی مل سکے تاکہ غنی اور فقیر اور شریف لوگ سب کے سب برابر ہوں اور اگر ان لوگوں کے علاقے میں کوئی بھوک سے مر گیا تو شہر یا دیہات اور یا کوئی جگہ جہاں جہاں کوئی انسان بھوک سے مرا وہاں کے باشندوں کو سخت سزا دی جائے گی اور انھیں عبرتناک سزا دے کر نمونہ عبرت بنا دیا جائے گا فیروز نے اس بھوک اور سختی کے وقت لوگوں کو اس سیاست سے چلایا کہ ان میں سوائے ایک کہ جو بدیہ نامی اردشیر خسرہ کے رستاق علاقے کا تھا کوئی بھی ہلاک نہیں ہوا اسکی ہلاکت کو فارس کے اشراف نے بڑا جانا اور تمام اہل اردشیر خرہ اور فیروز کو بھی یہ بات بڑی محسوس ہوئی چنانچہ اسکے بعد وہ پروردگار کے سامنے گڑگڑایا کہ اللہ تعالی اپنی رحمت سے اسکے اور اسکی رعیت کے لیے پھیلا دے اور بارش اور مدد نازل فرمائے اللہ تعالی نے مدد فرمائی اور بارش نازل فرما دی اس کے بعد اسکے علاقے حسب سابق پانی سے بھر گئے اور درخت تازہ ہو گئے۔

فیروز کے آباد کردہ علاقے

فیروز نے حکم دیا تو اس کے حکم سے ری میں رام فیروز نامی شہر آباد کیا گیا اسی طرح جرجان اور باب صول کے درمیان روشن فیروز اور آذربائیجان کے اطراف میں شہر ام فیروز نامی شہر آباد کیے۔

فیروز کا اخشنواز پر حملے کا ارادہ اور برا انجام

جب فیروز کے علاقے تازہ تر ہو گئے اور حکومت مستحکم ہو گئی تو اس نے اپنے دشمن پر سختی شروع کی اور جب ان تین شہروں کی تعمیر سے فارغ ہوا تو اپنے لشکر کو لے کر خراسان کی جانب بڑھا اخشنواز نے یہ خبر سنی تو اس پر نہایت ہی رعب طاری ہو گیا کہا جاتا ہے کہ اس کے لیے ایک آدمی نے یوں قربانی دی کہ اپنے آپ کو اخشنواز کے سامنے پیش کیا اور

کہا کہ آپ میرے اہل وعیال سے اچھائی کرنا میں فیروز کو چکمہ دینے کی تدبیر کرتا ہوں وہ یہ کہ آپ میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے اس راستہ پر ڈال دیں جس سے فیروز آپ پر آکر حملہ آور ہوا تھا چنانچہ ایسا ہی کیا گیا جب فیروز اس راستہ سے گزرا اور اس مقطوع آدمی کو دیکھا تو اسے یہ اجنبی سا لگا اسکی حالت دریافت کی تو اس نے کہا کہ میرے ساتھ یہ ظلم اخشنواز نے کیا ہے کیونکہ میں نے اسے کہا کہ تم فارس کے لشکر سے مقابلے کی تاب نہیں رکھتے میرے اس قول کی پاداش میں میرے ہاتھ پاؤں کاٹ کر مجھے یہاں ڈال دیا گیا اس کی یہ کہانی سن کر فیروز کو اس پر رحم آ گیا اور اسے اپنے ساتھ اٹھا لانے کا حکم دیا اس کے بعد اس مکار نے فیروز سے ناصحانہ انداز میں کہا کہ وہ اور اس کے لشکر کو ایسے مختصر راستے سے لے جانا چاہتا ہے کہ اس سے پہلے ترکی کے لوگوں پر حملے کیے کسی نے اس راستے کا استعمال نہیں کیا اس کی مکاری کو نہ سمجھ کر فیروز بھی دھوکہ کھا گیا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر اس معذور کے بتائے ہوئے راستے پر چل پڑا جب چلتے چلتے چور ہوگئے تو ایک جنگل کے بعد دوسرا جنگل آتا انھیں پیاس لگتی تو وہ مکار معذور کہتا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں ابھی منزل قریب ہے یہ سفر ایسا لمبا ہوا کہ اب وہ ایسی جگہ پہنچ گئے کہ آگے نہ جا سکتے تھے نہ پیچھے واپسی کی سکت تھی اس وقت معذور نے حقیقت بتائی اس پر لوگوں نے کہا کہ بادشاہ سلامت ہم سے پہلے آپ ہی کو ڈرایا تھا لیکن آپ نہیں ڈرے لیکن اب تو ہر حال میں آگے جا کر دشمن کے پاس پہنچنا ہی ہے چنانچہ پھر سفر شروع ہوا اور پیاس کی وجہ سے اکثر مر گئے اور بقیہ لوگ انتہائی خستہ حالت میں دشمن کے پاس آپہنچے لیکن اب فیروز سے جنگ کا نشہ اتر گیا تھا اس نے ھیاطلہ کے بادشاہ کو صلح کی دعوت دی کہ اخشنواز ان کا راستہ چھوڑ دے کہ وہ اپنے علاقے کو واپس جا سکیں اس شرط پر کہ فیروز اللہ تعالیٰ کا میثاق دیتا ہے کہ آئندہ اخشنواز وغیرہ سے جنگ نہ کرے گا اور نہ ہی ان کے علاقوں کا قصد کرے گا اور نہ کسی دوسرے لشکر کو ان سے لڑنے کے لیے بھیجے گا اور انکے اور اپنے علاقوں کے درمیان ایک حد فاصل مقرر کرے گا جس سے وہ آگے نہ آئیں گے اخشنواز اس پر راضی ہو گیا اور فیروز نے ایک خط اور دستاویز لکھی جس پر مہر لگائی اور اس پر کچھ گواہ بھی بنائے پھر اخشنواز نے اس کا راستہ چھوڑ دیا اور وہ اپنے علاقے کی طرف چل دیا۔

فیروز کا انتقام کی آگ میں جھلسنا

جب فیروز اپنے ملک واپس گیا تو اسکے تکبر اور غیرت نے اسے اخشنواز سے دشمنی پر ابھارا چنانچہ دوبارہ اس سے جنگ کرنے کے لیے آمادہ ہو گیا اس کے وزراء اور خواص نے بہت منع کیا لیکن اس نے ایک نہ سنی اور صرف اپنی ہی رائے پر اڑا رہا اسے جن لوگوں نے منع کیا تھا کہ اخشنواز سے جنگ نہ کرے کیونکہ اس میں عہد شکنی ہے ان میں سے ایک آدمی جو فیروز کا خاص آدمی تھا اور اس کی رائے کی اہمیت تھی جس کا نام فردبوز تھا جب فردبوز نے فیروز کی اپنے ارادے پر سنجیدگی دیکھی تو اس نے اس کے ساتھ کی ہوئی گفتگو کو ایک صحیفے میں لکھ کر اس سے مہر لگوائی اب فیروز سب کی رائے کو ٹھکراتے ہوئے اخشنواز کی طرف چل پڑا ادھر اخشنواز نے یہ تدبیر کی کہ اپنے اور فیروز کے علاقوں کے درمیان خندق کھودی تھی جب فیروز وہاں پہنچا تو کچھ جھنڈے وہاں گاڑ دیئے تاکہ واپسی پر اسکی علامت ہو اور ان سے رہنمائی حاصل کر سکے اس خندق کو عبور کر کے فیروز اخشنواز کے لشکر کے قریب جا کر خیمہ زن ہوا۔

اخشنواز نے حجت تام کرنے کے لیے سابقہ عہد نامہ دکھایا اور اسکی پاسداری کی نصیحت کی تاہم فیروز اپنی اس بات پر اڑا رہا دونوں کے درمیان طویل گفتگو ہوئی اور اسکے بعد جنگ چھڑ گئی فیروز کا لشکر خلاف ورزی عہد کی وجہ سے دل

جس سے نہ لڑ رہا تھا اور ان میں کمزوری کا احساس نمایاں تھا ادھر اخشنواز نے دستاویز نکال کر نیزے پر رکھی اور کہا کہ یا اللہ! جو اس دستاویز میں ہے تو اس کا حساب لے۔ چنانچہ فیروز کو شکست ہوئی اور واپسی میں خندق عبور کرتے وقت جھنڈوں کی جگہ بھول گیا اور اس میں گر پڑا اور مر گیا اخشنواز نے فیروز کے اموال دواین اور عورتیں سب کچھ لے لیا اور فارس کے لشکر کو اس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا کہ اس جیسی مصیبت انھیں کبھی نہ پہنچی تھی۔

سوخرا کا عظیم کارنامہ

اردشیر خرہ کا رہنا والا ایک آدمی بجستان میں تھا جس کا نام سوخرا تھا اور وہ انتہائی بہادر اور ذی علم آدمی تھا اسکے ساتھ بڑے بڑے فوجی افسر بھی تھے جب اسے فیروز کی ہلاکت کی خبر پہنچی تو اسی رات وہ سوار ہوا اور تیزی سے سفر طے کرتے ہوئے اخشنواز کے پاس جا پہنچا اور اسے جنگ کی دعوت دی اور ہلاکت و بربادی سے ڈرایا لیکن اخشنواز نے اس سے لڑنے کیلئے ایک بڑا لشکر روانہ کیا جب دونوں لشکروں کا آمنا سامنا ہوا تو اخشنواز کے سپائیوں نے سوخرا کو ناتجربہ کار اور کم تربیت پایا اور کہا جاتا ہے کہ سوخرا نے ایک تیر مارا جو اخشنواز کے ایک سپاہی کے گھوڑے کو آنکھوں کے درمیان لگ کر غائب ہونے کے قریب ہو گیا گھوڑا گر گیا اور سوخرا نے اس شہسوار کو پکڑ لیا تاہم اسے زندہ چھوڑا اور ہدایت کی کہ اپنے بادشاہ کے پاس جا کر آنکھوں دیکھا حال بیان کرو وہ لوگ اخشنواز کے پاس واپس گئے اور گھوڑا بھی لے گئے جب اخشنواز نے اس تیر کا اثر دیکھا تو عجیب درطے میں مبتلا ہو گیا اور سوخرا کے پاس پیغام بھیجا کہ اپنی حاجت بتاؤ ہم اسے پورا کریں گے اس نے جواب بھیجا کہ میری حاجت یہ ہے کہ فیروز سے چھینے ہوئے مال قیدی اور دیوان واپس کر دیئے جائیں جب اخشنواز نے یہ حاجت سنی تو یہ اشیاء اسے دے بھیجیں پھر جب سوخرا نے انھیں اپنے قبضے میں لے لیا تو دیوان سے فیروز کے بیت المال نکالے اور اخشنواز کو لکھ بھیجا کہ میں ان سب اشیاء کو لے کر واپس جاؤں گا جب سوخرا نے سنجیدگی سے مطالبہ کیا تو اخشنواز نے اسکی سنجیدگی دیکھتے ہوئے اپنی جان کے فدیے کے طور پر وہ اشیاء واپس کر دیں چنانچہ سوخرا فیروز کے تمام دیوان مال ومتاع اور قیدیوں کو واپس فارس لے آیا جب ان عجمیوں کے پاس پہنچا تو انھوں نے اسکا انتہائی اکرام کیا اور اسے وہ مرتبہ عطا کیا جس کے بعد صرف بادشاہ ہی کا مرتبہ ہے۔

سوخرا کا نسب

یہ شخص سوخرا بن ویلسار بن زهان بن نرسی بن کرن بن کروان بن ابید بن اوہد بن تیرویہ بن کردبنارو بن طوس بن نودکا بن منشو بن نوذر بن منوشہر تھا۔

اخشنواز کی کامیاب تدبیر

بعض اہل تاریخ نے اخشنواز اور سوخرا کا معاملہ ایسا ہی ذکر کیا ہے جیسا میں نے کیا۔ تاہم باہمی فرق یہ ہے کہ اس نے یہ بھی لکھا ہے کہ جب اخشنواز کی طرف فیروز جانے لگا تو طیسبون اور بھرسیر جو کہ شاہی علاقے میں تھے ان پر اسی سوخرا کو نائب مقرر کیا اور اس عہدے کا نام قارن تھا اس عہدے کے ساتھ یعنی ان علاقوں پر نیابت کے علاوہ بجستان کا والی بھی تھا۔ یہ بلاد خراسان اور بلاد ترک کے درمیان بنایا تھا تاکہ ترک اس سے آگے بڑھ کر خراسانی علاقوں پر قابض نہ ہوں کیونکہ دونوں فریقین نے اس پر معاہدہ کر لیا تھا اور فیروز نے بھی اخشنواز سے معاہدہ کیا تھا کہ وہ یعنی فیروز اس منارہ

سے بڑھ کر ترکوں کے علاقوں پر غارت گری نہیں کرے گا تاہم جب فیروز نے اس معاہدہ کی خلاف ورزی کی اور اس منارہ کے پاس پہنچ گیا تو اخشنواز کو دھوکہ دینے کے لیے اس منارہ کو پچاس ہاتھیوں اور تین سو آدمیوں کے ساتھ ہتھکڑیوں میں کس کے سامنے گھسیٹا گیا اور خود پیچھے چلنے لگا اس سے وہ یہ تأثر دینا چاہتا تھا کہ وہ اخشنواز سے کیے ہوئے معاہدہ کی پاس داری کرے گا جب اخشنواز کو منارے کے ساتھ فیروز کے معاملے کا پتا چلا تو اس نے فیروز کو لکھا! اے فیروز جس کام سے تیرے اسلاف رکے رہے تو بھی اس سے رک، لیکن اس کے خط اور قول پر فیروز نے کان ہی نہ دھرا اور مسلسل اخشنواز سے جنگ کی خواہش کرتا رہا اور اسے جنگ کی طرف بلاتا رہا لیکن اخشنواز حتی الامکان جنگ سے پہلو تہی کرتا رہا وجہ یہ تھی کہ ترکوں کی زیادہ جنگیں مکر و فریب اور دشمن کو چکمہ دینے پر مبنی تھیں چنانچہ وہ اس مرتبہ بھی ٹال مٹول کر کے فریب کرنا چاہ رہا تھا چنانچہ اس نے اسی دوران اپنے لشکر کے پیچھے دس زراع چوڑی اور بیس گز گہری خندق کھودی اور کمزور کمزور لکڑیاں بھر کر ان پر مٹی ڈال دی اور اسکے بعد اپنے لشکر کو جنگ سے بھاگنے کے انداز میں تھوڑی دور چلا گیا جب فیروز کو پتا چلا کہ اخشنواز اپنے لشکر کو لے کر اپنے معرکہ سے پیچھے چلا گیا ہے تو اس نے یقین کے ساتھ یہ سمجھا کہ اس نے گویا ہزیمت اور ہار تسلیم کر کے ایسا کیا ہے لہذا فیروز خوشی میں طبل بجاتا ہوا اپنے ساتھیوں کے ہمراہ اخشنواز اور اس کے ساتھیوں کی تلاش میں نکل پڑا اور انتہائی تیزی سے سفر شروع کیا انکے گزرنے کا راستہ اس خندق کے اوپر سے تھا جب وہاں پہنچے تو بے سر ہو کر وہاں پر چل پڑے جس کی وجہ سے فیروز اور اسکے اکثر فوجی گر گئے اور تقریباً سب ہی ہلاک ہو گئے۔

اسکے بعد اخشنواز فیروز کے لشکر کی طرف متوجہ ہوا اور اس کی تمام بقیہ چیزیں ہتھیالیں موبذ اموبذ کو قید کیا اور فیروز کی بیٹی فیروز دخت بھی فیروز کی دیگر عورتوں کے ساتھ قید ہو گئی اس کے بعد اخشنواز نے حکم دیا تو فیروز اور دیگر سپاہی جو خندق میں گر گئے تھے سب کی نعشیں نکال دی گئیں اور تابوتوں میں بند کر دی گئیں۔ فیروز دخت چونکہ قید تھی اس لیے اخشنواز نے اسے مباشرت کے لیے بلوایا تاہم اس نے انکار کیا۔

فیروز کی ہلاکت کی خبر کا اہل فارس پر اثر اور اسکا ردعمل

فیروز کی ہلاکت کی خبر جب بلاد فارس میں پہنچی تو وہ لوگ اس سے سخت گھبرائے اور غمگین ہوئے اس خبر کی سچائی کا انھیں یقین ہو گیا تو سوخرا بڑے لشکر کے ساتھ ترکوں سے لڑنے کے لیے چل پڑا جب جرجان پہنچا تو اخشنواز کو اس کی آمد کی اطلاع ہو گئی وہ بھی اسکی خبر گیری کے لیے خوب تیار ہو گیا اور سوخرا کی طرف اپنا ایک آدمی بھیجا تا کہ اسکی آمد کا سبب اور اس کا نام اور مرتبہ کا پورا پورا علم اخشنواز کو حاصل ہو جائے سوخرا نے جواب میں کہا کہ مجھے سوخرا کہا جاتا ہے میرے مرتبے کا نام قارن ہے اور میری آمد کا مقصد فیروز کا بدلہ لینا ہے اخشنواز نے کہا کہ تم جس مقصد سے آئے ہو وہ واضح ہو گیا ہے لیکن تمہارا انجام بھی فیروز جیسا ہو گا تم اگر بڑے لشکر کو لائے ہو تو فیروز کو بھی جنگ نے ہلاکت تک پہنچا دیا۔ سوخرا نے اخشنواز کی دھمکی پر کوئی توجہ نہ دی اور اپنے ارادے سے باز نہ آیا اور اپنے لشکر کو حکم دیا کہ تو وہ اسلحہ سے لیس ہو کر جنگ کے لیے مکمل تیار ہو گئے اور سوخرا کے حکم سے اخشنواز کی طرف چل پڑے سوخرا کسی بات کو ماننے کے لیے بالکل تیار نہ تھا کیونکہ اس کا فیروز کے بارے میں صدمہ اور قلب کی حدت اور تختی اسے لڑائی پر مجبور کر رہی تھی۔ چنانچہ اخشنواز نے صلح کا مطالبہ اور پیشکش کی لیکن سوخرا صلح پر صرف اس شرط پر تیار ہوا کہ فیروز کے لشکر کی تمام مقبوضہ اشیاء اور قید افراد واپس کر

دیئے جائیں چنانچہ اخشنواز نے یہ شرط قبول کرلی اور فیروز کے لشکر کے خزانے سوخرا کو واپس کر دیئے اور موبذان موبذ اور فارس کے دیگر اشراف جو کہ اسکی قید میں تھے سب واپس کر دیئے چنانچہ سوخرا اس کے بعد صلح کر کے ان تمام اموال اور قید افراد کو ان کی رہائی کے بعد ساتھ لے کر بلاد فارس کی طرف لوٹ گیا۔

فیروز کی حکومت کی مدت میں اختلاف ہے بعض نے چھبیس سال اور بعض نے اکیس سال بتائی ہے۔

یزدجرد اور فیروز کے زمانے کے واقعات

عمرو بن تبع کی شر انگیزی

قبیلہ حمیر کی بادشاہت کے زمانے میں ان کی خدمت سرداروں کے بیٹے کرتے تھے چاہے وہ سردار حمیر سے ہوں یا دوسرے قبائل سے تعلق رکھتے ہوں۔ حسان بن تبع کی خدمت عمرو بن حجر کندی کرتا تھا جو اس کے زمانے کندہ کا سردار تھا جب حسان بن تبع جدیس گیا تو عمرو بن حجر کندی کو اپنے بعض معاملات میں نائب بنا کر چلا گیا جب حسان بن تبع کو اس کے بھائی عمرو بن تبع نے قتل کیا تو اس عمرو بن تبع نے عمرو بن حجر کندی کو اپنے لیے منتخب کیا اس لیے کہ یہ شخص بڑا صاحب الرای اور عالی ظرف انسان تھا اب عمرو نے اس ابن حجر کندی کے اکرام کے لیے اور اپنے بھتیجوں کی ذلت کے لیے حسان بن تبع کی بیٹی کا نکاح اس کندی سے کرا دیا۔ جس پر حمیری لوگوں نے سخت شور شرابا کیا کیونکہ ان کے ہاں کندی قبیلے سے شادی وغیرہ کو پسند نہ کیا جاتا تھا پھر عمرو بن کندی کے ہاں حسان بن تبع کی لڑکی سے بیٹا پیدا ہوا۔

عمرو بن تبع کے بعد بادشاہ

پھر عمرو بن تبع کے بعد ملک کی باگ ڈور عبدالکلا بن مثوب کے پاس چلی گئی اس لیے کہ حسان کے بیٹے سب چھوٹے تھے صرف تبع بن حسان کچھ عمر کا تھا لیکن اسے بھی جنات اچک کر لے گئے تھے اس بناء پر عبدالکلال نے نظام مملکت کو سنبھال لیا تا کہ کوئی دوسرا آدمی جس کا تعلق شاہی خاندان سے نہ ہو وہ مسلط نہ ہو جائے پھر عبدالکلال نے بڑے سلیقے سے حکومت کی اور یہ پرانی نصرانیت کا پیرو کار تھا۔

عبدالکلال کا مذہب

لیکن اس بات کو اس نے اپنی قوم سے چھپائے رکھا اسے ایک شام کے غسانی نے اس دین کی دعوت دی تھی جسکی وجہ سے حمیری لوگ اس غسانی پر پل پڑے اور اسے موت کی نیند سلا دیا پھر تبع بن حسان صحیح سالم جنات کے چنگل سے واپس آ گیا وہ اپنے زمانے میں علم نجوم کا بہترین ماہر تھا اور اپنے زمانے کے تعلیم یافتہ لوگوں میں روشن دماغ تھا اور ماضی اور آئندہ کی خبریں سب سے زیادہ یہی دیتا تھا پھر تبع بن حسان ملیکرب بن تبع الاقرن حکومت پر قابض ہو گیا جس سے عرب سخت خوف وہراس میں مبتلا ہو گئے اس نے اپنے بھانجے حارث بن عمرو کندی کے زیر قیادت ایک بڑا

لشکر معد جرہ اور اس کے مضافات میں بھیجا۔

تبع کی پیش قدمی

یہ لشکر نعمان بن امری القیس سے جا کر ٹکرایا اور نعمان اور شاہی خاندن کے بیشتر افراد کو قتل کر ڈالا اور اس کی فوج کو شکست دے ڈالی اور منذر بن نعمان بن اکبر و اور اسکی ماں ماء السما جو بنو نمر سے تھی یہ دونوں بچ گئے پس اس طرح آل نعمان کے ہاتھوں سے حکومت نکل گئی اور حارث ان کے علاقوں پر قابض آ گیا۔

نعمان کی بادشاہت

ھشام نے کہا کہ نعمان کے بعد اسکا بیٹا منذر بن نعمان تخت شاہی کا مالک ہو گیا اسکی ماں زید مناہ زید اللہ بن عمرو غانی اور اس منذر نے چوالیس سال حکومت کی۔

اجمالی نظر

بھرام جور بن یزدجرد کے حکومت میں آٹھ سال نو ماہ یزدجرد بن بھرام کے عہد میں اٹھارہ سال اور فیروز بن یزدجرد کے عہد میں سترہ سال حکومت کی پھر اس کے بعد اسود بن منذر نے حکومت سنبھالی اس کی ماں ھر بنت نعمان تھی جس کا تعلق بنی ھجیماۃ سے تھا جو عمرو بن ابی ربیع بن ذھل بن شیبان کی لڑکی تھی۔

اور یہ وہ شخص ہے جسے فارسیوں نے بیس سال قید کیا فیروز بن یزدجرد کے زمانے میں دس سال بلاش بن یزدجرد کے عہد میں چار سال اور قباذ بن فیروز کے زمانے میں چھ سال قید کی زندگی گزاری۔

بلاش بن فیروز کا تذکرہ

فیروز بن یزدجرد کے بعد اس کا بیٹا بلاش بن یزدجرد بن بہرام جو حاکم بن گیا اس کے بھائی قباذ نے اگرچہ اس سے حکومت کے سلسلے میں کھینچا تانی اور رسہ کشی کی تھی مگر بلاش بالآخر غالب آ گیا قباذ ترک بادشاہ کے ہاں مدد طلب کرنے کے لیے بھاگ گیا۔

بلاش کی عمدہ کارکردگی

جب شاہی تاج بلاش کو پہنایا گیا تو مملکت کے شرفا نے بلاش کو مبارک باد دی اور اس سے مطالبہ کیا کہا سوخرا کے احسانات کا بدلہ دے ان کی بات سن کر بلاش نے سوخرا کا خوب اکرام کیا اور اسے عطایا سے نوازا بلاش ایک اچھے کردار کا مالک تھا۔ کہ اگر اس کو یہ خبر ملتی کہ کسی علاقے میں کوئی گھر زمین بوس ہو گیا جسکی وجہ سے اس کے مالکان کو وطن چھوڑنا پڑا تو بلاش اس علاقے کے گورنر کو سزا دیتا تھا کہ ان مظلوموں کی دست گیری کیوں نہ کی اور انکی حاجت روائی کرتا تھا تا کہ وہ اپنے شہر چھوڑنے پر مجبور نہ ہوں اور اس نے ایک شہر کی بنیاد ڈالی جس کا نام لاشواذ رکھا یہ مدائن کے قریب ساباط کا علاقہ ہے اور بلاش کی حکومت چار سال رہی۔

قباذ بن فیروز کی حکومت کا تذکرہ

بلاش کے بعد حکومت کی زمام قباذ بن فیروز بن یزدجر بن بہرام جور کے ہاتھ میں آ گئی اس سے پہلے وہ ترک بادشاہ کے پاس اپنے بھائی کے خلاف مدد لینے کے لیے چلا گیا اس سفر کے دوران قباذ کا گزر نیشا پور کی سرحد سے ہوا اس وقت قباذ کے ساتھ کچھ لوگ تھے جو اسکے ترک وطن پر بادل ناخواستہ اسے رخصت کر رہے تھے اور لوگوں میں زرمہر بن سواخر بھی تھا۔

قباذ کیلئے لڑکی کی تلاش

قباذ کو جماع کی خواہش ہوئی اس نے زرمہر سے اس کا ذکر کیا اور مطالبہ کیا کہ کوئی اعلیٰ خاندان کی عورت اس کے لیے تلاش کی جائے اس کے اس مطالبہ پر زرمہر اپنے ایک کمانڈر کے پاس گیا جس کی ایک کنواری حسین وجمیل لڑکی تھی اور اس سے یہ درخواست کی کہ وہ اپنی لڑکی کا قباذ سے نکاح کروا دے۔ اس لڑکی کی ماں نے اپنے شوہر سے یہ بات بیان کی اس دوران زرمہر بھی ان کو لالچ دلاتا رہا بالآخر وہ لڑکی جس کا نام نیوندخت تھا قباذ کے نکاح میں چلی گئی چنانچہ قباذ نے اسی رات اس سے جماع کیا اور اس سے نوشیران کا حمل قرار پایا اور قباذ نے بہترین انعامات اور عطایا سے اس لڑکی کو نوازا۔

قباذ کی شلوار پر سونے کی پٹی

یہ بھی روایت ہے کہ اس لڑکی کی ماں نے قباذ کے حالات دریافت کیے تو نیوندخت نے کہا کہ مجھے صرف اتنا پتا ہے کہ اس کی شلوار پر سونے کی پٹی بنی ہوئی ہے تو اس کی ماں سمجھ گئی کہ وہ بادشاہ کا بیٹا ہے اور وہ اس سے بہت خوش ہوئی اب قباذ شاہ ترک کے پاس پہنچا وہاں جا کر اس نے اپنا تعارف کرایا کہ شاہ فارس کا پسر ہے اور اسکے بھائی نے رسہ کشی کر کے تخت پر قبضہ کر لیا اور وہ یعنی قباذ بھائی کے خلاف مدد لینے آیا ہے۔

اس پر خاقان نے اس سے وعدہ کیا کہ وہ ضرور اس کی مدد کرے گا اور اس طرح قباذ اس کے پاس چار سال تک رہا جوں جوں مدت گزرتی گئی تو قباذ نے خاقان کی بیوی کو پیغام بھیجا کہ وہ اسے اپنا لے پالک بنالے اور خاقان سے کہے کہ وہ اپنا وعدہ پورا کرے تو اس عورت نے یہ کام بحسن خوبی انجام دیا حتیٰ کہ خاقان نے قباذ کے ساتھ ایک بڑا لشکر روانہ کیا۔

جب قباذ اس لشکر کو لے کر نیشا پور کی سرحد کو پہنچا تو وہاں نیوندکی جس شخص نے شادی کرائی تھی اس سے اپنی زوجہ نیوندخت کا حال دریافت کیا اس شخص نے اس کی ماں سے معلومات حاصل کر کے یہ خبر دی کہ نیوندخت کے ہاں بچہ پیدا ہوا ہے چنانچہ قباذ نے اسے بلایا تو نیوندخت نوشیرواں کا ہاتھ پکڑے ہوئے آئی جب قباذ کے پاس آئی تو اس نے بچے کے بارے میں پوچھا تو اس نے کہا کہ آپ ہی کا ہے اور وہ بچہ شکل سے قباذ سے کافی مشابہ تھا۔

بلاش کی ہلاکت کی خبر

کہا جاتا ہے کہ اسی جگہ قباذ کو بلاش کی موت کی خبر پہنچی تو اس نے نوشروان کو مبارک بچہ سمجھا لہذا حکم دیا کہ اس بچہ کو شاہی خاندان کی سواریوں پر سوار کیا جائے اب جب قباذ مدائن پہنچا تو اور مملکت مستحکم ہوگئی تو اس نے سوخرا کا خوب اکرام کیا اور سوخرا نے قباذ کے بیٹے کی جو خدمت کی تھی اسکا قباذ نے شکریہ ادا کیا پھر لشکر ملک کے تمام کونوں میں بھیجے جنھوں نے دشمن کو صفحہ ہستی سے حرف کل کی طرح مٹاڈالا اور بہت سوں کو قید کیا

قباذ کی تعمیری اصلاحات

اھواز فارس کے درمیان رجان نامی شہر تیار کیا اسی طرح حلوان کی بنیاد ڈالی اور کارزین کے کنارے اور شیرہ خیرہ کے گوشے اور صوبے میں قباذ خرہ نامی شہر تعمیر کرایا یہ چند نام اور بہت سے شہروں اور بستیوں کے علاوہ ہیں جو اس نے بنائیں اور نہریں جن کو کھودا اور پل جن کو از سر نو جوڑا وہ سب ذکر نہیں کیے گئے۔

سوخرا کا غلبہ اور قباذ کی چال

جب قباذ کی حکومت کو کافی عرصہ گزر گیا تو اور سوخرا ملکی معاملات میں کافی حد تک غالب آ گیا تو لوگوں کا رجحان اسکی طرف ہوا اب انھوں نے قباذ کو ایک حقیر حکمران کا درجہ بنا دیا جب سوخرا نے سب کچھ پر غلبہ حاصل کرلیا تو قباذ سے یہ برداشت نہ ہوسکا چنانچہ اس نے سابور رازی کو لکھ بھیجا کہ وہ لشکر کو لے آئے چنانچہ وہ لشکر کے ساتھ آن پہنچا اور قباذ نے سوخرا کی پوری صورت حال بتائی اور اس سے سوخرا کے قتل کے سلسلے میں گٹھ جوڑ کرلی چنانچہ صبح کے وقت سابور رازی قباذ کے پاس پہنچا اور اس وقت سوخرا بھی قباذ کے پاس تھا سابور اس انداز سے آیا گویا اس کا کام قباذ سے ہے سوخرا بے فکر تھا کہ اچانک سابور نے اپنے پاس سے ایک رسی نکال کر سوخرا کو پھندہ لگا کر کھینچ کر باہر لایا اور پھر جیل میں ڈال دیا اسی وقت یہ مقولہ مشہور ہوگیا کہ سوخرا کی ہوا کم ہوگئی اور مہران کی ہوا تند و تیز ہوئی پھر اسکے بعد قباذ نے سوخرا کے قتل کا حکم نامہ جاری کیا چنانچہ اسکی گردن ماری گئی پھر جب قباذ کی حکومت کو دس سال مکمل ہوئے تو موبذان موبذ اور دیگر اشراف مملکت نے اتفاق کرلیا کہ اب اسے مزدک کی پیروی کی پاداش میں تخت شاہی سے اتارا جائے گا۔

قباذ کی سلطنت کا زوال اور فرقہ مزدکیہ کا تعارف

مزدک اور اس کے پیروں کا کہنا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زمین میں رزق پیدا فرمایا تا کہ لوگ آپس میں اسے ہمدردی سے تقسیم کرلیں لیکن لوگوں نے اس میں ظلم و زیادتی سے کام لیا لہذا ان مزدکیوں کا کہنا تھا کہ ہم اغنیا سے مال لے کر فقرا کو دیں گے اور جس کے ہاں مال و جائداد اور عورتوں کی کثرت ہوگی وہ دوسرے لوگوں سے اس کا زیادہ حقدار نہیں۔ اس کو کمینے لوگوں نے اپنے لیے بہترین موقع جانا انھوں نے مزدک اور اس کے چیلوں کی بھرپور مدد کی جس کی وجہ

سے دیگر عوام کو سخت آزمائش کا سامنا کرنا پڑا مزدکی گروہ کا اس قدر سخت غلبہ ہو چکا تھا کہ کسی بھی گھر میں لیٹرے بن کے داخل ہو جاتے تو صاحب خانہ ان کو مال وحرم سے نہ بچا سکتا تھا انھوں نے قباذ سے بھی مطالبہ کیا کہ ان کے ملک کا پرچار کرے ورنہ اسے حکومت سے ہاتھ دھونے پڑ جائیں گے اس کے اس بھونڈے کمینے پن کا نتیجہ یہ ہی نکلا کہ تھوڑے عرصہ میں بچوں کے باپ کی پہچان مشکل ہو گئی اور کوئی شخص عیش کے ساتھ کسی چیز کا مالک نہ رہا مزید براں انھوں نے قباذ کو ایسا محبوس کیا کہ ان کے علاوہ کسی کی رسائی اس تک نہ تھی پھر اسکی جگہ جاماسب کو جو قباذ کا بھائی تھا حاکم مقرر کیا گیا اور قباذ سے کہا کہ تجھ سے ماضی میں ایسی غلطیاں سرزد ہوتی رہیں ہیں جس کی تلافی صرف اسی طرح ممکن ہے کہ تو اپنی عورتوں کو مباح کر دے اور اس کے ساتھ ان کا ارادہ یہ بھی تھا کہ وہ قباذ کو ذبح کر کے آتش کی بھینٹ چڑھائیں گے یہ صورت حال جب زرمھر نے دیکھی تو وہ اپنی جان ہتھیلی پر رکھ کر چند شرفاء کے ساتھ مل کر میدان میں کود پڑا اور مزدکی افراد کی خوب نسل کشی کی اور قباذ کو دوبارہ حاکم بنایا اور جاماسب کو تخت سے ہٹایا پھر مزدکیوں نے قباذ کو زرمھر کے خلاف بھڑکانا شروع کیا اور زرمھر کو قتل کروایا قباذ بہترین بادشاہ تھا مگر مزدک نے اسے راہ راست سے ہٹا دیا جس کی وجہ سے معاملات بکھر گئے اور سراحدات میں رخنے پڑ گئے۔

فارسی تاریخ کے ماہرین کا کہنا ہے کہ فارسی معززین نے ہی قباذ کو محبوس کیا تھا جب اس نے مزدک کی پیروی کی اور اسکی جگہ جاماسب بن فیروز کو حاکم بنایا۔

قباذ کی رہائی

قباذ کی رہائی اس طرح ہوئی کہ اس کی بہن قید خانہ میں آئی اور اندر جانے کی کوشش کی لیکن محافظ نے روک لیا وہ اس بات کو اپنی حیوانی خواہش پورا کرنے کے لیے ڈھال بنانا چاہ رہا تھا چنانچہ اس نے خواہش ظاہر کی تو اس عورت نے کہا کہ آپ کا مقصود حاصل ہو جائے گا چنانچہ اس محافظ نے اس لالچ میں آ کر اسے اندر جانے کی اجازت دے دی وہ ایک دن قباذ کے پاس رہی اور پھر قباذ کو ایک بستر میں باندھ کر ایک مضبوط خادم پر لاد دیا اور اسے حکم دیا کہ وہ یہ بستر جیل خانہ سے باہر لے جائے اور پیچھے پیچھے قباذ کی بہن خود چل پڑی جب اس خادم کو محافظ نے روکا تو اس عورت نے کہا کہ یہ میرے حالت حیض میں استعمال شدہ گندے کپڑے اور بستر وغیرہ ہیں جسے صاف کرنے کے لیے باہر لایا گیا ہے چنانچہ اس بات کو سن کر قباذ نے باہر جانے کی اجازت دیدی اور بستر کو گندا سمجھ کر ہاتھ نہیں لگایا چنانچہ وہ خادم قباذ کو لے کر باہر نکلا اسکے پیچھے اسکی ہمشیرہ تھی۔ اب قباذ رہائی کے بعد بھاگ کر مدد طلب کرنے کے لیے ھیاطلہ چلا گیا تا کہ لشکر جمع کر کے اپنے مخالفین کی سرکوبی کر سکے وہ اپنے سفر میں سب سے پہلے ابرشہر سے ملا جو ھیاطلہ کے سرداروں میں سے تھا اور اس کی ایک جوان بیٹی تھی اور قباذ کا نکاح کسری نوشروان کی ماں سے اسی سفر میں ہوا تھا پھر اسی سفر میں قباذ اور نوشروان اور اسکی ماں لوٹ کر آئے اور قباذ نے جاماسب سے چھ سال کی حکومت کے بعد اس سے مملکت چھین لی اور قباذ نے اسکے بعد رومیوں سے جنگ کی اور جزیرہ کے ایک علاقے آمد کو فتح کیا اسکے باسیوں کو قید کیا اور اسکے حکم سے فارس اور اھواز کے درمیان رامقبار نامی شہر تعمیر کیا گیا اسکا نام ابومقباد ارجان کورکورہ بھی ہے پھر قباذ نے اپنے بیٹے کسری کو حاکم نامزد کیا اور اسکی ایک دستاویز بھی لکھی اور اپنی مہر بھی اسکے نام پر لگادی۔

قباذ کے زمانے میں عرب کے سانحات

مجھے ھشام بن محمد کی نسبت سے یہ بات پہنچی ہے کہ ھشام نے فرمایا کہ جب عمرو بن حارث بن حجر کندی نے نعمان بن امری القیس بن شقیقہ کو قتل کیا تو منذر بن نعمان اکبر بچ گیا حارث کندی حکومت کا مالک ہو گیا تو قباذ نے حارث کندی کو لکھ بھیجا کہ آپ سے پہلے بادشاہ سے ہماری چشمک تھی البتہ مجھے آپ سے ملنے کی رغبت ہے قباذ ایک نیک آدمی تھا بھلائی کرتا اور خون ریزی کو ناپسند کرتا تھا اسی وجہ سے وہ دشمنوں سے بہتر تعلقات بنالیتا تھا اور اسی وجہ سے اسکے زمانے میں لوگوں کی خواہشات زیادہ ہو گئیں اور لوگوں نے اس کو کمزور بنالیا اس خبر پر حارث کندی لشکر اور اسلحہ کے ساتھ اسکی جانب روانہ ہوا اور دونوں کی ملاقات پل فیوم پر ہوئی قباذ نے پہلے سے یہ ترکیب کہ تھی کہ ایک طبق میں کھجوریں گٹھلی نکال کر رکھی ہوئی تھیں اور دوسرے میں گٹھلی کے ساتھ رکھ دیں اور بلا گٹھلی والا طبق اپنے سامنے رکھا جب حارث اور قباذ دونوں نے کھجوریں کھانا شروع کیں تو حارث گٹھلی نکال کر پھینکتا جبکہ قباذ ایسے ہی کھا جاتا اس پر قباذ نے کہا میری طرح کیوں نہیں کھاتے تو حارث نے کہا کہ گٹھلی تو ہمارے جانوروں اور اونٹوں کی غذا ہے وہ سمجھا کہ قباذ مزاق کر رہا ہے پھر قباذ اور حارث نے باہم طے کیا کہ حارث اور اسکے ساتھی گھوڑوں سمیت فرات میں داخل ہوا کریں لیکن اس سے زیادہ نہ بڑھیں جب حارث نے قباذ کی کمزوری محسوس کی تو اسے قباذ کے علاقے چھیننے کی فکر دامن گیر ہوئی اور اس نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ فرات کو عبور کر کے قریب کے علاقوں پر دھاوا بول دیں اسی دوران جب قباذ مدائن میں تھا ایک چیخ و پکار والے شخص نے جان کن خبر سنائی کہ ان کے پہلو میں دشمن یلغار کرتا ہوا پہنچ گیا ہے پھر حارث کے پاس پیغام بھیجا کہ عرب ڈاکوؤں نے غارت گری کی ہے اور یہ کہ قباذ حارث سے ملنا چاہتا ہے چنانچہ حارث قباذ سے جا ملا تو قباذ نے کہا کہ تم نے ایسا کام کیا کہ جو اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا تھا حارث نے کہا کہ میں نے کچھ نہیں کیا اور نہ ہی مجھے اس کا علم ہے البتہ یہ کام کچھ عرب ڈاکوؤں کا ہے اور میں انھیں سوائے لشکر اور مال کے روک نہیں سکتا قباذ نے کہا پھر تمہاری کیا خواہش ہے حارث نے کہا کہ مجھے کچھ علاقہ دے دو جس سے میں اسلحہ وغیرہ خرید لوں تو قباذ نے فرات کے نشیبی چھ علاقے حارث کے حوالے کر دیئے اس پر حارث نے یمن کے بادشاہ تبع کو پیغام بھیجا کہ مجھے عجمی ممالک میں دلچسپی ہے اور میں نے چھ علاقے حاصل بھی کر لیے ہیں تو آپ لشکر لے کر تشریف لائیں کیونکہ ان عجمیوں کا بادشاہ معمولی آدمی ہے وہ گوشت کو حلال نہیں سمجھتا اور خون ریزی کو ناپسند کرتا ہے کیونکہ وہ زندیق آدمی ہے اس لیے اس پر تبع نے لشکر جمع کیے اور چل پڑا حتی کہ حیرہ میں اترا اور فرات سے قریب ہو گیا وہاں اسے مچھروں نے تکلیف پہنچائی پھر اس نے حارث کو حکم دیا کہ اس کے لیے نجف تک ایک نہر کھودے چنانچہ اسکی تعمیل کی گئی یہ حیرہ کی نہر ہے وہ تبع اسکے قریب اترا اور اپنے بھتیجے شمر ذوالجناح کو قباذ کی طرف روانہ کیا شمر کی اس سے جنگ ہوئی اور قباذ ری کی طرف بھاگ گیا وہاں اس کو پکڑ لیا اور موت کے گھاٹ اتار دیا گیا پھر تبع نے شمر کو خراسان بھیج دیا اور تبع نے اپنے بیٹے حسان کو صغد کی جانب روانہ کیا اور کہا کہ تم دونوں میں سے جو چین پہلے فتح کرے گا وہی اس کا حاکم ہو گا ان میں سے ایک بڑے لشکر والا تھا کہا جاتا ہے کہ اس کا لشکر چھ لاکھ چالیس ہزار سپاہ پر مشتمل تھا پھر تبع نے اپنے بھتیجے یعفر کو روم کی طرف روانہ کیا اسی کو شاعر کہتا ہے کہ

اے میرے دوست تعجب ہے اس مصیبت کا جو حیرہ کی تھی جب وہ مقام جابیہ پر اترے ان کے اسی ہزار جھنڈے تھے ہر آٹھ آدمیوں کا ایک جھنڈا۔

شمر وہاں سے چلا یہاں تک کہ قسطنطنیہ پہنچ گیا تو وہاں کے لوگوں نے فرمابرداری کی اور جزیہ اور ٹیکس ادا کیا اور پھر روم چلا گیا اور قسطنطنیہ کے درمیان چار ماہ کی مسافت ہے وہاں اس نے اس علاقہ کا محاصرہ کیا اس کے ساتھیوں کو وہاں سخت بھوک کا سامنا کرنا پڑا مزید برآں ان میں طاعون کی وبا پھیل گئی جس کی وجہ سے وہ کمزور ہو گئے انکی اس حالت کو رومی بھانپ گئے اور ان پر پل پڑے اور قتل کر ڈالا اور ایسا خون ریز ہوا کہ شمر کے ساتھیوں میں سے ایک بھی نہ بچا۔

شمر ذوالجناح کی چال

شمر ذوالجناح نے سمرقند پہنچ کر اس کا محاصرہ کیا جس میں کامیابی نہ ہوئی جب اس نے ناکامی دیکھی تو قلعے کے محافظین کی تلاش شروع کر دی بالآخر ایک کو پکڑا اور اس سے اس شہر اور اس کے بادشاہ کے متعلق معلومات حاصل کرنا شروع کیں اس نے بتایا کہ اس شہر کا بادشاہ نہایت ہی بیوقوف آدمی ہے اس کا مشغلہ صرف کھانا پینا ہے جب کہ امور سلطنت اس کی بیٹی انجام دیتی ہے یہ سن کر شمر ذوالجناح نے اس حارث کو ہدیہ دے کر اس عورت کے پاس بھیجا اور اس کو کہا کہ اس عورت کو میرا یہ پیغام دینا کہ میں عرب سے چل کر یہاں اس لیے آیا ہوں کہ مجھے یہ بات پہنچی ہے کہ یہ بڑی ذی عقل عورت ہے۔ اب یہ ارادہ ہے کہ وہ مجھ سے شادی کر لے تاکہ ایسا لڑکا پیدا ہو جو کہ عرب و عجم کا بادشاہ ہو اور میں مال کی طلب میں یہاں نہیں آیا میرے پاس تو چار ہزار سونے چاندی کے تابوت ہیں یہ اسے دے دونگا اور خود چین چلا جاؤں گا اگر وہ علاقہ فتح ہو گیا تو یہ میری بیوی کا ہے اور اگر میں اس معرکہ میں کام آ گیا تو یہ مال اسی کا ہے۔

تیر نشانے پر

جب یہ بات اس عورت کو پہنچی تو اس نے کہا کہ مجھے یہ بات منظور ہے اور جس مال کا اس نے ذکر کیا ہے وہ بھیج دے اس نے چار ہزار تابوت بھیج دیے ہر تابوت میں دو آدمی تھے سمرقند کے چار دروازے تھے ہر دروازے پر چار ہزار آدمی مقرر تھے شمر ذوالجناح نے اپنے تابوت والے آدمیوں اور اپنے درمیان یہ علامت رکھی کہ وہ گھنٹیاں بجائے گا یہ پیغام اپنے بھیجے ہوئے بندوں کی طرف بھجوا دیا جب شہر میں پہنچے تو اس نے گھنٹیاں بجائیں سب چل کر نکلے انھوں نے دروازے سنبھال لیے شمر لوگوں میں اونچی جگہ پر نمایاں ہو کر جلوہ افروز ہوا اور اسی حالت میں شہر میں داخل ہوا اور قتل عام کر کے سب کچھ سمیٹ لیا۔

شمر کی حسان سے ملاقات

پھر چین کی طرف رخت سفر باندھ کر متوجہ ہوا اسی اثنا میں ترک کے کچھ اقدامی لشکروں سے مڈ بھیڑ ہوئی انھیں شکست دیتے ہوئے چین کی طرف چل پڑا وہاں جا کر حسان بن تبع سے ملاقات ہوئی حسان تین سال پہلے وہاں تھا دونو باہم مل گئے۔

(اسی طرح بعض لوگوں نے تذکرہ کیا ہے) ۲۱ سال تک وہاں دونوں قیام پذیر رہے۔

ہلاکت کی خبر کا طریقہ

جن حضرات کا خیال ہے کہ وہ دونوں تاہلاکت وہیں مقیم رہے ان کا کہنا یہ ہے کہ تبع نے آگ اپنے درمیان بطور

علامت تجویز کی تھی اس لیے جب کوئی واقعہ پیش آتا تو آگ روشن کرتے ایک رات یہ خبر آئی کہ جب دونوں آگ روشن کروں تو یعفر کی ہلاکت کی علامت ہوگی اور اگر تین آگ روشن کروں تو تبع کی ہلاکت ہوگی پھر اسی قول پر برقرار رہے پھر اس کے بعد دو جگہ روشن کی جو یعفر کی ہلاکت کی خبر تھی پھر تین جگہ آگ روشن کی تو تبع کی ہلاکت کی خبر تھی۔

مسلّم بات

یہ بات مسلّم ہے کہ ثمر اور حسان واپس پلٹے یہاں تک کہ تبع کے پاس آن پہنچے ان کے ہمراہ تمام جمع شدہ مال مختلف اقسام کے جواہر، خوشبو اور قیدی تھے پھر سب اپنے بلاد کو واپس لوٹے اور تبع چلتا ہوا مکہ پہنچ گیا۔

اور مکہ کے قریب ہی ایک گھاٹی میں نزول کیا اس کے بعد تبع کی موت یمن میں ہوئی اس کے بعد یمن کا کوئی بادشاہ جنگ کے ارادہ سے نہیں نکلا تبع کی بادشاہت ۱۲۰ سال تک رہی۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ تبع دین یہود میں داخل ہو گیا تھا اسکی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ مکہ اور یثرب سے گزرتے وقت اس کے ساتھ کچھ یہودی علماء ہو لیے ان سے متاثر ہو کر اس نے یہودیت اپنالی تھی۔

علماء تاریخ کا کہنا ہے کہ کعب احبار کا علم بھی ان کے بقیہ جات میں سے تھا واضح رہے کہ کعب احبار کا تعلق قبیلہ حمیر سے تھا۔

مورخ ابن اسحاق کی رائے

ابن اسحاق نے یوں تذکرہ کیا ہے کہ مشرق کی طرف قدم اٹھانے والا ایک دوسرا تبع بھی ہے اور وہ تبع تبان ہے اسکا پورا نام یوں ہے تبع تبان اسعد ابو کرب بن ملیکیکرب بن زید بن عمرو بن ذی الاذعار ابو حسان۔ یہ خبر ہمیں ابن حمید عن سلمہ عن ابی اسحاق کے طریق سے پہنچی ہے۔

کسری بادشاہ اور انوشیروان کا تذکرہ

نام و نسب

کسری لقب ہے انوشیروان نام ہے پورا نسب اس طرح ہے۔ انوشیروان بن قباذ بن فیروز بن یزدجرد بن بھرام۔

حالات زندگی اور تخت نشینی

اپنے والد قباذ کے بعد انوشیروان تخت نشین ہوا بادشاہ بنتے ہی اپنے چاروں گورنروں کو خطوط لکھے ان چاروں میں سے ہر ایک فارس کی مختلف ریاستوں پر گورنری جمائے بیٹھا تھا آذربیجان کے گورنر داری بن نخیر جان اور طبرستان کے گورنر دُنبادند کو لکھے گئے خط کا لب لباب یہ تھا کہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بادشاہ کسری بن قباذ کی طرف سے آذربیجان و آرمینہ اور اس سے ملحقہ علاقہ جات کے گورنر داری بن نخیر جان اور

طبرستان اور اس سے ملحقہ علاقہ جات اور گورنر دنباوند کو سلام ہو، بے شک لوگ جس سے دہشت زدہ ہوں اس کا سبکدوش ہو جانا زیادہ بہتر ہے اور نعمتوں کا زائل ہو جانا فتنوں کا وقوع پزیر ہونا اور مصیبتوں کا پیش آنا خوف زدہ چیزیں ہیں ہاں یہ علل آدمی کی مال و جان عزت آبرو میں کھینچا تانی رکھتی ہیں باوجود اس کے کہ ہم کوئی وحشت محسوس نہیں کرتے اسی طرح کسی بڑی شئے کا فقدان بھی عامۃ الخلائق کے ہاں کوئی بڑی بات نہیں ایسا بھی نہیں کہ کسی صالح بادشاہ کے مرنے کی وجہ سے آدمی پر مصائب کود پڑیں۔

زردشت میں نئی بدعت کی وباء

جب کسریٰ کی بادشاہت پختہ ہوگئی تو اہل فسا سے ایک، دمی زردشت بن خرکان نامی کا مجوسیت میں گھڑا ہوا اور جلاملا دین ایجاد کیا۔ کسریٰ نے اس کی اچھی طرح خبر لی زردشت کے اس نئے دین میں بہت سارے لوگ اس کے متبعین ہو چکے تھے۔ آئے دن اسکے دین کو ترقی ملتی جارہی تھی عام لوگوں کو اس نئے دین کی طرف بلانے والا اہل مذریہ کا ایک آدمی تھا جس کا نام مزدق تھا مزدق لوگوں کو نئے دین میں داخل ہونے کا حکم دیتا تھا اور من گھڑت دین کو خوب مزین کر کے لوگوں کے سامنے پیش کرتا تھا اور لوگوں کو اس دین کی طرف لانے کے لیے خوب ابھارتا۔ لوگوں کے اموال واولاد کے سلسلے میں خیر سگالی سے پیش آتا۔ لوگوں کے سامنے من جانب اللہ اور اس پر مرتب ثواب کا لالچ دے کر مال بھی بٹواتا تھا۔ مندرجہ بالا سرگرمیوں کا اثر یہ ہوا کہ گھٹیا لوگ شرفاء کے ساتھ مل کر اچھے خاصے گروہ کی شکل میں اس کے پاس جمع ہو گئے۔ اسکا نتیجہ یہ نکلا کہ غاصبین کے لیے چھینا جھپٹی کے راستے کھل گئے ظالم شارع عام پر نکل آئے اور زانیوں کو اپنی حاجت پوری کرنے کا راستہ مل گیا اسی طرح ایسی شریف عورتیں جن کی طرف یہ آنکھ اٹھا کر دیکھنے کی بھی جسارت نہیں کر سکتے تھے اب سرعام ان میں شوق وطمع رکھنے لگے الغرض لوگوں کو ایسی عظیم آفت کا سامنا کرنا پڑا جس کی مثال عہد رفتہ میں نہیں ملتی۔

گمراہ زردشت کا خاتمہ

اس کے باوجود بھی کچھ لوگ اس نئے دین سے پوری طرح پہلو تہی برتتے رہے اور کسریٰ کو بھی ان لوگوں کی بدچلنیوں سے منع کرتا رہا جب کسریٰ ان کی ریشہ دوانیوں سے پوری طرح واقف ہو گیا تو عزم مصمم سے اس بدعت کو اکھیڑ پھینکا جن لوگوں نے اس بدعت پر مر مٹنے کا عہد کر رکھا تھا ان کی کثیر تعداد کو تہ تیغ کیا اسی طرح مانویہ سے بھی ایک قوم کا صفایا کیا۔ زردشت کے خاتمے کے بعد خالص مجوسیت کو قائم کیا اور ہمیشہ اس پر کاربند رہا۔

ریاست اصبہذہ کا تذکرہ

کسریٰ کی بادشاہت سے پہلے اس ریاست کا والی ایک آدمی تھا اور اس نے ریاست کو مختلف لشکروں میں بانٹا ہوا تھا کسریٰ نے آتے ہی اس ولایت کو متفرق کر دیا اور ریاست چار حصوں میں ہوگئی جن کا ذکر یوں کیا جاتا ہے اصبہذہ مشرق یہ خراسان کا علاقہ ہے، اصبہذہ مغرب، اصبہذہ نمیروز (یہ یمن کا علاقہ تھا) اور اصبہذہ آذربائیجان اور اس سے ملحقہ علاقے شمار کیے جاتے تھے۔

ہاتھ سے نکلی ہوئی ریاستوں کی واپسی

جب کسری نے دیکھا کے ملکی نظام کسی حد تک بہتر ہو چکا ہے تو اس نے فوج کو اسلحہ گھوڑوں سے خوب تقویت دی اوران کی والایتوں کی طرف متوجہ ہوا قباذ کے ہاتھ سے نکل کر مختلف بادشاہوں کے قبضہ میں جا چکیں تھیں یہ ریاستیں قباذ کے ہاتھ سے نکل کر بعض مختلف نااہلوں کے ہاتھ میں جا چکیں تھیں اور کچھ دوسرے اسباب وعلل کی وجہ سے نکل چکی تھیں اوران کی نکلی ہوئی ریاستوں میں سے سندھ، بست، رخج، زابلستان، طخارستان، سردستان اور کابل قابل ذکر ہیں۔

بازرقوم کی اچھی خاصی تعداد کا قتل عام کیا اور بچے کھچوں کو جلا دیا اوران کو لا کر اپنی مملکت میں بسایا اور خوب نوازش دکھائی پیش آنے والی جنگوں میں کسری ان لوگوں سے بھی مدد لینا چاہتا تھا۔

صول قوم کو قیدی بنایا اور جب اس کے پاس لائے گئے تو اسنے اسی ۸۰ آدمیوں کو رکھ کر باقی سب کو قتل کروادیا یہ اسی آدمی جنگجو کمانڈر تھے شہرام فیروز کو حکم دیا کہ انھیں امان دے کر اتار لیا جائے اور جنگوں میں ان کمانڈروں سے مدد لے۔

بعض دیگراصلاحات

کسری کو اپنی حکومت اچھی طرح بہتر بنانے کے لیے ایسے لوگوں کا قلع قمع کرنا ضروری تھا جن کی طرف سے کبھی نہ کبھی شر پھیلانے کی توقع کی جاسکتی تھی ایسی قوموں میں ایک قوم ابخز بھی تھی اسی طرح بنجر بلنجر اورالان یہ قومیں بھی ایسے لوگوں سے تھیں مذکورہ بالا تمام اقوام نے آپس میں باہمی تعاون کر کے کسری کے علاقوں پر غارت گری کر گزرنے کی ٹھانی اور آرمینیہ کی طرف متوجہ ہوئے ان دنوں ان اقوام کے لیے آرمینیہ پر ممکن وقادر ہونا آسان نہ تھا کسری نے بھی ابتدائی مراحل میں تسامح سے کام لیا جب مذکورہ امم اچھی طرح سے قابض ہوگئے تو کسری نے بھی ادھر سے اپنے لشکروں کو ان کی طرف روانہ کردیا شر پسندوں کا قتل عام کیا جو قتل سے بچ کر قیدی ہوئے ان کی بھی کثیر تعداد کو آگ میں جلایا تقریبا دس ہزار کو قیدی بنایا اوران کو بعد میں آذربائیجان آباد کیا۔

بعض تعمیرات

بادشاہ فیروز نے صول الان کے ایک کنادے پر ایک چٹان کی تراشی ہوئی ایک بنا تعمیر کی ہوئی تھی کسری نے فیروز کے علاقے جات کو قلعہ بنانے کا حکم دیا تا کہ شر پسند امم سے بچاؤ کیا جاسکے واضح رہے کہ قباذ بن فیروز نے اپنے باپ کی وفات کے بعد کافی تعداد میں عمارتیں تعمیر کیں تھیں قباذ کے بعد جب کسری قابض ہوا تو اسے حکم دیا کہ صول کے کنارے تراشے ہوئے پتھر سے شہر، قلعے، ٹیلے اور دیگر عمارتیں تعمیر کی جائیں یہ جگہ جرجان کی ایک طرف میں واقع ہے یہ تعمیرات اس لیے کرائیں کہ شر پسندوں سے جائے پناہ کا کام دیں اور ڈرائے دھمکائے لوگ ادھر ٹھکانہ پکڑیں۔

سنجبوا خاقان کی سرگزشت

سنجبوا خاقان ترکوں کا بہادر اور شجاع کمانڈر تھا اس کے پاس لاؤ لشکر بھی کافی تھا اور ترکوں میں عزت مند شمار کیا

جاتا تھا اسی نے ھیاطلہ کے بادشاہ اور وزیر کو قتل کیا تھا۔اس کے پاس اپنی دفاعی طاقت بھی کافی تھی وزراور اس کے عام لشکروں کو بے خوف وخطر قتل کر کے مال غنیمت سمیٹ لیا اوران کے اکثر علاقے پر قبضہ کر لیا۔

تھوڑا سا علاقہ کسری کے قبضہ میں بھی تھا ابخر وبنجر اور بلنجر اقوام کو اپنی طرف مائل کیا اوران لوگوں نے سنجبوا خاقان کی اطاعت قبول کر لی اور کہنے لگے کہ فارس کے بادشاہان ہمیشہ ان سے ڈرتے رہے ہیں اور اپنے علاقوں پر چڑھائی کرنے سے باز رکھنے کے لیے فدیہ بھی دیتے رہے ہیں۔

کسری کو دھمکی

اس کے بعد وہ ایک لاکھ بیس ہزار جنگجوؤں کے ساتھ علاقوں پر آ چڑھا انھیں زیر کر کے کسری کو پیغام بھیجا کہ وہ مال اسے دیا جائے جو ابخر وبنجر اور بلنجر کو بطور فدیہ کے دیا کرتے تھے ساتھ ساتھ دھمکی بھی دے دی کہ اگر اس معاملہ میں عجلت سے کام نہ لیا گیا تو بلاد کسری کو روند ڈال دے گا۔

اس کی اس دھمکی کو سن کر کسری نے کسی قوم کا کوئی مشورہ یا محفل نہ بلائی اور نہ سنجبوا خاقان کے مالی مطالبہ کا جواب دیا چونکہ کسری پہلے ہی صول کے کنارے قلعے تعمیر کرا چکا تھا۔ساتھ ساتھ عام راستے درے اور گھاٹیاں بھی قلعے بنا کر محفوظ کر لی گئیں تھیں چونکہ انہی راستوں پر قلعے تعمیر کروائے تھے۔لہذا کسری نے سنجبوا خاقان کو جلدی جواب نہ دیا اور مطالبہ بھی نہ مانا چونکہ کسری کو معلوم تھا کہ حالات ناساز گار ہونے پر اسکے پانچ ہزار جنگجو آرمینیہ کی سرحد پر مضبوط ہوئے بیٹھے ہیں۔

سنجبوا خاقان کی مایوسی

انہی حالات کے پیش نظر سنجبوا خاقان کو معلوم ہوا کہ کسری پہلے سے قلعہ بند ہو کر تیار ہے تو اپنی ہمراہی فوج کو لے کر رسوائی کے عالم میں اپنے علاقوں میں واپس ہوا سنجبوا خاقان کو جرجان کے نشیبی علاقہ جات میں بھی چڑھائی کی ہمت نہ ہوئی چونکہ کسری نے اس علاقے کو شرپسندوں کی چڑھائی سے بھی پہلے محفوظ کر لیا تھا۔

کسری کے ساتھ عوام الناس کا تعلق

لوگ کسری کی ہنر مندی، رائے اور علم وعقل، حزم وحوصلہ سے اچھی طرح واقف تھے۔اسکی رافت ورحمت چار عالم میں شہرت پا چکی تھی جب کسری کے سر پر شہنشاہی کا تاج سجایا گیا تو ملک کے شرفاء لوگوں نے اس کے لیے خوب دعائیں کیں اوراس کی امیدوں کو عملی جامہ پہنانے کا یقین دلایا۔

جب ان حضرات نے اپنی بات پوری کی تو کسری خطبہ دینے کے لیے کھڑا ہوا مخلوق پر اللہ تعالی کی نعمتوں کی بارش کا تذکرہ کیا اوراپنے تمام معاملات میں اللہ پر بھروسہ رکھنے کو کہا۔خوراک وغذا اور معیشت کو درست رکھنے کے بارے میں کہا الغرض چیدہ چیدہ اشیا کا تذکرہ کیا اپنی طرف سے یقین دلایا کہ کما حقہ امور عامہ میں مناسب اصلاحی اقدام کرے گا۔

اس کے بعد مزکیہ کے سرداروں کی گردنوں کو تہ تیغ کیا اوران کے اموال کو حاجتمندوں میں تقسیم کیا اس طرح عوام الناس میں گڑبڑ مچانے والے شرپسندوں کی بھی کثیر تعداد قتل کی۔بچوں کو مناسب مقام تک پہنچایا ان بچوں میں اکثر

تعداد ایسے بچوں کی تھی جن کے والد کی پہچان ان پر دشوار ہوگئی تھی لہذا ان کو ماں کی طرف منسوب کیا جاتا تھا۔ اور اس کے حوالے کیا جاتا۔ مقبوضہ عورتوں کو غالب شدہ مردوں سے مہر دلوائے گئے۔ عورتوں کے بارے میں یہ خیال رکھا کہ اسکا خاندان اگر راضی ہے تو ٹھیک، ورنہ عورت کو قابض مرد کے بارے میں اختیار دیا جاتا کہ چاہے اس کو اپنے پاس رکھے اور چاہے تو دوسری شادی کر لے ہاں وہ عورت جس کا شوہر چاہے تو اس کے سپرد کی جاتی ظالموں سے بقدر جرم انتقام لیا جاتا۔

وہ لوگ جن کا معاشی نظام چلانے والا کوئی نہ تھا ان کا حساب رکھا ایسے لوگوں کی بیٹیوں کی شادیاں کرائیں اور کفاء کا خاص خیال رکھا اور انھیں بیت المال سے جہیز دلایا۔ نوجوانوں کی شادیاں ذی شرف گھرانوں سے کیں عوام کو غنی کر دیا اور اس بات کو معمول بنایا کہ مختلف امور میں معاونت کے لیے ہمہ وقت اس کے پاس موجود رہیں۔

اپنی والد کی بیواؤں کو اختیار دیا کہ اگر وہ پسند کریں تو اس کے پاس قیام پزیر رہیں اور یہ کہ ان کو عزت واحترام سے رکھے گا اور اگر شادی کی حاجت ہو تو مناسب خاوند تلاش کیے جائیں۔

نہریں اور چھوٹی بڑی نالیاں کھدوائیں۔ معماروں کو قرضے دینے کا حکم دیا جنگوں کے دوران ٹوٹ جانے والے پلوں کو از سر نو تعمیر کیا۔ خراب شدہ بستیوں کو پہلے سے بہتر حالت میں لانے کا حکم دیا کمانڈروں اور جنگجوؤں کی کی شمار کروائی جس کمانڈر کو قدرے کمزور پایا ایسا لائحہ عمل تیار کیا جو انھیں تقویت پہنچائے۔ آتشکدوں کو بنوایا۔ عوام کے لیے راستوں کو ہموار کیا۔ راستوں میں محلات و قلع تعمیر کروائے حاکموں، عالموں، اور والیوں کو منتخب کیا۔

فتح انطاکیہ

جب کسریٰ کی حکومت پختہ ہوگئی تو تو مختلف علاقہ جات اس کے قریب ہو گئے تو انطاکیہ کی طرف چلا انطاکیہ میں قیصر کے بڑے بڑے علماء قیام پذیر تھے، انطاکیہ کو فتح کر لیا اور اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ انطاکیہ کا نقشہ بصورت تصویر لیا جائے اور نقشہ میں زرعی امور اور راستوں اور مختلف منازل اور دوسری چیزوں کا خیال رکھا جائے نقشہ مکمل کرنے کے بعد انطاکیہ کی صورت پر مدائن کے قریب میں مشہور شہر رومیہ تعمیر کروایا۔ پھر انطاکیہ کے ساکنوں کو زبردستی لا کر اس میں آباد کیا۔

ایک لطیفہ

جب اصل انطاکیہ کو رومیہ کے باب پر لا کر چھوڑا تو حکم دیا کہ جس کا جیسا ٹھکانہ انطاکیہ میں تھا ایسا ہی رومیہ میں تلاش کرے اور قیام پذیر ہو جائے لوگوں نے ایسا ہی کیا انھیں ایسا محسوس ہوا کہ جیسے انھیں انطاکیہ سے نکالا ہی نہیں گیا ہو۔

فتح روم اور اسکندریہ

انطاکیہ فتح کرنے کے بعد ھرقل کی طرف متوجہ ہوا اور اسے فتح کر لیا پھر اسکندریہ کو یکے بعد دیگرے فتح کیا اور مناسب مقدار میں کچھ لشکر روم میں چھوڑے۔ قیصر کو کسریٰ کی بالادستی کا یقین ہوا تو اس نے کسریٰ کی طرف فدیہ روانہ

کیا۔ کسری پھر روم سے واپس ہوا اور خزر کی طرف متوجہ ہوا اور ان کو زیر کیا اور اس کے بعد عدن کی طرف چلا وہاں دو پہاڑوں کے درمیان لشکر کو ٹھہرا کر عدن تک پہنچا۔ عدن میں پہنچ کر وہاں کے عظماء کو تابع کیا۔

پھر مدائن کی طرف واپس پلٹا ھرقلہ کے علاوہ روم، آرمینیہ اوران کے درمیانی علاقے پوری طرح اس کی ماتحتی میں آ چکے تھے۔ بحرین وعدن کے علاقے بھی زیر ہو چکے تھے۔

عرب کی حالت

عرب کو زیر کر کے منذر بن نعمان کو کمان دی اور عربوں کا بادشاہ بنایا خود مدائن میں آ کر مقیم ہوا اور جن لوگوں سے معاہدہ کرنا مناسب سمجھا ان سے معاہدے کیے۔

اس کے بعد ھیاطلہ کی طرف عازم سفر ہوا اور اپنے دادا فیروز کے انتقام کا مطالبہ کیا انوشیروان کا خاقان کے ساتھ سسرالی رشتہ تھا خاقان کو اپنے کوچ کرنے سے پہلے عزم سے آگاہ کر دیا تھا اور اسے بھی ھیاطلہ کی طرف کوچ کرنے کا حکم دیا گیا تھا ھیاطلہ پہنچ کر وہاں کے بادشاہ کو قتل کیا اور اس کے خاندان کا استقبال کیا اور یوں بڑھتے بڑھتے بلخ اور اس کے عقبی علاقوں تک پہنچ گیا اور اپنے لشکروں کو فرغانہ میں اتارا۔

اس کے بعد خراسان واپس پلٹا جب مدائن پہنچا تو ایک قوم سے ملا انھوں نے حبشہ کے خلاف مدد طلب کی ان کے ساتھ اپنے ایک قائد کو بھیجا (اس قائد کا تعلق اہل دیلم سے تھا) اور ہمراہ ایک لشکر بھی بھیجا۔

مسروق حبشی کو یمن میں قتل کیا اور خود وہاں مقیم ہوا انوشیروان مسلسل کامیاب رہا تمام اقوام اس سے ڈرتی تھیں اپنے زمانے کا سپر پاور تھا ترک، چین، خزر، اور دیگر علاقوں کے وفود اس کے دروازے پر سرنگوں ہوئے۔ وہ علماء کا قدرشناس تھا۔

ایک زمانہ یہ تھا کہ کسری کے آگے ملوک عالم پر نہیں مار سکتے تھے کیا معلوم تھا کہ دنیا کے افق پر ایک ایسا ستارہ (اسلام) بھی طلوع ہونے والا ہے جو اس سے بھی بڑھ کر سپر پاور ہوگا۔

ایام کسری

آپ ﷺ کی پیدائش کا زمانہ

کسری انوشیروان ۴۸ سال تک بادشاہ رہا۔ نبی اکرم ﷺ کی پیدائش انوشیروان کے آخری دنوں میں ہوئی۔

ھشام کہتے ہیں کہ انوشیروان ۴۷ سال تک بادشاہ رہا اور اس کے زمانے میں عبداللہ بن عبدالمطلب پیدا ہوئے عبداللہ نبی اکرم ﷺ کے والد محترم تھے تقریباً انوشروان کی بادشاہی کے بیالیسویں سال پیدا ہوئے۔

منذر کی بادشاہی

ھشام یہ بھی کہتے ہیں کہ جب انوشیروان کی بادشاہی مستحکم ہوئی تو منذر بن نعمان اور اسکی والدہ ماء اسماء (جونمر قبیلہ سے تعلق رکھتی تھی) کی طرف پیغام بھی بھیجا اور منذر کو حیرہ کا بادشاہ بنا دیا اسکی بادشاہت میں آل حارث بن عمرو آکل

الرار کو بھی شامل کرلیا گیا منذر اسکی موت تک بادشاہ رہا۔

فارس کے زیرِ نگیں عرب بادشاہ

ھشام کہتے ہیں کہ انوشیروان نے برجان پر چڑھائی کی اور واپس ہوکر بہت سارے دروازے بنوائے۔
اسی طرح ھشام نے کہا ہے کہ فارس کے بادشاہوں میں پہلے عرب کا بادشاہ، اسود بن منذر کا بھائی منذر بن نعمان ہوا اس کے ساتھ اسکی ماں ھر بنت نعمان بھی بادشاہ رہی ان کی بادشاہت سات سال تک رہی۔

اس کے بعد نعمان بن اسود اور اس کی ماں ام الملک بنت عمرو بن حجر جو کہ حارث بن عمرو کندی کی بہن تھی، کی چار سال تک بادشاہت رہی۔ پھر ابو جعفر علقمہ بن مالک بن عدی بن زمیل بن امس بن ربی بن غارہ بن لخم تین سال تک بادشاہ رہے۔

پھر منذر بن امری القیس (ذوالقرنین ہے) بادشاہ رہا۔ ھشام نے کہا ہے کہ اسے ذوالقرنین اس لیے کہا جاتا ہے کہ اس کی دو مینڈھیاں تھیں اس کی ماں ماء السماء ہے اور وہ ماریہ بنت عوف بن جشم بن ھلال بن ربیعہ بن زید حنات بن عامر ضیحان بن سعد بن الخزرج بن تیم اللہ بن نمر بن قاسط ہے اسکی ساری بادشاہت انچاس سال تک رہی۔
اس کے بعد اس کا بیٹا عمرو بن منذر اور اسکی ماں ھنہ بنت حارث بن عمرو بن حجر و (آکل الرار) چھ سال تک بادشاہ رہا ہے۔

حضورﷺ کی پیدائش کن بادشاہوں کے زمانہ میں ہوئی؟

ھشام کہتے ہیں کہ عمرو کی بادشاہت کے آٹھویں سال کے آٹھویں مہینے میں آپﷺ کی پیدائش ہوئی یہ زمانہ انوشیروان کی بادشاہت کا ہے اسی سال کو عام الفیل بھی کہا جاتا ہے چونکہ اشرم ابو یکسوم نے بیت اللہ پر چڑھائی اسی زمانے میں کی تھی۔ اشرم بڑے بڑے ہاتھی ساتھ لایا تھا
۵۲ دن بعد آپﷺ کی پیدائش ہوئی اسی مناسبت سے اس سال کو عام الفیل بھی کہا جاتا ہے۔ عربی میں فیل ہاتھی کو کہتے ہیں۔

تبع اور قباذ کے بقیہ حالات کا تذکرہ

تبع کی غارت گری

حمید نے ہم سے کہا سلمہ نے محمد بن اسحاق کے واسطے سے کہا ہے کہ آخری تبع وہ تبع تبان اسعد ابو کرب ہے تبع تبان جب مشرق کی جانب بڑھا تو مدینہ کو اپنا رستہ بنایا ابتدا میں اہل مدینہ کو برانگیختہ نہیں کیا اپنے پیچھے اپنے بیٹے کو خلیفہ بنایا اس نے غلیلہ کو قتل کیا اسکا بیٹا خرد برد کے لیے آگے بڑھا تاکہ وہاں کے لوگوں کا استقبال کرے اور درختوں کو کاٹے۔ چنانچہ آگے بڑھ کر درخت کاٹنے شروع کیے انصار کے ایک قبیلے کو جب خبر پہنچی تو انھوں نے ایک جمعیت اکٹھی کی تاکہ دفاع کرسکیں اس زمانہ میں اہل مدینہ کا رئیس عمرو بن طلہ تھا اس کا تعلق بنو بخار سے تھا بنی عمرو بن مبذول اس کی شاخ تھی۔

احمر کا ایک شخص کو قتل کرنا

یہ سارے لوگ دشمن سے جنگ کرنے کے لیے نکلے تبع نے ان میں پڑاؤ کیا تھا اس دوران بنو عدی بن نجار کے ایک آدمی جسے احمر کہا جاتا تھا نے ایک تبع کے آدمی کو درخت کاٹتے ہوئے دیکھ کر اسے اپنی درانتی سے قتل کر دیا اور کہا کہ پھل تو اس کے لیے ہے جو شاخ تراشی کرے قتل کرنے کے بعد کسی کنوئیں میں پھینک دیا اس کنویں کو تو مان کہا جاتا ہے یہ صورت حال دیکھ کر تبع کی گھٹن بڑھی۔

اہلِ مدینہ کی فراخ دلی

اس دوران کہ تبع اپنے مخالفین کے ساتھ کشت وخون میں مصروف تھا تبع نے جب دیکھا کہ انصار دن دھاڑے ان کے ساتھ لڑائی کرتے ہیں اور رات کو ان کی مہمان نوازی کرتے ہیں تو اس پر بڑا تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ بخدا ہماری یہ قوم بڑی عزت وشرافت والی ہے۔

دو یہودی کی گفتگو

اسی کشمکش میں دو یہودی عالم اس کے پاس آئے اور آکر کہنے لگے کہ اے بادشاہ ہمارے سننے کے مطابق تو مدینہ کو کھنڈرات میں تبدیل کرنا چاہتا ہے اگر تیرا یہ ہی ارادہ ہے تو یاد رکھ کہ پھر تو اپنے مقصد میں کامیاب نہیں ہوسکتا، کیونکہ تیرے برے ارادے اور اہل مدینہ کے درمیان اللہ کی مدد آڑے آجائے گی اس پر تبع نے کہا کہ وہ کیسے؟

یہود کی آپ سے اظہارِ عقیدت

یہودیوں نے جواب دیا کہ مدینہ نبی آخرالزماں ﷺ کا دارالہجرت ہے اس نبی کو ظہور قریش میں ہوگا وہ مکہ سے مدینہ ہجرت کر کے آئے گا لہٰذا تو اپنے ارادہ سے باز رہ۔

تبع کا طرزِ عمل

تبع یہ سن کر باز نہ رہا جب اس نے یہودی عالموں کے علم کو دیکھا اور نئی بات سنی تو مدینہ واپس پلٹا اور یہودی عالموں کو کے ہمراہ لے کر یمن واپس ہوا عالموں کو ہمراہ رکھنے کا نتیجہ یہ ہوا کہ خود یہودی بن گیا اور اس میں ان کا پیروکار بن گیا مذکورہ بالا دو یہودی عالموں کا تعلق بنو قریظہ سے تھا ایک کا نام کعب اور دوسرے کا نام اسد تھا اور دونوں آپس میں چچازاد بھائی تھے۔

انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ تک یہ بات پہنچی ہے کہ وہ دونوں اپنے زمانے کے کبار یہودی علماء میں سے تھے حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے یہ بات بعض اہل جاہلیت سے سنی ہے ایک شاعر جو کہ ابن عبدالعزیٰ بن عزیہ بن عمرو بن عبد بن عوف بن غنم بن مالک بن بکار کا ماموں تھا اس شاعر نے تبع کے ساتھ ہونے والی لڑائیوں پر اشعار کہے اور عمرو بن طلہ پر فخر کیا اور اسکے فضائل بیان کیے۔

اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے

(۱) کیا جوش وجذبہ کے بادل چھٹ گئے یا نصیحتوں نے اسے باز رکھا یا لذت سے اپنی حاجت پوری کر لی۔

(۲) یا تجھے جوانی یاد آ گئی تیرا جوانی کو یاد کرنا کچھ نہیں، چلو یاد بھی آئے تو وقتی یاد آتی ہے۔
(۳) یہ کوئی معمولی لڑائی نہ تھی اس جیسی لڑائی تو نو جوانوں کو عبرت سکھلا دیتی ہے۔
(۴) عمارتوں اور رشید کو زہرہ ستارہ طلوع ہونے کے ساتھ ساتھ بھول جائے گا۔
(۵) زرہ پوش بڑے بڑے لشکر، ان کے بدنوں سے خوشبو آ رہی ہوگی ان میں ابو کرب بھی شامل ہو گا یہ لشکر مار بھگائیں گے۔
(٦) پھر کہیں گے کہ ان کی طرف کون اشارہ کرے کیا بنوعوف یا بنونجار۔
(۷) اے بنونجار پھر ہمارے لیے تم نے ان سے انتقام لینا ہے۔

مکہ مکرمہ پر حملہ

عرب کی کعبہ کے ساتھ عقیدت اور بھروسہ

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ تبع اور اسکی قوم بت پرست تھے اس نے مکہ مکرمہ پر بھی چڑھائی کا اردہ کیا تھا کہتے ہیں کہ جب وہ اس ارادہ سے مکہ کی طرف آ رہا تھا اور ابھی جمدان سے عفان وآج کی حدود کے درمیان دف میں تھا تو ہذیل کے چند آدمیوں نے آ کر کہا اے بادشاہ ہم آپ کو ایک ایسے بیت المال کا پتا دیتے ہیں کہ جس سے گزشتہ بادشاہ غافل تھے جس میں موتی، زبرجد، یاقوت، سونا اور چاندی وغیرہ بے شمار اموال ہیں وہ قلعہ میں ایک گھر ہے۔ لوگ اسی کی عبادت کرتے یں اور اس میں نماز پڑھتے ہیں اس کی اطلاع کی وجہ یہ تھی کہ ہذیل جانتے تھے کہ جس نے بھی بیت اللہ پر چڑھائی کا ارادہ کیا وہ ہلاک ہوا لہذا تبع کو ابھار کر حملہ کی ترغیب دی تا کہ وہ بھی ہلاک ہو جائے۔
مگر تبع نے جب ان لوگوں سے یہ تقریر سنی تو ان دو یہودی علماء کو جن کو وہ ساتھ لایا تھا اور انکو یہ ماجرا سنایا انھوں نے کہا کہ ان لوگوں نے بہانہ سے آپ کی اور آپ کی قوم کی ہلاکت کا ارادہ کیا ہے اگر آپ اس بات پر عمل کریں گے تو آپ بمعہ اپنے لشکر کے ہلاک ہو جائیں گے اس پر تبع نے دریافت کیا کہ جب میں مکہ پہنچوں تو مجھے کیا کرنا چاہیے۔

مکہ مکرمہ کی تعظیم

علماء نے کہا ہے کہ جو کچھ وہاں کے لوگ اس کی تعظیم وتکریم کرتے ہیں آپ بھی ویسا ہی کریں جب آپ وہاں پہنچیں تو سر کے بال کٹوا کر اس کا طواف کریں اور خشوع وخضوع اور انکساری سے تکریم وتعظیم بجا لائیں۔

تبع کا بنو ہذیل سے سوال

تبع نے کہا کہ تم اس گھر کی تعظیم کیوں نہیں کرتے انھوں نے کہا کہا اس میں شک نہیں کہ وہ ہمارے گھر یعنی جد اعلی ابراہیم کا بنا ہوا ہے اور اسکی عزت وحرمت واجب ہے مگر اس وقت وہاں کے لوگوں نے اس میں بت پرستی شروع کر دی ہے اور خانہ کعبہ کے اندر بہت سے بت رکھ دیئے ہیں اور ان پر قربانیاں چڑھاتے ہیں وہ نجس اہل شرک لوگ ہیں اس لیے ہم معذور ہیں۔

بنو ہذیل کا قتل اور تبع کا کعبہ کی تعظیم بجالانا

تبع نے ان کی خیر خواہی محسوس کی اور ان کی بات کی تصدیق کی پھر قبیلہ ھذیل کے ان لوگوں کو جنھوں نے دھوکہ سے کعبہ کی بے حرمتی پر آمادہ کیا تھا بلا کر ان کے ہاتھ پاؤں کٹوا دیے پھر خانہ کعبہ کو چلا۔ لیکن جب وہاں پہنچا تو خواب دیکھا کہ بیت اللہ پر لباس چڑھائے۔ اس نے اس پر پہلے نصف (ایک قسم کا کپڑا ہوتا ہے) کا کپڑا چڑھایا پھر خواب آیا کہ اس پر اچھا کپڑا چڑھاؤ، پھر اس نے معافر کا کپڑا پہنایا پھر خواب دیکھا کہ اس سے بھی عمدہ کپڑا ڈالو تو پھر اس نے حلاد وصایل (کپڑے) پہنا دیے۔ یوں وہ بجائے سرکشی کے خیر کا سبب بنا۔

سب سے پہلے غلاف چڑھانے والا

کہتے ہیں کہ جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر کپڑا لٹکایا اور قبیلہ جرہم کے متولیوں کو اس امر کی وصیت کی اور اس کے پاک وصاف رکھنے کی وصیت کی وہ تبع ہی تھا اس نے حکم دیا کہ خانہ کعبہ میں خون نہ گرایا جائے نہ کوئی مردار لایا جائے اور نہ حیض ونفاس والی عورتیں اس کے نزدیک آیا کریں اس نے ہی خانہ کعبہ کا دروازہ بنایا اور دروازں پر قفل لگوائے۔

تبع کے مزید احوال

پھر ملک تبع آداب بیت اللہ کے بعد مکہ سے اپنے وطن کی طرف متوجہ ہوا اور دونوں علماء یہود کو بھی ساتھ لایا یمن پہنچ کر اپنی قوم کو بھی اسی مذہب وعقائد کی طرف دعوت دی جس کا خود گرویدہ ہوگیا تھا انھوں نے انکار کیا اور کہا کہ ہمارے اور تمہارے درمیان مذہب حق وباطل میں فیصلہ کرنے والی آگ ہے جو اس سے بچے رہے وہ راہ راست پر ہوگا۔

آگ کو فیصل بنانا

ابن اسحاق نے ابو مالک بن ثعلبہ بن ابو مالک القرظی سے روایت کی کہ ابو مالک القرظی کہتے ہیں کہا انھوں نے ابراہیم بن محمد بن طلحہ بن عبداللہ کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ:

جب تبع یمن میں داخل ہونے کے نزدیک تھا تو اس کی قوم حمیر نے اس کو داخل ہونے سے روکا اور کہا کہ تو نے ہمارا دین چھوڑ دیا ہے اس لیے ہم تجھے اپنے شہر میں داخل نہ ہونے دیں گے اس پر اس نے کہا جس دین کو میں نے قبول کیا ہے وہ تمہارے دین سے اچھا ہے انھوں نے کہا اچھا اگر یہ بات ہے تو آؤ ہم اپنے تصفیہ کے واسطے اس آگ کو جو ہمیشہ ہمارے مقدمات فیصل کیا کرتی ہے اپنا حکم تسلیم کرتے ہیں جو فریق ظالم اور مذہب باطل ہوگا اسکی لپیٹ میں آجائے گا اور مظلوم درست بچا رہے گا۔

یمن میں یہودیت کی بنیاد
آگ کا فیصلہ یہود کی فتح

چنانچہ اس کی قوم بتوں اور قربانیوں کو لے کر اور یہود کے دونوں عالم تورات کو گلے میں ڈال کر آگ کے مخرج کے پاس جمع ہو گئے پہلے آگ بت پرستوں کی طرف جھپٹی وہ اس سے خوف زدہ ہو کر پیچھے ہٹنے لگے حاضرین نے ان کو دھمکا دیا اور کہا کہ صبر کرو امتحان کا وقت ہے چار و ناچار ٹھہرے اور بمعہ اپنے بتوں اور قربانیوں کے آگ کا لقمہ بن گئے اور علماء یہود صحیح سالم اپنے مصحف کو گلے میں ڈالے ہوئے اور اپنی پیشانیوں پر پسینہ لائے ہوئے باہر چلے آئے اس وقت ان کی قوم حمیر نے اپنے بادشاہ کا مذہب قبول کر لیا اور اس وقت یمن میں مذہب یہود کی بنیاد رکھی گئی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے اس مضمون کو ایک اور محدث راوی سے اسی طرح سنا ہے کہ علماء یہود اور قوم حمیر کے مابین قول فیصل کی علامت آگ قرار دی جاتی تھی، کہ جو فریق آگ کو اس کے مخرج کی طرف واپس کرے گی وہ برحق ہوگا اس قول کے مطابق بت پرستوں کے چند آدمی قربانیاں لے کر آگ کے نزدیک گئے تا کہ وہ اپنے مخرج کی طرف لوٹ جائے مگر وہ ان کے اعتقاد کے برخلاف ان کی طرف لپکی وہ ڈر کر بھاگ گئے اور علماء یہود اس کے پاس جا کر تورات پڑھنے لگے وہ پیچھے ہٹ گئی یہ معاملہ دیکھ کر قوم حمیر نے بھی یہود کے مذہب کو اختیار کر لیا اور اس بادشاہ کے ہم اعتقاد ہو گئے۔ واللہ اعلم کون سی روایت ان دونوں روایوں میں سے صحیح ہے۔

شرک کا خاتمہ

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ایک بت پرست قوم حمیر کا شرک کی حالت میں ایک مکان تھا جس کی وہ تعظیم و تکریم کرتے تھے اور قربانیاں چڑھایا کرتے تھے اور وہاں سے محض کچھ کلام کی آواز سنا کرتے تھے جب انھوں نے مذہب یہود کو اختیار کر لیا تو علماء یہود نے بادشاہ سے کہا ان کے اس مکان میں شیطان ہے جو ان کو گمراہ کرتا ہے اگر اجازت ہو تو ہم اس کو منہدم کر دیں۔ اس نے کہا تمھیں اجازت ہے جو تم چاہو کرو انھوں نے اس مکان کو گروا دیا اور اس میں سے ایک سیاہ کتا نکلا جو ذبح کیا گیا اس طرح ان کے شرک و جہالت کا خاتمہ ہوا اس گھر کے کچھ بچے کھچے کھنڈرات آج بھی یمن میں موجود ہیں۔

تبع کا اپنے سفر کے متعلق عجیب قصیدہ

تبع نے اپنے سفر مدینہ میں جو کچھ کیا، ہذیل کے آدمیوں اور مکہ میں آنے اور بیت اللہ کی پردہ پوشی اور یہود علماء سے رسول اللہ کے بارے میں جو کچھ کہا سنا، اس نے اس کے متعلق عجیب و غریب اشعار کہے۔ ترجمہ ذیل میں دیا جا رہا ہے۔

(۱) تیری نیند کو کیا ہوا ہے آشوب چشم کے مریض کی طرح بے خوابی کے عالم میں ہے، گویا کہ بے خوابی تجھ سے زائل ہونے والی ہی نہیں۔

(۲) دونو اسوں پر غصہ کی گھٹن کی وجہ سے، کہ وہ بیچارے یثرب میں قیام پذیر ہوئے، ہلاکت ہے ان کے لیے فساد والے

دن کی سزا ہے۔
(۳) میں مدینہ ایک جگہ اترا جہاں رات گزارنا اور آرام کرنا اچھا تھا۔
(۴) اس نے عقیق سے بقیع غرقد تک کی زمین کو بروبادہ مقام پر بطور صحن کے بنایا تھا۔
(۵) میں نے سیاہ پتھروں والی زمین اور اس میں فروکش ہونے کو اور وہاں کی شور زمین جو نا ہموار اور نہ ہی اگانے والی ہے، کو چھوڑ دیا۔
(۶) ہم یثرب میں اترے ہمارے دلوں کی دھڑکنیں شمار کررہی تھیں کہ کاٹ دینے والا قتل عام ہو۔
(۷) میں نے بطور قسم کے یمین صبر کا پکا حلف اٹھایا ہوا تھا، تیری عمر کی قسم مجھے ذرہ برابر شک وتر دد نہ تھا۔
(۸) کہ اگر یثرب آ گیا تو (بخدا) تو اس کے وسط میں کسی قسم کی کھجور باقی نہ چھوڑوں گا۔
(۹) یہاں تک کہ میرے پاس بنو قریظہ کا ایک عالم خبر لایا (اور کہنے لگا کہ) بخدا تیری عمر کی قسم یہود میں ایک سردار موجود ہے۔
(۱۰) کہنے لگا کہ اس بستی سے باز رہ جو کہ مکہ کے نبی ﷺ جو کہ قریش سے ہیں ہدایت یافتہ ہیں، کے لیے محفوظ ہے۔
(۱۱) میں بغیر کسی قسم کی گڑبڑ کے انھیں نہ ختم ہونے والے دن کے لیے سزا کے طور پر چھوڑتا ہوں۔
(۱۲) میں نے انھیں اللہ تعالیٰ کے واسطے چھوڑا ہے مجھے اللہ تعالیٰ سے عفو کی امید ہے قیامت کے دن جلتی ہوئی جہنم سے۔
(۱۳) میں اس کے لیے مدینہ میں حسب ونسب اور بہادری والی ایک مضبوط قابل تعریف جماعت چھوڑ کے آیا ہوں۔
(۱۴) وہ ایسی جماعت ہے کہ ان کی سزاؤں میں مدد کرنا رب محمد ﷺ کا ثواب حاصل کرنا ہے۔
(۱۵) مجھے گمان تک بھی نہ تھا کہ بطحا مکہ میں اللہ تعالیٰ کا ایک پاک گھر ہے جس کی عبادت کی جاتی ہے۔
(۱۶) یہاں تک کہ جمدان کے مقام دف پر قبیلہ ھذیل کے کچھ بندے آئے۔
(۱۷) کہنے لگے مکہ میں ایک بیت المال ہے جس میں بہت سارا سامان ہے یاقوت اور زبرجد کے پوشیدہ خزانے ہیں۔
(۱۸) میں نے ایسا کرنے کا ارادہ کیا لیکن اللہ تعالیٰ خود حائل ہو گیا اور اللہ ہی نے سجدہ گاہ کے خراب کرنے سے دفاع کیا
(۱۹) جس مقصد کا میں ارادہ کر چکا تھا اس سے واپس پلٹا اور ایسا معاملہ کیا کہ جو حاضری دینے والوں کے لیے بطور مثال رہے گا۔
(۲۰) مجھ سے پہلے ذوالقرنین بھی مسلمان بادشاہ گزر چکا ہے ملک ملک اس کے آگے ذلیل وخوار ہو کر جمع ہوتے تھے۔
(۲۱) ذوالقرنین مشارق ومغارب کا مالک ہوا وہ حکیم ومرشد ذات کے علم کے اسباب تلاش کرتا تھا۔
(۲۲) اس نے سورج کی جائے غروب مٹی اور کیچڑ کے چشمہ میں دیکھی۔
(۲۳) اس سے پہلے میری پھوپھی بلقیس ملکہ رہ چکی تھی تاوقتیکہ اس کے پاس ھدھد پہنچ گیا۔

تبع کی چڑھائی سے متعلق ایک اور روایت

محمد بن اسحاق سے ایک دوسری روایت بھی ہے وہ کہتے ہیں کہ الفارہ کا قبیلہ یوں کہتا ہے کہ تبع جس قبیلہ پر غضبناک ہوا وہ یہود کا قبیلہ تھا ان کی ہلاکت کے درپے ہو کر ان پر آن چڑھا۔ (واللہ اعلم) انھوں نے اس کو روکا اور پھر

واپس ہوا۔

اسی وجہ سے اس نے اپنے ایک شعر میں یوں کہا۔

حتفاً علی سبطین حلا یثربا اولی لهم بعقاب یوم مفسد

(ترجمہ) بوجہ وقت آ جانے کے دو یہود جو کہ یثرب میں اترے ہوئے میں ان پر فساد والے دن کی سزا سے ہلاکت ہو۔

ایک کاھن سے حالات کی دریافت

ہمیں ابن حمید نے سلمہ سے محمد بن اسحاق کی یہ روایت سنائی کہ ایک کاھن شافع بن کلیب الصدفی تبع کے پاس آیا اس کے پاس کچھ عرصہ مقیم رہا۔ جب تبع نے اسے الوداع کرنا چاہا تو کاھن سے پوچھا کہ کیا تیرے علم میں کچھ باقی ہے؟ کاھن نے جواب دیا کہ ''خبر ناطق وعلم صادق'' مراد یہ تھی کہ آئندہ کے بارے میں بچی پیشن گوئیاں دے سکتا ہوں۔

تبع نے پوچھا کہ کیا تیرے علم میں ایسا ہے کہ کسی کی ایسی بادشاہت ہوسکتی ہے جو میری بادشاہت کے موازی ہو؟ کاھن نے جواب دیا کہ نخل ملک غسان کی بادشاہت کے علاوہ کسی کی نہیں۔

آپ ﷺ کی آمد کی پیشین گوئی

تبع نے دوبارہ اس سے سوال کیا کہ اس سے بڑھ کر بھی کسی کی حکومت ہوسکتی ہے؟ کاھن نے ہاں میں جواب دیا۔ تبع نے کہا کہ وہ کون ہوگا؟

کاھن نے جواب دیا کہ ایک نیک طینت خداشناس آدمی ہوگا غلبہ اسکا موید ہوگا اسکی صفات زبور میں بیان کی گئی ہیں کتابوں میں اسکو فضیلت دی گئی ہے وہ ظلم کی تاریکیوں کو نور کے اجالوں میں لائے گا نام اس کا محمد ﷺ ہے جو کہ نبی ہوں گے اسکے لیے خوشخبری ہے کہ جب وہ تشریف لائے گا بنولوی اور اور پھر بنو قصی سے اس کا تعلق ہوگا تبع نے اپنا ایلچی بھیجا تا کہ زبور میں جا کر دیکھے۔ جب ایلچی نے دیکھا تو ایسا ہی پایا جیسا کاھن نے بیان کیا تھا۔

محمد بن اسحاق کی ایک دوسری روایت حمید نے ہم سے بیان کی کہ ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ نے اہل یمن کے کسی عالم سے جو کہ حدیثیں بیان کرتا تھا روایت کیا ہے کہ ملک ربیعہ بن نصر لخمی یمن میں فروکش تھا اسے بھی تبع کے لقب سے ملقب کیا گیا تھا اس سے پہلے یمن کا بادشاہ تبع اول تھا وہ زید بن عمرو ذوالاذعار بن ابراہ ذوالمنار بن رائش بن قیس بن صیفی بن کھف الظلم بن زید بن سھل بن عمرو بن قیس بن معاویہ بن چشم بن وائل بن الغوث بن قطن بن عریب بن زھیر بن ایمن ابن العرنج حمیر بن سبا الاکبر بن یعرب بن یشجب بن قحطان ہے۔

اور سبا کا نام عبدالشمس تھا اسکو سبا اس لیے کہا جاتا تھا کہ ''ھو اول من سبی فی العرب'' پہلا وہ آدمی ہے جس نے عربوں میں کسی کو قید کیا ہو (واللہ اعلم)۔

شمر یرعش بن یاسر

یمن کے بادشاہ تبع کے لقب سے ملقب ہوا کرتے تھے تبع اول کے بعد زید بن عمرو اور شمر یرعش بن یاسر ینعم بن عمرو ذی الاذعار بادشاہ بنا۔ شمر زید بن عمرو کا چچازاد بھائی تھا شمر وہی آدمی ہے جس نے چین تک جنگ لڑی اور سمرقند

کی بنیاد ڈالی اور اھل حیرہ کو پریشان اور مجبور کیا شمر اپنے ایک لمبے قصیدہ میں کہتا ہے چند اشعار درج ذیل ہیں۔
(۱) میں شمر ابو کرب یمانی ہوں یمن اور شام سے گھوڑوں کو کھینچ کر لایا ہوں۔
(۲) تا کہ ان ذلیل غلاموں پر حملہ آور ہوں جنھوں نے ہمارے خلاف سرکشی کی چین کے سامنے تک عشم اور یام تک۔
(۳) پھر ہم ان ہی کے علاقوں میں اپنی ایسی حکمرانی چمکائیں گے کہ کوئی غلام بھی تجاوز نہ کر سکے گا۔

شمر یرعش بن یاسر کے بعد ینعم تبع الاصغر بادشاہ ہوا اور وہ تبان اسعد ابو کرب بن ملکیکرب بن زید بن تبع اول بن عمرو ذی الاذعار ہے۔

یہ ہی مدینہ آیا تھا اس کے بعد محمد بن اسحاق نے یہودی علماء کے متعلق گزشتہ والی دونوں روایتیں بیان کیں ہیں اسی نے بیت اللہ کی تعمیر کی اور کپڑے چڑھائے اور گزشتہ والے اشعار بھی اسی کے ہیں یہ ساری قصہ کہانی ربیعہ بن نصر لخمی سے پہلے کی ہے جب ربیعہ ہلاک ہوا تو یمن کی ساری بادشاہت حسان بن تبان اور اسعد ابی کرب بن ملیکرب بن زید بن عمرو ذو الاذعار کے پاس لوٹ آئی۔

ربیعہ بن نصر کا خواب

ابن حمید نے سلمہ سے محمد بن اسحاق کی بعض علماء سے یہ روایت بیان ہے کہ ربیعہ بن نصر نے ایک خواب دیکھا جسے دیکھ کر پریشان ہو گیا اپنی مملکت میں کارندے دوڑائے اور ہر قسم کے کاھن، ساحر، بدفالی و نیک فالی بتلانے والے اور نجومی بلوائے سب اس کے پاس جمع ہو گئے تو ان سے کہنے لگا کہ میں نے ایک خواب دیکھا اس خواب نے مجھے سخت پریشان کر دیا ہے لہذا تم مجھے اس خواب کی تعبیر بتلاؤ۔

خواب بتائے بن تعبیر دو

کاھنوں اور نجومیوں نے کہا کہ ہمیں خواب تو بیان کریں (پھر ہم تجھے اس کی تعبیر سے آگاہ کریں) ربیعہ بر جستہ ہو کر بولا اگر خواب تمھیں سنا دوں تو میرا دل مطمئن نہیں ہوگا میں سمجھوں گا کہ تم نے اپنی طرف سے کہانت گھڑ لی ہے لہذا اس کی تعبیر وہی دے سکتا ہے جو بن بتائے خواب بھی بیان کرے اور ساتھ تعبیر بھی بیان کر دے۔

سطیح اور شق کی طرف پیغام

جمع شدہ لوگوں میں سے ایک آدمی بولا کہ ملک معظم اگر ایسا چاہتا ہے جیسا کہ تو نے کہا تو سطیح اور شق کی طرف پیغام بھیج یہ کام وہی کر سکتے ہیں اس وقت دنیا میں ان سے بڑھ کر کوئی جاننے والا نہیں پس وہی تیرے سوال کا جواب دے سکتے ہیں۔

سطیح کا نام ربیع بن ربیعہ بن مسعود بن مازن بن عدی کی طرف منسوب کر کے زئی بھی کہا جاتا ہے اور دوسرے کا نام شق بن صعب بن یشکر بن رھم بن افرک بن نزیر بن قیس بن عبقر بن انمار ہے۔

سطیح کی پہلے آمد

ربیعہ بن نصر نے معاملہ جب لا ینحل ہوتے دیکھا تو سطیح اور شق کی طرف پیغام بھیج دیا چنانچہ سطیح شق سے پہلے

پہنچ گیا اور واقعتہً کاہنوں میں ان سے بڑھ کر کہانت کا ماہر کوئی نہیں تھا جب سطیح ان کے پاس پہنچا تو اسے بلوا کر کہا۔

اے سطیح میں نے ایک ہولناک خواب دیکھا ہے اس خواب نے مجھے پریشان کر دیا ہے لہذا خواب کو بھی تو خود ہی بیان کر اور اس کی تعبیر بھی لا۔ اگر تو نے خواب درست بیان کر دیا تو تعبیر بھی درست دے سکتا ہے۔

سطیح کا جواب (زمانہ جاہلیت میں علم نجوم کی برتری)

سطیح نے جواب دیا کہ میں ایسا ہی کرتا ہوں۔ سطیح نے کہا کہ تو نے ایک کھوپڑی دیکھی ہے، ایک دوسری روایت مجھے ملی ہے اس میں کہا کہ تو نے کوئلہ دیکھا ہے، بہر حال وہ کھوپڑی تاریکیوں سے نکلی اور ایک زمین پر واقع ہوئی اس زمین میں موجود ہر قسم کی کھوپڑی کو کھا گئی۔

ملک نے کہا کہ تو نے ذرہ برابر بھی غلطی نہیں کی اب اس کی تعبیر بتلا۔

سطیح نے کہا کہ میں حرتین کے درمیان کی ہر شئے حتی تک کہ سانپ اور چھپکلی تک کی قسم اٹھاتا ہوں کہ حبشی تمہاری زمین میں وارد ہوں گے اور وہ ابین اور جرش کے درمیانی علاقے پر قابض ہو جائیں گے۔

ملک نے کہا اے سطیح! تیرے باپ کی قسم یہ تو بڑی ڈراؤنی تعبیر ہے۔ بھلا یہ ہوگا کب؟ کیا میرے زمانے میں ہی ایسا ہو جائے گا یا میرے بعد؟ سطیح نے کہا! نہیں بلکہ تیرے عرصہ تک نہیں ہوگا تیرے بعد تقریباً ساٹھ ستر سال کے زائد عرصہ کے بعد ہوگا۔

ملک نے پوچھا کہ کیا ان کا قبضہ بدستور رہے گا یا کبھی منقطع بھی ہوگا؟ سطیح نے جواب دیا بلکہ ستر سے کچھ اوپر سال گزرنے کے بعد ان کا قبضہ منقطع ہو جائے گا پھر وہاں اکثر قتل کر دیئے جائیں گے۔

ملک نے کہا ان کو قتل کرنے والا کون ہوگا؟ سطیح نے جواب دیا کہ ارم ذی یزن عدن سے ان پر خروج کرے گا یمن میں سے حبشیوں میں سے ایک کو بھی نہیں چھوڑے گا۔

ملک نے پوچھا کیا ارم ذی ایزن کی حکومت ہمیشہ رہے گی یا کبھی ختم بھی ہوگی؟ سطیح نے کہا کہ نہیں بلکہ ختم ہو جائے گی۔

ملک نے پوچھا کہ بھلا اس کا خاتمہ کون کرے گا؟ سطیح نے جواب دیا کہ ایک پاک نبی رسول اللہ ﷺ اس کا خاتمہ کرے گا اس نبی کے پاس وحی آتی ہوگی اور یہ نبی محمد ﷺ غالب بن فہر بن مالک بن نضر کی اولاد میں سے ہوگا پھر بادشاہت اسی قوم سے آخر زمانہ تک رہے گی۔

ملک نے پوچھا کہ کیا زمانے کے لیے بھی آخرت ہے؟

سطیح نے جواب دیا کہ ہاں زمانے کے لیے بھی آخرت ہے ایک دن ایسا آئے گا کہ جس میں اولین و آخرین سب کو جمع کیا جائے گا محسنین کامیاب ہو جائیں گے اور برے لوگ ناکام ہوں گے۔ (مراد اسکی قیامت تھی)۔

ملک نے پوچھا کہا اے سطیح! جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ حق و سچ ہے؟ سطیح نے کہا ہاں شفق اور رات کے چھا جانے اور صبح کو پو پھوٹنے کی قسم! جو کچھ میں نے تجھے بتلایا ہے وہ سب سچ ہے۔

شق کا دربار حاضر ہونا

جب سطیح فارغ ہوا تو شق پہنچ چکا تھا ملک نے شق کو بلایا اور کہا کہ اے شق میں نے ایک خواب دیکھا اس نے

مجھے پریشان کر دیا ہے لہٰذا اس خواب کے بارے میں مجھے بتلا اگر تو نے خواب درست درست بتلا دیا تو اس کی تعبیر بھی درست بتلائے گا۔ سطیح کی طرح اس کے ساتھ بھی بات چیت کی۔ سطیح نے جو کچھ کہا تھا وہ شق سے پوشیدہ رکھا تاکہ دیکھے کہ آیا کہ دونوں کے اقوال میں اتفاق ہے یا اختلاف ہے۔

شق نے کہا کہ لو سنو! تم نے ایک کھوپڑی دیکھی ہے جو کہ ایک باغ اور ریت کے ٹیلے کے درمیان واقع ہے یہ کھوپڑی تاریکیوں سے نکلی پھر ہر جان کو نگل گئی۔

جب بادشاہ نے اتنی بات پر دونوں کا اتفاق دیکھا تو کہا اے شق تو نے زرہ برابر بھی خطا نہ کی کہا کہ تیرے پاس اس کی تعبیر کیا ہے کہنے لگا کہ حرتین کے درمیان میں موجود ہر انسان کی قسم اٹھاتا ہوں ضرور تیری زمین پر سوڈانی اتریں گے اور ہر چھوٹی بڑی چیز پر غالب آجائیں گے اور ابین اور جرش کے درمیانی علاقے کے مالک ہوں گے۔

بادشاہ نے کہا کہ اے شق تیرے باپ کی قسم! یہ بات میرے لیے بڑی دردانگیز ہے بالآخر یہ ہوگا کب؟ کیا میرے ہی زمانے میں یا میرے بعد؟

شق نے کہا کہ نہیں بلکہ تیرے ایک عرصہ کے بعد ایسا ہوگا۔ پھر تمھیں ایک ذی شان آدمی ان سے نجات دلوائے گا۔ اور حبشیوں کو سخت رسوا کرے گا بادشاہ نے پوچھا کہ یہ عظیم شان آدمی کون ہوگا؟ شق نے جواب دیا کہ ایک غلام ہوگا نہ گھٹیا ہوگا اور نہ ہی اپنے معاملے میں کوتاہی کرنے والا۔ بادشاہ نے کہا کیا اسکی حکومت ہمیشہ رہے گی یا کبھی ختم بھی ہوگی شق نے کہا کہ نہیں بلکہ ختم ہوگی اور اس کی حکومت کو من جانب اللہ تعالیٰ بھیجا ہوا رسول ختم کرے گا جو کہ حق و صداقت کا پیغام لائے گا اھل دین اور اہل فضل کے درمیان عدل کرے گا۔ پھر بادشاہت اسکی قوم میں رہے گی یہاں تک کہ فیصلے والا دن آجائے بادشاہ نے کہا کہ فیصلے والا دن کیا ہے؟ شق نے کہا کہ یہ وہ دین ہے کہ جس میں اعمال کا بدلہ ملے گا، آسمان سے مختلف پکاریں ہوں گی زندوں اور مردوں کی شنوائی ہوگی اس دن میں لوگوں کے مقررہ وقت کے لیے جمع کیا جائے گا اس دن میں متقین کے لیے کامیابی اور کامرانی ہوگی بادشاہ نے کہا کہ جو کچھ تم کہہ رہے ہو وہ حق ہے؟ شق نے کہا کہ آسمانوں اور زمین کے رب کی قسم یہ سب حق ہے۔

جب کاہنوں کی باتیں سن لیں تو حبشیوں کے بارے میں کچھ سوچنے لگا اور بیٹیوں کو ساز و سامان دے کر عراق کی طرف روانہ کیا اور فارس کے بادشاہ سابور بن خرزاز کو ان کے بارے میں لکھ دیا کہ ان کی مناسب رہائش کا انتظام کرے۔ فارس کے بادشاہ نے انھیں حیرہ میں سکونت دی۔

ربیعہ بن نصر کی بقیہ اولاد میں سے نعمان بن منذر حمیر کا بادشاہ پیدا ہوا ہے اور وہ نعمان بن منذر بن عمرو بن عدی بن ربیعہ بن نصر ہے۔ یہ بادشاہ یمنیوں کے نسب و علم میں اسی طرح بیان کیا گیا ہے۔

ربیعہ بن نصر کی موت

ہمیں ابن حمید نے ابن اسحاق کی یہ روایت بھی سنائی ہے کہ جب سطیح اور شق نے ملک کو تعبیر سنائی اور اس نے یاداش میں بچاؤ کی تدبیر میں اپنے اہل و عیال عراق بھیج دیئے تو سارا قصہ پورے عرب میں قابل تذکرہ بن گیا اور لوگ آپس میں دونوں کاہنوں کی باتیں کرنے لگے انہی دونوں کاہنوں کے بارے میں بنو قیس شاعر عشی بن ثعلبہ الکبری نے اپنے بعض شعر کہے ایک شعر ذیل میں دیا گیا ہے۔

(ترجمہ) کسی بھی آنکھ نے حق بات کو نہیں دیکھا جیسا کہ آنکھ کا دیکھنا ہوتا ہے (ایسا حق کہ حق کے بارے میں) زئی اور شق نے جیسا کہ اس کے بارے میں کہا (مطلب یہ کہ دونوں کاہنوں کی تعبیر پوری پوری صادق آ گئی) عرب لوگ سطیح کو زئی کہہ کر پکارتے تھے چونکہ وہ ذئب بن عدی کی طرف منسوب تھا کچھ ہی عرصہ کے بعد ربیعہ بن نصر ہلاک ہوا اور بادشاہت کا مالک حسان ہو گیا۔

تبان کے جانشین

حسان کا قتل

اس کے بعد اسکا بیٹا حسان بن تبان اسعد ابو کرب بن ملکیکرب بن زید بن عمرو بن ذی الاذعار یمن کا حاکم ہوا حبشیوں کا دلولہ اور حکمرانی کا حمیر کے ہاتھ سے نکل جانا ایک ایسا امر ہے کہ اس کے پیچھے بھی بہت سارے اسباب محرک تھے۔

حسان بن تبان اسعد ابو کرب اہل یمن کو ساتھ لے کر عرب وعجم کی زمین فتح کرنے کے ارادے سے چل پڑا۔ جب عراق کے علاقہ میں پہنچا تو قوم حمیر اور قبائل یمن نے آگے جانے سے انکار کر دیا اور اپنے وطن واہل کی طرف لوٹنا چاہا اس نے ان کی بات نہ مانی تو انھوں نے حسان کے بھائی عمرو کو جو اس سفر میں ان کے ساتھ تھا اپنے ساتھ ملانا چاہا اور کہا کہ اگر تو ہمیں اپنے ساتھ ہمارے بلاد واپس جانے کا وعدہ کرے تو ہم تیرے بھائی کو قتل کر کے تجھے اپنا بادشاہ تسلیم کرتے ہیں اس نے منظور کر لیا اور تمام حمیر نے سوائے ایک شخص کے جس کا نام ذورعین حمیری تھا اس نے عمرو کو بھی اس ارادے سے منع کیا تھا اور کہا کہ اپنے بھائی کو قتل کروانا مناسب نہیں، ایسے فعل کا انجام اچھا نہیں ہوتا۔ مگر وہ نہ مانا اس پر ذورعین نے دو اشعار کہے اور ایک کاغذ پر لکھ کر اور ان پر اپنی مہر لگا کر عمرو کے پاس لایا اور کہا کہ اس کاغذ کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا۔ شعر یہ ہیں۔

(ترجمہ) (۱) خبردار کون ہے جو نیند کے بدلے بیداری خریدتا ہے، یعنی جو یہ کام کرتا ہے وہ احمق کہلاتا ہے اس میں اشارہ یہ تھا کہ اگر تو اسے قتل کرے گا تو تجھے بیداری مول لینی پڑے گی۔ نیک بخت وہ ہے جو ٹھنڈی آنکھ رات گزارتا ہے اشارہ یہ تھا کہ تکالیف نہ خریدیں اور حالت آرام میں رہیں۔

(۲) اگر قوم حمیر نے حسان کے ساتھ بے وفائی اور دغا بازی کی تو ذورعین خدا کے سامنے معذور ٹھہرے گا۔

اس کے بعد عمرو نے اپنے بھائی حسان کو قتل کروا دیا اور قوم کو یمن واپس لے آیا قتل کے وقت حسان نے عمرو سے ایک شعر کہا۔

(ترجمہ) اے عمرو میرے اوپر میری موت کو جلدی مسلط نہ کر اس لیے کہ حکمرانی باہمی اتفاق کے بغیر بھی لی جا سکتی ہے (یعنی اہل یمن کے ساتھ تیرے اتفاق کرنے کا کوئی موقع نہیں میں نے تو ویسے ہی کبھی نہ کبھی مرنا ہے نتیجہ یہ کہ حکمرانی تیرے پاس آئے گی مگر عمرو نہ مانا اور اسے قتل کر دیا اس پر حمیر کے کسی شاعر نے چند اشعار کہے۔

(۱) یہ کہتے ہیں کہ کون ہے وہ شخص جس نے پہلے زمانے میں حسان جیسا مقتول دیکھا ہو۔

(۲) اس کو اس دن اس کے دشمنوں نے قتل کر دیا جو قتل کی پروانہ کرتے تھے۔
(۳) تمہارا مردہ (حسان) ہم میں سے اچھا تھا اور تمہارا زندہ عمرو ہم پر سردار ہے اور اب تم سارے ہی سردار ہو۔

عمرو کی پشیمانی اور ہلاکت

جب عمرو بن تبان اسعد ابو کرب اپنے بھائی حسان کو قتل کر کے یمن پہنچا تو اس کو سہر (بے خوابی) کی بیماری لاحق ہوگئی اور جب اسے سخت تکلیف ہونے لگی تو کاہنوں اور طبیبوں اور عقلمندوں سے معالجہ کا خواستگار ہوا کہ مجھے سہر کی بیماری لگ گئی مگر کچھ افاقہ نہ ہوا آخر ایک شخص نے کہا کہ جو شخص اپنے بھائی یا کسی قریبی عزیز کو بے وجہ، بلا گناہ محض حسد کے مارے قتل کر دے تو اسکا نتیجہ یہی ہوتا ہے اسکی نیند سلب ہو جاتی ہے اور بے خوابی اور بیداری ستایا کرتی ہے۔

اس بات سے متاثر ہو کر یمن کے ان لوگوں کو جنھوں نے اس کو اپنے بھائی کے قتل پر آمادہ کیا تھا قتل کروانے لگا یہاں تک کہ ذورعین کی نوبت آئی تو ذورعین نے کہا کہ میں تو اس گناہ سے بری ہوں عمرو نے پوچھا کیسے؟ کہا وہ پرچہ نکال کر دیکھو جس میں میں نے دو اشعار لکھ کر آپ کو دیئے تھے۔ عمرو نے وہ پرچہ نکالا اور دیکھا تو اوپر والے اشعار پائے۔

جب عمرو نے اس پرچہ کو پڑھ لیا تو ذورعین اس سے کہنے لگے کہ میں نے تجھے حسان کے قتل سے منع کیا تھا مگر تو نے میری بات نہ مانی تھی اس لیے تمام حجت کے لیے میں نے یہ پرچہ لکھ کر تیرے پاس رکھ دیا تھا یہی پرچہ میری عذر کی پیروی کرے گا اور میں اس وقت ڈرا تھا کہ تجھے کوئی مصیبت پیش آئے گی لہذا اگر تو نے آئندہ بھی وہی کچھ کیا جو کچھ تو نے اپنے بھائی کے ساتھ کیا تو یہ پرچہ میرے لیے نجات کا سامان بنے گا عمرو نے ذورعین کو چھوڑ دیا اور اسے قتل نہ کیا اور اب پچھتانے لگا کہ کاش ذورعین کی نصیحت مانی ہوتی۔ (اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت)

حمیر اور اہل یمن کو قتل کرنے کے بعد اس نے اشعار کہے جو درج ذیل ہیں۔

(ترجمہ) (۱) ہم نے اس وقت نیند خریدی جب میرے خلاف بات اچھی طرح بن گئی (نیند خریدی) بدخوابی کے بدلے میں جس میں جھوٹ کا شائبہ تک نہ تھا۔
(۲) دھوکے کے وقت آوازیں بلند کیں قوم والوں نے، لیکن ہمیں کوئی پروا نہیں۔
(۳) جو بھی مکر و فریب کا متولی ہوا ہم نے اسے قتل کر دیا اور یہ قتل ابن رہم کے بدلے میں سرعام ہوا بغیر کسی بدلے کے۔
(۴) قوم حمیر کو ہم نے حسان کے بدلے قتل کیا اور حسان مشتعل ہونے والا ایک مقتول ہے۔
(۵) ہم نے انھیں قتل کرتے وقت ان پر کوئی ترس نہیں کیا بلکہ اس موقع پر ہر آنکھ ٹھنڈی ہوئی۔
(۶) دونوں لشکروں کی آزاد عورتوں کی آنکھیں رو رو کر گریہ زاری کر رہی تھیں۔
(۷) وہ ایسی عورتیں ہیں جو رات کو انس و محبت بخشنے والی اور حسن و خوبی میں حور کی طرح ہیں جب دوشعر ستاروں کے کنارے طلوع ہوتے ہیں۔
(۸) جب ہمارا انتساب ہوتا تو ہم وفا سے پہچانے جاتے تھے اور معذوری ہو تو ہم دوری کو الگ کر دیتے تھے۔
(۹) ہم سارے لوگوں پر فضیلت رکھتے تھے جیسے سونا چاندی پر فضیلت رکھتا ہے۔
(۱۰) ہم تمام لوگوں کے مالک ہوئے اور ہمارے لیے دو تبعوں کے بعد بڑے وسائل ہیں۔

(۱۱) دور کے بعد زمانے تک ہم بادشاہ ہے اور مشرق و مغرب کے ملوک کو غلام بنالیا۔
(۱۲) بزرگی والی زبور کو ہم نے ظفار موتیوں میں لکھا تا کہ دو بڑے شہروں کے سردار اسے پڑھیں۔
(۱۳) ہم ہر قسم کے طلبگار ہیں اس وقت کہ جب چہ مگوئیاں کرنے والا ایسی ویسی باتیں کرتا ہے۔
(۱۴) میں عنقریب فریب کے متولیوں سے اپنے نفس کو شفا بخشوں گا فریبیوں کا مکران کی بھی ہلاکت ہے اور میری بھی۔
(۱۵) میں نے بیوقوفی کے عالم میں آ کر انکی بات مان لی افسوس کہ میں راہ یاب نہ ہوا ہوتا۔ اور وہ تو گمراہ لوگ تھے انھوں نے میرے حسب اور زینت کو ہلاک کر دیا۔

اس کے بعد تھوڑے ہی عرصے میں عمرو بن تبان اسعد مر گیا۔

ھشام کہتے ہیں کہ عمرو بن تبان کو موثبان کہا جاتا تھا اسکی وجہ یہ ہے کہ وثب یثب بمعنی چھلانگ لگاتا ہے۔ عمرو نے بھی اپنے بھائی حسان پر چھلانگ مارکر اسے تہ تیغ کر دیا تھا۔ واللہ اعلم۔

لخنیعۃ اور اس کا انجام

اس کے بعد قوم حمیر کے واقعات میں خلل واقع ہوا اور ان میں اختلاف رہا اور وہ ایک دوسرے سے الگ ہو گئے حمیر قوم کا ایک شخص زبردستی حکمران بن گیا جب کہ وہ اہل بادشاہت میں سے نہ تھا اسے لخنیعہ ینوف ذوشناتر کہا جاتا تھا۔ حمیر قوم کا حکمران بن گیا اور قوم کے شرفاء کو قتل کر دیا اور سلطنت کے گھرانے کے اہل بیت کے ساتھ بدکاری و بدفعلی بھی شروع کر دی۔

حمیر قوم کا ایک آدمی اپنی قوم کے ضائع ہو جانے والی گزشتہ حالت کو اپنے شعروں میں یوں بیان کرتا ہے۔
ترجمہ (۱) حمیر نے قوم کے ابناء کو قتل کر دیا اور سرداروں کو جلاوطن کر دیا اور اپنے ہی ہاتھوں سے ذلت کی بنیاد ڈالی۔
(۲) اپنی دنیا کو اس نے چکنا چور کر دیا اپنی عقلوں کو طیش میں لا کر اور جو کچھ ان کا دین ضائع ہوا وہ تو کہیں زیادہ ہے۔
(۳) زمانہ ایسی ہی ظلم کی داستانوں سے بھرا پڑا ہے، جب اس قوم نے فتنہ و فساد پھیلایا تو خسارے میں جا پڑی۔

لخنیعہ ایک فاسق اور فاجر آدمی تھا حتی کہ قوم لوط والا فعل کرتا تھا خاندانی لڑکوں کو باری باری اغلام بازی کے لیے منگوایا کرتا تھا اور اس فعل شنیع کے واسطے ایک مکان بنوا رکھا تھا جب یہ بدفعلی سے فارغ ہوا تو اپنے سپاہیوں کی طرف منہ میں مسواک لیے ہوئے نکلتا تھا۔ یہ بات اس کی علامت تھی کہ وہ اپنے کام سے فارغ ہو چکا ہے اور اب اپنے سپاہیوں کو اس کے پاس آنے کی اجازت ہے۔

اسی طرح ہوتے ہوتے ایک روز ذونواس بن تبان، حسان کے چھوٹے بھائی کی باری آ گئی یہ لڑکا حسان کے قتل کے وقت چھوٹا ہی تھا اور اس وقت نہایت حسین و جمیل تھا۔ جب لخنیعہ کا ہرکارہ اسے لینے آیا تو وہ اسکا مقصد سمجھ گیا اور ایک تیز چھری اپنے پاؤں کے تلے دبالی اور اس کے مکان پر پہنچا جب بدکاری کرنے کے لیے اس نے ہاتھ بڑھایا تو ذونواس نے جھپٹ سے اس کو زخمی کر دیا پھر قتل کر کے اس کا سرتن سے جدا کر دیا اور دریچہ میں رکھ دیا جہاں وہ بیٹھا کرتا تھا اور اس کے منہ میں اس کی مسواک بھی رکھ دی۔

پھر سپاہیوں کی طرف نکلا سپاہیوں نے اس کو طنز سے کہا کہ اے ذونواس تر ہو یا خشک۔ مطلب یہ تھا کہ وہ فاجر کامیاب ہو سکا یا نہیں۔ کہا کہ اس سر سے پوچھو جو دریچہ میں رکھا ہے۔ دیکھا وہ لخنیعہ کا سر دریچہ میں پڑا ہے سب نے دوڑ

کے ذونواس کو پکڑ لیا اور کہا کہ جب تم نے ہمیں اس خبیث سے رہا کرایا ہے تو ہم تمہارے سوا کسی کو بادشاہ نہیں بنائیں گے۔

چنانچہ ذونواس کا بادشاہ ہو گیا اور قوم حمیر اور قبائل یمن نے اس کی بیعت کر کے اس کو اپنا بادشاہ تسلیم کر لیا یہ حمیر کے بادشاہوں کا آخری بادشاہ ہے اور اسکا نام یوسف رکھا گیا خود بھی یہودی ہوا اور اپنے ملک میں عرصہ تک قیام پذیر رہا

نجران میں عیسائیت کی ابتداء اور اصحاب الاخدود کا واقعہ

نجران میں دین عیسوی کے کچھ بقایا جات پائے جاتے تھے یہ حضرات اہل علم و فضل میں سے تھے۔ ان کا ایک سردار بھی تھا جسے عبداللہ التامر کہتے تھے۔ نجران عرب کے وسط میں واقع ہے اس وقت نجران ہی اصل الاصول عیسائیت کا مرجع ہوا اس سے پہلے اہل نجران اور اہل عرب کے سارے کے سارے بت پرست تھے۔

فیمون عابد اور اس کے واقعات

اہل نجران کے مذہب عیسوی کے قبول کر لینے کی مجموعی کیفیت یہ ہے کہ ایک شخص فیمون عابد و زاہد ان کے درمیان آ گیا اس نے اہل نجران کو عیسوی مذہب قبول کرنے پر ابھارا تو اہل نجران عیسوی بن گئے۔

اصحاب الاخدود کا قاتل

ھشام کہتے ہیں کہ جب ذرعہ ذونواس یہودی ہوا تو اسکا نام یوسف رکھا گیا یہ وہی ہے جس نے گڑھے کھود کر نیک کار عیسائیوں کو شہید کیا تھا (یعنی اصحاب الاخدود کے واقعہ کا اصل محرک تھا) واللہ اعلم بالصواب

محمد بن اسحاق کی روایت ہے کہ ایک شخص فیمون نامی بڑا عابد تھا اور پرہیزگار تھا اور گاؤں بہ گاؤں پھرا کرتا تھا جب گاؤں کے لوگ اس کے زہد و تقوی اور کرامت سے واقف ہو گئے تو دوسرے گاؤں میں چلا گیا اور اپنے ہاتھ کی کمائی یعنی معمار کا کام کر کے اپنی معاش پیدا کرتا تھا اور اتوار کے روز کوئی دنیاوی کام نہ کرتا تھا بلکہ کسی جنگل میں نکل جاتا اور سارا دن عبادت کرتا تھا اور شام کو واپس آتا تھا۔

ایک دفعہ ملک شام کے گاؤں میں سے ایک گاؤں میں اپنے معمول کے موافق عبادت و تقوی میں مصروف رہتا تھا کہ اس گاؤں کا ایک شخص صالح نامی اس کے حال پر واقف ہو گیا اور اس کی محبت اس کے دل میں جاگزیں ہوئی فیمون جہاں جاتا صالح بھی اس کے پیچھے ہو لیتا مگر فیمون کو خبر نہ ہوئی۔

ایک دن وہ اپنی عادت کے مطابق اتوار کو کسی جنگل میں نکل گیا وہ اپنی نماز میں مصروف ہو گیا اور صالح پوشیدہ جگہ بیٹھ کر اس کو دیکھتا رہا جب وہ نماز میں تھا تو ایک سات سر کا سانپ اس کی طرف لپکا فیمون نے اس کے لیے بد دعا دی اور وہ اسی جگہ پر مر گیا۔ صالح سانپ کو دیکھ کر چلایا اے فیمون سانپ! سانپ! اور اسے یہ خبر نہ تھی کہ سانپ اس کی بد دعا سے مر چکا ہے جب شام کو واپس ہونے لگے تو صالح نے کہا کہ اے فیمون آپ جانتے ہیں کہ مجھے آپ سے از حد محبت ہے اس واسطے میں آپ کی مفارقت برداشت نہ کر سکا آپ یہ اندیشہ نہ کریں کہ آپ کا راز فاش ہو جائے گا۔ میں اسے افشا نہ کروں گا مگر شہر کے لوگ بھی اس کے حالات سے واقف ہوئے جاتے تھے یہاں تک کہ اگر کوئی شخص بیمار ہو جاتا تو

وہ اس کے حق میں دعا کرتا تو وہ اچھا ہو جاتا اور اگر کسی آفت و مصیبت کے آنے کا اندیشہ ہوتا تو اس کی دعا سے ٹل جاتی اس گاؤں میں ایک شخص رہتا تھا اور اسکا بیٹا اندھا ہو چکا تھا اس نے اسکی کرامت سن کر اس سے دعا کرانے کا ارادہ کیا مگر لوگوں نے کہا کہ وہ کسی کے گھر پر نہیں آیا کرتا وہ تعمیر عمارت کا کام کرتا ہے اور اس کو تعمیر یا مرمت کے بہانہ گھر پر بلاؤ اور پھر اس سے دعا کراؤ۔

فیمون کی غلامی

اس شخص نے اپنے بیٹے کو ایک کوٹھڑی میں بند کیا اور فیمون کے پاس آکر کہا کہ میرے گھر میں تھوڑا سا کام ہے فرصت ہو تو آکے کر جاؤ اس طرح اس کو اپنے گھر لے گیا اور لڑکے کو نکال کر پیش کر دیا اے فیمون اس خدا کے بندے کو یہ مصیبت ہے جسکو آپ دیکھ رہے ہیں (یعنی اندھا ہے) اس کے حق میں دعا کیجیے اس نے دعا کی اور وہ اچھا ہو گیا فیمون نے دل میں کہا اب یہاں سے نکلنا چاہیے پس اس گاؤں سے نکل پڑا مگر صالح نے اس کا پیچھا نہ چھوڑا جب راستے میں چلے جا رہے تھے تو ایک درخت سے کسی شخص نے فیمون کہہ کر پکارا فیمون نے جواب دیا کہ اس شخص نے کہا کہ میں تیری انتظار میں تھا اور تیری آواز سننا چاہتا تھا اب میں مرتا ہوں اور میرا جنازہ دفن کر کے جانا ہوگا وہ مر گیا اور فیمون نے اس کی نماز جنازہ پڑھی اور اس کو دفن کیا۔

اس کی تدفین سے فارغ ہو کر چلتا رہا یہاں تک کہ عرب کی کسی زمین پر پہنچا اور صالح بھی اس کے ہمراہ تھا اہل عرب نے ان پر حملہ کیا اور عرب کے ایک قافلہ نے انھیں لے لیا اور لیجا کر نجران میں دونوں کو فروخت کر دیا اور دونوں نے دیکھا کہ اہل نجران ایک لمبی کھجور کی عبادت کرتے تھے اور ہر سال عید کیا کرتے تھے اور اس کھجور کو عورتوں کے اچھے کپڑے اور زیور پہنایا کرتے تھے۔

چنانچہ اہل نجران میں سے ایک شخص نے فیمون کو خرید لیا اور دوسرے نے صالح کو۔ اس آقا کے گھر میں جب فیمون تہجد کی نماز پڑھتا تو وہ گھر بغیر چراغ کے روشن ہو جاتا ایک دفعہ اس کے آقا نے یہ کیفیت دیکھ کر بڑا تعجب کیا اور اس سے پوچھا کہ تمہارا کیا دین و مذہب ہے فیمون نے اپنا مذہب عیسوی بتایا اور اس کو بطور خیر خواہی کہا کہ تمہارا مذہب باطل ہے یہ کھجور کی لکڑی تمھیں نفع یا نقصان نہیں پہنچا سکتی اگر میں اپنے خدا سے جس کی میں عبادت کرتا ہوں اس سے بددعا کروں تو وہ اسے تباہ کر دے گا۔

اس کے آقا نے کہا کہ اگر تو ایسا کر دکھائے تو ہم تیرے دین میں داخل ہو جائیں گے۔ پس فیمون نے وضو کیا اور دو رکعت نماز پڑھ کر دست دعا اٹھایا یہ دیکھ کر اہل نجران نے دین عیسوی قبول کر لیا اس دین سے اہل عرب میں اہل نجران نے عیسوی دین قبول کر لیا عرب میں اسی دن نصرانیت پیدا ہوگئی۔

اہل نجران کے بارے میں مذکورہ بالا حالات وھب بن منبہ کے بتلائے ہوئے ہیں۔

عبداللہ بن ثامر کا واقعہ

ابن حمید عن سلمہ کے واسطے سے محمد بن اسحاق کی یزید بن زیاد کے واسطے سے روایت پہنچی ہے کہ کعب جن کو القرظی کہتے ہیں نیز محمد بن اسحاق نے یہ روایت بعض اہل نجران سے بھی سنی ہے کہ اہل نجران مشرک بت پرست تھے اور نجران کے قریب ایک گاؤں میں ایک ساحر رہا کرتا تھا جو اہل نجران کے لڑکوں کو جادو سکھلایا کرتا تھا اتفاقاً فیمون نے

اسی گاؤں کے قریب اپنا خیمہ گاڑا جب نجران کے لڑکے اس جادوگر کے پاس جادو سیکھنے جاتے تو راستے میں اسکو عبادت میں مصروف پاتے تو اسکی حرکات سے تعجب کرتے ایک روز کا ذکر ہے کہ نجران کے ایک آدمی نے اپنے لڑکے کو ان لڑکوں کے ساتھ جادوگر کے پاس بھیجا اس لڑکے کا نام عبداللہ تھا راستے میں جب عبداللہ نے فیمون کو عبادت کرتے ہوئے دیکھا تو اس کے دل میں عبادت کا بڑا اثر پیدا ہوا عبداللہ اب فیمون کے پاس آنے جانے لگا اور اس کے اقوال خیالات سننے لگا یہاں تک کہ وہ عیسائی بن گیا اور پکا مسلمان ہوا اور اللہ تعالیٰ کی توحید کا قائل ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے لگا

اسم اعظم کا علم

جب علم دین میں ماہر ہو گیا تو ایک روز اس نے فیمون سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اے عزیز! اس کا جاننا تیرے حال کے لیے مناسب نہیں تو کمزور ہے اور اس کی تکلیف کو برداشت نہ کر سکے گا عبداللہ نے جب دیکھا کہ وہ اس کے بارے میں پس و پیش کر رہا ہے تو اس سے سنے ہوئے تمام اللہ کے اسما کو ایک ایک کر کے تیر پر لکھتا گیا اور پھر آگ میں ڈالنا شروع کیے تاکہ اسم اعظم والا تیر جو ہو وہ نہ جلے گا چنانچہ ایسا ہی ہوا جس تیر پر اسم اعظم لکھا ہوا تھا وہ آگ سے لپک کر باہر آ گیا اس طرح اس کو اسم اعظم کا علم ہو گیا پھر راہب کے پاس آ کر کہنے لگا کہ میں نے اسم اعظم معلوم کر لیا ہے راہب نے پوچھا کہ کیا ہے؟ کہا کہ فلاں ہے کہا کہ تو نے کس طرح معلوم کیا تو اس نے سارا ماجرا سنایا تو راہب نے کہا کہ اے عزیز اس کو پوشیدہ رکھیو اور ضبط سے کام لینا۔

دین عیسوی کی تبلیغ

اب عبداللہ ثامر کا یہ کام ہو گیا کہ جب نجران میں کسی کو مصیبت یا بیماری لاحق ہوتی تو کہتا کہ فلانے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لا اور میرے دین میں داخل ہو جا اور میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا کہ وہ تجھے اس مصیبت سے نجات دلائے گا اگر وہ اسے قبول کر لیتا تو عبداللہ اس کے حق میں دعا مانگتا اور وہ اچھا ہو جاتا اس طرح سے نجران کے بہت سے لوگ اس کے تابع ہو گئے اور اسکا دین قبول کر لیا۔

رفتہ رفتہ اسکی شہرت نجران کے بادشاہ تک پہنچی بادشاہ نے اسکو بلا کر کہا کہ تو نے میری رعیت کا مذہب خراب کر دیا ہے اور میرے دین اور میرے آباواجداد کے دین کی مخالفت کی ہے میں تجھے ضرور عبرتناک سزا دوں گا۔

عبداللہ بن ثامر نے کہا کہ اے بادشاہ تو مجھے کوئی تکلیف نہ دے سکے گا بادشاہ نے حکم دیا کہ اسے ایک اونچے پہاڑ سے سر کے بل نیچے گرایا جائے چنانچہ اسے لے جا کر گرایا گیا مگر اس کچھ ضرر نہ ہوا اور صحیح سلامت زمین پر آن پہنچا پھر اس کو نجران کے گہرے پانیوں میں گرایا گیا اور وہ وہاں سے بھی صحیح سالم نکل آیا جب بادشاہ اس پر کسی طرح قادر نہ ہو سکا تو عبداللہ نے کہا اگر تو مجھ پر غلبہ پانا چاہتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آ اور جس چیز کو میں مانتا ہوں اس چیز کو تو بھی مان لے اس کے بعد تو میرے قتل پر قادر ہو گا۔

بادشاہ نے یہ سن کر عبداللہ کے مذہب کو قبول کر لیا پھر اپنے عصا ہی سے عبداللہ کو مارا اسے زخم آیا جس کے بدلہ وہ اسی جگہ شہید ہو گیا پھر خود بادشاہ بھی اسی جگہ پر ہلاک ہو گیا نجران کے لوگوں نے عبداللہ بن ثامر کے مذہب کو قبول کر لیا اور ان کی کتاب اور حکمت کو ماننے لگے، یہاں سے نجران میں اصل نصرانیت کی ابتدا ہوئی پھر ان میں بھی بدعات کا ظہور ہوا جیسے ہر مذہب میں ہوا کرتا ہے۔

مذکورہ بالا بات محمد بن کعب القرظی اور بعض اہل نجران کی بتلائی ہوئی ہے۔

اصحاب الاخدود کا واقعہ

جب نجران کی یہ حالت ہوگئی تو تو ذونواس حسان کے بھائی بادشاہ یمن نے حمیر قوم پر چڑھائی کی انھیں بلا کر اختیار دیا کہ یا تو یہودی ہو جاؤ یا قتل کو اختیار کر دو اہل نجران نے قتل کو اختیار کر دیا ذونواس نے ایک خندق کھدوائی اور ان کو آگ میں جلایا جو لوگ آگ سے بچے رہے ان کو قتل کیا اور خوب بڑھ چڑھ کر انھیں مثلہ کیا یہاں تک کہ بیس ہزار کے قریب لوگوں کو قتل کر دیا اہل نجران میں سے ایک آدمی بچ کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر ریتیلے راستے پر بھاگا اسکو پکڑنے سے عاجز رہے اسے دوس ذوثعلبان کہا جاتا ہے۔

فرماتے ہیں کہ میں نے بعض اہل نجران سے سنا ہے کہ وہ آدمی جو نکل بھاگا تھا اسکا نام جبار بن فیض تھا ان دونوں باتوں سے صحیح دوس ثعلبان ہے۔

پھر ذونواس اس سے فارغ ہو کر بمعہ اپنے لشکروں کے صنعا یمن واپس لوٹ آیا ہمیں ابن حمید نے سلمہ سے محمد بن اسحاق کی روایت سنائی ہے کہ محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ اسی ذونواس اور اسکے لشکروں کے بارے میں اللہ تعالی نے آیت نازل فرمائی۔

"قتل اصحاب الاخدود النار ذات الوقود الی قولہ باللہ العزیز الحمید"

(ترجمہ) خندق والوں پر خدا کی مار جنہوں نے خندق میں آگ بھڑکائی کہ اللہ حمید پر وہ ایمان لائے تھے۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ وہ مقتولین جن کو ذونواس نے قتل کیا تھا ان میں عبداللہ بن ثامران کا سردار بھی شامل تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ عبداللہ بن ثامر اس سے پہلے قتل کیا گیا تھا اس وقت اس دین کی ابتداء ہوئی تھی ذونواس نے اس کے بعد اسکے اہل دین کو قتل کیا تھا۔ ﴿واللہ اعلم بالصواب﴾

اہل حبشہ کی یمن پر حکومت

شاہ روم کی امداد

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ اہل یمن کی حکمرانی اتصال کے ساتھ مسلسل چلی آرہی تھی۔ کسی کو ان کے بارے میں خیال تک بھی نہ تھا۔ یہاں تک کہ اہل حبشہ نے انوشیروان کے زمانے میں ان کے بلاد پر غلبہ پالیا۔ ھشام کہتے ہیں کہ اسکا سبب یہ تھا کہ یمن کا بادشاہ ذونواس حمیری یہودی تھا اس کے پاس اھل نجران میں سے دوس نامی یہودی آن وارد ہوا اور اس سے کہنے لگا کہ اہل نجران نے اپنے نبی کو ظلماً قتل کر دیا اور خود اہل نجران نصاری ہو چکے ہیں پھر وہ ذونواس سے ان کے خلاف مدد طلب کرنے لگا۔

یہ سن کر ذونواس کی یہودی غیرت جوش میں آئی اور اہل نجران پر چڑھائی شروع کر دی دل کھول کر قتل کیا اسی اثنا میں سے اہل نجران مین سے ایک آدمی بھاگ کر شاہ حبشہ کے پاس پہنچا اور اسے سارے حالات سنائے یہ آدمی اپنے ساتھ ایک جلی ہوئی انجیل بھی لے گیا تھا وہ بھی پیش کی ملک حبشہ نے کہا کہ ہمارے پاس مردوں کی کافی تعداد موجود ہے لیکن میرے پاس کشتیاں نہیں ہیں مگر میں ابھی قیصر کی طرف لکھتا ہوں کہ وہ ہمیں کشتیاں بھیجے چنانچہ قیصر روم کو خط لکھا کہ

اور خط کے ساتھ جلی ہوئی انجیل بھی بھیجی قیصر روم نے بہت ساری کشتیاں روانہ کیں۔

عبداللہ بن الثامرؓ کی زندہ کرامت

اب بات پھر دوبارہ محمد بن اسحاق کی حدیث کی طرف لوٹتی ہے چناچہ ابن حمید نے ہمیں سلم سے محمد بن اسحاق کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد عمرو بن حزم سے یہ روایت سنائی ہے کہ اہل نجران میں سے ایک شخص نے حضرت عمر کے زمانے میں نجران کی ویران زمین میں سے ایک کھنڈر کو کھودا اس کے نیچے سے عبداللہ بن ثامر مدفون نکلا اسے تعجب ہوا کہ اس کا ہاتھ سر کی چوٹ پر رکھا ہوا تھا وہ شخص بیان کرتا ہے کہ جب ہاتھ کو اس ضرب سے ہٹاتا تو خون بہ پڑتا تھا اور جب ہاتھ کو دوبارہ اس جگہ پر رکھتا تھا تو خون بند ہو جاتا تھا اس کے ہاتھ میں ایک انگشتری تھی جس پر (ربی اللہ) لکھا ہوا تھا اس شخص نے یہ ماجرا حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں خط لکھ بھیجا۔ حضرت عمرؓ نے جواب دیا کہ اس کو اپنے حال پر رہنے دو اور اس کو ویسا ہی دفن کر دو چناچہ اہل نجران نے تعمیل فرمائی۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ان مقتولوں میں سے جن کو ذونواس نے قتل کیا تھا دوس ذوثعلبان نامی آدمی اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر بھاگ نکلا تھا مگر وہ قاتلین کے ہاتھ نہ آیا وہ بھاگ کر قیصر روم کی خدمت میں پہنچا اور ذونواس کے خلاف اس سے مدد کا طالب ہوا قیصر روم نے کہا تمہارا علاقہ بہت دور ہے میں تمہارے واسطے حبشہ کے بادشاہ کو لکھتا ہوں وہ تمہارے ملک کے قریب ہے وہ تمہاری مدد کرے گا اور تمہارا بدلہ بھی لے گا پس قیصر روم نے بادشاہ کی طرف ایک رقعہ بھیجا اور اس میں ثعلبان کی رعایت و مدد کی تاکید کی۔

دوس قیصر روم کا خط لے کر نجاشی کے پاس پہنچا نجاشی نے ستر ہزار حبشہ اس کے ساتھ کر دیئے اور اریاط نامی شخص کو ان کا سپہ سالار مقرر کیا سپہ سالار کو حکم دیا کہ اگر تو نے اہل یمن پر غلبہ پالیا تو ان کے مردوں میں سے ایک تہائی کو قتل کرنا اور ان کے علاقے کے ایک تہائی علاقہ کو کھنڈر بنا دینا اور عورتوں اور بچوں میں سے ایک تہائی قیدی بنا لینا۔

اریاط بمعہ لشکر کے نکل پڑا اس کے لشکر میں ابراہا اشرم بھی تھا اریاط نے لشکر کو لے کر کشتیوں پر سوار ہو کر سمندر پار کیا اس کے ہمراہ دوثعلبان بھی تھا یہاں تک کہ وہ یمن کے ساحل پر جا اترے جب ذونواس کو حبشیوں کے آنے کی خبر ہوئی تو ذونواس نے حمیر قوم کو متفرق اور مختلف طور پر جمع کیا کیونکہ ان میں بھی اختلاف تھا ذونواس کو معمولی جنگ کرنا پڑی کوئی بڑا معرکہ پیش نہ آیا یہاں تک کہ ذونواس بمعہ قوم کے شکست خوردہ ہوا۔ اریاط یمن میں فاتحانہ داخل ہوا اور اپنے قبیلہ میں جا بیٹھا۔

جب ذونواس نے اپنی شکست کو دیکھا تو اس سے رہا نہ گیا اور اپنے گھوڑے کا منہ سمندر کی طرف کر کے اسے زوردار چابک ماری گھوڑا اسے لے کر سمندر میں جا کر غرق آب ہو گیا اس طرح ذونواس کی ہلاکت ہوئی بس ذونواس کا یہ آخری زمانہ تھا۔

اریاط جب یمن میں داخل ہوا تو حسب وصیت ایک تہائی مردوں کو قتل کیا ایک تہائی زمین کھنڈر بنا ڈالی اور ایک تہائی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنا کر نجاشی کے پاس بھیج دیا اور خود غلبہ پا کر یمن میں حکومت مستقل حکومت قائم کی اور قبضہ جمالیا اہل یمن میں سے کسی نے بھی دوثعلبان کی لائی ہوئی مصیبت پر ایک مصرعہ کہا۔ کہتا ہے کہ دوثعبان یمن سے جو مصیبت کھینچ کر لایا ہے وہ یمن میں آج تک ایک مثال بنی ہوئی ہے۔

دوجدون حمیری نے بھی اپنی قوم کی ہلاکت پر اشعار کہے:

اشعار (ترجمہ)

(۱) تیری ذلت پر بڑا افسوس ہے فوت شدہ کو آنسو نہیں اٹھا سکتے اور میری جان ہواؤں پر افسوس کر کے ہلاک مت ہو۔

(۲) بینون کی تباہی کے بعد کوئی آنکھ (رونے کے لیے) نہیں رہی اور نہ ہی کوئی اثر باقی رہا اور سلیحن کی تباہی کے بعد لوگوں نے گھر بنالیا۔

اسی طرح یہ اشعار بھی کہے چھوڑ مجھے، تیرا باپ نہ رہے، تو ہرگز طاقت نہیں رکھتی اللہ تجھے اپنی رحمت سے دور رکھے تو نے مجھے بہت زیادہ ملامت میں ڈال دیا۔

(۲) گانا گانے والیوں کی گنگناہٹ کے پاس سے جب ہم شراب کے پلائے جانے کے بارے میں شکایت نہ کریں۔

(۴) یقیناً موت کو کوئی روکنے والا روک نہیں سکتا بھلے شفا بخش دوا ناک میں کیوں نہ ڈالی جائے۔

(۵) اور موت کو نہ ہی کوئی راہب ایسی چار دیواری میں بیٹھا روک سکتا ہے جسکی دیواریں عقابوں کے انڈے ٹپکا رہی ہوں۔

(۶) اور وہ غمدان (چکر کھاتا ہے) جس کے بارے میں مجھے بتلا رہی تھی اسکو ایک اونچے پہاڑ پر اونچی کر کے بنایا ہے۔

(۷) یہ بات راہبوں کی زمین میں سنائی اس سے نیچے کالے پتھروں والی زمین اور خالص دلدل پھسلاہٹ والی زمین ہے۔

(۸) راہبوں کی اس زمین میں تیل کے چراغ اور چمک دار ذرات ہوتے ہیں خاص کہ جب شام ہوتی ہے یوں لگتا ہے جیسے بجلیوں کی چمک ہوتی ہے۔

(۹) اس زمین میں جو کھجوروں کے درخت کاشت کیے گئے تھے قریب ہے کہ ان کے خوشے گدری کھجوروں سے جھک جائیں۔

(۱۰) یہ زمین اپنی جدت کے بعد ریت ہوگئی اور آگ کے شعلوں نے اس کے حسن کو بگاڑ ڈالا۔

(۱۱) زونواس جان کی بازی لگا کر مر گیا اور اپنی قوم کو تنگی سے ڈراتا رہا۔

ابن ذیبہ نے بھی حمیر پر سوڈانیوں کی یلغار کے بارے میں اشعار کہے کہتا ہے۔

اشعار کا ترجمہ

(۱) تیری عمر کی قسم! نوجوانوں کے لیے بھاگنے کی کوئی جگہ نہیں چونکہ موت اور بڑھاپا اس کے ساتھ لگا رہتا ہے۔

(۲) تیری عمر کی قسم! کہ نوجوان کے لیے کوئی وسعت کی جگہ اور پناہ گاہ نہیں۔

(۳) کیا حمیر کے قبائل کے بعد کسی غمزدہ کی خبر کو ان کے پاس لایا جائے گا؟

(۴) اس جم غفیر اور اصحاب خراب کے بارے میں کوئی خبر نہیں لاسکتا ان کی مثال تو ایسی تھی جیسے آسمان بارش سے پہلے ہوتا ہے۔

(۵) ان کی چیخیں باندھے ہوئے گھوڑوں کو بہرہ گونگا بنا دینے والی تھیں اور حملہ آور جگمگھٹے میں مقابل میں آنے والوں کو دور بھگاتے تھے۔

(۶) وہ حملہ آور جنات تھے اور تعداد میں ریت کے ذروں کے برابر تھے گویا تر درخت خشک ہو چکے تھے (مطلب یہ کہ ان

کی تعداد کو دیکھ کر ہی حمیر قوم کے بہادروں کے چھکے چھوٹ گئے تھے)۔

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ قیصر روم کے پاس سے کشتیاں جب نجاشی کے پاس پہنچیں تو نجاشی نے اپنے لشکر کو کشتیوں میں سوار کیا اور جائے مقصود کی طرف چل پڑا جب زونواس نے یہ خبر سنی تو اپنے مختلف گورنروں کو لکھا کہ اس کی پشت پناہی کے لیے جمع ہو جائیں تا کہ سب مل کر حبشیوں سے اپنا دفاع کریں اور انھیں اپنے ملک سے دفع کریں گورنروں نے خبر پا کر انکار کیا اور جواباً کہلا کر بھیجا کہ ہر ایک اپنے علاقہ میں رہ کر قتال کرے گا جب زونواس نے ایسے حالات دیکھے تو ایک حیلہ سوچا۔

زونواس کا حیلہ

زونواس نے بہت ساری چابیاں بنوائیں اور بہت سارے اونٹوں پر سوار کر کے حبشیوں سے جاملا اور ان سے کہا کہ یہ یمن کے خزانوں کی چابیاں ہیں جو میں تمھارے لیے لایا ہوں سو مال اور زمین تمہاری ہے اور انسانوں کو زندہ چھوڑنے کی ان سے درخواست کی۔ ان کا سپہ سالار کہنے لگا کہ جب ایسی بات ہے تو ملک کی طرف لکھ دے، زونواس نے نجاشی کو لکھا کہ اپنے لشکر کی طرف مذکورہ صلح قبول کر لے۔

اس کے بعد زونواس حبشیوں کو لے کر چلا اور صنعاء میں داخل ہوا اور سپہ سالار سے کہا کہ اپنے معتبر لوگوں کو بھیجو تا کہ ان کے خزانوں پہ قبضہ کر کے لے آئیں سپہ سالار نے معتبر لوگوں کو چابیاں دے دیں اور وہ حصول خزائن کے لیے چل پڑے زونواس نے اپنے گورنروں کو لکھ دیا کہ جو بھی کالا بیل (حبشی) تمہارے پاس آئے اسے فوراً ذبح کر دو اس کے خطوط گورنروں تک پہنچ چکے تھے چنانچہ حبشیوں میں سے وہی بچ سکا جو ادھر ادھر گھومتا رہا باقی سب قتل ہو گئے جب یہ خبر نجاشی کو پہنچی تو اس نے ستر ہزار کا لشکر بمعہ ساز وسامان کے زونواس پر غلبہ پانے کے لیے بھیجا اور اس لشکر پر دو سپہ سالار مقرر کیے ان میں ایک ابراہ اشرم تھا جب یہ لشکر صنعا میں پہنچا تو زونواس نے دیکھا کہ وہ ان کے مقابلے کی طاقت نہیں رکھتا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر قعر سمندر میں کود پڑا اور ہلاک ہو گیا۔

بہر حال ابراہ صنعا پر بادشاہ بن بیٹھا اور نجاشی کی طرف کچھ بھی نہ بھیجا اور ادھر نجاشی سے کہا گیا کہ ابراہ نے تیری اطاعت سے روگردانی کر دی ہے نجاشی نے جب یہ دیکھا کہ ابراہ مجھ سے مستغنی ہو بیٹھا ہے تو اس پر حملہ آور ہونے کے لیے ایک لشکر بھیجا اس پر اریاط نامی آدمی کو سپہ سالار بنایا جب اریاط ابراہ کی زمین پر اترا تو ابراہ نے اس کو پیغام بھیجا کہ مجھے اور تجھے ایک دن اور ایک ملک میں لا کر جمع کیا ہے لہذا تو بھی دیکھ لے کہ تیرے ساتھ کون ہے اور میں بھی اپنے ہمراہیوں کو دیکھ لوں لہذا ہم دونوں آپس میں مقابلہ کرتے ہیں جو بھی ہم میں کامیاب ہو گا وہ بادشاہت کا مالک ہو گا اس تدبیر سے عوام الناس کا قتل عام بھی نہ ہو گا اریاط نے اس تدبیر سے رضامندی ظاہر کی لیکن ابراہ نے ایک بات سوچ لی دونوں کے درمیان مقابلے کی جگہ مقرر ہوئی۔

ادھر ابراہ نے اپنے ایک غلام کو مقررہ جگہ کے قریب ہی گڑھے میں چھپا دیا جب مقابلہ ہونے لگا تو اریاط نے اس پر حملہ کیا وہ وار بچا گیا لیکن وار کی وجہ سے ابراہ کی ایک جانب کی ناک کٹ گئی۔ اسی وجہ سے اسے اشرم کہا جانے لگا جب ابراہ کے ارنجدہ نامی غلام نے اشرم کو گھائل کرتے ہوئے دیکھا تو موقع پا کر اریاط پر حملہ کر دیا اور اسے قتل کر ڈالا۔

ابراھ نے غلام سے کہا کہ حکم میں پورا کروں گا غلام نے کہا کہ یمن کی کسی عورت کو اپنے خاوند کے پاس بھیجا نہ جائے تاوقت کہ میں اس عورت پر قدرت نہ پالوں ابراھ نے کہا کہ جا اپنی مراد کو پہنچ اس کے بعد اہل یمن غلام کے دشمن ہوئے اور اسے قتل کر ڈالا پھر ابراھ نے اہل یمن کو آزاد کر دیا۔

نجاشی کو جب ارياط کے قتل کی خبر پہنچی تو نجاشی نے قسم اٹھالی کہ جب تک ابراھ کا خون نہ بہائے گا اس وقت تک آرام سے نہ بیٹھے گا ابراھ کو جب نجاشی کے حلف کی خبر پہنچی تو نجاشی کو خط لکھا کہ اے ملک میں بھی تیرا غلام اور ارياط بھی تیرا غلام وہ جب یمن آیا تو وہ تیری بادشاہت کو تباہ کرنا چاہتا تھا اور مجھے قتل کرنے کے درپے ہوا میں نے اسے روکا اور چاہا کہ اسے قاصد بنا کر تیرے پاس بھیجوں مگر اس نے انکار کیا اور بغاوت کر کے تیرے لشکر قتل کرنا چاہتا تھا مجبوراً میں نے ایسا کیا۔

میں نے سنا ہے کہ تو نے قسم اٹھا رکھی ہے کہ تو میرا خون بہائے گا اور میری زمین کو روندے گا تو میں تیرے پاس ایک بوتل میں اپنا خون ڈال کر بھیج رہا ہوں اور اپنی زمین کی مٹی کا ایک تھیلا بھی بھیج رہا ہوں میرا خون زمین پر بہا دینا اور مٹی بکھیر کر اس پر چل دینا اسی طرح تیری قسم پوری ہو جائے گی میں تو تیرا بندہ ہوں میری عزت تیری عزت ہے نجاشی ابراھ سے راضی ہوا اور اسے بدستور عملداری پر بحال کیا۔

ابن اسحاق کی رائے

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ ارياط کافی عرصے تک اپنی سلطنت پر رہا پھر ابراھ اشرم کے ساتھ اپنی حکومت کے بارے میں منازعت ومخالفت ہوگئی اسوجہ سے کچھ حبشی ابراھ کی طرف ہو گئے اور کچھ ارياط کی طرف دار ہو گئے پھر مقابلہ کے لیے میدان جنگ میں آئے ابراھ نے ارياط کو کہلا بھیجا کہ میں اس طرح سے فوجوں کا مقابلہ کروا کے ان کو ہلاک نہیں کر سکتا آؤ پہلے میں اور تم مقابلے کے لیے میدان میں آئیں جو بھی ہم میں سے مدمقابل کو زک دے سکے تو ہارنے والے کی فوجیں بھی جیتنے والے کے پاس چلی جائیں گی۔ ارياط نے بھی اس شرط کو منظور کر لیا۔

پس ابراھ (جو کہ پست قد فربہ بدن بدصورت تھا) نے ارياط (جو کہ خوبصورت، دراز قد، متوسط البدن تھا) پر حملہ کرنا چاہا تو اپنے پیچھے ایک غلام عتودہ کو کھڑا کیا تا کہ وہ پیچھے سے ارياط کے حملے کو روک سکے ارياط نے ابراھ پر حملہ کرنا چاہا تا کہ اس کا سر اڑا سکے لیکن برچھا اسکی ابرؤوں، ناک، آنکھ اور لب پر پڑا اور قتل ہونے سے بچ گیا تا ہم کچھ زخمی ہو گیا اسی وجہ سے اسے اشرم کہا جانے لگا پیچھے کھڑے غلام نے موقع پا کر ارياط کو قتل کر دیا اور کہا (انا عتودہ) مطلب یہ تھا کہ تجھے ایک عتودہ نامی غلام نے قتل کیا ہے اس کے بعد ابراھ نے عتودہ سے کہا اپنی حاجت ظاہر کر عتودہ نے کہا کہ نئی دلہنوں کو ان کے شوہروں کے پاس نہ چھوڑا جائے تاوقت کہ میں اس پر قدرت نہ پالوں ابراھ نے یہ حاجت پوری کر دی اس کے بعد ابراھ نے ارياط کی ریت دے دی۔

یہ سب کچھ نجاشی کی لاعلمی میں ہوا تھا جب نجاشی کو خبر پہنچی تو سخت غضبناک ہوا اور قسم کھائی کہ میں تیرا سر کاٹوں گا اور تیرے علاقے کو روند کر چھوڑوں گا ابراھ کو جب نجاشی کے غیض وغضب کا پتا چلا تو اسے ایک خط لکھا کہ میں تیرا بندہ ہوں وہ بھی تیرا غلام تھا اور میں بھی تیرا غلام ہوں ہم حکومتی معاملے میں نزع میں پڑ گئے ہیں، میں اس پر تقویت پا گیا تب میں نے اس کو قتل کر دیا۔ خط کے ساتھ نجاشی کی قسم پوری کرنے کے لیے اپنا سر مونڈ کر بال اور ایک تھیلے میں اسی کے

شہر کی مٹی ڈالی اور بھیج دی تا کہ مٹی کو اپنے پاؤں سے روند کر اپنی قسم پوری کرے۔

جب خط وغیرہ نجاشی کے پاس پہنچا تو ابراہ سے راضی ہو گیا اور اسے لکھا کہ بدستور عملداری پے رہے تاوقت میرا حکم نہ آن پہنچے۔ جب ابراہ نے دیکھا کہ نجاشی اس سے راضی ہو گیا ہے اور اسے یمن کا بادشاہ بنا دیا ہے تو اس نے مزہ بن ذی ذان کو پیغام بھیجا کہ اپنی بیوی کو میرے سپرد کر دو۔ ذی ذان نہ مانا اور ابراہ نے زبردستی چھین لی اس عورت کا نام ریحانہ بنت علقمہ بن مالک بن زید بن کھلان ہے۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ ریحانہ کے باپ کا نام ذوجدن تھا بہر حال ریحانہ پہلے ابامرہ معدیکرب بن ابومرہ کے عقد میں تھی اب ابراہ کے پاس آ گئی اور ابراہ سے اس کے ہاں مسروق بن ابراہ پیدا ہوا اور ایک لڑکی بساسیہ بنت ابراہ پیدا ہوئی یہ صورت حال دیکھ کر ابومرہ بھاگ گیا۔

عتودہ کا انجام

عتودہ یمن میں اپنی من مانی کر رہا تھا کہ اچانک ایک دفعہ حمیر قوم کا ایک آدمی عتودہ پر حملہ آور ہوا اور اسے قتل کر ڈالا جب ابراہ کو یہ خبر ہوئی تو قصاصاً قاتل کو بھی قتل کر ڈالا حمیر کا یہ آدمی حلیم بردبار پرہیز گار اور نیکو کار نصرانی تھا اس کے بعد ابراہ نے اہل یمن کو کہا کہ تمہارے ایک عقلمند آدمی نے تمہاری کھوئی ہوئی عزت کو واپس لوٹا دیا ہے اور کہا کہ اللہ کی قسم اگر مجھے یہ پتا ہوتا کہ عتودہ اپنی خواہش اس بدکاری کی صورت میں ظاہر کرے گا تو میں اسکواریاط کے قتل کے بدلے میں کچھ انعام دیتا تو تم بھی اسے ناپسند کرتے۔

کلیسا کی بنیاد

ابراہ نے صنعا میں ایک عظیم شان کلیسا تعمیر کروایا اور نجاشی کو خط لکھا کہ اے بادشاہ میں نے تیرے لیے ایک ایسا کلیسا بنوایا ہے جس کی مثال پوری دنیا میں نہیں ملتی اور میں اس وقت تک باز نہیں آؤں گا جب تک عربوں کے حاجیوں کو اپنی طرف متوجہ نہ کرلوں۔

کلیسا کی بے حرمتی

جب عربوں کو ابراہ کے خط کا پتا چلا تو اس نے اہل نسی (مہینوں کو مقدم موخر کرنے والے) میں سے بنوفقیم کا آدمی نکلا اور کلیسا میں آ کر پاخانہ کر دیا اور واپس اپنے علاقہ میں چلا گیا جب ابراہ کو اس کی خبر پہنچی تو پوچھا کہ ایسا کس نے کیا جواب ملا کہ اس گھر والوں میں سے کسی نے کیا ہے (مراد بیت اللہ تھا) جس گھر کا اہل عرب حج کرتے تھے جب اس آدمی نے تیری کہی بات سنی تو غصے میں آ کر کلیسا میں پیشاب کر دیا۔

ابراہ کی بیت اللہ کے خلاف شورش

ابراہ یہ سن کر سخت غضبناک ہوا اور قسم اٹھائی کہ ضرور چڑھائی کر کے بیت اللہ کو منہدم کرے گا اس زمانے میں بعض عرب ابراہ کے فضل وعنایت کی بھیک مانگنے اس کے پاس آیا کرتے تھے ان میں سے آدمی محمد بن خزاعی بن حزابہ ذکوانی بھی تھا ایک مرتبہ ان ہی لوگوں کا ایک وفد ابراہ کے پاس آیا تھا ان میں سے محمد بن خزاعی اور اسکا بھائی قیس بن خزاعی بھی تھا اس دوران ابراہ کی عید کا موقع آ گیا اور اس نے عربوں کے پاس ایک صبح ناشتا بھیجا اور ابراہ خود ناشتے میں

کپورے پسند کرتا تھا اس نے عربوں کے پاس بھی کپورے بھیجے جب محمد بن خزاعی نے ناشتا دیکھا تو کہنے لگا کہ بخدا اگر ہم یہ کھالیں گے تو ہماری عزت خاک میں مل جائے گی اور عربوں میں ہم عیدار ہو جائیں گے محمد بن خزاعی ابراہ کے پاس آیا اور آکر کہنے لگا کہ اے بادشاہ آج کا دن ہماری عید کا دن ہے اس دن ہم رانیں اور دستیاں کھایا کرتے ہیں ابراہ نے کہا کہ میں ابھی ابھی تمہیں بھجوا دیتا ہوں جسکو ناشتہ تو میں نے اس لیے بھیجا کہ یہ میرا پسندیدہ ہے اور تم میرے پاس قابل قدر مہمان کی حیثیت سے ہو۔

محمد بن خزاعی کا انجام

ابراہ نے محمد بن خزاعی کو تاج پہنا کر قبیلہ مضر کا حکمران بنا دیا اور اسے حکم دیا کہ لوگوں کو ہمارے کلیسے کا حج کرنے پر ابھاریا پھر دعوت دے۔ اہل تہامر کو جب محمد بن خزعی کے معاملہ کا علم ہوا تو جب محمد بن خزعی بن وکنانہ کی زمین میں پہنچا تو انھوں نے ہذیل کے ایک آدمی عروہ بن صیاض الملاحی کو بھیجا اس نے گھات لگائی اور تیر مار کر محمد بن خزعی کو قتل کر دیا محمد بن خزعی کے ساتھ اس کا بھائی قیس بن خزعی بھی تھا بھائی کو خود قتل دیکھ کر خود بھاگ نکلا اور ابراہ کے پاس جا پہنچا اور ابراہ کو سارا ماجرا سنایا یہ سن کر ابراہ اور زیادہ غضبناک ہوا اور غصہ بڑھا ئی قسم کھالی کہ بنو کنانہ پر ضرور حملہ کروں گا اور بیت اللہ کو منہدم کروں گا۔

ھشام بن محمد کی رائے

ھشام بن محمد کی رائے یہ ہے کہ نجاشی کی رضامندی کے بعد ابراہ نے ایک عجیب وغریب کلیسہ بنوایا اور اسے مختلف رنگوں اور سونے کے ساتھ مزین کیا قیصر روم کو لکھا کہ میں صنعا میں ایک کلیسہ بنانا چاہتا ہوں جو کہ پوری دنیا کے لیے مثال ہو اور کچھ مدد بھی طلب کی قیصر روم نے ہمارے پچی کاری کے سامان اور سنگ مرمر بھیج کر اس کا تعاون کیا جب تعمیر مکمل ہوئی تو نجاشی کو لکھا کہ کلیسا کی تعمیر سے پہلا ارادہ ہے کہ میں اس طرف عربوں کو متوجہ کروں تا کہ اس کلیسہ کا حج کریں۔

جب عربوں نے ابراہ کے کرتوت کی خبر سنی تو عربوں پر بڑا گراں گزرا چنانچہ بنو مالک بن کفانہ کا ایک آدمی غصہ میں ہو کر یمن آیا اور کلیسہ میں داخل ہو کر پاخانہ کیا جب ابراہ کو خبر ہوئی تو سخت غضبناک ہوا اور اس نے جنگ کی ٹھان لی اور پکا ارادہ کر لیا کہ بیت اللہ کو بھی منہدم کرے گا۔

چنانچہ اسی خیال سے چل پڑا اور راستے میں ذولفر حمیری سے جھڑپ ہوئی ان کے ساتھ مقابلہ کر کے ان کو قیدی بنالیا ذولفر نے کہا اے بادشاہ مجھے زندہ رکھ میری زندگی تیرے لیے موت سے بہتر ہے ابراہ نے اسے قتل نہ کیا پھر کچھ اور آگے چل کر نفیل بن حبیب خثعمی سے مقابلہ ہوا نفیل کو شکست ہوئی اور اسے بھی قیدی بنالیا نفیل نے درخواست کی کہ اسے زندہ رکھا جائے چنانچہ ابراہ نے منظور کر لیا اور عرب میں اس سے رہبری کا کام لینے لگے ابراہ اپنے ساتھ ہاتھی بھی لایا تھا یہاں تک کہ ھشام بن محمد کی روایت مکمل ہوئی۔

آگے ابن اسحاق کہتے ہیں کہ جب ابراہ بیت اللہ پر چڑھائی کرنے کے ارادے سے نکلا تو حبشیوں کو ساز و سامان سے کر تیار ہونے کا حکم دیا چنانچہ ہاتھی وغیرہ لے کر نکل آیا محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ میں نے عربوں کو یہ کہتے سنا ہے کہ وہ اس ہاتھی کو برا اور عظیم الشان بتلا رہے تھے۔

عربوں نے جب سنا تو بڑے پریشان ہوئے اور اس کے خلاف جہاد حق کی تیاری شروع کی چنانچہ اہل یمن ہی سے ایک آدمی ذونفر نامی رس کا مقابلہ میں نکالہذا ہمیں اسکا مقابلہ کرنا چاہیے چنانچہ بعضوں نے اسکا ساتھ دیا جب ذونفر نے ابراہ کا تعرض کیا تو شکست کھا کر قیدی ہوگیا جب ابراہ نے اسے قتل کرنا چاہا تو کہنے لگا کہ اے بادشاہ مجھے زندہ رکھو میرا زندہ رہنا تیرے لیے باعث خیر ہے ابراہ نے اسے زنجیروں میں جکڑا اور اپنے ساتھ رکھ لیا۔

ابراہ مزید آگے بڑھا جب بنوصعم کی زمین پر پہنچا تو عیب بن نفیل خثعمی اپنے دوقبیلوں شہران اور ناھس اور کچھ متبعین کو لے کر ابراہ کے مقابلے میں آیا مگر اس کو بھی ہزیمت اٹھانی پڑی اور قیدی ہوگیا ابراہ نے اسے قتل کرنے کا اردہ کیا تو کہنے لگا کہ مجھے زندہ رکھ میں راستے میں تیری رہبری کا کام کروں گا اور خثعم کے دو قبیلے شہران اور ناھس تیری اطاعت قبول کرتے ہیں۔ابراہ نے اسے معاف کردیا اور اپنے ہمراہ رکھا نفیل اسے راستا بتلاتا تھا۔

طائف میں آمد

جب طائف کے قریب سے گزرا تو مسعود بن معتب ابراہ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ ہم تیرے غلام ہیں ہمارا تمہارے ساتھ کوئی اختلاف نہیں بلکہ ہم تو تیری اطاعت ہی کرتے ہیں اور یہ جو ہمارا لات ہے یہ وہ والد بیت اللہ نہیں ہے جس کے ارادے سے تو چلا ہے وہ تو مکہ میں ہے کہا ہم تیرے ساتھ اپنا ایک آدمی بھیجتے ہیں جو تجھے منزل مقصود تک پہنچادے گا اہل طائف نے ابورغال کو اس کے ہمراہ کردیا ابورغان نے جب اسے مخمس مقام پر پہنچایا تو خود یہاں پہنچ کر مرگیا یہاں یہ دفن ہوا اور لوگوں نے اس کی قبر پر پتھر برسانے شروع کیے یہ وہی قبر ہے جس پر مخمس مقام مین پتھر برسائے جاتے ہیں۔

مکہ میں لوٹ مار

ابراہ نے مخمس مقام پر پڑاؤ ڈال لیا اور اپنے ایک حبشی آدمی اسود بن مقعو دکو چند شہسواروں کے ہمراہ مکہ میں بھیج دیا اسود نے مکہ پہنچ کر قریش وغیرہ قبائل عرب کے بہت سے اموال اسباب لوٹ لیے اس لوٹ میں عبدالمطلب بن ہاشم کے دوسو اونٹ بھی تھے عبدالمطلب ان دونوں قبیلوں کے سردار تھے لوٹ مار کو دیکھ کر قریش،کنانہ اور ہذیل وغیرہ قبائل عرب نے ابراہ کے ساتھ مقابلہ کرنے کا اردہ کیا مگر جب انھوں نے دیکھا کہ ہم مقابلہ کی طاقت نہیں رکھتے تو اس ارادہ سے باز رہے۔

ابراہ کا قاصد

ابراہ نے حناطہ حمیری کو مکہ مین بھیجا اور کہا کہ مکہ میں جا کر ان کے سردار سے کہو کہ بادشاہ کہتا ہے کہ میں تمہارے ساتھ لڑائی کرنے کے لیے نہیں آیا اس کا ارادہ صرف خانہ کعبہ کو گرانا ہے اگر تم اس کام میں مزاحمت نہ کرو تو وہ خون ریزی نہیں کرے گا اگر وہ اس بات کو مان جائے تو اسے میرے پاس لے آنا۔

جب حناطہ مکہ میں داخل ہوا تو کسی سے دریافت کیا کہ یہاں کا سردار کون ہے کہا کہ عبدالمطلب بن ہاشم یہاں کا سردار ہے اس کے پاس جا کر ابراہ کا سارا قصہ سنایا عبدالمطلب نے کہا کہ ہم اس سے لڑائی کا اردہ نہیں رکھتے اور نہ ہی ہمارے اندر مقابلے کی طاقت ہے یہ خدا کا گھر ہے اور اسے خلیل ابراہیم علیہ السلام نے بنایا ہوا ہے اگر خدا کو اپنے

گھر کی حفاظت منظور ہوئی تو اسکو خود روک دے گا۔ ورنہ اس کو چھوڑ دے گا ہمارا اس معاملہ میں کچھ دخل نہیں۔ حناطہ نے کہا کہ تم میرے ساتھ بادشاہ کے پاس چلو عبدالمطلب اپنے چند لڑکوں کو لے کر اس کی طرف چل پڑے۔

عبدالمطلب لشکر میں

جب عبدالمطلب لشکر میں آئے دریافت کیا کہ ذونفر کہاں ہے (ذونفر ابراھ کی قید میں تھا اور عبدالمطلب اسکا کسی زمانے میں دوست رہ چکا تھا) ملاقات پر عبدالمطلب نے ذونفر سے کہا کہ اے دوست مجھ پر آن پڑنے والی مصیبت سے رہائی کس طرح ہو سکتی ہے کوئی تدبیر بتاؤ اور کیا تم کوئی سفارش کر سکتے ہو اس نے کہا کہ میں ایسا قیدی ہوں جس کو شام وسحر قتل کیے جانے کا کھٹکا لگا رہتا ہے کیا سفارش کر سکتا ہوں ہاں اتنا معلوم ہے کہ ہاتھی کا سائیں جس کا نام انیس ہے میرا دوست ہے میں آپ کو اس کے پاس بھیج دیتا ہوں وہ آپ کو بادشاہ کے پاس لے جا کر اچھی خاصی سفارش کر دے گا۔

وہ عبدالمطلب کو انیس کے پاس لے گیا اور کہا کہ یہ قریش کے سردار ہیں اور مکہ کے چشمے زم زم کے مالک ہیں غریبوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور پہاڑوں کے درختوں کی حفاظت کرتے ہیں ابراھ نے ان کے دو سو اونٹ لوٹ کر قبضہ میں کر لیے ہیں انکو بادشاہ کے پاس لے جاؤ اور جہاں تک ہو سکے ان کی سفارش کرو انیس نے کہا کہ بہت اچھا انیس نے جا کر بادشاہ سے کہا اے بادشاہ عبدالمطلب شریف مکہ اور سردار قریش ہیں اور آپ کے دروازے پر کھڑے ہیں اور آپ سے کچھ درخواست کرنا چاہتے ہیں۔

ابراھ کی عبدالمطلب سے گفتگو

ابراھ نے عبدالمطلب کو داخل ہونے کی اجازت دے دی جب ابراھ نے ان کو دیکھا تو مرعوب ہو گیا اور تعظیماً اپنے پاس تخت پر بٹھایا حبشیوں کو یہ کیفیت ناگوار گزری چنانچہ اپنے تخت سے نیچے اتر کر فرش پر بیٹھ گیا عبدالمطلب کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔

ابراھ نے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب سے ان کی درخواست کے بارے میں پوچھو؟ ترجمان نے دریافت کر کے کہا کہ یہ اپنے دو سو اونٹ واپس لینا چاہتا ہے ابراھ نے ترجمان سے کہا کہ عبدالمطلب کو کہو کہ میں تمہاری اس درخواست سے بڑا حیران ہوں تم اپنے اونٹوں کو واپس لینے کی خواہش کرتے ہو اور اپنے مذہبی گھر کے بارے میں (جو تیرا اور تیرے باپ دادا کا دین ہے) کچھ کلام نہیں کرتے ہو اور نہ اس کے گرائے جانے کی سفارش کرتے ہو۔

عبدالمطلب نے کہا کہ مجھے اس گھر سے کوئی واسطہ نہیں جو اسکا رب ہے وہ خود اسکی حفاظت کرے گا میں تو اونٹوں کا مالک ہوں لہذا انہی کی واپسی کی التجا کرتا ہوں لہذا میرے اونٹ مجھے واپس کر دو اور تم جانو اور بیت اللہ کا رب جانے۔

بعض مورخین کی رائے

بعض مورخین کا خیال یہ ہے کہ جب حناطہ عبدالمطلب اپنے ساتھ بنو کفانیہ کے سردار عمرو بن نفاشہ اور ھزیل کے سردار خویلد بن واثلہ کو لے کر ابراھ کے پاس گئے اور بادشاہ سے کہا کہ تم تہامہ کا ایک تہائی مال بطور ھزیہ کو لے کر

واپس ہو جاؤ اور بیت اللہ کو منہدم کرنے کا ارادہ ترک کر دو۔ مگر ابراہ نے انکار کیا۔ واللہ اعلم

مکہ سے قریش کا خروج

ابراہ نے عبدالمطلب کو اونٹ واپس کر دیئے عبدالمطلب نے مکہ آ کر لوگوں کو اس واقعہ کی خبر دی اور مشورہ دیا کہ ہمارے اندر ابراہ کے مقابلے کی طاقت نہیں بہتر یہ ہے کہ ہم یہاں سے نکل جائیں اور پہاڑوں اور گھائیوں کی غاروں میں چھپ جائیں۔

پھر عبدالمطلب نے جاتے وقت قریش کے چند آدمیوں کو ساتھ رکھ کر خانہ کعبہ کے دروازے کا حلقہ پکڑا ابراہ اور اس کے لشکر کے حق میں بددعا کی اور یہ اشعار پڑھے۔

(ترجمہ)

(۱) اے میرے رب تیرے سوا میں کسی سے امید نہیں رکھتا تو اپنی حدود کا دفاع کر۔
(۲) بیت اللہ کا دشمن تیرا دشمن ہے لہذا اپنے شہر کو کھنڈر بنا دینے سے کو ہی حفاظت فرما۔
(۳) پھر فرمایا! ہم تو اپنی سواریوں کی حفاظت کر سکتے ہیں بیت اللہ کی حفاظت تو خود کر۔
(۴) اے مولی حبشیوں کی حیلیں تیرے محل میں غالب نہ آئیں۔
(۵) اگر تو ایسا کر دے تو بلا شک تو اپنی قدرت سے اپنے کام انجام دے سکتا ہے۔
(۶) اگر تو ایسا کر دے تو بہتر ہے ورنہ سارا معاملہ تیرے سامنے ہے۔
(۷) حبشی تو ایک کثیر تعداد کو لے کر بمعہ ہاتھیوں کے تیرے عیال کو قیدی بنانا چاہتے ہیں۔
(۸) انھوں نے جہالت میں آ کر تیری سرحد کو پھلانگا ہے اور تیرے جلال کا انتظار نہیں کیا۔

عبدالمطلب نے کعبۃ اللہ کے دروازے کے حلقے کو چھوڑا اور اپنے ساتھیوں کو لے کر پہاڑوں میں جا چھپے اور انتظار کرنے لگے کہ ابراہ بیت اللہ کے ساتھ کیا کرنے والا ہے۔

ابراہ کی پیش قدمی

ادھر ابراہ نے صبح کے وقت محمود نامی ہاتھی کو تیار کیا تا کہ بیت اللہ پر چڑھائی کرے اور اپنے لشکر کو بھی الرٹ کر دیا جب ہاتھی مکہ مکرمہ کو گرانے کے لیے تیار ہو گئے تو نفیل بن حبیب (جس کا ذکر اوپر ہو چکا ہے) نے ہاتھی کا کان پکڑ لیا اور کہا اے محمود! بیٹھ جا جہاں سے آیا ہے اسی طرف سیدھا واپس لوٹ جا کیونکہ تو بلد حرم میں ہے یہ کہہ کر ہاتھی کا کان چھوڑ دیا ہاتھی سن کر بیٹھ گیا اور خود نفیل بن حبیب بھاگ کر پہاڑ پر چڑھ گیا۔

اصحاب فیل کا انجام ہاتھ دانوں نے جب یہ معاملہ دیکھا تو انھوں نے ہاتھی کو مارا تا کہ کھڑا ہو جائے مگر ہاتھی کھڑا نہ ہوا پھر انھوں نے اس کو اٹھانے کے لیے سر پر کلہاڑی ماری مگر پھر بھی نہ اٹھا پھر انھوں نے اسکا منہ یمن کی طرف پھیر دیا پھر وہ اٹھ کر دوڑنے لگا شام کی طرف متوجہ کیا ادھر بھی چلنے لگا مشرق کی طرف بھی منہ پھیرا ادھر بھی ایسا ہی ہوا پھر مکہ کی طرف متوجہ کیا لیکن وہ بیٹھ گیا۔

پھر اللہ تعالی نے سمندر کی طرف سے ابابیل جیسے جانور بھیجے جن کے پاس تین تین کنکرے تھے ایک ایک تو ان کی چونچ میں اور دو دو ان کے پنجوں میں جن کی تعداد چنے یا مسور کی تھی۔ جس حبشی کو بھی وہ سنگریزہ لگتا تھا

اسی جگہ پر ہلاک ہو جاتا تھا اب خوف کے مارے بھاگنے لگے اور جس راستے سے آئے تھے اسی کی طرف بھاگنے لگے اور نفیل بن حبیب کو تلاش کرنے لگے تاکہ ان کو یمن کا راستہ بتائے مگر اب نفیل کہاں تھا نفیل تو پہاڑوں پر ان کی درگت ہوتے دیکھ رہا تھا۔

شعر

این المفر والالہ الطالب
والا شرم المغلوب لیس الغالب
(ترجمہ) اے بد کردارو اب کہاں بھاگتے ہو
خدا کی تلاش و قہر سے کہاں جاسکتے ہو

ابراہہ مغلوب ہو گیا اور اپنے خیال کے موافق غالب نہ رہا۔
اسی طرح نفیل نے بھی یہ اشعار کہے

(ترجمہ)

(۱) اے ردینہ (اسکی بیوی) ہم تجھے خراج تحسین پیش کرتے ہیں اور بابار خوش آمدید کہتے ہیں۔
(۲) تمہارا ایک مشعلچی ہمارے پاس شعلہ لینے کے لیے آیا ہمارے پاس اس پر کسی کو قدرت نہ ہوسکی۔
(۳) تب تو مجھے معذور سمجھتی اور میری روئے کی داد دیتی اور معافات پر اظہار افسوس بھی نہ کرتی۔
(۴) اے ردینہ! تو نے ان کا حال محصب وادی کے قریب نہیں دیکھا تھا کاش کہ تو دیکھ لیتی۔
(۵) اس پر میں اللہ تعالیٰ کی تعریف کرتا ہوں خاص کے جب میں نے (محمود ہاتھ کو بٹھا کر)۔
(۶) سارے حبشی نفیل کے بارے مین پوچھ رہے تھے یوں لگتا تھا کہ گویا کہ میرے اوپر لشکر والوں کا قرض ہے۔

الغرض ابراہ لاشکر گرتا پڑتا ذلیل و خوار ہوتا ہلاک ہو گیا اور کنکریوں کی چوٹ کی وجہ سے ابراہ کے جسم میں ایک بیماری پیدا ہو گئی جس سے اس کی انگلیوں کی پورے تک جھڑ گئے۔ اس کو اسی حال میں اٹھا کر صنعا تک لے گئے آخر اس کا سینہ پھٹ گیا اور وہ ہلاک ہو گیا۔

روایت ابن عباس

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ بعض مورخین کا کہنا ہے کہ نجاشی نے ارباط ابو صحم کو چار ہزار کا لشکر دے کر یمن کی طرف متوجہ کیا ارباط نے یمن پر چڑھائی کی اور غلبہ پالیا اور حکمرانوں کو عطایات دیئے فقراء کو ذلیل کیا۔
اس صورت حال کو دیکھ کر اہل حبش میں سے ایک آدمی ابراہ ابو یکسوم اٹھ کھڑا ہوا لوگوں کو اپنی فرمانبرداری کی طرف بلایا لوگوں نے اسکی اطاعت خوشی سے قبول کی ابراہ نے ارباط کو قتل کر کے یمن پر غلبہ پالیا اسی دوران لوگوں کو دیکھا کہ حج بیت اللہ کی تیاریاں کرر ہیں ہیں۔ پوچھا! یہ لوگ کہاں جارہیں ہیں؟ لوگوں نے کہا کہ مکہ مکرمہ میں بیت اللہ کا حج کرنے جارہے ہیں۔ کیا وہ کسی چیز سے بنا ہوا ہے؟ لوگوں نے جواب دیا کہ پتھروں سے بنا ہوا ہے کہا کہ وہاں پر کیا چڑھاتے ہو لوگوں نے کہا کہ نذر مانے ہوئے جانور اس پر قربان کرتے ہیں۔
ابراہہ نے یہ دیکھ کر عیسیٰ کی قسم کھائی اور کہا کہ میں بھی یہاں پر ایک گھر ضرور تعمیر کروں گا جو تمہار بیت اللہ سے

بہتر ہوگا چنانچہ اس نے ایک گھر بنایا اور اس کی تعمیر میں سرخ، سفید، سیاہ اور زرد ہر طرح کا سنگ مرمر استعمال کیا اور کوب سونے اور چاندی کے ساتھ مزین کیا اوپر پردے ڈلوائے اندر شمعیں اور چراغ روشن کروائے دیواروں کو مشک کی خوشبو کے ساتھ خوشبودار کیا الغرض ہر طرح کی زرق و برق سے اس کو مزین کیا لوگوں میں اعلان عام کرادیا کہ اب بیت اللہ جانے کی ضرورت نہیں اب اس گھر کا حج کرو۔

چنانچہ کئی سالوں تک عربوں کے بہت سارے قبائل اسکا حج کرنے لگے لوگ اس میں جا کر ٹھہرتے عبادت کرتے اور قربانیاں کرتے تھے چنانچہ نفیل ان کی تزین کو ناپسند کرتا تھا ایک رات آنکھیں چراتے ہوئے اپنے ساتھ پاخانہ لے کر اس گھر میں آیا اور پاخانے سے لتھیڑ اڈال دیا اور مردار پڑے ہوئے گوشت لا کر اندر ڈال دیئے جب اسکی خبر ابراہہ کو ہوئی تو اس نے کہا کہ یہ کام صرف اور صرف عربوں نے اپنے بیت اللہ کی خاطر کیا ہے۔ بخدا اب میں ضرور اسکی اینٹ سے اینٹ بجا کر دم لوں گا۔

چنانچہ ابراہہ نے سارا ماجرا نجاشی کو لکھ دیا اور کہا کہ میرا محمود نامی ہاتھی بھیج دیا جائے (اس ہاتھی کا ذکر پہلے گزر چکا ہے) جب ہاتھی ابراہہ کے پاس پہنچ گیا تو حمیر قوم کے سردار اور نفیل بن حبیب خثعمی کو اپنے ساتھ لے کر بیت اللہ کو گرانے چل پڑا۔

جب حرم کے قریب پہنچا تو اپنی فوج سے مکہ میں لوٹ مار کرائی اور عبدالمطلب کے اونٹوں کو ہانک کر لے گئے نفیل عبدالمطلب کا کسی زمانے میں دوست رہ چکا تھا عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کے بارے میں نفیل سے بات کی کہ میرے اونٹوں کو واپس کیا جائے نفیل نے ابراہہ سے بات کی اے بادشاہ! عربوں کا سردار تیرے پاس آیا ہے اور یہ عزت و مرتبہ والا آدمی ہے، حاجت مند کو عمدہ گھوڑے پر سوار کرتا ہے، فقرا کو اموال کثیر عطا کرتا ہے، اور بھوکوں کو کھانا کھلاتا ہے چنانچہ وہ عبدالمطلب کو ابراہہ کے پاس لے گئے ابراہہ نے کہا بولو تمھاری کیا حاجت ہے؟ عبدالمطلب نے کہا تمہارے بارے میں جو باتیں مجھے پہنچیں ہیں وہ محض ایک دھوکہ دہی تھی میں تو یہ سمجھا تھا کہ تم بیت اللہ کے بارے میں مجھ سے بات کرو گے عبدالمطلب نے کہا کہ بس مجھے میرے اونٹ واپس کردے تو جان اور بیت اللہ جانے اسکا رکھوالا پروردگار ہے وہی اسکا دفاع کرے گا ابراہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کر دیئے عبدالمطلب نے اونٹوں ک گلے میں تلادے ڈال دیئے اور ان کا اشعار کر کہ بطور ھدی کے حرم میں پھیلا دیا اور خود عبدالمطلب اپنے ساتھ عمرو بن عائذ بن عمران بن مکروم، معظم بن عدی اور ابو مسعود ثقفی کو لے کر حرا پہاڑ پر چڑھ گئے۔ (اشعار پیچھے گزر گئے ہیں)

بعد میں اللہ تعالی نے ابابیل کی طرح پرندے بھیجے ان کی چونچوں میں ایک ایک پتھر اور پنجوں میں دو دو پتھر تھے پرندوں نے ابراہہ کے لشکر پر پتھر برسائے جس کو بھی کنکر لگتی چوٹ والی جگہ پھوٹ کر پھوڑا بن جاتی اور پھر ہلاک ہو جاتے پھر سیلاب آیا اور ان کے جسدوں کو بہا کر سمندر میں ڈال دیا۔ واللہ اعلم

ابراہہ اپنے چند بچے کچھوں کے ہمراہ الٹے پاؤں بھاگا لیکن ابراہہ کی یہ حالت تھی کہ اس کے جسم کے اعضاء ایک ایک کر کے گر رہے تھے اسکا محمود نامی ہاتھی گھٹنوں کے بل بیٹھ گیا اور آگے بڑھنے کی اس میں ہمت نہ ہوئی ایک دوسرا ہاتھی آگے بڑھا مگر وہ زمین میں دھنس گیا کہا جاتا ہے کہ ابراہہ یمن سے تیرہ ہاتھی اپنے ساتھ لایا تھا عبدالمطلب نے حراء غار سے نیچے اترے اور دو حبشیوں نے آگے بڑھ کر ان کے سر کا بوسہ دیا اور کہا کہ "آپ بہتر جانتے تھے"۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ عرب میں چیچک اور خسرے کی بیماری پہلی بار اسی سال دیکھی گئی اسی طرح

چرمل، حنظل اور عشر جیسے کڑوے درخت بھی اسی سال پہلی بار دیکھے گئے (گویا ابراہہ کے ناپاک ارادے کی وجہ سے عرب میں تکلیف دہ چیزیں پیدا ہو گئیں اور موذی مرضوں نے جنم لیا)

ابراہہ کے بعد یمن کے حالات

محمد بن اسحاق کی روایت کے مطابق جب ابراہہ ہلاک ہوا تو اس کا بیٹا یکسوم بن ابراہہ بادشاہ بن گیا ابراہہ اسی کو نام سے ابو یکسوم کہا جاتا ہے یکسوم نے حمیر قوم کو ذلت میں ڈال دیا یمن کے قبائل کو حبشیوں نے مغلوب کر لیا عربوں کی عورتوں کے ساتھ نکاح کیے مردوں کو قتل کر دیا اور ان کے بیٹوں کو عربوں اور اپنے درمیان ترجمان بنا لیا۔

جب حبشی مکہ سے ہزیمت خوردہ ہو کر ہلاک ہوئے تو عربوں نے قریش کی بڑی عزت کی، عربوں میں قابل عزت ہو گئے۔ اور اہل عرب انھیں اہل اللہ کہہ کر پکارنے لگے اور کہا جانے لگا کہ اللہ تعالی نے خود ہی بیت اللہ کی قریش کی طرف سے حفاظت و مدافعت کی اور ان کی مونت کی کفایت کی۔

سیف بن ذی یزن

الغرض واقعہ اصحاب فیل کے بعد جب ابراہہ ہلاک ہو گیا تو اس کا بیٹا یکسوم بن ابراہہ یمن کا مالک ہوا اور جب وہ بھی مر گیا تو اس کے بعد اسکا بھائی مسروق حبش میں یمن کا مالک ہوا۔

قیصر روم سے طلب مدد

جب اہل یمن پر نہایت تکالیف و مصائب آنے لگیں اور اپنے ظالم حکام کے ہاتھ سے تنگ آئے تو بعض اہل فراست کو کچھ کر گزرنے کی سوجھی چناچہ ایک شخص جس کا نام سیف بن ذی یزن حمیری تھا اور کنیت ابو مرہ تھی اپنی قوم کی طرف سے قیصر روم کے پاس شکایت لے کر آیا اور کہا کہ ہم لوگ حبشیوں کے ہاتھ سے جو اس وقت ہمارے ملک یمن پر حکمران ہیں ہم چاہتے ہیں کہ آپ ان کو ہماوے سے نکال دیں اور روم میں سے کسی کو ہمارا بادشاہ مقرر فرمائیں مگر بادشاہ روم نے اسکی شکایت رفع نہ کی اور اس کام میں دست درازی کی ہمت نہ ہوئی کہنے لگا کہ تمہارا ملک دور ہے اور اہل فارس بھی وہاں سے قریب ہیں میں ان کی چنگل میں نہیں جا سکتا۔ بہر حال قیصر روم نے سیف بن زی یزن کو وہاں سے ٹال دیا۔

کسری نوشروان سے مدد طلب

سیف بن زی یزن محروم و مایوس ہو کر نعمان بن منذر عامل حیرہ کے پاس آیا (نعمان ان دنوں نوشیروان کی طرف سے اس صوبے کا حاکم تھا) اور سارا ماجرا اس کی خدمت میں پیش کیا نعمان نے کہا کہ میں اپنی طرف سے کچھ نہیں کر سکتا ہاں! میں ہر سال کسری نوشیروان کے پاس جاتا ہوں تم مقررہ وقت تک یہاں ٹھہرو میں تمھیں اپنے ساتھ لے چلوں گا تمھاری حاجت براری کے لیے اس سے سفارش کروں گا۔

کسری کے دربار کی شان وشوکت

جب مقررہ دن آیا تو نعمان اس کو ساتھ لے کر کسری کے دربار میں داخل ہوا سیف نے اس سے پہلے کبھی کسری کے دربار کی شان و شوکت نہیں دیکھی تھی سیف دیکھتے ہی کانپ اٹھا اور بدن پر رعب طاری ہو گیا چونکہ کسری

دربار کے روز اس محل میں بیٹھتا تھا جس میں اسکا تاج لٹکا رہتا تھا جسکی کیفیت یہ تھی کہ اس کا تاج بڑا بھاری تھا جس کو اسکا سر نہیں اٹھا سکتا تھا اس میں یاقوت، موتی، زبرجد، سونا، چاندی لگے ہوئے تھے اور ایک سونے کی زنجیر اس محل کے اندر محراب میں لٹکا رہتا تھا اور کپڑوں سے ڈھکا رہتا تھا جب بھی دربار میں بیٹھتا تو اپنا سر اس لٹکے ہوئے تاج کے اندر داخل کر دیتا اور تاج سے کپڑے اتار لیے جاتے تو اس حالت میں جس شخص نے پہلے یہ کیفیت نہ دیکھی ہوتی تو وہ مرعوب ور ہوش ہو جاتا۔

اسی طرح سیف بن ذی پر بھی ہیبت طاری ہوگئی اور اس نے دروازے سے داخل ہوتے وقت سر جھکا لیا جس پر نوشیروان کی زبان سے نکلا کہ یہ احمق باوجود اتنا اونچا دروازہ ہونے کے داخل ہوتے وقت سر کو جھکاتا ہے۔ جس کے جواب میں اس نے کہا یہ آپ کی دہشت کی وجہ سے ہے۔ پھر عرض کرنے لگا کہ اے بادشاہ! ہمارے ملک پر غیروں نے (جو ہمارے ملک کے نہیں) غلبہ پا کر قبضہ کر لیا ہے اور ہم ان کے ظلم سے تنگ ہیں۔ نوشیروان نے پوچھا کہ کون سے غیر حبشی یا سندھی۔ جواب دیا کہ حبشیوں نے اور ہم چاہتے ہیں کہ ہمارا ملک آپ کے زیر سایہ ہو نوشیروان نے کہا کہ تیرے شہر تباہ برباد ہو جائیں میں ایران کا لشکر عرب نہیں بھیجتا مجھے کچھ حاجت نہیں ہے۔

یہ کہہ کر حکم دیا کہ اس یمنی کو دس ہزار درہم اور خلعت دے کر رخصت کر و سیف نے یہ مال لے کر غریبوں مسکینوں، اور ضرورت مندوں میں تقسیم کیا جب بادشاہ کو اس کے عمل کی خبر ہوئی تو بادشاہ نے پوچھا کہ تو بادشاہ کے عطیے لوگوں پر نثار کرتا ہے کیا وجہ ہے؟ سیف بن ذی یزن نے کہا کہ میں اسکا کیا کروں گا؟ جس زمین سے آیا ہوں اس کے تمام پہاڑ سونے اور چاندی کے ہیں بادشاہ کے دل میں لالچ پیدا ہو گیا ارکام سلطنت اور داعیان کو بلا کر اس نے مشورہ لیا کہ اس شخص کے معاملہ میں کیا مشورہ دیتے ہو ارکان میں سے کسی نے کہا اے بادشاہ! آپ قید خانوں میں جو واجب القتل قیدی ہیں ان کو اس شخص کے ساتھ کر دو اگر وہ شکست کھا کر مارے گئے تو اپنی سزا کو پہنچ گئے اور اگر وہ کامیاب ہوئے تو ملک آپ کا ہو جائے گا۔

وہرزا اور سیف بن ذی یزن

بادشاہ کو یہ بات پسند آئی اور ان قیدیوں کو تعداد میں آٹھ سو تھے سیف کے ساتھ کر دیا۔ اور ان ہی میں سے ایک شخص کو جس کا نام وہرزا تھا اور ان میں بلحاظ عمر و نسب و حسب اور علم و فضل میں بڑا تھا وہرز نے آٹھ کشتیوں میں سو سو آدمی بٹھائے اور سیف بن ذی یزن کے ہمراہ چل دیا۔

دوران سفر سمندر میں طوفان آیا جس کی وجہ سے دو کشتیاں ڈوب گئیں اور چھ کشتیاں چھ سو آدمیوں کو لے کر ساحل عدن تک پہنچیں وہاں پہنچ کر سیف نے بھی اپنی قوم کے آدمیوں کو وہرز کی فوج کے ساتھ شامل کر دیا اور کہا کہ اے وہرز! میرا پاؤں تیرے پاؤں کے ساتھ ہے (یعنی ہم ایک دوسرے کے مددگار ہیں) اگر مرے تو دونوں فتح یاب ہوئے تو دونوں وہرز نے کہا کہ بے شک انصاف یہ ہی ہے جب وہرز اور سیف کے آدمی میدان جنگ میں آ گئے تو ان کا مقابلہ کرنے کے واسطے مسروق بن ابراہہ یمن کا بادشاہ نکلا اور اپنے لشکر کو مقابلہ کے لیے آراستہ کیا۔

پہلے وہرز نے اپنا بیٹا ان کی لڑائی آزمانے کے لیے بھیجا مگر وہ مارا گیا اس بات پر وہرز کا جوش وغضب بڑھا پوچھا کہ مجھے بتاؤ کہ حبشیوں کا بادشاہ کون ہے تا کہ میں اسکا کام تمام کر دوں کہا گیا کہ وہ جو ہاتھی پر سوار ہے اور جس کے سر پر تاج رکھا ہوا ہے اور اس کی آنکھوں کے سامنے سرخ یاقوت لگا ہوا ہے کہا تھوڑی دیر ٹھہر و پھر پوچھا کہ اب کس حالت

میں ہے کہا گیا کہ اب گھوڑے پر سوار ہے کہا ابھی جانے دو۔ کچھ دیر کے بعد پھر پوچھا کہ اب کس حالت میں ہے کہا گیا کہ اب خچر پر سوار ہو گیا ہے کہا گدھی کا بچہ (خچر) اور اس کا مالک ذلیل ہو جائے گا یہ کہہ کر اپنے لشکر والوں سے کہا کہ دیکھو میں اپنے اس پر تیر برساتا ہوں اگر تم دیکھو کہ اس کا لشکر اپنی جگہ سے نہیں ہلا تو تم بھی اپنی جگہ پر ثابت قدم رہنا اور یہ سمجھنا کہ میں ابھی کامیاب نہیں ہوا اور اگر دیکھو کہ اس کے آدمی اپنی جگہ سے اکھڑ گئے ہیں تو جان لینا کہ میں کامیاب ہو گیا ہوں اس حالت میں ان پر یک لخت حملہ کر دینا۔ یہ کہہ کر اپنی کمان پر تانت چڑھائی اور تاک کر ایک نشانہ لگایا کہ تیر اس کی آنکھ کے یاقوت سے نکل کر گدی سے پار ہو گیا اور وہ اپنے خچر سے سرنگوں ہو کر گر گیا۔ اتنے میں اس کا لشکر تر بتر ہو گیا اس حالت کو غنیمت جانتے ہوئے اس پر انھوں نے حملہ کر دیا کچھ حبشی بھاگ گئے اور کچھ قتل کر دیئے گئے اور دہرز جب فتح یاب ہو کر دروازے میں داخل ہونے لگا تو حکم دیا کہ میرے جھنڈے کو دروازے سے ٹیڑھا کر کے نہ گزارنا بلکہ دروازہ گرادو اور جھنڈا سیدھا لے جاؤ جب دہرز نے یمن پر قبضہ کر لیا تو کسریٰ کو سارے حالات لکھ بھیجے کسریٰ نے جواباً لکھا کہ سیف بن ذی یزن کو اس کا بادشاہ بنادو اور کسریٰ نے سیف پر جزیہ (ٹیکس) مقرر کر دیا اس کے بعد سیف ہر سال کسریٰ کے پاس جزیہ بھجتا وہرز کسریٰ کے حکم پر واپس ہو گیا واضح رہے کہ سیف کا باپ ذی یزن ملک یمن میں سے تھا اس طرح حبشیوں کا یمن سے خاتم ہوا حبشیوں کو ملک یمن پر حکومت کرتے ہوئے ۷۲ سال گزر گئے اس عرصہ میں یمن پر حبشیوں کی طرف سے چاروں شخص (ارياط، ابراھہ، یکسوم اور مسروق) نے حکومت کی تھی۔

ھشام بن محمد کی رائے

اس سے پہلے ابن اسحاق کی روایت گزری ہے ھشام بن محمد کی روایت کچھ اختلاف کے ساتھ اس کے قریب قریب ہے تاہم ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ ابراہہ کے بعد یکسوم یمن کا مالک ہوا مسروق وہی آدمی ہے جسے کسریٰ بن قباز کے دھرز نامی آدمی نے قتل کیا تھا اور حبشیوں کو یمن سے مار بھگایا تھا۔

مذکورہ بالا اجمال کی تفصیل ھشام یوں بیان کرتے ہیں کہ مرہ فیاض ذی یزن یمن کے اشرف لوگوں میں سے تھا اور اسکی بیوی ریحانہ بنت ذی جدن تھی۔ ریحانہ سے ذی یزن کا ایک لڑکا معدیکرب پیدا ہوا اور ریحانہ حسن و جمال میں درجہ کمال رکھتی تھی اشرم نے حسن و جمال سے متاثر ہو کر ریحانہ کو ذی یزن سے چھین لیا اور اپنے ساتھ نکاح کر لیا اب ذی یزن کی غیرت یمن میں رہنے سے رکاوٹ بنی اور وہ بنو مقدر کے بادشاہ عمرو بن ھند کے پاس پہنچ گیا عمرو سے کہا کہ میری مصیبت پر کسریٰ سے میری سفارش کرو اور اسے ایک خط لکھ دو۔ عمرو نے کہا! تھوڑا صبر سے کام لو میں ہر سال کسریٰ کے پاس جایا کرتا ہوں اور میرے جانے کا وقت قریب ہے میں تمھیں اپنے ساتھ لے چلوں گا اور تمہاری سفارش کروں گا جب وقت آیا تو عمرو ذی یزن کو لے کر کسریٰ کے پاس گیا اور جا کر ذی یزن کی خامیاں بیان کرنے لگا اور دربار میں آنے کی اجازت طلب کی کسریٰ نے اجازت عنایت کی اور ذی یزن کے ساتھ حسن و خوبی کے ساتھ پیش آیا ذی یزن نے کہا کہ اے بادشاہ ہمارے ملک پر کالوں نے قبضہ کر لیا ہے اور ہمارے معاشرے میں بری بری حرکتیں شروع کر دیں ہیں اگر بادشاہ سلامت ایسا قدم اٹھاتا تو وہ اس کا زیادہ حقدار تھا کہا کہ بادشاہ سلامت آپ سارے جہاں کے ملوک پر فضل و کرم میں فوقیت رکھتے ہیں اب ہم فتح و نصرت کی بھیک مانگتے ہوئے آپ کے در پر آئے ہیں ہماری مدد کیجیے تا کہ اللہ تعالیٰ ہمارے دشمنوں کا کام تمام کر دے سو بادشاہ سلامت اگر آپ میری بات پر یقین رکھتے ہیں تو ہماری امید کو بہار رکھتے ہوئے تو میرے ساتھ ایک لشکر جرار بھیج دیجیے تا کہ دشمن کو ملک بدر کر سکیں اس طرح آپ کی مملکت میں اضافہ ہو جائے

گا ہمارے علاقے کو نظر انداز نہ کیجیے گا ہمارا ملک سرسبز وشاداب ہے عرب کے باقی ماندہ علاقوں کی طرح چٹیل نہیں ہے۔

بادشاہ نے کہا کہ ہم نے تمہارے ملک کے بارے میں سن لیا اچھا یہ تو بتاؤ کون سے کالوں نے تمہارے ملک پر قبضہ کیا ہے؟ سندھیوں نے یا حبشیوں نے؟ کہا نہیں بلکہ حبشیوں نے انوشیروان نے کہا کہ میں تمہاری بات کی تصدیق کرتا ہوں اور یہ بھی چاہتا ہوں کہ تیری حاجت پوری کروں مگر تمہارے ملک تک جانے والا راستہ بڑا دشوار ہے میں اس راستہ سے اپنی فوج کو بھیج کر ہلاک نہیں کرانا چاہتا ہاں تیرے معاملے میں غور کروں گا۔

پھر بادشاہ نے اپنے ماتحتوں کو حکم دیا کہ اس کو یہاں رہائش دے دو اور اسکی خوب عزت واکرام کرو چنانچہ ذی یزن اسی کے پاس مقیم رہا پھر بعد میں وہیں مرا لیکن اپنی حاجت پوری نہ کرا سکا ابومرہ فیاض ذی یزن نے کسریٰ کے بارے میں ایک قصیدہ کہا تھا جس میں کسریٰ کی مدح کی تھی جب فارسی میں اس کا ترجمہ کر کے کسریٰ کو سنایا تو وہ جھوم گیا۔

اوپر گزر چکا ہے کہ ریحانہ ابراہا الاشرم نے نے قبضہ کر کے اپنے نکاح میں لے لی تھی۔ ریحانہ نے ابراہ کے پاس ایک لڑکا مسروق بھیجا دوسرا لڑکا معدیکرب جو ذی یزن سے تھا وہ بھی ریحانہ کے سائے میں پرورش پا رہا تھا ایک مرتبہ ایسا ہوا تھا کہ مسروق بن ابراہ نے معدیکرب نے ذی یزن کو گالی دی اور کہا کہ تیرے باپ پر لعنت ہو مگر یکرب یہ سن کر بھاگا اپنی ماں ریحانہ کے پاس آیا اور اس سے پوچھا میرا باپ کون؟ ریحانہ نے بہانہ بناتے ہوئے کہا تمہارا باپ فیاض ابومرہ ہے اور سارا قصہ کہہ سنایا واقعہ کو سن کر گویا معدیکرب کے جگر پر تیر چل گیا اور انتقام لینے کی ٹھان لی لیکن ابھی کمسن لڑکا تھا مجبوراً اسی حال میں ٹھہرنا پڑا۔

چنانچہ اشرام اور اسکے بڑے بیٹے یکسوم کے مرنے کے بعد مسروق یمن کا مالک ہوا اس کے زمانہ میں معدیکرب نے موقع کو غنیمت سمجھ کر ملک روم کے پاس گیا تا کہ اسے مدد وطلب کرے کسریٰ کے پاس نہ گیا چونکہ اس کے باپ کی مدد میں کسریٰ نے تاخیر کی تھی لیکن شوائی قسمت قیصر روم بھی تو حبشیوں کے مذہب عیسائیت کا پابند تھا اس لیے مذہبی حمایت اسکی درد کے آڑھے آ گئی اور قیصر روم سے کسی قسم کی کوئی مدد نہ حاصل ہو سکی۔

ان حالات کے پیش نظر ناامیدی کی حالت میں واپس قصری کے پاس لوٹا (مرتا نہ تو کیا کرتا) چنانچہ مناسب موقع جان کر کسریٰ کے دربار میں سوار ہو کر پیش ہوا اور زوردار صدا لگائی کہ اے بادشاہ! تیرے پاس میری ایک میراث پڑی ہوئی ہے کسریٰ نے اسے پاس آنے کے واسطے بلایا گھوڑے سے اتر کر کسریٰ کے پاس گیا اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ اور تیری کون سی میراث پڑی ہے کہنے لگا کہ میں ایک بوڑھے یمنی ذی یزن کا بیٹا ہوں تو نے میرے باپ کے ساتھ اسکی امداد کا وعدہ کیا تھا وہ بچارا تو تیرے دروازے پر پڑا پڑا مر گیا مگر تو نے اسکی کوئی مدد نہ کی اب تیرے اوپر واجب ہے کہ وعدہ وفائی کے لیے تو میرے ساتھ نکلے کسریٰ نے اسکو مال دینے کا حکم دیا معدیکرب نے مال لے کر زمین پر بکھیرنا شروع کر دیا اور لوگوں نے مال اٹھا اٹھا کر اپنے پاس جمع کر لیا جب کسریٰ کو خبر ہوئی تو اسے اپنے پاس بلوایا اور کہا کہ تجھے کس چیز نے ایسا کرنے پر ابھارا؟ کہنے لگا کہ میں تیرے پاس مال کی حاجت لے کر نہیں آیا میرے ملک میں سونا چاندی کافی ہے میں تو تیرے پاس اس لیے آیا تھا کہ تا کہ تو مجھے کچھ ایسے مرد دے جو کہ میرے سر لگی ذلت کو اتار پھینکیں۔

کسریٰ معدیکرب کی شعلہ بیانی کو سن کر حیرت میں ڈوب گیا وزرا کو جمع کیا لشکر کشی کے بارے میں مشورہ کیا وزرا کہنے لگے کہ واقعی اس لڑکے کا تیرے اوپر حق ہے جب کہ تو نے اسکے باپ کے ساتھ بھی امداد کا وعدہ کیا ہوا تھا

۔ہماری سنو تو جیلوں میں بہت سارے ایسے قیدی پڑے ہوئے ہیں جو واجب القتل ہیں اور ان میں عقلمند اور بہادر قسم کے لوگ بھی ہیں لہذا اگر کامیاب وکامران رہے تو تیری مملکت میں اضافہ ہوگا اور اگر مر گئے تو اپنی سزا کو پہنچیں گے۔

کسری نے کہا کہ یہ رائے بہترین رائے ہے چنانچہ کسری کے حکم پر قیدیوں کا اعداد وشمار کیا گیا تو آٹھ سو نکلے ان پر اپنے متعدد آدمیوں میں سے ایک کو سپہ سالار مقرر کیا اسکا نام وھرز تھا کسری کے انتہا وھرز کو سو پہلوانوں کے برابر سمجھا جاتا تھا چنانچہ انھیں مناسب قوت واسلحہ وغیرہ دے کر انھیں آٹھ کشتیوں میں سوار کیا اور سمندر کے راستے چل پڑے دوران سفر سمندر میں طوفان آگیا جس کی وجہ سے دو کشتیاں ڈوب گئیں اور باقی ماندہ چھ کشتیاں حضرموت کے ساحل پر جا تریں۔

ادھر سے مسروق خبر سنتے ہی ایک لاکھ فوج (جن میں حبشی اور عرب حمیر شامل تھے) لے کر پہنچ گیا بہت سارے لوگ معدیکرب کے ساتھ جا ملے وھرز نے سمندر کے ساحل ہی پر پڑاؤ ڈالا مسروق کو ان کی قلت دیکھ کر کچھ طمع ہوئی اس لیے وھرز کے پاس اپنا ایک قاصد بھیجا اور پیغام دیا کہ تیرے پاس جتنی فوج ہے میں اسے دیکھ رہا ہوں اور میرے پاس جتنی فوج ہے وہ تو دیکھ رہا ہے اس میں کوئی شک نہیں کہ تو نے اپنے آپ کو اور اپنے ساتھیوں کو دھوکے میں رکھا ہوا ہے اگر تو پسند کرے تو تو اپنے ملک واپس چلا جا میں تجھے کچھ ملامت نہیں کروں گا اور ہماری طرف سے کوئی برائی کا سامنا نہیں ہوگا۔ اگر تو جنگ پسند کرتا ہے تو میں ابھی ابھی فیصلہ کر دیتا ہوں اور اگر اپنے معاملے میں سوچ ومشاورت و سوچ وبچار کے واسطے مہلت چاہتا ہے تو میں تجھے مہلت دیتا ہوں۔

وھرز ان کے اس برتاؤ اور لاؤ لشکر کو دیکھ کر پریشان ہوا اور دیکھا کہ حقیقتاً ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں ہے کہ ہم اسکا مقابلہ کریں وھرز نے اس کے پاس اپنا قاصد بھیجا اور کہلا بھیجا کہ ہمارے اور اپنے درمیان مدت مقرر کردے تاکہ ہم اس مدت میں سوچ وبچار کرسکیں اور پختہ عہد کر کے مقررہ مدت میں ہمارے درمیان کسی قسم کا خون خرابہ نہ ہوگا تاکہ ہم کسی ایک بات پر مشورہ نہ کرلیں میری طرف سے پابندی کا عہد ہے چنانچہ مسروق نے مدت مقرر کردی اور ہر ایک کا لشکر اپنی اپنی چھاؤنی میں اقامت پذیر رہا مدت کے ابھی دس ہی دن گزرے تھے کہ اچانک ایک دن وھرز کا بیٹا اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر مسروق کے لشکر کے پاس جا پہنچا مسروق کے آدمیوں نے اسے دیکھ کر اس پر حملہ کر دیا اسے قتل کر دیا وھرز کا کچھ علم نہ تھا جب اسے خبر ہوئی تو مسروق کے پاس پیغام بھیجا کہ جب تمہارے اور ہمارے درمیان معاہدہ ہوا تھا پھر تم نے میرے بیٹے کو کیوں قتل کیا؟ مسروق نے جواب دیا کہ تیرا بیٹا ہمارے اوپر حملہ آور ہوا اور ہمارے لشکر کے درمیان گھس آیا تھا ہمارے چند بے وقوفوں نے جوش میں آکر اسے قتل کر دیا حالانکہ میں خود بذات اس قتل کو ناپسند کرتا تھا وھرز نے اسے کہلا بھیجا کہ وہ میرا بیٹا نہیں کسی زانیہ کا بیٹا ہے اگر میرا بیٹا ہوتا تو معاہدہ کی خلاف ورزی نہ کرتا پھر وھرز نے اپنا خیمہ ایک اونچی جگہ مقرر کیا تاکہ یہاں سے ہمراہیوں کی کڑی نظر رکھی جا سکے اور قسم کھالی کہ مقررہ مدت گزرنے تک شراب نہ پیوں گا اور نہ تیل لگائے گا۔

مقررہ مدت کے ختم ہونے میں ایک دن باقی رہ گیا تھا وھرز نے حکم دیا کہ کشتیاں جلوا ڈالیں اور فوج کے جسم پر لگے ہوئے کپڑوں کے علاوہ فالتو کپڑے بھی جلوا ڈالے پھر سارا کھانا ایک جگہ جمع کرایا اور اپنے فوجیوں سے کہا کہ جتنا کھا سکتے ہو کھالو چنانچہ ان کے کھانے سے جو بچا وہ سمندر میں ڈال دیا۔

اس کے بعد اٹھ کر اپنے لشکر سے زوردار خطاب کیا۔

اور کہا! اے لوگو اچھی طرح جان لو کہ میں نے کشتیاں صرف اس لیے جلوائی ہیں کہ تاکہ تمھیں اپنے ملک پہنچنے

کا کوئی راستہ نہ ملے اور کپڑے اس لیے جلوائے ہیں کہ مجھے یہ بات ناگوار گزری کہ اگر خدانا خواستہ حبشی ہمارے اوپر غالب آ گئے تو کپڑے ان کی ملکیت میں چلے جائیں گے اور کھانا اس لیے سمندر میں ڈلوایا کہ کہیں تم میں سے کسی کو یہ طمع پیدا نہ ہو کہ چلو ایک آدھ دن زندہ رہ جاؤں اور کھانا کھالوں (مطلب یہ ہے کہ کھانا ختم ہو چکا اب تمھیں زندہ رہنے کے لیے جان کی بازی لگانی پڑے گی اور حبشیوں کو بھگانا ہوگا) لہٰذا اگر تم نے دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ نہ کیا تو مجھے دیکھ لینا اگر تم نے ایسا نہیں کیا تو میں اکیلا ہی تلوار لے کر میدان جنگ میں کود پڑوں گا یہاں تک کہ میں ٹکڑے ٹکڑے نہ ہو جاؤں اور میں کسی حال میں دشمن کو اپنے اوپر قدرت پانے نہیں دوں گا لہٰذا تم اپنی حالت کو دیکھ کر مجھے جواب دو لشکر نے جواب دیا کہ نہیں ہم آخری دم تک لڑیں گے اور ضرور کامیاب ہو کر رہیں گے۔

وھرز کی تیاری اور حملہ آوری

مقررہ وقت کے آخری دن کی صبح ہوئی وھرز نے اپنے لشکر کو تیار کیا اور سمندر کو پشت کی طرف رکھا اور اپنی فوج پر متوجہ ہو کر انھیں صبر کی تلقین کی اور کہا کہ تمھارے سامنے دو چیزیں ہیں یا تو دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کر کے حاصل کر و یا لڑتے لڑتے عزت کے ساتھ مر جاؤ حکم دیا کہ اپنی اپنی کمانوں میں تیر ڈال لو اور جب میں کہوں تو ان پر تیروں کی بارش کر دو چکی کا پاٹ یہ ہے کہ اہل یمن نے اس سے پہلے تیروں کو نہیں دیکھا تھا۔

مخالف سمت سے مسروق بھی سر پر تاج سجا کر ایک ہاتھی پر بیٹھے ہوئے اپنے لشکر عظیم کے ساتھ حرکت میں آیا یہ خیال نہیں ہو سکتا تھا کہ وھرز کے حق میں کامیابی ہوگی وھرز کی نظر کمزور ہونے کی وجہ سے اچھی طرح دیکھ بھی نہیں سکتا تھا اپنے آدمیوں سے کہا کہ مجھے ان کا بادشاہ دکھلاؤ کون سا ہے؟ کہا جو ہاتھی پر بیٹھا ہوا ہے ابھی تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ بادشاہ ہاتھی سے اتر کر گھوڑے پر سوار ہو گیا۔ کہنے لگا کہ میری آبروؤں کو اٹھا کر زرہ آنکھوں سے اوپر اٹھاؤ (بڑھاپے کی وجہ سے اس کی آبرویں آنکھوں پر لٹکی ہوئی تھیں) انھوں نے جلدی سے آبروں کو اوپر اٹھایا کہا کہ مجھے اشارہ سے بتاؤ کہ مسروق کون سا ہے اتنی دیر میں اس نے تیر نکال کر کمان میں چڑھایا آدمی نے اشارہ کر کے بتایا ہی تھا کہ اتنی دیر میں تیر مسروق کے جسم میں پیوست ہو چکا تھا فوج کو فوراً حکم دیا کہ تیروں کی بوچھاڑ کر دو چنانچہ اب ایسا آسمان بن گیا کہ تیروں کی بارش برس رہی ہے ادھر مسروق پیشانی کے بل گھوڑے سے نیچے گر گیا۔

تیر اندازی میں مسروق کی کثیر جماعت ہلاک ہو گئی بقیہ لوگوں نے جب مسروق کو مرا ہوا دیکھا تو شکست تسلیم ہو گئے وھرز نے اپنے بیٹے کی لاش دفنائی اور مسروق کو ایک گڑھے میں ڈال دیا اور بہت سارا مال غنیمت ہاتھ آیا مسروق کے لشکر کے بچے ہوئے لوگوں کو قیدی بنالیا۔

اس کے بعد وھرز نے حکم دیا کہ حمیری اور عربی قیدیوں کی جان بخشی کر و اور حبشیوں میں سے ایک بھی آدمی کو زندہ نہ چھوڑ و چنانچہ سب حبشیوں کو موت کے گھاٹ اتار دیا گیا۔

لطیفہ

دوران جنگ ایک عربی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر بھاگ نکلا اونٹ کو مسلسل ایک رات اور ایک دن چلاتا رہا چنانچہ ایک جگہ پہنچ کر پیچھے مڑ کر دیکھا تو اونٹ پر رکھے ہوئے سامان میں سے ایک تھیلے میں تیر پیوست ہو چکا ہے تیر کو مخاطب کر کے کہا کہ "تیری ماں کی ہلاکت کیا دوری ہے سفر زیادہ لمبا ہو گیا ہے" (مطلب یہ ہے کہ دنیا میں تجھ سے دور بھی

ہوں یا تو بھی چلتے چلتے تھک گیا ہے میرے جسم میں آ کر پیوست کیوں نہیں ہوتا) وہ بچارا سمجھا کہ تیر میرا پیچھا کر کے مجھے لگنا چاہتا ہے۔

وہرز حبشیوں کی قتل کی مہم سے فارغ ہو کر صنعا میں فاتحانہ انداز میں داخل ہوا اور سارے یمن پر غلبہ پا لیا اور مختلف صوبوں میں اپنے گورنر مقرر کر کے بھیج دیئے۔

وھرز اور معد یکرب کی بہادری کو ابوصلیت اور ابوامیہ بن ابوصلت ثقفی نے ایک قصیدے میں یوں بیان کیا ہے اس کے کچھ اشعار کا ترجمہ درج ذیل ہے۔

(۱) انتقام کا مطالبہ ابن ذی یزن جیسے لوگ ہی کرتے تھے (چونکہ وہ کئی سالوں تک) سمندر کے کنارے دشمنوں کے لیے مقیم رہا۔

(۲) ہرقل کے پاس بھی گیا مگر اس کے پاس اپنا مطلوب نہ پا سکا
حالانکہ ہرقل کے عطیات اس وقت بہت بلند ہوا کرتے تھے۔

(۳) پھر سات سالوں کے بعد کسریٰ پہنچا اس وقت لوٹ مار بہت ہو چکی تھی۔

(۴) یہاں تک کہ بہت سارے قیدیوں کو کشتیوں میں سوار کر کے لایا میری عمر کی قسم اس وقت تو قلق و اضطراب بہت لمبا ہو چکا تھا۔

(۵) کسریٰ جو کہ بادشاہوں کا بادشاہ تھا اسکی طرح کون ہو سکتا تھا؟
یا دھرز کی مثل کون ہو سکتا ہے جس دن اس نے حملہ کیا تھا۔

(۶) اللہ تعالیٰ کے لیے ہی ساری بھلائی ہے
جس دن وہ مضبوط جماعت کو لے کر نکلے اور ان لوگوں میں ان کی مثال نہیں ملتی۔

(۷) وہ چمکیلی جبینوں والے سردار تھے وہ ایسے شیر تھے جن کی پرورش غیض وغضب میں ہوئی تھی۔

(۸) یوں لگتا تھا کہ گویا پالان تیروں کو اگل رہے ہیں چونکہ یہ بہتر اور فوراً اپنے نشانہ پر پہنچ جاتا ہے۔

(۹) تو نے شیروں کو کالے کتوں پر چھوڑ دیا چنانچہ ان کے بکھرے ہوئے آدمی ہزیمت خوردہ ہو گئے۔

(۱۰) اب آرام سے تکیہ لگا کر شراب نوش کر غمدان مقام میں تیرا محل ہوگا۔

(۱۱) جب وہ مر گئے تو اب مزے سے خوشبو لگا اور فاتحانہ انداز میں چادر لٹکا لے۔

(۱۲) یہ عمدہ رسم کی کرم نوازیاں تھیں تجھے مبارک ہو دودھ کے دو پیالے کیا چیز ہیں جن میں پانی ملا لیا جائے تو پیشاب بن جاتے ہیں۔ [1]

محمد بن اسحاق کی بقیہ روایت

اوپر ھشام کی روایت بسط وتفصیل کے ساتھ بیان ہوئیں ہیں اب دوبارہ محمد بن اسحاق کی روایت کی طرف چلتے ہیں چنانچہ ابن اسحاق فرماتے ہیں کہ وھرز کسریٰ کے پاس لوٹ آیا اور سیف بن ذی یزن کو یمن کا حاکم بنایا سیف کے دل میں حبشیوں کی عدوات کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی اس نے بقیہ حبشیوں کو چن چن کر قتل کیا حبشیوں میں سے اکا دکا اگر کہیں بچ بھی گیا تو اسے غلام بنا لیا چند ایک کو اپنے سامنے جنگی جوہر دکھانے کے لیے اپنے پاس بھی رکھ لیا اچانک ایک دن حبشی اس کے سامنے حربی مظاہرہ کر رہے تھے جب انھوں نے دیکھا کہ سیف ہمارے وسط میں آ چکا ہے تو اسے

قتل کر دیا اس طرح یمن کی قسمت کا ستارہ ایک مرتبہ پھر ماند پڑ گیا۔

ایک حبشی نے حکومت پر قبضہ کر لیا اور یمن کے کچھ سنورے ہوئے حالات کو از سر نو بگاڑ دیا سیف کے معاونین کا بھی قتل عام کیا جب اسکی خبر کسریٰ کو پہنچی تو اس نے وھرز کو اس مرتبی چار ہزار کا لشکر دے کر یمن بھیجا اور ساتھ کہا کہ یمن میں کسی حبشی کو زندہ نہیں چھوڑنا یہاں تک کہ کسی عربی عورت سے حبشی بچہ پیدا ہوا ہو اسے بھی قتل کر دینا اگر کسی ایسے آدمی کو دیکھو کہ جس کے گھنگھر یالے بال ہیں اور سمجھو کہ اس میں حبشی ملاوٹ ہے تو اسکو بھی قتل کر ڈالو۔

چنانچہ وھرز اپنے لشکر کے ساتھ یمن میں داخل ہوا اور کسریٰ کی وصیت کے مطابق اس نے سب کچھ کیا اور ایک حبشی کو بھی زندہ نہیں چھوڑا اور اس کے بعد کسریٰ کو حالات لکھ بھیجے کسریٰ نے اسے یمن کا حاکم بنا دیا چنانچہ عرصہ تک یمن سے کسریٰ کو ٹیکس بھیجتا رہا جب وھرز مرا تو کسریٰ نے اسکے بیٹے مرزبان کو یمن کا حاکم مقرر کیا جب مرزاب مرا تو اسکے بیٹے خرخسرہ بن مرزبان بن وھرز کو یمن کا حاکم مقرر کیا۔

خرخسرہ سے کسریٰ کسی وجہ سے ناراض ہو گیا اور غصے میں آ کر قسم کھائی کہ اہل یمن اسے اپنے کندھوں پہ اٹھا کے میرے پاس لائیں ورنہ سب کا قتل عام کر دوں گا چنانچہ اہل یمن نے خرخسرہ کو کندھوں پر اٹھایا اور اٹھا کر کسریٰ کے پاس لے آئے کسریٰ نے اسے قتل کروا دیا اور باذان کو یمن کا حاکم مقرر کر کے بھیج دیا۔ چنانچہ حضور اکرم ﷺ کی بعثت تک باذان ہی یمن کا حاکم رہا۔

کسریٰ اور یخطیانوس کے درمیان معرکہ

کسریٰ اور روم کے بادشاہ یخطیانوس کے درمیان آپس میں جنگ بندی کا معاہدہ تھا ملک روم نے عرب کے شمالی مقبوضہ علاقوں پر خالد بن جبلہ کو مقرر کر رکھا تھا اور کسریٰ نے عمان، بحرین اور یمامہ سے طائف تک کے راستوں پر منذر بن نعمان کو گورنر مقرر کر رکھا تھا اس دوران خالد اور منذر کی آپس میں مخالفت ہو گئی چنانچہ خالد بن جبلہ نے منذر کے زیر کمان بعض علاقوں پر چڑھائی کی قتل عام کر کے سارا مال لوٹ لیا۔

منذر نے اس ظلم و زیادتی کو دیکھ کر کسریٰ سے شکایت کی اور کہا کہ یخطیانوس کو خط لکھ کر خالد کے بارے میں انصاف کراؤ چنانچہ کسریٰ نے یخطیانوس کو خط لکھ کر جنگ بندی معاہدے کی یاد دلائی اور منذر کی شکایت کا تذکرہ کیا اور دباؤ ڈالا کہ خالد نے منذر کے ماتحت علاقوں سے جو مال و اسباب لوٹ ہے اور جو لوگ بے گناہ قتل کیے ہیں ان کی دیت (خون بہا) ادا کی جائے ساتھ ساتھ یہ دھمکی بھی دی کہ میرے خط کو معمولی سمجھ کر ٹال نہ دیا جائے ورنہ ہمارے درمیان ہونے والا جنگ بندی معاہدہ ختم ہو جائے گا۔

چنانچہ جب یہ خط یخطیانوس کے پاس پہنچا تو اس نے خط کی ذرہ برابر قدر نہ کی کسریٰ نے جب یہ صورت حال دیکھی تو جنگ کے لیے تیار ہو گیا اور اپنے ساتھ نوے ہزار سے زائد جنگجوؤں کو لے کر یخطیانوس کے شہروں پر چڑھائی شروع کر دی اور بہت سارے شہر قنسرین، حلب، دارا، رھاد، منبج اور انطاکیہ قبضے میں کر لیے حمص اور فامیہ پر بھی غلبہ پا لیا ان شہروں کے مال و اسباب اپنے پاس جمع کر لیے۔

اہل انطاکیہ کو قیدی بنا کر ایک دوسرے انطاکیہ کے ہم مثل شہر رومیہ میں منتقل کیا (اس کا ذکر پہلے مفصل گزر چکا ہے) اہل انطاکیہ کو باہم غلہ پہنچایا اور ان کے زوییے مقرر کیے اہل اھواز میں سے ایک آدمی کو ان کا والی مقرر کیا۔ اسکا

نام براز تھا براز ان ہی اہل انطا کیہ کا ہم قلت تھا اسے اس لیے حاکم بنایا کہ لوگ اس سے مانوس رہیں۔

اور تاریخی ذوق اشعار کے معادل نہیں لیکن ہم نے استشہاد کے قارئین کی سہولت کے لیے پیش نظر اشعار کا ترجمہ کیا ہے۔ چونکہ قدیم تاریخ ہم تک مستند ذرائع سے نہیں پہنچی تاہم قدیم تاریخ کا بڑا ماخذ اشعار ہیں چونکہ عرب اپنے چند اشعار میں کئی سالوں کی تاریخ بیان کر دیتے ہیں۔ یہ اسلام کی برکت ہے کہ اسلام آنے کے بعد باقاعدگی سے تاریخ مرتب کی گئی۔ ورنہ اسلام سے پہلے تاریخی ماخذ ٹوٹی پھوٹی روایات اور اشعار ہوتے تھے۔ !

اور ان کے آرام وسکون میں کسی قسم کا خلل نہ آئے۔

مصر اور شام کے مقبوضہ علاقوں کو یخطیانوس نے کثیر مال کی عوض میں خرید لیا تھا اور معاہدہ کر لیا کہ ہر سال مقررہ جزیہ ادا کرتا رہے گا اس معاہدہ کو لکھ کر محفوظ کر لیا گیا چنانچہ یخطیانوس ہر سال مقررہ جزیہ کسریٰ کے پاس بھجوا دیتا۔

زمینوں کی ہمواری

کسریٰ سے پہلے فارس کے بادشاہ صوبوں سے خراج مختلف مقداروں میں لیتے تھے کسی صوبہ سے ایک تہائی کسی سے ایک چوتھائی کسی سے پیداوار کا پانچواں حصہ کسی سے چھٹا حصہ خراج پانی اور زمین کی حالت کو دیکھ کر مقرر کیا جاتا تھا تاہم خراج ونیکس وغیرہ کی قابل اعتماد مقدار وصول نہ ہو پاتی تھی چنانچہ کسریٰ کے باپ قباذ بن فیروز نے جب زمینوں کی پراگندہ حالت دیکھی تو اپنے آخری دور میں زمینوں کے نشیب وفراز کو برابر کر کے ہموار کر دیا جائے چنانچہ اس کے دور میں کچھ کام ہوا مگر کام مکمل ہونے سے پہلے ہی وہ مر گیا۔

جب کسریٰ انوشیروان بن قباذ بادشاہ ہوا تو اس نے باپ کی باقی ماندہ کام کو مکمل کرنے اور کھجور، زیتون کے درختوں کی شماری کا حکم دیا کہ مختلف انواع اقسام کے غلوں کی فہرستیں تیار کر کے رعایا کے سامنے رکھی جائیں کھجور، زیتون، اور غلہ جات کی تعداد و مقدار لوگوں کو پڑھ کر سنائی جائے چنانچہ اس پر عمل کیا گیا۔

کاتبوں سے مشورہ

جب رقبہ کی پیمائش وغیرہ سے فارغ ہوا تو کاتبوں اور بعض دوسرے معززین کو جمع کر کے مشورہ لیا اور کہا کہ زمین کے پیمائش شدہ رقبہ میں موجود کھجور اور زیتون کے درختوں اور غلوں کے بارے میں حکم نامے شائع کرنا چاہتا ہوں اور رعایا اس بات کی پابند ہوگی کہ ہر سال تین حصوں میں ہمارے پاس مال جمع کرے تاکہ ہمارے بیت المال میں مال کسی بھی وقت وافر مقدار میں موجود رہے دشمن اگر سرحدوں سے دراندازی کریں تو ان سے نمٹنے کے لیے اس وقت نئے سرے سے چند مہم شروع کرنے کی نوبت نہ آئے بلکہ بیت المال میں سے پہلے اموال واسباب مہیا رہیں لہٰذا اس معاملہ میں آپ لوگ مجھے کیا مشورہ دیتے ہیں؟

چنانچہ حاضرین میں سے کسی نے بھی کوئی مشورہ نہ دیا کسریٰ نے تین بار اسی بات کو دہرایا اتنے میں معزز کاتبوں میں سے ایک اٹھ کر کہنے لگا اے بادشاہ! اللہ تعالیٰ تیری عمر لمبی کرے کیا تو فنا ہو جانے والے اموال پر ٹیکس مقرر کرنا چاہتا ہے کیا دیکھتا نہیں کہ انگور خراب ہو جاتا ہے، غلے خشک ہو جاتے ہیں، نہروں اور چشموں کا پانی خشک ہو جاتا ہے، لہٰذا ان تمام ختم ہا جانے والی اشیاء پر خراج ٹیکس کیسے مقرر کیا جا سکتا ہے؟

کسریٰ اس کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ اے منحوس! تو لوگوں کے کس طبقے سے تعلق رکھتا ہے کہا کہ میں کاتبوں سے تعلق رکھتا ہوں کسریٰ نے حکم دیا کہ اسے کر ہلاک کیا جائے۔ چنانچہ لوگوں نے اسے دواتیں مار کر ہلاک کیا اور حاضرین یک زبان ہو کر بولے کہ ہم تجھ سے راضی ہیں جو کرنا چاہتا ہے کر لے۔

اصلاحات کسریٰ

کسریٰ نے سمجھدار اور اہل رائے لوگوں کو جمع کیا اور حکم دیا کہ رقبہ سے حاصل ہونے والے ٹیکس پر غور کریں اور رعایا کے ہر ہر فرد تک حکم نامے پہنچائیں رعیت کی اصلاح معاش اور رفاعہ عامہ کا خاص خیال رکھا جائے حکم ناموں کے متعلق مجمع سے مفید مشورے لیے۔

چنانچہ اہل شورہ نے اس پر اتفاق کر لیا کہ رعایا کو ان چیزوں کا ٹیکس معاف کر دیا جائے جن میں ان کی ضرورت شدید ہے۔ ان اشیا میں مویشی، گندم، جو، چاول، انگور، گنا، کھجور، اور زیتون وغیرہ شامل تھے۔ اس سے پہلے گندم اور جو کی ایک جریب زمین پر ایک درھم، ایک جریب انگور والی زمین پر آٹھ درہم، ہر چار فارسی کھجوروں پر ایک درہم اور ہر آٹھ زیتون کے درختوں پر ایک درہم خراج ٹیکس مقرر تھا اب کھجوروں کے باغ میں صرف ایک درخت کھجور کا بطور ٹیکس لیا جانے لگا اور باقی تمام غلات تک ٹیکسز معاف کر دیئے گئے۔

اس رعایت کا یہ فائدہ ہوا کہ لوگوں کی معاشی حالت بہتر ہوگئی درباری کارندوں، عظما، فوج اور کاتبوں کے علاوہ لوگوں پر آمدنی کے بقدر بارہ درہم، آٹھ درہم، چھ درہم تک جزیہ مقرر کر دیا گیا بیس سے کم عمر اور پچاس سے زائد عمر کے لوگوں کو جزیہ معاف کر دیا گیا مذکورہ جزیہ سال میں تین قسطوں میں ادا کیا جاتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے دور میں فارس پر جزیہ

ان ہی حکم ناموں کے مطابق اہل فارس پر عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بعد از فتح جزیہ مقرر کیا تھا۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے زمینوں کو اس کی ادائیگی کا پابند کیا صرف اتنا فرق تھا کہ صرف غیر آباد زمین پر بقدر احتمال جزیہ مقرر کیا اور وہ زمین جو کہ بالفعل گندم اور جو کہ قابل کاشت ہوتی اس میں جو والی زمین پر ایک قفیر (ایک پیمانے کا نام ہے) اور گندم والی زمین پر دو قفیر مقرر کیے مقررہ مقدار صرف ایک ہی جریب سے متعلق تھی اسی میں سے فوج کا خرچہ چلایا جاتا تھا عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خاص کر عراق میں کسریٰ کے حکم ناموں کی پاسداری اور رعایت زیادہ رکھی کھجوروں اور زیتون پر کسریٰ کی مقررہ شدہ مقدار باقی رکھی اس کے رعایا کی معاشی سہولیات کو برقرار رکھا تھا۔

حکم ناموں کی تدوین

کسریٰ نے حکم ناموں کو مزید ترقی دینے کے لیے کتابی شکل میں مرتب کرنے کا حکم دیا چنانچہ رجسٹروں کی شکل میں حکم نامہ تیار ہو کر سامنے آ گئے حکم ناموں کا ایک نسخہ اپنے پاس رکھوایا اور ایک ایک نسخہ اپنے کارندوں کو مختلف صوبوں میں بھیج دیا۔ ساتھ کہلوا دیا کہ خراج اس بھیجے گئے رجسٹر کے مطابق لینا ہے رعایا کو یہ سہولت بھی دلوائی کہ جس کا غلہ ذراعت وغیرہ آسمانی یا زمینی آفت کی وجہ سے ہلاک ہو جائے اس پر خراج کو معاف کیا جائے بلکہ اسے مراعات دی جائیں اس طرح جو آدمی مر گیا یا پچاس سال سے زیادہ اس کی عمر ہوگئی یا بیس سال سے عمر کم ہے ایسے لوگوں سے خراج نہ

لیا جائے۔

فوجیوں کے دفتری محافظ کا تقرر

کسریٰ نے کاتبوں میں سے ایک معزز صاحب فراست آدمی بابک بن بیروان کو فوجی دفتر کا نگران اعلیٰ مقرر کیا تقرر ہوتے ہی کسریٰ نے بابک سے کہا تم جب مجھ سے یہ کام لینا چاہتے ہو تو مجھے ہر اس کام میں اختیار ہوگا جس کی مجھے ضرورت ہوگی کسریٰ نے اسے اختیار کلی دے دیا چنانچہ بابک نے فوجیوں کی پیشی والی جگہ پر ایک عمارت بنوائی اس میں کالینیں بچھوائیں صوفے اور گاؤ تکیے لگوائے پھر اپنی جگہ پر جلوہ افروز ہوا پھر ایک منادی کو حکم دیا کہ آواز لگائے کہ جو فوجی بھی کسریٰ کی چھاؤنی میں موجود ہو وہ اگر گھڑ سوار ہے تو اپنے گھوڑے پر سوار ہو کر اور اسلحہ زیب تن کر کے سامنے آئے اور جو پیدل فوج سے تعلق رکھتا ہے وہ اپنے مناسب اسلحہ سے مزین ہو کر میرے سامنے پیشی دے چنانچہ موجودہ فوج حسب حکم بابک کے سامنے آئے مگر ان میں خود کسریٰ موجود نہ تھا دوسرے دن پھر منادی سے صدا لگوائی فوجی حسب سابق حاضر ہوئے مگر بابک نے جب کسریٰ کو ان میں نا پایا تو دوبارہ پلٹ جانے کا حکم دے دیا تیسرے دن پھر منادی سے صدا لگوائی اور کہا کہ یوں صدا لگاؤ کہ چھاؤنی میں موجود آدمیوں میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہے چنانچہ منادی نے اسی طرح صدا لگائی۔

جب کسریٰ کو خبر پہنچی تو سر پر تاج رکھا اور فوجی اسلحہ سے اپنے آپ کو مزین کیا بابک کے سامنے پیش ہوا اس وقت شہ سوار اپنے اوپر جزیل اسلحہ سجایا کرتا تھا۔ ڈھال، زرہ۔ جوشن، تلوار، نیزہ، بخفاف (آلہ حرب کا نام) طبر، عمود تیر، کمان اور خود (فوجی ٹوپی)۔ کسر مذکوری تمام اسلحہ سجا کر بابک کے سامنے پیش ہوا صرف کمان کی دو تانیں بھول گیا انھیں سجائے گئے اسلحہ میں سامنے نہ رکھ سکا بلکہ کسریٰ نے تانیوں میں تیر وغیرہ لپیٹ کر باندھے ہوئے تھے بابک نے کہا! اے بادشاہ تو عدالت میں کھڑا ہے میری طرف سے کوئی چھوٹ یا نرمی نہیں ہے تم کمان کی دو تانیں اپنے ہمراہ کیوں نہیں لائے کسریٰ نے اپنا عذر بیان کیا چنانچہ ادھر ہی کھول کر تانیں لٹکا لیں اس وقت بابک نے اسے مکمل اسلحہ زیب تن کرنے والوں مین شمار کر لیا کسریٰ فوجیوں کو عطیات سے بہت نوازا کرتا تھا۔

بابک کی کسریٰ سے معذرت

مجلس برخواست کر کے بابک کسریٰ کے پاس گیا اور اسے متوجہ کر کہ کہنے لگا اے بادشاہ سلامت میں نے آج آپ پر سختی اس وجہ سے کی ہے تا کہ فوج پر حکم نافذ کرنے میں مجھے کسی پس و پیش کا سامنا نہ کرنا پڑے اس واسطے جب بادشاہ خود حکم عام کی رعایت کر کے مجلس میں حاضر ہو گیا فوج کے لیے حکم عدولی کا کوئی راستہ نہ تھا کسریٰ نے کہا کہ ایسی بات نہیں، سو رعیت کی صلاح کے پیش نظر ہمارے اوپر کسی قسم کی کوئی سختی نہیں ہوئی۔

یمن اور سراندیب پر چڑھائی

کسریٰ نے سیف بن ذی یزن کے ساتھ لشکر بھیج کر حبشیوں کا خاتمہ کرایا (تفصیل پیچھے گزر چکی ہے) جب یمن کے علاقے اس کے ماتحت ہو گئے تو فراغت سے فائدہ اٹھاتے ہوئے ہندوستان کے ایک جزیرہ سراندیپ کی طرف اپنے ایک سپہ سالار کو بمعہ لشکر جرار کے بھیجا سراندیپ میں جواہرات بکثرت پائے جاتے ہیں سراندیپ کے

بادشاہ نے آگے سے دفاعی جنگ مگر تاب نہ لا سکا کسر کے لشکر نے اسے قتل کر دیا اور سراندیپ پر غلبہ پالیا اور اموال کثیر اور بہت سارے جواہرات کسریٰ کے پاس بھیج دیئے۔

گیدڑوں کی آمد

بلاد و فارس میں گیدڑ نہیں پائے جاتے تھے۔ بلاد ترک کی جانب سے کسریٰ انوشیروان کے ملک میں گیدڑ آنا شروع ہو گئے لوگوں کو ان سے سخت تکلیف پہنچی جب کسریٰ کو پتا چلا تو اپنے ایک مشیر کو بلا کر مشورہ لیا کہ ہمیں ان درندوں سے نمٹنا چاہیے ہمیں تعجب ہو رہا ہے کہ ان کی تکلیف لوگوں پر بڑی گراں گزری ہے۔

مشیر نے کہا، بادشاہ سلامت اللہ تعالیٰ تیری عمر دراز کرنے میں نے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ جب عدل ظلم وستم کو مٹا ڈالتا ہے تو اہل عدل پر دشمنوں کی طرف سے آزمائشیں آتی ہیں اور انھیں بری بری تکالیف کا سامنا کرنا پڑتا ہے مجھے ڈر ہے کہ یہ درندے اسی وجہ سے آن وارد نہ ہوئے ہوں؟

کسریٰ ابھی اسی سلسلے میں غور فکر کر رہا تھا کہ اسے خبر ملی کہ ترک کے نوجوانوں نے فارس کی سرحد پر حملہ کر دیا ہے کسریٰ نے اپنے وزراء اور عاملوں کو جمع کر کے کہا! خبردار اس معاملہ میں ظلم و زیادتی سے کام نہ لینا اور اعتدال سے کام لینا چنانچہ چکی کا پاٹ یہ ہوا کہ ترک خود بخود ہی بغیر کسی جنگی معرکہ کہ خائب و خسران واپس لوٹ گئے اور اس طرح کسریٰ کا عدل ترکوں کے ظلم پر غالب آ گیا۔

کسریٰ کی اولاد

کسریٰ کی اولاد باادب، مہذب و شائستہ مزاج ہوئی کسریٰ کے بعد بادشاہت کا مالک اسکا بیٹا ھرفر ہوا چونکہ شاہی معاملات میں اور رعیت کے ساتھ عدل و انصاف سے پیش آنے کی توقع انوشیروان کو اسی سے تھی۔

میلاد نبی کریم ﷺ

نبی کریم ﷺ کی پیدائش مبارک کسریٰ انوشیروان کے عہد میں ہوئی اسی پیدائش والے سال میں ابراہہ الاشرم ابویکسوم نے حبشیوں کو ساتھ لا کر ہاتھیوں سے بیت اللہ پر چڑھائی کی تھی آپ ﷺ کی پیدائش مبارک کے وقت کسریٰ انو شیروان کی بادشاہت کے ۴۲ سال گزر چکے تھے اسی سال عربوں کی باہمی لڑائی ہوئی تھی جسے وہ یوم جبلہ سے موسوم کرتے تھے۔

واللہ اعلم بالصواب

میلاد رسول اکرم ﷺ

چونکہ اجمالاً پیچھے ذکر آ چکا ہے آپ ﷺ کی پیدائش مبارک کسریٰ کے عہد میں ہوئی اس لیے مناسب یہ ہی ہے کہ ذرہ تفصیلاً آپ ﷺ کی پیدائش مبارک اور ابتدائی بچپن کے حالات بیان کیے جائیں۔

آپ ﷺ کے ہم پیدائش حضرات اور آپ ﷺ کی تاریخ پیدائش

قیس بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میری اور آپ ﷺ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی۔ (یعنی ہاتھیوں والے

سال میں ہوئی)۔

عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قباث بن اشیم سے پوچھا کہ تم بڑے ہو یا رسول اللہ ﷺ انھوں نے کہا کہ نبی اکرم مامرتبہ میں تو مجھ سے بڑے ہیں لیکن میری پیدائش ان سے پہلے ہوئی اور میں نے عام الفیل کو ایک سال بعد ہاتھیوں کی سبز رنگ کی متغیر شدہ لید دیکھی تھی اسی طرح میں نے افیہ بن عبدالشمس کو دیکھا کہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا اس کا غلام اسے لے کر چلتا تھا۔یعنی کہ ہاتھیوں والے سال آپ کی پیدائش ہوئی حالانکہ مجھ میں اس وقت سوجھ بوجھ پیدا ہو چکی تھی ۔لہذا عمر میں میں بڑا ہوں عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اے قباثؓ تو ہی بہتر جانتا ہے۔

اسی طرح قیس بن مخرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں اور آپ ﷺ عام الفیل والے سال پیدا ہوئے،اور ہم دونوں ہم عمر ہیں۔

سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ ابن عباسؓ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ عام الفیل میں پیدا ہوئے۔

عبدالملک بن مروان نے قباب بن اشیم لیثی سے پوچھا،اے قباث!تو بڑا ہے یا رسول اللہ ﷺ؟ کہا کہ آپ ﷺ مرتبہ میں تو مجھ سے بڑے ہیں ہاں میں عمر میں ان سے بڑا ہوں آپ کی پیدائش عام الفیل میں ہوئی میری ماں مجھے لیے کسی جگہ کھڑی تھی میں نے ہاتھیوں کی ایک سال پرانی لید دیکھی جسے میں اچھی طرح سے پہچان سکتا تھا۔

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی پیدائش پیر کے دن بارہ ربیع الاول کو عام الفیل میں ہوئی بعض نے کہا کہ آپ ﷺ کی پیدائش اس گھر میں ہوئی جو دار بن یوسف کے نام سے معروف ہے یہ گھر آپ نے عقیل بن ابوطالب کو ھبہ کر دیا تھا پھر عقیل کے پاس ان کی موت تک رہا پھر عقیل کے بیٹے نے حجاج بن یوسف کے بھائی محمد بن یوسف کو بیچ دیا تھا بعد میں محمد بن یوسف نے اس گھر کو ساتھ شامل کر کے ایک بڑی حویلی بنائی تھی پھر خیزران نے وہاں سے نکل کر اس گھر کی جگہ پر مسجد بنائی تھی۔

آمنہؓ کے دوران حمل کچھ خارق عادت واقعات

محمد بن اسحاق بہت سارے بزرگوں سے نقل کرتے ہیں کہ آپ کی والدہ محترمہ فرماتی ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کی ذات بابرکت سے حاملہ تھی مجھے ایک غیبی آواز آیا کرتی تھی مجھ سے کہا جاتا تھا کہ اے آمنہ! تو اس وقت کے سردار سے حاملہ ہے۔جب اسے جنم دے چکو تو کہنا میں اسے اللہ واحد کی پناہ میں دیتی ہوں پھر اسکا نام محمد رکھ لو۔

کہتی ہیں کہ دوران حمل ایک نور دیکھتی تھی اس کی چمک اتنی ہوتی تھی کہ میں بصریٰ (شام کا ایک شہر) کے محلات دیکھ لیتی تھی جب میں نے انھیں جنم دیا تو ان کے جدامجد عبدالمطلب کو پیغام بھیجا کہ میں نے ایک لڑکا جنم دیا ہے آپ اسے آکر دیکھیں۔جب عبدالمطلب آئے تو آمنہ بی بی نے تمام واقعات کہہ سنائے۔

عثمان بن ابوالعاص کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کی ولادت کے وقت حضرت آمنہؓ بنت وھب کے پاس میری والدہ موجود تھیں وہ کہتی ہیں کہ اس رات جس چیز کو بھی میں دیکھتی وہ چمکتی ہوئی نظر آتی اور میں نے دیکھا کہ ستارے قریب سے قریب تر ہوتے جارہے ہیں یہاں تک کہ میں کہہ سکتی کہ ستارے ہم پر ٹوٹ پڑیں گے۔

رسول اکرم ﷺ عبدالمطلب کی گود میں

محمد بن اسحاق کہتے ہیں کہ عبدالمطلب بھاگے بھاگے آمنہ بی بی کے پاس آئے اور آتے ہی آپ ﷺ کو گود میں اٹھالیا اور فوراً بیت اللہ میں داخل ہو گئے اندر جا کر اللہ تعالیٰ سے یہ دعا مانگی اور اس عطیہ پر اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا باہر آ کر واپس آمنہ کو دے دیا۔

اب دائی کی تلاش شروع کی چنانچہ بنو سعد بن بکر کی ایک خاتون حلیمہ بنت ابوذ ویب مل گئیں انھوں نے آپ ﷺ کو دودھ پلایا حلیمہ سعدیہ کے خاوند کا نام حارث بن عبدالعزیٰ تھا آپ کے تین رضائی بہن بھائی بھی تھے وہ یہ ہیں۔ عبداللہ بن حارث، انیسہ بنت حارث اور خنامہ بنت حارث آخرالذکر کا نام شیماء تھا یہ نام اصلی نام پر ایسا غالب آیا کہ لوگ شیماء کے علاوہ اور کسی نام سے پکارتے ہی نہ تھے۔

عمیرہ بنت عبیداللہ کا قول

عمیرہ نے برہ بنت لجزات سے نقل کیا ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ سب سے پہلے آپ ﷺ کو دودھ ثوبیہ نے پلایا تھا۔ اس سے کچھ دنوں بعد حلیمہ سعدیہ نے پلایا تھا ثوبیہ نے آپ ﷺ سے پہلے حضرت حمزہ کو بھی دودھ پلایا تھا اور آپ ﷺ کے بعد ابوسلمہ بن عبدالاسد مخزومی کو پلایا ثوبیہ کا اپنا ایک مسروح نامی بچہ تھا گویا یہ چار حضرات حضرت حمزہؓ، ابوسلمہ بن الاسد اور مسروح آپس میں رضائی بھائی تھے۔

حلیمہ سعدیہ کی رضاعت کے لیے مکہ تشریف آوری

عبداللہ بن جوفر بن ابی طالبؓ حلیمہ سعدیہ سے مکہ آمد کی سرگزشت بیان کرتے ہیں کہا کہ حلیمہ سعدیہ بیان کرتی ہیں کہ میں اپنے گاؤں سے مکہ مکرمہ کی طرف چلی میرے ساتھ میرا اخدا اور ایک بچہ بھی تھا چند عورتیں مکہ آ رہی تھیں تاکہ انھیں رضاعت واسطے کچھ بچے مل جائیں ہم بھی ان کے ہمراہ چلے آئے وہ سال خشک سالی کا تھا سب لوگ باران رحمت کے منتظر تھے۔

حلیمہ سعدیہ کہتی ہیں کہ میں اپنی گدھی پر سوار ہوئی وہ بھی اس قدر بھوک اور پیاس سے کمزور تھی کہ ایک قدم بھی طے کرنا اس کے لیے مشکل تھا اور میرے پستانوں میں بھی دودھ بالکل خشک ہو چکا تھا اور میرا بچہ بھوک کے مارے مجھے سونے نہ دیتا تھا اور ہمارے پاس جو دودھ دینے والے جانور اونٹنی تھی اس کے تھنوں میں بھی دودھ نہ رہا تھا جو کچھ تھوڑا بہت نکلتا تھا وہ بچے کو پلا دیتی تھی۔

غرض یہ کہ میں اللہ اللہ کر کے مکہ مکرمہ پہنچی اور میرے ساتھ کی جس قدر عورتیں تھیں وہ سب مجھ سے پہلے جا چکیں تھیں اور بچوں کو لے آئیں تھیں مگر رسول اللہ ﷺ کو کسی عورت نے قبول نہیں کیا تھا چونکہ عورتوں کو معلوم ہو گیا تھا کہ آپ ﷺ یتیم ہیں لہٰذا ان کے گھر سے کچھ ملنے کی توقع نہ تھی۔ اس لیے مرضعہ کے ساتھ بچے کا باپ اچھا سلوک کرتا تھا ماں یا دادا زیادہ بہتر سلوک نہیں کرتے تھے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ میں بھی اسی خیال سے آپ ﷺ کو چھوڑ آئی تھی مگر رات کو میں نے اپنے خاوند سے مشورہ کیا کہ بڑے افسوس کی بات ہے صبح کو ہمارا قافلہ واپس روانہ ہونے والا ہے مگر میرے ہاتھ کوئی بچہ نہ آیا صرف وہ ایک یتیم

بچہ باقی ہے اگر تم اجازت دو تو میں اسے لے آؤں تا کہ بغیر بچے کے واپس نہ جاؤں ورنہ مجھے اپنے ہمراہیوں میں شرمندگی اٹھانی پڑے گی میرے خاوند نے کہا ضرور جاؤ اور اس دریتیم کو لے آؤ۔ مجھے امید ہے کہ اسکا قدم باعث برکت ہوگا۔

حضور اکرم ﷺ کے وجود اقدس کی برکات

حلیمہ کہتی ہیں کہ میں اسی وقت گئی اور رسول خدا ﷺ کو اپنی گود میں لے کر آ گئی جس وقت میں نے آپ کو اپنی گود میں لٹایا اسی وقت میری چھاتیاں دودھ سے بھر گئیں اور آپ نے خوب سیر ہو کر دودھ پیا اور آپ کا بھائی بھی آپ کی برکت سے شکم سیر ہوا اور دونوں نے بعافیت تمام آرام پایا اور ہماری اونٹنی نے بھی اتنا دودھ دیا کہ ہم دونوں میاں بیوی نے خوب پیٹ بھر کر دودھ پیا اور خیر و عافیت کے ساتھ رات گزاری۔

صبح کو جب میں چلنے کے واسطے اپنی گدھی پر سوار ہوئی اور آپ کو میں نے اپنی گود میں لے لیا تو اس گدھی کو اس قدر تیز رفتار پایا کہ تمام قافلہ والوں سے آگے آگے جاتی تھی میری ہمراہ عورتیں یہ دیکھ کر کہنے لگیں کہ اے حلیمہ کیا یہ وہی گدھی ہے جس پر تم آئی تھیں میں نے کہا ہاں! وہی ہے۔ وہ کہنے لگیں کہ اب تو یہ بہت تیز ہو گئی ہے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ انہی برکات وفرحتوں کے ساتھ ہم اپنے وطن پہنچے اور باوجود خشک سالی کے جنگل میں گھاس کا ایک پتا تک نہیں ملتا تھا حضور ﷺ کی برکت سے ہماری بکریاں جنگل سے خوب چر کر آتیں اور خوب دودھ دیتیں۔ حالانکہ ہماری ساری قوم کی بکریاں جنگل سے بھوکی واپس آ جاتی تھیں اور ایک قطرہ دودھ کا نہ دیتی تھیں ہماری قوم کے لوگ اپنے چرواہوں کو کہتے کہ اپنی بکریوں کو وہیں چراؤ جہاں حلیمہ کی بکریاں چرتی ہیں مگر پھر بھی ان کی بکریاں بھوکی اور میری بکریاں پیٹ بھری واپس آتیں غرضیکہ ہم نے بے شمار اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا مشاہدہ کیا یہاں تک کہ دو سال پورے ہوئے اور حضور ﷺ کا دودھ چھڑایا حضور ﷺ کی نشو ونما ایسی تھی کہ کوئی بچہ آپ کی برابری نہ کر سکتا تھا جب آپ دو سال کے ہوئے تو ایک ہوشیار لڑکے جیسے تھے۔

حضرت حلیمہ کی خواہش

حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ آپ ﷺ کو لے کر آپ کی والدہ کے پاس پہنچیں حالانکہ آپ کی برکات کو دیکھ کر میری خواہش تھی کہ آپ میرے پاس ہی رہیں اسی واسطہ میں نے آپ کی والدہ سے عرض کیا کہ اگر آپ اسے میرے ہی پاس رہنے دیں تو بہت اچھا ہوگا۔ چونکہ مجھے مکہ کی آب وہوا سے انکی صحت خراب ہو جانے کا اندیشہ ہے۔ جب یہ خوب استوار ہو جائیں تو اس وقت کوئی خدشہ نہ ہوگا میں نے اس قدر بضد ہو کر ان سے سوال کیا کہ آخر انھوں نے اجازت دے دی اور میں حضور اکرم ﷺ کو لے کر خوشی خوشی گھر آ گئی۔

شق صدر کا واقع

بخدا حضور ﷺ کو لائے ہوئے چند ہی ماہ ہوئے تھے کہ ایک روز آپ نے اپنے رضاعی بھائی کے ساتھ اپنے گھر کے پیچھے بکریاں چرانے میں مشغول تھے کہ اتنے میں آپ کا بھائی دوڑتا ہوا آیا اور مجھ سے اور اپنے باپ سے کہا کہ میرے بھائی کو دو آدمی سفید کپڑوں والے لے گئے ہیں اور ان کو لٹا کر ان کا سینہ چاک کر دیا ہے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ یہ خبر سنتے ہی ہم دونوں میاں بیوی دوڑتے ہوئے گئے اور وہاں جا کر آپ ﷺ کو کھڑے ہوئے پایا اور آپ کے چہرے انور پر خوف کے آثار تھے۔

میں نے پوچھا کہ اے فرزند کیا ہوا؟ میں نے آپ کو اپنے سینے سے چمٹا لیا اور اپنے رضاعی باپ (میرے خاوند) نے آپ کو اپنے سینے سے لگایا آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو آدمی سفید کپڑوں والے میرے پاس آئے تھے مجھے لٹا کر میرا سینہ چاک کیا اور اس میں کچھ ڈھونڈنے لگے مجھے معلوم نہیں کہ وہ میرے سینے میں کیا ڈھونڈ رہے تھے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ پس میں آپ کو واپس گھر لائی اور میرے خاوند نے مجھ سے کہا کہ اے حلیمہ! اس بچے کو اس کے گھر واپس پہنچا دیں یہ مناسب ہے کیونکہ اس کے یہاں رہنے سے ہم کو یہ اندیشہ ہے کہ کسی قسم کی خرابی اس کو نہ پہنچے ورنہ جوابدہی کرنی ہوگی۔

حضور اکرم ﷺ کی مکہ واپسی

حلیمہ کہتی ہیں کہ پس حضور اکرم ﷺ کو لے کر آپ کی والدہ محترمہ کی خدمت میں حاضر ہوئی انہوں نے فرمایا کہ اے حلیمہ کس لیے آئیں؟ حالانکہ تم اس بچہ کو اپنے پاس رکھنے میں حرص کرتی تھیں میں نے کہا کہ ہاں یہ تو سچ ہے مگر میں اپنا حق ادا کر چکی اور حوادث زمانہ سے مجھے خطرہ ہے تب اس فرزند ارجمند کو یہاں لائی چنانچہ بخیر و عافیت آپ کی امانت آپ کو پہنچا دی جیسا کہ آپ چاہتی تھیں انہوں نے کہا کہ سچ سچ کہو کہ کیا معاملہ ہے۔

حلیمہ کہتی ہیں کہ جب اس قدر بضد ہوئیں تو مجبوراً میں نے سارا ماجرا سنا دیا جب میں بیان کر چکی تو فرمایا تم کو اس بچے پر شیطان کا خوف ہوا میں نے عرض کیا کہ ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا کہ تمہارا یہ خوف لا حاصل ہے قسم ہے خدائے بزرگ و برتر کی اس بچہ پر شیطان کا کچھ اختیار نہیں چونکہ میرا فرزند شان والا ہے۔

فرمایا کہ میں تم سے وہ حالات بیان کرتی ہوں کہ جو اس حمل میں میرے ساتھ پیش آئے میں نے کہا کہ ہاں ضرور فرمایئے کہنے لگیں کہ جب مجھ کو اس فرزند کا حمل ہوا تو میرے اندر سے ایسا نور ظاہر ہوا کہ جسکی روشنی میں مجھ کو شہر بصریٰ کے محل دکھائی دینے لگے اور اسکا حمل مجھ پر نہایت خفیف اور ہلکا تھا اور کسی قسم کی مشقت مجھ کو معلوم نہ ہوتی تھی جس وقت یہ فرزند پیدا ہوا تو میں نے دیکھا کہ اس نے اپنے دونوں ہاتھ زمین پر رکھ دیئے اور سر آسمان کی طرف بلند کیا اے حلیمہ تم اس کو یہاں چھوڑ دو اور تم بخوشی اپنے وطن کو جاؤ۔

شداد بن اوسؓ کی روایت

شداد بن اوسؓ فرماتے ہیں کہ ہم جماعت صحابہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے اچانک بنو عامر کا ایک بوڑھا آدمی جوان کا سردار تھا رونما ہوا اور آ کر نبی اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا اور آپ کو اپنے جد امجد کی منسوب کر کے کہنے لگا اے ابن عبدالمطلب! تو یہ گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے نبی بنا کر لوگوں کی طرف بھیجا ہے اور اللہ نے تجھے وہ پیغامات دے کے بھیجا ہے جو کہ ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام لے کر آئے تھے؟ خبردار سن لو یہ تم نے بہت بڑی بات کی ہے جبکہ انبیا و خلفا بنی اسرائیل کے دو گروہوں یہود و نصاریٰ سے ہوتے ہیں حالانکہ تو تو یہاں پتھروں اور بتوں کی عبادت کرتا ہے تجھے نبوت و رسالت سے کیا سروکار پھر کہنے لگا کہ ہر بات کی کچھ نہ کچھ حقیقت و اصلیت ہوتی ہے لہذا مجھے اپنی حالت کے بارے میں سچی سچی خبر دے۔

نبی اکرام ﷺ کو اس کے اس سوال پر بڑا تعجب ہوا اور آپ فرمانے لگے کہ اے بنو عامر کے بھائی! اس بات کے لیے واقعتہ ایک خبر ہے تو ذرہ بیٹھ تو سہی چنانچہ وہ بوڑھا اونٹ کی طرح دڑام سے بیٹھ گیا نبی ﷺ فرمانے لگے کہ اے بنو عامر کے بھائی میں ابراہیم علیہ السلام کی دعا اور عیسی علیہ السلام کی بشارت ہوں۔

زرہ کان کھول کر سن لے میں اپنی والدہ کے پیٹ میں بصورت حمل تھا اور میرا حمل میری والدہ محترمہ پر بہت گراں گزرتا تھا حتی کے میرے بوجھ کو محسوس کر کے اپنی سہیلیوں سے شکایت کرنے لگیں۔

چناچہ اس کے بعد میری والدہ نے اپنے مبارک بطن میں نور محسوس کیا اور وہ کہتی تھیں کہ میں نے اس نور کو دیکھا کرتی تھی کہ بصری شہر کی طرف بلند ہو جاتا تھا جس کی چمک سے مشرق ومغرب منور ہو جاتے تھے پھر میری والدہ نے مجھے جنم دیا اور میں پرورش پا تا رہا یہاں تک کہ دورِ پرورش ہی میں مجھے قریش کے بتوں اور اشعار سے سخت نفرت ہوگئی۔

چناچہ میں بنولیث بن بکر کے ایک گھرانے میں رضاعت کا دودھ پی رہا تھا ایک دن اپنے ہمراہیوں کے ہمراہ بطن وادی (جگہ کا نام) میں بکریاں چرانے چلا گیا اسی دوران ہم آپس میں مینگنیاں پھینک پھینک کر مقابلہ کر رہے تھے کہ اچانک تین آدمی برف سے بھری ہوئی سونے کی طشتری لے کر ہمارے پاس آئے اور ساتھیوں میں صرف مجھے اٹھا کر لے گئے میرے ساتھی بھاگتے ہوئے وادی کے ایک کنارے پر پہنچ کر اونچی آوز سے ان آدمیوں کو پکارنے لگے اے لوگو تمھیں! اس لڑکے سے کیا مطلب یہ ہماری قوم کا لڑکا نہیں بلکہ یہ تو قریش کے سردار کا بیٹا ہے اور ہمارے ہاں رضاعت کا دودھ پی رہا ہے اس یتیم کو قتل کر کے تمھیں کیا فائدہ پہنچے گا بھلا آخر اس کمسن نے تمھارا کیا نقصان کیا ہے؟ اگر تم خون سے اپنے ہاتھ رنگنا ہی چاہتے ہو تو ہم میں سے کسی ایک کو چن لو۔

جب میرے ساتھی بچوں نے یہ دیکھا کہ یہ لوگ کچھ کر گزرنے پر تلے ہوئے ہیں تو بچے اپنے قبیلے کی طرف دوڑتے ہوئے آئے تا کہ قبیلے والوں کو دوڑ کر اطلاع دے سکیں۔

(محترم قارئین اندازہ کیجیے کہ نبی اکرم ﷺ کا دل اس وقت کتنا مضبوط تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ بچپن میں بھی دلیر اور بہادر ہوا کرتے تھے) من المرجم

آپ ﷺ نے فرمایا چناچہ مجھے ان آدمیوں نے بڑی احتیاط سے لٹایا اور میرے سینے کو اوپر سے لے کر زیر ناف تک چاک کر ڈالا پھر میرے پیٹ سے کچھ نکالا اور اسے برف کے ساتھ خوب اچھی طرح دھویا اور پھر واپس میرے پیٹ میں رکھدیا اتنی دیر میں دوسرے والا اٹھا اور اسے دھکیل کر ایک طرف کر دیا اور اپنا ہاتھ میرے پیٹ میں ڈال کر میرے دل کو نکالا میں اسکی یہ ساری کیفیت دیکھ رہا تھا چناچہ اس نے دل کو پھاڑ کر کالے رنگ کا ایک گوشت کا لوتھڑا نکالا اور اسے پھینک دیا۔ پھر اس نے اپنی دائیں طرف ہاتھ بڑھایا یوں لگتا تھا کہ وہ شاید کوئی چیز اٹھانا چاہتا ہے اچانک میں نے اس کے ہاتھ میں ایک مہر دیکھی (وہ ایسی تھی کہ دیکھنے والے دیکھ کر حیران ہو جائیں) اس میں سے نور کی شعاعیں نکل رہی تھیں پس اس نے مہر کے ساتھ میرے دل کو مختوم کیا چناچہ میرا دل نور سے بھر گیا یہ ہی وہ نور نبوت تھا۔ دل اس نے دوبارہ میرے پیٹ میں رکھدیا میں اس مہر کی ٹھنڈک عرصہ تک محسوس کرتا رہا۔

پیٹ کا دوبارہ درست ہو جانا امت پر وزن میں غالب رہنا

چناچہ تیسرے نے پہلے والے کو کہا! مجھ سے دور رہو پھر اس تیسرے نے اپنا ہاتھ میرے چاک شدہ پیٹ پر پھیرا جس سے میرا پیٹ صحیح سلامت پہلے کی طرح ہو گیا۔ پھر اس نے آرام سے مجھے اوپر اٹھایا اور پہلے والے آدمی نے

کہا کہ اس کی امت کے دس آدمیوں کے ساتھ اس کا وزن کرو چنانچہ اس نے وزن کیا میں دس آدمیوں پر بھاری رہا پھر کہا کہ سو آدمیوں کے ساتھ ان کا وزن کرو چنانچہ ان میں بھی میں وزن میں بھاری رہا پھر کہا کہ اسکی امت کے ہزار آدمیوں کے ساتھ اسکا وزن کرو ان ہزار آدمیوں پر بھی میں وزن میں غالب رہا پھر کہنے لگا کہ چلو چھوڑ دو اگر تم اسکا وزن پوری امت کے ساتھ کرو گے تب بھی یہ ان پر غالب رہے گا۔

تین آدمیوں کا انس و محبت

پھر انھوں نے باری باری مجھے اپنے چینوں سے چمٹایا اور میرے سر کو بوسہ دیا اور پھر میری آنکھوں کو چوما۔ پھر کہنے لگے کہ اے پیارے عزیز! پریشان مت ہونا اگر تجھے معلوم ہوتا کہ تجھ سے کس بھلائی کی توقع ہے تو تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو جاتیں۔

اہل قبیلہ کی آمدن

چنانچہ اسی دوران میرے قبیلے والے دوڑتے ہوئے پہنچ گئے اور میری رضاعی ماں ان کے آگے آگے بلند آواز سے پکارتی ہوئی آ رہی تھی کہہ رہی تھی کہ اے میرے چھوٹے بچے تجھے کیا ہوا آتے ہی سارے قبیلے والے مجھ پر گر گئے میرے سر اور آنکھوں کو چومنے لگے اور کہہ رہے تھے کہ تو اکیلا ہی نہیں ہم تیرے ساتھ ہیں۔ اللہ، ملائکہ اور مومنین بھی تیرے ساتھ ہیں پھر میری رضاعی ماں کہنے لگی کہ اے میرے پیارے یتیم کیا تجھے کمزور سمجھ کر قتل کیا جا رہا تھا؟ پھر وہ میرے ساتھ لپٹ گئیں اور میری آنکھوں کو چومنے لگیں پھر اپنی گود میں لے کر مجھے پیار کرنے لگی اس ذات کی قسم جس کی قدرت میں میری جان ہے میری ماں نے اپنی گود میں رکھ کر اپنے ساتھ پیار بھرے انداز میں چمٹایا ہوا تھا اور میرا ہاتھ ان تین آدمیوں میں سے کسی کے ہاتھ میں تھا بخدا میں تو انھیں دیکھ رہا تھا لیکن قبیلہ والے لوگ انھیں نہیں دیکھ رہے تھے اور قبیلے والے کہہ رہے تھے کہ اس بچے کو وسوسہ آ رہے ہیں یا جن چمٹ گیا ہے لہذا اسے لے کر چلو اور کسی کاہن کو جا کر دکھاؤ تا کہ وہ اسکا علاج کر سکے۔

نبی اکرم ﷺ کو کاہن کے پاس لے جانا

چنانچہ مجھے اٹھا کر کاہن کے پاس لے گئے اور سارا ماجرا اس سے کہہ سنایا کاہن نے کہا کہ تم خاموش رہو میں اسی سے اصل بات سننا چاہتا ہوں چنانچہ میں نے اول تا آخر ساری بات اسے بیان کر دیں جب اس نے پوری بات سن لی تو اس نے فوراً مجھے آگے بڑھ کر دبا لیا اور بلند آواز سے کہنے لگا کہ اہل عرب تمہارا ستیاناس ہو ہائے اہل عرب تمہارا ستیاناس ہو اس لڑکے کو قتل کر دو اور مجھے بھی اسی کے ساتھ قتل کر دو اگر تم نے اسے زندہ چھوڑ دیا تو لات اور عزیٰ (دو بتوں کے نام ہیں) کی قسم یہ تمہارے دین کو بگاڑ ڈالے گا اور تمہاری اور تمہارے آباؤ اجداد کی عقلوں کو بگاڑ ڈالے گا مجھے تمہاری بہت فکر ہے یہ ضرور تمہارے پاس ایسا دین لائے گا جسکی مثال تم نے سنی تک نہ ہوگی۔

کاہن کا سرپٹ دینا والا جواب

یہ حالت دیکھ کر میری رضاعی فوراً آگے بڑھیں اور مجھے اس کی گود سے چھین کر کہنے لگیں کہ اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تو ایسی باتیں کرے گا تو تیرے پاس اس بچے کو نہ لاتی ہم اسے ہرگز قتل نہیں کریں گے۔

پھر قبیلے والے مجھے اٹھا کر میرے قبیلے قریش والوں کے پاس لائے اور مجھے اپنے گھر والوں کے سپرد کر دیا جو کچھ میرے ساتھ پیش آیا اس پر میں بڑا پریشان تھا اور میرے پیٹ پر جو چاک کر کے لگایا گیا تھا وہ ہی تسمے کی طرح لگتا تھا

پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے بنو عامر کے بھائی میرے دعوی نبوت کی یہ ابتدائی حقیقت ہے جو تو نے سن لی۔

بنی عامر کے بوڑھے کا قبول اسلام

بوڑھا عاجزی سے کہنے لگا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور تو اپنے دعوی نبوت میں سچا ہے۔ بوڑھا عاجزی سے کہنے لگا میں اب آپ سے چند سوال کرتا ہوں ان کے متعلق مجھے صحیح صحیح جواب دیجیے۔

نبی اکرم ﷺ نے فرمایا ہاں جو پوچھنا چاہتے ہو پوچھو۔

بوڑھا! اے ابن عبدالمطلب مجھے یہ بتا کہ کونسی چیز علم میں زیادتی کرتی ہے؟

آپ! تعلیم و تعلم سے علم میں زیادتی ہوتی ہے۔

بوڑھا! مجھے بتلایئے کہ علم کی زیادتی کا ذریعہ کیا ہے؟

آپ ﷺ سوال علم کی زیادتی کا ذریعہ ہے۔

بوڑھا! کونسی چیز شر وفتنہ میں زیادتی کا باعث بنتی ہے؟

آپ ﷺ! کسی چیز میں افراط کی حد تک بڑھ جانا باعث شر ہے۔

بوڑھا! مجھے خبر دیجیے کہ کیا برائی کے بعد نیکی کچھ سودمند ہوتی ہے؟

آپ ﷺ! فرمایا کہ ہاں ضرور توبہ گناہوں کو دھو ڈالتی ہے۔

بوڑھا! اے ابن المطلب یہ کیسے ممکن ہو سکتا ہے؟

آپ ﷺ! یہ اس لیے ہے کہ میرا رب فرماتا ہے کہ میری عزت وجلال کی قسم میں اپنے بندے کے لیے یک بارگی دو امن کی چیزیں اور دو خوف والی چیزیں کبھی جمع نہیں کرتا ہوں اگر وہ دنیا میں مجھ سے ڈرتا رہا تو آخرت میں بھی مجھ سے امن میں رہے گا اسکا یہ امن دائمی اور نہ ختم ہونے والا ہوگا اور اگر میرا بندہ مجھ سے دنیا میں بے خوف رہا تو آخرت میں اسے میرا خوف دامن گیر ہوگا پھر آخرت کا خوف اس سے کبھی ختم نہ ہوگا۔

بوڑھا! مجھے بتلایئے کہ آپ کس چیز کی طرف لوگوں کو بلا رہے ہیں؟

آپ ﷺ! میں لوگوں کو اللہ تعالی کی عبادت کی طرف بلاتا ہوں اور انھیں دعوت دیتا ہوں کہ صرف اللہ ہی کو رب مانیں، ہر قسم کے بتوں سے بیزاری کا اعلان کریں اللہ اور اسکے رسول کی لائی ہوئی ساری کی ساری تعلیمات پر عمل کریں اور اس کا اقرار کریں، پانچ وقت کی نماز پڑھیں سال بھر میں ایک مرتبہ روزہ رکھیں، اپنے اموال سے زکوۃ دیں ،اگر قدرت رکھتے ہو تو بیت اللہ کا حج کریں جنابت سے غسل کریں ،موت اور موت کے بعد دوبارہ اٹھائے جانے پر ایمان رکھیں اور جنت و دوزخ کے برحق ہونے کا یقین رکھیں۔

جب ان تمام عقائد پر ایمان لے آئیں اور اعمال پر عمل پیرا ہوں اللہ تعالی انھیں ہر قسم کی برائی سے پاک وصاف کر دے گا۔

بوڑھا! اے ابن عبدالمطلب اگر میں آپ کے کہنے کے مطابق ایسا کروں تو میرے لیے کیا انعام ہوگا؟

آپ ﷺ! فرمایا ﴿"جَنّٰتُ عَدْنٍ تَجْرِی مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا وَذٰلِکَ جَزٰٓؤُا مَنْ تَزَکّٰی"﴾ (سورہ طٰہٰ آیت نمبر ۸۶)

ترجمہ ﴿تیرے لیے ایسی جنت ہوگی جس کے نیچے سے نہریں بہہ رہی ہوں گی اور اس میں رہنے والے ہمیشہ اس میں رہیں گے یہ بدلہ ہے پاکی حاصل کرنے والوں کا﴾۔

بوڑھا! مجھے نرمی اور آسان والی زندگی پسند ہے کیا مجھے دنیا میں بھی کچھ ملے گا؟

آپ ﷺ! ہاں ضرور ملکوں پر غلبہ پانے سے تیری زندگی خوشگوار ہوگی۔

راوی کہتے ہیں کہ بوڑھے نے اسلام قبول کرلیا۔

اوپر مذکورہ اوس بن شداد کی روایت تھی اسی طرح کی دوسری روایت خالد بن معدان الکلاعی سے مروی ہے کہ اس میں بوڑھے عامری کا واقعہ نہیں ذکر کیا گیا بقیہ حالات قدرے اجمالا مروی ہیں تفصیل گزر چکی ہے اعادہ کی چنداں کی ضرورت نہیں۔

آپ ﷺ کے والد ماجد کی وفات

محمد بن اسحاق فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے والد محترم عبداللہ بن عبدالمطلب کی وفات ہوئی آپ ﷺ کے والد محترم آمنہ بنت وھب کے مبارک بطن میں بصورت حمل تھے۔ لیکن ھشام بن محمد فرماتے ہیں کہ آپ کے والد عبداللہ کی وفات اس وقت ہوئی جس وقت آپ کی عمر مبارک دوسال چار ماہ تھی۔ واللہ اعلم

امام محمد بن عمر الواقدی فرماتے ہیں کہ مورخین نے اس بات پر اتفاق کیا کہ آپ کے والد ماجد عبداللہ کے ایک لشکر کے ہمراہ شام سے واپس آرہے تھے راستے میں بیمار ہوگئے مدینہ پہنچ کر چند دن قیام کیا چنانچہ یہاں وفات پائی اور نابغہ کی حویلی میں مدفون ہوئے۔

آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی وفات

عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم انصاری فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی عمر مبارک چھ سال تھی آپ کی والدہ ماجدہ نے مکہ اور مدینہ کے درمیان ابواء مقام پر وفات پائی قصہ ہوا تھا کہ والدہ ماجدہ آپ ﷺ کو لے کر مدینہ میں آپ کے ننھیال بنو عدی بن بخار سے ملاقات کرنے گئیں تھیں مکہ واپس لوٹ رہی تھیں کہ ابواء مقام پر پہنچ کر وفات پا گئیں

-

عثمان بن صفوان فرماتے ہیں کہ آپ ﷺ کی والدہ ماجدہ کی قبر مکہ مکرمہ میں شعب ابی ذر (ایک گھاٹی کا نام ہے) میں واقع ہے۔

عبدالمطلب کی وفات

عباس بن عبداللہ بن معبد بن عباس فرماتے ہیں کہ میں نے اپنے خاندان والوں سے سنا ہے کہ عبدالمطلب کی جس وقت وفات ہوئی اس وقت آپ ﷺ کی عمر آٹھ سال تھی اور میرے خاندان کے بعض بزرگ یوں بھی

کہا کرتے تھے کہ اس وقت آپ ﷺ کی عمر مبارک دس سال تھی۔ (واللہ اعلم بالصواب)

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبدالمطلب کی وفات کے بعد ابو طالب کی پرورش میں آگئے عبدالمطلب کی بیٹیوں کی آنکھوں میں سفید ریزش جمع ہوئی رہتی تھی مگر رسول اللہ ﷺ صاف ستھرے چمکدار رہتے تھے۔ (آپ کی کفیت بچپن میں تھی)۔

کسریٰ بن قباذ انوشیروان کے بقیہ حالات

آپ ﷺ کی پیدائش سے سلطنت کسریٰ کی حالت

ھالی الحزومی کہتے ہیں کہ ابھی تک تقریباً پچاس سال کسریٰ کی بادشاہت کے گزرے تھے جس رات رسول اللہ ﷺ کی پیدائش ہوئی تو کسریٰ کا ایوان لرزہ براندم ہوگیا اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے فارس کا آتشکدہ بجھ گیا حالانکہ ایک ہزار سال سے وہ نہیں بجھا تھا بحیرہ ساوا کا پانی خشک ہوگیا، فارس کے مذہبی پیشوا موبذان خواب میں سخت مزاج اونٹ دیکھے جو عربی گھوڑوں کو ہنکائے جارہے تھے اور دجلہ کا پانی منقطع ہوکر اردگرد کے علاقوں میں پھیل گیا۔

کسریٰ کی بے چینی

کسریٰ نے صبح کے ہوتے ہی جب تمام صورت حال دیکھی تو سخت پریشان ہوا اور دلیرانہ صبر کر کے خاموش بیٹھ گیا پھر مناسب سمجھا کہ حالات وزراء اور مشیروں کے سامنے رکھنے چاہئیں چنانچہ تاج پہن کر اپنے تخت پر بیٹھا اور خواص دربار کو اپنے پاس جمع کروایا جب سارے دربار مجتمع ہوگیا تو ان کے سامنے حالات رکھے ہی تھے کہ اتنے میں اس کے پاس ایک خط آیا کہ جمعیں فارس کی آگ بجھ جانے کی خبر تھی چنانچہ اس کی گھٹن میں اور اضافہ ہوا ادھر سے فارس کا کاندھی پیشوا موبذاب بول اٹھا اے بادشاہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ بھلائی کرے! گزشتہ رات میں نے اونٹوں کے متعلق ایک خواب دیکھا اور سارا خواب اس سے کہہ سنایا کسریٰ نے اس سے کہا کہ اے موبذوان تیرے خیال میں یہ کیا معاملہ ہے؟ (موبزان کسریٰ کے نزدیک مستقبل کے حالات اچھی طرح سے جانتا تھا) موبذان کہنے لگا کہ عربوں کی طرف سے ایک نیا حادثہ پیش آنے والا ہے۔

کسریٰ کی فریاد کاہنوں کے در پر

چنانچہ جب تمام حالات کسریٰ کے سامنے آگئے تو نعمان بن منذر کو خط لکھا کہ "امابعد!

اے نعمان میرے پاس ایک آدمی بھیج دو جو مستقبل کے بارے میں بے خوبی جانتا ہو اور جو سوال میں اس سے کروں اس کا اچھی طرح سے جواب دے سکتا ہو۔

چنانچہ نعمان بن منذر نے عبدالمسیح بن عمرو بن حیان بن بقلیہ غسانی کو بھیج دیا جب وہ کسریٰ کے پاس پہنچ گیا تو اس سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس مستقبل کے بارے میں علم ہے؟ میں تم سے کچھ پوچھوں تو جواب دے سکو گے؟ عبدالمسیح نے کہا کہ بادشاہ سلامت پہلے مجھے بتلائیں کہ اگر میرے پاس اس سے متعلق علم ہوا تو ضرور آپ کو بتادوں گا ورنہ ایسے آدمی کی رہنمائی کروں گا جو ہر طرح کا علم رکھتا ہے۔

چنانچہ کسریٰ نے سارا ماجرا کہہ سنایا عبدالمسیح بولا کہ میرا ایک سطیح ماموں شام میں ہے وہ اس بارے میں بخوبی

جاننا ہے کسریٰ نے کہا کہ تم خود اس کے پاس جاؤ اور مسئلے کا حکم میرے پاس لے کر واپس آؤ۔
چنانچہ عبدالمسیح اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر سطیح کے پاس جا پہنچا آگے سطیح بالکل قریب الموت تھا عبدالمسیح نے سطیح کو سلام کیا مگر سطیح نے جواب نہ دیا۔ عبدالمسیح نے چند اشعار پڑھے۔

سطیح کا جواب

جب سطیح نے عبدالمسیح کے اشعار سنے تو سر اوپر اٹھایا اور کہنے لگا کہ عبدالمسیح تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر اڑتا ہوا سطیح کے پاس پہنچا اور ایک قبر پر جا چڑھا سنو تم کو بنو ساسان کے بادشاہ نے بھیجا ہے چونکہ اسکا ایوان لرزی براندن ہو گیا ہے آگ بجھ چکی ہے، موبزان نے خواب میں سخت مزاج اونٹ اور گھوڑوں کو بھگاتے ہوئے دیکھا اور دجلہ کا پانی منقطع ہو کر اردگرد کے علاقوں میں منتشر ہو گیا ہے اے عبدالمسیح جب تلاوت کی کثرت ہو گی تو ہراوہ والا مبعوث ہو گا وادی سماوہ بھر جائے گی بحیرہ سارا کا پانی خشک ہو جائے گا اور فارس کی آگ بجھ جائے گی اس وقت سطیح کے لیے ملک شام نہیں رہے گا انھیں میں سے بادشاہ اور ملکائیں ہوں گی ان کی تعداد دنبوں کے بقدر ہو گی اور ہر وہ جس نے آنا ہے آ کر رہے گا اتنی بات کہہ کر سطیح دوبارہ لیٹ گیا عبدالمسیح اپنی سواری سے اٹھ کر اس کے پاس آیا اور درج ذیل اشعار پڑھ رہا تھا۔

ترجمہ! اے میری سواری تیز تیز چل تو غم کو بہت جلدی ماخذ کرنے والی ہے تجھ سے علیحدگی خوف زدہ نہیں ہوتی اگر بنو ساسان کی بادشاہت زیادہ ہو چکی تو اس زمانے کے علاوہ اور بھی بہت سے زمانے ہیں بسا اوقات وہ ایک جگہ صبح کرتے تو ان کے حملوں سے شیر بھی ڈر جاتے تھے مہران اور اس کے بھائی ھرمز اور سابور اونچے اونچے محلات میں رہا کرتے تھے لوگ تو باپ شریک شریک بھائی ہیں جیسے وہ سمجھیں کہ یہ مرتبہ گر گیا ہے تو اسے چھوڑ کر دوسرے کو پکڑ لیں اور یہ ہی لوگ آپس میں ماں شریک بھائی ہیں جب خوشحالی دیکھتے ہیں تو اسے منصور و محفوظ و بالغیب سمجھتے ہیں خیر اور شر یک ایک ہی زمانے میں باہم مل کر رہتے تھے خیر کی اتباع کی جاتی ہے اور شر کو چھوڑ دیا جاتا ہے۔

عبدالمسیح کسریٰ کے پاس

عبدالمسیح جب کسریٰ کے پاس پہنچا تو سطیح کی کہی ہوئی خبروں کو من وعن اس کے سامنے پیش کر دیا اور وہ کہنے لگا کہ ان باتوں کے ہونے تک ہمارے چودہ بادشاہ ہوں گے۔
چنانچہ صرف دس سالوں میں ان کے دس بادشاہ ہوئے اور باقی چار عثمان بن عفان کے زمانے تک رہے۔

یمنی قافلے پر لوٹ مار

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ دھرز نے یمن سے بیش بہا مال اور قیمتی جواہرات کسریٰ کی طرف بھیجے جب قافلہ ان اموال کو لے کر بنو تمیم کے علاقے میں پہنچا تو صعصہ بن ناجیہ بن عقال مجاشی نے تمیم کے قافلے پر حملہ کر دینے پر ابھارا لیکن بنو تمیم نے انکار کر دیا قافلہ جب بنو یربوع کے علاقے میں پہنچا تو بنو یربوع سے حملے کی اپیل کی انھوں نے بھی اسے ڈرایا

دھمکایا صعصہ کہنے لگا کہ اے بنو یربوع! قافلہ جب بنو بکر بن وائل کے علاقے میں پہنچا تو انھوں نے اس پر حملہ کر دیا اور تمہارے ساتھ لڑائی کرنے میں مدد مانگ رہے ہیں۔

چنانچہ وہ سنتے ہی دوڑ پڑے اور بنو سلیط کے آدمی نطف کے جواہر کے تھیلے مل گئے پھر اس کے نام سے غرب المثال مشہور ہوگئی اور کہا جانے لگا "اصاب کنز النطف" صعصہ کے حصے میں ایک صندوق آیا جس میں چاندی کی لڑیاں تھیں قافلے والے بے یار و مددگار ھوذہ بن علی حنفی کے پاس یمامہ جا پہنچے ھوذہ نے انھیں کپڑے سواریاں، اور زادراہ وغیرہ دے کر خود بھی ان کے ہمراہ کسریٰ کے پاس آیا چنانچہ کسریٰ نے ھوذ کو عزت کی نگاہ سے دیکھا اور موتیوں کا بنا ہوا تاج لا کر ھوذہ کے سر پر رکھا ریشم کے بہت سارے جوڑے دیئے اسی وجہ سے ھوذہ کو ذی التاج کہا جانے لگا۔

ھوذہ نے کسریٰ سے کہا کہ کیا تجھے معلوم ہے کہ فلاں ڈاکوں نے تیرے قافلے کے ساتھ کیا کچھ کیا ہے؟ کہا کہ مجھے کچھ پتا نہیں ھوذہ نے کہا کہ ان لوگوں سے تمہاری صلح تو نہیں تھی؟ کسریٰ نے کہا کہ ہمارے درمیان موت پر صلح ہے۔ ھوذہ نے کہا کہ میں نے تمہاری بعض ضروریات کو پایا ہے اور کسی حد تک انتقام بھی لیا ہے۔

چنانچہ کسریٰ نے بنو تمیم پر چڑھائی کرنے کا ارادہ کیا لیکن کسریٰ نے کہا کہ بنو تمیم کا علاقہ برا ہے جنگلات اور صحرا ہیں ان کے راستوں پر آدمی راہ یاب نہیں ہو سکتا وہ لوگ کنوؤں کے پانی پر گزارہ کرتے ہیں تیرے لشکر کے لیے کنوؤں کا پانی ناکافی ہے جس کی وجہ سے لشکر ہلاک ہو جانے کا ڈر ہے۔

کسریٰ کا قاصد مکعبر کے پاس

سمجھدار لوگوں نے مشورہ دیا کہ بحرین کے گورنر آزاد فروز بن جنش (جسے عرب ومکعبر کے نام سے موسوم کرتے تھے۔ مکعبر اس لیے کہا جاتا تھا کہ چونکہ وہ لوگوں کے ہاتھ پاؤں کاٹ دیا کرتا تھا اور قسم اٹھا رکھی تھی کہ بنو تمیم کے ایک آدمی کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا) کو خط لکھا اور قاصد کو دے دیا ھوذہ کا زسر نوع دوبارہ اکرام کیا گیا اور عطیات دیئے اور کہنے لگے کہ تم بھی قاصد کے ساتھ چلے جاؤ اور بحرین کے گورنر کو جا کر سارے حالات بتا دو چنانچہ ھوذہ اور قاسد کے ساتھ گورنر ساتھ چلا آیا ان دنوں میں کھجوریں توڑنے کا موسم تھا اور بنو تمیم حجر کی طرف غلہ اور کھجوروں کے واسطے کوچ کر رہے تھے۔

چنانچہ مکعبر کے آدمی نے آواز لگائی کہ جو آدمی بھی یہاں موجود ہو ہمارے پاس حاضر ہو جائے چنانچہ بادشاہ نے گلہ تقسیم کرنے کا حکم دیا ہے پس جس قدر بنو تمیم کے لوگ وہاں موجود تھے سب حاضر ہو گئے۔

مشقر نامی قلعہ

چنانچہ مکعبر نے انھیں مشقر نامی قلعہ میں بند کر دیا اس قلعے کے قریب ایک دوسرا صفا نامی قلعہ تھا ان دونوں کے درمیان دریا بہہ رہا تھا مشقر کو کسریٰ نے بسلب بن موھوذ سے بنوایا تھا بسک کسریٰ کے سرداروں میں سے تھا جب کسریٰ نے بسک کو اس قلعے کو تعمیر کے لیے روانہ کیا تو اس نے کہا معمار اس جگہ میں اقامت نہیں کر سکتے ان کے ساتھ عورتوں کا ہونا ضروری ہے لہٰذا اگر تم عورتوں کو مہیا کر سکتے ہو تو اس قلعے کی تعمیر مکمل ہو جائے گی چنانچہ قبیلہ اھواز اور حبشیوں کی فاحشہ قسم کی عورتوں کو معماروں کے لیے لایا گیا اور فارس سے شراب کے مشکیزے بھیجے گئے۔

اہل ہجر بعد از اسلام

چنانچہ جب اسلام آیا تو قبیلہ عبدالقیس سے کہنے لگے کہ تمھیں ہماری تعداد، طاقت اور مالداری معلوم ہے لہذا ہمیں بھی اپنے اندر داخل کرلو اور ہماری شادیاں کراؤ عبدالقیس والوں نے کہا کہ ایسا نہیں ہوگا لیکن تم اپنی طاقت پر رہو تم ہمارے بھائی اور دوست ہو چنانچہ قبیلہ عبدالقیس کا ایک آدمی اٹھ کر کہنے لگا اے لوگو میری اطاعت کرو اور ان لوگوں کو اپنے اندر داخل کرلو یہ چاہت والے لوگ ہیں قوم کا ایک سردار آدمی کھڑا ہوا کہنے لگا ارے تجھے حیا نہیں آتی کیا تو ایسے لوگوں کو اپنی قوم میں داخل کرنا چاہتا ہے جنکا حسب ونسب دنات میں مشہور ہے پہلا آدمی کہنے لگا اگر تم ایسا کروگے تو میں انھیں عرب کے کسی دوسرے قبیلے میں داخل کروادوں گا دوسرا بولا کہ ہمیں اس بات کا کوئی اندیشہ نہیں چنانچہ اہل ہجر عربوں کے مختلف قبائل میں متفرق ہوگئے جو تھوڑے سے بچے وہ اپنے آپ کو قبیلہ بن دعبدالقیس سے اپنے آپ کو منسوب کرنے لگے قبیلہ عبدالقیس نے انھیں ایسا کرنے سے منع کیا ہے۔

چنانچہ مکعبر نے بنوتمیم کے لوگوں کو مشقر قلعے میں داخل کیا مردوں کو قتل کیا بچوں کو زندہ رکھا اسی دن قعنب ریاضی بنویرکوع کا شہسوار قتل ہوا اسے قبیلہ بنوشن کے دو آدمیوں نے قتل کیا بچوں کو کشتیوں میں سوار کرکے فارس میں بھیج دیا وہاں پہنچ کر بچوں کی کثیر تعداد کو خصی کردیا گیا۔

حبیرہ بن حدیر عدوی کہتا ہے کہ اصطخر کے فتح ہونے کے بعد ان بچوں میں سے کچھ ہمارے پاس واپس آئے ان میں سے ایک خصہ ہوتا اور ایک زری ہوتا مشقر قلعہ سے بنوتمیم کا ایک آدمی عید بن وہب دروازے کی زنجیر توڑ کر بھاگ آیا اور باہر آکر یہ اشعار پڑھے۔

ترجمہ: مجھے یاد ہے کہ جب میں مہینوں کا سفر کرکے نیچا ہمارا قبیلہ بنوتمیم
عالی شان حجازی قبیلہ ہے انھیں خفیف کے موسم میں زور آور منور کے
درمیان مصائب پہنچے ارے کیا میری قوم دور والے آدمی کے لیے پرسان
حال ہے میں تو اپنے قومی شعار کو مشقر کے دروازے پر محفوظ کرکے آیا
ہوں میں نے دروازے کی پھاٹک کو تلوار کی کاری ضرب سے توڑ دیا
یہاں تک کہ میری کاری ضرب سے ہر قسم کا دروازہ کھل گیا۔

چنانچہ ھوذہ نے مکعبر سے سو آدمیوں کے بارے مین سفارش کی مکعبر نے سو آدمیوں اس کو ھبہ کردیئے بعد میں ھوذہ نے انھیں آزاد کردیا ان کے بارے میں اعشیعرب کا مشہور شاعر کہتا ہے۔

اشعار کا ترجمہ

بنوتمیم کے زمانے میں اس سے پوچھ لے کہ سوداگری کے دنوں میں ان
کے ساتھ کیا برتی جب وہ قید سے چھٹے تو سارے کے سارے پچھاڑے
ہوئے تھے انھیں مشقر قلعے کے وسط میں رکھا گیا تھا تاریکیوں میں ایسے
جکڑے رہے کہ نقصان کے بعد نفع اٹھانے کی قدرت ہی نہ رکھتے بادشاہ
سے کہا کہ اپنی بات و رفعت کا سکہ بٹھانے کے لیے سو آدمیوں کو آزاد کر
دے چنانچہ ایکسو قیدیوں کو پھندے سے چھٹکارا ملا تمہارے ساتھ کبھی

اس سے بڑھ کر احسان مندی نہیں ہوئی اگر کوئی قائل حق بات کہے تو اسکی گنجائش ہے۔

وہرز کی وفات

بادشاہ انوشیروان کے آخری دور میں وہرز کے مرنے کا وقت جب قریب ہوا تو ماتحتوں سے اپنا تیر کمان منگوایا اور کہنے لگا کہ مجھے بٹھاؤ ایک تیر مارا کہا کہ دیکھو یہ تیر کہاں لگا ہے اسی جگہ پر میری قبر بنانا جا کر دیکھا تو کنیسہ کے عقب میں تیر لگا ہے چنانچہ حسب وصیت وہرز کو یہاں دفنایا گیا آج تک اس جگہ کو مقبرہ وہرز کا نام دیا جاتا ہے۔

جب کسری کو وہرز کی موت کی خبر ہوئی تو یمن کی طرف اپنے ایک سردار وین نامی کو گورنر بنا کر بھیجا وین بڑا ظالم اور حد سے تجاوز کرنے والا آدمی تھا لہذا یمن میں زیادہ عرصہ تک حکومت کرنے میں کامیاب نہ ہوسکا ھرمز بن کسری نے اسے معزول کر کے مرزوان کو یمن کا حاکم مقرر کیا۔ چنانچہ مرزوان یمن میں کافی عرصہ تک اقامت پذیر رہا۔ کافی ساری اولاد بھی ہوئی۔ پھر کسری بھی ہلاک ہوا اسکو بادشاہت کرتے ہوئے ۴۸ سال ہوئے تھے۔

بادشاہ ہرمز بن کسری کا بیان

انوشیروان کے بعد ھرمز بن کسری انوشیروان بادشاہ بنا ھرمز کی ماں خاقان اکبر کی بیٹی تھی۔ ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ ھرمز بن کسری باادب اور کمزوروں اور مسکین پر احسان کرنے والا تھا بڑے درجے کے لوگوں پر سختی کرتا تھا جس سے اکثر ھرمز سے عداوت کرنے لگے جب اس کے سر پر بادشاہی تاج سجایا گیا تو ملک کے عظماء واشراف اس کے پاس جمع ہوئے اور ھرمز کے لیے خوب دعائیں کیں اس کے متوفی باپ کا شکریہ ادا کیا ھرمز نے بھی ان کے ساتھ بھلائی کا وعدہ کیا۔ ھرمز رعیت کے ساتھ خوب عدل سے پیش آتا اور عظماء پر خوب سختی کرتا چونکہ عظما کمزوروں کو دبا دیتے تھے اسکے عدل کا یہ حال تھا کہ گرمیوں کا موسم گزارنے ماہ جایا کرتا تھا اسی سلسلے میں اس کے حکم سے منادی کرائی گئی کہ جو لوگ بھی اسکی چھاؤنی میں موجود ہیں وہ کھیتوں کی حفاظت کریں اور کسی کسان کو تکلیف نہ پہنچائیں اور اپنے چوپاؤں وغیرہ کو حفاظت سے رکھیں تا کہ کھیتوں میں فصلیں برباد نہ ہوں اور چھاؤنی میں سے ایک آدمی کو کوتوال بنا دیا کہ جو ظلم و تعدی کرے اسے مناسب سزا دے۔

کسری بن ھرمز کی سواری کھیت میں

اسی دوران ھرمز کا بیٹا چھاؤنی میں تھا کہ ایک اونٹ بدک کر کھیتی میں جا گھسا اور اسے بگاڑ دیا چنانچہ اونٹ کو پکڑ کر کوتوال کے پاس لایا مگر کوتوال اپنا حکم ھرمز کے بیٹے پر نافذ نہ کرسکا (ھرمز کے بیٹے کا نام بھی کسری تھا) چنانچہ معاملہ ھرمز تک پہنچ گیا ھرمز نے حکم دیا کہ اونٹ کی دم اور کان کاٹ دیئے جائیں اور اپنے بیٹے کے بارے میں حکم دیا کہ تاوان لیا جائے چنانچہ ھرمز کے پاس سے ایک آدمی نکلا تا کہ کسری (ھرمز کا بیٹا) اور اس کی سواری (اونٹ کے بارے میں ھرمز کا فیصلہ نافذ کرے۔ ادھر کسر ھرمز کے بیٹے نے اپنے حمایتوں کا ایک گروہ چھپا دیا کہ اس آدمی سے سوال کریں کہ اتنا بڑھ چڑھ کر ھرمز کے حکم میں حصہ کیوں لے رہا ہے چنانچہ حمایتی اس آدمی سے ملے اور اس معاملہ میں اس سے بات کی مگر اس نے کچھ جواب نہ دیا پھر انھوں نے کہا کہ ھرمز کے فیصلے کو نافذ کرنے میں تھوڑی تاخیر کر دو تا کہ میں خود ھرمز سے بات

کروں چنانچہ اس آدمی نے فیصلہ کچھ دیر کے لیے موخر کر دیا۔

چنانچہ حمایتی لوگوں نے ھرمز سے ملاقات کی اور سارا ماجرا اس سے کہہ سنایا اور کہا کہ سواری جوں ہی کھیتی میں گھسی تھی اسی وقت پکڑلی گئی تھی لہذا آپ اپنا فیصلہ کرنے سے باز رہیں ورنہ آپ کے بیٹے کسریٰ کے بارے میں لوگ بد فعلیاں نکالیں گے لیکن ھرمز نے کچھ جواب نہ دیا بلکہ حکم دیا کہ سواری کے دم اور کان کاٹ دیئے جائیں اور کسریٰ پر اتنا تاوان ڈالا جائے کہ جتنا تاوان اس سلسلے میں عام آدمی پر ڈالا جاتا ہے۔

کچے انگوروں پر ھرمز کا عادلانہ فیصلہ

چنانچہ ھرمز اپنی چھاؤنی سے کوچ کر گیا اس موسم میں مدائن کی گزرگاہوں میں انگور پک رہے تھے اس کے راستے میں باغات اور انگوروں کی بیلیں کافی مقدار میں تھیں اسی راستے میں سردار نے انگور کے گچھے خوشے دیکھے چند خوشے سردار نے توڑ کر اپنے غلام کو دے دیئے اور غلام سے کہا کہ قیام گاہ میں جاؤ اور انگوروں کو گوشت کے ساتھ پکا کر سالن بنالاؤ اس موسم میں انگروں کا سالن خوشگوار ہوتا تھا۔

اتنے میں انگوروں کا مالک آ گیا اور سردار کے پیچھے پڑ گیا کہ تم نے میرے کچے انگور توڑے ہیں لہذا مجھے تاوان دو ھرمز کو جب یہ خبر ہوئی تو سردار کو حکم دیا کہ تاوان میں اپنا ہار جو سونے سے مزین ہے دے۔ تا کہ یہ ہار اس کی جان کا فدیہ بنے ھرمز نے یہ فیصلہ اس لیے کیا کہ تا کہ مالک پر احسان کر سکے۔

ھرمز کی کمزوریاں اور چند خوبیاں

کہا جاتا ہے کہ ھرمز مظفر و منصور ہے جس چیز کی طرف بھی ہاتھ بڑھاتا ہے اس کے حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ بڑا ہوشیار و چالاک ادیب بھی تھا مگر کم ظرف اور گھٹیا نیت کا مالک تھا اسی وجہ سے اس کے ترک ماموں سے علیحدہ ہو کر آزرہ نے علماء اہل بیت اور شریف لوگوں میں سے تیرہ ہزار نو سو کو قتل کرا چکا تھا ۔اس کی نظر میں گھٹیا نظروں کی دلداری کرنا اوران کی اصلاح کرنا بڑی بات ہوتی ہے بہت سارے بڑے درجے کے لوگوں کو ان کے عہدوں اور مرتبوں سے گرا دیا تھا اور فوج کو بہت مالدیتا مذہبی پیشواؤں اور سرداروں کی طرف سے کچھ توجہ نہ کرتا تھا اسی وجہ سے اس کی کابینا کے اکثر لوگ اس سے ناراض ہو کر بگڑ گئے تھے یہ سب کچھ اس لیے ہو رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی بادشاہت وسلطوت کو ختم کرنا چاہتا ہے یہ ہی کمزوریاں ان کے خاتمہ کا پیش خیمہ بنیں۔

کچھ مجوسی کاہن ھرمز کے پاس

کچھ مجوسی کاہن ھرمز کے پاس ایک قصہ لے گئے جس میں نصاریٰ کے خلاف سرکشی کرنے کا تذکرہ تھا چنانچہ کہنے لگے کہ جس طرح ہمارے ملک کا شاہی تخت کے آگے والے دو پائیوں کے ہوتے ہوئے پیچھے والے دو پائیوں کے بغیر قائم نہیں رہ سکتا اسی طرح ہمارے ملک کو مستحکم بنانے کے لیے ضروری ہے کہ دوسری ملتوں مثلاً، نصاریٰ وغیرہ پر سرکشی کو آپ روکیں اوران پر خوب احسان کریں تا کہ تمہارے احسان کو دیکھ کر تمہاری تعریف کریں اور تمہاری ملت میں آنے کا شوق ظاہر کریں جب کہ ہم نے نصاریٰ اور دوسری مخالف ملل میں ایک فساد برپا کر رکھا ہے لہذا اپنے ملک کو مضبوط بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم غیروں کو بھی اپنے ساتھ شامل کرلیں۔

فارس میں چاروں طرف سے حملے

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ ترکوں کے شاہ اعظم شابہ نے تین لاکھ جنگجوؤں کو لا کر ھرمز کے اوپر چڑھائی کر دی ابھی تک ھرمز کی بادشاہت کے گیارہ سال ہی گزرے تھے ترک حملے کرتے ہوئے بادغیس اور ہرات تک پہنچ گئے۔ اور ملک روم اسی ہزار کی جمعیت لے کر متعلقہ علاقوں کی طرف چڑھ دوڑا۔ حرز کا بادشاہ جم غفیر لے کر مختلف دروں اور گھاٹیوں سے نمودار ہوا اور خوب تباہی مچائی دوسری طرف سے عربوں کے دو آدمی عباس الاحوال اور عمرو الارزق کثیر تعداد لے کر فرات کے ساحل پر آن پہنچا اور اہل عراق پر زبردست لوٹ مار کی الغرض ہر طرف سے اہل فارس کے دشمن ان پر ٹوٹ پڑے اور ان کے علاقوں کو روند ڈالا حتیٰ کہ کہا جانے لگا کہ فارس مثل چھاپنی ہو گیا اور ایسا جکڑا گیا ہے کہ جیسے کمان کو تانت چلہ میں جکڑ لیتی ہے۔

ترک بادشاہ شابہ نے ھرمز اور عظماء فارس کی طرف قاصد بھیجا اور کہا کہ اپنے لشکروں کو اجازت دو تا کہ میرا استقبال کریں دریاؤں اور نالوں پر پلوں کی مرمت کی جائے اور جہاں پل کی ضرورت ہو وہاں پل بنایا جائے تا کہ میں دریاؤں کو عبور کر کے تمہارے علاقوں میں آسکوں۔

چنانچہ ھرمز پیغام سن کر سخت برہم ہوا اور اس کی پریشانی انتہا تک پہنچ گئی۔

ھرمز کا دفاعی اقدام

ھرمز نے وزراء اور مشیروں سے مشورہ کیا فی الحال ان کا اتفاق اس بات پر ہوا کہ ترکوں کے بادشاہ سے نمٹ لیا جائے چنانچہ ری کا ایک آدمی بہرام بن بہرام جشنس المعروف جوبین کو بیس ہزار کا لشکر دے کر بھیجا اور لشکر کے ہمراہ تجربہ کار آدمی بھیجے کہا جاتا ہے کہ ھرمز کے دربار میں اس وقت ستر آدمی تھے جو اس کے سامنے پیش کیے گئے ان ستر ہزار میں سے بیس ہزار جنگجو چن کر بھیجے۔

بہرام ترکوں کے قریب

بہرام لشکر لے کر ھرات اور بادغیس تجاوز کر گیا یہاں تک کہ شابہ کے قریب جا کر چھاؤنی بنالی شابہ کو اسکی آمدن کا شعور تک نہ ہوا۔ چنانچہ ان دونوں کے درمیان قاصدوں اور ہلکی پھلکی لڑائیوں کا ایک سلسلہ شروع ہو گیا اچانک ایک دن بہرام نے تیر مار کر شابہ کو ہلاک کر دیا کہا جاتا ہے کہ اس زمانے میں عجمیوں میں تین آدمی کمال درجے کے تھے افراسیاب ترکوں کا تیرانداز سوخرا اور تیسرا بہرام۔

چنانچہ بہرام نے شابہ کے لشکر پر چڑھائی نہ کی فی الحال اپنی جگہ پر ہی مقیم رہا شابہ کے بعد اس کے بیٹے رموزہ سے ہوا رموز بھی اپنے باپ کی طرح کمال درجے کا پہلوان تھا چنانچہ دونوں کے درمیان زبردست معرکہ ہوا رموزہ کو شکست ہوئی بہرام نے رموزہ کا کسی قلعے میں محاصرہ کر لیا پھر اس پر زبردست دباؤ ڈالا یہاں تک کہ رموزہ تسلیم ہو گیا چنانچہ بہرام نے اسے قیدی بنا کر ھرمز کے پاس بھیجا اور بہت سارا مال غنیمت بھی ہمراہ کیا کہا جاتا ہے کہ بہرام نے ھرمز کے پاس بہت سارے اموال، جواہر، برتن، اسلحہ اور ہر قسم کا اتنا زیادہ سامان بھیجا کہ ڈھائی لاکھ اونٹ بوجھ اٹھاتے تھے ھرمز نے بہرام کا شکر ادا کیا لیکن بہرام کو ھرمز کے غلبے کا سخت خوف ہوا ساتھ ساتھ بہرام کا لشکر بھی خوف زدہ تھا کہ کہیں

ہماری شامت نہ آجائے چونکہ ھرمز بڑے لوگوں پر سختیاں شروع کر دیتا ہے۔

بہرام ھرمز کی مخالفت میں

چنانچہ بہرام اور اسکے فوجیوں نے ہرمز سے علیحدگی اختیار کر کے مدائن میں آگئے اور انھیں آکر ہرمز کی برائیاں ظاہر کرنے لگے لوگوں میں یہ بات پھیلانے لگے کہ ہرمز کے بجائے اسکا بیٹا پرویز بادشاہت کی زیادہ صلاحیت رکھتا ہے چنانچہ ہرمز کے بعض درباری بھی بہرام کے ہم خیال ہو گئے ادھر پرویز کو خوف لاحق ہوا کہ کہیں باپ بادشاہت کی لالچ میں آکر اسے قتل نہ کر ڈالے اس خیال کے پیش نظر پرویز آزر بیجان بھاگ گیا آزر بیجان میں پرویز کے پاس کافی تعداد میں مذہبہ پیشوا اور اونچے درجے کے لوگ جمع ہوئے اور پرویز کے ہاتھ پر بادشاہت کی بیعت کر لی ادھر مدائن سے عظماء اور شریف لوگ ھرمز کے خلاف اٹھ کھڑے ہوئے ان لوگوں میں بندی اور بسطام پرویز کے دو ماموں بھی شامل تھے ان لوگوں نے سر عام بغاوت کا اعلان کر دیا اور ھرمز کی آنکھوں میں گرم سلائیاں ڈالیں قتل کرنے سے باز رہے تا کہ یوں ہی تڑپتے تڑپتے مر جائے۔

پرویز کو حالات معلوم ہوئے اپنے خیر خواہوں کو لے کر آزر بیجان سے دارالحکومت کی طرف چل پڑا اسے یہ بھی خدشہ لاحق ہوا تھا کہ بہرام اس پر کہیں سبقت نہ لے جائے چنانچہ اسی اثناء میں نہرادن کے ایک کنارے پر بہرام سے ملاقات ہوئی یہاں ان کا آپس میں مناظرہ ہوا پرویز نے بہرام کے سامنے اپنا مطالبہ پیش کیا کہ وہ اسے امن دے اس کے مرتبے کو بڑھائے اور اس کی دلدہی کو چار چاند لگائے مگر بہرام نے اسکی ایک نہ مانی ان کے آپس میں زبردست معرکہ شروع ہو گئے پرویز تاب نہ لا سکا بالآخر روم کی طرف بھاگنے پر مجبور ہوا تا کہ وہاں جا کر شاہ روم سے امداد حاصل کر سکے۔

کہا جاتا ہے کہ ساتھ سخت قسم کے جنگجو بھی تھے جن میں ترکوں کے تین کمال درجے کے تیر انداز بھی تھے چنانچہ انھوں نے پرویز کو قتل کرنے کا عہد کر لیا رات کو شب خون مارتے تھے چنانچہ ایک صبح کو پرویز اٹھ کر اپنے ہمراہیوں کو جنگ کی ترغیب دینے لگا مگر ہمراہیوں کے کان پر جوں تک نہ رینگی ادھر سے ترکوں تک تین آدمی پرویز کو قتل کرنے کے عہد سے چل پڑے پرویز کو خبر ہوئی تو تن تنہا ان کی طرف نکل پڑا چنانچہ اس اکیلے نے ان تینوں کو ایک ایک کر کے قتل کیا پھر معرکہ سے واپس پلٹا وہ پہلے سے ہمراہیوں کے فتور کو محسوس کر چکا تھا۔

اس کے بعد طسیبون میں اپنے باپ کے پاس گیا سارے حالات اس سے بیان کیے اور اس سے مشورہ لیا باپ نے اسے شوہ روم موریق کے پاس امداد طلب کرنے کی ہدایت کی چنانچہ پرویز اپنے اہل بیت کو ایک محفوظ جگہ پر لے گیا اور تھوڑی دیر کے بعد روم کی طرف چل پڑا چند ایک آدمی بھی اس کے ساتھ تھے، بسطام اور بہرام کا بھائی کردی بھی تھا انطاکیہ پہنچ کر موریق کو خط لکھا موریق نے بڑی آؤ بھگت کی اور اپنی بیٹی مریم کے ساتھ اس کی شادی کر وادی بعض حضرات کی رائے یہ ہے کہ ہرمز کی مدت بادشاہت گیارہ سال نو ماہ دس دن تھی ھشام کہتے ہیں کہ بارہ سال تک اس کی بادشاہت رہی۔

بادشاہ کسریٰ اور پرویز بن ھرمز کا دور حکومت

ھرمز کے بعد اس کا بیٹا کسریٰ پرویز بن ھرمز بن کسریٰ انوشیروان بادشاہ بنا فارس کے ملوک میں سے بہادر ترین بادشاہ تھا دور رس اور زرین رائے شخصیت کا مالک تھا چنانچہ معرکہ بازی، بہادری، فتح مندی، کامیابی اور مال و اسباب

جمع کرنے میں بے مثال رہا ہے۔ اسی وجہ سے اسکا نام پرویز رکھا عربی میں پرویز کا نام مظفر (کامیاب ترین) سے کہا گیا ہے۔ پرویز بہرام کی دہشت گردی کی وجہ سے چھپتے چھپاتے آذربیجان چلا گیا تھا وہاں جا کر اپنے خیالات کا اظہار کیا چنانچہ اصبہذین وغیرہ میں سے کچھ لوگوں نے اسکی مدد پر بیعت کر لی تھی۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ آذنی جشنس جسے پرویز نے بہرام کے ساتھ جنگ کرنے کے واسطے بھیجا تھا قتل ہوا تو اسکی جمعیت منتشر ہو کر مدائن جا پہنچی وہاں تک بہرام ان کا پیچھا کرتا رہا جب معاملہ حالت اضطراب تک پہنچ گیا تو آی ☆ جشنس کی بہن نے پرویز کو خط لکھا کہ ھرمز آذ ☆ جشنس کے حادثے کی خبر سن کر سٹھیا گیا ہے اور روز بروز کمزور ہوتا جا رہا ہے اور عظماء نے ھرمز کی بیعت ختم کرنے پر اتفاق کیا ہے لہذا بہرام اگر مدائن میں مجھ پر سبقت لے گیا تو سب کچھ بنا بنایا دھرا جائے گا۔

پرویز شاہی تخت پر

پرویز کو جب خط ملا تو آرمینہ اور آذربائیجان سے قابل اعتماد آدمیوں کو جمع کیا اور انھیں اپنے ہمراہ لے کر مدائن آ پہنچا میاں سے بھی بڑے درجے کے لوگ اس کی جمعیت میں شامل ہو گئے چنانچہ شاہی دربار میں جا کر شاہی تاج سر پر سجایا اور تخت پر جلوہ افروز ہوا اور کہنے لگا کہ ہمارے خاندان میں احسان کا جزبہ صدیوں سے چلا آ رہا ہے اور ہماری رائے اچھے عمل کو فروغ دینا ہے میرا دادا کسری بن قباذ تمہارے لیے بمنزلہ باپ کے تھا اور میرا باپ ھرمز تمہارے لیے ضروری ہے کہ میری اطاعت کو قبول کرلو۔

پرویز کی اپنے باپ سے معذرت

جب تیسرا دن آیا تو پرویز اپنے باپ کے پاس آیا اور اسے سجدہ کر کے کہنے لگا کہ آپ جانتے ہیں کہ آپ کے پاس کچھ منافقین آئے تھے مجھے ڈر تھا کہ کہیں آپ بادشاہت کے لالچ میں مجھے قتل نہ کر دیں اس لیے میں چھپ کر آذربائیجان چلا گیا براہ کرم مجھے بری الذمہ سمجھیں؟ ھرمز نے اس کی تصدیق کی اور کہا کہ پیارے بیٹے! میرے قریب ہو جا میں نے تجھ سے دو باتیں کرنی ہیں ایک یہ کہ جن لوگوں نے میرے خلاف بغاوت میں حصہ لیا اور میری آنکھوں کو گرم سلائیوں کے ساتھ داغا ان سے انتقام لینا اور ذرہ برابر بھی ان کے ساتھ نرمی سے پیش نہ آنا دوسری بات یہ ہے کہ میرے پاس ہر آدمی جو کہ ذی رائے ہوں انھیں آنے کی اجازت دے دے تا کہ میں ان کے ساتھ مونوس رہا کروں پرویز نے اس کے آگے جھکتے ہوئے کہا! بادشاہ سلامت اللہ تعالی آپ کی عمر دراز کرے ابھی بہرام سرکش جنگجوؤں کو لے کر حملہ کرنا چاہتا ہے ہمارے پاس اتنی طاقت نہیں کہ ہم اس کی طرف ہاتھ بڑھا سکیں اگر اللہ تعالی نے مجھے اس منافق پر فتح دے دی تو میں آپ کا خلیفہ ہوں اور آپ کے ہاتھ کے اشارے پر چلوں گا۔

جب بہرام کو پتا چلا کہ کسری پرویز مدائن آ گیا ہے تو لوگوں نے اسے بادشاہ بنا لیا اور اپنا لشکر لے کر مدائن کی طرف جلدی سے متوجہ ہوا پرویز نے بھی اپنی آنکھوں کو اس پر تیز کر رکھا تھا جب دیکھا کہ بہرام قریب آ گیا ہے تو اس کے ساتھ نرمی برتنا بہتر سمجھا پس اسلحہ پہنا بندویہ بسطام اور دوسرے بڑے درجے کے حمایتی لوگوں کو حکم دیا کہ چنانچہ ایک ہزار کے لشکر سمیت مسلح ہو کر محل سے نکلا اور بہرام کی طرف چل دیا بلاقی ملا جدہ لوگ اس کے لیے دعا میں مانگ رہے تھے نہروان کے کنارے پر پڑاؤ ڈالا۔

پرویز کو دیکھ کر بہرام کا تعجب اور دونوں کا آپس میں مناظرہ

بہرام کو جب پرویز کے آنے کا علم ہوا تو اپنے چتکبرے گھوڑے پر سوار ہو کر بغیر اسلحہ چل دیا اس کے ساتھ یزد جشنس اور تین آدمی اور تھے انھوں نے اپنے اوپر لازم کر رکھا تھا کہ پرویز کو قیدی بنا کر بہرام کے پاس لائیں گے بہرام نے ان سے وعدہ کر رکھا تھا کہ تم اگر پرویز کو قید کر کے میرے پاس لاؤ تو میں تمھیں مال کثیر عطا کروں گا۔

چنانچہ پرویز کو دیکھ کر سخت برہم ہوا چونکہ پرویز فوجی وردی پہن کر اور سر پہ تاج رکھا ہوا تھا اور ساتھ بہت بڑا جھنڈا بھی لے کر آیا تھا بہرام نے دیکھا کہ اس کے ساتھ عظماء کی ایک جماعت ہے اور ان کے گھوڑے اسلحے وغیرہ سب پوری آب وتاب کے ساتھ ہیں تو بہت اداس ہوا اور اپنے ہمراہیوں کو کہنے لگا کہ کیا تم زانیہ کے بیٹے کو نہیں دیکھتے کیم شحیم ہو چکا ہے لڑکپن سے تجربہ کاری کی طرف منتقل ہو چکا ہے اسکی داڑھی پوری آچکی ہے جوانی کے جوبن میں پہنچ چکا ہے۔اور بدن اسکا بہت بڑا ہو چکا ہے۔

اسی دوران بہرام نہراون کے کنارے پر کھڑا باتیں کر رہا تھا ادھر سے پرویز نے اپنے حمایتوں سے پوچھا کہ!ان میں سے بہرام کون سا ہے؟ بہرام کے بھائی کردی (کردی مسلسل پرویز کے ساتھ تھا اور پوری آب وتاب کے ساتھ اسکی مدد کر رہا تھا) نے کہا اے بادشاہ! اللہ تیری عمر دراز کرے وہ سامنے چتکبرے گھوڑے والا بہرام ہے۔چنانچہ پرویز نے ابتدا کرتے ہوئے کہا کہا کہ بہرام! تو ہماری مملکت کا خاص رکن ہے ہماری رعیت کا سہارا ہے لیکن اب تیرا فتنہ بڑھ چکا ہے ہماری رائے ہے کہ ہم تجھے اصبہنذ ہ کے سارے علاقے دے دیں بشرطیکہ تو ہمارے مطیع بن جائے چنانچہ بہرام پرویز کے اور قریب ہو کر کہنے لگا کہ ”لیکن مجھ سے وہ دن زیادہ محبوب ہے جس دن میں تجھے سولی پر لٹکاؤں گا یہ سن کر پرویز کسری اور زیادہ غمزدہ ہوا بہرام نے پھر کہا اے زانیہ کے بیٹے تیری پرورش تو گدلے رنگ کے خیموں میں ہوئی ہے چنانچہ بہرام نے اس کی ایک نہ مانی۔ پھر دونوں کے درمیان بہرام کے دادا اریش کا ذکر چل پڑا پرویز نے دھمکی دی کہ تو اپنے دادا اریش کی اطاعت کو قبول کر۔الغرض دونوں ایک دوسرے سے وحشت زدہ ہو کر جدا ہو گئے۔

بہرام کی ایک بہن تھی تو بڑی سمجھدار اور زی رائے تھی بہرام نے اس کے ساتھ شادی کر رکھی تھی اس نے بہرام کو سخت الفاظ پر ڈانٹا اور بہرام کو پرویز کی اطاعت قبول کرنے کی ترغیب دی لیکن بہرام کے کان پر جوں تک نہ رینگی چنانچہ دونوں کے لشکروں نے یہاں ہی قیام کیا راتوں کو ایک دوسرے پر شب خون مارتے ایک صبح کو کسری اپنے خیمے سے نکل کر باہر آیا ترکوں کے تین بہادروں نے اسے دیکھ لیا پرویز کو قتل کرنے کے قصد سے آگے بڑھے لیکن اکیلے پرویز نے ان کا کام تمام کر دیا لوگوں کو ابھارا تا کہ زوردار حملہ کر دیں مگر لوگوں نے آگے سے سستی کا مظاہرہ کیا پرویز کو مجبوراً رائے بدلنا پڑی اور باپ کی طرف چل دیا تا کہ اس سے مشورہ لے باپ نے اسے شاہ روم کے پاس جانے کو کہا چنانچہ اپنے بچوں اور اہل بیت کی عورتوں کو محفوظ مقام پر منتقل کر کے چند لوگوں کے ہمراہ جن میں بندویہ، بسطام اور بہرام کا بھائی کردی بھی تھا شاہ روم کی طرف چلا۔

جب پرویز کمانڈروں کے ہمراہ مدائن سے چلا تو خوف لاحق ہوا کہ ھرمز دوبارہ بادشاہت پر قبضہ نہ کر لے اور شاہ روم کو خط لکھ کر ہمیں قتل نہ کروا دے چنانچہ ان لوگوں نے پرویز کو بتایا اور ھرمز کو قتل کرنے کی اجازت مانگی مگر پرویز نے آگے سے کچھ جواب نہ دیا۔

چنانچہ بندویہ، بسطام اور کچھ دوسرے لوگ واپس پلٹ کر آئے اور آکر ھرمز کا گلا گھونٹ کر قتل کر دیا کسرے

کے پاس واپس جا کر کہنے لگے کہ کام تمام ہو گیا ہے اب تو نیک خیال لے کر چلتا رہا سواریوں کو دوڑا کر فرات تک جا پہنچے فرات کا پانی کاٹ ڈالا اتنی دیر میں بہرام کے شہ سوار بن سیاوش کی سرداری میں آ پہنچے بندویہ نے پرویز کو نیند سے بیدار کر کے کہا کہ جلدی سے اپنی وردی مجھے دے دو اور اپنے آپ کو ایک عام آدمی کی طرح ڈال دو اور جلدی سے اپنے ساتھیوں کے ہمراہ یہاں سے نکل جاؤ چنانچہ ایسا ہی کیا اور قریب ایک پہاڑی پر چڑھ کر چھپ گئے جب بہرام بن سے اوش پڑاؤ والی جگہ پر پہنچا تو بندویہ پرویز کی وردی پہنے ہوئے اس پر جھانکا بہرام بن سیوش سمجھا کہ یہ ہی پرویز ہے بندوئی نے اسے آئندہ صبح تک کی مہلت مانگی چنانچہ بہرام اس سے تعارض کرنے سے رک گیا اور مہلت دے دی دوسرے دن بندویہ پرویز کی وردی پہنے ہوئے ہی باہر آیا اور ابن سیاوش اسے گرفتار کر کے بہرام کے پاس لے گیا بہرام نے اسے بہرا سیاوش کے پاس قید رہنے دیا۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ بہرام مدائن جا کر شاہی محلات میں داخل ہوا اور تخت پر جا بیٹھا عظماء وغیرہ اس کے پاس جمع ہو گئے اور اس کے سامنے پرویز کی مذمت کی جمع شدہ لوگوں کے ساتھ مناظرے کیے مگر لوگ اسکی طرف مطلق رغب نہیں رکھتے تھے ہاں بہرام زبردستی تخت شاہی پر جا بیٹھا تھا اور تاج اپنے سر پر رکھ دیا لوگوں نے مجبوراً خوف زدہ ہو کر اس کے سامنے اپنی گردنیں جھکا دیں۔

کہا جاتا ہے کہ بہرام بن سیاوش نے بہرام جوبین کو قتل کر کے بندویہ پر موافقت کر لی تھی جب بہرام کو پتا چلا تو اس نے بہرام بن سیاوش کو قتل کر دیا اور بندویہ اسے قید سے نکل کر آذربایجان کی طرف چلا گیا تھا۔

دوسری طرف پرویز جنگل کے راستے چلتے ہوئے انطاکیہ پہنچا وہاں سے ہی روم کے بادشاہ کو خط لکھا اور ایک جماعت کو طلب امداد کے لیے اس کے پاس بھیجا روم کا بادشاہ بڑی آؤ بھگت کے ساتھ پیش آیا اور بیٹی مریم کی شادی پرویز سے کروا دی اور بیٹی کو پرویز کے ساتھ بھیج دیا اور اپنے بھائی ثیازو کے ہمراہ ساٹھ ہزار کا لشکر بھیجا اس پر سرجس نامی کمانڈر کو سپہ سالار بنایا اور ایک دوسرے بہادر کو بھی بھیجا جس کی قوت ایک ہزار آدمیوں کے برابر تھی روم کے بادشاہ نے شرط لگا دی کہ پرویز نرمی و شفقت کے ساتھ پیش آئے اور سابقہ جزیہ کا مطالبہ نہ کرے جب لشکر پرویز کے پاس پہنچا تو دیکھ کر خوش ہوا اور پانچ دن آرام کرنے کو کہا تا کہ تازہ دم ہو لیں اور سفر کی تھکاوٹ اتر جائے۔

صحرا دُنق میں بہرام کے ساتھ شدید معرکہ

چنانچہ پرویز لشکر لے کر آذربایجان کی طرف چل دیا اور دنق نامی صحرا میں جا اترا یہاں بندریہ اور اصبھذ ین میں سے کچھ لوگ بھی پرویز سے آملے چالیس ہزار تک ان کی تعداد بتائی جاتی ہے اسی طرح فارس، اصفہان، اور خراسان سے لوگ جوق در جوق آ کر پرویز کے ساتھ ملنے لگے۔

بہرام کو جب پتا چلا کہ پرویز نے صحرا دنق میں پڑاؤ ڈالا ہوا ہے مدائن سے اسی کی طرف چل پڑا چنانچہ صحرا میں پہنچ کر پرویز کے ساتھ شدید معرکے ہوئے رومی پہلوان مقتول ہوا کہا جاتا ہے کہ پرویز صرف چودہ آدمیوں (جن میں کی بہرام کا بھائی بندویہ بسطام سابور اور خنفرخر بھی تھے کو لے کر شدید معرکہ برپا کیا اور بہرام کے بہت سارے آدمی مارے گئے مجوسی کاہنوں کا گمان تھا کہ پرویز لڑتے مرتے ایک درے میں جا پہنچا بہرام نے دیکھا اب اس پر غلبہ پا لے گا اس وقت کسی نامعلوم چیز نے پرویز کو پہاڑ پر اٹھا لیا حاصل یہ کہ اب کی باری بھی قسمت پرویز کا ساتھ نہ دے سکی۔

شاہ روم کے لشکر کی واپسی

کہا جاتا ہے کہ نجومیوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ پرویز اڑتالیس سال تک بادشاہت کرے گا چنانچہ پرویز بہرام کے ساتھ میدان کارزار میں دو ہاتھ کر رہا تھا بہرام کے ہاتھ سے نیزہ چھین کر اس کے سر پہ دے مارا جس سے بہرام کا سر پھٹ گیا اور وہ مضطرب ہو کر پیچھے ہٹا جب بہرام نے دیکھا کہ پرویز پر میرا کوئی حملہ کارگر ثابت نہیں ہوا تو مجبوراً خراسان آ گیا اور یہاں سے پھر ترکوں کے پاس چلا گیا اور پرویز نے وردگاہ رومی لشکر کو متفرق کر کے واپس بھیج دیا اور فوراً مدائن چلا آیا۔

بعض مورخین کا کہنا ہے کہ پرویز نے نصاریٰ کو لکھا کہ میرے ہاتھ پر مطلق بیعت کر و اور جو آدمی مجوسیوں کے علاوہ ہمارے مذہب میں آنا پسند کرتا ہو وہ آ جائے چونکہ انوشیروان نے قیصر کے ساتھ معاہدہ کیا ہوا تھا اور نصاریٰ نے جزیہ لیتا تھا ان کے علاقوں میں آتشکدے بنوا رکھے تھے۔

بہرام کا انجام

بہرام ترکوں کے بادشاہ کے پاس عزت و آرام سے رہا تھا ادھر پرویز کو آئے دن اس کا خوف لگا رہتا تھا چنانچہ بہرام کو قتل کرنے کے لیے حیلے بہانے کرنے لگا اس سلسلے میں اپنے ایک خاص آدمی ہرمز کو قیمتی جواہر پیش کیے اور بہرام کو قتل کرانے پر ابھارا چنانچہ خاتون نے ایک آدمی کے ذریعے چپکے سے بہرام کو قتل کروا دیا۔

کردیہ فارس میں

ترک بادشاہ خاقان کو بہرام کے قتل پر گہرا رنج ہوا اور اپنی بیوی خاتون کو طلاق دے دی بہرام کی بیوی کردیہ (جو اسکی بہن تھی) کو پیغام بھیجا کہ ہمیں بہرام کے قتل پر گہرا رنج ہے اب تم میرے بھائی نظر کے ساتھ شادی کر لو کردیہ نے بادشاہ کی مہربانیوں کو سراہا مگر نظر کو رد کر دیا چنانچہ اپنے خاوند بہرام کی اکثر فوج کو لے کر ترک سے فارس کی طرف چل پڑی پیچھے سے نظر بارہ ہزار کا لشکر لے کر اس کی طلب میں چل پڑا ایک جگہ پہنچ کر دونوں کی آپس میں جنگ ہوگئی کردیہ نے اپنے ہاتھ سے نظر کو قتل کیا اور اس کے آدمی منتشر ہو گئے کردیہ اپنی منزل مقصود کی طرف چل پڑی۔

کردیہ نے اپنے بھائی کردی کو لکھ بھیجا کہ پرویز سے سفارش کروا تا کہ ہمیں امان دے چنانچہ جب مدائن پہنچے تو پرویز نے اس کے ساتھ شادی کر لی اور اسکا شکریہ بھی ادا کیا۔

پرویز کی بادشاہت کے چودہ سال گزرے تھے آدمیوں نے موریق کے ہاتھ پر کی ہوئی بیعت کو توڑ ڈالا اور موریق کو قتل کر کے اسکے ورثا کو قید کر لیا صرف موریق کا ایک بیٹا بھاگتا ہوا کسریٰ کے پاس آ پہنچا اور یہاں پناہ لی اہل روم نے قوف نامی آدمی کو اپنا بادشاہ بنا لیا۔

روم پر چڑھائی

کسریٰ کو پتا چلا کہ اہل روم نے موریق کو قتل کر کے دوسرے آدمی کو بادشاہ بنا لیا سخت غضبناک ہوا اور موریق کے بیٹے کو تین بڑے بڑے لشکر دے کر روانہ کیا ایک لشکر پر رومیوزون نامی کمانڈر تھا اس نے شام سے حملے کرنا شروع کیے اور فلسطین تک جا پہنچا بیت المقدس میں آیا اور یہاں پادریوں سے صلیب چھین لی پادریوں نے صلیب کو زمین دوز

کمرے میں سونے کے تابوت میں چھپا رکھا تھا پادریوں کو ڈرا دھمکا کر صلیب نکال لی اور کسریٰ کے پاس بھیج دی ابھی تک کسریٰ پرویز کی حکومت کے بائیس سال گزر گئے تھے۔

دوسرے لشکر پر شاہین نامی آدمی کو سپہ سالار مقرر کر کے مصر اور اسکندریہ کے علاقوں کی طرف بھیجا اس نے جاتے ہی زوردار حملے شروع کیے کسریٰ پرویز کی بادشاہت کے ۲۸ سال شاہین نے اسکندریہ شہر کو فتح کر کے اس کی چابیاں کسریٰ کے پاس بھیج دیں۔

تیسرے لشکر پر فرہان نامی سپہ سالار کو مقرر کر کے قسطنطنیہ کی طرف بھیجا فرہان نے وہاں جا کر خلیج کے کنارے پر پڑاؤ ڈالا اور خیمے نصب کر دیئے کسریٰ کے حکم کے مطابق بلاد روم میں تباہی مچادی کسریٰ نے اس طرح سے موریق کا انتقام لیا مگر شومی قسمت رومیوں میں سے ایک آدمی بھی موریق کے بیٹے کی اطاعت قبول نہ کی ہاں اتنا کیا کہ رومیوں کی کٹھ پتلی بادشاہت کے مالک قوف کو قتل کر ڈالا وجہ اسکی یہ تھی کہ اس نے فسق و فجور کو عام کر دیا تھا لوگ اس سے بہت تنگ آ چکے تھے چنانچہ قوف کو قتل کر کے ھرقل نامی آدمی کو اپنا بادشاہ بنالیا۔

ہرقل کا جواب

جب ہرقل نے دیکھا کہ ملک روم تباہی در تباہی کی طرف جا رہا ہے مال و اسباب لوٹے جا چکے ہیں عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا گیا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہو کر بہت رویا اور عاجزی سے کہا اور کہا اے میرے مولا دشمنوں سے ہمیں نجات دے چنانچہ رات کو خوب میں ایک موٹے آدمی کو دیکھا کہ وہ رفیع الشان مجلس میں فوجی وردی پہنے ایک کنارے پر کھڑا ہے ان دونوں کے پاس ایک تیسرا آدمی آیا اس نے آتے ہی پہلے والے آدمی کو مجلس سے باہر نکال دیا اور ہرقل سے کہنے لگا کہ لو میں نے اسے تیرے ابومین دے دیا ہے چنانچہ ہرقل نے خواب کسی سے بیان نہیں کیا دوسرے رات سویا تو پھر مجلس والے آدمی کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں ایک زنجیر ہے اس نے صاحب مجلس کے گلے میں ایک زنجیر ڈال دی اور اسے اپنی گرفت میں لے لیا اور کہنے لگا کہ او کسریٰ میں نے تیری ہڈی تیری طرف پھینک دی ہے اے مخاطب! تو اللہ تعالیٰ کا نام لے کر جنگ شروع کر دے کامیابی تیرے قدم چومے گی ہرقل کو جب پے در پے خواب نظر آنے لگے تو ذی رائے لوگوں کے سامنے بیان کر دیئے۔

ہرقل کا حصول مملکت کے لیے اقدام

لوگوں نے جواب دیا کہ تو اب کسریٰ پر بازی لے جائے گا مناسب یہ ہے کہ جنگ شروع کر دو چنانچہ ہرقم مستعد ہو گیا بیٹے کو قسطنطیہ پر خلیفہ بنایا اور فرہان المعروف شہر براز سے کتراتے ہوئے دوسرے راستے سے آرمینہ تک جا پہنچا اور ایک سال بعد نصیبین میں جا اترا اس وقت شاہین معزول ہو کر کسی وجہ سے کسریٰ کے دربار میں حاضری دے رہا تھا اور فرہان اپنی سابقہ جگہ پر مرابطت میں مصروف تھا۔

کسریٰ کو رومیوں کے وارد ہونے کی خبر ہوئی رھزار نامی سپہ سالار کو بارہ ہزار کا لشکر دے کر ہرقل کی طرف متوجہ کیا اور حکم دیا کہ نیسوی میں جا کر قیام کرو اور رومیوں کی سرحد کے پار ردکے رکھو چنانچہ راھز ارنیوا ایس حسب حکم پڑاؤ ڈالا ہرقل دریائے دجلہ کا پانی کاٹ کر فارس کے لشکر پر چھوڑ دیا۔ رھزار ہرقل کے لشکر کی تعداد کا اندازہ لگا چکا ہے اسے دفاعی یا اقدامی امر کی ہمت نہ ہوئی کسریٰ کے پاس خط لکھ کر قاصد بھیجا کہ جا کر اسے اطلاع دے کہ ہرقل کے ہمراہ ستر

ہزار کا لشکر جرار ہے اور ہمارے اندر اس کے مقابلے کی ہمت نہیں ہے۔ کسریٰ نے جواب دیا کہ تم میری اطاعت کرو اور جس طرح ہو سکے ہرقل کا مقابلہ کرو رہزار نے دسیوں بار کسریٰ کو خطوط لکھے اور قاصد بھیجے مگر ہر بار یہی جواب آتا۔

کسریٰ کے لشکر کو شکست

چنانچہ رہزار نے مجبوراً لشکر کو تیار کیا اور رومیوں کے مقابلے کے لیے چل پڑا خون ریز معرکہ ہوا رہزار سمیت چھ ہزار فارسی مقتول ہوئے باقی ماندہ کو جس طرف رستہ ملا اسی طرف بھاگ گئے۔

کسریٰ کو جب خبر ہوئی کہ رومیوں نے رہزار کو قتل کر دیا ہے اور ہرقل فتحیاب ہو گیا تو بہت اداس ہوا اور اپنے آپ کو ہرقل کے مقابلے میں عاجز پا کر قلعہ بند ہو گیا۔

ادھر ہرقل بڑھتے ہوئے مدائن تک پہنچا کسریٰ کو خبر ہوئی تو اس کے مقابلے کے لیے تیاری شروع کر دی لیکن ہرقل واپس روم چلا گیا کسریٰ نے ہزیمت کو رکمانڈروں کو خط لکھے کہ جنگ میں جن جن لوگوں نے مرکز کو چھوڑ دیا ان کے بارے میں اطلاع دیں کہ وہ کہاں کہاں چلے گئے ہیں تاکہ انھیں بقدر جرم سزا دے فرہان شہر براز کو خط لکھا کہ جلدی سے اس کے پاس آجائے تاکہ رومیوں کے متعلق ساری سرگزشت سنائے۔

ہزیمت پرویز پر قرآنی بشارت

مفسرین کا فرمانا ہے کہ سورہ روم کی ابتدائی آیات ہرقل اور پرویز کے معرکوں کے بارے میں نازل ہوئی ہیں۔ وہ آیات ''الم غلبت الروم سے لے کر وعد اللہ لایخلف اللہ ولکن اکثر الناس لا یعلمون ' تک آٹھ آیتیں۔

عکرمہؒ فرماتے ہیں کہ سورہ روم میں ''ادنـــــی الارض ' سے مراد اذرعات ہیں یہاں ہی رومیوں کے لشکر کو شکست ہوئی جب مکہ مکرمہ میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کو رومیوں کی شکست کی خبر پہنچی تو ان پر بڑی گراں گزری۔ چونکہ نبی اکرم ﷺ چاہتے تھے کہ مجوسی اہل کتاب پر غالب نہ ہوں (اہل فارس مجوسی تھے اور اہل روم اہل کتاب تھے) کفار مکہ رومیوں کی شکست پر بغلیں بجانے لگے اور کہتے اے مسلمانو تم بھی اہل کتاب ہو رومی بھی ہم بھی (ان پڑھ) اور اہل فارس کی کامیابی کو کفار مکہ اپنے لیے نیک فال سمجھتے تھے اللہ تعالیٰ نے سورہ روم کی ابتدائی آیات ''الـم غلبت روم سے لے کر وھم عن الاخرۃ ھم غافلون'' تک نازل فرمائیں۔

ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف فرماتے ہوئے نکلے ''کیا تم اپنے بھائیوں کے ہمارے بھائیوں کے غلبہ پانے کی وجہ سے خوش ہو''۔

اللہ تعالیٰ آنکھیں ہرگز ٹھنڈی نہ کرے ہمارے نبی کارم ﷺ نے پیشن گوئی دی ہے کہ ایک نہ ایک دن اہل فارس بھی مغلوب ہو کر رہیں گے ابی بن خلف (ناحلف) اٹھا کر کہنے لگا کہ اے ابو بکر تو نے جھوٹ بولا ہے ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرمانے لگے کہ اے اللہ کے دشمن تو جھوٹوں کا جھوٹا ہے چل میرے اور تیرے درمیان دس دس اونٹنیوں کی شرط ہے تین سال کے اندر اگر رومی اہل فارس پر غالب آ گئے تو مجھے دس اونٹنیاں دے گا اور اگر اہل فارس غالب آ گئے تو میں تجھے دس اونٹنیاں دوں گا دونوں کے درمیان معاہدہ طے ہو گیا ابو بکر صدیقؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے اور سارا ماجرا سنایا نبی اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابو بکر ''فی بضع سنین الایہ'' میں بضع کا اطلاق تین سے لے کر نو تک ہوتا

ہے لہذا معاہدہ کی مدت اندازہ نو سال مقرر کر لو چنانچہ ابو بکر صدیقؓ ابی بن خلف سے جا کر ملے ابی کہنے لگا کہ اے ابو بکر شاید لگائی گئی شرط پر تجھے پشیمانی ہو؟ ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا ہرگز مجھے ندامت و پشیمانی نہیں ہوئی بلکہ میں تین سال کی مدت سے لے کر نو سال کی مدت تک شرط کو بڑھانا چاہتا ہوں اور سو اونٹنیوں کے بجائے سو اونٹنیاں مقرر کرتا ہوں ابی کہنے لگے کہ مجھے یہ معاہدہ منظور ہے۔

عکرمہؒ کہتے ہیں کہ فارس میں ایک عورت کے تمام بیٹے بادشاہ اور کمال درجے کے بہادر تھے کسری اسے اپنے پاس بلا کر کہنے لگا کہ میں رومیوں پر لشکر جرار بھیجنا چاہتا ہوں اور تیرے بیٹوں میں سے ایک کو لشکر کا سپہ سالار مقرر کروں گا مجھے بتا کہ تیرا کونسا بیٹا اس کام کی اہلیت رکھتا ہے کہنے لگی کہ میرا فلاں بیٹا لومڑی سے زیادہ چالاک اور عقاب سے زیادہ تیز ہے اور فرحان تیر سے پیوست ہونے والا ہے اور شہر براز فلاں چیز سے زیادہ عقلمند اور بردبار ہے لہذا جسے چاہے سپہ سالار بنا دے۔ کہنے لگا کہ میں عقلمند کو ترجیح دیتا ہوں چنانچہ شہر براز کو سپہ سالار مقرر کر کے روم کی طرف بھیج دیا۔

شہر براز نے رومیوں کو مغلوب کر دیا، بہت ساروں کو قتل کیا ان کی آبادیوں کو کھنڈرات میں تبدیل کر دیا اور زیتون وغیرہ کے درختوں کو کاٹ ڈالا ابو بکر کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث عطا خرسانی کو سنائی تو کہنے لگے کہ کیا تم نے شام کے علاقوں میں کٹے ہوئے درخت نہیں دیکھے میں نے کہا نہیں عطا کہنے لگے کہ کاش تو ان کے کٹے ہوئے درختوں کو دیکھ لیتا تو ضرور مدائن کے کھنڈرات اور کٹے ہوئے درختوں کو دیکھتا۔ عطا کہتے ہیں کہ کچھ عرصہ کے بعد شام گیا وہاں کٹے ہوئے درخت دیکھے۔

عطا خراسانی یحیی بن یعمر سے نقل کرتے ہیں کہ قیصر نے لشکر قسطنہ پر سپہ سالار مقرر کر کے بھیجا اور فارس سے کسری نے شہر براز کو بھیجا دونوں کا آپس میں ٹکراؤ باذرعات اور بسری کے مقام پر ہوا اور یہ مقام شام کے قریب ہے چنانچہ اہل فارس نے رومیوں کو مغلوب کر ڈالا یہ خبر سن کر کفار مکہ خوش ہوئے اور مسلمان غمزدہ ہوئے انھیں پر اللہ تعالی نے سورہ روم کی یہ آیات "الم غلبت روم..........الی آخری آیات" نازل کیں۔ پھر شہر باز ار رومیوں کے علاقوں کو روندتا ہوا خلیج تک جا پہنچا ادھر کسری ہلاک ہو گیا اس کی موت کا سن کر شہر براز بمعہ لشکر کے خوف زدہ ہوا۔

اہل فارس پر اللہ تعالی کی مار

عکرمہؒ کہتے ہیں کہ جب اہل فارس نے رومیوں کو مغلوب کر دیا تو ایک روز فرحان شراب پی کر نشے میں آ گیا اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ مجھے یوں لگتا ہے کہ میں کسری کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں یہ بات کسری کو پہنچی اس نے شہر باز کو لکھا کہ جونہی میرا خط تیرے پاس پہنچے تو فرحان کا سر کاٹ کر میرے پاس بھیج دے۔ شہر باز نے جواب لکھا کہ فرحان جیسا سپہ سالار تجھے کہیں نہیں ملے گا اسکا حملہ دشمنوں پر بہت سخت ہوتا ہے صرف ایک چیخ لگا کر دشمن کو مغلوب کر دیتا ہے تم اسکے قتل کے در پے ہو۔

کسری نے دُبارہ خط لکھا اس کے مرتبے کے لوگ فارس میں بہت سے ہیں مجھے صرف اور صرف اسکا سر چاہیے اور بس۔ ادھر سے شہر باز نے پہلے کی طرح جواب دیا کسی کو سخت غصہ آیا اور کچھ جواب نہ دیا۔

کسری نے اب دوسری چال چلی اہل فارس کی طرف قاصد بھیجا کہ میں نے شہر براز کو معزول کر کے فرحان کو سپہ سالا ر مقرر کر دیا ہے لہذا تم لوگ اب فرحان کی اطاعت کرو قاصد کو ایک چھوٹا سا رقعہ بھی دیا کہ فرحان جونہی سالاری کا عہدہ سنبھالے اور شہر براز اس کا مطیع ہو جائے تو یہ رقعہ فرحان کو دے دینا چنانچہ شہر ابراز پیغام پاتے ہی عہدے سے دست

بردار ہو گیا اور فرحان سالاری کے تخت پر جا بیٹھا اتنے میں جلدی سے قاصد نے فرحان کو رقعہ بھی تھما دیا پڑھ کر کہنے لگا کہ شہر باز کو میرے پاس لاؤ تا کہ میں اسکی گردن اڑا دوں شہر باز بھول اٹھا اے بھائی! جلدی نہ کر مجھے تھوڑی مہلت دے تا کہ میں اپنی وصیت لکھ دوں فرحان کہنے لگا کہ ہاں ضرور لکھ شہر براز نے ورق منگوایا اسے تین کا پیاں دی گئیں کہنے لگا کہ ساری پالیسی کا ذمہ دار کسریٰ ہے جو کچھ بھی میں نے کیا محض تیری خاطر کیا اور اب تو مجھے صرف ایک رقعہ پر قتل کرنا چاہتا ہے؟ چنانچہ فرحان نے سالاری کا عہدہ دوبارہ بھائی کو دے دیا۔

چنانچہ شہر باز نے قیصر روم کی طرف خط لکھا کہ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے بشرطیکہ ہمارے درمیاں خط و کتابت اور قصد و برید کا واسطہ نہ ہو میں تجھ سے براہ راست ملاقات کرنا چاہتا ہوں ملاقات کی صورت یہ ہوگی کہ تم صرف پچاس آدمیوں کو اپنے ہمراہ لاؤ ادھر سے میں بھی اپنے ہمراہ پچاس فارسیوں کو لاؤں گا۔

چنانچہ قیصر پچاس رومیوں کو لے کر شہر باز کی طرف متوجہ ہوا (قیصر سمجھا کہ ہو سکتا ہے کہ فارسیوں کی طرف سے کوئی جنگی چال ہو اس لیے احتیاطاً بمعہ لشکر کے متوجہ ہوا) راستے میں جاسوس بٹھا دیئے تا کہ حقیقت حال سے آگاہ ہو سکے تھوڑی دیر کے بعد جاسوس واپس آ کر کہنے لگے کہ شہر باز کے ساتھ صرف پچاس آدمی ہیں پھر قیصر نے ان کے واسطے قالینیں بچھوائیں اور ریشم کا قبہ نصب کیا دونوں کی ملاقات ریشمی قبہ میں ہوئی اور دونوں اپنے ساتھ ایک ایک چھری لائے تھے پھر اپنے درمیان ترجمان کو بلایا۔

شہر باز کہنے لگا کہ میں نے اور میرے بھائی نے اپنی چالاکی اور شجاعت کے بل بوتے پر تیرے شہروں کو کھنڈرات میں تبدیل کیا ہے۔ اب کسریٰ ہمارے اوپر حسد کرنے لگا ہے وہ چاہتا ہے کہ میں اپنے بھائی کو قتل کروں لیکن میں نے انکار کر دیا پھر میرے بھائی کو حکم دیا کہ وہ مجھے قتل کر دے لیکن میں نے عقلمندی کر کے بھائی کو سمجھا لیا سو اب ہم نے اس کی اطاعت کے پھندے کو گلے سے اتار پھینکا ہے اب ہم تیرے ساتھ مل کر اسکا مقابلہ کرنا چاہتے ہیں قیصر کہنے لگا کہ بہت اچھا تم بالکل درست نقطہ نظر پر پہنچے ہو پھر ان دونوں میں سے ایک نے دوسرے کو اشارہ کیا کہ راز اس وقت تک راز رہتا ہے جب دو آدمیوں کے درمیان مقصود رہے جب دو آدمیوں سے تجاوز کر جائے تو بات عیاں ہو جاتی ہے دوسرے نے اثبات میں سر ہلا دیا چنانچہ دونوں نے اپنی اپنی چھری کے ساتھ ترجمان کو قتل کر ڈالا ادھر کسریٰ کو اللہ تعالیٰ نے ہلاک کر ڈالا نبی اکرم ﷺ نے صلح حدیبیہ کے دن خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ بہت خوش ہوئے۔

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ کسریٰ کی بادشاہت کے بائیسویں سال رسول اللہ ﷺ مبوث ہوئے پھر تیرہ سال مکہ مکرمہ میں قیام کیا پھر کسریٰ کی بادشاہت کے تیئسویں سال آپ ﷺ نے مدینہ ہجرت کی۔ (ﷺ **واصحابه وسلم وعلى من تبعهم الى يوم لادين صلاة دئمة لا منقطع عن احد الى يوم الدين. آمين ثم آمين.**)

اہل فارس کی بادشاہت کے زوال مقدماتی اسباب

وہب بن منبہ کہتے ہیں کہ کلسریٰ نے دجلہ عور کے پانی کو جھیل کی شکل میں روکنا چاہا اور بیش بہا مال و دولت خرچ کی اپنے محل کا طاقچہ (محراب) عظیم الشان بنوایا اسکی مثال نہیں ملتی تاج کو دربار کی چھت کے ساتھ لٹکا رکھا تھا جب دربار لگاتا تو کہتا کہ سر میں داخل تھا اس کے پاس ہمہ وقت تین سو ساٹھ کاہن نجومی اور جادوگر موجود رہتے تھے ان نجومیوں میں ایک سائب نامی عربی بھی تھا جو پرندے اٹھا کر فال دیتا تھا بہت کم اس سے غلطی سرزد ہوتی تھی کسریٰ کو جب بھی کوئی امر پیش آتا تو نجومیوں جادوگروں اور کاہنوں سے کہا حساب لگا کر مجھے بتلاؤ کہ یہ معاملہ کیا ہے۔

محراب اور دجلہ میں شگاف پڑ گیا

جب اللہ تعالیٰ نے نبی اکرم ﷺ کو مبعوث فرمایا تو کسریٰ ایک صبح کو بیدار ہوا تو دیکھا کہ محل کا محراب درمیان سے ٹوٹ گیا ہے محراب پر کسی قسم کا دباؤ بھی نہ تھا خود بخود ٹوٹ گیا نیز دجلہ کے بند میں بھی شگاف پڑ گیا یہ حالات دیکھ کر کسریٰ غمگین ہوا اور کہنے لگا کہ ''شاہ بشکست'' یعنی بادشاہ کو شکست ہو گئی۔ چنانچہ نجومیوں اور کاہنوں اور جادوگروں کو بلوایا کہنے لگا کہ میرے محل کا محراب ٹوٹ گیا ہے اور دریائے دجلہ کا بند بھی ٹوٹ گیا ہے تم حساب لگاؤ کہ یہ حادثات کیوں پیش آئے نجومیوں کے ساتھ سائب بھی بیٹھا ہوا تھا۔ نجومی اٹھ کر باہر آیا اور حساب لگانے لگے مگر ان کا علم آسمان کی طرف جاتا ہی نہ تھا زمین نے بھی نجومیوں پر تاریکی برپا کر دی نجومیوں نے دس بار اپنے علم کو کامیاب کرنے کے لیے سر دھڑ کی بازی لگا دی مگر کسی جادوگر کا جادو نہ چلتا کسی کاہن کی کہانت کارگر ثابت نہیں ہوتی اور نہ ہی کسی نجومی کا علم کامیاب ہوا۔

بجلی کی چمک

چنانچہ معاملہ کو سدھارنے کے لیے عربی فال دیندہ سائب نے ایک اونچے ٹیلے پر ایک سخت رات گزاری اچانک دیکھتا ہے کہ حجاز کی طرف سے ایک بجلی چمکتی ہے جو مشرق کی طرف سے نکل جاتی ہے صبح کو تو اپنی نچلی طرف سرسبز وشاداب باغ دیکھا اپنا حساب لگا کر کہنے لگا کہ جو کچھ میں نے دیکھا ہے اگر صحیح ہوا تو حجاز کی طرف سے ایک سلطان نمودار ہوگا جو دنیا کو مسخر کرتے ہوئے مشرق کی طرف جا پہنچے گا اس کی آمدن سے زمین ایسی سرسبز ہوگی کہ جو گزشتہ زمانے میں ایک عہد میں ہوگی۔

جب نجومی ناکام ہو کر اپنا سامنہ لیے رہ گئے تو ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ کوئی آسمانی معاملہ پیش آنے والا ہے تب ہی ہمارے علوم کامیاب نہیں ہوا یہ معاملہ نب مبعوث کی صورت میں ہوگا جو بادشاہت کو چھین لے گا بخدا اگر تم نے کسریٰ کو خبر دی کہ تمہیں ضرور قتل کر دے گا لہٰذا آپ سے مل بیٹھ کر ایک جھوٹ گھڑ لیتا کہ ہم اس کے ذریعے سے اپنی جانیں بچا سکیں۔

بند دوبارہ ٹوٹ گیا

چنانچہ نجومی کسریٰ کے پاس آئے اور کہنے لگے کہ میں نے حساب لگایا ہے اور ہماری قاطبہ رائے یہ ہے کہ طاقچے میں شگاف کا پڑنا اور دجلہ کے بند کا ٹوٹ جانا تیرے لیے باعث نحوست ہے۔ لہٰذا جوں جوں وقت گزرتا ہے وہ نحوست مختلف مقامات سے ظاہر ہوتی ہے ہم عنقریب تجھے دوبارہ حساب لگا کر بتائیں گے پھر تو از سر نو بند کی بنیاد رکھنا امید ہے کہ کامیاب رہے گی کہنے لگا کہ جلدی سے حساب لگاؤ چنانچہ نجومی حساب لگا کر کہنے لگے کہ اب بند کی بنیادیں رکھ لے چنانچہ آٹھ ماہ تک مسلسل کام کرواتا رہا اور بہت سارا مال خرچ کیا جب بند بن کر تعمیر ہو گیا نجومیوں سے کہنا لگا کہ کیا اب میں اس پر بیٹھوں؟ نجومیوں نے جواب دیا ہاں ضرور بیٹھے چنانچہ قالینین بچھوائیں اور قسم قسم کی خوشبوؤں سے معطر کیا سرداروں اور مسخروں کو جمع کر کے متکبرانہ انداز میں موقع مخصوص میں بیٹھا ہی تھا کہ دجلہ نے بند کی بنیادوں کو جڑ سے اکھاڑ پھینکا۔ کسریٰ کو بڑی مشکل سے نکالا گیا۔

کسریٰ نے باہر نکل کر نجومیوں کو جمع کیا اور اس میں سے تقریباً سو کو اس جگہ پر قتل کروا دیا باقیوں کو مخاطب کر

کے کہنے لگا کہ کم بختو میں نے تمہیں دوسرے لوگوں پر ترجیح دی اور تمہارے وظائف مقرر کیے پھر بھی تم میرے ساتھ کھیلتے ہو؟ کہنے لگے کہ بادشاہ سلامت اس سے پہلے بھی نجومیوں سے غلطیاں ہوتی رہیں ہیں ہم سے بھی غلطی ہوگئی اس میں سزا کا کیا پہلو ہے؟ تو ثابت قدم رہ ہم عنقریب دوبار حساب لگائیں گے انشاءاللہ تو خوش بختی کا سامنا کرے گا کہنے لگا کہ زرہ غور کرلو کیا کہتے ہو؟ کہیں تمہیں ناکامی کا سامنا پھر نہ کرنا پڑے نجومی کہنے لگے کہ نہیں جناب اب ہم پختہ حساب لگائیں گے کہنے لگا کہ ابھی حساب لگاؤ نجومیوں نے حساب لگایا اور کہنے لگے کہ معاملہ درست ہے بند کی بنیادیں ڈال دو چنانچہ پہلے کی طرح آٹھ ماہ تک کام ہوتا رہا جب بند بن کر تیار ہوگیا تو نجومیوں سے کہا کہ اب کیا میں اس پر جا بیٹھوں؟ کہنے لگے کہ ضرور بیٹھیے۔

بند کی بنیادیں دوبارہ اکھڑ گئیں

کسری بند پر براہ راست جا کر بیٹھنے سے ڈرا اس لیے گھوڑے پر سوار ہو کر چلنے کے بجائے بند پر چلنے لگا اسی دوران بند پر چل رہا تھا کہ دجلہ نے پھر بند کی بنیادوں کو اکھاڑ پھینکا کسری اس بار بھی بڑی مشکل سے بچایا گیا باہر آ کر نجومیوں سے کہنے لگا کہ بخدا میں تمہارے ایک ایک آدمی کو قتل کروں گا اور تمہارے شانوں کو تمہارے جسموں سے اکھاڑ پھینکوں گا اور تمہارے بدنوں کو ہاتھیوں تلے روندوں گا تم نے ایک بار پھر میرے ساتھ مسخرہ کیا ہے۔

کسری کی حقیقت حال پر آگاہی

نجومی کہنے لگے کہ اے بادشاہ سلامت اب ہم ہرگز جھوٹ نہیں بولیں گے اصل قصہ یوں ہوا ہے کہ جب تو نے پہلی بار ہمیں حساب لگانے کا حکم دیا تو ہم نے سر دھڑ کی بازی لگا دی کہ ہمارا علوم کامیاب ہو جائے مگر ہمارے علوم حساب لگانے سے عاجز آ گئے اور زمین بھی ہمارے اوپر تاریک ہوگئی آسمان سے ہمارے غلام واپس ناکام واپس لوٹ آتے تھے بڑی کوششیں کیں مگر کسی جادوگر کا جادو کاہن کی کہانت اور نجومی کے علم نہ چل سکا ہم سمجھ گئے کہ اب یقیناً کوئی آسمانی امر پیش آنے والا ہے اور اس امر کا ظہور ایک نبی کی شکل میں ہوگا پس یہ ہی امر ہمارے غلام کے لیے باعث رکاوٹ بنا ہمیں خدشہ ہوا کہ ہم اگر تجھے حقیقت حال سے آگاہ کر دیتے تو ہمیں قتل کروا دیتا ہم نے اپنی جانوں کی خاطر ایک ڈھونگ گھڑ لیا۔ کسری کہنے لگا کہ تمہارا ستیاناس ہو! تم نے مجھے آگاہ کیوں نہیں کیا میں کوئی تدبیر کرتا۔ نجومی کہنے لگے کہ ہمیں اپنی جانوں کے لالے پڑ گئے تھے مجبوراً ایسا کرنا پڑا کسری نے نجومیوں کو معذور سمجھ کر چھوڑ دیا اور دجلہ پر دوبارہ بند بنانے کا خیال ترک کر دیا۔

کسری پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام حجت

حسن بصری کہتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے رسول اللہ سے فرمایا اللہ تعالیٰ نے آپ کے متعلق کسری کے خلاف کونسی دلیل قائم کی تھی آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے اس وقت ایک فرشتہ بھیجا فرشتے نے کسری کی گھر کی دیوار سے چمکتا ہوا ہاتھ اس کے سامنے کیا تھا کسری ہاتھ دیکھ کر ڈر گیا فرشتے نے کہا اے کسری ڈرو نہیں اور سنو اللہ تعالیٰ نے ایک رسول بھیجا ہے اور اس پر کتاب نازل کی ہے تو اس کی اتباع کرلے تو دنیا و آخرت میں سلامتی کے ساتھ رہے گا۔

کسریٰ کہنے لگا کہ میں اس پر غور وفکر کروں گا۔

ابو سلمہ عبدالرحمٰن بن عوف کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کے پاس تمام حجت کے واسطے ایک فرشتہ بھیجا کسریٰ اس وقت اپنے شاہی ایوان میں تھا عین دوپہر کو قیلولہ کرتے وقت دیکھتا ہے کہ ایک آدمی ہاتھ میں عصا لیے اس کے سر پر کھڑا ہے اور کہنے لگا کہ اے کسریٰ کیا تو اسلام قبول کرتا ہے یا میں عصا توڑ دوں؟ کسریٰ آگے سے ٹال مٹول کرنے لگا وہ آدمی (فرشتہ) اس کے پاس سے واپس چلا گیا کسریٰ نے چوکیداروں کو ڈانٹا اور کہنے لگا کہ اس آدمی کو اندر داخل کس نے کیا تھا چوکیدار تعجب سے کہنے لگے کہ ہم نے تو کسی کو دیکھا تک نہیں اندر داخل کرنا تو دور کی بات ہے۔ خیر بات اس طرح آ گئی ہوگئی۔

جب اگلا سال آیا تو فرشتہ عین اسی وقت میں کسریٰ کے پاس آیا اور پہلی مرتبہ کی طرح اس سے باتیں کیں پھر کہنے لگا کہ اے کسریٰ! کیا تو اسلام لاتا ہے یا میں یہ عصا توڑ دوں کسریٰ آگے سے ٹال مٹول کرنے لگا فرستہ واپس چلا گیا اس نے چوکیداروں کو بلایا اور سخت ڈانٹا چوکیدار کہنے لگے کہ ہم نے تو کسی کو دیکھا تک نہیں اندر داخل کرنا تو دور کی بات ہے۔ بات پھر پہلے کی طرح بھولی بسری ہوگئی۔

جب تیسرا سال آیا تو فرشتہ پھر اسی تاریخ کو آیا اور کسریٰ سے پہلے کی طرح کلام کیا اور کہنے لگا کہ اے کسریٰ کیا تو اسلام لاتا ہے یا پھر میں عصا توڑ دوں کسریٰ آگے سے ٹال مٹول کر کے بھل بھل کرنے لگا راوی کہتے ہیں کہ فرشتے نے عصا توڑ دیا پھر کیا دیکھتا تھا کسریٰ کی بادشاہت سرگردانی میں پڑ گئی اسکا بیٹا بمعہ اہل فارس اس کے خلاف اٹھ کھڑا ہو ایہاں تک کہ کسریٰ کو قتل کر کے دم لیا۔

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن کہتے ہیں کہ فرشتہ ہاتھ میں دو شیشیاں لیے ہوئے آیا اور اس سے کہنے لگا کہ اسلام لے آ کسریٰ نے انکار کر دیا فرشتہ نے دونوں شیشیوں کو آپس میں زور سے ٹکرایا پھر دیکھتے ہی دیکھتے کسریٰ کی بادشاہت پاش پاش ہوگئی۔

عبدالرحمٰن بن ابو بکرہؓ کہتے ہیں کہ کسریٰ ایک رات کو مدائن میں اپنے ایوان شاہی میں سو رہا تھا کہ اچانک دیکھتا ہے کہ ایک شخص اس کے سر پر عصا اٹھائے کھڑا ہے اور چلتے چلتے اس کے سر پر آن کھڑا ہوا کہنے لگا کہ اے کسریٰ مجھے اللہ تعالیٰ نے بھیجا ہے کہ میں تجھے اسلام کی دعوت دوں لہٰذا تو اسلام قبول کر لے اس آدمی نے تین بار اپنی بات دہرائی کسریٰ لیٹے لیٹے ٹکٹکی باندھ کر اسے دیکھتا رہا مگر کچھ جواب نہ دیا وہ آدمی واپس چلا گیا کسریٰ نے چوکیدار کو بلا کر کہا کیا تو نے اس آدمی کو میرے پاس بھیجا تھا؟ چوکیدار کہنے لگا کہ مجھے کچھ پتا نہیں ہماری طرف سے کوئی آدمی داخل نہیں ہوا

جب دوسرا سال آیا تو کسریٰ مقررہ رات کو خوفزدہ ہوا چنانچہ خاص اسی رات کو دیکھتا ہے کہ وہی آدمی ہاتھ میں عصا لیے سر پر کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے کسریٰ میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد آیا ہوں تو اسلام لے آ۔ کسریٰ اس کی طرف دیکھتا رہ گیا اور کچھ جواب نہ دیا اور آنے والا واپس لوٹ گیا کسریٰ نے چوکیدار سے کہا میں نے تجھے حکم نہیں دیا تھا کہ میرے پاس ہرگز کوئی نہ آئے؟ چوکیدار کہنے لگا کہ اے بادشاہ بخدا ہماری طرف سے تیرے پاس کوئی آدمی داخل نہیں ہوا لہٰذا تحقیق کرا لے وہ آدمی کس طرف سے تیرے پاس آیا ہے۔

چنانچہ جب تیسرا سال آیا تو کسریٰ مقررہ رات کو ایک مرتبہ پھر خوفزدہ ہو گیا اور چوکیداروں سے کہا کہ خوب ہوشیاری کے ساتھ نگرانی کرنا اور خیال کرنا کہ میرے پاس کوئی عورت آئے اور نہ ہی کوئی مرد۔ چنانچہ چوکیداروں نے کڑی نگرانی کی مگر جب مخصوص وقت آیا تو دیکھتا کیا ہے کہ وہی آدمی اس کے سر پر کھڑا ہے اور کہہ رہا ہے کہ اے کسریٰ

میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے قاصد ہوں اسلام لے آ اس آدمی نے تین بار کہا کسریٰ اس کی طرف دیکھتا رہا اور اپنا سامنہ لیے رہ گیا اور کچھ جواب نہ دیا۔ آدمی کہنے لگا کہ اے کسریٰ تو نے سچ سچ میری دعوت کو ٹھکرا دیا رب لم یزل کی قسم اللہ تعالیٰ تجھے اور تیری بادشاہت کے اسطرح ٹکڑے کرے گا جس طرح میں نے یہ عصا توڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ہے۔ پھر وہ آدمی چلا گیا کسریٰ نے چوکیداروں سے کہا کم بختو! میں نے تمھیں رات کو حکم نہیں دیا تھا کہ میرے پاس کسی قسم کا کوئی آدمی نہ آئے چوکیدار کہنے لگے کہ ہمیں کوئی خبر نہیں ہماری طرف سے کوئی آدمی داخل نہیں ہوا چنانچہ تھوڑا عرصہ گزرا تھا کہ بیٹے نے اسے قتل کر دیا۔

حیرہ کے بادشاہ نعمان بن منذر

اور ایام ذی قار کا بیان

نبی اکرم ﷺ سے روایت کیا گیا ہے کہ جب آپ کو یوم ذی قار کی خبر ہوئی کہ ربعیہ نے کسریٰ کے لشکر کو شکست فاش دے دی ہے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ پہلی جنگ ہے جس میں عربوں نے عجمیوں سے انتقام لیا اور میری وجہ سے عربوں کی مدد کی گئی اس جنگ میں عربوں کے مختلف ایام کا تذکرہ آتا ہے جن مین یوم قراقر، یوم حنو، حنو ذی قار، یوم جبابات، یوم غزوان، یوم بطحاء وغیرہ قابل ذکر ہیں ان تمام ایام کو یوم ذی قار سے تعبیر کیا جاتا ہے ذی قار کی لڑائی کے متعلق ابو مختار فراس بن حدقہ کہتے ہیں کہ ذی قار کی لڑائی کا اصل محرک نعمان بن منذر لخمی کا عدی بن زید العبادی کو قتل کرنا ہے۔ عدی پرویز کا ترجمان تھا۔

یوم ذی قار کے اسباب و محرکات

اسحٰق بن حصاص، نعمان بن منذر کے عدی بن زید کو قتل کرنے کا اصل سبب یوں بیان کیا ہے کہ زید حماد بن زید بن ایوب بن محروف بن عامر بن عیصہ بن امری القیس بن زید منازہ بن تمیم کے دو بیٹے تھے (۱) عدی بن زید یہ شاعر خوبصورت اور کمال درجے کا خطیب تھا اس نے عربوں اور فارسیوں کی کتابیں بھی پڑھ رکھیں تھیں (۲) عمار اسکا لقب ابی تھا (۳) عمرو اسکا لقب سمی تھا۔ ان کا ایک ماں شریک بھائی بھی تھا جس کا نام عدی بن حنظلہ تھا عمار کسریٰ کے پاس رہا کرتا تھا عمار اور عمرو میں ایک عدی کو قتل کرنے کے درپہ ہو گیا اور دوسرا نصرانیت کو اپنا مقصود اصلی بنائے ہوئے بیٹھا تھا یہ تینوں فارس کے بادشاہوں کے ساتھ ایسے رل مل گئے تھے کہ وہ انھیں اپنا اہل بیعت سمجھتے تھے تینوں بھائی فارس کے بادشاہوں کی مدح میں اشعار اور رجز پڑھا کرتے تھے جب نزر بن منذر بادشاہ بنا تو نعمان عدی کے پاس پرورش کے لیے رکھ دیا چنانچہ ان لوگوں نے نعمان کو رضاعت کا دودھ پلایا اور اسکی تربیت بھی کی منذر کا ایک اور بیٹا بھی تھا اسکا نام اسود تھا اسکی ماں ماریہ بنت الحارث بن جلھم بن تمیم الرباب تھی اسود کو اہل حیرہ کے قبیلہ بن میرنا نے رضاعت کا دودھ پلایا تھا بنو مرینا شریف قبیلہ تھا اور اپنے آپ کو بن لخم کی طرف منسوب کرتا تھا منذر کے ان دو کے علاوہ دس بیٹے اور بھی تھے اور اس کے تمام بیٹوں کو ''اشہاب'' (خوبصورت) کہا جاتا تھا چونکہ حسین و جمیل تھے اس لیے انھیں اشہاب کہا جاتا تھا۔

عرب کا مشہور شاعر ان کے بارے میں یوں کہتا ہے کہ

"وبنو المنذر الشاهب بالحيرة
يمشون غدوة بالسيوف."

(ترجمہ) منذر کے بیٹے اشہاب ہیں،
حیرہ میں صبح کے وقت تلواریں لے کر نکلتے ہیں۔

لیکن نعمان چشکبرہ اور چھوٹے قد کا مالک تھا اور اسکی ماں سلمٰی بنت وائل بن عطیہ اہل فدک میں سے تھی قابوس بن منذر نعمان اور اسکے بھائیوں کا چچا تھا۔

حیرہ کا نیا بادشاہ

منذر بن منذر کی جب وفات ہوئی تو اس وقت اس کے تیرہ بیٹے تھے مرتے وقت ایاس بن قبیصہ طائی کو اپنے ملک پر بادشاہ بنایا اور ساتھ وصیت کر گیا کہ کسریٰ اگر مناسب سمجھے تو کسی اور کو حیرہ کا بادشاہ بنادے چنانچہ کسریٰ کسی قابل آدمی کی تلاش میں تھا تا کہ اسے عربوں کا بادشاہ بنادے پھر کسریٰ نے عدی بن زید کو بلا کر پوچھا کہ کیا منذر کے بیٹوں میں کوئی باقی ہے؟ ان کی کیا حیثیت ہے اور ان سے خیر کی توقع کی جاسکتی ہے؟ یا محض لچر مزاج قسم ہیں عدی نے جواب دیا کہ ہاں! منذر کے بیٹے اچھی خاصی مردانگی کے مالک ہیں کسریٰ کہنے لگا کہ انھیں میرے پاس بلاؤ چنانچہ عدی نے خط لکھ کر ان کو اپنے پاس بلوایا کسریٰ نے منذر کے بیٹوں کو عدی بن زید کے پاس ٹھہرایا عدی نعمان کے بھائیوں کو مہمان نوازی میں نعمان پر ترجیح دیتا، عدی کی نظر میں نعمان کسی خاص قابلیت کا آدمی نہ تھا چنانچہ عدی نے ان کے ساتھ فرداً فرداً خلوط میں ملاقات کی اور ان سے کہا کہ جب بادشاہ سوال کرے کہ کیا تم عربوں کی کفالت کر سکتے ہو تو تم جواب دینا کہ ہم نعمان کے علاوہ سارے بھائی عربوں کی طرف سے کفایت کر سکتے ہیں۔ اور نعمان سے کہا کہ اگر بادشاہ تجھ سے تیرے بھائیوں کے متعلق سوال کرے تو جواب دینا کہ اگر میں ان بھائیوں سے عاجز آ گیا تو دوسرے لوگوں سے بطریق اولیٰ عاجز آجاؤں گا۔

بنو مرینا میں سے ایک آدمی عدی بن اوس بن تند مزاج قسم کا شاعر تھا وہ اسود بن منذر سے کہا کرتا تھا کہ مجھے تم سے بڑی امیدیں وابستہ ہیں اس لیے میں تمھیں رغبت دلاتا ہوں کہ تو عدی بن زید کی مخالفت کر بخدا وہ تیرا کسی بھی درجے میں خیر خواہ نہیں ہے۔ چنانچہ اسود نے ان سے بات کی کی طرف مطلق توجہ نہ دی۔

منذر کے بیٹے کسریٰ کے پاس اور نعمان کے سر پر قیمتی تاج

چنانچہ ایک دن کسریٰ نے عدی بن زید کو حکم دیا کہ منذر کے بیٹوں کو میرے پاس بھیجو۔ عدی نے فرداً فرداً کسریٰ کے پاس بھیجے کسریٰ نے باری باری ہر ایک سے پوچھا کیا تم عربوں کی طرف سے کفایت کر سکتے ہو؟ آگے سے ہر ایک اپنی اپنی باری پر جواب دیتا رہا کہ نعمان کے علاوہ ہم سارے بھائی عربوں کی طرف سے کفایت کر سکتے ہیں۔ جب نعمان کسریٰ کے پاس گیا تو نعمان کو چھوٹے قد والد کے بقدر بدشکل پایا اور اس سے پوچھا کہ کیا تم عربوں کی طرف سے میری کفایت کر سکتے ہو؟ کہنے لگا جی ہاں میں کفایت کر سکتا ہوں کسریٰ نے کہا کہ تو اپنے بھائیوں کے ساتھ کیا معاملہ کرے گا کہنے لگا کہ اگر میں اپنے بھائیوں سے عاجز آ گیا تو دوسرے لوگوں سے تو بطریق اولیٰ عاجز آجاؤں گا (وہی جواب دیا جو عدی بن زید نے اسے سمجھایا تھا) چنانچہ کسریٰ نے ان کو بادشاہ بنادیا اسے شاہی خلعت پہنائی اور ساتھ

ہزار درہم کا قیمتی تاج اس کے سر پر رکھ دیا نعمان کسریٰ کے دربار سے بادشاہ بن کر نکلا اسے دیکھ کر عدی بن اوس، اسود بن منذر سے کہنے لگا کہ تو نے میری رائے کی مخالفت کی اب مزا چکھ۔

نعمان کے ہاتھ پر بیعت

پھر عدی بن زید نے وسیع پیمانے پر بیعت کے سلسلے میں کھانا پکوایا اور عدی بن اوس کو پیغام بھیجا کہ تو اپنے ہمراہ مرضی کے مطابق آدمی لے کر دعوت میں شریک ہو چونکہ مجھے تم سے ضروری کام ہے چنانچہ عدی بن اوس اجتماعی کھانے میں شریک ہوا اور شراب بھی نوش کی اسی دوران عدی بن اوس سے کہنے لگا کہ اے آدمی وہی آدمی زیادہ حقدار ہے جو حق کو اچھی طرح پہچان سکے اور پھر اسے کچھ ندامت نہ اٹھانی پڑے مجھے معلوم ہے کہ تو اسود بن منذر کو بادشاہت کے زیادہ لائق سمجھتا ہے اب اگر چہ نعمان بادشاہ بن گیا ہے لہٰذا تو مجھے اس پر کچھ ملامت نہ کرنا اور اب میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ تو بادشاہت کے مقابلے میں مجھے کسی قسم کی عداوت کا اظہار نہ کرے اور جس قدر میں نے تجھے اعتماد میں لیا ہے تو بھی مجھے اسی طرح اعتماد میں لے اور بیعت میں میرا حصہ تیرے سے زیادہ نہیں ہے۔

پس عدی بن زید اپنی تقریر مکمل کر کے بیعت کرنے کے لیے کھڑا ہوا اور حلف اٹھایا کہ بادشاہ کی خدمت نہیں کرے گا اور اس کے خلاف بغاوت میں حصہ لے کر کسی قسم کے فتنے کو ہوا نہ دے گا جب عدی بن زید بیعت سے فارغ ہوا تو عدی بن مرینا اٹھ کھڑا ہوا اور حلف اٹھایا کہ جہاں تک ہو سکا خدمت کرے گا اور اسکے خلاف فتنوں میں حصہ لیتا رہے گا نعمان مجلس بیعت سے نکلا اور حیرہ میں جا کر قیام کیا چنانچہ عدی بن مرینا نے عدی بن زید کو درج ذیل شعر کہے۔

> (ترجمہ) خبردار سن لو عدی بن زید کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ اب جزع وفزا کرنے کی چنداں ضرورت نہیں ہے اگر چہ تیرے اعضا نے کام چھوڑ دیا ہے ہمارے گھوڑے مالداری کی وجہ سے غالب رہیں گے (لہٰذا ہمیں کوئی فکر نہیں) تیری تعریف کی جائے یا تیری مالداری مکمل ہو جائے اگر تو کامیاب ہو گیا تو یہ بات کو مقابل ستائش نہیں ہے اور اگر تو مر گیا تو تیر علاوہ اور لوگ موت سے بعید نہیں ہیں تجھے کسی جیسی ندامت اٹھانی پڑے گی چنانچہ تیرے آنکھوں نے تیرے ہاتھوں کی کارکردگی کو دیکھ لیا ہے۔

عدی بن مرینا کا مکر وفریب

عدی بن مرینا اسود بن منذر سے کہنے لگے کہ جب تجھے حصول بادشاہ میں کامیابی نہیں ہوئی تو اپنے ساز و سامان کے ذریعے بدلہ لینے سے عاجز تو نہیں میں نے تجھے بروقت خبر کر دیا تھا کہ ظالم کی تدبیریں سویا نہیں کرتیں میں نے تجھے کہا تھا کہ عدی بن زید کی مخالفت کر مگر تو نے میری ایک نہ مانی اسو بن منذر کہنے لگا کہ تو اب کیا چاہتا ہے؟ عدی کہنے لگا کہ تیرا مال اور تیری جاگیر تجھے اس وقت تک کارآمد نہیں آئے گی جب تک تو اسے میرے سپرد نہ کر سکے چنانچہ اسود نے سب کچھ اس کے حوالے کر دیا۔

عدی بن مرینا مالدار اور جاگیردار آدمی تھا چنانچہ آئے دن کوئی نہ کوئی ھدیہ نعمان کے پاس بھیجتا تھا چنانچہ لوگوں میں صاحب اکرام کے نام سے مشہور ہو گیا اور جب کبھی اس کے سامنے عدی بن زید کا تذکرہ کیا جاتا تو اس پر حمد وثناء کے پھول نچھاور کرتا اور کہا کرتا تھا کہ اسوقت تک ظلم کے خلاف تیاری مکمل نہیں ہو سکتی جب تک مکر وفریب سے کام نہ

لیا جائے۔

چنانچہ جو آدمی بھی نعمان کے پاس قیام کرتا تھا اس کے ہاں عدی بن زید مرینا کا مرتبہ پاتا اور نعمان کے پاس سے نکل کر عدی بن مرینا کے ساتھ لازم ہو جاتا اور اسکی اتباع کر لیتا چنانچہ بہت سارے لوگ ساتھ کا ساتھ دینے لگا اپنے قابل اعتماد آدمیوں سے کہنا شروع کیا کہ جب تم مجھے دیکھو کہ میں بادشاہ کے سامنے عدی بن زید کا تذکرہ کر رہا ہوں تو میری ہاں میں ہاں ملا کر واقعی عدی بن زید ایسا آدمی ہے لیکن اس پر کوئی آدمی اعتماد نہ کرتا اس لیے وہ کہا کرتا تھا کہ بادشاہ نعمان بن منذر عدی بن زید کا عامل پہنچا چونکہ بادشاہ نے عدی کو بڑے بڑے عہدے دے رکھے تھے چنانچہ عدی بن مرینا کے لوگ عدی بن زید کو بادشاہ کے لیے آستین کا سانپ سمجھنے لگے لوگوں نے عدی بن زید کی زبانی عدی بن مرینا کی شکایت لگانے کے واسطے بادشاہ کے امین خاص کو خط لکھا پھر خود ہی کچھ آدمی راستے میں چھپا لیے اور خط چھین کر نعمان کے پاس لے آئے بادشاہ خط پڑھتے ہی عدی بن زید پر سخت غصہ ہوا (واضح رہے کہ بادشاہ کہ ہاں عدی بن مرینا کا ایک مرتبہ بن چکا تھا اس لیے چھوٹی شکایت پر بھی غضبناک ہو گیا) اور عدی بن زید کو پیغام بھیجا کہ میں تجھے واسطہ دے کر کہتا ہوں کہ میری ملاقات کو آؤ میں تجھے دیکھنے کے لیے مشتاق ہوں۔

عدی بن زید قید میں اس وقت عدی بن زید کسریٰ کے پاس تھا عدی نے کسریٰ سے اجازت مانگی تا کہ نعمان کی ملاقات کو ہو آئے کسریٰ نے اسے اجازت دے دی۔ چنانچہ عدی بن زید نعمان کے پاس پہنچا نہ تھا کہ اسکو قید کرنے کا سامان تیار ہو چکا تھا نعمان نے اسے ایسے قید خانے میں ڈالا کہ جہاں اسے کوئی دیکھ بھی نہ سکتا تھا عدی بن زید نے قید خانے سے ہی اپنے متعلق اشعار کہنا شروع کیے تھے اسکا پہلا شعر درج ذیل ہے۔

(ترجمہ) کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ تیرا ارادہ ایسا ہے
تیرے پاس میری ہمدردی عجیب عجیب خبریں لاتی۔

چنانچہ عدی جب بھی قید خانہ میں اشعار کہتا تو نعمان کے پاس پہنچ جاتے نعمان سن کر عدی کو قید کرنے پر نادم ہوتا نعمان بذریعہ پیغام اسے لمبی لمبی امیدیں دلاتا اور اس سے رہائی کے وعدے کرتا دوسری طرف ڈرتا بھی تھا کہ اگر اسے رہا کر دیا تو میرے خلاف فتنے برپا کرے گا۔ عدی نے پھر درج ذیل اشعار کہے۔

(ترجمہ) میں نے بیداری کے عالم میں کالے بادلوں میں رات کو چمکتی
ہوئی بجلیاں دیکھیں جو بڑھاپے کے سروں پر چڑھ جاتی ہیں (یعنی
میرے سر کے بال بڑھاپے کی وجہ سے اس قدر سفید ہو چکے ہیں اب تو
قید سے رہا کرو ہمارے اوپر یہ رات بہت لمبی ہو گئی اور پے در پے مجھ پہ
حملے شروع کر دیئے (رات سے مراد قید ہے)

اسی طرح ایک شعر میں ان میں مرجانے والے بادشاہوں کا بھی تذکرہ کیا ہے چنانچہ کہتا ہے کہ کیا وقت گزر چکا ہے یا پھر کچھ سویرہ لوٹ کر آئے گا ایک مرتبہ نعمان بحرین چلا گیا پیچھے سے اہل غسان کے ایک آدمی نے حیرہ میں لوٹ ماری جو کچھ اچھا لگا ساتھ لیتا گیا اور بہت سارے مکانات جلائے نعمان کے بیٹے جفنہ کو بھی جلا ڈالا اس موقعہ پر عدی بن زید نے درج ذیل شعر پڑھے۔

(ترجمہ) ایک بلند ہمت عقاب نے شہر کی دونوں جانبوں کو جلا دیا

چراگاہوں میں چرنے والے اونٹوں اور واپس آنے والوں کو ہلاک کر
کے چل دیا ہے۔

اسی طرح جب عدی پر قید و بند کی صعوبتیں طویل پڑ گئیں تو اپنے بھائی کو اشعار میں خط لکھا کہ کہتا ہے!

اے خط ابی کو میرا پیغام پہنچا دینا کہ کیا آدمی و کدوری کے باوجود اسکا علم
کچھ فائدہ پہنچا سکتا ہے؟ بایں طور کے تیرہ بھائی جگر گوشہ
ہے تو اس پر اعتماد رکھتا ہے۔

ایک بادشاہ کے پاس لوہے کی بیڑیوں میں قید پڑا ہے رب ہی جانے کہ مجھے برحق قید کیا گیا ہے یا ظلم پر۔ میں تجھے ہرگز آگاہ نہیں کر سکتا اس غلام کی طرح جو سخت ترین حالات کا سامنا کر رہا ہو سو اگر تیرے دل کو بہلایا گیا تو پھر تو آرام سے پرسکون نیند سو جا۔

چنانچہ اس کے جواب میں اس کے بھائی نے بھی اشعار لکھے۔

خلاصہ یہ ہے کہ کہتا ہے! اے بھائی اگر زمانہ نے تیرے ساتھ خیانت کی
ہے لیکن تیرے اعضا کمزور نہیں ہوئے اللہ تعالی کی قسم ایسا لشکر لائیں گے
کہ جس کے جنگجو زرہ پوش ہو نگے اور ان کی تلواریں چمک رہی ہوں
گی۔ الغرض لشکر کے اوصاف بیان کر کے دوعری کی فریاد کرتا ہے۔

قتل عدی

مورخین کا خیال ہے کہ ابی نے جب عدی بن زید کا خط پڑھا کسری کے پاس گیا اور اسکے بارے میں بات کی پھر خط لکھ کر ایک آدمی کو بھیجا اور ادھر سے نعمان کے خلیفہ نے نعمان کو خط لکھا کہ میرے پاس عدی کے بارے میں خط آیا ہے اور عدی بن مرینا کے لوگ بھی آئے انھوں نے اٹھتے ہی کہا کہ ابھی ابھی عدی کو قتل کر دو۔ دوسری طرف سے قاصد خط لے کر پہنچا عدی کے بھائی نے پہلے ہی چوکیداروں کو رشوت دے کر راضی کر لیا تھا عدی اس وقت حسنین میں قید تھا قاصد نے عدی سے کہا کہ میں تیرے لیے خط لے کر آیا ہوں تیرے پاس میرے لیے کیا حجت ہے کہنے لگا کہ میرے پاس وہ کچھ ہے جسے تو پسند کرتا ہے قاصد سے کہنے لگا کہ میرے پاس سے ہلنا نہیں اور خط مجھے دیدو اور اگر تو یہاں سے خط لے کر چل پڑا تو میرے دشمن مجھے قتل کر دیں گے۔ قاصد کہنے لگا کہ میری قدرت میں یہ ہی ہے کہ میں خط لے کر بادشاہ کے پاس جاؤں چنانچہ ایک مخبر نعمان کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ کسری کا قاصد عدی کے پاس آیا ہے اور اسے اپنے ساتھ لے کر جا رہا ہے۔ اللہ کی قسم اگر قاسد نے ایسا کر دیا تو کسری ہم میں سے ایک کو بھی زندہ نہیں چھوڑے گا چنانچہ نعمان نے عدی کے دشمنوں کو اس کے پاس بھیجا انھوں نے عدی کو کپڑوں میں لپیٹ کر مار دیا اور وہیں دفن کیا۔

نعمان کی عدی کے بارے میں ٹال مٹول

قاصد خط لے کر نعمان کے پاس پہنچا نعمان نے اسکی عزت و اکرام کیا اور چار ہزار سونا اور ایک خوبصورت کنیز بھی دی اور کہنے لگا کہ صبح تو خود عدی کے پاس جانا اور قید خانے سے اسے نکال کر لیتے جانا چنانچہ جب صبح ہوئی تو

قاصد سوار ہو کر قید خانے گیا آگے سے قاصدوں نے کہا کہ عدی تو کئی دن پہلے مر چکا ہے ہم نے ڈر کے مارے بادشاہ کو اطلاع نہیں دی قاصد نعمان کے پاس واپس لوٹ آیا اور کہنے لگا کہ چوکیداروں نے انکار کر دیا میری آنکھوں میں دھول جھونک کر کہنے لگے کہ عدی تو کیا دنوں پہلے سے مر چکا ہے حالانکہ میں اسے چند روز پہلے زندہ سلامت دیکھ کر آیا ہوں نعمان کہنے لگا کہ کسریٰ نے تجھے میرے پاس بھیجا تھا تو مجھ سے پہلے عدی کے پاس کیوں گیا؟ تو مطلق جھوٹ بولتا ہے اور رشوت وغیرہ لینا چاہتا ہے چنانچہ نعمان نے اسے ڈرایا دھمکایا اور انعام واکرام، وغیرہ دیکر اپنے اعتماد میں لے لیا اور قاصد سے کہنے لگا کہ کسریٰ کو حقیقت حال سے آگاہ نہیں کرنا بلکہ اس سے کہنا کہ عدی میرے پہنچنے سے پہلے مر چکا تھا۔

قاصد کسریٰ کے پاس واپس لوٹا اور جا کر کہنے لگا کہ عدی میرے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی مر چکا تھا بعد میں عمان کو عدی کی موت پر سخت پشیمانی کا سامنا کرنا پڑا اور عدی کے دشمن بھی نعمان کے خلاف ہو گئے لیکن نعمان نے انھیں ڈرا دھمکا کر قدرے سیدھا کر لیا۔

زید بن عدی کا بیان

ایک مرتبہ نعمان شکار کھیلنے نکل گیا اچانک اسے عدی کا بیٹا زید بن عدی مل گیا عدی کے ہم شکل ہونے کی وجہ سے فوراً پہچان گیا چنانچہ نعمان نے اپنی توثیق کے لیے اس سے پوچھا کہ تو کون ہے؟ لڑکے نے جواب دیا کہ میں عدی بن زید کا بیٹا زید ہوں نعمان نے اس سے گفتگو کی اور اسے صاحب فراست پا کر بڑا خوش ہوا اور اسے اپنے قریب کیا عطیات وغیرہ دیئے اور اسے باپ کی موت پر اس سے معذرت کی۔

پھر نعمان نے کسریٰ کو خط لکھا کہ عدی بن زید ان لوگوں میں سے تھا جو کچھ ہوا اسکے علاوہ اور کوئی چارہ کار نہیں تھا یہ الگ بات ہے کہ مجھے بذات خود اس کی موت پر بہت رنج ہوا ہے۔ رہی بات بادشاہ کی سوا گر ایک آدمی بادشاہ کے لیے نہ ہو اللہ دوسرے آدمی کو پیدا کر دیتا ہے چنانچہ میں عدی کے بیٹے کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں وہ بھی عدی سے کم درجے کا نہیں ہے لہٰذا اگر آپ مناسب سمجھیں تو عدی کا عہدہ اس کے بیٹے کے سپرد کر دیں انشا اللہ اپنی ذمہ واری پر پورا اترے گا۔

لڑکا جب کسریٰ کے پاس پہنچا تو کسریٰ نے باپ کا عہدہ اس کے سپرد کر دیا اور کسریٰ نے اسے اپنے پاس اعلیٰ مقام دیا اور عرب سے ملنے والے ٹیکس میں سال بھر کا اس کے لیے وظیفہ مقرر کر دیا عدی کسریٰ کے لیے وزیر تجارت کے عہدے پر رہ کر کام کرتا تھا اب اسی عہدے پر اس کا بیٹا زید بن عدی کام کرنے لگا بادشاہ کسریٰ نے نعمان کے متعلق اس سے پوچھا لڑکے نے مزاحیہ کلمات میں نعمان کی تعریف کی۔ کسریٰ نے اسے اور زیادہ اپنے قریب کیا یہاں تک کہ لڑکے نے کثرت سے اس کے پاس آنا جانا شروع کر دیا۔

کسریٰ عمدہ صفات کی عورتوں کی طلب میں عجمی بادشاہوں کے پاس عورتوں کی خاص خاص صفات لکھی ہوئی تھیں اور اپنے نمایندوں کو مختلف علاقوں میں بھیج کر جو عورت بھی اسکے مکتوبہ ذفات پر اترتی اسے اپنے پاس منگوا لیتا ابھی تک بادشاہوں نے عرب کی طرف مطلق توجہ نہ دی تھی ان کے خیال میں بلاد عرب میں ان صفات عورتوں کا ملنا محال تھا چنانچہ اسی سلسلہ میں بلاد میں خطوط لکھ کر اپنے نمایندوں کو بھیجا جو عورت لکھی ہوئی صفات پر پوری اترتی اسے میرے پاس لے آؤ کسریٰ پہلا بادشاہ تھا جس نے اس معاملہ میں عربوں کی طرف توجہ دی۔

کسریٰ کو زید بن عدی کا مشورہ

چنانچہ زید بن عدی سن کر کسریٰ کے پاس آیا اور اس سے کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ بادشاہ سلامت نے عورتوں کی طلب میں خط لکھے ہیں اور عورتوں کی متعلقہ صفات کو بھی اچھی طرح پڑھ لیا ہے میں منذر کی آل واولاد سے اچھی طرح واقف تھا آپ کے غلام نعمان کی بیٹیاں اور اس کے خاندان کی تقریباً بیس عورتیں مشروطہ صفات پر پوری پوری اترتی ہیں۔ کہنے لگا کہ کیا ان کے بارے میں بھی خط لکھا ہے؟ کہنے لگا کہ اے بادشاہ سلامت! عربوں میں ایک بری عادت پائی جاتی ہے وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنی عورتیں عجمیوں کو دے دیں تو ہماری عزت وآبرو آلودہ ہو جائے گی خاص طور پر نعمان اس بات کا بڑا پابند تھا میں یہ نہیں چاہتا کہ وہ آپ سے اپنی عورتوں کو چھپالے اس لیے آپ اس کے پاس مجھے بھیجیں چونکہ اگر میں بذات خود اس کے پاس گیا تو وہ اپنی عورتوں کو مجھ سے نہیں چھپا سکتا۔ میرے ساتھ اپنے خواص میں سے ایک آدمی بھیج دیں جو عربی زبان کو اچھی طرح سمجھتا ہو چنانچہ کسریٰ نے ایک صاحب فارسی اور عربی زبان سمجھنے والا زید کے ہمراہ کر دیا زید اس آدمی کو لے کر چل پڑا راستے میں اس کے ساتھ عزت واکرام سے پیش آیا۔

جب زید حیرہ میں نعمان کے پاس پہنچا تو ملی آؤ بھگت کے بعد اس سے کہنے لگا کہ کسریٰ نے تمہارے خاندان کی عورتوں کے بارے میں خواہش ظاہر کی ہے اور وہ تجھے بسرالی شرف سے نوازنا چاہتے ہیں اس لیے کسریٰ نے مجھے تیرے پاس بھیجا ہے نعمان کہنے لگا کہ بھلا یہ کیسی عورتیں ہیں؟ جن کے متعلق کسریٰ رغبت رکھتا ہے زید کہنے لگا کہ ان عورتوں میں فلاں فلاں صفات پائی جاتی ہیں اور ہم اپنے ہمراہ ان صفات کو لے کر آئے ہیں۔

عورتوں کی حسن وجمال میں صفات

ان صفات کی اصل حقیقت یہ تھی کہ منذر اکبر نے انوشیروان کو ہدیہ میں ایک کنیز پیش کی تھی منذر نے یہ کنیز حارث اکبر پر حملہ کرنے والوں کے دوران لائی تھی انوشیروان کے پاس بھیجتے وقت کنیز کی بے شمار صفات بھی ساتھ لکھ بھیجیں تھیں۔ چنانچہ ان صفات کو فارس کے بادشاہوں نے حسن وجمال میں عورتوں کے لیے بطور معیار مقرر کیا۔ چنانچہ منذر اکبر اس کنیز کی صفات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے۔

اس کنیز کے اعضا تخلیق معتدل انداز میں ہوئی اسکا چہرہ صاف شفاف، گوری چاند کی طرح چمکدار اس کے جسم کی کھال نرم ونازک، نازیں، سرگیں آنکھوں والی، کالی آنکھوں والی، موٹی آنکھوں والی، ابھری ہوئی ناک والی، اونچی ناک والی، باریک ہلکی ہلکی آبروں والی، انتہائی خوبصورت، لمبے گالوں والی، ایسے قد کی مالکن جو دل کو موہ لیتا ہو اس کے سر کے بال سیاہ اور گھنے ہیں، بڑے سر والی، خوبصورت کانوں والی، لمبی گردن والی، چوڑے سینے کی مالک، گھٹے ہوئے پستانوں والی، اس کے شانے کی ہڈیوں پر گوشت ہے، موٹی سرینوں والی، خوبصورت کلائیوں والی، نرم ہتھیلیوں والی، لمبی انگلیوں والی، پرلطف بدن والی، اندر کی طرف مائل پہلوؤں والی اسکا پہلو نرم ونازک ہے اس کا مقام خاڈ نزاکت کنیز ہے باہر کی طرف مائل سرینوں والی اسکی رانیں نزاکت ٹپکا رہی ہیں واضح ٹخنوں والی، اسکی پنڈلیوں پر گوشت اور پازیب میں چست ہو جانے والی ہیں، نرم پاؤں والی چلتے وقت چھوٹے قدموں چلنے والی مجلس میں دل کو لبھانے والی، نرم ونازک، اپنے آقا کی فرمابردار، چپٹی ناک والی نہیں، کالی بھی نہیں، مرجع خلاؤ ہے، مردوں کو زندگی بخشنے والی، باوقار اور خاموش طبیعت، دلوں میں بسنے والی، شریف حسب ونسب والی اپنے قریبی خاندان کی طرف منسوب ہونے والی، الغرض

ہم سب کے دلوں کی دھڑکن ہے۔ باادب، ذی رائے، اس کے منہ کی تھوک انتہائی میٹھی ہے۔ اسکی آواز پست ہے، گھر کو رونق بخشتی ہے، دشمنوں کو ملامت کرتی ہے، اگر تو اس سے ہمبستری کا ارادہ کرے تو بڑے شوق سے تجھے خوش آمدید کہے گی اور اگر تو اس سے ہمبستری نہ کرنا چاہے تو تجھ سے باز رہے گی اس کی آنکھیں تیری طرف ٹکٹکی باندھے رکھنے والی ہیں اسکے رخسار گلابی رنگ کے ہیں ہونٹوں سے پیار ومحبت ٹپکتی ہے اور تیری طرف لپک کر آنے والی ہے۔

چنانچہ کسریٰ انوشیروان نے بڑے شوق کے ساتھ اس کنیز کو قبول کرلیا اور اسکی صفات اپنے دیوان میں لکھوائیں۔ اس کنیز کا ایک کے مرنے کے بعد دوسرا وارث ہوتا ہے یہاں تک کہ کسریٰ پرویز بن ہرمز اس کا وارث ہوا۔

نعمان بن منذر کا کسریٰ کو عورتیں دینے سے انکار

چنانچہ زید بن عدی نے کسریٰ کا پیغام اور عورتوں کی صفات نعمان کو پڑھ کر سنائیں نعمان پر یہ مطالبہ بڑا شاق گزرا اور زید سے کہنے لگا کہ کیا عجم اور فارس میں ان صفات کی عورتیں نہیں ہیں کسریٰ کا ایلچی پاس کھڑا ان کے مابین ہونے والی باتیں سمجھ رہا تھا نعمان کہنے لگا کہ تم اپنے مطلوب کو نہیں پہنچ سکتے۔ زید بولو بادشاہ تیری عزت وعظمت کا چار چاند لگانا چاہتا تھا اگر اسے معلوم ہوتا کہ اس کا اکرام تیرے اوپر شاق گزرے گا تو تجھے خط ہرگز نہ لکھتا۔

چنانچہ دو دن تک اپنے پاس ٹھہر کر خوب خاطر مدارت کی پھر کسریٰ کو خط لکھا کہ تیرا مطلوب ہمارے پاس نہیں ہے اور زید سے کہا کہ کسریٰ کے پاس جا کر مجھے معذور کہنا۔

زید بن عدی کی واپسی

جب زید واپس آ کر کسریٰ کی طرف لوٹنے لگا تو ایلچی نے کہا کہ بادشاہ کے پاس جا کر سچ سچ کہنا جب کسریٰ کے پاس گئے تو زید نے نعمان کا خط کسریٰ کو پڑھ کر سنایا کہنے لگا کہ میرا مطلوب کہاں ہے زید نے جواب دیا کہ عرب اپنی عورتوں کے معاملے میں غیروں کو دینے سے بخل سے کام لیتے ہیں یہ ان کی پرانی بدبختی ہے چنانچہ اب انھوں نے بلکل کر کے بھوک کو سیری اور عریانی کو لباس پر ترجیح دی، بدبدؤں کو تیری زمینوں کی خوشبوؤں کے بدلے میں کیا اختیار ہے میری زندگی رہی تو ملک عرب کو قید خانہ سمجھیں گے بادشاہ سلامت اگر آپ کو میری بات پر بھروسہ نہیں تو اپنے ایلچی سے پوچھ لیجیے میں تو اس مطالبہ کو اس کے لیے باعث شرف سمجھتا تھا مگر اس نے آنکھیں بند کر کے سن ان سنی کر دی کسریٰ نے ایلچی سے کہا، نعمان نے کیا جواب دیا ہے؟ ایلچی کہنے لگا کہ کیا بلاد عجم میں ان صفات والی عورتیں نہیں ہیں؟ یہاں تک کہ تم ان کی طلب میں ہمارے پاس پہنچ گئے۔ کسریٰ غصے میں لال پیلا ہو گیا اور نعمان کی نفرت سے بھر گیا منہ سے صرف اتنی بات نکالی کہ کئی غلام اس سے بھی سخت آئے اور ان کا انجام ہلاکت کے سوا کچھ نہیں ہوا یہ کیا چیز ہے۔

یہ بات عرب وعجم میں مشہور ہو گئی اور کسریٰ بھی کئی مہینوں تک خاموش رہا ادھر نعمان تیاری میں مصروف ہو گیا اتنے میں کسریٰ کا خط آیا کہ میرے پاس آ مجھے تم سے ایک ضروری کام ہے جب خط آیا تو چل کر قبیلہ طے کی دو پہاڑیوں کے درمیان جا پہنچا اسلحہ وغیرہ اپنے ہمراہ لے گیا تھا نعمان کی دو بیویاں تھیں ایک فرعہ بنت سعد بن حارثہ اس سے ایک لڑکا اور ایک لڑکی پیدا ہوئے تھے، دوسری زینب بنت اوس بن حارثہ تھی اس لیے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی تھی۔

چنانچہ نعمان نے بنو طے سے درخواست کی کہ مجھے ان پہاڑیوں میں فروکش ہونے کی اجازت دو مگر بنو طے نے انکار کر دیا اور کہنے لگے کہ اگر تمہارے ساتھ سسرالی رشتہ نہ ہوتا تو ہم جنگ کرتے کسریٰ کی مخالفت مفت مول لیتے ہو

کوئی حاجت نہیں اس کے بعد قبائل عرب، میں دربدر کی ٹھوکریں کھائیں مگر کسی نے مطلق توجہ نہ دی صرف بن عبس کی ایک شاخ بنو رواحہ نے کہا کہ گر تم چاہو تو ہم تمہارے ساتھ مل کر قتال کریں گے۔ یہ بھی اس لیے کہ کسی زمانے میں بنو رواحہ کے ایک آدمی مروان القرظ پر اس نے کوئی احسان کیا تھا اس لیے انھوں نے اسے مثبت جواب دیا کہنے لگا کہ میں تمھیں ہلاک نہیں کرنا چاہتا تمہارے پاس اتنی طاقت نہیں کہ کسریٰ کا مقابلہ کر سکو۔

چنانچہ نعمان بن روحہ۔ کے یہاں سے چل کر چکے سے بنو شیبان کے علاقے ذی قار فین جا پہنچا۔ ہاں ہانی بن مسعود بن عامر بن عمرو شیبانی سے ملاقات کی۔ ہانی بن مسعود اپنی قوم کا سردار اور بہادر آدمی تھا ان دنوں نعمان کا گھرانہ ذوالجدین کے پاس تھا اور کسریٰ نے اس قبیلہ کے سردار قیس بن مسعود کو ابلہ کا علاقہ بطور جاگیر کے دے رکھا تھا اس واسطے نعمان نے اسے اچھا نہ سمجھا اسکا گھرانہ قیس بن مسعود کے پاس رہے چنانچہ گھرانہ کو ان کے یہاں سے نکال لایا۔

نعمان کی موت کسریٰ کے پاس

چنانچہ نعمان جب عربوں سے ناامید ہو گیا تو کسریٰ کی طرف چل دیا اچانک باسط کے پل پر زید بن عدی سے ملاقات ہو گئی زید کہنے لگا کہ اب تجھے اپنی نجات سوجھی؟ نعمان نے کہا کہ اے زید یہ سارا منصوبہ تو نے بنایا تھا؟ اللہ کی قسم اگر بادشاہ سے میری جان چھوٹ گئی تو میں تیرے ساتھ بھی وہی کرونگا جو تیرے باپ کے ساتھ کیا تھا زید نے کہا کہ اے نعمان چلتا بن بخدا میں نے کسریٰ کے ہاں ایسی مضبوط کھونٹی گاڑ رکھی ہے جسے اچھا خاصا ماہر اور تگڑا آدمی بھی نہیں توڑ سکتا۔

چنانچہ کسریٰ کو جب خبر ہوئی کہ نعمان اس کے در پہ آپڑا ہے تو اپنے کارندوں کو بھجوا کر خانقین کی جیل میں قید کروا دیا پھر مسلسل جیل میں قید رہا یہاں تک کہ طاعون کی وبا پھیل گئی اور اس میں ہلاک ہو گیا بعض مورخین کا خیال ہے کہ نعمان ساباط مقام میں ہلاک ہوا چونکہ عرب کا مشہور شاعر اعشیٰ اپنے ایک شعر میں کہتا ہے'

فذاک وما انجی من الموت ربه

بساباط حتی ماوھو محرزق

(ترجمہ) پس نعمان کی زندگی کا یہ حاصل تھا کہ اس کا آقا اسے موت سے

نجات نہ دے سکا وہ حالت قید میں ساباط مقام پر مر گیا۔

اس شعر میں ساباط مقام کا ذکر آیا ہے اس لیے بعض مورخین کا خیال ہے کہ نعمان مقام ساباط میں مرا لیکن پہلی بات اقرب الی الصواب معلوم ہوتی ہے۔

ابوجعفر محمد بن جریر طبری کہتے ہیں کہ نعمان مقام خانقین میں مرا اس کے مرنے کے تھوڑے ہی عرصہ بعد اللہ تعالیٰ نے نبی کارم ﷺ کو مبعوث فرمایا۔

ابومختار فراس کہتے ہیں کہ جب نعمان نے عدی بن زید کو قتل کیا تو اس کے بیٹے اور بھائی نے کسریٰ کے پاس جا کر شکایت لگائی اور نعمان کے خط میں اپنی طرف سے کچھ باتوں کا اضافہ کر کے کسریٰ کے سامنے پیش کیا کسی خط پڑھتے ہی سخت غضبناک ہوا اور نعمان کو جب کسریٰ کا خوف لاحق ہوا تو اس نے اپنا اسلحہ مال و اسباب ھانی بن مسعود بن عامر کے پاس ودیعت رکھ دیا چونکہ اس سے قبل نعمان نے ھانی بن مسعود کی دو بیٹیوں کی اپنے یہاں تربیت کی تھی۔

ابوعبیدہ کہتے ہیں کہ ھانی بن مسعود نے نعمان کے اس چکر کو نہیں پایا بلکہ نعمان نے اپنے اموال و اسباب

ھانی بن قبیصہ بن ھانی بن مسعود کے پاس ودیعت رکھے تھے یہ بات میرے نزدیک اقرب والی الصواب ہے۔

عربوں کی مشہور جنگ یوم ذی قار

کسری نے جب نعمان کو قتل کیا تو ایاس بن قبیصہ الطائی کو حیرہ کا عامل مقرر کیا ابو عبیدہ کہتے ہیں کہ کسری جب بہرام کے پاس سے بھاگتا ہوا آیا اس دن قبیصہ کے پاس پہنچا تو ایاس نے گھوڑے اونٹ وغیرہ اسے ھدیہ میں دے دیئے اس پر بطور شکرانہ ایس بن قبیصہ کو حیرہ کا عامل مقرر کیا۔

یوم ذی قار کا ظاہری سبب ومحرک

چناچہ کسری نے ایاس بن قبیصہ کو پیغام بھیجا کہ نعمان کے متروکہ اموال واسباب کہاں ہیں؟ ایاس نے جواب لکھا کہ نعمان کے اموال واسباب قبیلہ بن وبکر وائل نے اپنی تحویل اور حفاظت میں لے رکھے ہیں کسری نے ایاس کو حکم دیا کہ اموال واسباب بن وبکر سے لے کر میرے پاس بھیج دو چناچہ ایاس ھانے نے اپنا کارندہ بھیجا کہ نعمان کا ودیعت کردہ اموال میرے حوالے کردے ان اموال میں آٹھ سو زر ہیں اور دیگر اصناف کا اسلحہ تھا ھانی نے اموال وغیرہ سپرد کرنے سے انکار کردیا جب کسری کو پتا چلا تو غصے میں لال پیلا ہوگیا اور کہنے لگا کہ بنوبکر بن وائل کا استیصال کر کے دم لوں گا اس دن کسری کے پاس نعمان بن ذرعہ التغلبی تھا اور اسے بنوبکر بن وائل کی ہلاکت شراب کی طرح محبوب تھی چناچہ کسری سے کہنے لگا کہ اے بادشاہ سلامت میں آپ کے لشکر کو بنوبکر کی علفت پر رہنمائی کروں گا کسری نے کہا کہ بہت اچھا کہنے لگا کہ انھیں موسم گرما تک کم مہلت دو چونکہ موسم گرما میں وہ اپنے گھروں سے باہر نکل آتے ہیں اور عین دوپہر کے وقت اپنے پانی ذی قار پر جمع ہوتے ہیں اسوقت ہم ان پر حملہ کریں گے تاکہ انھیں ذرہ برابر بھی مہلت نہ ملے۔

تین باتوں میں سے ایک کا انتخاب

چناچہ ان پر حملہ موخر کیا یہاں تک کہ موسم گرما آ گیا بنوبکر بن وائل مقام حنو ذی قار میں آ گئے کسری نے نعمان بن ذرعہ سے کہا کہ ان سے جا کر کہو کہ تیب باتوں میں سے ایک بات کو پسند کرلو چناچہ نعمان بن ذرعہ ھانی کے پاس جا پہنچا اور کہا کہ تین باتوں میں سے ایک کو اختیار کرلو یا (۱) تم اپنے آپ کو ہمارے سپرد کردو پھر تمہارے بارے میں بادشاہ جو چاہے فیصلہ کرے (۲) یا تم اپنے گھربار کو چھوڑ کر چلے جاؤ (۳) یا پھر جنگ کے لیے تیار ہو جاؤ۔

جنگ کا انتخاب

چناچہ بنوبکر بن وائل نے آپس میں مشورہ کیا کہ کہ بعد معاملہ حنظہ بن ثعلبہ بن سیار العجلی کے سپرد کیا (بنوبکر حنظہ کو معاملات سپرد کرنے میں نیک بختی اور خوش حالی کا سبب سمجھتے تھے) حنظہ کہنے لگا کہ میں تمہارے لیے تیسری بات جنگ کو اختیار کرتا ہوں اسی میں تمہاری بھلائی ہے اس لیے کہ اگر تم نے اپنے آپ کو ان کے سپرد کردیا تو لامحالہ وہ تمھیں قتل کردیں گے اور اگر تم گھربار چھوڑ کر چل پڑے تو یقیناً پیاس تمھیں ہلاک کردے گی بالفرض اگر تمھیں کہیں پانی مل بھی گیا لیکن بنوتمیم تمھیں ہلاک کر ڈالیں گے لہذا ڈرا ایک ہی بات ہے کہ ڈنکے کی چوٹ پر بادشاہ کو جنگ کی دعوت دو۔

کسریٰ حرکت میں آ گیا

چنانچہ کسریٰ کو جب خبر ہوئی تو اس نے ھامرز کے والی ایاس تستری اور جلابزین کو پیغام بھیجا کہ بنو بکر پر حملہ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ ایاس کا اسلحہ وغیرہ مقام قطقطانہ میں تھا اور جلابزین کا اسلحہ مقام بارق میں تھا کسریٰ نے طف سفوان کے عامل قیس بن مسعود قیس کو خط لکھا کہ فوراً ایاس کے ساتھ آ کر مل جاؤ تو ایسا تمہارا سپہ سالار ہوگا۔ چنانچہ فارسیوں کا ٹڈی دل لشکر ہاتھیوں اور مذہبی پیشواؤں سمیت امنڈ آیا۔

نبی کریم ﷺ کے یوم ذی قار کے متعلق کلمات بابرکات

نبی اکرم ﷺ مبعوث ہو چکے تھے اس لیے اہل فارس کا معاملہ ڈھیلا پڑ گیا اسی ذی قار کی لڑائی کے متعلق آپ ﷺ نے فرمایا تھا ''الیوم انتصف العرب من العجم'' آج کے دن عربوں نے عجمیوں سے انتقام لیا ہے پس اسی دن سے آپ کو مبارک فرمان محفوظ کر لیا گیا۔

بے مثال معرکہ اور فارسیوں کی شکست

چنانچہ اہل فارس کا لشکر بمعہ ساز و سامان کے قریب آن پہنچا قیس بن مسعود رات کو کھسک کر ھانی کے پاس آیا اور کہا کہ نعمان بن منذر کا اسلحہ اپنی قوم کو دے دے تاکہ اپنے بچاؤ کا سامان کر سکیں سو اگر ہلاک ہو گئے تو اسلحہ ان سے پیارا نہیں اگر فتحیاب ہو گئے تو اسلحہ تجھے واپس کر دیں گے چنانچہ ھانی نے زرہیں اور اسلحہ اپنی قوم کے ٹکڑے لوگوں میں تقسیم کیا جب کسریٰ کا لشکر (اس کے لشکر میں فارسیوں کے علاوہ کچھ عرب بھی شامل تھے) حملہ کرنے کے واسطے بنو بکر کے قریب ہو گیا تو ھانی کہنے لگا کہ اے معشر بکر تمہارے پاس اتنی طاقت نہیں کہ کسریٰ کے لشکر کا مقابلہ کر سکو لہٰذا جلدی سے ہاتھیوں پر سوار ہو جاؤ چنانچہ لوگ آگے بڑھتے ہی تھے کہ اتنے میں حنظلہ بن ثعلبہ جلدی سے کود کر سامنے آ گیا اور ھانی سے کہنے لگا کہ تو ہمیں نجات دلانے کے بجائے الٹا ہلاکت میں ڈالنا چاہتا ہے پس اس نے لوگوں کو واپس کیا اور جو د پلانوں کی پٹیاں کاٹنے میں مصروف ہو گیا پٹیاں اس لیے کاٹنے لگا کہتا کہ خدانخواستہ بن بکر گھائل ہو جائیں تو اپنی عورتوں کو لے کر بھاگ نہ سکیں (لہٰذا خوب ثابت قدمی کے ساتھ جنگ لڑیں گے) اسی وجہ سے حنظلہ کو مقطع الوصن جانے لگا (یعنی پٹیاں کاٹنے والا) اس کے بعد حنظلہ نے اونچی جگہ پر خیمہ نصب کر کے اس میں بیٹھ گیا یہاں سے اس وقت بھاگے گا جب قبہ بھاگنے لگے (ظاہر ہے کہ قبہ نے کہاں بھاگنا تھا مطلب یہ تھا کہ میں ہرگز نہیں بھاگوں گا چنانچہ لوگوں میں سے کچھ تو بھاگ گئے اور کچھ واپس لوٹ آئے اور نصف مہینے کے لیے خوب پیٹ بھر کر پانی پی لیا۔ عجمیوں نے ابتدا کر کے حملہ کر دیا عربوں نے حنو مقام پر جواب میں زوردار حملہ کیا عجمی شدت پیاس سے عاجز آ گئے اور محاصرے کے ڈر کی وجہ سے بھاگ نکلے جبابات مقام پر جا کر دم لیا بنو عجل پہلے سے وہاں موجود تھے ادھر سے بنو بکر پیچھا کرتے ہوئے پہنچ گئے لیکن عجمیوں نے مل کر بنو عجل پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ لوگ کہنے لگے کہ آج بن وعجل ہلاک ہو جائیں گے مگر بنو بکر نے پیچھے سے حملہ کیا جب آگے پہنچے تو عجل والوں کو ثابت قدم پایا چنانچہ بنو عجل کی ایک عورت اپنے اشعار میں کہتی ہے کہ۔

(ترجمہ) بن عجل اگر کامیاب ہو گئے تو متفرق ہونے والوں کو جمع کر لیں
گے اے بنو عجل میں تم پر قربان جاؤں زوردار حملہ کرو اگر تم نے عجمیوں کو

شکست دے دی تو ہم تم سے معانقہ کریں گے اور تمہارے لیے قالینیں
بچھائیں گے اور اگر تم بھاگ گئے تو تم سے جدا ہو جائیں
گے پھر ملاقات کی امید تک نہ رکھنا۔

چنانچہ جب بات مقام میں عربوں نے صبح سے لے کر شام تک خوب جنگ کی عجمیوں نے پھر پیاس کی شدت کی وجہ سے بطحاء ذی قار کی طرف بھاگ نکلے اسی دوران قبیلہ ایاز نے چپکے سے بنوبکر کو پیغام بھیجا (بنوایاز بنوبکر کے خلاف ایاس بن قبیصہ کا ساتھ دے رہے تھے) کہ تمہیں دو باتوں میں سے کونسی بات پسند ہے کیا ہم راتوں رات بھاگ نکلیں یا قیام کریں اور آئندہ جب لڑائی ہو تو اس وقت بھاگیں؟ بنوبکر نے آگے سے جواب دیا کہ بلکہ تم ابھی قیام کرو۔ جب جنگ ہو تو تم بھی قوم کے ساتھ شکست خوردہ ہو کر بھاگ جانا چنانچہ بنوبکر نے صبح کے وقت فارس کے لشکر کو آن لیا اور عورتیں انھیں قتال پر ابھار رہی تھیں یزید بن حمار کہنے لگا کہ اے بن شیبان (یزید بنوشیبان کا حلیف تھا) میری اطاعت کرو اور دشمنوں کے واسطے میرے لیے ایک کمین گاہ تیار کرو چنانچہ بنوشیبان نے اسے اپنا سردار بنا کر اس کے لیے مقام ذی قار میں ایک کمین گاہ بنوائی۔ آج تک اس جگہ کو خُب کہا جاتا ہے۔ عجمیوں کے لشکر میں یمنیہ پر ایاس بن قبصیہ سالار تھا اور میسرہ پر جلابزین اور عربوں کے لشکر میں یمنیہ پر ھانی بن قبصیہ (بنوبکری سردار) سپہ سالار تھا اور میرہ پر حنظہ بن ثعلبہ سیار عجلی۔ لوگ ایک دوسرے کو جنگ پر ابھارنے لگے اور ہر طرف سے رجزیہ اشعار کی صدائیں بلند ہوئیں حنظیہ کے رجزیہ اشعار درج ذیل میں ہیں۔

(ترجمہ) تمہارے سردار پھیل چکے ہیں لہذا تم خوب جدوجہد سے کام لو
اور سن لو کہ میں پوستی نہیں ہوں میں دلیر آدمی ہوں کمانوں میں چلے تیار
پڑے ہیں جیسے اونٹوں کی دستیاں تیار ہوتی ہیں اے میری قوم تمہیں
معلوم ہے کہ موت سے کوئی چارہ کار نہیں میں سرخ گھوڑے پر سوار ہوں
وہ بھاگنے والا نہیں ہے اور بنوشیبان کو اکیلا چھوڑ دو تا کہ وہ مستقل ہو کر
لڑیں۔

یزید بن مکسر بن حنظہ بن ثعلبہ اپنے اشعار میں کہتا ہے کہ
تم میں سے جو بھاگے گا وہ اپنے حرم، پڑوسی اور ساتھی سے بھاگے گا میں تو
سیار کا بیٹا ہوں اور میرا نسب پاک وصاف ہے بلا شبہ جوتا چمڑہ سے بنایا
جاتا ہے ان میں سے ہر آدمی اپنے پاؤں کے بل
چلتا ہے خواہ لچکدار ارادے کے ساتھ۔

فارسی کہنے لگے کہ معاملے کو اب ھانی کے بعد حنظقہ کی طرف پھیر دو۔ چنانچہ حنظہ اپنی بیٹی ماریہ کی طرف مائل ہوا (ماریہ اس وقت دس بیٹیوں کی ماں تھی) اور اسکے پالان کی پیٹی کاٹ ڈالی پھر باری باری تمام عورتوں کے پالان کی پٹیاں کاٹ ڈالی اور عورتیں پلانوں سے نکل کر زمین پر آ کھڑی ہوئیں اسی دوران بنت قرین شیبسانیہ بلند آواز سے پکار کر کہنے لگی کہ (شعر)

ویــمــا بــنــی شیبــان صــفــا بــعــد صف

ان تهـــذمـــو يـــصـــغـــوا قيـــنــــاالـــقف

(ترجمہ) اے بنو شیبان تمہارا ستیاناس ہو

(یہ کلام بطور تعجب کے بالا جاتا ہے)

ایک قطار کے بعد دوسری قطار بنالو چونکہ اگر تم شکست خوردہ ہوگئے (اور ہماری حفاظت نہ کر سکے) تو اہل فارس ہمارے ساتھ ہمبستری کریں گے۔

چنانچہ بنو شیبان کے ساتھ سو مردوں نے اپنے شانوں پر پہنے ہوئے کپڑوں کو کاٹ کر پھینک دیا تا کہ بازو ہلکے ہو کر وار اچھی طرح سے کر سکیں، پھر کیا دیکھنا تھا فارسیوں کو بھیڑ بکریوں کی طرح آ کر دھر لیا۔

اتنے میں ھامرز کہنے لگا کہ دونوں طرف سے ایک ایک آدمی مقابلے میں آئے برد بن حارثیہ لشکری سن کر کہنے لگا کہ بخدا اس نے انصاف کی بات کی ہے اور خود میدان میں کود پڑا چند ہی لمحوں میں اسے قتل کر کے ٹھنڈا کر دیا اس موقع پر سوید بن ابی کاھل نے شعر پڑھا۔

(ترجمہ) ہماری طرف سے جب برد بن حارثیہ نے تمہاری جمعیت کو
چیلنج کر دیا تم نے اپنے کمانڈروں کو اس کے نزدیک ڈر کی وجہ سے نہیں
کیا۔

حنظہ بن ثلعبہ بن سیار نے آواز لگا کر کہا اے میری قوم زیادہ اشعار نہ پڑھو کہیں تمہیں تیروں کا سامنا نہ کرنا پڑے چنانچہ بن وبکر کے حیرہ نے حنظہ کی قیادت میں فارس کے لشکر کے میمنہ پر حملہ کر دیا اور برد نے لشکر کے سردار اور ھارمارز کو قتل کر دیا دوسری طرف سے بنو بکر کے میمنہ پر حملہ کر دیا اور برد نے لشکر کے سردار ھامرز کو قتل کر دیا دوسری طرف سے بنو بکر میمنہ سے یزید بن مسھر کی قیادت میں فارس کے لشکر حیرہ پر حملہ کر دیا اتنے میں ذی قار کے گڑھے کے اندر گھات لگانے والوں نے فارسیوں پر پیچھے سے حملہ کر دیا گھات لگانے والوں پر یزید بن حمائد قائد مقرر تھا چنانچہ یزید بن حمار اپنے ساتھیوں کے ہمراہ حملہ کرتے کرتے فارسیوں کے قلب تک جا پہنچا اور قلب پر ایاس بن قبصیہ سردار مقرر تھا بنو ایاد حسب وعدہ بھاگ نکلے اور فارسیوں کا لشکر چاروں طرف سے حملوں کی تاب نہ لا سکا اور تہلکہ خیز شکست کا سامنا کرنا پڑا۔

سلیط کہتے ہیں کہ فارسیوں کی طرف سے ہمارے فرفتار ہونے والے آدمیوں نے بات بنائی کہ لوگوں کا آپس میں ٹکراؤ ہوا بنو بکر ھزمیت خوردہ ہو کر بھاگنے لگے ہم چاچنے لگے کہ شاید پانی کی تلاش میں چل پڑے ہوں لیکن پانی کو تجاوز کر کے وادی کے عقب میں جا پہنچے ہمیں اب شکست کا یقین ہو گیا اور یہ واقعہ گرمیوں میں خاص دوپہر کے وقت تھا اچانک قبیلہ عجل کا گروہ آ نکلا وہ یوں لگتے تھے کہ درختوں کے تنے ہوں وہ آپس میں مل جل کر چل رہے تھے کہ چند قدم آگے بڑھ کر دشمنوں کے ساتھ گتھم گتھا ہوئے اور ان کے سروں کو تیر مار مار کر چھلنی بنا دیا پھر تلواروں سے فارسیوں کو کاٹنا شروع کیا یہاں تک کہ راحضر کے مقام پر پہنچے۔

فراس کہتے ہیں کہ بنو بکر کا پیچھا نوے فارسیوں نے کیا تھا جب فارسی مقام ادم پر پہنچے تو وہاں بنو عجل کے تیس شہسواروں نے تیروں اور تلواروں سے ان کا استقبال کیا اور حنظہ بن ثلعبہ بن جلابزین کو قتل کر دیا۔

ذی قار کی لڑائی میں رجزیہ اشعار

یوم ذی قار میں میمون بن قیس نے بنو شیبان کی وجہ سے درج ذیل اشعار کہے۔

(ترجمہ) بنو ذھل بن شیبان میں تم پر قربان ہو جاؤں (انھوں نے زبردست مقابلہ کیا) ورنہ میری اونٹنی تو بھاگ گئی تھی انھوں نے مقام حنو پر ھامرز کے مقدمہ الجیش کو مار مار کر الٹے پاؤں بھاگنے پر مجبور کر دیا بن قیس ہماری طرف بھاگ کر آنا چاہتے ہیں اس وقت میں نے کہا کہ کاش ان کے پاس جوتے ہوتے تو کب کے بھاگ چکے ہوتے۔

ان اشعار سے معلوم ہوا کہ قبیلہ بن قیس ذیقار کی لڑائی میں شریک تھا

احم بن الحارث بن عباد نے بن شیبان کی ذی قار کی لرائی میں مدد کی اور ذیل کے اشعار کہے۔

(ترجمہ) اپنی بیوی کو مخاطب کر کے کہتا ہے کہ (اگر تو شراب پلانا بھی چاہتی ہے تو عزت واکرام کے ساتھ بنو ھمام اور بنو ربعیہ کو پلا) چونکہ وہ دونوں صبر کرنے والے اور یوم ذی قار کی مشرفی تلواروں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے ہیں۔ انھوں نے ذی قار کی لڑائی میں اہل فارس کے ساتھ گردنیں اڑائی تھیں اور ابن قیس نے ایسے سخت حملے کیے تھے کہ عراق وشام میں • ہونے لگا

عرب کے مشہور شاعر اعشٰی نے ذی قار کی لڑائی کے بارے میں ذیل کے اشعار کہے۔

(ترجمہ) ہمارے پاس بنو الاحرار (فارسیوں) کی طرف سے ایک بات پہنچی ہے جو داغ نہیں تھی وہ تو ہمارا گلا گھوٹنا چاہتے تھے مگر ہم ہی تھے کہ جنھوں نے ڈندوں کے ساتھ ان کا مقابلہ کیا۔ اے قیس بن مسعود! بن وائل تیری جوانی کو خاک میں ملا دینا چاہتے ہیں تو نے ایک ہی سال میں لڑائی اور سفر جمع کر دیئے اے کاشقیس بچپن میں ہی ہلاک ہو چکا ہوتا۔

عشٰی بنو ربعیہ کے بارے میں کہتا ہے کہ ہم ذی قار کی لڑائی میں صبح کو اقامت پذیر تھے اور قبائل جانوروں کا دودگ دھونے کے لیے آ رہے تھے۔ چناچہ اس سخت دن کی تاریکیوں سے ہم سے ہمارے تلوار بازوں نے دور کیا چناچہ دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگا اور ان سب نعمان بن زرعہ سے اپنا بچاؤ کر لیا ہم نے فارسیوں کو مار مار کر اتنا پیاسا کر دیا کہ پیاسے قطا پرندے کی طرح گھاٹ پر وارد ہونے لگے۔

عمرو بن ھند کے بعد عرب کے والی

پہلے ذکر کیا جا چکا ہے کہ فارس کے بادشاہوں کی طرف سے نصر بن ربعیہ کی اولاد عمرو بن ھند ہلاک ہونے تک عرب پر بادشاہی کرتی رہی اب ہم ان بادشاہوں کا تذکرہ کرتے ہیں جو کہ عمرو بن ہند کے بعد نعمان بن منذر کی

ہلاکت تک عربوں پر بادشاہی کرتے رہے چنانچہ عمرو بن ہند کے بعد اسکا بھائی قابوس بن منذر اور اسکی ماں ھند بنت حارث بن عمرو دونوں ماں بیٹا عرب کے بادشاہ بنے ان کی مدت بادشاہت چار سال ہے انوشیروان کے زمانے میں آٹھ ماہ اور ھرمز بن انوشروان کے زمانے میں تین سال چار ماہ۔

پھر قابوس بن منذر کے بعد کھرب والی بنا اس کے بعد منذر ابونعمان چار سال تک عرب کا والی رہا پھر منذر کے بعد بائیس سال تک نعمان منذر والی رہا ھرمز کے زمانے میں سات سال آٹھ ماہ اور کسریٰ پرویز کے زمانے میں چودہ سال آٹھ ماہ۔

نعمان کے بعد ایاس بن قبیصہ طائی اور نخیرجان فارس کی طرف سے کسریٰ پرویز کے زمانے میں عرب کے والی رہے ایاس کو والی بنے ایک سال آٹھ ماہ گزرے تھے کہ نبی ﷺ مبعوث ہوئے (واضح رہے کہ اس باب میں عرب سے مراد پورا عرب نہیں بلکہ حیرہ اور اس کے ملحقہ علاقے مراد ہیں)

ایاس کے بعد آزاز بن ماہان ھمدانی سترہ سال تک والی رہا پرویز کے زمانے میں ایک سال سات ماہ اور باران بنت کسریٰ کے زمانے میں ایک مہینہ تک والی رہا۔

پھر منذر بن نعمان بن منذر حیرہ وغیرہ کا والی ہوا اس کو عرب غرور کے لقب سے موسوم کرتے تھے جو آثا کے مقام پر قتل ہونے والا یہی تھا منذر بن نعمان آٹھ ماہ تک حیرہ کا والی رہا پھر خالد بن ولید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آکر ان کی ولایت کو ختم کر دیا پھر حیرا وغیرہ تو ایران کے ماتحت تھا ایران کے ٹکڑے ٹکڑے ہو چکے تھے اسلام نے آکر ان تودوں کو شکست فاش دیا۔

ھشام بن محمد کے خیال کے مطابق حیرہ پر بیس بادشاہوں نے حکومت کی تھی ان میں سے اکثر نصر کی اولاد میں تھے اور کچھ فارسی تھے حیرہ پر ان کی بادشاہت ۵۲۲ سال ۸ ماہ تک رہی۔

ھرمز اور پرویز کے دور میں ولایت یمن

مصانع پہاڑ کے مکینوں کی سرکشی

ھشام بن محمد فرماتے ہیں کہ ھرمز بن کسریٰ نے وین گورنر (گورنر یمن) کو یمن سے معزول کر کے اسکی جگہ مروزان اسکا بیٹے کو بادشاہ بنا دیا چنانچہ مروازن عرصہ تک یمن میں مقیم رہا اسکا ایک بیٹا بھی پیدا ہوا پھر اسکی حیات میں سن بلوغت تک پہنچ گیا چنانچہ مصانع پہاڑ کے باسیوں نے مروازن کی مخالفت کر دی اور ٹیکس دینے سے بھی انکار کر دیا مصانع پہاڑ کے باسیوں تک پہنچنے کے لیے دشوار گزار راستوں کو طے کرنا پڑتا تھا چنانچہ مصان پہاڑ کے پہلو میں دوسرا پہاڑ واقع ہے ان دونوں پہاڑوں کے درمیان چھوٹا سے درہ ہے ان لوگوں تک پہنچنے کے لیے صرف اس درے کے راستے سے جانا پڑتا تھا تھوڑے سے آدمی بھی اس درے میں رکاوٹ بن جاتے تھے اس لیے پہاڑوں کے مکینوں تک پہنچنے کے لیے بہت کم ارادہ کیا جاتا تھا۔

مروزان کی پیش قدمی

چنانچہ مروزان ان پہاڑی لوگوں کو زیر کرنے کے واسطے مصانع پہاڑ کی طرف چل پڑا مگر وہاں پہنچ کر دیکھا کہ

مکینوں تک پہنچنے کے لیے صرف ایک ہی راستہ ہے اور اس میں بھی صرف ایک آدمی رکاوٹ کھڑی کر سکتا ہے مروزان نے جب دیکھا کہ اسکا کچھ بس نہیں چلتا تو وہ ایک دوسرے پہاڑ پر چڑھ گیا جو مکینوں کے قلعے کی بالکل سیدھ میں جاتا تھا اس نے قلعے اور پہاڑ کے درمیان تنگ جگہ تلاش کی اور اپنے جنگجوؤں کو دو صفیں بنا دینے کا حکم دیا کہا کہ میرے چھلانگتے وقت زوردار چیخ لگانی ہے چنانچہ گھوڑے کو چابک ماری اور سرپٹ دوڑاتے ہوئے ایک ہی چھلانگ میں قلعے تک پہنچ گیا۔ حمیر قوم (اس پہاڑ کے باسی) دیکھ کر کہنے لگی یہ تو شیطان ہے اس نے جھڑک کر انہیں خاموش کر دیا۔

پھر اپنے جنگجوؤں سے کہا کہ ایک دوسرے کو کندھے کا سہارا دے کر قلعے تک پہنچا جاؤ چنانچہ جب سب لوگ جمع ہو گئے تو پہاڑی لوگوں پر زبردست حملہ کر دیا بہت ساروں کو قتل بھی کیا اور کچھ کو قید کر کے اپنے ساتھ لایا واپس آ کر سارا ماجرا کسری بن ہرمز کو لکھ بھیجا کسری پڑھ کر بڑا تعجب ہوا اور اسکو دیدی پھر مروزان کو خط لکھا کہ کسی کو اپنا خلیفہ بنا کر میرے پاس آ جاؤ۔

مروزان کی ہلاکت

ہشام کہتے ہیں کہ مروزان کے دو بیٹے تھے ایک کا نام خرخسرہ تھا یہ عربی زبان اور اشعار گوئی سے گہری دلچسپی رکھتا تھا اور دوسرے بیٹے میں کمانڈروں اور سرداروں والی صفات تھیں اس کا یہ بیٹا عربی زبان کے بجائے فارسی میں کلام کرتا تھا چنانچہ مروزان خرخسرہ سے بہت لگاؤ رکھتا تھا اس لیے یمن پر اسے اپنا خلیفہ بنا کر کسری کی طرف چل دیا اتفاق سے راستے میں ہلاک ہو گیا ہمراہیوں نے اسے تابوت میں بند کر کے بادشاہ کے سامنے لا رکھا کسری نے تابوت پر اس کے کارنامے لکھوا کر تابوت ایک اسٹور میں محفوظ کرا لیا۔

چنانچہ کسری کو پتہ چلا کہ خرخسرہ عربیت اور شعر گوئی کا دلدادہ ہے اور صرف عربی زبان میں باتیں کرتا ہے اسے معزول کر کے باذان کو یمن کا والی بنا دیا باذان ولات یمن سے آخری عجمی والی ہوا ہے۔

کسری پرویز کا فخر و تکبر اور رعایا پر سختی

کسری پرویز میں آہستہ آہستہ تکبر اور سرکشی سرایت کر گئی چونکہ پرویز نے بہت سارے اموال مختلف انواع واقسام کے جواہر ہر قسم کا ساز و سامان اور اسلحہ اپنے پاس جمع کیا ہوا تھا چونکہ اسنے اپنے دشمنوں کے علاقے فتح کر کے ان پر بھاری لگان وغیرہ مقرر کیا ہوا تھا یہ چیزیں اس سے فخر و مباہات میں لے گئیں پھر اسکا شر پھیلتا رہا مالدار لوگوں پر حسد کرنے لگا اہل خندق کے فرخزاز نامی آدمی کو لوگوں کے ٹیکس کے بقایاجات کا خواہ مخواہ محصل مقرر کیا۔ فرخزاز اجڑ مزاج قسم کا آدمی تھا اس نے لوگوں پر بے جا سختی شروع کر دی انھیں ظلم وستم کا نشانہ بنایا ان کے اموال بلاوجہ غضب کر لیے اس کے نتیجے پر لوگوں کا معاشی نظام درہم برہم ہو گیا لوگ اس سے تنگ آ گئے اور کسری کو بغض و عداوت کی نظروں سے دیکھنے لگے

کسری کے مال و اسباب کا تخمینہ اور اسکی عیاشی

ہشام بن محمد کہتے ہیں کہ ملوک فارس میں سے کسری نے سب سے زیادہ مال و اسباب جمع کر رکھے تھے اس کے گھوڑوں نے قسطنطنیہ اور افریقہ تک کے علاقوں کو روند ڈالا تھا موسم سرما مدائن میں گزرتا تھا اور موسم گرما مدائن اور ہمدان کے وسطی علاقہ میں اسکی بارہ ہزار بیویاں اور کنیزیں تھیں نو سو ننانوے ہاتھی اور پچاس ہزار گھوڑے تھے جواہر اور

قیمتی ظروف میں بہت رغبت رکھتا تھا۔

ھشام کے علاوہ دوسرے مورخین کہتے ہیں کہ اپنے محل میں ہمبستری کے لیے تین ہزار عورتیں رکھی ہوئی تھیں اس کے علاوہ گانے بجانے اور خدمت کے لیے کئی ہزار خادمائیں رکھی ہوئی تھیں تین ہزار آدمی ہمہ وقت اس کے آگے خدمت کے واسطے سر جھکائے رہتے تھے اس کی سواری کے لیے آٹھ ہزار گھوڑے، خچر وغیرہ ہر وقت موجود رہتے تھے اور سات سو ساٹھ ہاتھی باری ہزار خچر اس کا سامان اٹھانے کے لیے ہمہ تن تیار کھڑے رہتے تھے۔

کسریٰ کی آمدنی کا تخمینہ

کسریٰ پرویز نے اپنے کارندوں کو ابواب المال اور محصولہ خراج کے شمار کرنے کا حکم دیا یہ اسکی بادشاہت کا اٹھارواں سال تھا چنانچہ انھوں نے حساب لگا کر ایسے لکھا کہ امسال حاصل ہونے والے خراج وغیرہ میں ۴۰۰۰۰ ہزار مثقال اور ۲۰۰۰۰ ہزار مثقال سونا اور چاندی ۶۰۰۰۰ ہزار درہم ہیں پھر حکم دیا کہ یہ سارا مال طیسور شہر کے بیت المال میں دے دیا جائے۔

اس کے علاوہ کسریٰ پرویز کو فیروز بن یزدجرد اور قباذ بن فیروز سے وراثت میں ملنے والا مال بارہ ہزار (اشرفیوں کے) تھیلے توڑے تھے اور ہر تھیلے میں چار ہزار مثقال سونا چاندی ہوتی تھی ان تمام اموال کا مجموعہ یوں بنتا ہے کہ ۴۸۰۰۰ ہزار مثقال (وزن سبعہ کے اعتبار سے) ۶۸۰۰۰ ہزار اور ۵ لاکھ ۷ ہزار ۴۲۰ درہم۔ اس حساب کو عام فہم میں سمجھنا مشکل ہے کیونکہ اسکے شمار سے کیلکیولیٹر بھی عاجز ہے۔ اس کے علاوہ بے شمار اموال تھے جن کا حساب و کتاب اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ جواہرات اور جوڑوں کو حساب میں لانا مشکل ہے ان کا تو کچھ اندازہ بھی نہیں لگایا جا سکتا تھا۔

کسریٰ کا زوال اور اسکے اسباب (مقام عبرت)

مورخ یا مترجم کو تاریخ میں اپنی رائے قائم نہیں کرنی چاہیے بلکہ نتیجے کو فہم قاری پر چھوڑ دینا چاہیے مگر چند کلمات کہنے پر مجبور ہوں محترم قارئین مجھے معذور سمجھے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ عادت اللہ کچھ اس طرح سے جاری ہے کہ اولاً اگر کوئی عروج کی اوج سریا تک پہنچ جائے تو پھر وہاں سے ایسا نیچے گرایا جاتا ہے کہ اسے چھٹی کا دودھ یاد آ جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قارون کو اتنا مال دیا کہ سات سو آدمی یا اونٹ اس کے خزانوں کی چابیاں اٹھاتے تھے پھر جب اللہ تعالیٰ کی بے آواز لاٹھی اس کے سر پر پڑی تو آج تک مال کی گھڑی اٹھائے زمین میں دھنسا جا رہا ہے اس کے علاوہ قرآن مجید میں اس طرح کی بے شمار مثالیں ملتی ہیں۔ بعینہ کسریٰ پرویز کے ساتھ بھی ایسا ہی ہوا محترم قارئین آپ نے اس کی عیاش پرستی اور اموال و اسباب سے اندازہ لگا لیا ہوگا کہ فخر و مباہات کے کس درجے تک پہنچ چکا تھا پھر اللہ تعالیٰ نے اسی کے بیٹے کو اسی کی موت بنا کر بھیجا چنانچہ قارون ہو یا قیصر و کسریٰ آج تاریخ کے اوراق میں ان شیطانی خداؤں کے صرف نام ہی ملتے ہیں ورنہ ان کے اموال و اسباب نے حوادث زمانہ کے لالچی شکم کو بھی بھر دیا آج ہمارے دور میں بھی اسکی بے شمار مثالیں ملتی ہیں چند دن پہلے ایک اخبار میں تحقیقی مضمون شائع ہوا کہ دنیا میں ایسی کمپنیاں بھی موجود ہیں جو آدھی آدھی دنیا کو خریدنے کی صلاحیت رکھتی ہیں مگر انجام کار پر کسی کو نظر نہیں ہوتی۔ کیوں؟ آپ نہیں دیکھتے کہ ورلڈ ٹریڈ سینٹر کا حشر قارون کے خزانے سے کم تو نہیں ہوا؟ محترم قارئین یہ عبرت کا مقام ہے زندگی کے پچاس ساٹھ سال ہی تو گزارنے ہیں کیا مذکورہ سال خزانہ قارون کے بغیر نہیں گزر سکتے پس بقدر کفایت پر اکتفا کر لینا چاہیے ورنہ جس نے بھی کثرت اموال میں گھر کیا

وہ گر گیا۔ (من المترجم)

ابو جعفر محمد بن جریر طبری کہتے ہیں کہ کسریٰ نے لوگوں کو حقارت کی نظروں سے دیکھنا شروع کیا اور ایسی ایسی گھٹیا حرکتیں کرنے لگا کہ جو کم از کم کسی عقلمند بادشاہ کے لائق نہیں، سرکشی میں پڑ کر اللہ تعالیٰ پر جرات کرنے لگا یہاں تک کہ ایک مرتبہ پولیس کے نگران اعلیٰ زادان فروخ کو حکم دیا کہ جیلوں میں پڑے ہوئے قیدیوں کی گردنیں اڑا دو چنانچہ ان مقتولین کی گنتی کی گئی تو ۳۶ ہزار کے قریب پہنچ گئے کسریٰ نے بلاوجہ قیدیوں کو قتل کروا کے رعایا کی عداوت مول لی۔

چنانچہ ایک سبب تو تھا کہ مالداروں کو حقارت کی نظر سے دیکھنے لگا۔ دوسرا یہ ہے کہ جیلوں میں پڑے ہوئے قیدیوں کو بلاوجہ قتل کروادیا۔

تیسرا یہ کہ سخت درشت فرحان زاد کو لوگوں سے زبردستی ٹیکس وصول کرنے پر مسلط کیا۔

چوتھا یہ کہ وہ لوگ جو ہرقل اور رومیوں سے شکست خوردہ ہو کر بھاگے ان بچاروں کو قتل عام کرنے کا حکم دیا۔

کسریٰ کا انجام

ان اسباب کا نتیجہ یہ نکلا کہ لوگ جوق در جوق بابلی طرف ہجرت کرنے لگے ان مہاجرین میں پرویز کا بیٹا شیرویہ اور اس کے بھائی بھی تھے چنانچہ کچھ کمانڈروں نے انھیں بہر سیر شہر کی طرف رات کے وقت لایا وہاں پہنچ کر پرویز کے بیٹے شرویہ کے پاس جیلوں سے قیدی نکل کر جمع ہو گئے اور شکست خوردہ لوگ جنھیں پرویز قتل کروانا چاہتا تھا وہ بھی ٹولیوں کی شکل میں پرویز کے ساتھ ملنے لگے چنانچہ یہ تمام لوگ کسریٰ کی طرف چل پڑے صبح صبح کسریٰ کے محل میں آپہنچے بلوائیوں کو دیکھ کر کسریٰ کے چوکیدار بھاگ گئے اور خود کسریٰ مرعوب ہو کر محل کے قریب ھندوان نامی باغ میں جا کر پناہ پکڑی بلوائیوں نے اس کی تلاش شروع کی چنانچہ دو آدمیوں ماہ آزر اور روز آذر نے اسے باغ سے پکڑ لایا اور ایک کوٹھڑی میں محفوظ کر دیا چنانچہ شیرویہ پوری آب و تاب کے ساتھ شاہی محل کی طرف نکلا لوگ جوق در جوق اس کی طرف لوٹ آئے اور اسے اپنا بادشاہ بنالیا شیرویہ نے اپنے باپ کو لعن وطعن کر کے اذیتیں پہچانا شروع کیں۔

پرویز کا بیویوں کو بیٹوں کے پاس جانے سے روکنا

ھشام بن محمد کہتے ہیں کہ پرویز کے اٹھارہ بیٹے تھے سب سے بڑا بیٹا شہر یار تھا اسے پرویز کی بیوی شریں نے اپنا الگ بنا رکھا تھا اس سے پہلے کسی زمانے میں نجومیوں پرویز کو پیشن گوئی دی تھی کہ تیرا ایک پوتا پیدا ہوگا جو تیری بادشاہت کو ختم کریگا چنانچہ پرویز نے اپنی بادشاہت کے بچاؤ کے بارے میں بیٹوں پر پابندی لگا دی کہ کوئی بیٹا کسی عورت کیساتھ ہمبستری نہ کرے ایک عرصہ تک پرویز کے بیٹے کسی عورت کے پاس نہ جاسکے۔

شہر یار کا پیمانہ صبر سے لبریز

ایک مرتبہ شہر یار نے شریں سے شکایت کی کہ صبر کا پیمانہ اب لبریز ہو چکا ہے جیسے کیسے بھی ہو میرے پاس کسی عورت کو لے آؤ ورنہ میں خودکشی کرلوں گا شریں نے کہا کہ میں حسنو جمال والی عورتوں کو تیرے پاس نہیں لاسکتی الا یہ کہ کسی عام سی عورت جس کی طرف مطلو رغبت نہیں کی جاتی اسکو تیرے پاس لاسکتی ہوں شہر یار کہنے لگا کہ مجھے کچھ پرواہ نہیں نام کی عورت مجھے چاہیے خواہ کیسی ہی ہو۔

چنانچہ شریں کے پاس کسی مالدار گھرانے کی ایک لڑکی رہا کرتی تھی ایک مرتبہ شریں کسی وجہ سے اس پر غصہ

ہوگئی سزا کے طور پر شرین نے اس لڑکی کو سینگی لگانے کا کام سونپا اب یہ لڑکی شرین کو سینگی لگایا کرتی تھی چنانچہ شرین نے لڑکی شہریار کے پاس بھیج دی لڑکی اس کے پاس پہنچی ہی تھی کہ اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ پیاسے اونٹ کی طرح اس پر ٹوٹ پڑا لڑکی حاملہ ہوگئی اور شرین نے اسکے باہر نکلنے پر پابندی لگادی مدت حمل پوری ہوئی تو یزدجرد کو جنم دیا۔

شرین نے پانچ سال تک بچے کو پرویز سے چھپائے رکھا پھر کسریٰ پرویز کی عمر زیادہ ہوگئی تھی اب بیٹوں کے متعلق نرمی کا اظہار کرنے لگا شرین کہنے لگی کہ کیا تیرے ایک پوتے کے ساتھ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا نہ کردوں کہنے لگا کہ ہاں ضرور لاؤ اب مجھے کچھ ڈر نہیں چنانچہ شرین نے یزدجرد کو بنوا ٹھنوا کر اور خوشبو وغیرہ لگوا کر کسریٰ کے سامنے پیش کیا اور کہنے لگی کہ یہ شہریار کا بیٹا یزدجرد ہے پرویز نے اسے اپنے پاس لے کر اسے گود میں بٹھایا بوسے دیئے اور اپنے دل کو اس سے بہلانے لگا الغرض یزدجرد سے اسے شدید محبت ہوگئی۔

ایک دن یزدجرد پرویز کے سامنے کھیل رہا تھا کہ اچانک اسے نجومیوں کی بتائی ہوئی علامت یاد آگئی بچے کو ننگا کر کے اس کے بدن کو اچھی طرح سے ٹٹولا اچانک اس کی ایک سرین میں نقص پایا اور فوراً غصہ سے بھر گیا اور پر اٹھایا تا کہ اسے ایک لخت زمین پر پٹخ دے اتنے میں شرین اس کے ساتھ لپٹ گئی اور اسے واسطے ڈالنے لگی کہ اگر تقدیر میں لکھا جا چکا ہے تو کچھ بھی نہیں کر سکتا پرویز کہنے لگا کہ یہ میرے لیے باعث نحوست ہے اسی کے بارے میں نجومیوں نے مجھے خبر دی تھی۔ حواس کو کنٹرول کر کے کہا اچھا اسے یہاں سے نکال دے میں اسے دوبارہ نہ دیکھوں چنانچہ شرین نے یزدجرد کو بجستان بھیج دیا۔

کسریٰ کی ہلاکت

دوسرے مورخین کا خیال ہے کہ یزدجرد کو شرین نے خمانیہ نامی ایک گاؤں میں دایوں کے ساتھ دودھ پینے بھجوا دیا تھا اس کے بعد اہل فارس پرویز پر کود پڑے اور اسے قتل کر کے اس کے بیٹے شرویہ بن مریم رومیہ کو اپنا بادشاہ بنالیا۔

اسکی بادشاہت ۳۸ سال تک رہی بادشاہت کے ۳۳ سال ۵ ماہ ۱۵ دن گزرنے پر آپ ﷺ نے مکہ مکرمہ سے مدینہ ہجرت کی۔

شیرویہ بن پرویز

پرویز کے بعد اسکا بیٹا شیرویہ فارس کا بادشاہ بنا اسکا نام قباز بن پرویز بن ھرمز بن کسریٰ انوشیروان تھا اور سیرویہ اسکا لقب تھا۔

ذکر کیا گیا ہے کہ شیرویہ کے باپ کو محبوس کرنے کے بعد فارس کے عظما اور شرفا اس کے پاس آ کر کہنے لگے کہ کسی بھی ملک کا نظام دو بادشاہوں کے ہوتے ہوئے نہیں چل سکتا لہٰذا تو اپنے باپ کو قتل کردے ہم تیرے فرمانبردار غلام ہوں گے یا پھر ہم تیری اطاعت ختم کرتے ہیں اور از سر نو تیرے باپ کو پرویز کی اطاعت میں بیعت کرتے ہیں۔

چنانچہ اس بات نے شیرویہ کے رونگٹے کھڑے کر دیئے اور کارندوں کو حکم دیا کہ کسریٰ کو محل کی کوٹھڑی سے نکال کر مارسفند کے گھر میں قید کر دیا جائے کسریٰ کو برذون گھوڑے پر بٹھا کر چہرہ ڈھانپ لیا گیا شیرویہ کے ایلچی اسے لے کر مارسفند کی گھر کی طرف چل دیئے راستے میں ایک موچی (جو کہ اپنی دکان میں بیٹھا ہوا تھا) پر سے گزر ہوا موچی نے

جب گھڑ سواروں کو دیکھا اور ان کے ساتھ ایک نقاب پوش گھڑ سوار بھی ہے کسری کو پہچان گیا تو ایک جا نچہ اٹھا کر کسری کے دے مارا اس بدتمیزی کو دیکھ کر گھڑ سواروں میں سے ایک آدمی موچی کی طرف لپکا اور اسکی گردن اڑا دی۔

شیرویہ کا باپ کو خط

کسری کو جب مارسفند کے گھر میں منتقل کیا تو شیرویہ عظماء اور اہل بیت کو جمع کر کے کہنے لگا کہ میں چاہتا ہوں کہ اپنے باپ پرویز کو خط لکھ کر اسے اپنی غلطیوں پر متنبہ کروں پھر شیرویہ نے اردشیر خرہ کے خاندان اسفناد جشنس نامی آدمی کو بلا کر خط دیا (اصفاد سپہ سالار بھی تھا) خط میں بہت ساری باتیں کیں پھر اس آدمی کو باہ کے پاس بھیج دیا خط میں لکھا کہ،

''ہم تیرے اوپر یہ مصیبت نہیں ڈالنا چاہتے تھے لیکن تیرے برے اعمال کی وجہ سے اللہ تعالی نے تیرے خلاف یہ ہی فیصلہ کیا ہے تو نے اپنے باپ ھرمز سے بادشاہت چھینی پھر اسے نابینا کر کے بری طرح قتل کیا تو نے ہمارے اوپر عورتوں کے ساتھ شب بدمعاشی اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے پر پابندی لگائی بچارے لوگوں کو خوامخواہ قید خانوں میں بند کیا جس کی وجہ سے لوگ غریب ہو گئے اور ان کا معاشی نظام معطل ہو کر رہ گیا عورتوں کا والی تن تنہا تو ہی بن بیٹھا اور انھیں گھروں کو واپس بھی نہیں بھیجا رعایا سے ٹیکس کی وصولی میں سختی سے پیش آیا جس کی وجہ سے لوگوں کو سخت تکالیف کا سامنا کرنا پڑا تو نے فوجیوں کو سرحدوں پر پابند کیا انھیں اپنے گھروں پر واپس بھی نہیں آنے دیا تو نے روم کے بادشاہ موریق کے ساتھ عذر کیا حالانکہ اس نے تیرے اوپر انعامات کیے تجھے رہائش دی اور اپنی چہیتی بیٹی مریم سے تیری شادی کروادی مگر تو اسے بھول گیا اور نہ انکی صلیب واپس کی حالانکہ صلیب سے ہمارا کچھ کام و مطلب نہ تھا۔ الغرض ان چیدہ چیدہ بے راہ روئیوں نے تجھے اس حال پر لا کھڑا کیا سو تیرے پاس اپنے آپ کو حق بجانب کرنے کے لیے کچھ دلائل ہیں تو ہمارے اور رعایا کے سامنے پیش کر اگر تو دلائل پیش کرنے سے عاجز ہے تو پھر اللہ تعالی کے سامنے توبہ کر یہاں تک کہ ہم تیرے بارے میں کوئی فیصلہ صادر کریں۔

جشنس کا خط لے کر چل پڑنا

جشنس شیرویہ کا خط لے کر کسری کی طرف چل دیا وہاں جا کر دروازے پر جلینوس نامی چوکیدار سے لڑ پڑا پھر بن بناؤ کر کے چوکیدار سے کسری کے پاس جانے کی اجازت مانگی جلینوس کسری کے پاس آیا اور کہا کہ اے بادشاہ اللہ تیرے عمر دراز کرے باہر دروازے پر جشنس آیا ہے اور کہتا ہے کہ مجھے بادشاہ شیرویہ نے آپ کے پاس خط دے کر بھیجا ہے آپکی کیا رائے ہے؟ کسری مسکرا کر مزاحیہ انداز میں کہنے لگا کہ اے جلینوس بے وقوف تیری باتیں عقلمندوں جیسی نہیں ہیں چونکہ اگر خط شیرویہ بادشاہ کی طرف سے ہے تو ہم سے اجازت لینے کی کیا ضرورت ہے؟ اور اگر ہم سے اجازت لینے کی کوئی صورت بنتی بھی ہے پھر شیرویہ بادشاہ نہیں ہے۔'' لیکن مثل مشہور ہے کہ اللہ تعالی جو چاہتا ہے وہی ہو جاتا ہے' بادشاہ تو صرف حکم کرتا ہے بس وہ نافذ ہو جاتا ہے چل جشنس کو اجازت دے دے کہ خط ہمارے پاس لے آئے چنانچہ جلینوس نے جشنس کو اجازت دیدی اور وہ کسری کے پاس پہنچ گیا۔

کسری کا جس خانہ

چناچہ جشنس دروازے سے اٹھ کر کسری کے پاس گیا اس کو دیکھتے ہی اسکے آگے سجدہ میں گر گیا کسری نے جب اوپر اٹھنے کا کہا تو سر اٹھایا اٹھ کر دست بستہ اور سر جھکائے اس کے سامنے کھڑا ہو گیا۔

کسری دیباج کے بنے ہوئے تین خسروانی غالیچوں پر بیٹھا ہوا تھا غالیچے سونے سے منسوج شدہ تھے ابراشیم کے قالین بچھائے گئے تھے کسری نے سونے سے سلے ہوئے تین تکیوں پر ٹیک لگائی ہوئی تھی اور اس کے سامنے گول زرد رنگ کی ناشپاتی رکھی ہوئی تھی۔

چناچہ جشنس کسری کے سامنے بیٹھ گیا اور خط تین تکیوں میں سے اوپر والے تکیے پر رکھدیا۔ خط تکیے کی شدت وسلامت اور زیادہ گولائی میں ہونے کی وجہ سے لڑھک کر قالین پر آ پڑا وہاں سے زمین پر گر گیا اور مٹی میں آلودہ ہو گیا جشنس نے آستین سے صاف کر کے کسری کے سامنے لا رکھا کسری نے اشارہ کیا کہ اسے میرے سامنے سے دور کر چناچہ کسری کے سامنے سے اٹھا کر قالین کے ایک کونے پر رکھ دیا اور جشنس اس کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑا ہو گیا کسری نے تھوڑی دیر کے لیے سر نیچے جھکایا پھر کہنے لگا کہ جب کوئی کام ہاتھ سے نکل جائے تو حیلے بہانے بھی اس کے ساتھ الوداع ہو جاتے ہیں اور جب کوئی معاملہ واپس لوٹ آتا ہے تو پھر حیلوں بہانوں کی ضرورت ہی پیش نہیں آتی۔

کسری جشنس سے کہنے لگا کہ یہ خط (جس میں میری طرف باتیں لکھی گئی ہیں) اوپر والے تکیوں سے بڑھکر غالیچے پر گر گیا پھر وہاں سے قالین پر آ گرا پھر زمین پر گر کر آلودہ ہو گیا اس خط کی بس اتنی وقعت ہے کہ بدفالی خط لکھنے والے کے متعلق ہے (یعنی خط لکھنے والے کی بادشاہت کو بھی استقدار مہیا نہ ہوگا) اب بادشاہوں کی بزرگی بازاری لوگوں کے پاس چلی گئی ہے اور بادشاہت ہم سے چھینی جا چکی ہے پھر ایک وقت ایسا بھی آئے گا کہنا اہل بادشاہ بن بیٹھیں گے چھوڑ جو خط لایا ہے اس کے بارے میں بات کر دو ویسے تجھ سے باتیں زیادہ ہو گئیں۔

چناچہ خط میں مذکورہ باتیں جشنس نے الف تا یا سب پڑھ کر سنا دیں کسری اس خط کے جواب میں کہنے لگا کہ شیر دیہ کم عمر کو میری طرف سے یہ پیغام دینا کہ عقلمند کے لیے مناسب نہیں کہ چھوٹی چھوٹی باتوں کو یوں پھیلاتا رہے یہاں تک کہ تو نے بڑی بڑی باتوں کو بلا تحقیق پھیلا دیا اور دعوی بھی کرتا ہے کہ ہم سے جرائم سرزد ہوئے بھی ہوں لیکن تیرے مناسب تو نہیں کہ دنیا میں چرچا کرتا پھرے اے کم عمر جاہل! اگر تجھے معلوم نہیں تھا کہ جو تو نے ہمارے اوپر الازام لگائے ہیں تو اب تو خود اپنے جرائم کا متعارف ہے اور خود ان کے لیے کمر بستہ رہ ہمارے اوپر صرف اتنا عیب آیا کہ تو نے جہالت کی وجہ سے محض اشتہار انگیزی کی ہے۔

اے کم عقل! تو نے سنی سنائی قتل کے اقدامات ہمارے سر پر ٹھانس دیا ہے اور سختی کے ساتھ برتاؤ کی شکایت کی حالانکہ تیرے خیر خواہ تجھے مجالست وغیرہ سے دور رکھتے ہیں اور تجھے آبائی وطن سے کہیں دور لے جانا چاہتے ہیں بحمد اللہ ہم نے تو اپنی اصلاح کی کوشش کی ہے اور میری تمہارے ساتھ اور تیرے خیر خواہوں کے ساتھ کیسی نیت تھی وہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔

اس بارے میں ہم نے کوتاہی ہی برتی اور ہمیں اس پر کوئی دلیل پیش کرنے کی ضرورت بھی نہیں ہے۔

کسریٰ کی طرف سے الزمات کا تفصیل جواب

اب ہم تجھے ان جرائم کی حقیقت حال سے آگاہ کرتے ہیں جو بے اصل ہمارے ساتھ سونپ دیئے گئے ہیں پھر ان پر ہم دلائل بھی قائم کریں گے تا کہ تیری عقل درست ہو جائے اور جہالت ختم ہو جائے۔

ھرمز کے قتل کے الزام کا جواب

تو نے ہمارے اوپر اپنے باپ کو قتل کرنے کا الزام لگایا ہے سو اسکا جواب یہ ہے کہ شریر اور باغی لوگ ھرمز کو ہمارے متعلق ابھارا کرتے تھے پھر وہ ہم سے کینہ اور بغض رکھنے لگا اور جھوٹی باتیں ہماری طرف منسوب کرنے لگا ہم سے اعتراض کیا اور ہمارے بارے میں بری سوچ رکھنے لگا چنانچہ ہم اس کے ہاں سے چل دیئے اور آذربائیجان گئے یہاں کے لوگ ہمارے حق میں تھے اس نے بادشاہت کے تقدس کو پامال کر دیا تھا پھر اس کے ساتھ جو کچھ ہوا، ہوا۔

پھر جب ہمیں خبر پہنچی تو ہم آذربائیجان سے واپس اس کے در پر پڑ گئے ادھر سے بہرام منافق لشکر عظیم لے کر ہمارے خلاف محاذ آرا ہوا اور اعلیٰ اعلان بغاوت کا جھنڈا بلند کیا اور ہمیں اپنے ملک سے دیس نکال دیا ہم روم جا پہنچے اور وہاں سے لشکر لا کر اس کا مقابلہ کیا پھر شکست خوردہ ہو کر بلاد ترک میں چلا گیا پھر وہاں ہی مرا۔

پھر جب ہمارے ملک سے ناصوروں کا صفایا ہوا اور ہماری حکومت مستحکم ہوئی تو ہم نے اللہ کی مدد سے آفات و مصائب کو رعایا سے دور کیا ہم نے کہا کہ بہتری اسی کام میں ہوتی ہے جس کی ابتداء سیاست کے ساتھ کی جائے چنانچہ ہم نے اپنے باپ کا انتقام لینے میں پیش قدمی کی ہم نے اس کے قتل میں ہر شریک کو کیفر کردار تک پہنچانے کی کوشش کی لغرض جن لوگوں کو ہم نے قتل کیا محض اپنے باپ کے انتقام کی خاطر قتل کیا ہے۔

بیٹوں پر کی جانے والی سختی کا جواب

تو نے ہمارے بیٹوں کے متعلق الزام لگایا ہے تو اس کے بارے میں ہمارا یہ جواب ہے کہ ہمارے بیٹوں کے حجان اعضا صحیح تھے ہم نے تمہارے اوپر پابندی لگائی کہ تم بلاد میں منتشر نہ ہو جاؤ اور تمہیں کوئی ضرر نہ پہنچے یا تم رعیت کو بلا وجہ تکلیفیں نہ دو پھر ہم نے تمہارے لیے وسیع پیمانے پر اخراجات کیے جہاں تک تمہیں کپڑوں اور سواریوں کی ضرورت پیش آئی ہم نے بڑھ چڑھ کر تمہارے لیے بندوبست کیا۔

رہا خاص طور پر تیرا قصہ نجومیوں نے تیرے بارے میں خبر دی تھی کہ تیری پیدائش تقدیر ہمارے اوپر گراں رہے گی اور باعث خرچ ہوگی پھر بھی ہمارا تیرے اوپر احسان ہے کہ ہم نے تجھے قتل نہیں کروایا بلکہ تیرے نطفے سے پیدا ہونے والے بچے کو ہم نے شیرین کے سپرد کر دیا ہمیں تیرے قصے کے بارے میں سو فیصد یقین تھا چنانچہ ہماری مزید توثیق کے لیے بادشاہ ھند کا فیصلہ ہی کافی ہے ہوا یوں تھا کہ ھندوستان کے بادشاہ نے ہمارے پاس وفد بھیجا ہماری طرف خط بھی لکھا اور ھدیے بھی بھیجے ہم نے تمہیں اس کے خطوط اور ھدیے پہنچا دیئے خاص طور پر اس نے تیرے لیے ایک ہاتھی تلوار اور ایک بار بھیجا تھا اس نے جو خط تجھے لکھا تھا اس میں وسط میں ایک فیصلہ لکھ کر اس میں مہر لگا دی تھی ھدیہ ہم نے تجھے دیدیا تھا لیکن خط رو لیا پھر ہم نے ہندی (ہندوستانی) کاتب کو بلوا کر یہ خاص فیصلہ پڑھوایا چنانچہ لکھا ہوا تھا کہ

بشارت ہے تجھے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر وا ور دل کو خوش کر تو کسریٰ کی بادشاہت کے ۳۸ سال بادشاہت کا تاج پہنے گا اور تجھے اپنے باپ کے علاقوں پر بادشاہ بنا لیا جائے گا اس وقت ہمیں یقین ہوگا کہ ہم نے تیرا روزینہ اور سہولتیں کم نہیں کیں ہم چاہتے تو تجھے قتل کروا دیتے۔

رہی بات فرویش کے خط کی سو اس پر ہم نے مہر لگا کر اپنی بیوی شیروان کو حفاظت کے لیے دے دیا تھا وہ ابھی زندہ ہے اس کا جسم اور عقل صحیح سلامت ہے اگر ہماری بات پر یقین نہ آئے تو اس سے خط لے کر پڑھ لے اور ندامت کا اظہار کر۔

لوگوں کو قید کرنے پر الزام کا جواب

تو نے الزام لگایا کہ ہم نے ظالم لوگوں کو قید خانے میں ڈالا سو ہمارا جواب یہ ہے کہ اس سے پہلے گذشتہ بادشاہ جیومرت سے لے کر بشتا سب تک شاہی امرا میں حسن تدبیر اور عدل و انصاف سے کام لیتے تھے پھر ہم تک سارے بادشاہ عدل پر قائم رہے اور دینداری میں تورع سے کام لیا اگر تم کم عقل اور بے ادب ہے دیندار لوگوں سے پوچھ لے (چونکہ دیندار لوگ ہی دین کے ستون ہوا کرتے ہیں) کہ جن لوگوں نے بادشاہوں کی نافرمانی کی ان کے مخالف ہوئے اور معاہدے توڑے لامحالہ ایسے لوگ قتل و سزا کے مستحق ہوتے ہیں کہ جن لوگوں نے بادشاہ کی نافرمانی کی ان کے مخالف ہوئے اور ان کی نافرمانی کی اور معاہدے توڑے ان پر رحم نہیں کھانا چاہیے ان پر رحم کھانا عین ظلم کے مترادف ہے باوجود ان لوگوں کی نافرمانی کے پھر بھی ہم نے ان کو قتل نہ کیا نہ قید و بند کی صعوبتوں میں ڈالا اور نہ ہی ان کے اعضاء کاٹے اور نہ ہی ان کی آنکھیں سلائیوں کے ساتھ داغیں ہمارے وزران کے اول پر ابھارتے کہیں ایسا نہ ہو کہ حیلے بہانے تراش کر کے نافرمانی پر اتر آئیں ہم انھیں زندہ رکھنا پسند کرتے تھے اور ہمیں ان کی گردنیں مارنا پسند نہیں تھا جب کہ اگر ہم چاہتے تو سب کچھ کر سکتے تھے لیکن ہم سب کچھ اللہ تعالیٰ کے سپرد کرتے رہے اور ان کو سزا دینے میں پیش قدمی نہیں کی صرف اتنا کیا کہ گوشت اور شراب پر پابندی عائد کر دی تھی اس بارے میں ہم نے ماضی کے بادشاہوں کے فیصلوں سے تجاوز نہیں کیا وہ بھی ایسا ہی کیا کرتے تھے کہ تلور اور عیاش پرستی سے روک دیتے تھے جب کہ ہم انھیں کھانا پینا اور ضروریات کی اشیاء مہیا کر دیتے تھے پھر دوران قید ہم ان کو اور ان کی جوڑوں کے درمیان حائل نہیں ہوئے بلکہ ہم نے تو انھیں توالد اور تناسل کے سلسلے میں بیویوں کے ساتھ ہمبستری کرنے پر کھلی اجازت دے دی تھی اب ہمیں یہ خبر معلوم ہوئی کہ ان سرکشوں، منافقوں اور واجب القتل لوگوں کو رہا کر رہا ہے جب تو انھیں رہا کرے گا عنداللہ مجرم ٹھہرے گا اور ماضی کے بادشاہوں اور متقصا کے خلاف کرے گا اور یہ بھی سن لے کہ بادشاہوں کے دشمن کبھی بھی کسی بادشاہ کے درست نہیں ہو سکتے اور نافرمان کبھی کسی بادشاہ کی اطاعت قبول نہیں کرتا چنانچہ حکم کا ارشاد ہے کہ "مجرم کو سزا دینے میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے کیونکہ تاخیر میں عدل کا جنازہ اٹھایا جاتا ہے اور مملکت کے انتظامی امور میں وقوع زر رہتا ہے سو اگر تو لطف و سرور میں اگر ان نافرمانوں کو اور منافقوں کو رہا کر دے تو یہ انتظامی امور میں تیری پہلی غلطی ہوگی۔

آخری الزام کا جواب

رہا تیرا یہ الزام کے ہم نے بہت سارے اموال ساز و سامان اور غلہ اپنے پاس سمیٹ کر جمع کر لیا ہے اور تو نے کہا کہ یہ مال ملک کے رعایا سے ظلماً لیا گیا ہے اور ٹیکس کی وصولی میں ہم نے رعایا پر شدت و سختی کا مظاہرہ کیا ہے اور یہ کہ

ہم یہ مال دشمنوں سے چھین کر نہیں لائے بلکہ اپنے ملک کے رعایا سے جبراً وصول کیا ہے سو اس الزام کا اصل تو یہ ہے کہ جو الزام لچر مزاجی وہٹ دھرمی پر مبنی ہو اسکو چھوڑ دیا جائے اور مطلق توجہ اس کی طرف نہ دی جائے لیکن اس کے متعلق ہمارے پاس دلائل موجود ہیں اس لیے ہم چاہتے ہیں کہ تیرے سامنے اصل حقائق کی وضاحت کریں۔

اے جاہل غور سے سن! بادشاہوں کی بادشاہت اس وقت تک قائم رہتی ہے جب اللہ اموال ولشکر دیدے خاص طور فارس کی بادشاہت ہموالو ساز سامان کے بل بوتے پر قائم رہتی ہے چونکہ ہمارے ملک فارس پر دشمن منہ کھول کھول کر حملوں کی بھرمار کرنا چاہتے ہیں ان کو ردکنے پر آدمی کو اگر قدرت نہ ہو تو لامحالہ لاؤ لشکر، اسلحہ اور ساز وسامان کی کثرت کو سہارا بنا لیا جاتا ہے اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ لاؤ لشکر اسلحہ وغیرہ کی پیداوار کے لیے اموال کا بھاری بجٹ خرچ کرنا پڑتا ہے اور اموال جمع کثیرہ ہی جمع ہو سکتے ہیں جب ٹیکسز اور خراج وغیرہ کا وصولی میں اچھی طرح سے کوشش کی جائے اور تیزی ہوشیاری سے کام لیا جائے اس طرح اموال جمع کرنا ہماری ایجاد نہیں بلکہ ماضی میں اسلاف ایسا ہی کیا کرتے تھے۔ انھوں نے بھی ہماری طرح اموال کی بھاری مقدار جمع کر رکھی تھی چنانچہ ہمارے باپ دادا کے بیت المال خزانوں سے معمور تھے لیکن بہرام منافق نے تیرے خیر خواہوں کو ساتھ رکھ کر یہ خزانے لوٹ لیے تھے اور جو کچھ اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے وہ کچھ تو اپنے ساتھ لکھے گئے اور بقیہ اموال کو تباہ و برباد کر دیا چنانچہ ہمارے بیت المال میں صرف ایسا اسلحہ باقی رہا جس کو وہ اپنے ساتھ نہیں لے جا سکتے تھے یا اسے خراب نہیں کیا جا سکتا تھا۔

پھر جب الحمد اللہ جب ہماری بادشاہت ہمارے پاس لوٹ آئی تو ہم کافی مضبوط ہو گئے رعیت نے بھی مکمل فرمانبرداری کا ہمیں یقین دلایا اس وقت ہم نے رعایا کی طرف سے آفات ومصائب کا دفاع کیا اور ہمہ وقت لڑنے کے لیے تیار رہتے پھر ہم نے انتظامی امور کے پیش نظر گرد و نواح میں اصبھذین کو بھیجا اور ان پر فاذوسبانین کو نگران اعلیٰ مقرر کیا پھر ہماری بادشاہت کے ۱۳ سال ہم نے اپنے ملک کی سرحدوں پر کمانڈروں کو بھیجا اور جہاں تک ہو سکا ہم نے ان کو تقویت دی تاکہ سرحدوں سے دخل اندوزوں کا منہ توڑ جواب دے سکیں اس واسطے جن لوگوں نے سرکشی یا حکم عدولی سے کام لیا تو ہمارے کمانڈروں نے جسے قید کرنا مناسب سمجھا اسے قید کیا اور جسے قتل کرنا چاہا اسے قتل کیا پھر بھی ہم نے زیادہ سے زیادہ قید و بند ان کی سزا رکھی چاہتے تو ہم انھیں قتل کرتے پھر انھیں سالوں میں دشمن کے علاقہ جات سے بطور غنیمت کے جو اموال، سونا، چاندی، جواھر تانبا، لوہا ریشم دیباج، گھوڑے، اسلحہ وغیرہ حاصل ہوئے ان سے ہمارے بیت المال معمور پڑے تھے یہ اموال ہمیں غنیمت کے طور پر ملے تھے ساری رعایا اس سے بے خوبی واقف ہے۔

چنانچہ ہماری بادشاہت کے ۱۳ سال کے آخر میں چاندی کو سکوں کی شکل میں لانے کا حکم دیا گیا پھر ان میں سے بھاری حصہ لشکر کے عطیات واخراجات پر خرچ ہوا اور ہم نے لشکروں کو بڑھ چڑھ کر روزدینے اور تنخواہیں دینا چنانچہ مت حسین نے بیت المال میں باقی ماندہ اموال کا حساب لگا کر بھیجا اور ہمیں اطلاع دی کہ لشکروں پر ۲ لاکھ تھیلے اشرفیوں کے خرچ ہوئے اب ہم نے فوجیوں کی ضروریات کو تب ہی پورا کیا جب بیت المال میں کچھ تھا۔

پھر ہم نے سمجھا کہ ہماری سرحدیں محفوظ ہو چکیں ہیں اور دشمن کو ہم نے عبرتناک انجام تک پہنچا دیا ہے اور ان کے کھلے منوؤں کو بند کر دیا ہے تو اس وقت ہم نے رعایا میں امن وسلامتی کا عام اعلان کیا اور اپنے ملک کے چاروں اطراف میں رعایا کو پر امن رکھنے کے مناسب اقدام کیئے اس وقت ہم نے لوگوں سے خراج کے بقایا جات ادا کرنے کا مطالبہ کیا اور ہمارے بیت المال سے جو خزانے سونا، چاندی، جواہرات، وغیرہ لوگ لوٹ کر لے گئے تھے ہم نے ان

اموال کا لوگوں سے واپسی کا مطالبہ کیا اور ان مطالبات میں ہم حق بجانب تھے۔

پھر ہم نے اپنی بادشاہت کے ۳۰ سال خام چاندی کو سکوں کی شکل میں لانے کا حکم دیا اس وقت ہمیں اطلاع دی گئی کہ فوجیوں کے اخراجات کے علاوہ بیت المال میں اشرفیوں کے ۴لاکھ تھیلے موجود ہیں اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ محض اپنے فضل وکرم سے روم کے ملوک کی کشتیاں اموال سے بھری ہوئیں بزریعہ ہوا ہمارے قبضے میں دے دیں ہم نے انھیں ہوائی غنیمت سمجھ کر اپنے پاس رکھ لیا بادشاہت کے ۳۰ سال سے لے کر ۳۸ سال تک ہمارے پاس اموال کی بہتات رہی اور بحمد اللہ کوئی کمی واقع نہیں ہوئی۔

اب ہمیں یہ خبر ملی ہے کہ تو ان اموال کو اپنی مروت چمکانے کے لیے اشرار اور نافرمانوں میں تقسیم کرنا چاہتا ہے یاد رکھ یہ اموال بڑی جدوجہد سے حاصل ہوتے ہیں تا کہ دشمنوں سے دفاع کیا جا سکے ماضی میں ہمارے آباؤ اجداد ایسا ہی کرتے چلے آئے ہیں یاد رکھ دشمنوں سے دفاع لشکروں کے ساتھ کیا جاتا ہے اور لشکروں کو تقویت مال سے ملتی ہے اور بیت المال میں کچھ ہوگا تب ہی تو انھیں تقویت ملے گی لہذا ان اموال کو تقسیم کر کے اپنے آپ کو تہمت میں نہیں ڈالنا اور ان کی تقسیم پر جسارت بھی نہیں کرنی یہ اموال تیرے لیے پناہ گاہ کی حیثیت رکھتے ہیں اور ان کے ذریعے تو دشمن کے خلاف قوت وطاقت پیدا کر سکتا ہے۔

جشنس کی واپسی اور کسریٰ کا قتل

چنانچہ جشنس کسریٰ کے جوبات کو اچھی طرح سے محفوظ کر کے واپس شیر دیہ کے پاس جا پہنچا اور اس کے سامنے منوعن سب کچھ کہہ سنایا ان حالات وجوابات کے پیش نظر فارس کے عظماء شیر دیہ سے کہنے لگے کہ اگر تو اپنے باپ کو قتل کرتا ہے تو ہم تیرے فرمابردار غلام ہیں ورنہ ہم تیری اطاعت ختم کر کے دوبارہ تیرے باپ کی اطاعت قبول کر لیتے ہیں اس بات نے شیرویہ کے بال کھڑے کر دیئے مرتا نہ تو کیا کرتا مجبوراً باپ کو قتل کرنے کا حکم دیا سنتے ہی بہت سارے مرد کسریٰ کو قتل کرنے کے لیے اچھل پڑے۔

قتل کے لیے اچھلنے والوں کی نا امیدی

چنانچہ کسریٰ کے پاس جو آدمی بھی اسے قتل کرنے کے لیے آتا آگے سے کسریٰ اسے گالیاں دیتا اور سخت ڈانٹتا حتیٰ کہ کوئی آدمی بھی اسکو قتل کرنے پر مثبت اقدام نہ کر سکا اچانک ایک نوجوان مھر ھرمز بن مرادنشاہ اسکو قتل کرنے کے لیے نمودار ہوا اور اس کا باپ مرادانشا نیمروز کے علاقے کا کسریٰ کی طرف سے صوبیدار رہ چکا تھا اور کسریٰ کا انتہائی فرمابردار اور قریبی تھا۔

کسریٰ کو قتل کی پیشن گوئی

چنانچہ انکلا دو سال قبل نجومیوں نے پیشن گوئی کی تھی کہ تیری موت عنقریب نیمروز کے علاقے سے آنے والی ہے کسریٰ نے اس فعل کا مورد مرادانشا کو ٹھہرایا اور کسریٰ اسکی عظمت وشان سے گھبرانے لگا چونکہ مردان شاہ کے علاوہ قوت وطاقت میں کسریٰ کا کوئی مقابل نہ تھا۔

مردان شاہ کو بلاوا

چنانچہ کسریٰ نے اپنا دفاع کرتے ہوئے مرادانشا کو خط لکھا کہ جلد از جلد میرے پاس آؤ چنانچہ جب مرادانشاہ اس کے پاس پہنچا تو کسریٰ نے بڑی سوچ بچار کی کہ اسکا کوئی نقص یا کوئی غلطی سامنے آجائے تا کہ اس کی پاداش

میں اسے قتل کر دے لیکن مرادانشاہ کی کسی غلطی پر مطلع نہ ہو سکا اور بلاوجہ اسکو قتل کرا بھی مذموم سمجھا چنانچہ کسریٰ اسے اپنا حقیقی خیر خواہ سمجھتا تھا پھر اسے خیال آیا کہ چلو اسے بھی زندہ رکھتا ہوں لیکن ہاتھ کٹوا کر اس کے بدلے میں بھاری مال دے دوا کر اسے راضی کر لوں گا پھر طبعیت کو مجتمع کر کے کہنے لگا کہ بادشاہوں کے ہاں تو بغیر کسی غلطی کے ہاتھ پاؤں اور گردنیں تو کٹتی ہی رہتی ہیں ہمیں کسی نقص کو تلاش کرنے کی کیا ضرورت ہے۔

ہاتھ پاؤں کٹتے وقت مرادانشا کی حالت

کسریٰ نے ایک جاسوس دوڑایا تا کہ مردان شاہ کو دیکھے کہ کٹتے وقت کیا کچھ کہتا ہے اور حاضرین پر اسکا کیا اثر ہوگا چنانچہ جاسوس نے دیکھا کہ جب مرادشاہ کا دائیں بازو کٹا تو اس کٹے ہوئے ہاتھ کو اٹھا کر اپنی گود میں رکھ لیا اور اسے بوسا دے کر رونے لگا اور کہتا ہے کہ اے میرے پیارے ہاتھو اے میری سخاوت والے ہاتھو اے کتابت والے ہاتھو تمہیں کس مصیبت کا سامنا کرنا پڑا۔

جاسوس نے کسریٰ کے پاس جا کر تمام کیفیت بتادی کسریٰ کو اپنے فیصلے پر بڑا افسوس ہوا اور اس کے پاس تعزیت کے لیے عظما فارس کو بھیجا ہمیں اپنے فعل پر بہت ندامت کا سامنا کرنا پڑا ہے اور جس تاوان کا بھی وہ مطالبہ کرے ہم اسے خوب بڑھ چڑھ کر دینے کو تیار ہیں۔

چناچہ انشا نے کسریٰ کے قاصد کو پیغام دیا کہ اسے جا کر کہنا کہ میں تیرے لیے دعائیں کرتا ہوں کہ تو نے مجھے بڑی فضیلت دی اور مجھ سے اچھی طرح پیش آتا رہا میں اس پر شکر گزار رہوں مجھے یہ بھی معلام ہے کہ تو نے جو کچھ میرے ساتھ کیا اسے بھی ناپسند کرتا تھا یہ سب کچھ تقدیر کا ایسا ہی لکھا ہے لیکن میں تجھ سے ایک بات پوچھتا ہوں کہ کس جرم کی پاداش میں تو نے یہ سب کچھ کیا؟

چناچہ قاصد کسریٰ کے پاس پہنچا اور جلدی سے مرادشاہ کا سوال اس کے سامنے پیش کیا کسریٰ نے ایک خط نکال کر دیا جس میں اس کے قتل کی پیشن گوئی کی گئی تھی قاصد جب خط لے کر انشا کے پاس پہنچا تو اس نے جواب میں درخواست کی کہ میری گردن اڑا دو تا کہ میرے ساتھ لگی ہوئی عار و ننگ اتر جائے چناچہ کسریٰ نے اسے قتل کرنے کا حکم دیدیا۔

مہرھرمز کی کسریٰ پر کاری ضربیں

مہرھرمز بن مروان شاہ کسریٰ کے پاس داخل ہوا اس نے ھرمز سے اسکا نام اور اسکے باپ کا نام پوچھا پھر کہنے لگا کہ تو ریف باپ کا بیٹا ہے ہمارے آپس میں گہرے تعلقات رہے ہیں تیرا باپ بے نیاز آدمی تھا ہم اسکا واجبی حق ادا کرتے تھے وہ آگے سے لینے پر انکار کرتا تھا اور ہمارے ساتھ بڑی خیر خواہی سے پیش آتا تھا پس تجھے جس کام کا حکم ملا ہے کر گزر۔

چناچہ ھرمز نے تلوار سے اس کے شانے پر کئی ضربیں لگائیں لیکن تلوار اس کے شانے کو نہ کاٹ سکی کسریٰ کی تلاشی لی گئی اچانک دیکھا کہ اس نے ایک موتی اپنے شانے کے ساتھ باندھ رکھا ہے اور اس موتی کے متعلق مشہور تھا کہ جو بھی اسکو باندھے لے گا تلوار اس پر نہیں چلے گی چناچہ موتی شانے سے کھول لیا گیا پھر ھرمز نے ایک ہی وار سے کسریٰ کو ٹھنڈا کر دیا شیرویہ کو جب باپ کے قتل کی خبر پہنچی تو گریبان پھاڑ پھاڑ کر رونے لگا پھر حکم دیا اسکی لاش اٹھوا کر ناؤس میں لائی گئی اور عظما وغیرہ کو دکھائی گئی۔

شیرویہ کا انجام

کسریٰ ۳۸ سال فارس پر بادشاہت کر کے مقتول ہوا وزرا نے شیرویہ کو مشورہ دیا کہ تیرے بھائی تجھ سے

باپ کا انتقام لیں اس سے قبل تو ان کا صفایا کر دے جب شیرویہ نے اپنے سترہ بہادر صاحب مروت اور باادب بھائیوں کو قتل کروایا اس کے بعد شیرویہ ہر وقت پریشان رہتا تھا اسے ہر طرح کی بیماریاں لاحق ہو گئیں کسی بھی لذیذ چیز سے لذت نہ اٹھا سکا اسکی ہلاکت .... میں ہوئی آل سان میں اسے نحوست سمجھا جاتا تھا۔

جب بھائیوں کو قتل کروایا تو غم سے نڈھال ہو گیا تھا اور قتل کے دو دن بعد اسکے پاس اسکی دو بہنیں بوران اور میدخت آئیں اسے کو بھی ڈانٹا اور سخت وکست کہا۔ اور کہنے لگیں کہ تجھے نہ رہنے والی بادشاہت نے قتل پر ابھارا تو نے حرام کاموں کا ارتکاب کیا ان کی باتیں سن کر زور زور سے رونے لگا تاج سر سے اتار پھینکا اور جزع وفزع کرنے لگا۔

اس کا زمانہ غم و پریشانی کا مجموعہ بن گیا تھا اسی کے عہد میں فارس میں طاعون پھیلا اور لوگوں کی کثیر تعداد مر گئی کچھ تھوڑے لوگ زندہ بچ سکے اسکی بادشاہت صرف آٹھ ماہ رہی۔

اردشیر بن شیرویہ

شیرویہ کے بعد اسکا بیٹا اردشیر بن شیرویہ بن پرویز بن ھرمز بن کسریٰ انوشیروان فارس کا بادشاہ بنا اس وقت اسکی عمر سے سال تھی عظماء فارس نے اسے بادشاہ بنالیا اسکی پرورش مہادر جشنس (جو کہ پادریوں کا سردار تھا) کیا کرتا تھا اسنے اچھی طرح سے ملکی سیاست کو چلایا جن امور کو اردشیر بچپنے کی وجہ سے نہیں سمجھ سکتا تھا ان میں کفایت شعاری سے کام لیا۔

شہر براز روم کی سرحد کے ساتھ والے علاقوں کا گورنر تھا وہاں بمعہ لشکر کے مقیم رہتا تھا اور شیرویہ وقتاً فوقتاً خط لکھ کر اسے بیدار رکھنے کی کوشش اور شاہی امور میں اس سے مشورہ بھی لیتے رہتے تھے لیکن جب عظماء فارس نے اردشیر کو بادشاہ بنالیا تو انھوں نے شہر براز کو مشاورت میں شریک نہ کیا اس بات کو بہانہ بنا کر بغاوت پر اتر آیا اور رعایا کا قتل عام کیا غلامی کے طوق سے نکل کر اب بادشاہی کے خواب دیکھنے لگا لوگوں کو از سر نو بادشاہ کے انتخاب کے لیے مشادر تپر بلانے لگا بالآخر اردشیر کو لشکر کشی کے ارادے سے بمعہ لاؤلشکر کے چل پڑا۔

ادھر پتا چلتے ہی مہادر جشنس طیسون شہر میں قلعہ بند ہو گیا اردشیر اور اس کے خاندان کی عورتیں وغیرہ بھی اس قلعہ میں منتقل کیا اردشیر اور اس کے خاندان کی عورتیں بھی اس میں منتقل کیا خزانے، گھوڑے، اسلحہ، ساز، سامان وغیرہ بھی اس قلعہ میں جمع کیا۔ شہر باز اپنے ساتھ چھ ہزار کا لشکر لے کر آیا تھا طیسون کے باہر پڑاؤ ڈالا اور شہر کا محاصرہ کر کے منجنیقوں سے پتھر برسانا شروع کیے مگر منصورین کو کچھ گزند نہ پہنچا ہر وقت حیلے بہانے کرتا رہتا تھا مگر جب دیکھا کہ کسی طرح کامیابی نہیں ہو رہی ہے تو چوکیداروں کے رئیس نیوخسروا اور نیمروز کے اصبھذ نامدار جشنس سے مل ملاپ کر کے شہر کا دروازہ کھلوالیا بمعہ لشکر کے اندر آیا عظماء کا قتل عام کیا اموال وغیرہ لوٹے عورتوں کی بے حرمتی کی اور لوگوں کو اردشیر کے قتل کرنے کا حکم دیا لوگوں نے اس کمسن بادشاہ کو قتل کر دیا [illegible] بادشاہت [illegible] کیا۔

بادشاہ شہر براز

پھر شہر براز خود بادشاہ بن بیٹھا اسکا نام فرخان ماہ اسفندیا تھا اور شہر براز لقب تھا شاہی خاندان سے نہیں تھا بادشاہی تخت پر بیٹھا تو اسکا پیٹ خراب ہو گیا خادموں سے کہا کہ میں بیت الخلاء جانے کی قدرت نہیں رکھتا میرے سامنے ایک طشت لا کر رکھو چنانچہ شاہی تخت کے سامنے طشت رکھوا کر اس میں پاخانہ کرتا تھا۔

اھل اصطخر کے تین آدمی فسفروخبن ماخرشیذان اور اس کے دو بھائی شہر براز کیا ردشیر کو قتل کرنے پر سخت برہم ہوئے غیرت میں آکر قسمیں کھا کر آپس میں وعدہ کرلیا کہ شہر براز کو قتل کر کے دم لیں گے اور یہ تینوں آدمی بادشاہ کے چوکیدار رہا کرتے تھے اس وقت چوکیداروں کا طریقہ یہ ہوا کرتا تھا کہ زرہ پہن کر اور اسلحہ لے کر بادشاہ سے پہلے

دروازے پر موجود ہوتے تھے اور جوں ہی بادشاہ محل سے نکلتا تھا اسکے آگے سجدہ ریز ہو جاتے تھے پھر سجدے سے اٹھ کر بادشاہ سے عاجزی سے کھڑے ہو جاتے تھے۔

چنانچہ شہر براز کچھ ہی دنوں بعد گھوڑے پر سوار ہو کر نکلا جب فسفروہ اور اس کے بھائیوں کے محاذات (برابر میں) آ گیا تو فسفروح نے نیزے سے اس پر حملہ کر دیا پھر بھائیوں نے دل کی بھڑاس نکالی حتی کے مردہ ہو کر گھوڑے سے نیچے گرا ان کے قتل کے ساتھ عظماء فارس میں سے ایک آدمی زاذنفروخ نامی بھی دے رہا تھا چنانچہ شہر براز کے پاؤں میں رسی ڈال کر آگے اور پیچھے کھینچا اور لوگوں کے سامنے اس کی تشہیر کی پھر ان لوگوں کو بھی قتل کیا جو اردشیر کو قتل کرنے میں شریک تھے عظماء فارس نے مل کر بوران بنت کسری کو اپنا بادشاہ بنالیا شہر براز صرف چالیس دن تک بادشاہ رہا۔

بوران بنت کسری پرویز

شہر براز کے بعد بوران بنت کسری فارس کی ملکہ بنی کہا جاتا ہے کہ جس دن بوران ملکہ بنی اسی دن کہنے لگی کہ ''میں احسان کرنا چاہتی ہوں اور عدل وانصاف سے کام لوں گی'' شہر براز کا وزارت کا عہدہ فسفروخ کے سپرد کرتی ہوں اور اسکی رعیت کے ساتھ بہتری کا معاملہ کرنا چاہتی ہوں چنانچہ خام چاندی کو سکوں کی شکل میں ڈھلوایا پل وغیرہ مرمت کرائے خراج کے بقایا جات معاف کیے لوگوں کو خطوط لکھ کر ان سے احسان مندی کا وعدہ کیا اہل بیت پر ہونے والے مظالم سے لوگوں کو آگاہ کیا۔

لوگوں کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کی، ایک دوسرے کے خلاف لوگوں کو محاذ آرائی سے باز رکھا فرمابرداری پر اپنے لوگوں کو ابھارا الغرض جہاں بھی جس امر کی ضرورت پیش آتی تھی خطوط لکھ کر معاملے کو نمٹانے کی کوشش کی ملک روم کو صلیب واپس کی جو کسری پرویز کے زمانے میں ان کے پاس پڑی ہوئی تھی بوران ایک سال چار ماہ فارس پر ملکہ رہی۔

بادشاہ جشنسدہ

بوران کے بعد جشنسدہ بادشاہ بنا یہ کسری پرویز کا رشتے میں دور کا چچا زاد بھائی لگتا تھا ایک مہینے سے بھی کم عرصہ بادشاہ رہا۔

ملکہ آزرمیدخت بنت کسری پرویز

پھر آزرمیدخت بنت کسری فارس کی ملکہ بنی ذکر کیا جاتا ہے کہ کمال درجے کی حسین وجمیل تھی جب ملکہ بنی تو کہنے لگی کہ ہمارا طریق بادشاہی، کسری ہمارے باپ والا طریقہ ہوگا جس نے ہماری مخالفت کی ہم اسکا خون بہائیں گے

کہا جاتا ہے کہ اس وقت فارس کا بڑا سپہ سالار فرخ ھرمزان دنوں خراسان کا گورنر بنا ہوا تھا اس نے آزرمید کو پیغام بھیجا کہ میرے ساتھ شادی کر لے آزرمیدخت نے جواب دیا کہ ملکہ کے لیے شادی کرنا جائز نہیں ہاں اگر تو نے اپنی پیاس بجھانی ہے تو فلاں رات میرے پاس آ جانا اور اپنا مطلوب حاصل کر لینا چنانچہ فرخھرمز نے آؤ دیکھا نہ تاؤ اور مدائن کی طرف چل دیا آزرمیدخت نے مناسب جگہ پر اپنے چوکیدار چھپالی اور انھیں حکم دیا کہ جونہی وہ پہنچے تو اس کا سر قلم کر دو چنانچہ چوکیداروں نے ایسا ہی کیا پھر ٹانگوں سے پکڑ کر کھنچوایا اور شاہی محل کے صحن میں پھینکوا دیا لوگوں نے صبح کو اسے مقتول دیکھا بعد میں آزرمیدخت نے اس کی لعش غائب کروا دی۔

اس کے قتل ہونے کی خبر جب اسکے بیٹے رستم بن فرخھرمز کو پہنچی تو اس نے ایک بڑا لشکر لا کر دارالحکومت مدائن پر چڑھائی کر دی آزرمیدخت کی آنکھوں کو گرم سلائیوں کے ساتھ داغ کر قتل کیا بعض مورخین کہتے ہیں کہ کسی نے اسے زہر پلا دیا تھا واللہ اعلم۔ صرف چھ مہینے فارس پر حکومت کر سکی۔

کسریٰ بن مهر اجشنس

آذرمیدخت کے بعد کسریٰ بن مہر اجشنس بادشاہ بنا یہ اہواز میں رہا کرتا تھا عظماء فارس نے اسے بادشاہ بنا لیا شاہی تخت پر بیٹھا اور شاہی تاج سر پر رکھا پھر کچھ دنوں بعد قتل کر دیا گیا۔

خذراخسروا

بعض مورخین کی رائے یہ ہے کہ خرزاخسروا آذرمیدخت کے بعد بادشاہ بنا تھا یہ پرویز کی اولاد میں سے تھا کہا گیا ہے کہ نصیبین کے قریب حجارہ نامی قلعے میں پایا گیا جب مدائن آیا تو چند دن ٹھہرا رہا کہ لوگوں نے اسکی مخالفت کر دی اور علم بغاوت اس کے خلاف بلند کر دیا۔

فیروز بن مہر اجشنس

بعض حضرات نے کہا ہے کہ آذرمیدخت کے بعد فیروز بن مہر اجشنس فارس کا بادشاہ بنا بہر حال جب کسریٰ بن مہر اجشنس کو قتل کیا گیا تو عظما فارس نے کسی آدمی کو تلاش کیا جو شاہی خاندان سے تعلق رکھتا ہو چنانچہ انوشیروان کسریٰ کا ایک نواسہ فیروز بن صہار بخت بنت یزداندار بن کسریٰ انوشیروان جو کہ میسان میں مقیم تھا عظماء نے اسے زبردستی بادشاہ بنا دیا۔ بڑے سر والا تھا جب تاج پہننے لگا تو کہنے لگا کہ یہ تاج کس قدر تنگ ہے لوگوں نے تاج کے تنگ ہو جانے کو بدفعلی سمجھا پھر کچھ ہی دنوں بعد اس کو قتل کر دیا۔ بعض حضرات کہتے ہیں کہ جب تاج سجاتے وقت اس نے کہا تھا کہ ''یہ تاج کس قدر تنگ ہے'' اسی موقع پر عظماء نیا سے قتل کر دیا۔ واللہ اعلم

فرخزادخسروا

کہا گیا ہے کہ عظماء میں سے ایک آدمی زازی نامی نصیبین کے قریب حجارہ نامی قلعے میں پڑے ہوئے غلاموں کا سردار تھا شیرویہ نے جب اپنے بھائیوں کا قتل عام کیا اس کا ایک بھائی بھاگ کر جا کر اس قلعہ میں جا چھپا تھا زازی اس قلعے سے اسے پکڑ لایا اور بادشاہ بنا دیا کچھ عرصہ تک لوگ اس کے مطیع و فرمابردار بنے رہے پھر کسی وجہ سے اس کے مخالف ہو گئے بعض مورخین نے کہا ہے کہ مخالفین نے اسے بھی قتل کر دیا تھا اور یہ صرف چھ مہینے تک بادشاہ رہا۔

یزدجرد بن شہریار

شیرویہ نے جب بھائیوں کا قتل عام کیا تھا اس وقت یزدجرد بن شہریار بن کسریٰ پرویز اصطخر آ گیا تھا جب اصطخر کے عظماء کو معلوم ہوا کہ بڑے بڑے لوگوں نے فرخذادخسروا کی مخالفت کر دی ہے تو اسے اردشیر کے آتشکدے میں لے کر آئے وہاں اس کے سر پر تاج سجایا (عمر میں ابھی کمسن تھا) پھر عظماء اصطخر نے دارالحکومت مدائن میں جا کر کسی حیلے سے فرخذاخسروا کو قتل کر دیا اور یزدجرد کو بادشاہ بنا کر شاہی تخت پر لا بٹھایا۔

اس کی بادشاہت اس کے آباؤ اجداد کی بنسبت محض خوب وخیال ہی تھی عظماء اور وزراء نے ملکی نظام کو سنبھالے رکھا چونکہ یہ ابھی کمسن تھا وزراء وغیرہ کو متنبہ کرتا تھا۔

مملکت فارس کمزور پڑ گئی دشمن ہر طرف سے منہ کھول کھول کر اہل فارس کی طرف لپکے اور فارس کے بلاد کو روندڈالا عربوں نے اکثر علاقوں پر قبضہ کر لیا یزدجرد کی بادشاہت کے ابھی دو سال گزرے تھے کہ اسے ان حالات کا سامنا کرنا پڑا۔ مقتول ہوتے وقت اسکی عمر ۲۸ سال تھی۔

یزدجرد کے بقیہ حالات انشااللہ فتوحات مسلمین کے ابواب میں آئیں گے۔

بنی نوع انسان کو زمین پر آئے ہوئے کل مدت

اہل کتاب کے اندازے کے مطابق

اہل کتاب یہود کے قول کے مطابق آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے اور آپ ﷺ کی ہجرت الی المدینہ کے درمیان کا کل عرصہ چار ہزار چھ سو بیالیس سال (۴۶۴۲) اور کچھ مہینے ہے۔ یہ قوم یہودیوں کی تورات کے مشہور نسخے کے مطابق ہے۔

نصاری کے قول کے مطابق حضرت آدم علیہ السلام اور ہجرت مدینہ کے درمیان پانچ ہزار نو سو بیانوے سال (۵۹۹۲) اور کچھ مہینے کا عرصہ گزرا ہے۔

اور فارس کے مجوسیوں کے قول کے مطابق آدم علیہ السلام سے لے کر ہجرت مدینہ چار ہزار ایک سو بیاسی (۴۱۸۲) سال ۱۰ مہینے ۱۹ دن ہیں اور مجوسیوں کی تاریخ کی ابتداء جیومرت سے ہوتی ہے اور جیومرت سے آدم مراد لیتے ہیں۔

علماء اسلام کے اقوال

کچھ اقوال تو ہم نے گذشتہ صفحات میں ذکر کر دیئے ہیں اور جن اقوال کا ذکر پہلے نہیں ہو سکا ان کو یہاں ذکر کر رہے ہیں۔

علماء اسلام کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن کا عرصہ گزرا اور ایک قرن سو سال کا ہوتا ہے نوح اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان بھی دس قرن گزرے ہیں اور ابراہیم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام کے درمیان بھی دس قرن گزرے ہیں اس قول کے مطابق آدم علیہ السلام سے لے کر موسی علیہ السلام تک ۳۰ قرن یعنی ۳ ہزار سال کا عرصہ گزرا ہے۔

اقوال مختلفہ

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن گزرے ہیں اور یہ طویل عرصہ شریعت برحق کے مطابق گزرا ہے۔

محمد بن عمرو بن قاود اسلمی اہل علم سے نقل کرتے ہیں کہ آدم علیہ السلام اور نوح علیہ السلام کے درمیان دس قرن گزرے ہیں اور ایک قرن سو سال کا ہوتا ہے اسی طرح نوح علیہ السلام اور ابراہیم علیہ السلام کے درمیان بھی دس قرن گزرے ہیں اسی طرح ابراہیم علیہ السلام اور موسی علیہ السلام کے درمیان بھی دس قرن گزرے ہیں۔

سلمانؓ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اور عیسی علیہ السلام کے درمیان ۶۰۰ سال کا وقفہ ہے، عوفؒ کہتے ہیں کہ موسی علیہ السلام اور عیسی علیہ السلام کے درمیان ۶۰۰ سال کا وقفہ ہے گویا موسی علیہ السلام اور آپ ﷺ کے درمیان تقریبا دس قرن گزرے ہیں۔

محمد بن سیرینؒ کہتے ہیں کہ مجھے بتلایا گیا ہے کہ کعب رضی اللہ تعالی عنہ نے ام حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہ سے کہا کہ "یا اخت ھارون" میں موسی علیہ السلام کے بھائی ھارون علیہ السلام مراد نہیں ہیں بلکہ کوئی دوسرے ھارون ہیں جو مریم کے بھائی تھے عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالی عنہا فرمانے لگیں کہ تو نے جھوٹ بولا ہے بلکہ ھارون علیہ السلام سے مراد موسی علیہ السلام کے بھائی ہیں۔

کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہنے لگے کہ اے ام المومنین! اگر یہ بات آپ ﷺ نے ارشاد فرمائی تو وہ ہم سے زیادہ خبردار ہیں ورنہ میں تو عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ مریم اور موسیٰ علیہ السلام کے بھائی ھارون کے درمیان چھ سو سال کا عرصہ پاتا ہوں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا خاموش ہو گئیں اور کچھ جواب نہ دیا۔

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ موسیٰ بن عمران اور عیسیٰ بن مریم کے درمیان ایک ہزار نو سو (۱۹۰۰) سال کا وقفہ ہے۔ ان دونوں کے درمیان بنی اسرائیل کے ایک ہزار انبیاء کرام مبعوث ہوئے ہیں۔

عیسیٰ علیہ السلام اور آپ ﷺ کے درمیان (۵۶۹) سال کا عرصہ گزرا ہے اس عرصہ کے شروع شروع میں تین انبیاء کرام مبعوث ہوئے چونکہ اللہ تعالیٰ سورہ یٰسین میں فرماتے ہیں کہ ''اذ ارسلنا الیھم اثنین وکذبوھما **فعززنا بثالث**'' اور تیسرے جنہیں اللہ تعالیٰ نے پہلے دو کا مددگار بنا کر بھیجا تھا وہ شمعون ہیں گویا کہ چار سو چونتیس سال کا عرصہ فترت (وقفہ) کا زمانہ ہے اس زمانہ میں کوئی نبی مبعوث نہیں ہوئے تھے پھر مذکورہ عرصہ کے بعد آپ ﷺ دنیا میں مبعوث کیے گئے اور عیسیٰ علیہ السلام کو ۳۲ سال چھ ماہ کی عمر میں آسمان پر اٹھا لیا گیا تھا اور عیسیٰ علیہ السلام کی نبوت تیس مہینے تک رہی اب وہ آسمانوں پر ہیں اور حیات ہیں۔ (انتھی قول ابن عباسؓ)

وھب کہتے ہیں کہ کہ دنیا کو وجود میں آئے ہوئے پانچ ہزار چھ سو سال (۵۶۰۰) کا عرصہ گزرا ہے۔

عبداللہ بن بسیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عبداللہ! تو ایک قرن تک زندہ رہے گا چنانچہ عبداللہ بن بسیر ایک سو سال تک زندہ رہے۔

یہ قوم علماء اسلام سے نقل کیا گیا ہے اور ان میں شدید تفاوت پائی جاتی ہے چونکہ مذکورہ بالا اقوال اسی طرح تفاوت کے ساتھ اہل علم سے ہیں۔ امام واقدیؒ حکایت کرتے ہیں۔ لہذا امام واقدی کے جمیع اقوال کے مطابق رسول اللہ ﷺ تک دنیا کی کل عمر ۴ ہزار ۶ سو سال بنتی ہے۔

اور ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے مطابق دنیا کی مجموعی عمر رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کے وقت پانچ ہزار پانچ سو سال (۵۵۰۰) بنتی ہے۔

اور وھب بن منبہؒ کے قول کے مطابق منجملہ وھب بن منبہ تک (۵۶۰۰) سال تک کا عرصہ گزرا ہے اور دنیا کی مجموعی مدت چھ ہزار (۶۰۰۰) سال ہے اور وھب بن منبہ نے ایک سو چودہ (۱۱۴) ہجری میں وفات ہوئی ہے۔ اور ہجرت مدینہ سے لے کر ہمارے (محمد بن جریر الطبری) زمانے تک دو سو پندرہ (۲۱۵) سال گزرے ہیں۔

(حاصل یہ ہوا کہ محمد بن جریر الطبریؒ تک دنیا کی کل عمر (۲۶۱۵) سال ہے اور آج چودہ سو ہجری ہے لہذا ہمارے زمانے تک تقریباً ساڑھے سات ہزار سال دنیا کو وجود میں آئے ہوئے گزر گئے ہیں) واللہ اعلم۔

وھب بن منبہ کا یہ قول (جو اوپر گزر چکا ہے) ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول کے موافق ہے۔

بعض علمائے اسلام کا کہنا ہے کہ آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے سے لے کر نبی اکرم ﷺ تک چھ ہزار ایک سو تیرہ سال کا عرصہ گزرا ہے بایں طور پر اس قول کے مطابق آدم علیہ السلام کے زمین پر اترنے سے لے کر ابراہیم علیہ السلام کی پیدائش مبارک تک ایک ہزار ستر سال کا عرصہ گزرا ہے اور مولد ابراہیم علیہ السلام سے لے کر موسیٰ علیہ السلام سے مصر سے نکلنے تک کا (۵۶۵) سال کا عرصہ بنتے ہیں اور موسیٰ علیہ السلام کے مصر سے خروج سے لے کر بیت المقدس تک (یہ سلیمان علیہ السلام کے زمانے میں ہوا تھا) (۶۳۶) سال کا زمانہ ہے۔

اور بیت المقدس کی بناء سے اسکندر بادشاہ تک سات سو سترہ سال کا عرصہ ہے اور اسکندر سے عیسیٰ علیہ السلام

کی پیدائش تک (۳۶۹) بنتے ہیں اور عیسی علیہ السلام کی پیدائش سے نبی اکرم ﷺ کی بعثت تک (۵۵۱) سال کا عرصہ ہے اور آپ ﷺ نے بعثت کے تیرہ سال بعد مدینے کی طرف ہجرت کی۔

اس مدت کو ذیل کے طریقے سے سمجھنا آسان ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام	تا	طوفان نوح	(۲۲۵۶)
طوفان نوح	تا	مولد ابراہیم	(۱۰۷۰)
مولد ابراہیم	تا	خروج موسیٰ مصر	(۵۶۵)
خروج موسیٰ	تا	بنا بیت المقدس	(۶۳۶)
بنا بیت المقدس	تا	اسکندریہ بادشاہ	(۷۱۷)
اسکندر	تا	مولد عیسیٰ	(۳۶۹)
مولد عیسیٰ	تا	رسول اللہ ﷺ	(۵۵۱)
بعثت	تا	ہجرت مدینہ	(۱۳)

کل میزان! حضرت آدم علیہ السلام تا ہجرت مدینہ (۶۱۷۷)۔ (من المترجم)

ابن عباس رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے کہ آدم علیہ السلام سے نوح علیہ السلام تک ۲۲۰۲ سال، نوح سے ابراہیم تک ۱۱۴۳ سال، ابراہیم علیہ السلام سے لے کر موسیٰ علیہ السلام تک ۵۷۵ سال، موسیٰ علیہ السلام سے داؤد علیہ السلام تک ۱۷۹ سال، داؤد علیہ السلام سے عیسیٰ علیہ السلام تک ۱۰۵۳ سال، اور عیسیٰ علیہ السلام سے محمد ﷺ تک ۶۰۰ سال ہیں۔

(اس طرح ان تمام سالوں کا مجموعہ ۵۷۵۲ سال بنتا ہے)۔ من المترجم

اور ھشیم بن عدی بعض اہل کتاب سے نقل کرتے ہیں کہ۔

آدمؑ سے طوفان نوح تک.........۲۲۵۶ سال،

طوفان نوحؑ سے ابراہیمؑ تک.........۱۰۲۰ سال،

وفات ابراہیمؑ سے بنی اسرائیل کے مصر جانے تک.........۷۵ سال،

دخول بنی اسرائیل سے موسیٰؑ کے مصر سے خروج تک.........۴۳۰ سال،

خروج موسیٰ سے بنا بیت المقدس تک.........۵۵۵ سال

بنا بیت المقدس سے بخت نصر بادشاہ تک.........۴۴۶ سال،

بخت نصر سے اسکندریہ بادشاہ تک.........۴۳۶ سال،

اسکندر بادشاہ سے سولہ ہجری تک.........۱۲۴۵ سال،

(ان سالوں کا مجموعہ ۶۴۶۳ سال بنتا ہے۔ اور آج ۱۴۲۳ ہجری ہے، جبکہ ۲۱۶ ہجری اور ۱۴۲۳ ہجری کے درمیان ۱۲۰۷ سال کا عرصہ ہے اس طرح کل مجموعہ ۷۶۷۰ (سات ہزار چھ سوستر) سال بنتا ہے)

ختم شد جلد اول حصہ دوم